وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

16

سلسلة خدمة الحديث النبوی

اللہ رسول محمد

احادیث مبارکہ کا عظیم ترین مجموعہ

شَرحُ السُّنَّة

تالیف:

أبو محمد الحسين بن مسعود البغوي

٤٣٣ — ٥١٦ھ

ترجمہ: ابو ثمامہ محمد عبداللہ سلیم حفظہ اللہ
تحقیق وتخریج: ابو القاسم محمد محفوظ اعوان حفظہ اللہ
نظر ثانی: عبداللہ یوسف ذہبی حفظہ اللہ
تقریظ: شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ پبلیکیشنز۔ لاہور

فہرست مضامین

(5)...... كِتَابُ الصَّلَاةِ — نماز کی کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ، أَمَّا بَعد!

اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ، مکمل دین ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (المائدة : ٣)

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کردیا، اور اپنی نعمت پوری کردی، اور اسلام کو بحیثیت دین تمہارے لیے پسند کرلیا۔''

اسلام دین فطرت ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (الروم : ٣٠)

''پس (اے میرے نبی!) آپ یکسو ہوکر دین اسلام پر قائم رہیے، یہ اللہ کا وہ دین فطرت ہے جس کے مطابق اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے، یہی سچا اور صحیح دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔''

اسلام کی جملہ جزئیات اور تفصیلات قرآن مجید اور احادیث رسول میں موجود ہیں۔ حدیث قرآن مجید کی تشریح و تفسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تشریعی اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ اللہ کی طرف سے امر و نہی اور تحلیل و تحریم صرف یہی نہیں جو صرف قرآن میں بیان ہوئی ہیں۔ بلکہ وہ سب ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے حرام یا حلال قرار دیا۔

﴿ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ﴾ (الاعراف : ١٥٧)

''وہ (رسول) لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ اور اُن کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور خبیث اور گندی چیزوں کو حرام کرتے ہیں، اور اُن بارہائے گراں اور بندشوں کو ان سے ہٹاتے ہیں جن میں وہ پہلے سے جکڑے ہوئے تھے۔''

اس طرح وہ تمام اقدامات جو قرآن کی تفسیر یا قرآن سے زائد تشریح کے لیے کیے گئے ہیں ان کی حیثیت منزل من

اللہ کی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی کتاب اللہ کی مقتضیات کی عملی تشریح وتعبیر تھی۔

﴿ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ ﴾ (النحل : ٤٤)

''اے نبی! اور ہم نے یہ ذکر تمہاری طرف اس لیے نازل کیا کہ تم لوگوں کے لیے واضح کر دیں اس تعلیم کو جو ان کی طرف اُتاری گئی۔''

خود حضور ﷺ پر وحی کی ابتدا حدیث کی تنزیل سے ہوئی اور آپ کی حیاتِ مبارکہ میں جبریل علیہ السلام سے آخری مکالمہ بھی حدیث کی صورت میں وقوع پذیر ہوا۔ اس ضمن میں قرآنِ مجید کی اس آیت مبارکہ پر توجہ مطلوب ہے:

﴿ اِنَّاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ كَمَاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰی نُوْحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ عِیْسٰی وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَیْمٰنَ ۚ وَ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴾

(النساء : ١٦٣)

''بے شک ہم نے آپ پر وحی اتاری ہے، جیسے نوح اور ان کے بعد کے دوسرے انبیاء پر اتاری تھی، اور جیسے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان پر وحی اتاری تھی، اور ہم نے داؤد کو زبور دی تھی۔''

تمام انبیاء علیہم السلام کو جس کے ذریعے سے ہدایت کا پیغام اور احکامات عطا کیے گئے، وہ سب وحی کے علاوہ کچھ اور نہ تھے، بیسیوں روایات میں احادیث کو لکھنے، سیکھنے، سکھانے اور دوسروں تک پہنچانے کی تلقین موجود ہے:

((تَسْمَعُوْنَ مِنِّی وَیُسْمَعُ مِنْكُمْ ، وَیُسْمَعُ مِمَّنْ یَّسْمَعُ مِنْكُمْ .))[1]

''تم لوگ مجھ سے سنتے ہو، دوسرے لوگ تم سے سنا کریں گے۔ اور پھر ان سے اور لوگ سنیں گے اور پھر ان سے اور لوگ سنیں گے۔''

((نَضَّرَ اللّٰهُ إِمْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِی فَوَعَاهَا ، ثُمَّ أَدَّاهَا إِلٰی مَنْ لَمْ یَسْمَعْهَا .))[2]

''اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو رونق اور روشنی عطا فرمائے، جس نے میری بات سنی، اور پھر یاد رکھی، اور پھر وہ بات اس شخص تک پہنچا دی، جس نے اسے نہیں سنا۔''

مذکورہ بالا حدیث شریف میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دعا فرمائی گئی جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کی حفاظت کرتے

[1] سنن ابوداؤد، کتاب العلم، رقم: ٣٦٥٩۔ سلسلة الاحاديث الصحيحة، رقم: ١٧٨٤ .

[2] شرف أصحاب الحديث للخطيب، رقم: ٢٠۔ موافقة الخبر الخبر للحافظ ابن حجر: ١/ ٣٧١۔ وقال: هذا الحديث صحيح المتن .

اور ضبط میں رکھتے اور پوری صحت اور اتقان کے ساتھ دوسروں تک پہنچا دیتے۔ حفاظت حدیث اور مبلغین حدیث کے لیے رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ حفظ حدیث اور تبلیغ حدیث ونشر حدیث آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا اور دلی چاہت ہے۔

﴿ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴾ (التوبة : ٦٢)

''اللہ اور اس کے رسول زیادہ حق دار ہیں کہ انہیں راضی رکھا جائے۔''

ایک عرصہ سے ''شرح السنة للبغوی'' کے ترجمہ اور احادیث کی علمی توضیح کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے ''ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز'' نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور اسے پورا کرنے کی سعی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے فاضل دوست ابو ثمامہ محمد عبداللہ سلیم حفظہ اللہ (آف سرگودھا) کو جنہوں نے اس عظیم کتاب کا سلیس ترجمہ ترجمانی کی صورت میں کر دیا تاکہ عربی زبان سے ناواقف لوگ اس سے کامل طور پر مستفید ہو سکیں۔ محترم جناب حافظ عبداللہ یوسف ذہبی حفظہ اللہ نے دن رات کی اَن تھک محنت سے اس پر نظر ثانی، تصحیح و تنقیح کا فریضہ انجام دیا۔

یہاں پر ہم بھائی محمد رمضان محمدی کے شکر گزار ہیں جن کی کاوش سے یہ کام پایا تکمیل کو پہنچا۔ اور ایسے ہی ہم اپنے مربی اور عصر حاضر کی بہت بڑی شخصیت فضیلۃ الشیخ علامہ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے انتہائی شکر گزار ہیں جو اپنی مصروفیات کے باوجود ادارہ کی سرپرستی کر رہے ہیں، ان کی ترغیب، تشجیع اور اشراف کا ہی نتیجہ ہے کہ کتب حدیث زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ رہی ہیں اور ساتھ میں علمی و اصلاحی تقریظ تحریر کر کے ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ کثر اللّٰه أمثاله فى العالم .

ادارہ کی ایک اہم شخصیت جن کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے، محترم حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ جو کہ شعبہ تحقیق و تالیف کے انچارج ہیں، ان کا تعاون ہمارے لیے حوصلہ افزا ہے۔

ممبران ادارہ جناب ابو یحییٰ محمد طارق جاوید، منصور سلیم، میاں سجاد، محمد ناظر سدھو، جاوید علی، ظفر اقبال، عمران طاہر، محمد نادر، فیصل جاوید، فیصل خان، اسجد محمود منج، ملک طاہر، شیخ الیاس مجید، محمد عرفان، مشتاق احمد، وحید احمد، اختر علی، شوکت حیات اور ادارہ کی مجلس شوریٰ جناب محمد شاہد انصاری، حاجی نوید آصف، شمشیر اشرف، محمد اکرم سلفی، ابو طلحہ صدیقی اور مرزا ذاکر احمد کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ جن کے تعاون سے کتب حدیث کا کام جاری وساری ہے۔

جناب ابو مؤمن منصور احمد، محمد رمضان محمدی اور محمد سلیم جلالی حفظہم اللہ (اسلامی اکادمی) کی تمام کوششیں اللہ عزوجل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، کیونکہ ان کے تعاون سے ان کتابوں کی اشاعت ہو رہی ہے اور ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ

انکل منصور احمد حفظہ اللہ کو دنیا و آخرت میں اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ ہم مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ کے تحت ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے احسان مند بھی ہیں۔

اُس کے احسان مند بھی ہیں کہ انھوں نے ایسے حالات میں کتب حدیث کی اشاعت کر کے ہماری حوصلہ افزائی کی کہ جب ہم ہر طرف سے شکستہ دل لے کر مایوس ہو چکے تھے۔

جناب ابوحفص محمد حسن خان صاحب اور ان کے ادارہ کے معاونین نے دیدہ زیب و جاذب نظر کمپیوٹر ڈیزائننگ کی، اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اللہ کے حضور سر بسجود ہو کر دعا گو ہیں کہ وہ اس کتاب کا نفع عام کر دے، ادارہ کو تا روزِ قیامت باقی رکھے۔ تا کہ اسلام دشمن قوتوں کے خلاف محدثین اور فقہاء کی علمی تراث کو منصۂ شہود پر لایا جا سکے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ.

وکتبہ

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

رئیس: ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور

تقریظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّم ، أَمَّا بَعْدُ!

میں تبلیغی سفر میں ہوں، اچانک بھائی عبدالخالق کی طرف سے پیغام موصول ہوا کہ شرح السنۃ طباعت کے مراحل میں ہے، اس پر تقریظ درکار ہے۔ خوشی سے آنسوؤں کی جھڑیاں بہہ نکلیں اور قلم تھام کر چند سطور لکھ دیں۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز لاہور کے ذمہ داران کو یہ توفیق دی کہ وہ دین حنیف کی تبلیغ اور اصلاح معاشرہ کے لیے کتب احادیث صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے شائع کر رہے ہیں۔ جن کی اہمیت وافادیت مسلمہ ہے اور ان سے عوام اور خواص صاحبِ ذوق مسلمان استفادہ کر رہے ہیں۔

الامام محی السنۃ قامع البدعۃ ابومحمد حسین بن مسعود الفراء البغوی (ت ۵۱۶ھ) رحمہ اللہ کی تصنیف لطیف ''شرح السنۃ'' زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر آپ کے ہاتھوں میں پہنچی ہے۔ ''محی السنۃ'' کا عظیم لقب آپ کو براہ راست بارگاہِ رسالت سے ملا تھا، چنانچہ مؤرخین ومحدثین لکھتے ہیں کہ آپ جب اپنی کتاب ''شرح السنۃ'' کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو ایک روز خواب میں سرورِ کائنات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے، اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اس دعائیہ جملہ سے مخاطب فرمایا: ''أَحْيَاكَ اللّٰهُ كَمَا أَحْيَيْتَ سُنَّتِيْ'' ''جس طرح تم نے میری سنت کو اپنی تصنیف کے ذریعہ زندہ کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہیں زندہ رکھے'' اسی وقت سے آپ نام کے بجائے ''محی السنۃ'' کے لقب سے زیادہ مشہور ہوگئے۔ (معجم البلدان : ۱/ ۴۶۸۔ اشعة اللمعات : ۱/ ۲۶)

شرح السنۃ کتب حدیث میں بہترین ذخیرہ ہے۔ اس میں مشکلات وغرائب اور فقہی مسائل کا مفصل ذکر ہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں: یہ اخبار وروایات کے گوناگوں علوم وفوائد پر مشتمل ہے، اس میں احادیث کی مشکلات کو حل اور غریب الفاظ کی تفسیر کی گئی ہے۔ نیز ان سے مستنبط ہونے والے فقہی احکام کے سلسلہ میں مرجع اور ایسی اہم باتوں اور ضروری نکات پر مشتمل ہے، جن سے واقفیت نہایت ضروری ہے، میں نے اس میں وہی باتیں لکھی ہیں جن پر ماہرین فن ائمہ سلف کا اعتماد ہے اور ان چیزوں کو ترک دیا ہے جن کو ان اکابر آئمہ نے چھوڑ دیا ہے۔ (كشف الظنون : ۲/ ۵۶)

نیز عجالۂ نافعہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''امام نووی، محی السنۃ بغوی اور ابوسلیمان

خطابی شرح حدیث کے سلسلہ میں تمام شوافع میں زیادہ قابل اعتماد ہیں، ان لوگوں کے قول محکم اور بحثیں پُر مغز ہوتی ہیں، خصوصاً شرح السنۃ بغوی فقہ الحدیث اور توجیہ المشکلات میں نہایت کافی وشافی ہے، گویا کہ مصابیح اور مشکوۃ کی شرح اسی سے ہوجاتی ہے۔'' (عجالۂ نافعه، ص: ۱۷)

اس کتاب کی افادیت کا تقاضا ہے کہ یہ ہر مسلمان مرد وعورت کے ہاتھ میں پہنچے تا کہ وہ اس کی رہنمائی میں صراطِ مستقیم پر گامزن ہوکر فلاحِ دارین پالے۔

اس عظیم کتاب سے مستفیض ہونے والے خواتین وحضرات سے درخواست ہے کہ راقم، ناشرین اور جملہ معاونین کے تمام اعمالِ صالحہ کی قبولیت اور ان کی تمام لغزشوں وخطاؤں کی بخشش اور دنیا وآخرت کی بہتری اور بھلائی کے لیے دعا گو رہیں۔ یاد رہے کہ قوم کی تمام تر عافیت وسلامتی صرف توحید خالص اور اتباع رسول ﷺ کی طرف رجوع کر لینے میں مضمر ہے۔''تَرَكْتُ فِيْكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهِ'' الحديث

وهو ولي التوفيق والسداد، وأصلى وأسلم على نبيه محمد وعلى آله وصحبه أجمعين

وكتبه

عبداللہ ناصر رحمانی

۲۲/۴/۲۰۱۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مترجم

اِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

﴿ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ (النساء: ۱)

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ (الاحزاب: ۷۰، ۷۱)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

أَمَّا بَعْدُ فَنَقُوْلُ:

جنابِ محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کرہ ارض پر اللہ کے آخری نبی اور رسول مبعوث ہوئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو صفات عالیہ کے ساتھ مختص فرمایا اور تمام بنی آدم پر حتیٰ کہ انبیاء و رسل علیہم السلام پر بھی آپ کو فضیلت عطاء فرمائی اور اپنی آخری کتاب قرآن مجید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ عربی میں نازل فرمائی، قرآن کے بعد فصاحت و بلاغت آپ پر عام ہوئی۔ رسالت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک کھولا گیا، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین ادب کی تعلیم دی اور آپ کو وہ کچھ سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے، اپنی بڑی بڑی نشانیوں کا مشاہدہ کرادیا اور ایک مہینے کی مسافت سے دشمن پر رعب کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو بلند کیا اور اپنی اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کو لازم قرار دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کو ایمان کی کسوٹی قرار دیا، قرآن کریم کے اندر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ثبت کر دیا گیا کہ جسے پسند ہو کہ وہ اللہ کا محبوب بنے اسے چاہیے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت وتعلیم نے اندھی آنکھوں اور بہرے کانوں کو کھولا اور غافل دلوں کو بیدار کیا، آپ نے نہ صرف عرب بلکہ پوری انسانیت کو ان خرابیوں سے نکالنے کا سامان کیا جن میں اس وقت عرب اور عرب سے باہر کی دنیا مبتلا تھی،

آپ کو سارے لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا تا کہ آپ ان سب کو انسانی بھائی چارے کی بنیاد پر امت واحدہ بنائیں، ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ ......''کہہ دیجیے! اے دنیا بھر کے انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔'' (سورہ الاعراف: ۱۵۸)

اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں خیر و برکت کے چشمے جاری فرمائے، اللہ کا دین آپ کے لیے مکمل کیا گیا اور اسے سارے دینوں پر غالب کرنا آپ کا فرض منصبی ٹھہرا، آپ ﷺ نے اپنے وفا شعار ساتھیوں کے ہمراہ اسلام کو غالب کر کے اہل جہاں پر احسان عظیم کیا۔ بندوں کی گردنوں سے بندوں کی غلامی کے طوق اتار پھینکے اور معبودانِ باطل کی بندگی سے نجات دلا کر معبودِ واحد وقہار کی بندگی کا درس دیا، ظلم وستم کو مٹا کر عدل وانصاف کا میزان قائم کیا، بھڑکتی ہوئی آگ کے کنارے کھڑی انسانیت کو جہنم میں گرنے سے بچنے کی راہ دکھائی، انسان کو انسان کی خیر خواہی کا درس دیا، ایک دوسرے کے خون کے پیاسوں کو باہم گلے ملایا، آپ اور آپ کے ساتھیوں نے بے لوثی و بے غرضی کے اعلیٰ نمونے پیش فرمائے اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے جینے اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مرنے کی مقدس رسم کو دنیا بھر سے زندہ کر دکھایا۔

آج پھر حضرتِ انسان گمراہی کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے، حقیقی معبودِ واحد کی بندگی کو بھول کر جھوٹے معبودان کا حلقہ بگوش بنا ہوا ہے، ہوائے نفس اس کا الٰہ ہے، وہ مال ودولت کا پجاری ہے، جاہل پیروں اور دنیا پرست عالموں کی غلامی کے طوق اس کے گلے میں پڑے ہوئے ہیں۔

جھوٹی شہرت اور جھوٹا وقار اس کا شیوہ زندگی ہے، اس نے اپنے آپ کو جاہلی رسموں کے اندر باندھ رکھا ہے، آج پھر اسوہ محمد ﷺ کی ضرورت ہے، آج پھر بھائی بھائی کا دشمن ہے، آج پھر اسے درس اخوت کی ضرورت ہے، آج پھر وہ جہنم کے کنارے کھڑا ہے، آج پھر اسے اتباع محمد ﷺ کی ضرورت ہے، دور جاہلیت میں اگر حدیث نبوی ﷺ سے اندھیرے چھٹے تھے اور تاریکیاں کافور ہوئی تھیں تو جاہلیت جدیدہ میں بھی یہ عالم مستنیر ہوگا اور یہ دنیا بقعہ نور بنے گی تو فرمودات نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ہی۔

تاریخ شاہد ہے کہ قرآن وسنت ہی ہمارے لیے وہ دو اہم روشن اور بنیادی مآخذ ہیں جن سے استفادہ کر کے ماضی میں ہم نے تہذیب وتمدن، علوم وفنون اور فقہ وقانون کے خوش رنگ دبستان سجائے ہیں، اس عالم آشفتہ کی زلف وکاکل کو سنوارا اور چمکایا ہے۔

مغرب کے دانشور اس حقیقت سے اچھی طرح آگاہ ہیں کہ مثالی ریاست ومعاشرے کے قیام کے سلسلے میں ہماری کوششیں ضرور بار آور ہوں گی، بشرطیکہ ہم نے کتاب وسنت ایسی مستند، محفوظ اور حیات آفریں روایات کو عملی جامہ پہنایا اور زندہ اور برقرار رکھا جو چودہ سو سال سے ہمارے معاشرے میں جاری وساری ہیں اور جن کے بل پر ہمارے اسلاف نے صدیوں پہلے علمی برتری اور فکری عظمت کے جھنڈے چار دانگ عالم میں گاڑے تھے اور اس طرح پوری انسانیت سے

خراج تحسین وصول کیا تھا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ مشکاۃ نبوت اور دہن رسالت سے نکلے ہوئے یواقیت وجواہر کو مقامی زبانوں میں عام آدمی کی دسترس تک لایا جائے، اسے سترِ مکنون نہ رہنے دیا جائے تاکہ ان کی ضوافشانیوں سے سارا عالم انسانی جگمگائے، اور بدعات وخرافات، بے دینی والحاد کے گھپ اندھیرے اپنا بوریا بستر گول کریں۔

مقام مسرت ہے کہ گزشتہ چند برسوں میں صحاح ستہ کے علاوہ دیگر کتب حدیث کے تراجم اور حواشی کی ایک عمدہ لہر اٹھی، دیکھتے، دیکھتے بہت ساری کتب حدیث نے اردو کا جامہ پہن لیا اور ہنوز یہ مبارک سلسلہ جاری وساری، اللھم زد فزد۔

میرے فاضل دوست اور عزیز القدر بھائی فضیلۃ الشیخ محمد محفوظ اعوان حفظہ اللہ نے پانچویں صدی ہجری کے مشہور محدث ابو محمد حسین بن مسعود فراء البغوی رحمہ اللہ کے علمی شاہ پارے کی شہرہ آفاق حدیثی نگارش، جو کہ ایک مرجع اور حوالہ کی کتاب ہے، کا ترجمہ کرنے کی رغبت دلائی، میں اپنی بے بضاعتی، کم مائیگی اور اس کٹھن، گراں بار اور نازک راستے کے لیے مطلوبہ زادہ راہ کی عدم دستیابی کی بنا پر کمر ہمت نہ باندھتا تھا، سچ تو یہ ہے مجھے اپنے متعلق یہ گمان بھی نہ گزرا تھا کہ میں میدان میں اپنی کوتاہی علم وعمل کے ساتھ یہ بڑا کام بھی سرانجام دے سکوں گا۔ من آنم کہ من دانم

لیکن ان کی مسلسل تشجیع سے میں اس وادی پرخار کی آبلہ پائی کے لیے نکل کھڑا ہوا کہ اس راستے کی جاں گذاری بھی جاں توازی ہے، یہ جو کچھ میں تیار کر کے پیش کر سکا ہوں یہ محض توفیق الٰہی کا ظہور ہے۔ فَللّٰہ الحمد والمنة .

میں اللہ رحیم وارحم سے عرض کناں ہوں کہ اگر آپ ''شرح السنہ'' کے اس ترجمہ کو قبول فرمالیں اور اس کے مطالعہ نے تیرگی کی لہروں میں چھلانگ لگانے پر تلے ہوئے تیرے آخری رسول ﷺ کے کسی امتی کو ڈوبنے سے بچا لیا تو اے آقائے حقیقی مجھے اپنی تالیف کی حقیقی قیمت وصول ہوگئی۔ تیری رحمت پر مجھے یقین ہے کہ تو اتنی سی خدمت پر میرے گناہوں کو محو کر کے مجھے مغفرت کی سند عطا کر دے گا جس پر محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کی مہر لگی ہو۔

اس پورے علمی سفر میں میری علمی سرپرستی میرے بڑے بھائی فضیلۃ الشیخ نعیم رضوان حفظہ اللہ نے کی اور کمال شفقت، بردباری اور محبت سے کی۔ اگر ان کی علمی سرپرستی اور نصوص کے حل کے لیے علمی معاونت حاصل نہ ہوتی تو شاید یہ کام کبھی پایہ تکمیل تک نہ پہنچتا، واضح رہے کہ شرح السنہ کی مکمل پہلی جلد اور پانچویں جلد میں کتاب البیوع کا ترجمہ انہیں کے قلم گوہر بار کا رہین منت ہے، دعا ہے کہ مولیٰ کریم برادر مکرم کے علمی رسوخ میں مزید اضافہ فرمائے۔

عزیز قارئین! شرح السنہ کے اندر آئمہ کے اقوال اور مختلف فقہی مذاہب کا بے حد پھیلاؤ ہے، مسائل واحکام کے بیان کا سلسلہ توسع اختیار کرتا جاتا ہے، میں نے اختلافی بحثوں کی پگڈنڈیوں پر گامزن ہوئے بغیر کہ ''محمل نہاں شد از نظر'' والا حادثہ نمودار ہو جائے، مسلک محدثین کو ترجیح دی اور جا بجا از مترجم کے عنوان سے ترجیحی اور وضاحتی نوٹ لگا دیے ہیں۔

اس عمل میں جو خیر اور خوبی ہے وہ سراسر اللہ عزوجل کا فضل وکرم ہے، اور پھر اپنے فاضل، اُجلہ اساتذہ کرام کی تفہیمات کا نتیجہ ہے، جزاھم اللہ عنی وعن سائر المسلمین خیر الجزاء

اور جو خطاء وقصور ہے میں ہی اس کا ذمہ دار ہوں، اللہ رحیم وارحم ہر قسم کی کج فکری سے ہمیشہ محفوظ رکھے اور مسلک محدثین پر تادم حیات چلتے رہنے کی توفیق ارزانی فرمائے، اہل علم ونظر اگر کسی خطا ولغزش سے آگاہ ہوں تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں تاکہ اصلاح کر لی جائے۔

میں اس موقع پر اپنے والد محترم مولانا محمد سلیم حفظہ اللہ جو جماعت مجاہدین کی باقیات میں سے ہیں اور جو وقت کے نامور اساتذہ، محدثین اور اعاظم رجال مولانا یعقوب ملهوی، پیر یعقوب قریشی جہلمی اور مولانا صادق خلیل رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں جنہوں نے چک 5 سرگودھا میں 46 سال امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیئے، جس کی مثال اس دور میں معدوم نہیں تو محال ضرور ہے۔

اور ہوں گے آپ کی محفل میں الجھنے والے
بس حضرت داغ جہاں بیٹھ گئے، بیٹھ گئے

اور والدہ ماجدہ کے لیے دعا گو ہوں جنکی نیک دعائیں میرے شامل حال رہیں۔ میں اپنے خاندان کے عظیم بزرگ مولانا عبدالرب مجاہد رحمہ اللہ کے لیے بھی دست دعا دراز کیے ہوئے ہوں جن کا میری دینی تعلیم میں بڑا شفقت بھرا کردار ہے مولانا محترم صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ کے ہم سفر تھے، نہایت سادہ مزاج، قناعت شعار، اردو گفتار، تہجد گذار، شرع کے پابند، خاموش طبع اور مستجاب الدعوات تھے، جنہوں نے جامعہ ماموں کانجن میں امانتدار اکاؤنٹنٹ کے طور پر زندگی بھر خدمات سرانجام دیں۔ رحمه الله رحمة واسعة .

میں اس مقام پر اپنے مرحومین اور موجودین اساتذہ کرام، دارالعلوم تقویۃ الاسلام، اوڈانوالہ کے عالی مرتبت شیوخ جو علمی دنیا کے فلک پر خورشید جہاں تاب اور عملی دنیا میں جن کا شمار زمرہ اتقیاء میں ہوتا ہے۔ میری مراد شیخ الادب، شیخ الشیوخ مولانا عبدالصمد رؤف رحمہ اللہ، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا خلیل الرحمٰن حصاروی رحمہ اللہ، ماہر نحو وصرف فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالحفیظ خان نیازی تنویر رحمہ اللہ، استاذ العلماء، جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا عبدالمجید فردوسی حفظہ اللہ، شیخ الحدیث، مترجم سنن نسائی، حضرت حافظ محمد امین یعقوب حفظہ اللہ، شیخ محترم حضرت العلام مولانا عبدالغفور حفظہ اللہ کے لیے بھی نذرانہ دعا پیش کرتا ہوں جن کی کوششوں اور علمی آبیاری نے اس مشت خاک کو اس قابل بنایا کہ وہ حقیر سی کوشش دین کے طلبگاروں کی نذر کر سکے۔

میں ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز لاہور کے ذمہ داران اور جملہ اراکین کا شکر گزار ہوں جو کتب حدیث کے تراجم بنی نوع انسانی تک پہنچانے کا عزم کیے ہوئے ہیں اور بڑی حد تک اسے عملی جامہ پہنا رہے ہیں، اللہ عزوجل قبول فرمائے،

استقامت دے، وسائل مہیا کرے اور نظر بد سے محفوظ رکھے، انہوں نے مجھ گوشہ نشین انسان کو موقع فراہم کیا کہ میں یہ متواضع عمل اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر سکا۔ جزاهم الله خيرا واحسن الجزاء

میں نہیں جانتا کہ کن لفظوں میں اپنے رب کا شکر ادا کروں جس نے مجھ جیسے بے مایہ کو اس خدمت کی توفیق بخشی، بس یہ دعا ہے کہ رب کریم !اس خدمت کو اپنے اس غلام، میرے والدین، اساتذہ اور جملہ معاونین کی نجات کا ذریعہ بنائے، اس کوشش کو قبول فرمائے، اسے مسلمانوں اور تمام انسانوں کے لیے ذریعہ خیر و برکت بنائے، جو باتیں قلم سے صحیح نکلی ہیں، ان سے خلق کو فائدہ پہنچے اور اگر کہیں کوئی لغزش ہوئی ہے تو اس کے وبال سے اپنے اس غلام کو بھی محفوظ رکھے اور کتاب کے قارئین کو بھی۔

اللهم أرنا الحق حقا وارزقنا اتباعه، وأرنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه، وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين .

دعا گو و دعا خو

ابوثمامہ محمد عبداللہ سلیم

امام وخطیب مسجد توحید اہل حدیث بلاک 19/23، سرگودھا (پاکستان)

تخریج کنندہ کی گزارشات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى آلِهِ الطَّاهِرِيْنَ، وَصَحْبِهِ الطَّيِّبِيْنَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔ أَمَّا بَعْدُ:

امام ابومحمد حسین بن مسعود فراء بغوی (۴۳۶ھ۔ ۵۱۶ھ) کی ایک مایہ ناز تصنیف ''شرح السنۃ'' ہے، امام موصوف نے اس کتاب میں (4422) احادیث کو تخریج کیا اور مشکل الفاظ کے معانی بیان کرتے ہوئے مختلف آیات و احادیث اور سلف صالحین کے اقوال و آثار کی روشنی میں ان احادیث کی تشریح بیان کی، اس کتاب کی مزید تفصیل جاننے کے لیے مترجم کتاب ہذا فاضل بھائی محمد عبداللہ سلیم حفظہ اللہ کا مقدمہ ملاحظہ فرمائیں۔

ادارہ ''انصار السنہ پبلی کیشنز'' نے اس کتاب کے متن اور شرح میں مذکور تمام احادیث کی تحقیق و تخریج کی ذمہ داری بندۂ ناچیز کو سونپ دی، چنانچہ درج ذیل تفصیل کے ساتھ اس کو نبھانے کے لیے کوشش کی۔

1. جس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم دونوں یا ان میں سے کسی ایک نے روایت کیا تو صرف ان ہی کا حوالہ دینے پر اکتفا کیا، یہ دراصل شیخین کی عظمت کا اعتراف ہے، اہل علم تفصیل جانتے ہیں۔
2. جو حدیث صحیحین میں نہ ہو اور سنن اربعہ (ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) میں یا ان میں سے بعض میں اور دوسرے علمی مصادر و مآخذ میں موجود ہو تو اس کی تخریج میں صرف سنن اربعہ کا حوالہ دیا، کیونکہ صحیحین کے بعد ان کتب کو خصوصی امتیاز حاصل ہے اور ان کا حوالہ کافی سمجھ لیا جاتا ہے۔
3. اگر کوئی حدیث کتبِ ستہ میں نہ ہو اور دوسری کتبِ احادیث میں موجود ہو تو ان تمام کتب کا احاطہ نہیں کیا، بلکہ تخریج میں ان چند کتب کا ذکر کیا، جو ہمارے ہاں معروف ہیں، مثلاً مسند احمد، مستدرک حاکم، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ، مسند ابویعلی، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزھد، تاریخ کبیر، شمائل ترمذی اور مسند بزار وغیرہ، چونکہ بندۂ ناچیز نے مسند احمد پر کام کیا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انصار السنہ نے شائع کر دیا، اس لیے بندہ مسند احمد سے بہت متأثر ہونے کی وجہ سے اس معاملے میں صرف مسند احمد کے حوالے پر بھی اکتفا کر جاتا ہے، اور اگر کوئی حدیث سرے سے اس قسم کے ایک دو مآخذ میں ہی پائی جاتی ہو تو ان کا ذکر کر دیا، وہ معروف

ہوں یا غیر معروف۔

4 احادیث پر صحیح یا ضعیف کا حکم لگاتے وقت ہم نے "الموسوعة الحديثية"، شیخ البانی کی تصنیفات اور سعید لحام کی اسی کتاب کی تخریج کو مدنظر رکھا اور ان ہی کے مطابق کتب کا حوالہ دیا، مکتبہ شاملہ اور متعلقہ لائبریریوں سے بھی خوب استفادہ کیا، لیکن کتب احادیث کا حوالہ دیتے وقت ہم ہر کتاب کے مخصوص نسخے کے پابند نہ رہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں ایک لائبریری میں بیٹھ کر یہ خدمت کرنے کا موقع نہ مل سکا۔

5 شرح میں مذکورہ ہر مرفوع حدیث کے بعد اس کا حکم اور تخریج قلم بند کی، لیکن کوشش کے باوجود بعض مرفوع احادیث پر حکم لگانے اور ان کی تخریج کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے، اسی طرح بعض موقوفات اور مقطوعات کا حکم بھی نہ لگا سکے، لیکن ایسا بہت کم ہے۔

6 اگر اس مرحلے کے دوران شرح میں کسی انداز میں کوئی اضافہ کرنا چاہا یا تخریج سے متعلقہ کوئی پہلو اجاگر کرنا پڑا تو شرح کے اندر ہی نیا پیراگراف بناتے ہوئے لفظ "فائدہ:" لکھ کر مطلوبہ تفصیل قلمبند کی اور نشاندہی کے لیے آخر میں (م،م) لکھ دیا، یہ (محمد محفوظ) کا مخفف ہے، ذہن نشین رہے کہ جن فوائد کا (م،م) کی طرف سے اضافہ کیا گیا ہے، ان میں جن مذکورہ احادیث کے ساتھ حکم نہیں لگایا گیا، قارئین ان کو صحیح ہی سمجھیں، کیونکہ ہم نے ان احادیث میں صحت کا التزام کیا ہے۔ اسی طرح اگر اس کتاب کے مترجم فضیلۃ الشیخ عبداللہ سلیم حفظہ اللہ نے ترجمہ کے علاوہ کسی بات کا اضافہ کرنا چاہا، تو "فائدہ" لکھ کر مطلوبہ اضافہ کیا اور نشاندہی کے لیے آخر میں (ع،س) لکھ دیا، یہ (عبداللہ سلیم) کا مخفف ہے۔

7 اگر کسی حدیث کے آخر میں (ایضاً) کا لفظ لکھا ہوا ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ روایت مذکورہ بالا قریب تر حدیث کا ہی حصہ ہے، لہٰذا اوپر والی حدیث کا حکم اور تخریج اِس کی بھی سمجھ لی جائے۔

قارئین کو انتہائی توجہ، اخلاص اور عمل کی نیت سے احادیثِ مبارکہ کا مطالعہ کرنا چاہیے، جہاں اس مقصد کے لیے باوضو ہونا شرط نہیں ہے، وہاں اس معاملے میں وضو کی برکت اور اہمیت سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا، ممکن ہے کہ عام قارئین نے شرح السنۃ طرز کی شرح کا مطالعہ نہ کیا ہو، امام بغوی رحمہ اللہ کے بیان کردہ مشکل الفاظ کے معانی و مطالب میں قارئین کے لیے پیچیدگی پیدا ہو سکتی ہے، اس لیے ایسے افراد سے گزارش ہے کہ وہ اس معاملے میں جہاں مشکل محسوس کریں، وہاں اہل علم سے رابطہ کریں، ویسے بھی عام افراد کو چاہیے کہ وہ قرآن و حدیث اور ان کی تفسیر و تشریح کا مطالعہ کرتے وقت اہل علم کے ساتھ رابطے میں رہا کریں، تاکہ ممکنہ حد تک غلط فہمیوں سے محفوظ رہ سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے جو خیر و بھلائی کے امور آسان کر دیتا ہے، اسی کی توفیق سے ہر نیکی کرنے کی طاقت اور ہر برائی سے بچنے کی قوت ملتی ہے۔ اور قرآن و حدیث کی خدمت کے یہ سلسلے اس کی توفیق اور خاص اعانت سے جاری و ساری

ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا ، وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَھُوَ الْمُسْتَعَانُ ، وَعَلَیْہِ التِّکْلَان ، وَاللّٰہَ نَسْاَلُ اَنْ یُّعِیْذَنَا مِنَ الشَّرِّ الْعَاجِلِ وَالْآجِلِ۔

ہم ان حضرات کے بہت شکر گزار ہیں، جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امت مسلمہ کو مکتبہ شاملہ جیسی نعمت سے نوازا اور دن بدن اس میں کتابوں کا اضافہ کرتے جا رہے ہیں، یقیناً یہ احسان کسی عالم کے لیے بڑی نعمت سے کم نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ان حضرات کو دنیا و آخرت میں برکتوں اور رحمتوں سے نوازے (آمین)، ہم ہر طالب علم کو وصیت کرتے ہیں کہ وہ اپنے اندر مکتبہ شاملہ استعمال کرنے کی استعداد پیدا کر کے اس سے بھرپور استفادہ کیا کریں۔

ہم اپنے اساتذۂ کرام اور مشائخ عظام کے حق میں دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے تلامذہ کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے، اگر اس خدمت میں کوئی کمال ہے تو اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بعد ان کے سبب ہے، اسی طرح میں اپنے گرامیٔ قدر والدین کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ جنھوں نے میرے لیے اس شعبے کا انتخاب کیا اور اس سلسلے میں ہر قسم کا تعاون بھی کیا، اللہ تعالیٰ ان کو دنیا و آخرت کا سکون عطا فرمائے اور ان کی بشری لغزشیں معاف فرمائے، قیمتی اور حوصلہ افزائی والے مشوروں اور مختلف صورتوں میں اعانت کی بنا پر اپنے فاضل بھائی غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری کا بھی شکر گزار ہوں۔ حَفِظَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَرَعَاھُمْ ، وَ تَقَبَّلَ مَسَاعِیَھُمُ الْمُبَارَکَۃَ وَشَکَرَ جُھُوْدَھُمْ۔

اس کے ساتھ ہم سرپرست ادارہ فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ، مدیر جناب ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی اور تمام ممبران ادارہ محمد اکرم سلفی، ابو طلحہ صدیقی، محمد شاہد انصاری حفظہم اللہ اور خاص طور پر اپنے فاضل بھائی محمد رمضان محمدی اور حافظ حامد محمود الخضری حفظہما اللہ کے بے حد ممنون ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے اس خدمتِ حدیث کے لیے جن کو بہت بڑا وسیلہ اور سبب بنایا، میں دل سے ان افراد سے بہت خوش ہوں، اللہ تعالیٰ ان تمام کے علم و عمل، تقوی و پارسائی اور مال و دولت میں اضافہ فرمائے اور ان کو دونوں جہانوں میں خوش و خرم رکھے۔ (آمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ!)

حَرَّرہ

العبد الفقیر إلی اللہ الغني

ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

عَفَی اللّٰہُ عَنْہ وَعَنْ وَالِدَیْہِ وَعَنْ اَسَاتِذَتِہ

خریج: مرکز التربیۃ الاسلامیۃ ، فیصل آباد (پاکستان)

منگل، 22 رجب 1436ھ (12 مئی 2015ء)

امام ابومحمد حسین بن مسعود فراء بغوی رحمہ اللہ

(متوفی ۵۱۶ھ)

نام ونسب:

حسین نام، ابومحمد کنیت، محی السنۃ ورکن الدین لقب اور الفراء وابن الفراء عرفیت ہے، نسب نامہ یوں ہے: حسین بن مسعود بن محمد بن الفراء۔

فراء وابن الفراء کی عرفیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرو (پوستین) سینا اور فروخت کرنا ان کا خاندانی پیشہ تھا۔ ❶

ولادت ووطن:

امام بغوی ۴۳۶ھ یا اس سے کچھ پہلے بغ میں پیدا ہوئے، یہ ہرات اور مرو کے درمیان خراسان کا ایک مقام ہے، اس کا اصلی نام بغشور جو باغ کور کا معرب ہے بتایا جاتا ہے، ''شور'' حذف ہو جانے سے بغ ہوگیا، بغوی کی نسبت اسی کی طرف ہے، ابوسمعانی (م۵۶۲ھ) کو کئی بار یہاں جانے کا اتفاق ہوا، ان کے زمانے تک یہ آباد اور معمور تھا لیکن یاقوت حموی کا بیان ہے کہ ۶۱۶ھ میں یہ اجڑنا شروع ہوگیا تھا، اس شہر کو جن اکابر علمائے اسلام کا مولد ہونے کا شرف حاصل ہے ان میں فراء بغوی بھی ممتاز اور قابل ذکر ہیں۔ ❷

اساتذہ:

آپ کے بعض مشہور شیوخ کے نام یہ ہیں:

احمد بن نصر توقانی، حسان بن محمد منیعی، قاضی حسین، ابوالفضل زیاد بن محمد حنفی، ابوالحسن عبدالرحمٰن بن محمد داؤدی ابوعمر عبدالواحد بن احمد ملیحی، ابوالحسن علی بن یوسف جوینی، ابوالحسن محمد بن محمد شیرازی، ابوبکر محمد بن ہیثم ترابی اور ابوبکر یعقوب بن احمد صیرفی۔

قاضی حسین صاحب تعلیقہ فقہ میں بڑے صاحب کمال تھے، ان کا شمار اجل شوافع میں ہوتا ہے، امام بغوی ان کے خاص تلامذہ میں تھے اور فقہ ان ہی سے حاصل کی تھی۔

---

❶ تذکرة الحفاظ : ٤/ ٥٤۔ وبستان المحد ثین ، ص: ٥٢ .

❷ ایضاً و ابن خلکان : ١/ ٢٦٠۔ کتاب الانساب ، ورق : ٨٦۔ معجم البلدان : ج ٢/ ٢٤٥ ، ٢٤٦ .

تلامذہ:

ابومنصور محمد بن اسعد عطاردی المعروف بابن حفدہ، ابوالفتوح محمد بن محمد طائی وغیرہ ان کے مشہور شاگرد ہیں، بغوی کے آخری شاگرد جن کو ان سے روایت کی اجازت حاصل تھی، ابوالمکارم فضل اللہ بن محمد توقانی تھے، یہ چھٹی صدی ہجری تک طالقان میں بقید حیات رہے اور علامہ ذہبی کے شیخ فخر الدین علی مقدسی کو ان سے اجازت حاصل تھی۔ ❶

سماع حدیث کی ابتدا:

امام بغوی رحمہ اللہ کے سوانح نگاروں نے ان کے رحلت وسفر کی تصریح نہیں کی ہے لیکن اس عہد کے محدثین کی طرح انھوں نے بھی سماع حدیث اور تحصیل علم کے لیے اسلامی ممالک کا سفر ضرور کیا ہوگا، علامہ ابن سبکی کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ۴۶۰ھ کے بعد حدیث کے سماع کا آغاز کیا تھا۔ ❷

حدیث میں درجہ:

ان کا درجہ حدیث میں مسلم ہے، چنانچہ علامہ ابن سبکی لکھتے ہیں کہ اس فن میں ان کا مقام نہایت بلند ہے۔

ابن خلکان نے محدث اور ذہبی رحمہ اللہ نے الحافظ کہہ کر ان کے حدیث میں کمال وامتیاز کا ذکر کیا ہے۔

ابن ہبۃ اللہ بغوی کو فن حدیث میں امام، اور صاحب روضات عدیم النظیر بتاتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ بے نظیر محدث اور معتبر ومعتمد شارحین حدیث میں تھے، شوافع میں احادیث کی شرح وتوجیہ کے لیے جو علما ممتاز سمجھے جاتے ہیں، ان میں ایک یہ بھی ہیں ❸ ان کا لقب محی السنۃ اس فن میں ان کی عظمت وکمال کا ثبوت ہے۔

تفسیر:

کلام رسول کی طرح کلامِ الٰہی سے بھی ان کو خاص شغف اور لگاؤ تھا، چنانچہ حدیث کی طرح قرآن مجید کی تشریح و تفسیر میں بھی وہ ممتاز مانے جاتے ہیں، شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ نے ان کو بے عدیل، اور صاحب روضات نے عدیم النظیر مفسر کہا ہے، اور ابن سبکی نے علم تفسیر میں عالی و بلند پایہ، اور ابن ہبۃ اللہ نے امام بتایا ہے ❹، حدیث کی طرح تفسیر میں بھی ان کی کتاب نہایت اہم خیال کی جاتی ہے، کلام اللہ کے سلسلہ میں وہ قرأت وتجوید کے فن کے ماہر بھی تھے، اپنی

---

❶ تذكرة الحفاظ : ٤/ ٥٤ ، ٥٥ـ طبقات الشافعيه (ابن سبكى) : ٤ / ٢١٤ ، ٢١٥ .

❷ طبقات الشافعيه : ٤/ ٢١٤ .

❸ طبقات الشافعيه ابن سبكى : ٤/ ٢١٤ـ ابن خلكان: ١/ ٢٥٩ ، ٢٦٠ـ طبقات الشافعيه لا بن هبة الله ، ص : ٧٤ـ بستان المحدثين ، ص : ٥٢ـ عجاله نافعه مع فوائد جامعه ، ص : ١٧ـ تذكرة الحفاظ : ٤/ ٥٤ .

❹ طبقات الشافعيه ابن سبكى : ٤/ ٢١٤ـ ابن خلكان: ١/ ٢٥٩ ، ٢٦٠ـ طبقات الشافعيه لا بن هبة الله ، ص : ٧٤ـ بستان المحدثين ، ص : ٥٢ـ عجاله نافعه مع فوائد جامعه ، ص : ١٧ـ تذكرة الحفاظ : ٤/ ٥٤ .

تفسیر میں انھوں نے قرأت کے متعلق مفید بحثیں تحریر کی ہیں۔

فقہ:

وہ فقہ کے ماہر اور مرتبہ اجتہاد پر فائز تھے، اسی لیے علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کو المجتہد کہا ہے۔

علامہ ابن سبکی لکھتے ہیں: ان کو فقہ میں ید طولا حاصل تھا اور اس میں ان کی معلومات کا دائرہ نقل و تحقیق ہر اعتبار سے وسیع تھا، ان کے اختیار کردہ مسائل پر جب بحث کی گئی تو وہ ان اقوال کے مقابلہ میں جن کو انھوں نے ترک کیا تھا، قوی اور مرجح تھے۔

ابن ہبۃ اللہ کا بیان ہے کہ وہ فقہ میں امام تھے۔

قاضی حسین صاحب تعلیقہ سے تلمذ ان کے بلند پایہ فقیہ ہونے کا ثبوت ہے۔

بغوی مجتہدانہ اوصاف کے باوجود شافعی المذہب تھے اور ان کا شمار اکابر شوافع میں ہوتا ہے۔ [1]

جامعیت و اعتراف کمالات:

اوپر جو کچھ لکھا گیا ہے اس بغوی کی جامعیت، گوناگوں کمالات اور اسلام کے تین اہم اور بنیادی علوم یعنی تفسیر، حدیث اور فقہ میں امامت و عظمت شان پوری طرح واضح ہو جاتی ہے، چنانچہ علامہ ابن سبکی و ابن ہبۃ اللہ کا بیان ہے کہ وہ قرآن و سنت اور فقہ کے علوم کے جامع، امام اور یکتائے روزگار تھے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بغوی ان تینوں علوم کے فاضل تھے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ وہ ان تینوں فنون میں جامع اور ہر ایک میں مرتبہ کمال پر فائز تھے، ان کی پوری زندگی انہی علوم کے پڑھنے پڑھانے اور ان سے متعلق کتابیں لکھنے میں بسر ہوئی۔

ابن اہدل کا بیان ہے کہ انھوں نے مختلف الفنون مفید تصنیفات یادگار چھوڑی ہیں۔

علامہ ابن سبکی کا بیان ہے کہ بغوی جلیل القدر امام تھے، وہ بغداد نہیں جا سکے ورنہ ان کا بڑا مبسوط تذکرہ لکھا جاتا۔

شیخ امام (صاحب شرح مہذب) ان کی بڑی قدر کرتے تھے اور ان کی تحقیقات کی تعریف کرتے تھے۔

ذہبی رحمہ اللہ ان کو امام، حافظ، مجتہد اور محی السنۃ بتاتے ہیں۔

ابن خلکان نے علوم کا سمندر بتایا ہے۔

یافعی اور ابن عماد نے امام اور عالم خراسان لکھا ہے۔ [2]

---

[1] طبقات الشافعیه ابن سبکی : ٤/ ٢١٤۔ ابن خلکان: ١/ ٢٥٩ ، ٢٦٠۔ طبقات الشافعیه لا بن هبة الله ، ص : ٧٤۔ بستان المحدثین ، ص : ٥٢۔ عجاله نافعه مع فوائد جامعه ، ص : ١٧۔ تذکرة الحفاظ : ٤/ ٥٤ .

[2] طبقات الشافعیه : ٤/ ٢١٤ ، ٢١٥۔ البدایه والنهایه : ١٢/ ١٩٣۔ بستان المحدثین ، ص : ٥٢۔ تذکرة الحفاظ : ٤/ ٥۔ مرأة الجنان : ٣/ ٢١٣۔ شذرات الذهب : ٤/ ٤٩ .

شغل:

اوپر گزر چکا ہے کہ وہ تفسیر، حدیث اور فقہ تینوں علوم کے جامع تھے اور ان ہی مبارک علوم سے متعلق تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں گزاردی ❶ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علم وفن کی خدمت و تحقیق ہی ان کا خاص معمول تھا اور شب و روز وہ اسی میں مشغول و منہمک رہتے تھے۔

زہد وعبادت:

عملی اور دینی حیثیت سے بھی ممتاز اور بلند پایہ تھے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ وہ قائم اللیل و صائم النہار علمائے ربانیین میں تھے۔

علامہ ابن سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بغوی علم وعمل کے جامع، متبع سنت اور دینی لحاظ سے عالی مقام تھے۔

دوسرے ارباب سیر و تذکرہ نے بھی ان کے زہد و ورع، صلاح و تقویٰ اور نسک و عبادت کا ذکر کیا ہے۔ ❷

سادگی وقناعت:

ان کی زندگی تکلف و آرائش سے خالی اور نہایت سادہ تھی، قناعت اور سادگی کا یہ حال تھا کہ ہمیشہ روکھا سوکھا کھاتے اور موٹا جھوٹا پہنتے تھے، اور کفاف پر گزر بسر کرتے تھے، افطار میں صرف روٹی کا ایک خشک ٹکڑا ان کے لیے کافی ہوتا تھا، لوگوں نے اصرار سے کہا کہ خشک روٹی سے دماغ میں خشکی پیدا ہو جائے مگر اس پر بھی انھوں نے سالن نہیں استعمال کیا، البتہ روغن زیتون سے روٹی کھانے لگے، مال و دولت کی ذرہ برابر حرص و ہوس نہ کرتے، ان کی بیوی کا انتقال ہوا تو انھوں نے ان کے ترکہ سے اپنا حصہ نہیں لیا۔ ❸

طہارت و نظافت:

صفائی اور ستھرائی کا بڑا خیال رکھتے، طہارت اور وضو کے بغیر درس نہیں دیتے تھے۔

تصنیفات:

امام بغوی نامور مصنف تھے، تفسیر، قرأت، حدیث اور فقہ جیسے اسلامی علوم میں ان سے مفید اور بلند پایہ کتابیں یادگار ہیں، علامہ ذہبی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ان کی نیک نیتی کی وجہ سے ان کی تصنیفات میں بڑی برکت ہوئی، ذیل میں تصنیفات کے نام اور بعض کا تعارف درج ہے۔

❶...... معالم التنزيل: یہ تفسیر کی مشہور و متداول کتاب ہے، اس میں صحابہ و تابعین اور متقدمین علمائے تفسیر

---

❶ تاريخ ابن خلكان : ١/ ٥٩۔ بستان المحدثين، ص : ٥٢ .

❷ تذكره : ص ٥٤۔ طبقات : ٤/ ٢١٤۔ البداية : ١١/ ١٩٣۔ بستان، ص: ٥٣ .

❸ أيضًا .

کے اقوال و آرا نقل کرنے کا زیادہ اہتمام کیا گیا ہے، اس لیے اس کی حیثیت ماثوری تفسیروں کی ہے، مصنف نے مقدمہ میں کلام مجید کی اہمیت، اس کے نزول کا مقصد اور اس کی تفسیر و تاویل کی ضرورت اور ائمہ سلف کے تفسیری خدمات وغیرہ کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ گو قدیم اکابر مفسرین کے کارناموں پر اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا ہے لیکن قدیم کی تجدید کے لیے ان میں کاوش و جدوجہد کا سلسلہ برابر جاری رکھنا چاہیے، اس لیے میں نے لوگوں کی فرمائش پر ایک متوسط درجہ کی کتاب مرتب کی ہے جو اطناب ممل اور اختصار مخل سے خالی ہے اور مجھے امید ہے کہ اس فن سے اشتغال رکھنے والوں کے لیے یہ مفید ثابت ہوگی۔ ❶

اس میں اسباب نزول کی تعیین، ناسخ و منسوخ کی تصریح، فقہا کے احکام شرعی کے استنباطات کا ذکر اور اعراب و قرأت کے اختلاف اور نحوی و صرفی اشکالات کو حل کرنے پر خاص توجہ کی گئی ہے، ان مباحث کی توضیح کے لیے احادیث اور صحابہ و تابعین کے آثار اور مابعد کے ائمہ تفسیر کے اقوال سے مدد لی گئی ہے۔

مقدمہ میں مشہور مفسر صحابہ و تابعین سے مصنف نے اپنے اسناد اور فضائل قرآن کی حدیثیں جمع کی ہیں، اس کی اہمیت کی بنا پر بعض علما نے اس کے خلاصے اور مختصرات لکھے ہیں۔

معالم التنزیل ہندوستان اور مصر سے شائع ہو چکی ہے، مصر سے تفسیر خازن کے حاشیے پر ۳۲ و ۱۳۳۱ھ میں سات جلدوں پر چھپی ہے۔

❷...... شرح مصابيح السنة: یہ حدیث کی اہم اور مشہور کتاب ہے جو بڑی معتبر اور مستند خیال کی جاتی ہے، اس کی اہمیت کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ خطیب تبریزی کی مشہور و متداول کتاب مشکوٰۃ المصابیح جو عربی مدارس کے داخل نصاب ہے، اس کا تکملہ ہے، صاحب مشکوٰۃ کے درج ذیل بیان سے اس کی نوعیت اور اہمیت وغیرہ ثابت ہوتی ہے۔

محی السنۃ، قامع البدعت، امام ابومحمد حسین بن مسعود فراء بغوی کی (اللہ ان کے درجات بلند کرے) کتاب المصابیح نہایت جامع کتاب ہے لیکن اس میں اختصار کا پیرایہ اختیار کیا گیا ہے اور سندیں حذف کر دی گئی ہیں، اس لیے بعض ناقدین فن نے اس میں کلام کیا ہے، حالاں کہ فی نفسہ اس کے نقل اسناد میں کوئی کلام نہیں ہے، مصنف علمائے ثقات میں ہیں تاہم اس حیثیت سے اس میں یک گونہ کمی تھی کیوں کہ نہ تو صحابہ کا اس میں ذکر ہے اور نہ حدیثوں کا جس سے اصل مخرج معلوم ہوتا ہے،...... کتب و ابواب کے سرد و ترتیب میں میں نے بغوی کا ٹھیک ٹھیک تتبع کیا ہے، البتہ ہر باب کو دو کے بجائے تین فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔ ❷

❸...... شرح السنة: زیر نظر کتاب بھی امام بغوی رحمہ اللہ کی مشہور اور اہم تصنیفات میں ہے۔ اس میں مشکلات و غرائب حدیث اور فقہی مسائل وغیرہ کا مفصل ذکر ہے، مصنف خود مقدمہ میں لکھتے ہیں:

---

❶ مقدمہ معالم التنزیل . ❷ مقدمہ مشکوٰۃ المصابیح .

''یہ اخبار و روایات کے گونا گوں علوم فوائد پر مشتمل ہے، اس میں حدیثوں کی مشکلات کو حل اور غریب کی تفسیر کی گئی ہے، نیز ان سے مستنبط ہونے والے فقہی احکام کے سلسلہ میں مرجع اور ایسی اہم باتوں اور ضروری نکتوں پر مشتمل ہے، جن سے واقفیت نہایت ضروری ہے، میں نے اس میں وہی باتیں لکھی ہیں جن پر ماہرین فن ائمہ سلف کا اعتماد و اعتبار ہے اور ان چیزوں کو چھوڑ دیا ہے جن کو ان بزرگوں نے چھوڑ دیا ہے۔'' ❶

شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''امام نووی، محی السنۃ بغوی، اور ابوسلیمان خطابی شرح حدیث کے سلسلہ میں تمام شوافع میں زیادہ قابل اعتماد ہیں، ان لوگوں کے قول محکم اور بحثیں پر مغز ہوتی ہیں، خصوصاً شرح السنۃ بغوی فقہ حدیث اور توجیہ مشکلات میں نہایت کافی وشافی ہے، گویا کہ مصابیح اور مشکٰوۃ کی شرح اسی سے ہو جاتی ہے۔'' ❷

مصابیح کی طرح اس کے ساتھ بھی اعتنا کیا گیا ہے، صاحب کشف الظنون نے اس کے چند مختصرات کا ذکر کیا ہے:

① ...... صفی الدین محمود بن ابوبکر ارموی قرافی کا مختصر۔

② ...... ابوالقاسم ہبۃ اللہ طبری اسکافی کا مختصر۔

③ ...... ابوالقاسم عبداللہ بن حسن بن عبدالملک واسطی، شافعی نے لباب شرح السنة في معرفة احكام الكتاب والسنة کے نام سے مختصر لکھا اور سندوں کو حذف کر دیا ہے۔

④ ...... شیخ علاء الدولہ احمد بن محمد بن احمد البناء مالکی نے الفلاح کے نام سے مختصر لکھا۔

⑤ ...... رضی الدین ابراہیم بن محمد طبری (م۷۲۲ھ) کا مختصر جو الجنة في مختصر شرح السنة کے نام سے موسوم ہے۔ ❸

⑥ ...... بغوی نے خود اس شرح کی تجرید کی ہے، دونوں کے قلمی نسخے رضا لائبریری رام پور میں موجود ہیں۔ ❹

❹ ...... التهذيب في الفقه: اس میں امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب کے فقہی فروع و جزئیات کی تہذیب کی ہے۔

صاحب کشف الظنون کا بیان ہے کہ اس میں دلائل نہیں بیان کیے گئے ہیں، غالباً اس میں اپنے شیخ قاضی حسین کے تعلیقہ میں کچھ کمی بیشی کر کے اس کی تلخیص کی ہے۔ حسین بن محمد مروزی ہروی شافعی نے لباب التہذیب کے نام سے اس کی تلخیص اور شہاب احمد بن محمد بن منیر اسکندری (م۶۸۳ھ) نے مختصر کیا ہے، ❺ یہ دس جلدوں میں ہے، آٹھ جلدیں (تیسری اور چوتھی کو چھوڑ کر) کتب خانہ خدیویہ مصر میں ہیں۔ ❻

❶ كشف الظنون : ٢/ ٥٦ .
❷ عجاله نافعه مع فوائد جامعه، ص: ١٧ .
❸ كشف الظنون : ٣/ ٥٥ ، ٥٦ .
❹ فهرست انگریزی رضا لائبریری رام پور ، مرتبه مولانا امتیاز علی عرشی : ١/ ٤٦٦ ، ٤٦٧ .
❺ كشف الظنون : ١/ ٣٥٢ .
❻ فهرست كتب خانه : ٣/ ٢١٢ .

5......الجمع بين الصحيحين۔

6......تعليقات فتاوٰى قاضى حسين: اس میں اپنے شیخ اور مشہور فقیہ کے فتاویٰ پر تعلیقات لکھی ہیں۔

7......فتاویٰ بغوی: یہ خود ان کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔

8......ارشاد الانوار فى شمائل النبى المختار: یہ کتاب نبی کریم ﷺ کے شمائل پر محیط ہے۔ اس سے ہم نے "اربعون حديثاً في شمائل النبي المختار" نامی کتاب ترتیب دی ہے۔ فللّٰه الحمد.

9......ترجمة الاحكام فى الفروع۔

10......الكفاية فى القرأة۔

11......الكفاية فى الفقه۔

12......الشيوخ۔ [1]

13......تجريد: مولانا امتیاز علی خاں عرشی نے اس کو شرح السنہ کی تجرید بتایا ہے۔ [2]

14......شرح ترمذی: مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم نے اپنے مضمون "حجاز کے کتب خانے" میں اس کا ذکر کیا ہے، ان کا بیان ہے کہ اس کے جزو ثانی کا نسخہ مدینہ کے کتب خانہ محمودیہ میں ہے۔ [3]

وفات:

مروروذ میں شوال ۵۱۶ھ میں وفات پائی اور اپنے استاذ قاضی حسین کے مقبرہ کے پاس طالقان میں دفن کئے گئے، ان کی قبر عرصہ تک زیارت گاہ خلائق بنی ہوئی تھی، ایک روایت کے مطابق انھوں نے ۵۱۰ھ میں انتقال کیا۔ [4]

وكتبه

حافظ حامد محمود الخضری

رفیق ادارہ

---

1 فوائد جامعہ مع عجالہ نفعہ، ص: ۱۹۵ .

2 فہرست انگریزی رضا لائبریری رام پور: ۱/ ٦٦٧ .

3 مقالات سلیمان: ۲/ ۳۷۰۔

4 أيضاً و ابن خلكان: ۱/ ۲٥۹، ۲٦۰۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَبِهٖ ثِقَتِیْ وَرَجَائِیْ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ یَکُنْ لَهُ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَکُونَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا، الَّذِی عَجَزَ الْحَامِدُوْنَ عَلَی الْقِیَامِ بِأَدَاءِ شُکْرِ نِعْمَةٍ مِنْ نِعَمِهٖ، وَکَلَّتْ أَلْسِنَةُ الْوَاصِفِیْنَ عَن بُلُوغِ کُنْهِ عَظْمَتِهٖ۔

وَنَشْهَدُ أَن لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحده لَا شَرِیكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَله الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ، وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ الْبَشِیْرُ النَّذِیْرُ، الدَّاعِی إِلَیْهِ بِإِذْنِهٖ، السراج الْمُنِیر، أَرْسلهُ بِالْهدی وَدین الْحق لِیظْهرهُ علی الدَّین کُله، وَلَو کره الْمُشْرکُونَ۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی أعظَمَ عَلَینا الْمِنَّة بِالْإِسْلَامِ وَالسّنَّةِ، وَوَفَّقَنَا بِفَضْلِهٖ لِلاتِّبَاعِ، وَعَصَمَنَا بِرَحْمَتِه مِنَ الابْتِدَاعِ۔

وَصلی الله علی مُحَمَّد سید الْمُرْسلین، وَإِمَام الْمُتَّقِینَ، وَخَاتم النَّبِیین فِی کل سَاعَة ولحظة علی دوَام الْأَبَد مَا لَا یدْخل تَحت الْعدَد، وَلَا یَنْقَطِع عَنهُ المدد، وعَلی إخوانه من النَّبِیین وَالْمُرْسلِینَ وَالْمَلَائِکَة المقرَّبِیْنَ، وَعَلی أَزوَاجه وَذُرِّیَّتِهٖ، وَأَصْحَابِهٖ وِعِتْرَتِهٖ، وَعَلی مُتَّبِعِی سُنَّتِهٖ، وَأهل إِجَابَة دَعوته بمنه وفضله وسعة رَحمته۔ أَمَّا بَعْدُ:

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم، مشرق ومغرب کے مفتی، مخلوق کے خیرخواہ، حق کے ترجمان، دین کے ستون، امام الائمہ، شرف الاسلام، جلیل القدر امام، الشیخ السید ابومنصور محمد بن اسعد بن حفدہ عطاری (رحمہ اللہ) نے ہمیں خبر دی ہے وہ کہتے ہیں: بیان کیا ہے جلیل القدر امام، دین کے ستون، سنت کو زندہ کرنے والے، معاون حدیث، امت کے راہبر، الشیخ، السید، ابومحمد حسین بن مسعود رحمہ اللہ نے۔

سنت کی تشریح میں یہ کتاب ان شاء اللہ تعالیٰ بہت سے علوم حدیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی اخبار کے فوائد پر مشتمل ہے۔ یعنی مشکل الفاظ کے حل، قلیل الاستعمال الفاظ کی وضاحت اور ان میں بیان شدہ احکامات کی توضیح۔ اس

میں فقہ اور علماء کے اختلاف کے متعلق ایسے مفید جملے موجود ہیں کہ جن سے وہ آدمی مستغنی نہیں ہوسکتا جس کی طرف لوگ احکام سمجھنے کے لیے رجوع کرتے ہوں اور جس آدمی پر دین اسلام کے بارے میں اعتماد کیا جاتا ہے۔ میں نے اس کتاب میں صرف وہ احادیث درج کی ہیں جن پر ان سلفی ائمہ نے اعتماد کیا ہے، جو اہل فن تھے اور اس زمانے کے لوگ احادیث کے معاملات ان کے سپرد کرتے تھے، جن روایات سے انہوں نے اعراض کیا ہے اور ان کے ترک پر اتفاق کیا ہے یعنی مقلوب، موضوع اور مجہول وغیرہ تو میں نے بھی ان روایات سے اپنی کتاب کو محفوظ رکھا ہے۔

جن روایات کی سندیں میں نے ذکر نہیں کیں، ان میں سے اکثر تو لوگوں نے سن رکھی ہیں اور ان میں سے بیشتر روایات دیگر ائمہ کی کتب میں موجود ہیں، چنانچہ میں نے طوالت کے ڈر سے ائمہ کے نقل پر بھروسہ کرتے ہوئے ان اسانید کو حذف کر دیا ہے۔

اکثر و بیشتر روایات کو ذکر کرتے ہوئے میں نے آئمہ کی اتباع کو ملحوظ رکھا ہے بجز ان چند روایات کے جہاں احتمالی کلام کی تاویل کرنے میں یا مشکل الفاظ کی وضاحت کرنے میں یا ایک قول کو دوسرے قول پر ترجیح دینے میں مجھے کوئی دلیل مل گئی ہو۔ کیونکہ علمائے سلف نے احادیث جمع کرنے میں بہت زیادہ جانفشانی سے کام لیا ہے اور بعد والے لوگوں نے سلف سے سنی ہوئی روایات کو بیان کرنے میں اخلاص سے کام لیا ہے۔

اسلاف کی محنت کافی ہونے اور اس سے مقصود حاصل ہو جانے کے باوجود میرا اس کتاب کو لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ ان کی روش کو جاری رکھا جائے اور میرا شمار بھی اس سلسلے میں ہو جائے جس کا ایک کنارہ نبوت کے سینے سے ملا ہوا ہے اور میں ان لوگوں میں شامل ہو جاؤں جنہوں نے اقامت دین اور احیائے سنت میں بہت محنت کی ہے۔ سو اگرچہ میرا کام ان کی محنت کے مقابلے میں بہت کوتاہ ہے تاہم مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا ساتھ دے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی یہ وعدہ کیا ((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ))...... ''ہر شخص اس کے ساتھ ہوگا جس سے اسے محبت ہے۔''

(صحیح بخاری: ٦١٦٨، صحیح مسلم: ٢٦٤٠)

ایک مقصد یہ بھی ہے کہ میں نے دین کے شعائر کو مٹتے ہوئے دیکھا اور یہ کہ لوگوں پر خواہشات غالب آ چکی ہیں، دین کے صرف نشانات باقی رہ گئے ہیں اور علم برائے نام رہ گیا ہے حتی کہ اکثر لوگ باطل کو حق سمجھ بیٹھے ہیں اور جہالت کو علم باور کر چکے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سچا ثابت ہو گیا: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَتْرُكْ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا۔)) ''اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں سے علم نکال کر علم ختم نہیں کرے گا بلکہ علماء کو فوت کر کے علم ختم کرے گا حتی کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنا لیں گے، ان سے مسائل پوچھیں جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے چنانچہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں

گے۔" (صحيح بخاری: ١٠٠، صحيح مسلم: ٢٦٧٣)

وَلـما كَانَ الْأَمر على مَا وَصفته لَك، أردْت أَن أجدد لأمر الْعلم ذكرا، لَعَلَّه ينشط فِيهِ رَاغِب متـنبه، أَو ينبعث لَهُ وَاقِف متثبط، فَأَكُون كمن يسْعَى لإيقاد سراج فِي ظلمَة مطبقة، فيهتدى بِـهِ متـحيـر، أَو يَقع على الطَّرِيق مسترشد، فَلَا يخيب من السَّاعِي سَعْيه، وَلَا يضيع حَظه، وَالله الْمُسْتَعَان، وَعَلِيهِ التكلان، وَهُوَ حسبى وَنِعْمَ الْوَكِيل۔

ان حالات میں جو میں نے آپ کے سامنے بیان کیے ہیں میں نے چاہا کہ علم کا ذکر نو کردوں تا کہ وہ شخص چست ہو جائے جو بیدار مغز ہے اور علم میں رغبت رکھتا ہے اور جو شخص سستی کا شکار ہے وہ بھی اٹھ کھڑا ہو اور میں اس شخص کی مانند ہو جاؤں جو سخت اندھیرے میں چراغ روشن کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ جس کی روشنی میں حیران شخص ہدایت پا جاتا ہے اور بھلائی کا متلاشی شخص راہ راست پر آ جاتا ہے تو محنت کرنے والے کی محنت رائیگاں نہیں جاتی اور اس کا حصہ ضائع نہیں ہوتا۔ اللہ ہی مددگار ہے اور اسی پر میرا اعتماد ہے، وہی مجھے کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔

(١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْخَطِيبُ الْحُمَيْدِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو، عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الأَصْفَهَانِيُّ، أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ الْقَاضِي، أَنْبَأَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ الْكُشْمِيهَنِيُّ، وَاللَّفْظُ لَهُ، أَنْبَأَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ الْبَابَانِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلالُ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ......

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَإِنَّمَا لِامْرِءٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُولِهِ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ۔))

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے، جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول ہی کی خاطر ہے اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہے یا عورت سے شادی کرنے کے لیے ہے تو اس کی ہجرت اسی مقصد کے لیے ہے جس کے لیے اس نے ہجرت کی۔''

(١) أخرجه البخاری:١، ٥٤، ٦٦٨٩، ومسلم: ١٩٠٧

(1)...... كِتَابُ الْإِيْمَانِ

ایمان کی کتاب

قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى: ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ. الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ﴾ .... ''یہ کتاب پرہیز گاروں کو راہ دکھانے والی ہے، جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' (سورۂ بقرہ:۲،۳)

وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ﴾ .... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔'' (سورۂ آل عمران: ۱۹)

وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ .... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند کیا ہے۔'' (سورۂ مائدہ: ۳)

وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ .... ''جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا'' (سورۂ آل عمران: ۸۵)

(۲)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ بُوَيْهِ الزَّرَّادُ الْبُخَارِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبِ بْنِ سُرَيْجِ بْنِ مَعْقِلٍ الشَّاشِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ عِيسَى بْنُ أَحْمَدَ الْعَسْقَلَانِيُّ، أَنْبَأَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَنْبَأَنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ......

عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ، قَالَ: كَانَ أَوَّلَ مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْقَدَرِ يَعْنِي: بِالْبَصْرَةِ، مَعْبَدٌ الْجُهَنِيُّ، فَخَرَجْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ نُرِيدُ مَكَّةَ، فَقُلْنَا: لَوْ لَقِينَا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یحییٰ بن یعمر بیان کرتے ہیں: بصرہ شہر میں سب سے پہلے جس شخص نے تقدیر پر بحث کی وہ معبد جُہنی تھا۔ چنانچہ میں اور حمید بن عبد الرحمٰن مکہ جانے کے ارادے سے نکلے تو ہم نے کہا: کاش ہمیں کوئی صحابیٔ رسول مل جائے تو ہم اس سے اس کے متعلق پوچھیں جو معبد جُہنی کہتا ہے۔ پس ہمیں

(۲) أخرجه من رواية عمر بن خطاب مسلم: ۱/ ۸، واتفق البخارى ومسلم على اخراجه من رواية ابى هريرة .

فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا يَقُولُ؟ فَلَقِينَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، فَاكْتَنَفْتُهُ أَنَا وَصَاحِبِي، أَحَدُنَا عَنْ يَمِينِهِ، وَالآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ سَيَكِلُ الْكَلَامَ إِلَيَّ، فَقُلْتُ: أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، إِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ يَتَقَفَّرُونَ هَذَا الْعِلْمَ، وَيَطْلُبُونَهُ، يَزْعُمُونَ أَنْ لا قَدَرَ، إِنَّمَا الأَمْرُ أُنُفٌ؟ قَالَ: فَإِذَا لَقِيتَ أُولَئِكَ، فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي مِنْهُمْ بَرِيءٌ، وَأَنَّهُمْ مِنِّي بُرَآءُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ لأَحَدِهِمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، فَأَنْفَقَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، مَا قَبِلَ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، رضی اللہ عنہما، قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَا، إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، مَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، فَأَقْبَلَ حَتَّى جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرُكْبَتُهُ تَمَسُّ رُكْبَتَهُ، قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي عَنِ الإِسْلامِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، وَتُقِيمُ الصَّلاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلا)) فَقَالَ: صَدَقْتَ، فَتَعَجَّبْنَا مِنْ سُؤَالِهِ وَتَصْدِيقِهِ، ثُمَّ قَالَ: فَمَا الإِيمَانُ؟ قَالَ: ((أَنْ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مل گئے تو میں اور میرے ساتھی نے انہیں گھیر لیا۔ ہم میں سے ایک ان کے دائیں اور دوسرا بائیں طرف ہوگیا۔ مجھے معلوم تھا کہ حمید بن عبدالرحمٰن مجھے ہی گفتگو کا موقع دیں گے۔ چنانچہ میں نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! (ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت) ہمارے علاقے میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں جو علم کا شوق رکھتے ہیں اور علم حاصل کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ تقدیر کوئی چیز نہیں اور سب کام ناگہانی ہو جاتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تو انہیں ملے تو انہیں بتا دینا کہ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں اور ان کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ان میں سے کسی آدمی کے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو، پھر وہ اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک وہ اچھی بری تقدیر پر ایمان نہ لے آئے۔ پھر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ ایک آدمی آیا جس کے کپڑے انتہائی اجلے اور بال انتہائی کالے تھے، اس پر سفر کے آثار دکھائی نہیں دیتے تھے اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا ہی تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر بیٹھ گیا اور اس کا گھٹنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے کو چھونے لگا، اس نے کہا: اے محمد! مجھے بتائیے اسلام کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز ادا کرے، زکوۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور اگر استطاعت ہو تو بیت اللہ کا

تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَحْدَهُ، وَمَلائِكَتِهِ، وَرُسُلِهِ، وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَبِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ)) فَقَالَ: صَدَقْتَ، ثُمَّ قَالَ: فَمَا الإِحْسَانُ؟ قَالَ: ((أَنْ تَعْمَلَ لِلَّهِ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يرَاكَ))، قَالَ: صَدَقْتَ، ثُمَّ قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ؟ فَقَالَ: ((مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ بِهَا مِنَ السَّائِلِ)) قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَتِهَا، قَالَ: ((أَنْ تَلِدَ الأَمَةُ رَبَّهَا، وَأَنْ تَرَى الْعُرَاةَ الْحُفَاةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي بُنْيَانِ الْمَدَرِ.)) قَالَ: صَدَقْتَ، ثُمَّ انْطَلَقَ، فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ثَالِثَةٍ، قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا عُمَرُ! هَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ؟)) قَالَ: قُلْتُ: اَللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((ذَاكَ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ أَمْرَ دِينِكُمْ، وَمَا أَتَانِي فِي صُورَةٍ إِلَّا عَرَفْتُهُ فِيهَا، إِلَّا فِي صُورَتِهِ هَذِهِ.))

حج کرے۔'' اس شخص نے کہا: آپ نے سچ فرمایا، ہمیں تعجب ہوا کہ خود ہی سوال کر کے خود ہی جواب کی تصدیق کرتا ہے، پھر اس نے پوچھا: ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ایک اللہ، فرشتوں، رسولوں، موت کے بعد زندہ ہونے، جنت و جہنم اور اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھے۔'' اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس نے پوچھا: احسان کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تو اللہ کے لیے عمل یوں کر کہ تو اسے دیکھ رہا ہے، اگر تو نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔'' اس نے کہا: آپ نے سچ کہا۔ پھر اس نے کہا: مجھے قیامت کے متعلق بتایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے پوچھا جارہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔'' اس نے کہا: مجھے اس کی نشانیاں بتایئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لونڈی اپنے مالک کو جنے گی، تو دیکھے گا کہ ننگے بدن، ننگے پاؤں اور بکریاں چرانے والے لوگ پختہ عمارتوں میں اترانے لگے ہیں۔'' اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر وہ شخص چلا گیا۔ تین دن بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''اے عمر! جانتے ہو وہ شخص کون تھا؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جبرئیل علیہ السلام تھا جو تمہیں دین کے معاملات سکھلانے آئے تھے، اس شکل کے علاوہ جس شکل میں بھی وہ میرے پاس آئے میں نے انہیں پہچان لیا۔''

شرح ابوحفص عمر بن خطاب بن نفیل قریشی ہیں۔ ذوالحجہ ۲۳ رہجری میں ۶۳ رسال کی عمر میں شہید ہوئے۔ ابن شہاب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آپ نے دس سال خلافت کی اور ہر سال حج کرتے رہے۔

((يَتَقَفَّرُوْنَ الْعِلْمَ۔)) (تقفّر) کا معنی کسی چیز کے نشانات کو تلاش کرنا ہے۔ چنانچہ معنی یہ ہوا کہ وہ علم کو تلاش

کرتے ہیں اور اس کے نشانات ڈھونڈتے ہیں۔

((إِنَّمَا الأَمْرُ أُنُفٌ)) مراد یہ ہے کہ ہر کام نیا ہے اس میں تقدیر یا مشیت نام کی کوئی چیز نہیں کیونکہ کسی بھی چیز کی ابتدا کو (انف الشیء) کہا جاتا ہے۔

((فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ اَمَارَتِھَا۔)) امار اور امارۃ ایک ہی چیز ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ (امار) (امارۃ) کی جمع ہے اور اس سے مراد علامت ہے۔ چنانچہ عربی مقولہ ہے: (أَمَارُ مَا بَیْنِی وَبَیْنَكَ كَذَا)...... ''میرے اور تیرے درمیان فلاں نشانی ہے۔''

شیخ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ظاہری اعمال کو اسلام کہا ہے اور باطنی اعتقادات کو ایمان کا نام دیا ہے مگر یہ لازم نہیں کیونکہ اس طرح اعمال ایمان میں داخل نہیں اور تصدیق بالقلب ایمان میں داخل نہیں، بلکہ یہ ایک ایسے جملے کی تفصیل ہے جس میں سب چیزیں ایک ہی ہیں اور ان کا مجموعہ دین ہے۔ اسی لیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ جبرئیل ہے جو تمہیں دین کے معاملات سکھلانے آیا ہے۔''

تصدیق اور عمل دونوں کو ایمان بھی کہا جاتا ہے اور اسلام بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی دلیل قرآنِ کریم کی مندرجہ ذیل آیات ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿إِنَّ الدِّینَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ .... ''بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔'' (سورۂ آل عمران: ۱۹)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿وَرَضِیتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِینًا﴾ .... ''اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند کیا ہے۔'' (سورۂ مائدہ: ۳)

مزید فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَمَن یَبْتَغِ غَیْرَ الْإِسْلَامِ دِینًا فَلَن یُقْبَلَ مِنْهُ﴾ .... ''جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا'' (سورۂ آل عمران: ۸۵)

اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ جو دین اللہ تعالیٰ کو پسند اور اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہے وہ دین اسلام ہے مگر دین اس وقت تک قبول اور سند کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ عمل کے ساتھ تصدیق نہ مل جائے۔

ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بسا اوقات مسلم مومن بھی ہوتا ہے اور بسا اوقات مومن نہیں ہوتا۔ جبکہ مومن ہر حال میں مسلم ہوتا ہے۔ کیونکہ اسلام کی اصل اطاعت اور ماننا ہے۔ جبکہ ایمان کی اصل تصدیق ہے۔ بسا اوقات آدمی ظاہراً مطیع ہوتا ہے مگر باطن میں مطیع نہیں ہوتا، کبھی اس کا باطن بھی خالص نہیں ہوتا اور ظاہراً بھی مطیع نہیں ہوتا، تو اس طرح ہر مومن مسلمان تو ہوتا ہے لیکن ہر مسلمان کا مومن ہونا ضروری نہیں۔

((مَا الْإِحْسَانُ؟)) یہاں احسان سے اخلاص مراد ہے اور ایمان و اسلام دونوں کی صحت کے لیے اخلاص شرط ہے۔

((اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّهَا۔)) مراد کہ اسلام پھیل جائے گا، قیدی عام ہو جائیں گے، لوگ لونڈیاں رکھیں گے اور ان سے بکثرت اولاد پیدا ہوگی لہٰذا لونڈی سے پیدا ہونے والا لڑکا اپنی ماں کے مالک کی طرح ہی ہوگا کہ اس کی ماں اس کے باپ کی لونڈی ہے اور باپ کی ملکیت بیٹے کی طرف ہی لوٹتی ہے۔

((وَأَنْ تَرَى الْعُرَاةَ الْحُفَاةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ۔)) ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس سے مراد عرب ہیں جو اونٹ رکھتے اور چرایا کرتے تھے۔ یعنی اسلام پھیل جائے گا اور لوگ بہت سے علاقے فتح کر کے وہاں آباد ہو جائیں گے اور شاندار عمارتوں میں فخر سے رہنے لگیں گے حالانکہ یہ خانہ بدوش لوگ تھے جن کا کوئی مستقل گھر نہ ہوا کرتا تھا۔ اس کی وضاحت ایک اور حدیث میں بھی ہے جس میں ہے کہ (وَيَتَكَلَّمُ فِيهِمُ الرُّوَيْبِضَةُ وَهُوَ الرَّجُلُ التَّافِهُ يَنْطِقُ فِي أُمُورِ الْعَامَّةِ)...... ''اور ان کے متعلق رویبضہ شخص کلام کرے گا اور رویبضہ اس آدمی کو کہتے ہیں جو بے وقوف ہو اور عوامی باتیں کرے۔'' (ابن ماجہ: ۴۰۳۶) بعض کہتے ہیں: (رويبضة) (رابضة) کی تصغیر ہے اور رابضہ ''ربیض'' چرانے والے کو کہا جاتا ہے اور ''ربیض'' بکریوں کو کہتے ہیں یعنی بکریوں کا چرواہا۔

(۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُعَيْمِ بْنِ الْخَلِيلِ السَّرَخْسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ مَطَرٍ الْفَرَبْرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْجُعْفِيُّ الْبُخَارِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيدٍ هُوَ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ......

أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي الْمَسْجِدِ، دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ، فَأَنَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ، ثُمَّ عَقَلَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِءٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، فَقُلْنَا: هٰذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْمُتَّكِءُ، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَدْ أَجَبْتُكَ۔)) فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنِّي

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ ہم مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور اونٹ کو مسجد میں بٹھا کر باندھ دیا۔ پھر پوچھنے لگا: تم لوگوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے کہا: یہ سفید رنگ والے بزرگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔ تب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوا: اے عبدالمطلب کے بیٹے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔'' وہ بولا: میں آپ سے کچھ دینی باتیں

(۳) أخرجه البخاري: ٦٣، ومسلم: ١٠/ ١٢

سَائِلُكَ فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ، فَلَا تَجِدْ عَلَيَّ فِي نَفْسِكَ، فَقَالَ: ((سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ))، فَقَالَ: أَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ، آللَّهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ؟ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ نَعَمْ))، قَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللَّهِ، آللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ؟ قَالَ: ((اللَّهُمَّ نَعَمْ))، قَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللَّهِ، آللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تَصُومَ هَذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ؟ قَالَ: ((اللَّهُمَّ نَعَمْ))، قَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللَّهِ، آللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هَذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلَى فُقَرَائِنَا؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اللَّهُمَّ نَعَمْ))، فَقَالَ الرَّجُلُ: آمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهِ، وَأَنَا رَسُولُ مَنْ وَرَائِي مِنْ قَوْمِي، وَأَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ۔

پوچھنا چاہتا ہوں اور پوچھوں گا بھی ذرا سختی سے، چنانچہ آپ اپنے دل میں برا نہ مانیے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو تمھارا دل چاہے پوچھو۔'' تب اس نے کہا: میں آپ سے آپ کے رب اور پہلے لوگوں کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کے سب لوگوں کی طرف رسول بنا بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، یا اللہ!'' پھر اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، یا اللہ!'' پھر اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم سال میں ماہِ رمضان کے روزے رکھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، یا اللہ!'' پھر کہنے لگا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ ہم میں سے مالدار لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر کے ہمارے محتاجوں میں بانٹ دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، یا اللہ!'' تب وہ شخص کہنے لگا: آپ جو احکامات اللہ کی طرف سے لائے ہیں میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور میں اپنی قوم کے ان لوگوں کا قاصد بھی ہوں جو پیچھے رہ گئے ہیں اور میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے میں بنی سعد بن بکر کے خاندان سے ہوں۔

شرح: ((اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ۔)) ''میں آپ سے پوچھتا ہوں'' کیونکہ (نَشَدْتُكَ بِاللّٰهِ) کا معنی ہے ''میں بلند آواز کے ساتھ تجھ سے اللہ کے نام پر مانگتا ہوں۔'' (نَشِیْد) عربی میں بلند آواز کو کہتے ہیں اور (اِنْشَادُ الشِّعْر) کا لفظ بھی اسی سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہے ''بلند آواز سے شعر پڑھنا'' اور (ناشید) کا معنی ''طالب'' بھی ہے۔ (ناشد الضالۃ) اسی سے ماخوذ ہے کیونکہ وہ بھی گمشدہ چیز کو بلند آواز سے طلب کرتا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ آیت: ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ﴾ کا معنی ہے ''اس سے ڈرو جس کے ذریعے سے

تم اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہو۔" جیسے (نَشَدْتُّ بِاللّٰهِ ، سَئَلْتُ بِاللّٰهِ) کے معنی میں ہے۔یعنی "میں تجھ سے اللہ کے نام پر مانگتا ہوں۔"

یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ محدث کے سامنے حدیث پڑھنا، پھر اس سے اس حدیث کو آگے بیان کرنا جائز ہے جیسا کہ اس سے روایت سن کر آگے بیان کرنا جائز ہے، آئمہ حدیث اور اہل علم کی ایک جماعت کا یہ قول ہے۔

(٤)۔ أَنْبَأَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمُعَلِّمُ الطُّوسِيُّ ، بِهَا ، أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو نَصْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ، إِمْلاءً أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَبْسِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ ، أَخْبَرَنَا بَهْزٌ ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ......

عَنْ ثَابِتٍ ، قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: كُنَّا نُهِينَا أَنْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ ، وَكَانَ يُعْجِبُنَا أَنْ يَجِيءَ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ ، فَيَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ ، أَتَانَا رَسُولُكَ ، فَزَعَمَ لَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: ((صَدَقَ)) ، قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ؟ قَالَ: ((اللَّهُ)) ، قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ الأَرْضَ؟ قَالَ: ((اللَّهُ)) ، قَالَ: فَمَنْ نَصَبَ الْجِبَالَ؟ قَالَ: ((اللَّهُ)) ، قَالَ: فَبِالَّذِي خَلَقَ السَّمَاءَ ، وَخَلَقَ الأَرْضَ ، وَنَصَبَ الْجِبَالَ ، آللَّهُ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) ، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِنَا وَلَيْلَتِنَا؟ قَالَ: ((صَدَقَ)) ، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ ، آللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) ، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا زَكَاةً فِي أَمْوَالِنَا؟ قَالَ: ((صَدَقَ)) ، قَالَ: فَبِالَّذِي

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں منع کر دیا گیا تھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھیں چنانچہ ہم چاہتے تھے کہ کوئی سمجھ دار دیہاتی شخص آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے۔ کہتے ہیں: تو ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے محمد! ہمارے پاس آپ کا قاصد آیا اور اس نے دعویٰ کیا کہ آپ کہتے ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس نے سچ کہا ہے۔" وہ دیہاتی کہنے لگا: آسمان کس نے پیدا کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے" اس نے پوچھا: زمین کس نے پیدا کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے۔" اس نے پوچھا: پہاڑ کس نے پیدا کھڑے کیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے۔" وہ کہنے لگا: اس ذات کی قسم جس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا اور پہاڑوں کو کھڑا کیا، کیا اللہ نے آپ کو بھیجا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جی ہاں" اس نے کہا: آپ کا قاصد کہتا ہے کہ ہم پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ سچ کہتا ہے۔" وہ کہنے لگا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا

(٤) أخرجه مسلم: ١٢

أَرْسَلَكَ ، آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ))، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا الْحَجَّ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلا؟ قَالَ: ((صَدَقَ))، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ ، آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ))، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لا أَزْدَادُ عَلَيْهِنَّ وَلا أُنْقِصُ مِنْهُنَّ شَيْئًا ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ۔))

ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' وہ کہنے لگا: آپ کا قاصد کہتا ہے کہ ہم پر مالوں میں زکوٰۃ بھی فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ سچ کہتا ہے۔'' وہ کہنے لگا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا اللہ ہی نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' اس نے کہا: آپ کا قاصد کہتا ہے کہ ہم پر سال میں ماہِ رمضان کے روزے بھی فرض ہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا اللہ ہی نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' اس نے کہا: آپ کا قاصد کہتا ہے کہ ہم میں سے جو طاقت رکھتا ہے اس پر حج بھی فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ سچ کہتا ہے۔'' وہ کہنے لگا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا اللہ ہی نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' راویٔ حدیث کہتے ہیں: پھر اس آدمی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے! میں اس میں نہ اضافہ کروں گا نہ کمی کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ سچا ہے تو جنت میں ضرور جائے گا۔''

(٥)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هَاشِمٍ الْعَبْدِيِّ ، وَأَخْبَرَنَاهُ أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الضَّبِّيُّ ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَحْبُوبِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ

اس حدیث کا متن اوپر والی حدیث میں مذکور ہے۔

(٥) انظر الحديث السابق

الْحَمِيدِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، بِهَذَا الإِسْنَادِ۔

شرح انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحمزہ ہے، بنونجار اور خزرج کے خاندان سے ہیں۔ بصرہ میں رہائش پذیر تھے کہ ۹۳ھ کو یہ اور جابر بن زید جمعہ کے روز بصرہ میں ہی فوت ہوئے۔ یہ بصرہ میں فوت ہونے والے آخری صحابی ہیں۔ محمد بن سرین رحمہ اللہ نے انہیں غسل دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے سو برس کی عمر پائی اور ۹۱ھ کو فوت ہوئے۔ آپ سے ثابت بن رستم بنانی نے روایت کی ہے جو کہ ۱۲۷ھ میں فوت ہوئے۔

(1)......بَابُ بَيَانِ اَعْمَالِ الْإِسْلَامِ وَثَوَابِ اِقَامَتِهَا
اسلام کے اعمال اوران پر عمل کرنے کا ثواب

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا﴾ .... ''جو لوگ ایمان لائے اورانہوں نے عمل بھی اچھے کیے یقیناً ان کے لیے فردوس کے باغات کی مہمانی ہے۔'' (سورۂ کہف:۱۰۷)

ارشاد باری ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ﴾ .... ''جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے خوشحالی اور بہترین ٹھکانا ہے۔'' (سورۂ رعد:۲۹)

(٦)۔ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، أَنْبَأَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بُنِيَ الإِسْلامُ عَلَى خَمْسٍ، شَهَادَةِ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسلام کی عمارت پانچ ستونوں پر کھڑی کی گئی ہے، گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

شرح عبداللہ بن عمر بن خطاب کی کنیت ابوعبدالرحمٰن اور نسب قریشی عدوی ہے جو کہ مہاجرین کا قبیلہ ہے۔ آپ ۷۳ھ کو ۸۴ رسال کی عمر میں حج کرنے کے بعد مکہ میں فوت ہوئے اور محصّب میں دفن ہوئے۔

(٧)۔ أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشِّيرَزِيُّ السَّرَخْسِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ

---

(٦) أخرجه البخاري: ٨، ٦٥، ومسلم: ٢٢

(٧) أخرجه البخاري: ٤٦، ومسلم: ١١

الْـفَـقِيـهُ السَّـرَخْسِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْهَاشِمِيُّ السَّامَرِّيُّ ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُـصْعَبٍ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الزُّهْرِيُّ ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِيهِ......

أَنَّـهُ سَـمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ ، يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِـنْ أَهْـلِ نَـجْـدٍ، ثَائِرَ الرَّأْسِ ، نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهِ، وَلا نَفْقَهُ مَا يَقُولُ حَتَّى دَنَا ، فَإِذَا هُوَ يَسْـأَلُ عَنِ الإِسْلامِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى الـلّٰـهُ عَـلَـيْـهِ وَسَـلَّمَ: ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَـوْمِ وَالـلَّـيْـلَةِ)) ، فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ فَـقَـالَ: ((لا ، إِلا أَنْ تَـطَّـوَّعَ))، قَالَ رَسُولُ الـلّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَـضَـانَ)) ، فَـقَـالَ: هَـلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ: ((لا ، إِلا أَنْ تَطَّوَّعَ)) ، قَالَ: وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ الـلّٰـهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكَاةَ ، فَقَالَ: هَـلْ عَـلَـىَّ غَيْـرُهَـا؟ فَقَـالَ: ((لا ، إِلا أَنْ تَـطَّـوَّعَ)) ، قَـالَ: فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ ، وَهُوَ يَقُولُ: وَاللَّهِ لا أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلا أُنْقِصُ مِنْهُ ، فَقَالَ رَسُـولُ الـلّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَفْلَحَ الرَّجُلُ إِنْ صَدَقَ۔))

سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اہل نجد میں سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس کے بال بکھرے ہوئے تھے، ہمیں اس کی آواز کی بھنبھناہٹ تو سنائی دے رہی تھی مگر اس کی بات سمجھ نہیں آ رہی تھی، یہاں تک کہ وہ قریب پہنچا، تو وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دن اور رات میں پانچ نمازیں پڑھنا اسلام ہے۔'' اس نے پوچھا: ان کے علاوہ کوئی اور نماز بھی مجھ پر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں البتہ اگر تو نفل پڑھنا چاہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور تو رمضان کے روزے رکھے۔'' اس نے پوچھا: ان کے علاوہ کوئی اور روزہ بھی مجھ پر واجب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، البتہ اگر تو نفل روزے رکھے۔'' سیدنا طلحہ کہتے ہیں: آپ نے اس کے سامنے زکوٰۃ کا تذکرہ کیا تو وہ کہنے لگا: کیا اس کے علاوہ کوئی اور صدقہ بھی مجھ پر واجب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، البتہ اگر تو نفل صدقہ دے۔'' سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تو وہ آدمی یہ کہتا ہوا چلا گیا: اللہ کی قسم! میں نہ اضافہ کروں گا، نہ اس میں کمی کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ سچ کہتا ہے تو کامیاب ہو جائے گا۔''

شرح: طلحہ بن عبیداللہ کی کنیت ابو محمد اور نسبت تیمی، قریشی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ ۳۶ھ میں جنگ جمل کے دن شہید ہوئے۔

((دَوِیّ صوته۔)) دوی کا معنی آہٹ اور بھنبھناہٹ ہے۔

((اَفْلَحَ)) اس کا معنی ''کامیاب'' ہے، ہر اس شخص کو (مُفْلِح) کہا جاتا ہے جو خیر حاصل کر لے۔ نیز فلاح کا معنی

بقاء بھی ہے لہٰذا کہا جاتا ہے کہ (حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ)...... ''اس کام کی طرف آؤ جو جنت میں باقی رہنے کا سبب ہے۔''

(۸)۔ أَنْبَأَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْقَاضِي، أَنْبَأَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشَ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّيْدَلَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُوسَى بْنُ طَلْحَةَ، يَذْكُرُ ......

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا عَرَضَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ لَهُ: أَخْبِرْنِي مَا يُقَرِّبُنِي مِنَ الْجَنَّةِ، وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ؟ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: ((تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ۔))

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی دوران سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور کہنے لگا: مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت کے قریب کر دے اور جہنم سے دور کر دے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو اللہ کی عبادت کر، کسی کو اس کا شریک نہ بنا، نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر اور رشتہ داری کو ملا۔''

شرح: ابو ایوب انصاری کا نام خالد بن زید خزرجی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں شمولیت کی اور یزید بن معاویہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔

(۹)۔ أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ح حَدَّثَنَا الإِمَامُ الْحُسَيْنُ بْنُ مَسْعُودٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَنْبَأَنَا جَدِّي أَبُو سَهْلٍ عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَزَّازُ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ عُذَافِرٍ، أَنْبَأَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبَّادٍ الدَّبَرِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ، أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى رَجُلٍ يُحَدِّثُ قَوْمًا، فَجَلَسْتُ، فَقَالَ:

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں ایک آدمی کے پاس پہنچا جو لوگوں کو حدیث سنا رہا

---

(۸) أخرجه البخاري: ۱۳۹۶، مسلم: ۱۳، عنده: ان اعربيا عرض لرسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في سفر فاخذ بخطام ناقته أو بزمامها ...... وفي آخره: ((ودع الناقة۔))

(۹) اسناده ضعيف، ولآخر الحديث اى حَدِّثني بِعمل الخ شواهد ...... أخرجه الامام احمد في المسند: ۱۵۸۸۳، ۱۵۸۸۴، ۱۵۸۸۵

وُصِفَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِمِنًى غَادِيًا إِلَى عَرَفَاتٍ، فَجَعَلْتُ أَتَشَرَّفُ الرِّكَابَ، كُلَّمَا رُفِعَتْ لِي جَمَاعَةٌ دُفِعْتُ إِلَيْهِمْ حَتَّى أَتَيْتُ إِلَى جَمَاعَةٍ مِنْ رَكْبٍ، فَانْطَلَقْتُ فَقَدَمْتُهُمْ، فَنَظَرْتُ فَعَرَفْتُهُ بِالصِّفَةِ، فَتَقَدَّمْتُ بَيْنَ يَدَيِّ الرِّكَابِ، فَلَمَّا دَنَوْتُ، قَالَ بَعْضُهُمْ: خَلِّ عَنْ وُجُوهِ الرِّكَابِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ!، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((دَعُوهُ فَأَرَبٌ مَا لَهُ))، فَدَنَوْتُ فَأَخَذْتُ بِالزِّمَامِ، أَوْ قَالَ: بِالْخِطَامِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، حَدِّثْنِي بِعَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلَى الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: ((تُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتُحِبُّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْكَ، خَلِّ عَنْ وُجُوهِ الرِّكَابِ۔))

تھا، چنانچہ میں بیٹھ گیا، تو وہ کہنے لگا: میں منیٰ سے عرفات جارہا تھا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتایا گیا، میں نے سواریوں کو دیکھنا شروع کر دیا۔ جب بھی مجھے کوئی جماعت نظر آتی میں ان کے پاس چلا جاتا حتی کہ میں سواروں کی ایک جماعت کے پاس آیا اور چلتے چلتے ان سے آگے نکل گیا، میں نے آپ ﷺ کو دیکھ کر اوصاف سے پہچان لیا اور سواریوں سے آگے نکل گیا، جب میں قریب ہوا تو ان میں سے کچھ لوگ کہنے لگے: اے اللہ کے بندے! سواریوں کے آگے سے ہٹ جا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ نہ کہو، اسے کوئی کام ہوگا۔'' چنانچہ میں نے قریب ہو کر نکیل یا رسی پکڑ لی اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا کام بتایئے جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نماز قائم کر، زکوۃ ادا کر، حج بیت اللہ کر، رمضان کے روزے رکھ اور جو اپنے لیے پسند کرتا ہے لوگوں کے لیے بھی وہی پسند کر، اب سواریوں کے سامنے سے ہٹ جا۔''

شرح: ((فَأَرَبٌ مَا لَهُ۔)) یعنی یہ کوئی کام آیا ہے اسے چھوڑ دو (الارب، الاربة) کا معنی حاجت ہے اور (ما) موصولہ ہے۔ بعض نے اسے اسم کی بجائے فعل ماضی کے صیغے سے (ارب) ذکر کیا ہے۔ ابن الاعرابی کہتے ہیں: یہ ''احتاج'' اور ''سئل'' کے ہم معنی ہے۔

قتیبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (ارب) کا معنی ہے (سقطت آرابه) ''اس کے اعضاء گر جائیں۔'' لیکن اس سے حقیقت مراد نہیں ہوتی جیسا کہ (تربت يداك) ''تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں'' سے حقیقی معنی مراد نہیں ہوتا۔

بعض کہتے ہیں: بظاہر تو یہ ایک دعا ہے لیکن اس کا معنی تعجب کا ہے جیسے (للّٰه درُّك) ہے جبکہ بعض نے اسے (أَرِبٌ) باء مضموم بالتنوین بھی پڑھا ہے، اس کا معنی ہوتا ہے ''سمجھدار اور تجربہ کار آدمی''۔ جب کوئی آدمی سمجھدار ہو جائے تو عرب اسے کہتے ہیں: (أَرُبَ الرَّجل)

(١٠)۔ أَنْبَأَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الضَّبِّيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْجَرَّاحِ الْمَرْوَزِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مَحْبُوبِ بْنِ فُضَيْلٍ الْمَحْبُوبِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عِيسَى مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ سَوْرَةَ التِّرْمِذِيُّ الْحَافِظُ، أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ، أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، أَنْبَأَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَقَالَ: ((اتَّقُوا اللّٰهَ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ، وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ، تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ۔)) قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي أُمَامَةَ: مُنْذُ كَمْ سَمِعْتَ هَذَا الْحَدِيثَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ وَأَنَا ابْنُ ثَلَاثِينَ سَنَةً۔

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمارہے تھے: ''اللہ سے ڈرو، پانچ نمازیں پڑھو، ماہِ رمضان کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو، اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرو، تو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔'' سلیم بن عامر کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے یہ حدیث کب سنی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جبکہ میں تیس سال کا تھا۔

شرح: ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا نام صدیّ بن عجلان ہے۔ قبیلے کا نام قیس غیلان بن مضر ہے۔ شام میں رہائش پذیر ہوئے تھے اور ۸۶ھ کو ۹۱ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

(١١)۔ أَنْبَأَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَنْصُورٍ الْمُلَقَّبُ بِالصَّالِحِيِّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ الشُّكَرِيُّ، بِبَغْدَادَ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ سَيَّارٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْإِمَامُ الْحُسَيْنُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ: وَأَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَنْبَأَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ الْبَزَّازُ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعُذَافِرِيُّ، أَنْبَأَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ......

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي سَفَرٍ،

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک سفر کے دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ تو ایک دن چلتے

(١٠) هذا حديث حسن...... أخرجه الترمذي: ٦١٦، وأحمد: ٢٢١٦١

(١١) صحيح...... أخرجه الترمذي: ٢٦١٦، وابن ماجه: ٣٩٧٣

فَأَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيبًا مِنْهُ وَهُوَ يَسِيرُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: ((قَدْ سَأَلْتَ عَنْ عَظِيمٍ، وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ، تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ))، ثُمَّ قَالَ: ((أَلا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ؟ الصَّوْمُ جُنَّةٌ، والصَّدَقَةُ تُطْفِءُ الْخَطِيئَةَ، وَصَلاةُ الرَّجُلِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ.)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾، ثُمَّ قَالَ: ((أَلا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الأَمْرِ وَعَمُودِهِ وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ؟)) قُلْتُ: بَلَى، يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((رَأْسُ الأَمْرِ، الإِسْلامُ، وَعَمُودُهُ الصَّلاةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ))، ثُمَّ قَالَ: ((أَلا أُخْبِرُكَ بِمِلاكِ ذَلِكَ كُلِّهِ؟)) قُلْتُ: بَلَى، يَا نَبِيَّ اللّٰهِ!، قَالَ: فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ، وَقَالَ: ((اكْفُفْ عَلَيْكَ هَذَا))، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ فَقَالَ: ((ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ! وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ))، أَوْ قَالَ: ((عَلَى مَنَاخِرِهِمْ إِلا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ.))

چلتے میں آپ کے قریب ہو گیا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے دور کر دے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے بہت مشکل کام پوچھا ہے، تاہم اس کے لیے کوئی مشکل نہیں جس کے لیے اللہ تعالیٰ آسان کر دے، تو اللہ کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا، نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر، رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے نیکی کے دروازے نہ بتاؤں؟ روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو ختم کر دیتا ہے اور رات کو آدمی کا نماز پڑھنا بھی نیکی ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ سے ﴿جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ تک آیت پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے دین کا ستون اور کوہان کی بلندی نہ بتاؤں؟'' میں کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: رأس الامر تو اسلام ہے، اس کا ستون نماز اور کوہان کی بلندی جہاد ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں ان سب کی جڑ نہ بتاؤں؟'' میں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے نبی! سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا: ''اس کو روک کے رکھ۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم جو باتیں کرتے ہیں ان پر بھی ہماری پکڑ ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''معاذ تو مرجائے، زبان سے کہی ہوئی باتیں ہی تو لوگوں کو چہروں یا نتھنوں کے بل جہنم میں گرائیں گی۔''

شرح معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے، انصاری صحابی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ ۱۸ھ کو طاعون عمواس

میں فوت ہوئے۔

(ابو وائل) ان کا نام شقیق بن سلمہ اسدی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو ملے ہیں مگر کوئی حدیث نہیں سنی۔

((الا حصائد السنتهم۔)) اس سے مراد وہ کلام ہے جو آدمی اپنی زبان سے کرتا ہے۔ کلام کو کٹی ہوئی فصل کے ساتھ تشبیہ دی ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:﴿حَتّٰى جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَامِدِينَ﴾۔

(۱۲)۔ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا......

عَنْ عَامِرٍ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔''

شرح: عبداللہ بن عمرو بن عاص بن وائل رضی اللہ عنہ قریش کے خاندان بنوسہم سے ہیں۔ ان کی کنیت ابومحمد ہے۔ ۶۹ھ یا ۶۸ھ کو فوت ہوئے۔

((من سلم المسلمون۔)) قابل تعریف مسلمان اور قابل تعریف مہاجر وہ ہے جس میں یہ صفت موجود ہو ورنہ یہ مراد نہیں کہ جس میں یہ صفت نہیں وہ مسلمان ہی نہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے کہا جائے: (الناس العرب) ''لوگ تو عربی ہی ہیں۔'' تو مراد ہوگا افضل لوگ عربی ہی ہیں۔ ایسے ہی افضل مسلمان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے حقوق بھی ادا کرے، ان کی توہین نہ کرے۔ افضل مہاجر وہ ہے جو وطن چھوڑنے کے ساتھ ساتھ محرمات کو بھی چھوڑ دے۔

(۱۳)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَنْبَأَنَا الْقَاضِي أَبُو زَيْدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَبِيبٍ النَّيْسَابُورِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَسَّانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَقِيهُ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا الْمُطَرِّزُ أَبُو بَكْرٍ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبِي، أَخْبَرَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ......

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کہا: اے اللہ

(۱۲) أخرجه البخاري: ۱۰، ومسلم: ٤٠

(۱۳) أخرجه البخاري: ۱۱، ومسلم: ٤٢

الإِسْلامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ۔))

کے رسول! کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی زبان اور ہاتھ سے سارے مسلمان محفوظ رہیں۔''

شرح: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن قیس ہے۔ ابو بردہ عامر بن عبداللہ ان کے بیٹے ہیں۔

((ای الاسلام افضل۔)) سے مراد ہے اسلام کی کون سی خصلت افضل ہے۔

(١٤)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَنْبَأَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلالُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هَانِءٍ الْخَوْلانِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ الْجَنْبِيِّ......

قَالَ: حَدَّثَنِي فَضَالَةُ بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((أَلا أُخْبِرُكُمْ بِالْمُؤْمِنِ؟ الْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ، وَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوبَ۔))

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ''کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ مومن کون ہے؟ مومن وہ ہے جسے لوگ اپنے مال وجان کا امین سمجھیں اور مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں، مجاہد وہ ہے جو اپنے آپ کو اللہ کی اطاعت پر مجبور کرے اور مہاجر وہ ہے جو غلطیوں اور گناہوں کو چھوڑ دے۔''

(١٥)۔ أَنْبَأَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ الْفَضْلِ الصَّيْرَفِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَحْمَدَ الصَّفَّارُ الأَصْبَهَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْبِرْتِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الإِسْلامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَنْ يَسْلَمَ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا: اے اللہ کے رسول! اسلام کی کون سی خصلت افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

(١٤) اسناده صحيح ...... أخرجه الامام احمد فى المسند: ٢٣٩٥٨، ورواه ابن ماجه (مختصرا): ٣٩٣٤

(١٥) أخرج مسلم طرفا منه: "المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده": ٦٥/ ٤١، وفى ١٦٥/ ٧٥٦: سئل رسول الله ﷺ اى الصلاة افضل؟ قال: "طول القنوت۔"

الْـمُسْـلِمُونَ مِنْ لِسَانِكَ وَيَدِكَ۔)) قَالَ: فَأَيُّ الْـجِهَـادِ أَفْـضَـلُ؟ قَالَ: ((أَنْ يُعْقَرَ جَوَادُكَ، وَيُهْـرَاقَ دَمُكَ۔)) قَالَ: فَأَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((طُولُ الْقُنُوتِ۔))

''یہ کہ تیری زبان اور ہاتھ سے دیگر مسلمان محفوظ رہیں۔'' اس نے پوچھا: کونسا جہاد افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس میں تیرا گھوڑا زخمی ہو اور خون بہ جائے۔'' اس نے دریافت کیا: کونسی نماز افضل ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لمبے قیام والی۔''

شرح جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، آپ ۷۸ھ کو مدینہ میں فوت ہوئے۔

(١٦)۔ أَنْبَـأَنَـا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو الطَّيِّبِ سَهْلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْـنِ سُـلَيْـمَانَ، أَخْبَرَنَا وَالِدِي، إِمْلاءً، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاءِ بْنِ كُرَيْبٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَـنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَـا رَسُـولَ الـلّٰهِ! قُلْ لِي فِي الإِسْلامِ قَوْلا لا أَسْـأَلُ عَـنْـهُ أَحَـدًا بَـعْدَكَ؟ قَالَ: ((قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ۔))

سیدنا سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اسلام کے متعلق ایسی جامع بات بتلا دیجئے کہ آپ کے بعد کسی اور سے پوچھنا نہ پڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آمنت باللہ کہہ کر اس پر ڈٹ جا۔''

شرح یہ روایت ہشام بن عروہ سے بھی مروی ہے۔ مروی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا﴾ پھر فرمایا: اللہ کی قسم! وہ اللہ کی خاطر ڈٹ گئے اور لومڑیوں کی طرح انہوں نے مکاریاں نہیں کیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ﴿إِسْتَقَامُوْا﴾ کا معنی لَمْ يُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا کیا ہے، یعنی انہوں نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا معنی استقاموا علی الطاعة ''وہ اللہ کی اطاعت پر ڈٹ گئے۔''

(2)......بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْأَعْمَالَ مِنَ الْإِيْمَانِ، وَأَنَّ الْإِيْمَانَ يَزِيْدُ وَيَنْقُصُ، وَالرَّدِّ عَلَى الْمُرْجِئَةِ

اعمال ایمان میں شامل ہیں اور ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اور مرجئہ کا رد

قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى: ﴿وَمَا زَادَهُمْ إِلاَّ إِيْمَانًا وَتَسْلِيمًا﴾ .... ''اور اس چیز نے ان کے ایمان اور

(١٦) أخرجه مسلم: ٦٢/ ٣٨

شیوہ فرمانبرداری میں اور اضافہ کر دیا۔'' (سورۂ احزاب : ۳۱)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا﴾ .... ''اور ایمان والے ایمان میں بڑھ جائیں۔''
(سورۂ مدثر:۳۱)

وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا﴾ .... ''سو جو لوگ ایمان دار ہیں اس سورت نے ان کے ایمان کو زیادہ کیا ہے۔'' (سورۂ توبہ:۱۲۴)

وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ﴾ .... ''تاکہ ایمان کے ساتھ ہی ساتھ ایمان میں اور بھی بڑھ جائیں۔'' (سورۂ فتح:۴)

وَقَوْلُهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى: ﴿وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾ .... ''اور نیک عمل ان کو بلند کرتا ہے۔''
(سورۂ فاطر:۱۵)

(۱۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَحْمَدَ الصَّالِحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الشَّاهِ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ قُرَيْشٍ، أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا خَلَفُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ جَرِيرٍ الرَّازِيِّ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً، وَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيمَانِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایمان کی ستر سے کچھ زائد شاخیں ہیں جن میں سے سب سے افضل لا الہ الا اللہ پڑھنا ہے اور سب سے کم درجہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔''

شرح ((اماطة الاذى عن الطريق۔)) سے مراد یہ ہے کہ پتھر اور کانٹا وغیرہ ہر اس چیز کو راہ سے ہٹا دیا جائے جس سے راہ گزر کو تکلیف ہو۔

(۱۸)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي نَصْرٍ الْكُوفَانِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ التُّجِيبِيُّ الْمِصْرِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَحْيَى الزُّهْرِيُّ الْقَاضِي بِمَكَّةَ، أَخْبَرَنَا أَبُو خَالِدٍ يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَمَّادٍ الْعُقَيْلِيُّ، أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ

(۱۷) أخرجه البخاري: ۹ و مسلم: ۵۸/ ۳۵

(۱۸) انظر الحديث المتقدم

الأَنْمَاطِيُّ ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ......

أَخْبَرَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ ، بِهَذَا الإِسْنَادِ مِثْلَهُ ، وَقَالَ: ((بِضْعٌ وَسَبْعُونَ بَابًا أَعْلاهَا شَهَادَةُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ۔))

ایک اور سند سے بھی یہ روایت مروی ہے جس میں ہے کہ ’’ایمان کے ستر سے کچھ زائد باب ہیں اور سب سے اعلیٰ باب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دی جائے۔‘‘

شرح: (بضع) کا لفظ تین سے دس تک کے لیے بولا جاتا ہے تاہم اس کا اصل معنی ٹکڑا ہے۔اور ہر دہائی کے بعد ایک سے تین تک کے لیے (نَيْف) کا لفظ بولا جاتا ہے۔امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ((الحیاء شعبة من الایمان)) کا معنی یہ ہے کہ ’’حیا آدمی کو گناہوں سے روکتا ہے۔‘‘ چنانچہ یہ ایمان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا بھی ایمان ہے، منہیات سے رکنا بھی ایمان ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس طرح ایمان کی وجہ سے آدمی گناہوں سے بچتا ہے اسی طرح حیا کی وجہ سے بھی گناہوں سے بچتا ہے، اسی لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ)) ’’جب تجھے حیا نہیں تو جو جی چاہے کر۔‘‘ یعنی جس کے پاس حیا نہ ہو وہ فواحش، معاصی اور قبائح جو جی میں آئے کر گزرتا ہے۔ جب حیا بھی ایمان کی طرح گناہوں سے روکنے کا سبب ہے تو اسے بھی ایمان کی شاخ قرار دے دیا گیا۔

فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ایمان کا اعمال کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے، حدیثِ مبارکہ میں مذکورہ شعبے کون سے ہیں؟ اس کا جواب دیتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: قاضی عیاض کہتے ہیں: بعض علما وفقہا نے اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق ان شعبوں کا تعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ بہرحال کسی کے اجتہاد کے حق میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ حدیث کے مرادی معنی کے عین مطابق ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اگر ان شعبہ جات کی تفصیل کا علم نہ ہو تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(میں ابن حجر کہتا ہوں:) ان شعبوں کا تعین کرنے والے کسی ایک انداز پر جمع نہ ہو سکے، البتہ امام ابن حبان کا طریقہ اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے: ان شعبوں کا مصدر درج ذیل تین اعمال ہیں:

(۱)......قلبی اعمال (۲)......قولی اعمال (۳)......بدنی اعمال

قلبی اعمال میں اعتقادات اور نیّات داخل ہیں، جو درج ذیل چوبیس خصلتوں پر مشتمل ہیں:

اللہ تعالیٰ پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، کتابوں پر ایمان، رسولوں پر ایمان، تقدیر پر ایمان، یوم آخرت پر ایمان، اللہ تعالیٰ سے محبت، اس کی ذات کی خاطر کسی سے محبت یا نفرت، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ کی تعظیم اور آپ کی سنت کی پیروی بھی داخل ہے، اخلاص (اس میں ریاکاری ونفاق کو ترک کرنا بھی داخل ہے)، توبہ، خوف، رجا، شکر، وفا، صبر، رضا بالقضا، توکل، رحمت، تواضع، تکبر اور عجب کو ترک کرنا، حسد اور کینہ ترک کرنا اور غیظ وغضب کو ترک کرنا۔

قولی اعمال سات اجزا پر مشتمل ہیں:

توحید کا اقرار، تلاوتِ قرآن، علم شرعی سیکھنا اور سکھانا، دعا، ذکر و استغفار، لغو سے اجتناب۔

بدنی اعمال اڑتیس (۳۸) خصائل پر مشتمل ہیں:

ان میں سے درج ذیل پندرہ اعیان کے ساتھ خاص ہیں:

حسی اور حکمی طہارت (نجاستوں سے اجتناب کا تعلق بھی اسی شق کے ساتھ ہے)، پردہ، فرضی و نفلی نماز، نفلی صدقہ و زکوۃ، غلاموں کو آزاد کرنا، سخاوت، نفلی و فرضی روزے، حج و عمرہ، طواف، اعتکاف، شب ِقدر کی تلاش، دین کی حفاظت، نذر پورا کرنا، بہتر قسم کا انتخاب اور کفاروں کی ادائیگی۔

درج ذیل چھ کا تعلق اتباع سے ہے:

نکاح اور اہل و عیال کے حقوق کی ادائیگی، والدین کے ساتھ حسن سلوک، تربیتِ اولاد، صلہ رحمی، آقاؤں کی اطاعت اور غلاموں سے نرمی۔

اور درج ذیل سترہ امور عوام الناس سے متعلقہ ہیں:

عدل والی امارت کا قیام، جماعت کی پیروی، امرا کی اطاعت، لوگوں کے مابین اصلاح کروانا، نیکی والے امور پر معاونت، نفاذِ حدود، جہاد، ادائیگی ٔ امانت، قرضہ چکانا، پڑوسی کی عزت کرنا، حسنِ معاملہ، مال کو اس کے مناسب مقام پر خرچ کرنا، سلام کا جواب، چھینکنے والے کو ''یرحمک اللہ'' کہنا، لوگوں کو تکلیف نہ دینا، لغو سے اجتناب کرنا اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا۔

یہ کل انہتر (۶۹) خصائل ہیں، اگر بعض امور کو بعض میں ضم نہ کیا جائے تو ان کی تعداد اناسی (۷۹) بن سکتی ہے۔

واللہ اعلم۔ (فتح الباری: ۱/ ۷۲) (م،م)

(۱۹)۔ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، قَالَ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنِي زَيْدٌ هُوَ ابْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَضْحًى أَوْ فِي فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلَّى، ثُمَّ انْصَرَفَ فَوَعَظَ النَّاسَ، وَأَمَرَهُمْ بِالصَّدَقَةِ، فَقَالَ: ((أَيُّهَا

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ تشریف لے گئے، پھر لوٹ کر لوگوں کو وعظ و نصیحت کی اور انہیں صدقے کا حکم دیا فرمایا: ''اے لوگو! صدقہ کیا کرو۔'' پھر عورتوں کے

(۱۹) أخرجه البخاري: ۳۰۴، ۱۴۶۲، ومسلم: ۱۰۰۰

النَّاسُ، تَصَدَّقُوا))، فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ، فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ، فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ))، فَقُلْنَ: وَبِمَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ۔)) قُلْنَ: وَمَا نُقْصَانُ دِينِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ؟))، قُلْنَ: بَلَى، يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((فَذَلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا، أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟)) قُلْنَ: بَلَى، قَالَ: ((فَذَلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِينِهَا))، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَلَمَّا صَارَ إِلَى مَنْزِلِهِ جَاءَتْ زَيْنَبُ امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ تَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هَذِهِ زَيْنَبُ، فَقَالَ: ((أَيُّ الزَّيَانِبِ))، فَقِيلَ: امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: ((نَعَمِ ائْذَنُوا لَهَا))، فَأُذِنَ لَهَا، قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّكَ أَمَرْتَ الْيَوْمَ بِالصَّدَقَةِ، وَكَانَ عِنْدِي حُلِيٌّ لِي، فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ، فَزَعَمَ ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّهُ وَوَلَدَهُ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلَيْهِمْ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((صَدَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ، زَوْجُكِ وَوَلَدُكِ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهِ عَلَيْهِمْ۔))

پاس سے گزرے تو فرمایا: ''اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو کیونکہ میں نے جہنم میں زیادہ تم ہی کو دیکھا ہے۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسا کیوں؟ آپ نے فرمایا: ''تم لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو، عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود میں نے تم سے زیادہ کسی کو بھی ایک عقلمند اور تجربہ کار آدمی کو دیوانہ بنانے والا نہیں دیکھا۔'' انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہمارے دین اور عقل میں کیا کمی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی سے نصف نہیں؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اس کی وجہ اس عقل کی کمی ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ عورت جب حائضہ ہو نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''یہی اس کے دین کی کمی ہے۔'' پھر آپ واپس پلٹے، جب گھر پہنچے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب آئیں اور آپ کے پاس آنے کی اجازت مانگنے لگیں۔ آپ کو بتایا گیا کہ زینب اجازت مانگ رہی ہے۔ تو آپ نے دریافت کیا: ''کونسی زینب؟'' آپ کو بتایا گیا: زینب زوجہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ آپ نے فرمایا: ''اسے اجازت دے دو۔'' چنانچہ اسے اجازت دی گئی، وہ کہنے لگی: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آج آپ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ میرے پاس زیورات ہیں، میں انہیں صدقہ کرنا چاہتی ہوں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ اور ان کی اولاد میرے صدقہ کے زیادہ مستحق ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابن مسعود ٹھیک کہتا ہے، تیرا خاوند اور تیری اولاد تیرے صدقے کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔''

شرح ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام سعد بن مالک بن سنان ہے۔ ایک صحابی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں ان کی کنیت ابواسحاق ہے جو کہ بنی عبدِ مناف میں سے ہیں۔ ان کے والد کا نام مالک بن وہیب ہے۔

((تکفرن العشیر۔)) عشیر، "عِشرۃ" سے ہے جس کا معنی "حسنِ سلوک" ہے۔ چونکہ خاوند بیوی دونوں ایک دوسرے سے حسن سلوک کے ساتھ پیش آتے ہیں اس لیے خاوند کو عشیر کہا جاتا ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ روایت اس امر کی دلیل ہے کہ عبادت میں کمی دین کی کمی کا سبب ہے۔ نیز اس بات کی بھی دلیل ہے کہ گواہی کے لیے بنیادی چیز عقل ہے۔ اگرچہ صدق وامانت کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ غافل آدمی کی گواہی کمزور ہے خواہ وہ دین داری اور امانت داری میں مقبول ہو۔

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحابہ، تابعین اور بعد کے تمام علمائے اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ﴾ .... "ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں۔"

(سورۂ انفال: ۲)

نیز وہ کہتے ہیں کہ ایمان قول اور عمل دونوں کا نام ہے جو کہ اطاعت کرنے سے بڑھتا ہے اور نافرمانی کرنے سے کم ہوتا ہے۔ اس کے بڑھنے کا ذکر تو قرآن میں موجود ہے اور کمی کا ذکر عورتوں کے وصف والی حدیث میں ہے۔ نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب سے کامل ایمان والا مومن وہ ہے جو ان میں سے اچھے اخلاق والا ہے، اور گھر والوں کے ساتھ زیادہ نرمی کرنے والا ہے۔" (صحیح لغیرہ، مسند احمد: ۲۴۲۵۹)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: "جس نے اللہ کی خاطر محبت کی، اللہ کی خاطر نفرت کی، اللہ کی خاطر دیا اور اللہ ہی کی خاطر روکا تو اس کا ایمان کامل ہے۔" (صحیح لغیرہ، مسند احمد: ۱۵۶۱۷ عن معاذ)

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے عدی بن عدی کو لکھا تھا "ایمان کے کچھ فرائض اور سنن، حدود اور شرائع ہیں۔ جس نے ان کو پورا کیا اس کا ایمان کامل ہے، جس نے پورا نہ کیا اس کا ایمان نامکمل ہے۔ اگر میں زندہ رہا تو تمہارے سامنے اس کی وضاحت کروں گا تاکہ تم اس پر عمل کر سکو اور اگر میں مر گیا تو تمھارے ساتھ رہنے کا مجھے کوئی شوق نہیں۔"

صحابہ وتابعین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایمان میں اہل ایمان کے مختلف درجات ہیں اور ان کے ایمان میں تفاضل پایا جاتا ہے۔

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں: میں تیس صحابہ سے ملا، سب کے سب اپنے متعلق نفاق کا خدشہ رکھتے تھے، ان میں سے کوئی

بھی ایسا نہ تھا جو یہ کہتا ہو کہ اس کا ایمان جبریل ومیکائیل جیسا ہے۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ہمارے ساتھ بیٹھیے تاکہ ہم کچھ دیر کے لیے اپنا ایمان مضبوط کر لیں۔

علماء نے ناپسند کیا ہے کہ کوئی شخص اپنے متعلق کہے: ''انا مؤمن حقا'' کہ میں سچا مومن ہوں۔ بلکہ صرف ''انا مؤمن'' کہنا بھی ناپسند ہے۔ البتہ یوں کہا جا سکتا ہے: (اَنَا مُؤْمِنٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ) ''ان شاء اللہ میں مؤمن ہوں۔'' یہ ان شاء اللہ کہنا اس لیے نہیں کہ اسے اپنے ایمان واعتقاد میں شک ہے بلکہ اس لیے ہے کہ اپنے برے انجام کا خطرہ ہے، نیز اسے علم نہیں کہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں کیا فیصلہ کر رکھا ہے حالانکہ وہ اپنے ایمان کے متعلق یقین اور بصیرت رکھتا ہے۔ تاہم خوش بختی اور بدبختی کا معاملہ اس بات پر موقوف نہیں کہ انسان اپنے متعلق کیا جانتا ہے بلکہ اس بات پر موقوف ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی آدمی کے متعلق کیا جانتے ہیں اور اس کا خاتمہ کس بات پر کرنے والے ہیں۔ لہٰذا ان شاء اللہ کا تعلق مستقبل کے معاملات اور پوشیدہ معاملات سے ہے نہ کہ ماضی کے معاملات اور ظاہری معاملات سے، کیونکہ یہ تو لغۃً بھی جائز نہیں کہ انسان گزرے ہوئے کام پر ان شاء اللہ کہے مثلاً: ایک انسان کو یقین ہے کہ اس نے کھا پی لیا، تو وہ کہے: ان شاء اللہ میں نے کھا لیا ہے، ان شاء اللہ میں نے پی لیا ہے۔ البتہ یوں کہنا درست ہے: ان شاء اللہ میں کھاؤں گا، ان شاء اللہ میں پیوں گا۔

اگر کوئی شخص ان شاء اللہ کہے بغیر صرف (انا مؤمن) کہہ دے تو بھی جائز ہے کیونکہ بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہے اور اقرار بھی کرتا ہے۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ با آوازِ بلند کہا کرتے تھے: جو شخص (انا مؤمن ان شاء الله) کہنا جائز نہیں سمجھتا، وہ مرجی ہے۔ مزید فرمایا کرتے تھے: تین باتوں میں مرجی لوگ ہمارے مخالف ہیں۔

(۱)...... ہم کہتے ہیں: ایمان قول اور عمل کا نام ہے، جبکہ وہ کہتے ہیں: ایمان صرف قول کا نام ہے، عمل اس میں شامل نہیں۔

(۲)......ہم کہتے ہیں کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایمان میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔

(۳)...... ہم کہتے ہیں: ہم اپنے مومن ہونے کا اقرار کرتے ہیں جبکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ کے ہاں مومن ہیں۔ (مومن ہونے کا اقرار نہیں کرتے)

امام صاحب رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: ہمارے ہاں لوگ نکاح وطلاق اور احکام میں مومن اور مسلم ہیں، اللہ تعالیٰ کے ہاں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس کا علم نہیں۔ مزید فرماتے ہیں: ہم بھی مومن ہیں اور لوگ بھی ہمارے نزدیک مومن ہیں جبکہ مرجی لوگ ہم سے یہ کہلوانا چاہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں مومن ہیں اور یہ طریقہ سلف کا نہیں ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص یوں کہے: ''اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ میں مومن ہوں۔'' تو یہ بھی جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ

کا علم متغیر نہیں اور انسان کے حالات بدلتے رہتے ہیں۔ بسا اوقات انسان صبح کو مومن ہوتا ہے شام کو کافر ہو جاتا ہے، شام کو مومن ہوتا ہے صبح کو کافر ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں کفر سے محفوظ رکھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: ''انسان بظاہر جنتیوں والے کام کرتا ہے حالانکہ وہ جہنمی ہوتا ہے۔''

(صحیح بخاری: ٦٤٩٣)

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابلیس سے عبرت پکڑو کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قبل بظاہر اس کا شمار فرشتوں میں ہوتا تھا مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ ہوا کہ جس کا اس کو گمان بھی نہ تھا، اللہ تعالیٰ کے مکر سے بے خوف ہونے والے لوگ نقصان اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ ہم اللہ تعالیٰ سے حسن عاقبت کا سوال کرتے ہیں۔ آمین

علماء کا اتفاق ہے کہ اپنے متعلق یا کسی خاص شخص کے بارے میں یہ فتوی دینا کہ وہ جنتی یا جہنمی ہے درست نہیں، کیونکہ لوگوں کے انجام مخلوق سے پوشیدہ ہیں اور جو شخص حقیقی مومن ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حقدار ہے، بلکہ ہم فرمانبرداروں کے لیے حسن انجام کی امید رکھتے ہیں اور مجرموں کے متعلق عذاب کا خوف محسوس کرتے ہیں۔

انبیاءِ کرام، ازواج النبی، عشر مبشرہ اور وہ لوگ جن کے جنتی ہونے کی گواہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے ہم بھی ان کے جنتی ہونے کا یقین رکھتے ہیں، اسی طرح کتاب وسنت میں اگر کسی خاص شخص کے جنتی یا جہنمی ہونے کی صراحت آئی ہو تو ہم اس کے بھی جنتی یا جہنمی ہونے کا یقین رکھتے ہیں۔

(٢٠)۔ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ......

عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، قَالَ: كُنْتُ أَقْعُدُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ يُجْلِسُنِي عَلَى سَرِيرِهِ، فَقَالَ: أَقِمْ عِنْدِي حَتَّى أَجْعَلَ لَكَ سَهْمًا مِنْ مَالِي، فَأَقَمْتُ مَعَهُ شَهْرَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ: ((مَنِ الْقَوْمُ؟ أَوْ مَنِ الْوَفْدُ؟)) قَالُوا: رَبِيعَةُ، قَالَ: ((مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ، غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ،

ابو جمرہ بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھتا تھا۔ وہ مجھے اپنی چار پائی پر بٹھایا کرتے تھے، وہ کہنے لگے: میرے پاس قیام کرو تاکہ میں اپنے مال سے تمہارا حصہ بناؤں، چنانچہ میں نے ان کے پاس دو ماہ قیام کیا، وہ بیان کرنے لگے: عبدِ قیس کا وفد جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا: ''یہ کس قوم کے لوگ ہیں؟ یا یہ وفد کہاں سے آیا ہے؟'' انہوں نے کہا: ربیع خاندان کے لوگ ہیں، آپ نے فرمایا: ''اس قوم یا اس وفد کو خوش آمدید، جو نہ ذلیل ہونے والے اور نہ شرمندہ ہونے والے

(٢٠) أخرجه البخاري: ٥٣، ومسلم: ١٧

وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ، فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَائَنَا، وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ، وَسَأَلُوهُ عَنِ الأَشْرِبَةِ، فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ، وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ، أَمَرَهُمْ بِالإِيمَانِ بِاللَّهِ وَحْدَهُ، قَالَ: وَقَالَ: ((احْفَظُوهُنَّ مَا الإِيمَانُ بِاللَّهِ وَحْدَهُ؟)) قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((شَهَادَةُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، وَإِقَامُ الصَّلاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَصِيَامُ رَمَضَانَ، وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ))، وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ عَنِ الْحَنْتَمِ، وَالدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْمُزَفَّتِ، وَرُبَّمَا قَالَ: الْمُقَيَّرِ، وَقَالَ: ((احْفَظُوهُنَّ وَأَخْبِرُوا بِهِنَّ مَنْ وَرَائَكُمْ۔))

ہیں۔'' وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی خدمت میں ان حرمت والے مہینوں ہی میں آسکتے ہیں کیونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان مضر کے کافروں کا قبیلہ آباد ہے۔ لہٰذا آپ ہم کو ایسی قطعی بات بتائیں جس کی خبر ہم اپنے لوگوں کو بھی کر دیں جو یہاں نہیں آئے اور اس پر عمل پیرا ہو کر ہم جنت میں داخل ہو جائیں، نیز انہوں نے آپ سے برتنوں کے بارے میں بھی پوچھا، آپ ﷺ نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا اور چار قسم کے برتن استعمال کرنے سے منع کیا، آپ ﷺ نے انہیں ایک اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیا اور فرمایا: ''ان باتوں کو یاد رکھنا، ایک اللہ پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ہی کو معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور مالِ غنیمت سے پانچواں حصہ بیت المال کے لیے دینا۔'' پھر آپ ﷺ نے ان کو چار برتنوں کے استعمال سے منع کیا، سبز کائی والے برتن سے، کدو کے بنائے ہوئے برتن سے، لکڑی کھود کر بنائے ہوئے برتن سے اور تارکول لگے برتن سے، مزید فرمایا: ''ان برتنوں کو یاد کر لو اور یہ باتیں ان لوگوں کو بھی بتا دینا جنہیں تم پیچھے چھوڑ آئے ہو۔''

شرح: عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کی کنیت ابوالعباس ہے۔ قریش کے خاندان بنو ہاشم سے ہیں۔ ان کے والد ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے چچا تھے۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے جبکہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ۶۸ھ کو ۷۱ برس کی عمر پا کر طائف میں فوت ہوئے۔

یہ روایت ابو جمرہ سے مروی ہے جن کا نام نصر بن عمران ضبعی ہے۔ جب کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی روایت کو ابو

حمزہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے ذکر کیا ہے۔ابوحمزہ کا نام عمران بن ابی عطاء واسطی ہے جو کہ ثقہ راوی ہے۔

((غیر خزایا۔)) خزایا خزیان کی جمع ہے اور خزیان اس شخص کو کہا جاتا ہے جسے ذلت اور عار لاحق ہو، اس کا مصدر خـزیة ہے۔اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے اور انہیں جنگ یا غلامی جیسی کسی ذلت کا سامنا نہ کرنا پڑا۔

((نـدامی)) ندامة سے ہے اس کی جمع نادمین لانا زیادہ مناسب تھا کیونکہ (نـدامی) ندمان کی جمع ہے۔البتہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ خـزایـا کے ساتھ نـدامی بھی اسی وزن پر لے آئے، جیسے عرب کہتے ہیں: انـه لیـأتیـنـا بالغدایا والعشایا حالانکہ غداۃ کی جمع غدوات آتی ہے مگر عشایا کے ساتھ غداۃ کی جمع بھی غدایا لے آئے۔

((بامر فصل)) جو بات واضح المراد ہو اور اس میں کوئی اشکال نہ ہو۔

((والـنـقیـر)) نـقیر دراصل کھجور کا تنا ہوتا ہے جسے کھود کر برتن بنایا جاتا ہے اور اس میں نبیذ بنایا جاتا ہے اور (مــزفـت) اس مشکیزے کو کہتے ہیں جس پر تارکول ملا ہو۔ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت ذاتی نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ یہ برتن موٹے اور سخت ہوتے ہیں۔ ان میں موجود مشروب میں جھاگ پیدا ہو جاتی ہے اور نشہ آ جاتا ہے۔ پینے والے کو پتہ نہیں چلتا اور وہ پی جاتا ہے۔ چمڑے کا مشکیزہ جس پر تارکول نہ لگایا گیا ہو اس میں اگر جوش پیدا ہو تو وہ پھٹ جاتا ہے اور پینے والے کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس میں جوش پیدا ہو چکا ہے لہٰذا وہ پینے سے بچ جاتا ہے البتہ اگر یقین ہو کہ ان میں جوش پیدا نہیں ہوا تو ان سب برتنوں میں پینا جائز ہے۔اس کی دلیل نبی ﷺ کی حدیث ہے، آپ نے فرمایا:''میں نے تمھیں کچھ برتنوں سے منع کیا تھا، اب تم سب برتنوں میں پی سکتے ہو البتہ نشہ آور مشروب نہ پینا۔''

اس حدیث میں وضاحت ہے کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں اسی لیے تو آپ ﷺ نے ایمان کی تفسیر میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور خمس کی ادائیگی کا تذکرہ کیا ہے، نیز اس بات کی وضاحت بھی ہے کہ خبر پہنچانا اور علم آگے پہنچانا واجب ہے، اسی لیے تو آپ نے: ((اخبرو بهن)) کا لفظ استعمال کیا ہے۔

وہب بن منبہ سے کسی نے کہا: کیا ((لا اله الا اللّٰه)) جنت کی کنجی نہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: کیوں نہیں لیکن ہر چابی کے دندانے ہوتے ہیں، اگر دندانوں والی چابی لاؤ گے تو تالا کھلے گا ورنہ نہیں۔

(3)......بَابُ حَلَاوَةِ الْإِيْمَانِ وَحُبِّ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى وَرَسُوْلِهٖ ﷺ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت اور ایمان کی لذت

قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ .... ''ایمان دار اللہ تعالیٰ کی محبت میں بہت زیادہ ہیں۔'' (سورۂ بقرہ: ١٦٥)

قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى: ﴿حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِي قُلُوبِكُمْ﴾ .... ''لیکن اللہ نے ایمان کو تمہارے لیے محبوب بنادیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں سکونت دے رکھی ہے۔'' (سورۂ حجرات: ۷)

قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى: ﴿قُلْ إِنْ كَانَ اٰبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهٖ فَتَرَبَّصُوا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِينَ﴾ .... ''کہہ دیجیے: اگر تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری بیویاں اور تمھارا خاندان اور وہ اموال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے مندا پڑنے سے تم ڈرتے ہو اور رہنے کے مکانات جنھیں تم پسند کرتے ہو، تمھیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (سورۂ توبہ: ۲۴)

﴿لَا يَمَسُّهٗ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ کی تفسیر بعض لوگوں نے یوں کی ہے کہ اس کا فائدہ اور لذت اسی کو نصیب ہوگی جو قرآن پر ایمان لائے گا اور قرآن کو سیکھنے کا حق وہی شخص ادا کرسکتا ہے جسے اس پر یقین ہو کوئی دوسرا نہیں ادا کرسکتا، جیسا کہ ارشاد باری ہے: ﴿مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا﴾ .... ''جن لوگوں کو تورات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہو۔'' (سورۂ جمعہ: ۵)

(۲۱)۔ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ، مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَمَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهٗ إِلَّا لِلّٰهِ، وَمَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ، كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس میں تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کی لذت پالے گا، جسے اللہ اور اس کا رسول باقی سب سے زیادہ محبوب ہوں، کسی آدمی سے صرف اللہ کی خاطر محبت کرے، کفر سے نجات کے بعد دوبارہ کفر میں لوٹنا اتنا برا سمجھے کہ جتنا آگ میں جانا برا سمجھتا ہے۔''

تشریح: ((وَمَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ۔)) لوٹنے سے مراد کبھی تو یہ ہوتا ہے کہ اسلام میں داخل

(۲۱) أخرجه البخاري: ۲۱، ومسلم: ۴۳

ہونے کے بعد دوبارہ کافر ہو جائے اور کبھی مراد یہ ہوتا ہے کہ شروع ہی سے کفر کو اختیار کر لے اگرچہ پہلے اسلام میں داخل نہ ہوا ہو جیسا کہ شعیب علیہ السلام کے واقعہ میں ﴿أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا﴾ سے یہی مراد ہے کیونکہ شعیب علیہ السلام نے کبھی بھی کفر اختیار نہیں کیا تھا۔ بعض کہتے ہیں یہ خطاب شعیب علیہ السلام کو نہیں آپ کے ان ساتھیوں کو ہے جو پہلے کافر تھے بعد میں شعیب علیہ السلام کے دین کے پیروکار ہو گئے۔

(٢٢)۔ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا آدَمُ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہ ہوگا جب تک اس کے والد، والدہ اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو جائے۔“

(٢٣)۔ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ يَحْيَى، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ......

أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلا نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ))، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَإِنَّهُ الآنَ، وَاللّٰهِ لأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الآنَ يَا عُمَرُ!))

سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا پکڑ رکھا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں سوائے اپنی جان کے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جب تک میں تمھیں جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں (اس وقت تک ایمان مکمل نہیں ہوسکتا)۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کی قسم! اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عمر! اب تیرا ایمان پورا ہوا۔“

(٢٢) أخرجه البخاري: ١٥، ومسلم: ٤٤

(٢٣) أخرجه البخاري: ٦٦٣٢

شرح: عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ زہرہ بن معبد کے دادا ہیں، انہوں نے چھوٹی عمر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی اور آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر انہیں برکت کی دعا دی تھی۔

خطابی کہتے ہیں: یہاں طبعی محبت مراد نہیں ہے بلکہ اختیاری محبت مراد ہے کیونکہ انسان کا اپنے آپ سے محبت کرنا طبعی چیز ہے اور دل پر کسی انسان کا قابو بھی نہیں ہے۔ چنانچہ معنی یہ ہوا کہ تیرا میرے ساتھ محبت کرنے کا دعویٰ اس وقت تک سچا نہیں جب تک تو میری اطاعت میں اپنے آپ کو قربان نہ کردے اور میری خوشنودی کو اپنی خواہشات پر ترجیح نہ دے، خواہ اس میں تجھے موت ہی کیوں نہ آجائے۔

(٢٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ هَوَازِنَ الْقُشَيْرِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَفَّافُ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ السَّرَّاجُ، أَنْبَأَنَا أَبُو مَعْمَرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَعْمَرٍ، أَخْبَرَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ وَهُوَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ......

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ذَاقَ طَعْمَ الإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالإِسْلامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولا۔))

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر، اسلام کے دین ہونے پر، محمد کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا، اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔''

شرح: اس کی وضاحت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس طرح کی کہ ایک اور روایت بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں: جس میں تین چیزیں ہونگی وہ ایمان کی لذت پالے گا، (۱)......حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دینا، (۲)......مزاح کے طور پر بھی جھوٹ نہ بولنا، (۳)......اس بات پر یقین رکھنا کہ جو مصیبت آئی وہ چوکنے والی نہ تھی اور جو نہیں آئی وہ آنے والی نہ تھی۔

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جس شخص میں تین چیزیں ہوں گی وہ ایمان کی مٹھاس پالے گا، (۱)......غربت کے باوجود صدقہ کرنا۔ (۲)......اپنی طرف سے لوگوں کے ساتھ انصاف کرنا، (۳)...... ہر خاص وعام کو سلام کہنا۔ (صحیح بخاری: کتاب الایمان، باب السلام من الایمان، تعلیقا علی الباب)

(4)......بَابُ ثَوَابِ مَنْ آمَنَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ

اہل کتاب میں سے جو شخص ایمان لے آئے اس کا اجر

قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى: ﴿الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ:

(٢٤) أخرجه مسلم: ٣٤

﴿أُولَـٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ﴾ .... ''جس کو ہم نے اس سے پہلے کتاب عنایت فرمائی وہ تو اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور جب اس کی آیتیں ان کے پاس پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ اس کے ہمارے رب کی طرف سے حق ہونے پر ہمارا ایمان ہے، ہم تو اس سے پہلے ہی مسلمان ہیں، یہ اپنے کیے ہوئے صبر کے بدلے دوہرا دوہرا اجر دیئے جائیں گے۔'' (سورۂ قصص: ٥٢، ٥٤)

وقَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَآمِنُوْا بِرَسُوْلِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهِ﴾ .... ''اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اللہ تمھیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا۔'' (سورۂ حدید: ٢٨)

(٢٥)۔ أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشِّيرَزِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَفْصٍ الْجُوَيْنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ......

عَنْ أَبِي مُوسَى، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ، رَجُلٌ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَأَدَّبَهَا، فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، وَرَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِكِتَابِهِ، وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَبْدٌ أَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ وَنَصَحَ سَيِّدَهُ۔))

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین آدمیوں کو دوہرا اجر دیا جائے گا، ایک وہ شخص جس کے پاس لونڈی ہو اور وہ اس کی اچھی طرح تربیت کرے پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لے، دوسرا وہ شخص جو اہل کتاب سے ہو اپنی کتاب پر بھی ایمان لائے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لائے، تیسرا وہ غلام جو بطریق احسن اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرے اور اپنے مالک کا بھی خیر خواہ ہو۔''

(٢٦)۔ وَأَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ حَيَّانَ، وَيُقَالُ: ابْنُ حَيٍّأَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَنْبَأَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشَ الزِّيَادِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ بِلَالٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الأَزْهَرِ أَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ بْنِ مَنِيعِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَلِيطٍ الْعَبْدِيُّ، أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ......

---

(٢٥) أخرجه البخاري: ٩٧، ومسلم: ١٥٤

(٢٦) أخرجه البخاري: ٣٠١١، ومسلم:١٥٤

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ الشَّعْبِيِّ ، فَجَائَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ ، فَقَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ عِنْدَنَا إِذَا أَعْتَقَ سُرِّيَّتَهُ ، ثُمَّ تَزَوَّجَهَا يُدْعَى كَالرَّاكِبِ بَدَنَتَهُ ، قَالَ ، فَقَالَ الشَّعْبِيُّ ، حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ ، فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا ، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ، ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا ، فَلَهُ أَجْرَانِ ، وَأَيُّمَا مَمْلُوكٍ أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ ، فَلَهُ أَجْرَانِ ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ آمَنَ بِنَبِيِّهِ ، ثُمَّ آمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَهُ أَجْرَانِ۔)) قَالَ الشَّعْبِيُّ: أَعْطَيْتُكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ إِنْ كَانَ يُرْكَبُ فِيمَا هُوَ أَدْنَى مِنْهُ إِلَى الْمَدِينَةِ۔

علی بن صالح اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں شعبی کے پاس تھا جب ان کے پاس خراسان کا رہنے والا ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: ہمارے علاقے میں جو شخص اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے شادی کر لے اسے یوں سمجھا جاتا ہے جیسے کوئی آدمی ہدی کے جانور پر سواری کرے، تو شعبی رحمہ اللہ کہنے لگے: مجھے ابو بردہ بن ابو موسی نے اپنے باپ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس آدمی کے پاس لونڈی ہو تو وہ اس کی اچھی طرح تربیت کرے اور اچھی طرح تعلیم دے، پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لے تو اسے دوہرا اجر ملے گا، جو شخص اپنے نبی پر ایمان لائے اور پھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بھی ایمان لے آئے تو اسے بھی دوہرا اجر ملے گا۔'' پھر شعبی رحمہ اللہ نے کہا: میں نے تمھیں یہ حدیث بغیر اجرت کے سنادی ہے حالانکہ اس سے کم حدیث کے لیے مدینہ تک کا سفر کیا جاتا تھا۔

(5)......بَابُ مَنْ أَسْلَمَ عَلٰى مَا سَلَفَ لَهُ مِنَ الْخَيْرِ
جو شخص اپنی گذشتہ نیکیوں سمیت مسلمان ہوا

(٢٧)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ان نیک کاموں کے متعلق آپ کیا فرماتے

(٢٧) أخرجه البخاري:١٤٣٦ ، ٢٢٢٠ ، ومسلم :١٢٣

الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ عِتَاقَةٍ، وَصِلَةِ رَحِمٍ، هَلْ لِي فِيهَا أَجْرٌ؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ۔))

ہیں جو میں زمانہ جاہلیت میں صدقہ، غلام آزاد کرنے اور صلہ رحمی کی صورت میں کیا کرتا تھا؟ کیا مجھے ان کا ثواب ملے گا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی ان تمام نیکیوں کے ساتھ اسلام لائے ہو جو پہلے گزر چکی ہیں۔''

شرح حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو خالد ہے۔آپ کا تعلق قریش کے خاندان بنو اسد سے ہے۔آپ نے ۱۲۰رسال عمر پائی،۶۰رسال جاہلیت میں گزارے اور ۶۰رسال ہی اسلام میں۔

((التحنث۔)) کا معنی ہے ایسا کام کرنا جس سے گناہ معاف ہوں۔التحرج اور التاثم بھی اس کے ہم معنی الفاظ ہیں۔

((أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ۔)) یعنی آپ کی پہلی نیکیاں جمع ہیں اور مقبول ہیں۔کافرشخص کی موت اگر اسلام پر آئے تو اس کی نیکیاں مقبول ہیں۔ اگر کافرشخص کی موت کفر پر آئے تو اس کی نیکیاں رائیگاں ہیں۔

(۲۸)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ......

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يُحْسِنُ فِي الإِسْلَامِ، أَيُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ أَحْسَنَ فِي الإِسْلَامِ، لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَمَنْ أَسَاءَ فِي الإِسْلَامِ أُخِذَ بِالأَوَّلِ وَالآخِرِ۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے دریافت کیا: بتایئے جو شخص اسلام کی حالت میں نیک کام کرتا ہے کیا دورِ جاہلیت کے گناہوں پر اس کا مواخذہ ہوگا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اسلام کی حالت میں نیک کام کرتا رہا، اس سے جاہلیت کے گناہوں پر مواخذہ نہ ہوگا اور جو شخص مسلمان ہو کر بھی برے کام کرتا رہا اس سے دونوں زمانوں کے گناہوں پر مواخذہ ہوگا۔''

شرح عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن اور نسبت ھذلی ہے۔۳۲ھ کو مدینہ میں فوت ہوئے اور بقیع میں دفن ہوئے،آپ کی عمر ساٹھ سال سے کچھ زیادہ تھی۔

(۲۸) أخرجه البخاري: ٦٩٢١، ومسلم: ١٢٠

(6)...... بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَشَرَائِعِهِ وَالْقِتَالِ مَعَ مَنْ أَبَى

اسلام اور اس کے احکامات پر بیعت کرنا اور جو شخص انکار کرے اس سے لڑائی کرنا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ﴾ .... ''اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فسادِ عقیدہ نہ رہے اور دین اللہ ہی کا ہو جائے۔'' (سورۂ انفال: ۳۹)

(۲۹)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَنْبَأَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ عَائِذُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ......

أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا، وَهُوَ أَحَدُ النُّقَبَاءِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ، وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: ((بَايِعُونِي، عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ، فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ، فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا، فَهُوَ كَفَّارَةٌ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا، ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ، فَهُوَ إِلَى اللّٰهِ، إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ)) فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ۔

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو کہ بدر کی لڑائی میں شریک تھے اور لیلۃ العقبہ کے بارہ نقیبوں میں سے تھے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جبکہ آپ کے گرد صحابہ کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی: ''مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے اور عمدًا کسی پر ناحق بہتان نہ باندھو گے اور کسی بھی اچھی بات میں اللہ کی نافرمانی نہ کرو گے، تم میں سے جو اس عہد کو پورا کرے گا اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے اور جو کوئی ان میں سے کسی کا ارتکاب کرے گا تو اسے دنیا میں سزا دی جائے گی جو اس کے گناہوں کا بدلہ ہوگی، اور جو کوئی اس بات میں مبتلا ہو گیا اور پھر اللہ نے اس کے گناہ کو چھپا لیا تو پھر اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، چاہے تو اس کو معاف کر دے اور اگر چاہے تو اس کو سزا دیدے۔'' چنانچہ ہم نے ان باتوں پر آپ کی بیعت کی۔

تشریح: ((ولا تاتوا ببهتان۔)) امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: بہتان یہ ہے کہ آدمی کسی کے متعلق ایسا جھوٹ بولے کہ اس کی برائی کی شدت سے متہم شخص حیران اور مبہوت ہو جائے، یہاں مراد یہ ہے کہ پاکدامن لوگوں پر

(۲۹) أخرجه البخاري:۱۸، ومسلم: ۱۷۰۹

بدکاری کی تہمت لگائی جائے، نیز لوگوں پر کبیرہ گناہ یا کوئی ایسا الزام لگایا جائے جس سے ان کی رسوائی اور توہین ہو۔

((تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم۔)) بہتان کے بیان میں ہاتھ اور پاؤں کا ذکر کیا ہے حالانکہ بہتان بازی میں ہاتھ پاؤں کا کوئی کردار نہیں ہوتا۔اس کے دو سبب ہو سکتے ہیں۔(۱) چونکہ اکثر کام ہاتھ پاؤں سے کیے جاتے ہیں اس لیے انسانی اعمال کی نسبت بھی انہی کی طرف کی جاتی ہے۔جیسا کہ جب کوئی آدمی کسی پر احسان کرتا ہے تو کہا جاتا ہے:(صنع فلان عندی یدًا) کہ فلاں شخص نے مجھ پر احسان کیا ہے۔اسی طرح بسا اوقات کسی کو اس کے زبانی جرم پر ڈانٹنا مقصود ہو تو کہا جاتا ہے:(ھذا بما کسبت یدك۔) ''یہ تیرے ہاتھوں کا کیا دھرا ہے۔'' حالانکہ اس میں ہاتھوں کا کوئی قصور نہیں ہوتا لہٰذا حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ لوگوں پر ایسے عیوب کا بہتان نہ لگاؤ جو تمہیں ان کے متعلق معلوم نہیں بلکہ تم نے خود ان کو گھڑا ہے اور اپنے ہاتھ، پاؤں سے یعنی اپنی جانب سے ان پر الزام لگا کر ان کو ناحق ذلیل وخوار کیا حالانکہ وہ اس الزام سے بری ہیں۔دوسرا معنی یہ ہوا کہ تم لوگوں کے سامنے برسر محفل گناہ نہ کرو بلکہ چھپ چھپا کر کرو کیونکہ علی الاعلان گناہ کرنا چھپ کر گناہ کرنے سے زیادہ برا ہے،تو((بین ایدکم وارجلکم۔)) کا معنی یہ ہوا (حضرتکم) ''سامنے گناہ نہ کرو۔''

قرآن مجید میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں ﴿وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ﴾ ان سے بھی یہی دو مفہوم مراد ہیں۔بلکہ تیسرا مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کوئی عورت کہیں باہر سے کوئی بچہ اٹھا لائے اور اسے خاوند کی طرف منسوب کر دے اور اس سے کہے کہ یہ تیرا بیٹا ہے حالانکہ وہ اس کا بیٹا نہیں ہے۔تو یہ ایسا بہتان ہے جو اس عورت نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑا ہے۔کیونکہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ ماں کے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گرتا ہے اور اس عورت نے ناجائز بچے کو خاوند کی طرف منسوب کر کے اس پر بہتان لگایا ہے تو یہ ایسے ہوا اس نے یہ الزام اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑا ہے۔نیز بچپن میں بچے کی تربیت اور پرورش بھی ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان میں ہوتی ہے۔چنانچہ ان پر شرط لگائی گئی ہے کہ وہ کوئی ایسا بہتان نہ لگائیں جس کا محل ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان ہو، یہ شرط نہیں کہ وہ زنا کے ذریعے بچہ حاصل کر کے خاوند کی طرف منسوب نہ کریں کیونکہ زنا سے رکنے کی شرط تو پہلے مذکور ہو چکی ہے۔

(۳۰)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا عَلِيٌّ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ هُوَ ابْنُ أَبِي خَالِدٍ......

عَنْ قَيْسٍ، سَمِعْتُ جَرِيرًا، بَايَعْتُ رَسُولَ　قیس کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا جریر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے

(۳۰) أخرجه البخاري:۲۱۵۷، ومسلم:۵٦

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَهَادَةِ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

ہیں: میں نے اللہ تعالیٰ کے اکیلے معبود ہونے اور محمد (ﷺ) کے رسول ہونے پر، نماز کے قائم کرنے پر، زکوٰۃ کے ادا کرنے پر، بات سن کر اطاعت کرنے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

شرح: جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ یا ابوعبید اللہ تھی۔

(۳۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ حَسَّان الْمَنِيعِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشَ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ الْقَطَّانُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا أَزَالُ أُقَاتِلُ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، فَإِذَا قَالُوا: لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، فَقَدْ عَصَمُوا مِنِّي أَمْوَالَهُمْ وَأَنْفُسَهُمْ إِلا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں گا جب تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار نہ کر لیں، جب وہ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کر لیں گے تو میری طرف سے ان کے مال اور جانیں محفوظ ہو جائیں گی، البتہ کسی حق کے بدلے ہو تو وہ اور بات ہے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔“

(۳۲)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنْبَأَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، أَنْبَأَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، فَإِذَا قَالُوا: لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، عَصَمُوا مِنِّي دِمَائَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار نہ کر لیں، جب وہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر لیں گے تو میری طرف سے ان کے مال اور ان کے خون محفوظ ہو جائیں گے، البتہ کسی حق کے

(۳۱) أخرجه البخاری ومسلم بالفاظ سترد فی الاحادیث التالیة

(۳۲) أخرجه البخاری:۷۲۸٤، ومسلم: ۲۱

بدلے ہو تو وہ اور بات ہے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔''

شرح ((حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ۔)) سے مراد مشرکین اور بت پرست ہیں نہ اہل کتاب کیونکہ اہل کتاب تو لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہیں البتہ ان سے اس وقت تک جنگ جاری رہے گی جب تک محمد ﷺ کی نبوت کا اقرار نہ کرلیں یا پھر جزیہ دینا شروع کردیں۔

((وحسابھم علی اللہ۔)) اس کا تعلق باطنی امور سے ہے نہ کہ ان ظاہری احکامات سے جو ان پہ واجب ہیں۔ اگر وہ ان احکامات میں کمی کریں گے تو ان سے عمل کا مطالبہ کیا جائے گا، جیسا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ سے جنگ کی تھی، نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں کچھ احکامات کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

(۳۳)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو رَوْحٍ حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، يُحَدِّثُ ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَائَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں کہ وہ اس بات کا اقرار کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے سچے رسول ہیں، نماز ادا کریں، زکوٰۃ دیں، جب وہ یہ سب کرنے لگیں گے تو مجھ سے اپنے جان و مال محفوظ کرلیں گے، سوائے اسلام کے حق کے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔''

شرح امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نماز اور زکوٰۃ کا ذکر نہیں ہے البتہ عبداللہ بن عمر اور انس رضی اللہ عنہما کی روایات میں ان کا تذکرہ موجود ہے۔ امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زمانے کے مطابق الفاظ میں کمی بیشی ہوتی رہی کیونکہ دین کے احکامات آہستہ آہستہ اترتے رہے چنانچہ پہلی روایت زکوٰۃ اور نماز کے وجوب سے پہلے کی ہے جبکہ آخری دو حدیثیں وجوب کے بعد کی ہیں۔ یہ حدیث اس امر کی بھی دلیل ہے کہ زندیق کی توبہ مقبول ہے تاہم اس کے باطنی امور اللہ تعالیٰ کے سپرد ہیں۔ اکثر علماء تو اسی بات کے قائل ہیں مگر امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے ہاں اس کافر کی توبہ مقبول نہیں جو اندر سے کافر ہے۔

---

(۳۳) أخرجه البخاري:۲۵، ومسلم: ۲۲

(٣٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: وَقَالَ لِي نُعَيْمٌ: قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ……

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ ، فَإِذَا قَالُوهَا ، وَصَلَّوْا صَلاتَنَا ، وَاسْتَقْبَلُوا قِبْلَتَنَا ، وَذَبَحُوا ذَبِيحَتَنَا ، فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَائُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلا بِحَقِّهَا ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ جنگ کروں یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں، جب وہ اس کا اقرار کریں اور ہماری طرح نماز پڑھنے لگیں اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کریں، ہمارے ذبیحہ کو کھانے لگیں تو ان کے خون اور مال ہم پر حرام ہوں گے، مگر کسی حق کے بدلے اور ان کا باطنی حساب اللہ کے ذمے ہے۔‘‘

شرح: اس حدیث میں دلیل ہے کہ لوگوں کے باہمی معاملات کا اعتبار ظاہری احوال پر ہوگا نہ کہ باطنی احوال پر، چنانچہ جو شخص بظاہر دین کے شعائر کو بجالاتا ہے اس کے ساتھ مسلمانوں والا سلوک ہوگا اور اس کے باطن کو کریدا نہیں جائے گا۔ اگر مسلمانوں کے علاقے میں لاوارث بچہ مل جائے تو اسے مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔ اسی طرح اگر غیر مختون مقتولوں میں کوئی ایسا مقتول مل جائے جس کا ختنہ ہوا ہے تو اسے باقی مقتولوں سے الگ دفن کیا جائے گا۔

(7)……بَابُ عَلَامَاتِ النِّفَاقِ
نفاق کی علامتیں

قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى: ﴿فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ﴾ …. ’’ان کے دلوں میں مرض نفاق ہے۔‘‘

(سورۂ بقرہ: ١٠)

وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ مُنَافِقِ الْكُفَّارِ: ﴿وَإِذَا قَامُوٓا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَآءُونَ النَّاسَ﴾…. ’’اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں، صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں۔‘‘

(سورۂ نساء: ١٤٢)

وَقَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى: ﴿وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُنفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ﴾ …… ’’اور بڑی کاہلی سے ہی نماز کو آتے ہیں اور برے دل سے ہی خرچ کرتے ہیں۔‘‘ (سورۂ توبہ: ٥٤)

وَقَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى: ﴿مُّذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذَٰلِكَ﴾ …. ’’وہ درمیان میں ہی معلق ڈگمگا رہے ہیں۔‘‘

---

(٣٤) أخرجه البخاري:٣٩٢

(سورۂ نساء:۱۴۳) مذبذب اس شخص کو کہتے ہیں جو ایک حالت پر قائم نہیں رہتا بلکہ حالت بدلتا رہتا ہے، چنانچہ یہاں وہ لوگ مراد ہیں جو نہ مسلمان ہیں اور نہ کافر۔ منافق کو منافق اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے کفر کو چھپائے ہوتا ہے لہٰذا اسے چوہے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جو بل میں چھپ کر بیٹھ جاتا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ منافق کو اس جنگلی چوہے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جو بل بناتے ہوئے دو راستے رکھتا ہے۔ ایک راستے کا نام ''نافقاء'' اور دوسرے کا نام ''قاصعاء'' ہوتا ہے جب کسی راستے سے اسے پکڑنے کی کوشش کی جائے تو وہ دوسرے راستے سے نکل کر بھاگ جاتا ہے۔ اسی طرح منافق شخص بھی ایک راستے سے ایمان میں داخل ہوتا ہے اور دوسرے راستے سے نکل جاتا ہے۔

(۳۵)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ جَعْفَرٍ الْخَرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الطَّيسَفُونِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ الْمَدَنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سُهَيْلٍ نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ……

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ، إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منافق کی تین علامتیں ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔''

(۳۶)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بُوَيْهِ الزَّرَّادُ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الْجَرْجَرَائِيُّ، وَأَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمُعَلِّمُ الْهَرَوِيُّ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّى الْمَالِينِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ النَّسَوِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ السَّامِيُّ، وَعَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ النَّرْسِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ……

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ، فَهُوَ مُنَافِقٌ۔)) زَادَ إِبْرَاهِيمُ: ((وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص میں تین خصلتیں ہوں وہ منافق ہے۔'' ابراہیم کی سند میں یہ الفاظ زائد ہیں: ''خواہ وہ روزہ رکھتا ہو،

---

(۳۵) أخرجه البخاري:۳۳، ومسلم:۵۹

(۳٦) انظر الحديث السابق، وزيادة "وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ" انفرد بها مسلم

وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ۔))، قَالا جَمِيعًا: ((مَنْ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔))

نماز پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو، جو شخص بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اسے امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔''

(۳۷)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص میں چار خصلتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک ہوگی تو وہ بھی نفاق ہی ہے، جب تک اسے چھوڑ نہ دے، جب اسے امین بنایا جائے تو وہ خیانت کرے، بات کرتے وقت جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو اسے پورا نہ کرے اور جب لڑائی کرے تو گالیوں پر اتر آئے۔''

(۳۸)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنْبَأَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو هِلالٍ ح أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الزَّرَّادُ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الْجَرْجَرَائِيُّ، وَأَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمُعَلِّمُ الْهَرَوِيُّ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى الْمَالِينِيُّ، أَنْبَأَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ النَّسَوِيُّ، أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، أَخْبَرَنَا أَبُو هِلالٍ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلا قَالَ: ((لا إِيمَانَ لِمَنْ لا أَمَانَةَ لَهُ، وَلا دِينَ لِمَنْ لا عَهْدَ لَهُ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں خطبہ دیتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے: ''وہ شخص مومن نہیں جس میں امانت نہیں، اور جو عہد کا پابند نہیں اس کا دین نہیں۔''

---

(۳۷) أخرجه البخاري:۳٤، ومسلم:۵۸

(۳۸) هذا حديث حسن ...... أخرجه الامام احمد فى المسند: ۱۲۳۸۳

شرح: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: کسی شخص کی نماز اور روزے سے دھوکہ نہ کھاؤ، جو شخص امانتدار نہیں اس کی دین داری معتبر نہیں خواہ وہ نماز روزے کا پابند ہی کیوں نہ ہو۔

(۳۹)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِی تَوْبَةَ ، أَنْبَأَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِیُّ ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ ، أَنْبَأَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَّالُ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شُرَيْحٍ الْمَعَافِرِیُّ ، قَالَ: حَدَّثَنِی شَرَاحِيلُ بْنُ يَزِيدَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هَدِيَّةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَكْثَرُ مُنَافِقِی أُمَّتِی قُرَّاؤُهَا۔))

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کے زیادہ تر منافقین قاری ہوں گے۔''

شرح: سفیان ثوری کہتے ہیں: میرے نزدیک قاری کھوٹے سکے کی مانند ہے کہ جسے توڑنے سے جو کچھ اس کے اندر ہوتا ہے نکل آتا ہے۔ امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث میں منافق کی جو تین علامتیں بیان کی گئی ہیں وہ مسلمانوں کو ڈرانے اور تنبیہ کرنے کے لیے ہیں کہ کہیں کوئی مسلمان ان خصائل کو عادت نہ بنا لے کیونکہ یہ عادت اسے نفاق تک پہنچا دے گی، یہ مطلب نہیں کہ ہر وہ آدمی منافق ہے جس سے بغیر عادت کبھی کبھار اس میں سے کوئی امر سرزد ہوگیا۔ مروی ہے کہ امام حسن بصری رحمہ اللہ کے سامنے یہی حدیث ذکر کی گئی تو انہوں نے فرمایا: یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے جھوٹ بولا، وعدہ خلافی بھی کی اور امانت میں خیانت بھی کی۔ (اس پر وہ منافق نہیں ہوئے کیونکہ یہ امور ان کی عادت میں نہیں تھے۔)

نفاق کی دو قسمیں ہیں (۱)......کوئی شخص بظاہر مسلمان ہو جبکہ اندر سے کافر ہو، مثلاً صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے کے منافقین۔ (۲)......تنہائی میں دین کی حدود کو پامال کرنا اور ان کی حفاظت نہ کرنا اور نہ ظاہری طور پر اس کا خیال کرنا۔ ایسے شخص کو بھی منافق کہا جاتا ہے۔ مگر یہ نفاق پہلے نفاق سے کم درجے کا ہے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔'' مگر اس کفر سے مراد وہ کفر نہیں جو اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں سے یہ افعال ایک آدھ بار ہی صادر ہوئے، انہوں نے ان افعال پر اصرار نہیں کیا بلکہ توبہ کر لی اور اپنے والد سے استغفار کرنے کو کہا۔ لہٰذا ان میں نفاق کا اثر انداز ہونا ممکن نہیں ہے۔

((اَكْثَرُ مُنَافِقِیْ أُمَّتِیْ قُرَّاءُ هَا۔)) اس سے مراد وہ قراء ہیں جو اعمال میں ریاکاری کے عادی ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے ((اَلتَّاجِرُ فَاجِرٌ)) ''تاجر فاجر ہوتا ہے۔'' اس سے مراد بھی وہ تاجر ہے جو خرید و فروخت میں جھوٹ

(۳۹) صحیح ...... أخرجه الامام احمد فی المسند:٦٦٣٣

بولنے کا عادی ہے ورنہ مطلقاً تجارت کرنا جائز اور مباح ہے۔

محقق کہتا ہے: ہم ذاتی مشاہدے کی بات کرنا چاہیں گے کہ زیادہ تر قاری حضرات مقاصدِ قرآن، احکامِ قرآن اور روحِ قرآن سے غافل ہوتے ہیں، تشریحاتِ نبویہ اور اسلامی آداب سے محروم ہوتے ہیں، صرف اس بنا پر لمبے لمبے سانسوں اور خوش الحانی کی مشق کرتے ہیں کہ لوگ ان کی تلاوت سن کر عش عش کر اٹھیں۔

قارئین کرام! اگر آپ اتفاق نہ کریں تو ہمارا سوال یہ ہوگا کہ ایک قاری تلاوت کر رہا ہے، سات آٹھ آیات پر مشتمل سورت ایک سانس میں تلاوت کرنا چاہی، سانس لمبا کرنے کی وجہ سے چہرہ سرخ ہو چکا ہے، کبھی ٹانگ کو حرکت دیتا ہے، کبھی سر ہلاتا ہے، پیشانی کو ہاتھوں سے دبایا ہوا ہے، منہ کا عجیب ڈیزائن بن چکا ہے، آیات کے معانی سے بالکل غافل ہے، سامعین داد دینے کے لیے دونوں ہاتھ بلند کر چکے ہیں۔ کس نے یہ تکلف کرنے پر مجبور کیا؟ کیا محمد رسول اللہ ﷺ کا اندازِ تلاوت کافی نہیں ہے؟

کئی قرّا سے واسطہ پڑا، شعبہ حفظ کے کامیاب استاد ہوتے ہیں، لیکن نمازوں تک سے غافل اور اخلاقی جرائم میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔ سچ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ اکثر قاریوں میں نفاق ہوتا ہے، بظاہر قرآن مجید کے ساتھ اپنے تعلق کا بڑا اظہار کرتے ہیں، لیکن حقیقت میں نزولِ قرآن کے مقصد سے غافل ہوتے ہیں۔

بہرحال نیک سیرت اور حسن کردار والے قاری حضرات موجود ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی تعداد میں اضافہ فرمائے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ علم، فقاہت فی الدین اور عمل پر توجہ دینی چاہیے۔ خطبا کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو علم وعمل اور اصلاح وتقویٰ کی بھی تعلیم دیں، جو شریعت کا اصل مقصود ہے۔

(8)......بَابُ الْكِبَائِرِ

کبیرہ گناہوں کا بیان

قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى: ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ .... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''بلا شبہ شرک بہت بڑی ناانصافی ہے۔'' (سورۂ لقمان: ۱۳)

وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا۔ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا﴾.... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''ان کا قول تو یہ ہے کہ اللہ رحمٰن نے بھی اولاد اختیار کی ہے، یقیناً تم بہت بری اور بھاری چیز لائے ہو۔'' (سورۂ مریم: ۸۸، ۸۹)

وَقَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى: ﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ﴾ .... ارشاد باری ہے: ''آپ کہہ دیجیے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناتا ہوں جن کو تمھارے رب نے تم پر حرام کیا ہے۔'' (سورۂ انعام: ۱۵)

وَقَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ﴾ .... اللہ عزوجل فرماتے ہیں: ''اور مفلسی کے ڈر سے اپنی اولاد کو نہ مارو۔'' (سورۂ بنی اسرائیل: ۳)

وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ﴾ .... اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''ان لوگوں کو جو بڑے گناہوں سے بچتے ہیں اور بے حیائی سے بھی سوائے کسی چھوٹے سے گناہ کے، بے شک تیرا رب بہت کشادہ مغفرت والا ہے۔'' (سورۂ نجم: ۳۲)

(٤٠)۔ أَنْبَأَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْمُظَفَّرِيُّ السَّرَخْسِيُّ، بِهَا، أَنْبَأَنَا أَبُو سَعِيدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ الْفَقِيهُ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ الْخَاقَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبَّاسٌ الدُّورِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَاضِرُ بْنُ الْمُوَرِّعِ، أَخْبَرَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ......

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ اشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَقُلْنَا: أَيُّنَا لا يَظْلِمُ نَفْسَهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلَمْ تَسْمَعُوا اللّٰهَ يَقُولُ: ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾))

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ ''جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا۔'' تو مسلمان سخت پریشان ہوئے اور کہنے لگے: ہم میں سے کون شخص ہے جس نے اپنے اوپر ظلم نہ کیا ہو؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم نے سنا نہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ .... ''بلا شبہ شرک بہت بڑی نا انصافی ہے۔'' (سورۂ لقمان: ۱۳)

شرح: شرک کو ظلم اس لیے کہا جاتا ہے کہ مشرک آدمی ربوبیت کا حق اللہ تعالیٰ کی بجائے غیر اللہ کو دے دیتا ہے اور ظلم کا مفہوم یہی ہے کہ کسی چیز کو اس کے غیر محل میں رکھا جائے، چنانچہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

(٤١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مَحْمِشَ الزِّيَادِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: كَذَّبَنِي عَبْدِي، وَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ لَهُ، وَشَتَمَنِي عَبْدِي، وَلَمْ يَكُنْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے مجھے جھٹلا دیا حالانکہ ایسا کرنا اسے جائز نہیں، میرے بندے نے مجھے گالی دی حالانکہ ایسا کرنا اسے جائز نہیں، مجھے جھٹلانا یہ ہے

(٤٠) أخرجه البخاري: ٣٢، ومسلم: ١٢٤

(٤١) أخرجه البخاري: ٤٩٧٤

ذَلِكَ لَـهُ ، أَمَّـا تَـكْـذِيبُـهُ إِيَّـاىَّ أَنْ يَقُولَ: لَنْ يُـعِـيـدَنَـا كَـمَـا بَـدَأَنَا ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّاىَ ، أَنْ يَـقُـولَ: اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ، وَأَنَا الصَّمَدُ لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ ، وَلَمْ يَكُنْ لِى كُفُوًا أَحَدٌ ـ))

کہ وہ کہتا ہے: اللہ ہمیں دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا جیسے پہلی دفعہ پیدا کیا اور اس کا گالی دینا یہ ہے کہ کہتا ہے: اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے حالانکہ میں بے پروا ہوں، میرے ہاں نہ کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں، اور نہ کوئی میرے برابر کا ہے۔''

(٤٢)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُـو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ الْفَضْلِ الصَّيْرَفِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَحْمَدَ الصَّفَّارُ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُـحَـمَّـدِ بْـنِ عِيسَـى الْبِـرْتِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ ، أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ ، عَنِ الأَعْمَشِ ، وَمَنْصُورٍ ، وَوَاصِلٍ الأَحْدَبِ ، عَنْ أَبِى وَائِلٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ......

عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ ، قَالَ: قُلْتُ: يَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَيُّ الـذَّنْـبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: ((أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُـوَ خَـلَـقَكَ)) ، قَـالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَـالَ: ((أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ)) ، قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَـالَ: ((أَنْ تُزَانِىَ حَلِيلَةَ جَارِكَ)) ، قَالَ: فَـأُنْـزِلَ تَـصْـدِيقُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿وَالَّذِينَ لا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلَهًا آخَرَ وَلا يَـقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِى حَرَّمَ اللّٰهُ إِلا بِالْحَقِّ وَلا يَزْنُونَ۔﴾

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ''یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرو حالانکہ اسی نے تمھیں پیدا کیا۔'' اس نے کہا: اس کے بعد کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کہ تم اپنی اولاد کو اس خوف سے مار ڈالو کہ وہ تمھاری روزی میں شریک ہوگی۔'' اس نے کہا: اس کے بعد کونسا؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرے۔'' راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ﴾ .... ''وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے، نہ کسی جان کو ناحق قتل کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور نہ وہ بدکاری کرتے ہیں۔''

(٤٢) أخرجه البخاري: ٤٧٦١ ، ومسلم: ٨٦

(٤٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُوسَى الْجُوزَجَانِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْخُزَاعِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ الشَّاشِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عِيسَى مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ سَوْرَةَ التِّرْمِذِيُّ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، أَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ ......

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟)) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ)) قَالَ: وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا، قَالَ: ((وَشَهَادَةُ الزُّورِ، أَوْ قَوْلُ الزُّورِ۔)) قَالَ: فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا مُسَدَّدٌ، أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، بِإِسْنَادِهِ مِثْلَ مَعْنَاهُ، وَقَالَ: ((وَقَوْلُ الزُّورِ۔))

عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا: جی ہاں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے: ''جھوٹی گواہی دینا، یا جھوٹ بولنا۔'' آپ ﷺ نے اس جملے کو اتنی بار دہرایا کہ ہم نے اپنے دل میں کہا: کاش آپ خاموش ہو جائیں۔

مذکورہ روایت ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔ اس میں ((شهادة الزور)) کی جگہ ((قول الزور)) کے الفاظ ہیں۔

تشریح: سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا نام نفیع بن حارث ثقفی ہے۔ آپ بصرہ میں رہائش پذیر تھے۔ یہ اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ ایک ہی سال میں فوت ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کی وفات سیدنا حسن سے ایک سال بعد ۵۱ھ میں ہوئی۔

(٤٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَنْبَأَنَا النَّضْرُ، أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنَا فِرَاسٌ، قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ

(٤٣) أخرجه البخاري: ٢٦٥٤، ومسلم: ٨٧

(٤٤) أخرجه البخاري: ٦٦٧٥، ٦٨٧٠، ومسلم: ٨٨

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْكَبَائِرُ الإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ۔))

نے فرمایا: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں، اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا،قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔''

شرح: ((الیمن الغموس۔)) جھوٹی قسم کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے سے آدمی دوسرے کا مال چھین لیتا ہے۔اسے غموس اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ قسم اٹھانے والے کو گناہ میں ڈبو دیتی ہے اور پھر آگ میں ڈبو دیتی ہے۔ بعض احادیث کے الفاظ یہ ہیں:((الیمین الغموس تدع الدیار بلاقع۔)) کہ''جھوٹی قسم علاقے کو بنجر کر دیتی ہے۔'' مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹی قسم کھانے والے شخص کے اتحاد و اتفاق اور اس کی جماعت کو متفرق کر دیتا ہے، اور اس پر اللہ تعالیٰ کے جو احسانات ہوتے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ واپس لے لیتا ہے۔بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے فقیر بنا دیتا ہے،اور اس کے گھر میں جو مال ہوتا ہے اسے برباد کر دیتا ہے۔

(٤٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: ((الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلاتِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سات ہلاک کر دینے والے گناہوں سے بچو۔'' صحابہ نے پوچھا: کون سے گناہ ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک، جادو کرنا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے قتل کرنا حرام قرار دیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی کے دن میدان سے بھاگ جانا، پاکدامن مومن اور بدکاری سے ناواقف عورت پر تہمت لگانا۔''

شرح: صرف یہی سات گناہ ہی کبیرہ نہیں بلکہ ان کے علاوہ اور گناہ بھی کبائر میں شامل ہیں جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اکبر الکبائر یہ گناہ ہیں: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اللہ کی تقدیر سے بے خوف ہونا، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا۔عبیدہ بن عمرو فرماتے ہیں: ہر وہ گناہ کبیرہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو۔ طاؤس کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کیا کبیرہ گناہ سات ہی ہیں؟ آپ نے فرمایا:نہیں کبیرہ گناہ ستر کے قریب ہیں۔اسی طرح مکہ میں الحاد پیدا کرنا بھی کبیرہ گناہ میں شامل ہے۔

---

(٤٥) أخرجه البخاري: ٢٧٦٦، ٦٨٥٧، ومسلم: ٨٩

(٤٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: قُرِءَ عَلَى أَبِي نُعَيْمٍ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْحَسَنِ الأَزْهَرِيِّ، وَأَنَا حَاضِرٌ أَسْمَعُ، أَخْبَرَكُمْ أَبُو عَوَانَةَ يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، قَالا: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، وَابْنُ الْمُسَيِّبِ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا يَزْنِي الزَّانِي، وَهُوَ حِينَ يَزْنِي مُؤْمِنٌ، وَلا يَسْرِقُ السَّارِقُ، وَهُوَ حِينَ يَسْرِقُ مُؤْمِنٌ، وَلا يَشْرَبُ الْخَمْرَ، وَهُوَ حِينَ يَشْرَبُهَا مُؤْمِنٌ، وَلا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ، وَهُوَ حِينَ يَنْتَهِبُهَا مُؤْمِنٌ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زانی زنا نہیں کرتا کہ وہ زنا کرتے وقت مومن ہو، چور چوری نہیں کرتا کہ وہ چوری کرتے وقت مومن ہو، شرابی شراب نہیں پیتا کہ شراب پیتے وقت وہ مومن ہو، کوئی ڈاکو ڈاکا نہیں ڈالتا کہ جو اتنا بڑا ہو کہ مومن اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیں اور وہ ڈاکو ڈاکا ڈالتے وقت مومن ہو۔''

(٤٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ الْمَنِيعِيِّ، أَنْبَأَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يَسْرِقُ السَّارِقُ، وَهُوَ حِينَ يَسْرِقُ مُؤْمِنٌ، وَلا يَزْنِي زَانٍ، وَهُوَ حِينَ يَزْنِي مُؤْمِنٌ، وَلا يَشْرَبُ الْحُدُودَ أَحَدُكُمْ يَعْنِي: الْخَمْرَ، وَهُوَ حِينَ يَشْرَبُهَا مُؤْمِنٌ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لا يَنْتَهِبُ أَحَدُكُمْ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ إِلَيْهِ الْمُؤْمِنُونَ أَعْيُنَهُمْ فِيهَا، وَهُوَ حِينَ يَنْتَهِبُهَا مُؤْمِنٌ، وَلا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ حِينَ يَغُلُّ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چور چوری کرتے وقت مومن نہیں ہوتا، زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا، تم میں سے جو شراب پیتا ہے وہ شراب پیتے وقت مومن نہیں ہوتا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! تم میں سے جو شخص اتنا بڑا ڈاکہ ڈالتا ہے کہ مومن اس کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھتے ہیں تو وہ ڈاکہ ڈالتے وقت مومن نہیں ہوتا، اور تم میں سے جو شخص مال غنیمت میں خیانت کرتا ہے وہ خیانت کرتے وقت مومن نہیں ہوتا، چنانچہ ان کاموں سے بچتے رہو۔''

(٤٦) أخرجه البخاري: ٢٤٧٥، ومسلم: ٥٧

(٤٧) أخرجه البخاري: ٢٤٧٥، مسلم: ٥٧

وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاكُمْ۔))

شرح امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے۔ کچھ علماء کہتے ہیں: اگرچہ الفاظ خبر والے ہیں تاہم ان سے مراد نہی ہے۔ معنی یہ ہوگا کہ مومن نہ زنا کرے نہ چوری کرے کیونکہ ایسے کام کرنا ایمانداروں کے شایانِ شان نہیں۔

کچھ علماء کہتے ہیں کہ حدیث سے مراد وعید اور ڈانٹ ہے یہ مراد نہیں کہ آدمی حقیقت میں ایمان سے خارج ہو جاتا ہے، یا پھر اسے برے انجام سے ڈرانا مقصود ہے کہ اگر ان کاموں کا عادی ہو گیا تو خطرہ ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا جیسا کہ ایک اور روایت میں بھی اس جیسا مفہوم پایا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ يَرْتَعُ حَوْلَ الْحِمَى يُوْشِكُ اَنْ يُوَاقِعَهُ۔)) ''جو شخص چراگاہ کے اردگرد جانور چرائے گا ممکن ہے کہ اس کے جانور چراگاہ میں داخل ہو جائیں۔''

بعض علماء کہتے ہیں کہ ایمان کی نفی سے مراد کامل ایمان کی نفی ہے کہ زنا کرتے وقت زانی کا ایمان اس طرح کامل نہیں رہتا جس طرح زنا سے پہلے تھا اور توبہ کرنے کے بعد پہلے کی طرح ہو جائے گا۔ جیسا کہ حدیث: ((لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ۔)) سے بھی یہی مراد ہے کہ جس شخص میں امانت نہیں اس کا ایمان کامل نہیں۔

اس حدیث کی تاویل میں ایک مرفوع روایت بھی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان نکل کر اس کے اوپر سائبان کی طرح مانند ہو جاتا ہے اور جب وہ باز آتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔''

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہی قابل قبول ہے باقی اس کا حقیقی علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ عکرمہ کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ایمان اس سے کس طرح نکالا جاتا ہے؟ تو انہوں نے انگلیوں میں انگلیوں ڈال کر انہیں نکالا اور فرمایا: اس طرح، اور پھر دوبارہ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالیں اور فرمایا: جب توبہ کرتا ہے تو اس طرح دوبارہ لوٹ آتا ہے۔

(9)......بَابُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا
جس شخص کو توحید پر موت آئے

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾ .... ''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو معاف نہیں کرتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔'' (سورۂ نساء: ۴۸)

اللہ تعالیٰ نے یوں بھی فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا﴾ .... ''اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے، اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔'' (سورۂ نساء: ۹۲) یہ آیت اس شخص

کے متعلق نازل ہوئی جس نے ایک مسلمان کو قتل کیا پھر مرتد ہو گیا۔ بعض نے اس سے مراد یہ لیا ہے کہ اگر ایسے آدمی کو سزا ملے معافی نہ ملے تو اس کی سزا یہ ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾ .... ''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو معاف نہیں کرتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔'' (سورۂ نساء: ۴۸)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ مشرک کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ لہٰذا اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی جبکہ آیت: ﴿فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ﴾ میں وعید اور دھمکی ہے جس میں معافی کی امید کی جا سکتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا۔ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰۗىِٕكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ ...... ''اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا وہ بجز حق کے قتل نہیں کرتے، نہ وہ زنا کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں، اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا، وہ اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب کیا جائے گا اور وہ ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ اسی میں رہے گا سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کر لیں۔'' (سورۂ فرقان: ۶۸، ۷۰)

(٤٨)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ......

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: كُنْتُ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرِي يَا مُعَاذُ، مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى النَّاسِ؟)) قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((حَقُّهُ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، أَتَدْرِي يَا مُعَاذُ مَا حَقُّ النَّاسِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((فَإِنَّ حَقَّ النَّاسِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ)) قَالَ:

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا تو آپ نے پوچھا: ''اے معاذ! کیا تو جانتا ہے کہ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ لوگ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔ پھر پوچھا: اے معاذ! کیا تو جانتا ہے کہ جب لوگ یہ کام کریں تو پھر لوگوں کا اللہ کے ذمے کیا حق ہے؟'' میں نے عرض کیا:

(٤٨) أخرجه البخاري: ٢٨٥٦، ومسلم: ٣٠

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلا أُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: ((دَعْهُمْ يَعْمَلُونَ۔))

اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کا اللہ کے ذمے حق یہ ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری نہ سنا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رہنے دو، ان کو عمل کرنے دو۔''

(٤٩)۔ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَنْبَأَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي......

عَنْ قَتَادَةَ، أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَمُعَاذٌ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ))، قَالَ: ((يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ))، قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: ((يَا مُعَاذُ!)) قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَسَعْدَيْكَ ثَلاثًا، قَالَ: ((مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ إِلا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ))، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفَلا أُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوا؟ قَالَ: ((إِذًا يَتَّكِلُوا۔)) فَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأَثُّمًا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ!'' سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں، تین دفعہ ایسے ہی ہوا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔'' معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں اس بات سے لوگوں کو باخبر نہ کردوں؟ تاکہ وہ خوش ہو جائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر لوگ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے۔'' سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے انتقال کرتے وقت یہ حدیث اس لیے بیان کردی کہ کہیں حدیث رسول چھپانے کے گناہ پر ان سے آخرت میں مواخذہ نہ ہو۔

شرح: اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے دلیل لی ہے کہ عالم اگر کچھ لوگوں کو علم کی بات بتائے اور کچھ کو اس ڈر سے نہ بتائے کہ انہیں سمجھ نہیں آئے گی تو جائز ہے۔

(٥٠)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنْبَأَنَا حَاجِبُ

---

(٤٩) أخرجه البخاري: ١٢٨، ومسلم: ٣٢

(٥٠) أخرجه مسلم: ٩٣

بْـنُ أَحْـمَـدَ الـطُّوسِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ......

عَـنْ جَـابِرٍ ، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ رَجُـلٌ ، فَـقَـالَ: يَـا رَسُولَ اللّٰهِ ، مَا الْـمُوجِبَتَانِ؟ قَالَ: ((مَنْ مَاتَ لا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْـئًـا دَخَـلَ الْجَنَّةَ ، وَمَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کونسی دو باتیں ہیں جو جنت واجب کرتی ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اس حال میں مرا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تھا وہ جنت میں جائے گا اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا تھا وہ جہنم میں جائے گا۔''

(٥١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْـنُ يُـوسُفَ ، أَخْبَـرَنَـا مُـحَـمَّـدُ بْـنُ إِسْمَاعِيلَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَعْمَرٍ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ، عَنِ الْحُسَيْنِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ......

عَـنْ يَـحْيَـى بْنِ يَعْمُرَ ، حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا الأَسْوَدِ الـدُّؤَلِيَّ حَدَّثَهُ ، أَنَّ أَبَا ذَرٍّ حَدَّثَهُ ، قَالَ: أَتَيْتُ الـنَّبِـيَّ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَـضُ ، وَهُـوَ نَائِمٌ ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ ، فَـقَـالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ: لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ ، ثُمَّ مَـاتَ عَـلَـى ذَلِكَ إِلا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) ، قُلْتُ: وَإِنْ زَنَـى ، وَإِنْ سَـرَقَ؟ قَـالَ: ((وَإِنْ زَنَى ، وَإِنْ سَـرَقَ)) ، قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى ، وَإِنْ سَرَقَ؟ قَـالَ: ((وَإِنْ زَنَى ، وَإِنْ سَرَقَ)) ، قُلْتُ: وَإِنْ زَنَـى ، وَإِنْ سَـرَقَ؟ قَــالَ: ((وَإِنْ زَنَى ، وَإِنْ سَرَقَ ، عَلَى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ۔)) وَكَانَ أَبُو ذَرٍّ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا قَالَ: وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ۔

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ سفید رنگ کا کپڑا لے کر سو رہے تھے، پھر میں دوبارہ آیا تو آپ بیدار ہو چکے تھے، آپ نے فرمایا: ''جس شخص نے ''لَا إِلَـهَ إِلَّا الـلّٰهُ'' کا اقرار کیا پھر اسی پر مر گیا تو وہ جنت میں جائے گا۔'' میں نے پوچھا: خواہ اس نے بدکاری اور چوری کی ہو تب بھی جنت میں جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خواہ اس نے بدکاری اور چوری کی ہو'' میں نے پھر پوچھا: خواہ اس نے بدکاری اور چوری کی ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خواہ اس نے بدکاری اور چوری ہی کی ہو'' میں نے تیسری مرتبہ پھر پوچھا: خواہ اس نے بدکاری اور چوری کی ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ''خواہ اس نے بدکاری اور چوری ہی کی ہو،

(٥١) أخرجه البخاري:٥٨٢٧ ، ومسلم: ٩٣

اگر چہ ابوذر کا ناک خاک آلود ہی کیوں نہ ہو۔'' ابو ذر رضی اللہ عنہ جب بھی یہ حدیث بیان کرتے تو فرماتے: خواہ ابو ذر کا ناک خاک آلود ہی کیوں نہ ہو۔

شرح ابوذر رضی اللہ عنہ کا نام جندب بن سکن بن جنادہ غفاری ہے۔ آپ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ربذہ کے مقام پر فوت ہوئے۔

ناک خاک آلود ہونے سے مراد ناپسندیدگی اور اضطراب کا اظہار ہے۔ یعنی اگر چہ ابوذر کو یہ ناپسند ہی کیوں نہ ہو تاہم وہ جنت میں ضرور جائے گا۔

(٥٢)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَنْبَأَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشَ الزِّيَادِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ حَفْصٍ التَّاجِرُ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ بُكَيْرٍ الْعَبْسِيُّ الْكُوفِيُّ، أَنْبَأَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَوْ عَنْ سَعِيدٍ، شَكَّ الأَعْمَشُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ، مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ بِهِمَا غَيْرَ شَاكٍّ، لَمْ يُحْجَبْ عَنِ الْجَنَّةِ۔))

اعمش رحمہ اللہ کا شک ہے کہ یہ روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کی یا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، جو شخص اللہ تعالیٰ کو ملے اور ان دونوں باتوں میں اسے شک نہ ہو تو اسے جنت میں جانے سے روکا نہیں جائے گا۔''

شرح مذکورہ بالا روایت صحیح مسلم میں ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔

(٥٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنِ الأَعْمَشِ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ، فَاسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ، فَقَالَ: يَا أَبَا

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پتھریلے علاقے میں چل رہا تھا کہ احد پہاڑ ہمارے سامنے آ گیا، آپ نے فرمایا: ''اے ابو ذر!'' میں نے

(٥٢) أخرجه مسلم: ٢٧

(٥٣) أخرجه البخاري: ٦٤٤٤، ومسلم: ٩٤

ذرٍّ! فَقُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((مَا يَسُرُّنِي أَنَّ عِنْدِي مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، تَمْضِي عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ، إِلا شَيْءٌ أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ، إِلا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللّٰهِ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا، عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ، وَمِنْ خَلْفِهِ))، ثُمَّ مَشَى، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الأَكْثَرِينَ هُمُ الأَقَلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ، وَمِنْ خَلْفِهِ، وَقَلِيلٌ مَا هُمْ))، ثُمَّ قَالَ لِي: ((مَكَانَكَ لا تَبْرَحْ حَتَّى آتِيَكَ))، ثُمَّ انْطَلَقَ فِي سَوَادِ لَيْلٍ حَتَّى تَوَارَى، فَسَمِعْتُ صَوْتًا قَدِ ارْتَفَعَ، فَتَخَوَّفْتُ أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ عَرَضَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَدْتُ أَنْ آتِيَهُ، فَذَكَرْتُ قَوْلَهُ لِي: ((لا تَبْرَحْ حَتَّى آتِيَكَ))، فَلَمْ أَبْرَحْ حَتَّى أَتَانِي، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتًا تَخَوَّفْتُ، فَذَكَرْتُ لَهُ، فَقَالَ: ((وَهَلْ سَمِعْتَهُ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((هَذَا جِبْرِيلُ أَتَانِي، فَقَالَ: مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى، وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: وَإِنْ زَنَى، وَإِنْ سَرَقَ۔))

عرض کیا: یا رسول اللہ ! میں حاضر ہوں، آپ نے فرمایا: ''مجھے اس سے بالکل خوشی نہیں ہوتی کہ میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور اس پر تین دین اس طرح گذر جائیں کہ اس میں سے ایک دینار بھی باقی رہ جائے، بجز اس تھوڑی سی رقم کے جو میں قرض کی ادائیگی کے لیے چھوڑ دوں، بلکہ میں اپنی دائیں طرف سے، بائیں طرف سے اور پیچھے سے اسے اللہ کے بندوں میں خرچ کر دوں'' پھر آپ چلتے رہے، اس کے بعد فرمایا: ''زیادہ مال جمع کرنے والے لوگ ہی قیامت کے دن مفلس ہوں گے، سوائے اس شخص کے جو اس مال کو یوں دائیں، بائیں اور پیچھے سے خرچ کرے، مگر ایسے لوگ بہت کم ہیں'' پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: ''یہیں ٹھہرے رہو، اس وقت تک نہ جانا جب تک میں نہ آجاؤں'' پھر آپ رات کی تاریکی میں چلتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہو گئے، اس کے بعد میں نے بلند آواز سنی، مجھے ڈر لگا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کو کوئی دشواری نہ پیش آگئی ہو، میں نے آپ کے پاس آنے کا ارادہ کیا لیکن آپ کا ارشاد یاد آگیا کہ ''اپنی جگہ سے اس وقت تک نہ ہٹنا جب تک میں نہ آجاؤں'' چنانچہ جب تک آپ تشریف نہ لائے میں وہاں سے نہ ہٹا، پھر آپ آئے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے ایک آواز سنی تھی، مجھے ڈر لگا لیکن پھر آپ کا ارشاد یاد آگیا، آپ نے پوچھا: ''کیا تم نے کچھ سنا تھا؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جبرئیل تھے اور انہوں نے کہا کہ آپ کی امت کا جو شخص اس حال میں مر جائے کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔'' میں نے پوچھا:

خواہ اس نے زنا اور چوری بھی کی ہو؟ آپ نے فرمایا:
''خواہ اس نے زنا اور چوری ہی کیوں نہ کی ہو۔''

(٥٤)۔ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَنْبَأَنَا الْوَلِيدُ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِءٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي جُنَادَةُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ......

عَنْ عُبَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ شَهِدَ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ، وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ، وَرُوحٌ مِنْهُ، وَالْجَنَّةَ وَالنَّارَ حَقٌّ، أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ۔)) قَالَ: الْوَلِيْدُ: فَحَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ عَنْ عُمَيْرٍ عَنْ جُنَادَةَ وَزَادَ: ((مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ أَيِّهَا شَاءَ))

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے گواہی دی کہ ایک اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں، جو اس نے مریم علیہا السلام میں ڈال دیا اور اللہ کی روح ہیں، جنت اور جہنم حق ہے، تو وہ جو عمل بھی کرے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔'' ایک سند میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ وہ ''جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے بھی چاہے گا۔''

شرح: ((وکلمة القاها الی مریم۔)) عیسیٰ علیہ السلام کو کلمہ کہا گیا ہے کیونکہ ان کی تخلیق اللہ نے باپ کے بغیر صرف کلمہ ''کن'' سے کی ہے اور یہی مثال اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بھی بیان کی ہے: ﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللّٰهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ﴾ .... ''اللہ تعالیٰ کے ہاں عیسیٰ علیہ السلام کی مثال آدم جیسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مٹی سے پیدا کیا پھر فرمایا: بن جاؤ تو وہ بن گئے۔'' یعنی جس طرح آدم علیہ السلام بغیر باپ کے کلمہ کن سے پیدا ہوئے اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام بھی بغیر باپ کے کلمہ کن سے پیدا ہوئے۔

بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں جو یہ بیان فرمایا ہے: ﴿مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ﴾ .... ''وہ اللہ کے کلمہ کی تصدیق کرنے والے ہیں'' تو اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں کیونکہ یحییٰ علیہ السلام ہی سب سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور ان کی تصدیق کی اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کی خالہ کے بیٹے تھے۔

((روح منه)) عیسیٰ علیہ السلام کو روح اس لیے کہا گیا کہ آپ کی پیدائش روح پھونکنے سے ہوئی اور وہ اس طرح

(٥٤) أخرجه البخاري: ٣٤٣٥، ومسلم: ٢٨

کہ اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام کی طرف جبرئیل کو بھیجا، انہوں نے آپ کے قمیض کے گریبان میں جو کہ سامنے سے کھلا تھا پھونک ماری تو اس سے وہ حاملہ ہوگئیں۔ مگر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے روح پھونکنے کی نسبت اپنی طرف کی اور فرمایا: ﴿فَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا﴾ .... ''ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی۔'' تو اس کی تفسیر میں مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ پھونک تو جبرئیل نے ماری تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف اس لیے منسوب کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تھی، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ﴾ .... ''اور ہم نے روح القدس کے ذریعے سے اس کی مدد کی۔'' یہاں بھی جبرئیل ہی مراد ہیں۔ بعض علماء نے ''روح'' سے مراد رحمت لیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت تھے جو ان پر ایمان لائے تھے۔

سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ ''روح منہ'' کی تفسیر میں کہتے ہیں: عیسیٰ علیہ السلام کی روح ان ارواح میں شامل تھی جن سے اللہ تعالیٰ نے عہد لیا، پھر ان کو آدم کی پشت میں واپس لوٹا دیا لیکن عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو اپنے پاس ہی رکھ لیا، جب عیسیٰ کو پیدا کرنا چاہا تو اس روح کو انسانی شکل میں مریم علیہا السلام کے پاس بھیجا جس کا تذکرہ اس آیت میں ہے: ﴿فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا﴾ .... ''اس نے ایک مکمل انسان کا روپ دھارا'' تو وہی عیسیٰ علیہ السلام کی روح جس سے مریم علیہا السلام نے باتیں کی تھیں منہ کے رستے رحم تک پہنچ گئی اور مریم علیہا السلام حاملہ ہوگئیں۔ واللہ اعلم

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تمام اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مومن کبیرہ گناہ کرنے سے ایمان سے خارج نہیں ہوتا، جب تک کہ وہ اسے جائز نہ سمجھتا ہو اور اگر اسے توبہ کرنے سے پہلے موت آگئی تو بھی وہ ابدی جہنمی نہیں ہوگا جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔ بلکہ اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی سپرد ہے، چاہے اسے معاف کردے اور چاہے تو اس کو گناہوں کی سزا دے کر اپنی رحمت سے جنت میں داخل کردے۔

جو شخص فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑے اس کے متعلق علماء کا اختلاف ہے، بعض اسے کافر قرار دیتے ہیں اور بعض کافر نہیں کہتے۔ امام زہری رحمہ اللہ سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا گیا ((مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) تو انہوں نے کہا: یہ حدیث فرائض اور اوامر ونواہی کے اترنے سے پہلے کی ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اہل توحید کو اگر گناہوں کے عوض عذاب ہوا تو بھی بالآخر وہ جنت میں ضرور داخل ہوجائیں گے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، ابوسعید خدری، جابر اور انس رضی اللہ عنہم سے صحیح سند سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اہل توحید کی ایک جماعت کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔''

اسی طرح سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی اور بہت سے تابعین سے آیت: ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ﴾ .... ''کافر چاہیں گے کاش کہ وہ مسلمان ہوتے۔'' کی تفسیر میں مروی ہے کہ جب اہل توحید کو جہنم سے نکال

کر جنت میں داخل کیا جائے گا تو اس وقت کافر بھی خواہش کریں گے کہ کاش وہ بھی مسلمان ہوتے۔

(٥٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدِ الْمَنِيعِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ فِي يَدِهِ لا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الأُمَّةِ، وَلا يَهُودِيٌّ، وَلا نَصْرَانِيٌّ، وَمَاتَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلا كَانَ، مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! اس زمانے کا کوئی بھی یہودی یا عیسائی میرے متعلق سنے اور اس دین پر ایمان لائے بغیر مر جائے جو مجھے دیکر بھیجا گیا ہے، تو وہ جہنم میں جائے گا۔''

(٥٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ غُلامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ: ((أَسْلِمْ))، فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ، فَقَالَ: أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ، فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ وَهُوَ يَقُولُ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہوگیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لیے آئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر فرمایا: ''مسلمان ہو جاؤ'' اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو وہیں موجود تھا، اس نے کہا: ابو القاسم کی بات مان لے، چنانچہ وہ لڑکا مسلمان ہوگیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہوئے باہر آئے: ''اس ذات کا شکر ہے جس نے اسے آگ سے بچالیا۔''

تشریح: سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈالی تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے کہا: اپنا دایاں ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں، چنانچہ آپ نے اپنا

(٥٥) أخرجه مسلم: ١٥٣

(٥٦) أخرجه البخاري: ١٣٥٦

ہاتھ پھیلایا تو میں نے اپنا ہاتھ روک لیا، آپ نے فرمایا: ''اے عمرو! تجھے کیا ہوا؟'' میں نے کہا: میں ایک شرط لگانا چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا شرط لگانا چاہتے ہو؟'' میں نے کہا: ''یہ شرط کہ میرے گناہ معاف ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمرو! تو جانتا نہیں کہ اسلام لانے سے، ہجرت کرنے سے اور حج کرنے سے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔''

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ سے اس بات پر بیعت کی ہے کہ میں سجدے میں نہ گروں گا مگر کھڑے کھڑے، مراد یہ ہے کہ جب مجھے موت آئے گی تو میں اسلام پر ثابت قدم ہوں گا، کیونکہ جس شخص کو موت آتی ہے وہ گر جاتا ہے۔ کھڑے ہونے سے مراد دین کو مضبوط پکڑنا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَّتْلُوْنَ آيَاتِ اللّٰهِ﴾ .... ''اہل کتاب میں کچھ لوگ دین پر مضبوط ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھتے ہیں۔''

تو اس آیت سے بھی یہی لوگ مراد ہیں جو دین پر قائم اور ثابت قدم ہیں۔

(10)......بَابُ الْعَفْوِ عَنْ حَدِيْثِ النَّفْسِ

دل میں آنے والے خیالات معاف ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾ .... ''تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اسے تم ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ تعالیٰ اس کا حساب تم سے لے گا۔'' (سورۂ بقرہ:۲۸۴)

سیدنا ابن عمر، ابن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: بعد والی آیت نے اس آیت کو منسوخ کر دیا اور بعد والی آیت ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ .... ''اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔'' (سورۂ بقرہ:۲۸۶)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ .... ''اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی گئی۔'' (سورۂ حج:۷۸)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے احکامات میں تم پر تنگی نہیں کی کہ تمہیں ایسے احکامات پر مجبور کیا ہو جن کو ادا کرنے سے تم عاجز ہو۔

(۵۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَامُوَيْهِ الأَصْبَهَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْفَقِيهُ، أَنْبَأَنَا يَعْقُوبُ بْنُ يُوسُفَ الْقَزْوِينِيُّ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْحَكَمِ الْعُرَنِيُّ، أَخْبَرَنَا مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

(۵۷) أخرجه البخاري: ٦٦٦٤، ومسلم: ١٢٧

وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي مَا وَسْوَسَتْ بِهِ أَنْفُسُهَا مَا لَمْ تَتَكَلَّمْ أَوْ تَعْمَلْ بِهِ۔))

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میری امت کے دل میں آنے والے وسوسوں کو معاف کر دیا ہے جب تک کہ وہ ان پر عمل نہ کریں یا انہیں زبان پر نہ لائیں۔''

(۵۸)۔ أَنْبَأَنَاأَبُو الْحُسَيْنُ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْكَيَّالِيُّ حَفِيدُ أَبِي مُحَمَّدٍ الْكَيَّالِ، أَنْبَأَنَا أَبُو نَصْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْفَضْلِ الْخُزَاعِيُّ يُعْرَفُ بِفَضْلانَ، أَنْبَأَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَصْرِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الْوَهَّابِ...... يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ عَثَّامٍ، يَقُولُ: أَتَيْتُ سُعَيْرَ بْنَ الْخِمْسِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَدِيثِ الْوَسْوَسَةِ، فَلَمْ يُحَدِّثْنِي، فَأَدْبَرْتُ أَبْكِي، ثُمَّ لَقِيَنِي، فَقَالَ لِي: تَعَالَ، حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَأَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الشَّيْءَ لَوْ خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ، فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ؟ قَالَ: ((ذَلِكَ مَحْضُ أَوْ صَرِيحُ الإِيمَانِ۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ایک شخص کے دل میں ایسا خیال آتا ہے کہ اسے زبان پر لانے کی بجائے اسے یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آسمان سے گر پڑے اور پرندے اسے اچک لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہی تو صریح اور خالص ایمان ہے۔''

شرح: ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حدیث کا مفہوم یہ نہیں کہ وسوسے آنا خالص ایمان ہے۔ کیونکہ وسوسے تو شیطانی فعل ہی کی پیداوار ہیں تو وہ صریح ایمان کیسے ہوسکتا ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ جو چیز تمھیں شیطانی وسوسے کو قبول کرنے اور اس کی تصدیق سے روک رہی ہے وہ خالص ایمان ہے۔ ایک حدیث میں یوں مذکور ہے کہ جب صحابہ کرام نے آپ کے پاس وسوسے کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کا شکر ہے جس نے شیطان کے مکر وفریب کو وسوسے سے بدل دیا۔''

(۵۹)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الزَّرَّادُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْفُوظِ بْنِ حَبِيبٍ الْمُؤَذِّنُ، بِبُخَارَى، قِرَاءَةً عَلَيْهِ فِي شَهْرِ رَبِيعِ الأَوَّلِ سَنَةَ ثَلاثٍ وَأَرْبَعِمِائَةٍ،

(۵۸) أخرجه مسلم: ۱۳۳

(۵۹) صحيح ...... أخرجه ابوداود: ۵۱۱۲، واحمد: ۳۱۶۱

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ عَلِيِّ بْنِ عِيسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْبِرْتِيُّ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الطَّيَالِسِيُّ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، وَسُلَيْمَانَ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَائَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّي أُحَدِّثُ نَفْسِي بِالشَّيْءِ لأَنْ أَكُونَ حُمَمَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَكَلَّمَ بِهِ، قَالَ شُعْبَةُ: قَالَ أَحَدُهُمَا: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي رَدَّ أَمْرَهُ إِلَى الْوَسْوَسَةِ)) وَقَالَ الآخَرُ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَقْدِرْ مِنْكُمْ إِلا عَلَى الْوَسْوَاسِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: میرے دل میں ایسے خیالات آتے ہیں کہ اگر میں جل کر کوئلہ بن جاؤں تو وہ مجھے زیادہ محبوب ہے بہ نسبت اس کے کہ میں ان خیالات کو زبان پر لاؤں۔ شعبہ کہتے ہیں کہ ایک راوی کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے شیطان کے معاملے کو وسوسے میں بدل دیا'' اور دوسرے راوی کے الفاظ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کا شکر ہے جس نے شیطان کو تم پر وسوسے سے زائد کوئی توفیق نہیں دی۔''

(11)......بَابُ رَدِّ الْوَسْوَسَةِ

غلط خیالوں کو ردّ کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ....﴾ .... ''آپ کہہ دیجیے کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں، لوگوں کے مالک کی، لوگوں کے معبود کی پناہ میں، وسوسہ ڈالنے والے، پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے، جو لوگوں کے سینے میں وسوسہ ڈالتا ہے، (خواہ) وہ جن میں سے ہو یا انسان میں سے۔'' (سورۂ ناس)

خناس شیطان کا نام ہے، جو انسان کے سینے میں خیالات پیدا کرتا ہے، جب آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾ .... ''اگر شیطان کی طرف سے آپ کو کوئی اکساوا ہو (گناہ کے لیے) تو اللہ سے پناہ مانگیے۔'' (سورۂ فصلت:۳۶)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿نَزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ﴾ ''شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان رخنہ ڈال دیا۔''

(نزغ) کا معنی وسوسہ ہے۔ یعنی شیطان کی طرف سے اگر تجھے ہلکا سا وسوسہ بھی معلوم ہو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کر لے، اسی طرح (ینزغن) کا استعمال (یستخفن) پاگل بنانا، کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔

(٦٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ......

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ، فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ حَتَّى يَقُولَ: مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ؟ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”شیطان تم میں سے کسی شخص کے پاس آتا ہے اور پوچھتا ہے: یہ کس نے پیدا کیا؟ یہ کس نے پیدا کیا؟ حتی کہ یہ بھی پوچھتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا ہے؟ جب کسی کو ایسا شبہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرے اور اپنے خیال سے باز رہے۔“

(٦١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مَعْشَرٍ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفِيرَكِيُّ، أَخْبَرَنَا عَلِيٌّ الْقَرَّابُ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ السَّرَّاجُ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ، أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْمُؤَدِّبُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ، فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ؟ فَيَقُولُ: اللّٰهُ، فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟ فَإِذَا أَحَسَّ أَحَدُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ، فَلْيَقُلْ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے ایک آدمی کے پاس شیطان آتا ہے اور پوچھتا ہے: زمین کس نے بنائی؟ وہ کہتا ہے: اللہ نے، پھر وہ پوچھتا ہے: اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ جب تم میں سے کوئی آدمی ایسا شبہ محسوس کرے تو وہ یہ کلمات پڑھے: ((آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ۔)) ”میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔“

تشریح ایک روایت میں ہے کہ وہ یہ بھی پوچھتا ہے کہ آسمان کس نے بنایا؟ ابوزمیل کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: جو خیالات میرے دل میں پوشیدہ ہیں ان کا کیا بنے گا؟ انہوں نے پوچھا: وہ کیسے خیالات ہیں؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! وہ خیالات میں زبان پر نہیں لا سکتا، وہ پوچھنے لگے: کیا تمھیں شک ہے؟ اور ہنس دیئے۔ پھر فرمانے لگے: ان خیالات سے تو کوئی بھی نہ بچ سکا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿إِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ۔﴾.... ”اگر آپ شک میں ہیں اس کے بارے میں جو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے۔“

پھر انہوں نے مجھ سے کہا: اگر کبھی تیرے دل میں ایسا خیال آئے تو یہ آیت پڑھ لیا کر: ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ .... ''اللہ ہی سب سے پہلے تھا وہی آخر تک رہے گا، وہ ظاہر بھی ہے اور پوشیدہ بھی ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔''

(٦٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ، إِذْ قَالَ: ﴿رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى؟ قَالَ: أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾ وَرَحِمَ اللّٰهُ لُوطًا، لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُولَ مَا لَبِثَ يُوسُفُ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب ابراہیم علیہ السلام کو شک ہوا تو پھر ہمیں کیوں نہ ہو، انہوں نے فرمایا: اے اللہ! مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تجھے یقین نہیں؟ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا: ''یقین تو ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اور زیادہ اطمینان ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم کرے وہ مضبوط قبیلے کی پناہ چاہتے تھے۔ اگر میں جیل میں اتنا عرصہ رہتا جتنا عرصہ یوسف علیہ السلام رہے تو فوراً بلانے والے کے ساتھ چل پڑتا۔''

شرح ابوابراہیم اسماعیل بن یحییٰ مزنی کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابراہیم علیہ السلام کو کبھی اس بات میں شک نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے۔ بلکہ انہیں اس بات میں شک تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کے سوال کو پورا کرے گا یا نہیں؟ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کی جو تفسیر کی ہے وہ بھی مزنی کے قول کی تائید کرتی ہے۔ کہتے ہیں: ﴿قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ﴾ کا معنی یہ ہے کہ اے اللہ! میں جانتا ہوں کہ جب میں تجھ سے مانگوں گا تو مجھے دیگا اور جب میں تجھ سے دعا کروں گا تو قبول کرے گا۔

ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا: ((نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ)) اس میں اپنے بارے میں یا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں شک کا اعتراف نہیں بلکہ شک کی نفی ہے۔ معنی یہ ہے کہ جب مجھے اس بات میں شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے تو پھر ابراہیم علیہ السلام کو کس طرح ہو سکتا ہے۔ نیز یہ بات آپ نے بطور تواضع اور عاجزی کہی ہے اور یہ بتلانا مقصود ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو یہ مسئلہ بطور شک نہیں آیا بلکہ یقین

(٦٢) أخرجه البخاري: ٣٣٧٢، ومسلم: ١٥١

حاصل کرنے کے لیے پیش آیا کیونکہ کسی چیز کو دیکھنے سے جو معرفت اور یقین حاصل ہوتا ہے وہ محض استدلال سے حاصل نہیں ہوتا۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ اور عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابراہیم علیہ السلام نے یہ الفاظ: ﴿وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ﴾ اپنی دوستی کو جانچنے کے لیے کہے تھے کہ مجھے یقین ہو جائے کہ تو نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے ان الفاظ کا یہ مفہوم بھی مروی ہے کہ جن لوگوں کو میں تیری طرف بلاؤں وہ تیرے ہاں میرا مقام ومرتبہ دیکھ لیں اور تیری اطاعت کرنے سے متعلق میری بات مان لیں۔ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو کچھ لوگ کہنے لگے: ابراہیم علیہ السلام کو شک تھا مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شک نہیں ہے تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور عاجزی یہ مذکورہ حدیث بیان فرمائی۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوسف علیہ السلام کے متعلق جو یہ کلمات فرمائے: ((لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَاَجَبْتُ الدَّاعِيَ۔)) تو ان میں بھی یوسف علیہ السلام کے صبر اور عاجزی کو بیان کیا ہے کہ جب آپ کے پاس بادشاہ کا قاصد آیا تو ان مجرموں کی طرح فوراً جیل سے باہر نہ آئے جنہیں عرصہ دراز جیل میں رہنے کے بعد معافی دی گئی ہو بلکہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ((اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ)) ''اپنے بادشاہ سے جاکے پوچھ کہ ان عورتوں والا معاملہ کیسا ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔'' آپ علیہ السلام ان کے خلاف دلیل پیش کرنا چاہتے تھے کہ انہوں نے مجھے ناجائز اور ظلمًا قید کیے رکھا۔ چنانچہ آپ نے یہ کلمات بھی بطور عاجزی ہی فرمائے تھے نہ کہ اس لیے کہ اگر آپ یوسف علیہ السلام کی جگہ ہوتے تو جلد بازی کرتے، نیز عاجزی اختیار کرنے سے نہ تو بڑا آدمی چھوٹا ہوتا ہوتا ہے اور نہ بلند مقام والا آدمی ذلیل ہوتا ہے، نہ حقدار کا حق ہی ضائع ہوتا ہے بلکہ اس سے عاجزی کرنے والے کی فضیلت اور مقام ظاہر ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے: ﴿فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ﴾ تو اس آیت میں اگرچہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو رہا ہے لیکن مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن کے نازل ہونے میں شک کیا تھا جیسا کہ آیت: ﴿يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ﴾ میں بھی خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے تاہم مراد دیگر لوگ ہیں۔

(12)......بَابُ الْإِسْلَامِ بَدَأَ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ

اسلام شروع میں بھی اجنبی تھا اور آخر میں بھی اجنبی ہوگا

(٦٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو تُرَابٍ عَبْدُ الْبَاقِي بْنُ يُوسُفَ الْمَرَاغِيُّ، وَأَبُو الْحُسَيْنِ الْمُبَارَكُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْوَاسِطِيُّ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْآجُرِّيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحِ بْنِ

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْبُخَارِيُّ، أَخبرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، أَخبرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ يَحيَى بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَنْبَأَنَا الْقَاضِي أَبُو نَصرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبُخَارِيُّ، بِالْكُوفَةِ، أَنْبَأَنَا نَصرُ بْنُ أَحْمَدَ الْفَقِيهُ، أَخبرَنَا أَبُو يَعْلَى الْمَوْصِلِيُّ، أَخبرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ شَيْبَةَ، أَخبرَنَا حَفْصٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الإِسْلامَ بَدَأَ غَرِيبًا، وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ، فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ۔)) قِيلَ: وَمَنِ الْغُرَبَاءُ؟ قَالَ: ((النُّزَّاعُ مِنَ الْقَبَائِلِ۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسلام شروع میں بھی اجنبی تھا اور آخر میں بھی اجنبی ہو جائے گا، پس غرباء کو مبارک ہو۔“ آپ سے پوچھا گیا: غرباء کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ لوگ جو اپنے قبیلے چھوڑ کر آئے۔“

شرح: ((طوبی للغرباء۔)) وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ کی خاطر اپنے گھر بار چھوڑ آئے۔

((النزاع من القبائل)) نزاع، نزیع کی جمع ہے۔اس شخص کو کہتے ہیں جو خاندان اور قبیلے کو چھوڑ آئے۔

(٦٤)۔ أَخبرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخبرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخبرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، أَخبرَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، أَخبرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الإِيمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى حُجْرِهَا۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایمان مدینہ میں یوں سمٹ کر رہ جائے گا جیسے سانپ اپنے بل میں سمٹ جاتا ہے۔“

شرح: ((یأزر)) کا معنی ہے اکٹھا ہو جائے گا، سکڑ جائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ارتداد کے دوران ایسا ہوا اور ایمان کے سکڑنے سے اہل ایمان کا سکڑنا مراد ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے: ((أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)) ”احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔“
اس سے مراد بھی اہل مدینہ ہیں نہ کہ پہاڑ اور اسی طرح قرآن کی آیت ﴿وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا﴾ ..... ”اس بستی کو پوچھیے جس میں ہم رہتے تھے۔“ میں بھی بستی سے مراد اہل بستی ہیں۔ زید بن طلحہ اپنے باپ سے بیان کرتے

(٦٣) هذا حديث صحيح غريب من حديث ابن مسعود رواه الترمذي: ٢٦٢٩، والامام احمد فى المسند: ٣٧٨٤ ...... و أخرجه مسلم من رواية ابى هريرة: ١٤٥

(٦٤) أخرجه البخارى: ١٨٧٦، ومسلم: ١٤٧

ہیں اور وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دین حجاز میں یوں سمٹ جائے گا جیسے سانپ اپنے بل میں سمٹ جاتا ہے، اور دین ملک حجاز میں یوں پناہ لے گا جیسے جنگلی بکرا پہاڑ کی چوٹی پر پناہ پکڑتا ہے، دین شروع میں بھی غریب تھا اور دوبارہ پھر غریب ہو جائے گا چنانچہ ان غرباء کو مبارک ہو جو میری ان سنتوں کو درست کرتے ہیں جنہیں لوگوں نے میرے بعد بگاڑ دیا تھا۔''

(13)......بَابُ الْإِيْمَانِ بِالْقَدْرِ

تقدیر پر ایمان لانا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا﴾ .... ''اور اللہ کے کام اندازے پر مقرر کیے ہوئے ہیں۔'' (سورۂ احزاب:۳۸)

ارشاد نبوی ہے: ((وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ۔)) ''یہ کہ تو اچھی بری تقدیر پر ایمان لائے۔''

(٦٥)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَازِمِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ، أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، وَأَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ رَجُلٍ......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ يَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ، بَعَثَنِي بِالْحَقِّ، وَيُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَيُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ۔)) زَادَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: ((خَيْرِهِ وَشَرِّهِ۔))

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ چار چیزوں پر ایمان نہ لائے۔ گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لائے اور تقدیر پر ایمان لائے۔'' عبیداللہ کی روایت میں تقدیر کے ساتھ اچھی بری کے الفاظ بھی ہیں۔

(٦٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ يُوسُفَ الْجُوَيْنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ شَرِيكٍ الشَّافِعِيُّ الْخُذَاشَاهِيُّ، فِي شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ أَرْبَعِ مِائَةٍ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

(٦٥) أخرجه ابن ماجه: ٨١، والترمذي: ٢١٤٥

(٦٦) أخرجه مسلم: ٢٦٥٣

مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ أَبُو بَكْرٍ الْجُورَبَذِيُّ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الصَّدَفِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ كُلِّهَا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ)) قَالَ: ((وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی تقدیر آسمان وزمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دی تھی جبکہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔''

(٦٧)۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْفَضْلِ زِيَادُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الْحَنَفِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُعَاذٍ الشَّاهُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُزَنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ النَّيْسَابُورِيُّ الْفَقِيهُ، بِبَغْدَادَ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الصَّدَفِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ......

عَنْ طَاوُسٍ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى، فَقَالَ مُوسَى: يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُونَا، وَأَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ، فَقَالَ آدَمُ: يَا مُوسَى اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهِ، وَخَطَّ لَكَ التَّوْرَاةَ بِيَدِهِ، تَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي بِأَرْبَعِينَ سَنَةً، فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى، فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا جھگڑا ہوگیا، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے آدم! آپ ہمارے باپ ہیں اور آپ ہی نے ہمیں جنت سے نکلوایا، تو آدم علیہ السلام فرمانے لگے: اے موسیٰ! اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے ساتھ کلام کرنے کے لیے چنا اور تجھے اپنے ہاتھ سے تورات لکھ کر دی، تو مجھے اس کام پر ملامت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے چالیس برس قبل میری تقدیر میں لکھ دیا تھا، چنانچہ آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے۔''

(٦٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(٦٧) أخرجه البخاري: ٤٧٣٦، ومسلم: ٢٦٥٢

(٦٨) انظر الحديث السابق

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَحَاجَّ آدَمُ وَمُوسَى، فَقَالَ لَهُ مُوسَى: أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَغْوَيْتَ النَّاسَ، وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَى الأَرْضِ، فَقَالَ لَهُ آدَمُ: أَنْتَ مُوسَى الَّذِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ عِلْمَ كُلِّ شَيْءٍ وَاصْطَفَاهُ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَتَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدْ كُتِبَ عَلَيَّ أَنْ أَفْعَلَ مِنْ قَبْلِ أَنْ أُخْلَقَ، فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى۔))

فرمایا: ''آدم اور موسیٰ علیہما السلام میں بحث ہوئی۔ موسیٰ نے کہا: تم وہی آدم ہو جس نے لوگوں کو گمراہ کیا اور انہیں جنت سے نکلوادیا، تو آدم علیہ السلام نے کہا: تم وہی موسیٰ ہو، جسے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا علم عطا کیا اور لوگوں میں سے اسے اپنی رسالت کے لیے چن لیا، وہ کہنے لگے: جی ہاں، آدم علیہ السلام نے کہا: کیا تم مجھے اس کام پر ملامت کررہے ہو جسے کرنا میری پیدائش سے بھی قبل میری تقدیر میں لکھ دیا گیا تھا، چنانچہ آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گیا۔''

شرح: امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: چونکہ موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام کو ملامت کیا، اس لیے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے جھگڑ پڑے اور ان پر غالب آ گئے۔ کیونکہ کسی بھی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ دوسرے انسان کو ملامت کرے، ایک حدیث میں ہے: ((اُنْظُرُوْا اِلَی النَّاسِ کَاَنَّکُمْ عَبِیْدٌ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلَیْهِمْ کَاَنَّکُمْ اَرْبَابٌ)) ''تم لوگوں کو اس نظر سے دیکھو کہ تم ان کے غلام ہو یوں نہ دیکھو کہ تم ان کے آقا ہو۔'' ورنہ جس بات میں دونوں کی بحث ہوئی اس میں دونوں برابر ہیں کیونکہ کوئی بھی شخص نہ تقدیر کو ختم کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور نہ فعل ہی کا انکار کرسکتا ہے۔ اگر تقدیر کا انکار کرے گا تو قدریہ بن جائے گا اور اگر فعل کا انکار کرے گا تو جبریہ بن جائے گا۔

((انت موسی الذی اصطفاك الله برسٰلته وبکلامه۔)) یعنی جب اللہ تعالیٰ نے تیرے اندر وہ صفات رکھی۔ جن کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے تجھے رسالت اور کلام کے لیے چن لیا، تو پھر تو مجھے اس کام پر کیسے ملامت کر سکتا ہے جو تقدیر میں لکھا گیا ہے اور جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں، چونکہ موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض اور سوال کرنے میں پہل کی تھی اور پھر آدم علیہ السلام نے اپنے گناہ کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ ایسے انداز میں ان سے بحث کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کی دلیل کو رد کر دیا کہ جس کی بنا پر موسیٰ علیہ السلام آدم کو ملامت کر رہے تھے، تو اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔''

(٦٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ......

(٦٩) أخرجه البخاري: ٣١٨، ومسلم: ٢٦٤٦

عَـنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَـالَ: ((وَكَّلَ اللّٰهُ بِالرَّحِمِ مَلَكًا، فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ نُطْفَةٌ، أَيْ رَبِّ عَلَقَةٌ، أَيْ رَبِّ مُضْغَةٌ، فَـإِذَا أَرَادَ الـلّٰـهُ أَنْ يَـقْـضِـيَ خَلْقَهَا، قَالَ: يَا رَبِّ، أَذَكَـرٌ أَمْ أُنْثَـى؟ أَشَـقِـيٌّ أَمْ سَعِيدٌ؟ فَمَا الـرِّزْقُ؟ فَمَا الأَجَلُ؟ فَيَكْتُبُ كَذَلِكَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے رحم مادر میں ایک فرشتہ مقرر کیا، وہ کہتا ہے: اے اللہ! یہ نطفہ ہے، اے اللہ! یہ علقہ ہوگیا، اے اللہ! یہ مضغہ ہوگیا ہے، پھر جب اللہ تعالیٰ اس کی خلقت پوری کرنا چاہتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: اے اللہ! مذکر یا مونث؟ بدبخت ہو یا نیک بخت؟ روزی کتنی اور عمر کتنی ہو؟ پس یہ تمام باتیں فرشتہ ماں کے پیٹ ہی میں لکھ دیتا ہے۔‘‘

(۷۰)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُـو عُـمَـرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ مَخْلَدٍ الأَنْصَارِيُّ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْـدُ الـلّٰـهِ بْـنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، بِبَغْدَادَ سَنَةَ سَبْعَ ۷عَشْرَةَ وَثَلاثِ مِائَةٍ، أَخْبَرَنَا عَـلِـيُّ بْـنُ الْـجَعْدِ بْنِ عُبَيْدٍ الْجَوْهَرِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ......

قَـالَ: سَـمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ، يَقُولُ: حَـدَّثَـنَـا رَسُـولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ: ((إِنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُـجْـمَـعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا نُطْفَةً، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُـمَّ يَبْـعَثُ اللّٰهُ إِلَيْهِ الْمَلَكَ)) أَوْ قَالَ: ((يُبْعَثُ إِلَيْهِ الْمَلَكُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، فَيَكْتُبُ رِزْقَـهُ، وَعَمَلَهُ، وَأَجَلَهُ، وَشَقِيٌّ، أَوْ سَعِيدٌ قَـالَ: وَإِنَّ أَحَـدَكُـمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّـى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذِرَاعٍ، فَيَسْبِقُ عَـلَيْـهِ الْـكِتَـابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، فَيَـدْخُـلُهَـا، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ يَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو صادق المصدوق ہیں: ’’تمہاری پیدائش کی تیاری تمہاری ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ کی صورت میں کی جاتی ہے، اتنے ہی دنوں تک نطفہ خون کی صورت اختیار کیے رہتا ہے اور پھر اتنے ہی دنوں تک مضغہ گوشت رہتا ہے۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے۔‘‘ یا یوں فرمایا: ’’پھر اس کی طرف ایک فرشتہ چار باتوں کا حکم دے کر بھیجا جاتا ہے۔ چنانچہ وہ فرشتہ اس کا رزق، عمل، زندگی کی مدت اور بدبخت یا خوش بخت ہونا لکھ دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ’’تم میں سے ایک آدمی جنتیوں والے کام کرتا رہتا ہے حتی کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی

(۷۰) أخرجه البخاري: ۳۲۰۸، ۳۳۳۲ ومسلم: ۲٦٤۳

النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذِرَاعٍ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيَدْخُلُهَا.))

ہوتا ہے تو اس کی تقدیر غالب آجاتی ہے اور وہ دوزخیوں والے عمل شروع کر دیتا ہے، چنانچہ وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے، اور تم میں سے ایک آدمی جہنمیوں والے عمل کام کرتا رہتا ہے۔ حتی کہ اس کے اور جہنم کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ تو اس کی تقدیر سامنے سے آتی ہے۔ اور وہ جنتیوں والے کام کرنے شروع کر دیتا ہے۔ چنانچہ جنت میں چلا جاتا ہے۔''

شرح عمار بن زریق نے اعمش سے پوچھا: ((يجمع في بطن امه)) سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے کہا: مجھے خثیمہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب مرد کا نطفہ عورت کے رحم میں جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے انسان کی تخلیق کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ نطفہ عورت کے پورے جسم میں ہر ہر بال اور ناخن کے نیچے تک پھیل جاتا ہے اور چالیس دن تک یونہی رہتا ہے، پھر طاقتور ہو کر عورت کے رحم میں اتر جاتا ہے۔ ابو العالیہ سے کسی نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں عورت کے لیے خاوند کی وفات کی عدت چار مہینے دس دن کیوں مقرر کی ہے، صرف چار مہینے مقرر کیوں نہیں کی؟ تو انہوں نے کہا: اس لیے کہ چار ماہ کے بعد دس دنوں کے اندر اندر بچے میں روح پھونکی جاتی ہے۔ یعنی اگر عورت حاملہ ہوئی تو خاوند کی وفات کے چار ماہ بعد اگلے دس دنوں میں بچے میں روح پھونکی جائے گی اور اس کا حاملہ ہونا واضح ہو جائے گا۔

(۷۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ الطَّاهِرِيُّ، أَنْبَأَنَا جَدِّي أَبُو سَهْلٍ عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَزَّازُ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعُذَافِرِيُّ، أَنْبَأَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبَّادٍ الدَّبَرِيُّ الصَّنْعَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه، قَالَ: خَرَجْنَا عَلَى جِنَازَةٍ، فَبَيْنَا نَحْنُ بِالْبَقِيعِ، إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِيَدِهِ مِخْصَرَةٌ، فَجَاءَ فَجَلَسَ، ثُمَّ نَكَتَ بِهَا فِي الْأَرْضِ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: ((مَا مِنْ نَفْسٍ

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ کے لیے نکلے، ہم بقیع قبرستان میں تھے کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے، آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی، آپ بیٹھ گئے اور کچھ دیر تک اس چھڑی سے زمین کریدتے رہے، پھر فرمایا: ''ہر جاندار کا ٹھکانہ لکھ دیا گیا ہے کہ وہ جنتی

(۷۱) أخرجه البخاري: ۱۳٦۲، ومسلم: ۲٦٤٧

مَنْفُوسَةٍ إِلا قَدْ كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ أَوِ النَّارِ، وَإِلا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً أَوْ سَعِيدَةً۔)) قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ: أَفَلا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَنَدَعُ الْعَمَلَ؟ قَالَ: ((لا، وَلَكِنِ اعْمَلُوا، فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ، أَمَّا أَهْلُ الشَّقَاءِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاءِ، وَأَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ۔)) قَالَ: ثُمَّ تَلا هَذِهِ الآيَةَ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى، وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى۔﴾

ہے یا جہنمی اور یہ کہ وہ بد بخت ہے یا خوش بخت‘‘۔ ایک آدمی کہنے لگا: یا رسول اللہ! کیا ہم اپنی تقدیر ہی پر بھروسہ کر لیں اور عمل چھوڑ دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’عمل چھوڑو نہیں بلکہ عمل کرو، ہر شخص کے لیے کام آسان کر دیا جاتا ہے، بدبختوں کے لیے بدبختی والے اعمال آسان کر دیے جاتے ہیں اور خوش بختوں کے لیے خوش بختی والے اعمال آسان کر دیے جاتے ہیں‘‘ پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى، وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى۔﴾ .... ’’جس نے مال دیا اور پرہیز گاری اختیار کی اور بھلی باتوں کی تصدیق کی تو ہم اسے آسان راہ پر چلنے کی سہولت دیں گے اور جس نے بخل کیا اور بے پروا بنا رہا اور بھلائی کو جھٹلا دیا تو ہم اسے تنگی کی راہ پر چلنے کی سہولت دیں گے۔‘‘

شرح: ابوعبیدہ کہتے ہیں: ہر اس چیز کو (مخصرة) کہتے ہیں جسے انسان اپنے ہاتھ میں سہارے کے لیے پکڑتا ہے جیسے لاٹھی یا نیزہ وغیرہ۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑے تو اس کے لیے بھی یہی لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

قتیبی کہتے ہیں: ہاتھ میں چھڑی پکڑنے کو (تخصّر) کہا جاتا ہے اور چھڑی کو (مخصره) کہا جاتا ہے، اس کی جمع (مخاصر) آتی ہے۔

((نفس منفوسة۔)) سے مراد پیدا شدہ جان ہے کیونکہ عورت جب بچہ جنتی ہے تو اس کے لیے ”نفست المرأة“ کا لفظ بولا جاتا ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر طویل بحث کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ صحابی کا کہنا: ((افلا نتكل على كتابنا وندع العمل)) کہ ہم اپنی تقدیر پر بھروسہ کر کے عمل کرنا چھوڑ نہ دیں؟ یہ ایسا مطالبہ ہے جس سے انسان کی عبودیت کا ختم ہونا لازمی ہے۔ نبی ﷺ نے ان کو تقدیر کے متعلق بتایا تو یہ اس بات کی خبر تھی کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے متعلق علم غیب ہے کہ کون جنتی اور کون جہنمی ہے اور یہ چیزیں ان کے خلاف ایک دلیل تھیں۔ مگر انہوں نے اس تقدیر کو

عمل ترک کرنے کے لیے اپنے حق میں دلیل اور رحمت بنانا چاہا تو نبی ﷺ نے انہیں بتایا کہ یہاں دو انتہائی ضروری امور ہیں: ایک باطنی ہے اور ایک ظاہری، باطنی سے مراد وہ اسباب ہیں جن کی بنا پر اللہ تعالیٰ بندے پر حکم لگاتا ہے اور ظاہری سے مراد وہ نشانیاں ہیں جن سے بندے کی بندگی اور عبودیت ظاہر ہوتی ہے اور یہ نشانیاں یقینی نہیں ہوتیں بلکہ ظنی ہوتی ہیں۔ قصہ یہ ہے کہ باطنی اور غیب کے امور سے وہ ڈرتے ہیں اور ظاہری امور سے پرامید ہیں۔ تاکہ اس طرح ان کے ایمان کی صفت مکمل رہے اور خوف اور امید ہی عبودیت کی دو سیڑھیاں ہیں۔ نیز آپ ﷺ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ ہر شخص کو اسی عمل کی توفیق ملے گی جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے اور جو کام وہ دنیا میں کر رہا ہے وہ اس کے آخری ٹھکانے پر دلیل ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت کیں: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى، وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى۔﴾ یہ احکامات ظاہر اعمال کے لحاظ سے ہیں ورنہ حقیقی علم تو اللہ تعالیٰ کو ہی ہے جو حکیم وخبیر ہے اور اس سے پوچھا نہیں جا سکتا، انسانوں سے پوچھا جا سکتا ہے کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟

اس کی مثال یوں سمجھیے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا رزق تقسیم کر دیا ہے مگر پھر بھی کمانے کا حکم دیا کہ رزق اسے ملے گا جو محنت کرے گا۔ اسی طرح ہر شخص کی عمر مقرر کر دی گئی ہے مگر پھر بھی علاج معالجہ کروانے کا حکم دیا گیا ہے، اسی طرح جنت وجہنم تو تقدیر میں لکھ دی گئی ہے مگر عمل کرنے کا حکم دیا جس طرح رزق تقسیم ہونے کے باوجود انسان اس کے حصول کے لیے محنت کرتا ہے اور تقدیر پر اعتماد کر کے بیٹھ نہیں رہتا۔ اسی طرح جنت کے حصول کے لیے محنت کرنا ضروری ہے محض تقدیر پر بھروسہ کرنا کافی نہیں۔

(٧٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ......

عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ، قَالَ: أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُونَ: كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرِ اللّٰهِ، وَسَمِعْتُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّى الْعَجْزُ وَالْكَيْسُ، أَوِ الْكَيْسُ وَالْعَجْزُ۔))

طاؤس بن کیسان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں بہت سے صحابہ سے ملا جو یہ کہتے تھے کہ ''ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق ہے۔'' اور میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق ہے حتی کہ بے بسی اور عقلمندی بھی۔'' (یعنی بعض لوگ عقلمند ہوتے ہیں اور بعض بے وقوف، تو یہ بھی تقدیر سے ہے۔)

---

(٧٢) أخرجه مسلم: ٢٦٥٥

شرح: طاؤس بن کیسان ہمامی، الخولانی یمن کے رہنے والے تابعی ہیں جنہوں نے پچاس صحابہ سے ملاقات کی اور چالیس حج کیے۔آپ رحمہ اللہ ۱۰۶ر ہجری کو مکہ میں فوت ہوئے۔آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔

(۷۳)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَنْبَأَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: جَاءَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جَعْشَمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بَيِّنْ لَنَا دِينَنَا كَأَنَّا خُلِقْنَا الآنَ، أَرَأَيْتَ عُمْرَتَنَا هَذِهِ، أَلِعَامِنَا هَذِهِ، أَمْ لِلأَبَدِ؟ قَالَ: ((بَلْ لِلأَبَدِ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بَيِّنْ لَنَا دِينَنَا كَأَنَّا خُلِقْنَا الآنَ، فِيمَ الْعَمَلُ الْيَوْمَ؟ فِيمَا جَفَّتْ بِهِ الأَقْلامُ، وَجَرَتْ بِهِ الْمَقَادِيرُ، أَوْ فِيمَا نَسْتَقْبِلُ؟ قَالَ: ((بَلْ فِيمَا جَفَّتْ بِهِ الأَقْلامُ، وَجَرَتْ بِهِ الْمَقَادِيرُ)) قَالَ: فَفِيمَ الْعَمَلُ، قَالَ زُهَيْرٌ، فَقَالَ كَلِمَةً خَفِيَتْ عَلَيَّ، فَسَأَلْتُ عَنْهَا نَسِيبِي بَعْدُ، فَذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَهَا، فَقَالَ: ((اعْمَلُوا فَإِنَّ كُلاً مُيَسَّرٌ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارا دین بیان کیجئے گویا کہ ہم اب پیدا ہوئے ہیں، ہمیں بتائیے کہ ہمارا عمرہ اسی سال فائدہ دے گا یا ہمیشہ ہمیشہ فائدہ دے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمیشہ ہمیشہ فائدہ دے گا'' سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے پھر کہا: ہمارا دین بیان کیجئے گویا کہ ہم ابھی پیدا ہوئے ہیں، ہم جو آج عمل کرتے ہیں وہ کس مقصد کے لیے ہیں، جس کو لکھ کر قلم سوکھ گئی اور تقدیر جاری ہوگئی، یا مستقبل کے لیے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں بلکہ اس مقصد کے لیے عمل کرو جس کو لکھ کر قلم سوکھ گئی اور تقدیر جاری ہوگئی۔'' سراقہ نے کہا: پھر عمل سے کیا فائدہ؟

زہیر کہتے ہیں: ابوالزبیر نے کوئی بات کہی جو مجھے سمجھ نہیں آسکی، میں نے بعد میں اس بارے میں اپنے رشتہ دار سے پوچھا تو اس نے کہا: میں نے وہ کلمہ سنا ہے، اس نے کہا تھا: ''عمل کرو کیونکہ ہر شخص کے لیے آسان کیا گیا ہے۔''

شرح: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لاقٍ فَاخْتَصِ عَلَى ذَلِكَ أَوْ ذَرْ۔)) ......''اے ابوہریرہ! جو کچھ بھی تم کرو گے اسے لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے، خواہ تم خصی ہو جاؤ یا باز رہو۔'' (صحيح بخاری: ٥٠٧٦)

---

(۷۳) أخرجه مسلم: ٢٦٤٨

ابوزبیر کا نام محمد بن مسلم بن تدرس ہے۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ آپ ۱۲۵ھ میں فوت ہوئے۔

(٧٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلانَ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَ ذٰلِكَ لا مَحَالَةَ ، فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ ، وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ ، وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي ، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ وَيُكَذِّبُهُ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے چھوٹے گناہوں کے ساتھ اس سے زیادہ مشابہت رکھنے والی کوئی چیز نہیں دیکھی جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ہے: ''اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی کے لیے زنا میں اس کا حصہ لکھ دیا ہے۔ جسے وہ ضرور کرے گا، آنکھوں کا زنا (اجنبی عورت کو شہوت سے) دیکھنا ہے، زبان کا زنا باتیں کرنا ہے (اجنبی عورت سے شہوت کے ساتھ) اور نفس کا زنا خواہش کرنا ہے اور شرم گاہ ان کو سچا یا جھوٹا کرتی ہے۔''

یہ روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ بھی مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: ''آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا باتیں کرنا، ہاتھ کا گناہ پکڑنا ہے اور ٹانگوں کا زنا چل کر جانا ہے۔''

(٧٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْخِرَقِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنِ الْعَلاءِ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ ، وَاللِّسَانُ يَزْنِي ، وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ ، وَالرِّجْلانِ تَزْنِيَانِ ، يُحَقِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ أَوْ يُكَذِّبُهُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں، زبان بھی زنا کرتی ہے، ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں، ٹانگیں بھی زنا کرتی ہیں شرمگاہ ان کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔''

(٧٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَنْبَأَنَا

---

(٧٤) أخرجه البخاري: ٦٢٤٣ ، ومسلم: ٢٦٥٧

(٧٥) هذا حديث صحيح ...... أخرجه الامام احمد فى المسند: ٨٥٣٩

(٧٦) صحيح الا مسح الظهر ...... أخرجه الترمذي: ٣٠٧٥ ، وابوداود: ٤٧٠٣

أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، أَخْبَرَهُ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ الْجُهَنِيِّ......

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنْ هَذِهِ الآيَةِ: ﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ۔﴾ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ عَنْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ، ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِيَمِينِهِ، فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً، فَقَالَ: خَلَقْتُ هَؤُلاءِ لِلْجَنَّةِ، وَبِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُونَ، ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ، فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً، فَقَالَ: خَلَقْتُ هَؤُلاءِ لِلنَّارِ، وَبِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُونَ۔)) فَقَالَ رَجُلٌ: فَفِيمَ الْعَمَلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ إِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيُدْخِلَهُ بِهِ الْجَنَّةَ حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ، اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ، فَيُدْخِلَهُ بِهِ النَّارَ۔))

مسلم بن یسار جہنی کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی: ﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ﴾ .... ''اور جب آپ کے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور انہیں خود اپنے اوپر گواہ بنا کر پوچھا: کیا میں تمہارا پروردگار نہیں؟ وہ کہنے لگے: کیوں نہیں؟ ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ قیامت کے دن یہ نہ کہنے لگے کہ ہم تو اس بات سے بالکل بے خبر تھے۔'' تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو میں نے آپ کو سنا، آپ فرما رہے تھے: اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا، پھر ان کی پشت پر اپنا دائیاں ہاتھ پھیر کر ان کی اولاد نکالی اور فرمایا: میں نے ان کو جنت کے لیے پیدا کیا ہے اور یہ جنتیوں والے ہی کام کریں گے۔ اور پھر دوبارہ ان کی پشتوں پر ہاتھ پھیرا اور ان سے اولاد نکالی اور فرمایا: میں نے ان کو جہنم کے لیے پیدا کیا ہے اور یہ جہنمیوں والے کام کریں گے۔ ایک آدمی کہنے لگا: یا رسول اللہ! تو پھر عمل کی کیا ضرورت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب بندے کو جنت کے لیے پیدا کرتا ہے تو اسے جنتیوں والے کاموں پر لگا دیتا ہے حتی کہ ان کاموں میں سے اسے کسی کام پر موت آجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ جب کسی آدمی کو جہنم کے لیے پیدا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنمیوں والے کام پر لگا دیتا ہے

حتی کہ جہنم کے کاموں میں سے ہی کسی کام پر اسے موت آجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کر دیتا ہے۔''

شرح: ((الـذرية۔)) اس کی جمع (ذراری) ہے چیونٹیوں کو کہا جاتا ہے۔ یہاں لفظ (ذرية) اس لیے بولا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت سے تمام مخلوق کو یوں نکالا جیسے چیونٹیاں ہوں اور انہیں خود ان پر گواہ بنایا۔ یہ بھی کہا گیا کہ یہ (ذرأ) سے مشتق ہے۔ جس کا معنی پیدا کرنا یعنی (ذرأ الله الخلق) اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا۔

(۷۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ يَعْقُوبُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ يُعْرَفُ بِالصَّيْرَفِيِّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمَخْلَدِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ الْبَلْخِيُّ، أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَكَمِ الشَّطَوِيُّ، أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: أَدْرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِنَازَةَ صَبِيٍّ مِنْ صِبْيَانِ الْأَنْصَارِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: طُوبَى لَهُ، عُصْفُورٌ مِنْ عَصَافِيرِ الْجَنَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَمَا يُدْرِيكِ؟ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْجَنَّةَ، وَخَلَقَ لَهَا أَهْلًا، وَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ، وَخَلَقَ النَّارَ، وَخَلَقَ لَهَا أَهْلًا، وَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری بچے کا جنازہ پڑھا تو میں نے کہا: اسے مبارک ہو یا تو جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تجھے کیا خبر ہے؟ بے شک اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا اور اس کے لیے کچھ لوگوں کو بھی پیدا کیا جبکہ وہ اپنے آباء کی پشت میں تھے، اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا کیا اور اس کے لیے کچھ لوگوں کو بھی پیدا کیا جبکہ وہ اپنے آباء کی پشت میں تھے۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تقدیر پر ایمان لانا فرض اور لازم ہے اور تقدیر پر ایمان یہ ہے کہ انسان کا عقیدہ ہو کہ انسانوں کے اچھے برے سب اعمال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ ان کے پیدائش سے پہلے ہی لوح محفوظ میں لکھ دیا گیا تھا کہ یہ بندہ یہ کام کرے گا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾ .... ''اللہ ہی نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا۔'' مزید فرمایا: ﴿قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ .... ''اے نبی کہہ دیجیے! اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔'' اور فرمایا: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ .... ''ہم نے ہر چیز کو ایک اندازے سے پیدا کیا۔'' ایمان، کفر، اطاعت و نافرمانی سب ہی اللہ کے فیصلے اور تقدیر، ارادے اور مشیت کے مطابق ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ ایمان اور اطاعت کو پسند کرتا ہے اور ان پر ثواب کا وعدہ ہے، جبکہ وہ کفر اور نافرمانی کو پسند نہیں کرتا اور ان پر عذاب کا وعدہ ہے۔

(۷۷) أخرجه مسلم: ۲۶۶۲

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ﴾ .... ''اللہ تعالیٰ ظالموں کو بھٹکا دیتا ہے اور وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے۔'' (سورۂ ابراہیم: ۲۷)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ﴾ .... ''اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ نہ لڑتے، مگر اللہ تعالیٰ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۵۳)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ﴾ .... ''جسے اللہ ذلیل کر دے اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا، بے شک اللہ تعالیٰ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے۔'' (سورۂ حج: ۱۸)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا﴾ .... ''اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کے سینے کو بہت تنگ کر دیتا ہے۔'' (سورۂ انعام: ۱۲۵)

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حرج ان گھنی جھاڑیوں کو کہا جاتا ہے جن تک چرنے والے جانور نہیں پہنچ سکتے۔ اس لیے اسے حرج کہا جاتا ہے۔ نیز ہر تنگ چیز کو حرج کہا جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾ .... ''اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔'' (سورۂ بقرہ: ۷) یعنی وہ سمجھتے نہیں، خیر کی بات ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوتی۔ ''ختم'' کا معنی ہوتا ہے کسی چیز کو ڈھانپ دینا اور اسے مضبوطی سے بند کر دینا کہ کوئی چیز اندر داخل نہ ہو سکے۔ ایک اور آیت میں بھی اسی سے ملتا جلتا بیان ہے: ﴿جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا﴾ .... ''ہم تیرے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے ایک پوشیدہ حجاب ڈال دیتے ہیں۔'' (سورۂ اسراء: ۴۵) ارشاد باری ہے: ﴿وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ﴾ .... ''وہ اپنے بندوں کی ناشکری سے خوش نہیں ہوتا۔'' (سورۂ زمر: ۷)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بندہ جو بھی کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جسے اللہ تعالیٰ اس وقت پیدا کرتا ہے جب بندہ کر رہا ہوتا ہے۔ اور تقدیر اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے، جس پر اللہ تعالیٰ نے نہ تو کسی فرشتے کو مطلع کیا ہے اور نہ کسی رسول اور نبی ہی کو نیز عقل کو سامنے رکھ کر تقدیر میں بحث اور غور وخوض کرنا جائز نہیں بلکہ ہمیں یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے اور انہیں دو گروہوں میں تقسیم کر دیا: ایک اہل یمین ہیں جنہیں اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نعمتوں میں رہنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ اور دوسرے اہل شمال ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دے گا۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے جہنم کے لیے پیدا کیا ہے اور یہ عین عدل اور انصاف ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ﴾ .... ''ہم نے بہت سے جن اور انسان جہنم کے لیے پیدا کیے ہیں۔'' ارشاد باری ہے: ﴿اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِنَ الْكِتٰبِ﴾ .... ''ان لوگوں کا جو نصیب کتاب میں لکھا ہے وہ ان کو مل جائے گا۔''

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: کتاب سے مراد وہ خیر وشر اور خوش بختی اور بد بختی ہے جو ان کی تقدیر میں لکھی گئی ہے۔
ارشار باری ہے: ﴿مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِيْنَ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ﴾ .... ''تم کسی ایک کو بھی نہیں بہکا سکتے سوائے اس کے جو جہنمی ہے۔'' یعنی جس کی تقدیر میں اللہ نے لکھ دیا کہ یہ جہنمی ہیں۔ مجاہد کہتے ہیں کہ فاتنین کے معنی مضلین ہیں۔

﴿كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ﴾ .... ''اللہ نے جس طرح تمہیں شروع میں پیدا کیا تھا اسی طرح تم دوبارہ پیدا کیے جاؤ گے۔ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے اور بعض پر گمراہی ثابت ہو چکی ہے۔'' سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ تم ایسے ہی ہو گے جیسے تمہارے متعلق لکھا جا چکا ہے۔

﴿اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا﴾ .... ''ہم نے اسے راہ دکھا دی اب چاہے تو وہ شکر گزار بنے اور چاہے تو ناشکرا بنے۔''

﴿وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ﴾ .... ''ہم نے اسے دونوں راہیں دکھا دی۔'' عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو کوئی بھی اس کی نافرمانی نہ کرے، تو وہ ابلیس کو پیدا نہ کرتا۔ یہ قول مرفوع بھی مروی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ﴾ .... ''اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت نصیب فرما دیتے لیکن میری یہ بات بالکل حق ہو چکی ہے کہ میں ضرور ضرور جہنم کو انسانوں اور جنوں سے بھر دوں گا۔''

ہم اللہ تعالیٰ سے اچھے کام کرنے کی توفیق مانگتے ہیں اور اس کے فضل کے ساتھ برے انجام سے پناہ مانگتے ہیں۔
طاؤس یمانی کہتے ہیں: تقدیر میں بحث نہ کرو کیونکہ جو تقدیر میں بحث کرتے ہیں وہ جاہل ہیں۔ امام سفیان ثوری کہتے ہیں کہ ایک شخص بت پوجتا ہے حالانکہ وہ خوش بخت ہے۔ یعنی اس کی تقدیر میں لکھا کہ وہ بعد میں ایمان لے آئے گا اور اعمال صالحہ کرنے کی وجہ سے جنتی ہو جائے گا۔

(14)......بَابُ الْاُمُوْرِ بِمَشِيْئَةِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى

تمام کام اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوتے ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ﴾ .... ''تب بھی یہ لوگ ہرگز ایمان نہ لاتے ہاں اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو اور بات ہے۔'' (سورۂ انعام: ۱۱۱)

اور اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا: ﴿وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ﴾ .... ''اور تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔'' (سورۂ دہر: ۳۰)

ایک مقام پر یوں بھی فرمایا: ﴿وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ...﴾ .... ''ہرگز ہرگز کسی کام پر یوں نہ کہنا کہ میں اسے کل کروں گا مگر ساتھ ہی ان شاء اللہ کہنا۔'' (سورۂ کہف: ۲۳، ۲۴)

سلف سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص ان شاء اللہ کہنا بھول جائے تو توبہ کرتے ہوئے پڑھے: ﴿عَسٰۤى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا﴾ .... ''مجھے پوری امید ہے کہ میرا رب مجھے اس سے بھی زیادہ ہدایت کے قریب کی بات کی رہنمائی کرے گا۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْ لَا تُسَبِّحُوْنَ﴾ .... ''میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم اللہ کی پاکیزگی کیوں نہیں بیان کرتے۔'' (سورۂ قلم: ۲۸)

یہاں ''تسبحون'' کے معنی ''یستثنون'' کے ہیں جیسا کہ شروع آیت میں اس کی وضاحت ہے۔ اور یہاں استثناء یعنی ان شاء اللہ کو تسبیح اس لیے کہا گیا ہے کہ تسبیح اللہ کی تعظیم اور پاکیزگی ہوتی ہے۔ اور ان شاء اللہ کے کہنے میں بھی اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہوتی ہے اور اس بات کا اقرار ہوتا ہے کہ اگر اللہ کوئی کام کرنا نہ چاہے تو کوئی نہیں کرسکتا۔

(۷۸)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَالَ سُلَيْمَانُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى تِسْعِينَ امْرَأَةً، كُلُّهُنَّ تَأْتِي بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: قُلْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، فَطَافَ عَلَيْهِنَّ جَمِيعًا، فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ، جَائَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ، وَايْمُ الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوْ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُونَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سلیمان علیہ السلام نے کہا: آج رات میں اپنی نوے بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ان میں سے ہر ایک بیوی ایک شہسوار جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا، ان کے ساتھی نے کہا: ان شاء اللہ کہیے، لیکن انہوں نے نہ کہا، چنانچہ انہوں نے سب سے ہمبستری کی مگر صرف ایک حاملہ ہوئی اس نے بھی ناقص بچہ جنا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اگر وہ ان شاء اللہ کہہ لیتے تو سب کے سب بچے اللہ کی راہ میں گھوڑوں پر بیٹھ کر جہاد کرتے۔''

شرح: طاؤس نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں نقل کیا ہے: ((لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ بِمِائَةِ امْرَأَةٍ، تَلِدُ

(۷۸) أخرجه البخاري: ۳٤۲٤، ومسلم: ١٦٥٤

كُلُّ امْرَأَةٍ غُلامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ، فَقَالَ لَهُ المَلَكُ: قُلْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ، فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ۔)) ......

''آج رات میں ضرور ضرور سو بیویوں کے پاس جاؤں گا، ان میں ہر ایک بچہ جنم دے گی اور وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرے گا۔ فرشتے نے ان سے کہا: ان شاء اللہ کہیے، مگر وہ نہ کہہ سکے اور بھول گئے۔'' (صحیح بخاری: ٥٢٤٢، ٦٧٢٠)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا ان سے کلام کیا اور ان پر توراۃ نازل کی تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے اللہ! تو عظیم ہے اگر تو چاہے کہ تیری اطاعت کی جائے تو ممکن ہے اور اگر تو چاہے کہ تیری نافرمانی نہ کی جائے تو یہ بھی ممکن ہے اور تو چاہتا بھی ہے کہ تیری اطاعت کی جائے مگر اس کے باوجود تیری نافرمانی کی جاتی ہے، ایسا کیوں ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں جو کچھ بھی کروں کوئی بھی مجھ سے پوچھ نہیں سکتا مگر لوگوں سے پوچھا جا سکتا ہے، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام خاموش ہو گئے۔ (الدر المنثور: تفسیر سورة الانبیاء، الاسماء والصفات للامام البیهقی: ٥/ ٦٢٢)

(15)...... بَابُ الْأَعْمَالِ بِالْخَوَاتِيمِ

اعمال کا دارومدار خاتمے پر ہے

(٧٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا أَبُو غَسَّانَ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ......

عَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ فِيمَا يَرَى النَّاسُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّهُ لَيَعْمَلُ فِيمَا يَرَى النَّاسُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ۔))

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ بظاہر جنتیوں کے کام کرتا ہے حالانکہ وہ جہنمی ہوتا ہے، (اسی طرح دوسرا) بندہ بظاہر جہنمیوں کے کام کرتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے، بلاشبہ عملوں کا اعتبار خاتمے پر ہے۔''

شرح سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں۔ ان کی کنیت ابوالعباس ہے۔ آپ ۸۸ھ کو فوت ہوئے۔

(16)......بَابُ وَعِيدِ الْقَدَرِيَّةِ

قدریہ کے لیے وعید

(٨٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ الْقَرِينَيْنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُسْلِمٍ غَالِبُ بْنُ

(٧٩) أخرجه البخاري: ٤٢٠٢، ٤٢٠٧، ومسلم: ١١٢

(٨٠) أخرجه مسلم: ٢٦٥٦

عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَعْشَرٍ يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الْجَلِيلِ بْنِ يَعْقُوبَ، أَخْبَرَنَا أَبُو يَزِيدَ حَاتِمُ بْنُ مَحْبُوبٍ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيدِ الْعَدَنِيُّ، أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ، عَنْ زِيَادِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ السَّهْمِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ الْمَخْزُومِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَائَتْ مُشْرِكُو قُرَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَاصِمُونَهُ فِي الْقَدَرِ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: ﴿إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلالٍ وَسُعُرٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکین قریش نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور تقدیر میں بحث کرنے لگے تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلالٍ وَّسُعُرٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ .... ''بے شک گناہ گار گمراہی اور عذاب میں ہیں، جس دن وہ اپنے منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا: دوزخ کی آگ کا مزہ چکھو، بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک مقرر اندازے پر پیدا کیا ہے۔''

شرح ﴿فِي ضَلالٍ وَسُعُرٍ﴾ ﴿سُعُر﴾ کا معنی ایسا کام جو انسان کو غافل کر دے۔ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ﴿سُعُر﴾ جنون کے معنی میں ہے جیسا کہ عرب لوگ اس اونٹنی کو ناقة مسعورة کہتے ہیں جسے جنون ہو، یہ بھی کہا گیا ہے کہ ﴿سُعُر﴾ سعیر کی جمع ہے۔

(٨١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ يُوسُفَ الْجُوَيْنِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ شَرِيكٍ الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ أَبُو بَكْرٍ الْجُورَبَذِيُّ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى، أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ......

عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قُعُودٌ، إِذْ جَائَهُ إِنْسَانٌ، فَقَالَ: إِنَّ فُلانًا يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلامَ، لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ حَدَثًا، فَإِنْ كَانَ كَذَلِكَ، فَلا تَقْرَأْ عَلَيْهِ مِنِّي السَّلامَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((يَكُونُ فِي

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: شام کا رہنے والا فلاں آدمی آپ کو سلام کہتا ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس نے بدعت ایجاد کی ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو اسے میرا سلام نہ کہنا، کیونکہ میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: ''میری امت میں مسخ (شکلوں کا بدلنا) اور خسف (زمین میں دھنسنا) ہوگا

(٨١) ضعيف ...... أخرجه الامام احمد فى المسند: ٦٢٠٨

أُمَّتِــي مَسْـخٌ وَخَسْفٌ، وَهُــوَ فِـي الـزَّنْدَقَةِ وَالْقَدَرِيَّةِ)) اور یہ زنادقہ اور قدریہ میں ہوگا۔''

شرح: ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((الْقَدَرِيَّةُ مَجُوسُ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِنْ مَـرِضُـوا فَلَا تَـعُودُوهُمْ، وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ۔)) ......''قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اور اگر وہ مرجائیں تو ان کے جنازے میں نہ جاؤ۔'' (حسن، ابوداود: ٤٦٩١)

طاؤس رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ابلیس سے ملے تو ابلیس کہنے لگا: تجھے معلوم نہیں کہ تجھے وہی نقصان پہنچے گا جو تیری تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے، عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، ابلیس کہنے لگا: پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر چھلانگ لگا اور پھر دیکھ تو بچتا ہے یا نہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میرا بندہ مجھے نہ آزمائے، میں وہی کرتا ہوں جو میں چاہتا ہوں۔

(17)......بَابُ أَطْفَالِ الْمُشْرِكِينَ
مشرکوں کے بچوں کا حکم

(٨٢)۔ أَخْبَـرَنَـا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَنْبَأَنَا أَبُو الطَّيِّبِ سَهْلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْـنِ سُلَيْـمَـانَ، أَنْبَـأَنَـا أَبُو عَمْرٍو إِسْمَاعِيلُ بْنُ نُجَيْدٍ السُّلَمِيُّ، أَنْبَأَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْبَصْرِيُّ، أَخْبَـرَنَـا أَبُـو عَـاصِـمٍ النَّبِيلُ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ، قَالَ: ((اَللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا فَاعِلِينَ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کے نابالغ بچوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''جو کچھ انہوں نے کرنا تھا اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے۔''

شرح: ایک اور سند سے بھی یہ روایت مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کے بچوں سے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''وہ جو بھی عمل کرنے والے تھے اللہ خوب جانتا ہے۔'' (صحیح بخاری: ١٣٨٤، صحیح مسلم: ٢٦٥٩)

(٨٣)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُـو عَـلِـيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ

(٨٢) أخرجه البخاري: ١٣٨٤، ومسلم: ٢٦٥٩

(٨٣) أخرجه البخاري: ١٣٨٥، ومسلم: ٢٦٥٨

مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ كَمَا تُنْتِجُونَ الْبَهِيمَةَ، هَلْ تَجِدُونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ حَتَّى تَكُونُوا أَنْتُمْ تَجْدَعُونَهَا۔)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَفَرَأَيْتَ مَنْ يَمُوتُ وَهُوَ صَغِيرٌ؟ قَالَ: ((اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی بنا لیتے ہیں جیسے تمہارے ہاں جانوروں کے بچے صحیح سلامت پیدا ہوتے ہیں، کیا تم نے کبھی ان کے جسم کا کوئی حصہ کٹا ہوا پایا ہے؟ حتی کہ تم خود ان کے اعضاء کاٹتے ہو۔'' صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! جو بچہ بچپن میں فوت ہو جائے (اس کا کیا حکم ہے؟) آپ نے فرمایا: ''وہ جو بھی عمل کرنے والے تھے اللہ خوب جانتا ہے۔'' ایک اور سند سے بھی یہ روایت مروی ہے۔

شرح: شیخ فرماتے ہیں: مشرکوں کے بچوں کے متعلق نہ جنت کا حکم لگایا جا سکتا ہے اور نہ جہنم ہی کا، بلکہ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے علم پر مبنی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتویٰ دیا ہے۔ نیز قیامت کے دن بندوں کی خوش بختی اور بدبختی بھی اللہ تعالیٰ کے علم پر ہی موقوف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مسلمانوں اور مشرکوں کے بچوں کا حکم وہی ہے جو ان کے والدین کا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: ((اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ۔)) سے یہی مراد ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت اس کی دلیل ہے، فرماتی ہیں: میں نے پوچھا: یارسول اللہ! مومنوں کی اولادوں کا کیا انجام ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: ''وہ اپنے آباء میں سے ہیں۔'' میں نے کہا: یارسول اللہ! عمل کے بغیر ہی؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کو خوب علم ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے۔'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مشرکوں کی اولادوں کا کیا انجام ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''وہ اپنے آباء میں سے ہیں۔'' میں نے کہا: عمل کے بغیر ہی؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کو بہتر علم ہے جو وہ عمل کرنے والے تھے۔''

معمر قتادہ سے اور وہ حسن رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ سلمان نے کہا: مشرکوں کے بچے جنتیوں کے خادم ہوں گے۔ حسن کہتے ہیں: تم تعجب کیوں کرتے ہو اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی عزت دی اور ان کے ذریعے سے جنتیوں کو بھی عزت دی۔

((من يولد على الفطرة۔)) جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے وہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ فطرت کا لغوی معنیٰ ''ابتدائی پیدائش'' ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ .... ''تعریف اللہ تعالیٰ کی جو

آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والا ہے۔'' یہاں (فاطر) کا معنی (مبتدیھا) ہے یعنی ''اوّلاً پیدا کرنے والا۔'' جس اونٹ کی داڑھ کا سرا نکلتا ہے تو عرب اس کے متعلق کہتے ہیں: فَطَرَ نَابُ الْبَعِیْر۔

حماد بن سلمہ کہتے ہیں: حدیث سے مراد وہ عہد ہے جو اللہ تعالیٰ نے باپوں کی پشتوں میں لیا تھا اور فرمایا تھا: ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى﴾ .... ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔''

ابوسلیمان خطابی کہتے ہیں: دنیاوی احکام میں فطری ایمان معتبر نہیں ہے بلکہ شرعی ایمان معتبر ہے جو ارادے اور فعل سے حاصل کیا جاتا ہے۔ دیکھیے آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ''اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی بنا دیتے ہیں۔'' اس میں فطری ایمان تو پایا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود آپ نے والدین کے کافر بنا دینے کا حکم لگایا ہے تو یہ دنیاوی احکام کے لحاظ سے ہے۔

شیخ فرماتے ہیں: فطرت سے مراد وہ عہد ہے جو اللہ تعالیٰ نے: ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى﴾ میں کہا ہے۔ چنانچہ ہر آدمی یہ اقرار کرتا ہے کہ اس کا کوئی صانع اور مدبر ہے۔ خواہ وہ غیر اللہ ہی کی عبادت کرتا ہو۔ یہ سمجھ کر یہ اسے اللہ تعالیٰ کے قریب کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾ .... ''اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔'' نیز مشرک کہتے ہیں: ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ .... ''ہم ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتے ہیں۔'' چنانچہ جو بچہ بھی دنیا میں پیدا ہوتا ہے اس کے اندر یہ اقرار پایا جاتا ہے اور یہی حقیقت ہے جس پر ساری دنیا کی پیدائش ہوئی ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے اپنے سارے بندوں کو توحید پر پیدا کیا ہے پھر شیطان نے ان کو ان کے دین سے بہکا دیا۔'' اس مذکورہ اقرار پر ثواب یا عذاب کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ دیکھیے ایک بچہ کافر والدین کے ہاں پیدا ہوتا ہے تو اس پر بھی کفر کا حکم لگایا جاتا ہے۔ پھر جب کوئی مسلمان اس کا مالک بن جاتا ہے تو اس پر اس کے مالک کے دین کا حکم لگایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض راویوں نے یہ روایت یوں بیان کی ہے: ''ہر بچہ پیدائش سے کلام کرنے تک فطرت اسلام پر ہوتا ہے۔ پھر اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی بنا دیتے ہیں۔'' یہاں فطرت سے مراد مسلمان کا وہ عہد ہے جسے انہوں نے ﴿بلی﴾ کہہ کر کیا تھا اور اس پر احکامات کی بنیاد نہیں ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی ایک توجیہ اور بھی ہے۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اس کی تفسیر نبی ﷺ کا فرمان ہے جب آپ سے بچوں سے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''انہوں نے جو کچھ بھی کرنا تھا اللہ تعالیٰ اس سے خوب واقف ہے۔'' آپ کی مراد یہ ہے کہ ہر انسانی بچہ خوش بختی یا بد بختی

کے لحاظ سے اس فطرت پر پیدا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ چنانچہ ہر بچہ انجام کے لحاظ سے ادھر ہی جائے گا جدھر کا اسے پیدا کیا گیا ہے۔ اور دنیا میں خوش بختی یا بدبختی کے وہی اعمال کرے گا جو اس کی فطرت سے ملتے جلتے ہوں گے۔ کسی بھی بچے کی بدبختی کی علامت ہے کہ اس کے والدین یہودی یا عیسائی ہوں، چنانچہ وہ اسے اپنے عقائد اپنانے پر ابھاریں گے پھر یا تو وہ ان کے مطابق پرورش پائے گا یا سنِ شعور سے پہلے ہی فوت ہو جائے گا۔ چنانچہ اس پر والدین والا حکم ہی لگایا جاتا ہے۔

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان: ﴿لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾ .... ''اللہ کی تخلیق کو کوئی بدل نہیں سکتا۔'' جس مفہوم پر دلالت کرتا ہے وہ یہ ہے کہ جنت یا جہنم جس مقصد کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: ''میں نے ان لوگوں کو جنت کے لیے پیدا کیا ہے چنانچہ یہ جنتیوں والے ہی عمل کریں گے، ان لوگوں کو میں نے جہنم کے لیے پیدا کیا ہے چنانچہ یہ جہنمیوں والے ہی عمل کریں گے۔'' امام خطابی فرماتے ہیں: اس کی تیسری توجیہ یہ ہے کہ ہر انسانی بچہ ابتدائی طور پر فطرت یعنی جبلت سلیمہ اور ایسا مزاج لے کر پیدا ہوتا ہے جو دین کو قبول کرنے کے لیے سازگار ہوتا ہے۔ اگر اسے اسی مزاج پر ہی رہنے دیا جائے تو وہ اسے لازم پکڑے رکھتا ہے اور اسے چھوڑ کر کسی اور کی طرف نہیں جاتا۔ کیونکہ اس دین کو ہر عقل پسند کرتی ہے۔ اور ہر مزاج آسان جانتا ہے۔ چنانچہ اس کو چھوڑ کر دوسری طرف صرف وہی شخص جاتا ہے جو تقلید وغیرہ کی آفت میں مبتلا ہو۔ اگر بچہ ایسی آفات سے محفوظ رہے گا تو وہ کسی دوسرے عقیدے کو ہرگز نہیں اپنائے گا پھر یہودیوں اور عیسائیوں کے بچوں کی مثال بیان کی ہے۔ وہ اپنے والدین کی پیروی کرتے ہوئے ان کے دین کی طرف مائل ہو جاتے ہیں تو فطرت سلیمہ سے اور سیدھی راہ سے بہک جاتے ہیں۔ اس ساری بحث میں کوئی ایسی دلیل موجود نہیں جس سے کافروں کے بچوں کے لیے ایمان کا حکم ثابت ہوتا ہو۔ اس میں تو صرف دین اسلام کی تعریف ہے اور اس بات کی خبر ہے کہ یہ دین عقلوں میں اتر جاتا ہے اور دلوں میں جاری ہو جاتا ہے۔ یہ ابوسلیمان کا قول ہے جو اس نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔

(٨٤)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الْعَبْسِيُّ الْقَصَّارُ، أَنْبَأَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ......

عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلا عَلَى الْمِلَّةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر پیدا ہونے والا بچہ ملت اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی یا مشرک بنا دیتے

(٨٤) أخرجه البخاري: ١٣٥٨، مسلم: ٢٦٥٨

يَنصِّرَانِهِ أَوْ يُشَرِّكَانِهِ)) فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ قَبْلَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ.))

ہیں۔'' ہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! جو بچہ اس سے پہلے فوت ہو جائے اس کے متعلق بتائیں؟ آپ نے فرمایا: ''انہوں نے جو کچھ کرنا تھا اللہ اس کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہے۔''

شرح: شیخ فرماتے ہیں: نبی ﷺ سے جب بچوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے بتایا: ''انہوں نے جو کچھ کرنا تھا اللہ اسے خوب جانتا ہے۔'' اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر اس بات کا علم ہے جو ہو چکی ہے اور جو ابھی ہوگی اور جو نہیں ہوئی اگر ہوتی تو کیسے ہوتی، کیونکہ آپ نے بتا دیا ہے کہ جو بچے بچپن میں فوت ہوئے اگر وہ زندہ رہتے اور جوان ہوتے تو کیا کچھ کرتے۔

(18)......بَابٌ

قَوْلِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى: ﴿وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ .... ''اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو الٹ پلٹ کر دیتے ہیں، جیسا کہ وہ پہلی بار اس کے ساتھ ایمان نہیں لائے۔'' (سورۂ انعام: ۱۱۰)

وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ.)) ......''بے شک اللہ تعالی بندے اور اس کے دل کے مابین حائل ہو جاتا ہے۔'' (سورۂ انفال: ۱۱۰)

شرح: کہا جاتا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کا مالک ہے جیسے چاہتا ہے اسے پھیر دیتا ہے۔

(٨٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ یوں قسم کھایا کرتے تھے: ''قسم ہے دلوں کو پھیرنے والے کی۔''

(٨٦)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ

(٨٥) أخرجه البخاري: ٦٦١٧، ٦٦٢٨

(٨٦) صحيح ...... أخرجه ابن ماجه: ٨٨ ولفظه: "مثل القلب مثل الريشة، تقلبها الرياح بفلاة"

هَارُونَ، أَنْبَأَنَا سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ غُنَيْمِ بْنِ قَيْسٍ......

عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَثَلُ الْقَلْبِ كَرِيشَةٍ بِأَرْضِ فَلاةٍ تُقَلِّبُهَا الرِّيَاحُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ.))

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دل کی مثال اس پر جیسی ہے جو صحرا میں پڑا ہو، ہوا اسے الٹ پلٹ کرتی رہتی ہے۔''

شرح: غنیم بن قیس کی کنیت ابو العنبر ہے۔ یہ بنو مازن قبیلے سے ہیں اور بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

(٨٧)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا الْحَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ: ((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ.)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، آمَنَّا بِكَ وَبِمَا جِئْتَ بِهِ، فَهَلْ تَخَافُ عَلَيْنَا؟ قَالَ: ((الْقُلُوبُ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللّٰهِ يُقَلِّبُهَا.))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت کردے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر اور آپ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لا چکے، کیا آپ کو ہمارے بارے میں کوئی خطرہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمام دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں، وہ انہیں الٹ پلٹ کرتا رہتا ہے۔''

(٨٨)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي رَافِعٍ الأَنْمَاطِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ الْقَفَّالُ، أَنْبَأَنَا أَبُو نُعَيْمٍ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْحَضْرَمِيُّ......

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيسَ الْخَوْلانِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلابِيَّ رضي الله عنه،

سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''ہر دل اللہ تعالیٰ کی

(٨٧) أخرجه الامام احمد فى المسند: ١٢١٠٨، وأخرجه مسلم من رواية عبد الله بن عمرو: ٢٦٥٤

(٨٨) اسناده صحيح على شرط الشيخين ......أخرجه ابن ماجه: ١٩٩، والامام احمد فى المسند: ١٧٦٣٠

يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا مِنْ قَلْبٍ إِلا وَهُوَ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، إِذَا شَاءَ أَنْ يُقِيمَهُ أَقَامَهُ، وَإِذَا شَاءَ أَنْ يُزِيغَهُ أَزَاغَهُ۔)) قَالَ: فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ، وَالْمِيزَانُ بِيَدِ الرَّحْمَنِ يَرْفَعُ أَقْوَامًا وَيَضَعُ آخَرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔))

دو انگلیوں کے درمیان ہے، جب اسے سیدھا کرنا چاہتا ہے تو اسے سیدھا کر دیتا ہے، جب اسے ٹیڑھا کرنا چاہتا ہے تو ٹیڑھا کر دیتا ہے۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت کر دے اور میزان اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، وہ قیامت تک کچھ لوگوں کو بلند کرتا رہے گا اور باقی لوگوں کو پست کرتا رہے گا۔''

عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے بھی اس روایت کو اپنی سند سے بیان کیا ہے۔ البتہ اس میں ((اصابع رب العالمین۔)) کی جگہ ((من اصابع الرحمن۔)) کے الفاظ ہیں۔

شرح: شیخ فرماتے ہیں: ان روایات میں وضاحت ہے کہ بندے کو اپنی خوش بختی یا بدبختی کا کوئی اختیار نہیں۔ بلکہ اگر وہ ہدایت یافتہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت دی ہے اور ایمان پر ثابت قدم رکھا ہے۔ اگر وہ گمراہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت سے پھیر دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ﴾ .... ''یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے تمھیں ایمان کی راہ دکھائی ہے۔'' اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ جنتی اللہ تعالیٰ کی یوں تعریف کریں گے: ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ﴾ .... ''اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا، اگر اللہ ہمیں نہ پہنچاتا تو ہماری کبھی بھی رسائی نہ ہوتی۔'' نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَيُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ .... ''ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے، دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔''

(٨٩)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ،

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! جب ہم آپ کے پاس

(٨٩) أخرجه مسلم من رواية حنظلة الاسيدى: ٢٧٥٠

إِنَّـا إِذَا كُنَّا عِنْدَكَ رَأَيْنَا مِنْ أَنْفُسِنَا مَا نُحِبُّ، فَـإِذَا رَجَـعْنَا إِلَى أَهْلِينَا، فَخَالَطْنَاهُمْ أَنْكَرْنَا أَنْـفُسَـنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْ تَدُومُونَ عَلَى مَا تَكُونُونَ عِنْدِي، وَفِي الْـخَـلَاءِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُظِلَّكُمْ بِأَجْنِحَتِهَا عِيَانًا۔))

ہوتے ہیں تو اپنے اندر بڑی پیاری کیفیت پاتے ہیں لیکن جب ہم گھر لوٹ جاتے ہیں تو گھر والوں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو ہمارے مزاج بدل جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم ہمیشہ اس حالت میں رہو جس میں تم میرے پاس ہوتے ہو، تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں حتی کی ظاہراً وہ تم پر اپنے پروں سے سایہ کریں۔''

شرح: اس روایت کو امام مسلم نے بھی سیدنا حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے۔ جس میں رسول اللہ ﷺ تین مرتبہ فرمایا: ''مگر اے حنظلہ! یہ تو وقت وقت کی بات ہے۔''

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابن رواحہ رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ تھام کر کہا کرتے تھے: آؤ کچھ دیر کے لیے ہم ایمان تازہ کر لیں کیونکہ دل ابلتی ہوئی ہنڈیاں سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ الٹ پلٹ ہوتا ہے۔ شیخ فرماتے ہیں: حدیث میں مذکور انگلی اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ اس طرح کی اور بھی کئی صفات کتاب وسنت میں بیان ہوئیں ہیں۔ جیسے نفس، چہرہ، آنکھ، ہاتھ، ٹانگ، آنا، آسمان دنیا پر اترنا، عرش پر مستوی ہونا، ہنسنا، خوش ہونا وغیرہ ان صفات کا تذکرہ مندرجہ ذیل آیات میں موجود ہے۔

﴿وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي﴾ .... ''اور میں نے تجھ کو اپنے لیے خاص کر لیا۔'' (سورۂ طٰہٰ: ۴۱)

﴿وَلِتُصْنَعَ عَلَى عَيْنِي﴾ .... ''تاکہ تیری پرورش میری آنکھوں کے سامنے کی جائے۔'' (سورۂ طٰہٰ: ۳۹)

﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ .... ''اللہ کے چہرے کے علاوہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔'' (سورۂ قصص: ۸۸)

﴿وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ .... ''اور تیرے رب کا چہرہ باقی رہ جائے گا جو عظمت اور احسان والا ہے۔'' (سورۂ رحمٰن: ۲۷)

﴿بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ﴾ .... ''بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں۔'' (سورۂ مائدہ: ۶۴)

﴿يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾ .... ''اے ابلیس! تجھے اسے سجدہ کرنے سے کس نے روکا جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا۔'' (سورۂ ص: ۷۵)

﴿وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ﴾ .... ''قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے۔'' (سورۂ زمر: ٦٧)

﴿هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ﴾ .... ''کیا لوگوں کو اس بات کا انتظار ہے کہ ان

کے پاس خود اللہ تعالیٰ ابر کے سائبانوں میں آ جائے۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۱۰)

﴿وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا﴾ .... ''اور تیرا رب خود آ جائے گا اور فرشتے صفیں باندھ کر آ جائیں گے۔'' (سورۂ فجر: ۲۲)

﴿الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى﴾ .... ''رحمٰن عرش پر مستوی ہے۔'' (سورۂ طہٰ: ۵)

﴿ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ الرَّحْمَنُ﴾ .... ''پھر عرش پر جلوہ فرما ہوا، وہ رحمٰن ہے۔'' (سورۂ فرقان: ۵۹)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ((يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ۔)) ......''جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو ہمارا رب ہر رات آسمان دنیا پہ اترتا ہے۔'' (صحیح بخاری: ۱۱۴۵، صحیح مسلم: ۷۵۸) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ يُلْقَى فِيهَا، وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ، حَتَّى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيهَا قَدَمَهُ۔)) ......''جہنمی جہنم میں گرائے جاتے رہیں گے اور وہ کہتی رہے گی: کیا اور بھی ہے؟ حتی کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھیں گے۔''

(صحیح بخاری: ٤٨٤٨، صحیح مسلم: ٢٨٤٨)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ٹانگ کا ذکر ہے، اس روایت میں ہے جس میں اس شخص کا ذکر ہے جو سب سے آخر میں جہنم سے نکلے گا، اللہ تعالیٰ اس پر ہنسے گا پھر اسے جنت میں جانے کی اجازت دے دے گا، حدیث مبارکہ کے الفاظ یہ ہیں: ((فَيَضْحَكُ اللّٰهُ مِنْهُ، ثُمَّ يَأْذَنُ لَهُ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ۔)) (صحیح بخاری، صحیح مسلم) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہنستے ہوئے ان کے سامنے آئے گا۔ (صحیح مسلم: ۱۹۱) سیدنا انس وغیرہ کی روایت میں ہے: ((اللّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدٍ مِنْ أَحَدِكُمْ يَسْقُطُ عَلَى بَعِيرِهِ وَقَدْ أَضَلَّهُ فِي أَرْضِ فَلَاةٍ)) ...... انسانوں کے توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہارے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جسے اس کا اونٹ مل جائے جو کہ صحرا میں گم ہو چکا تھا۔'' (صحیح بخاری: ٦٣٠٩، صحیح مسلم: ٢٧٤٤، ٥٩٢)

یہ اور اس طرح کی جتنی بھی اللہ تعالیٰ کی صفات قرآن وسنت میں مذکور ہیں ان پر ایمان لانا اور انہیں ظاہری معنی پر محمول کرنا واجب ہے۔ ان کی تاویل سے اعراض کیا جائے اور تشبیہ سے اجتناب کیا جائے، نیز یہ عقیدہ رکھا جائے کہ جس طرح کسی بھی مخلوق کی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات جیسی نہیں اسی طرح کسی مخلوق کی صفات بھی اللہ تعالیٰ کی صفات جیسی نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ۔﴾ .... ''اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے''

سلف صالحین اور علماء اہل سنت کا یہی طریقہ کار تھا۔ انہوں نے تمام صفات کو قبول کیا اور ان پر ایمان لائے اور ان میں تمثیل وتاویل سے اجتناب کیا اور ان کے متعلق علم کو اللہ عزوجل کے سپرد کر دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ راسخ فی العلم لوگوں

کے متعلق خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ﴿وَالرّٰسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا﴾ .... ''اور پختہ علم والے یہی کہتے ہیں کہ ہم تو ان پر ایمان لا چکے یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں۔''

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جو بھی اپنی صفت بیان کی ہے ان کی تفسیر یہی ہے کہ اسے پڑھ کر اس پر خاموشی اختیار کی جائے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے علاوہ کسی کو بھی اس کی تفسیر کرنے کا اختیار نہیں۔ ایک شخص نے مالک بن انس رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی: ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ .... ''رحمٰن عرش پر مستوی ہوا'' کہ اللہ تعالیٰ عرش پر کیسے جلوہ افروز ہے؟ تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: استواء تو معلوم ہے لیکن اس کی کیفیت سمجھ میں نہیں آتی، اس پر ایمان لانا واجب اور اس کی کیفیت پوچھنا بدعت ہے، میں سمجھتا ہوں کہ تو گمراہ آدمی ہے۔ چنانچہ اسے مجلس سے نکالنے کا حکم دے دیا۔

ولید بن مسلم کہتے ہیں: میں نے امام اوزاعی، سفیان ثوری اور مالک بن انس رحمہم اللہ سے اللہ کی صفات اور رؤیت والی احادیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: جس طرح احادیث میں کیفیت کا ذکر نہیں اسی طرح تم مان لو۔

امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: وضاحت کرنا اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے، پہنچانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری ہے اور ماننا ہماری ذمہ داری ہے۔ بعض سلف کا قول ہے کہ اسلام کا قدم صرف تسلیم کے پل پر ہی ٹکتا ہے۔ ابوالعالیہ ﴿ثم استوى على العرش﴾ کی تفسیر میں کہتے ہیں: وہ بلند ہوگیا اور آسمانوں کے وجود کو برابر کیا۔

(19)......بَابُ الرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ

جہمیہ کا رد

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ .... ''اللہ کے چہرے کے علاوہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔'' یہاں اللہ تعالیٰ نے خود کو ''شَيْء'' کہا ہے۔ (سورۂ قصص: ۸۸)

ایک اور جگہ فرمایا: ﴿قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ﴾ .... ''آپ کہیے کہ گواہی دینے کے لیے سب سے بڑی چیز کون سی ہے؟ آپ کہیے: میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے۔'' (سورۂ انعام: ۱۹)

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو شے قرار دیا ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے پوچھا: ''کیا تجھے قرآن میں سے ''شَيْء'' یعنی کچھ یاد ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ (صحیح بخاری: ۷٤۱۷)

(۹۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الشُّرَيْحِيُّ الْخَوَارِزْمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الثَّعْلَبِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَامِدٍ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حَرْبٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، أَنْبَأَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ......

(۹۰) أخرجه مسلم: ۱۷۹

عَنْ أَبِی مُوسَی، قَالَ: قَامَ فِینَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ کَلِمَاتٍ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لا یَنَامُ، وَلا یَنْبَغِی لَهُ أَنْ یَنَامَ، وَلٰكِنَّهُ یَخْفِضُ الْقِسْطَ وَیَرْفَعُهُ، یُرْفَعُ إِلَیْهِ عَمَلُ اللَّیْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ، وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّیْلِ، حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ کَشَفَهَا لأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَی إِلَیْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ۔))

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے ہوئے اور پانچ باتیں کیں، آپ نے فرمایا: ''اللہ جل جلالہ سوتا نہیں اور نہ سونا اس کے لائق ہی ہے، وہ ترازو کو جھکاتا اور اونچا کرتا ہے، دن کے اعمال سے پہلے پہلے رات کے اعمال اس کی طرف اٹھائے جاتے ہیں، اس کا پردہ نور ہے اگر وہ اس پردے کو ہٹا دے تو اس کے چہرے کی شعاعیں وہاں تک مخلوق کو جلا دیں جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی ہے۔''

وَرَوَاهُ الْمَسْعُوْدِیُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، وَقَالَ: ((یُرْفَعُ اِلَیْهِ عَمَلُ اللَّیْلِ بِالنَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ بِاللَّیْلِ)) وَقَالَ: ((حِجَابُهُ النَّارُ)) وَزَادَ: ثُمَّ قَرَاءَ اَبُوْ عُبَیْدَةَ: ﴿بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾

اس روایت کو مسعودی نے بھی عمرو بن مُرَّہ سے روایت کیا ہے اور فرمایا: ''رات کا عمل دن کو اور دن کا عمل رات کو اس کی طرف اٹھایا جاتا ہے۔'' اور فرمایا: ''اس کا پردہ آگ ہے۔'' اور یہ الفاظ بھی زائد ہیں کہ پھر ابوعبیدہ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔﴾ .... ''وہ بابرکت ہے جو اس آگ میں ہے اور جو اس کے آس پاس ہے اور اللہ تعالیٰ پاک ہے جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔''

شرح عمرو بن مرہ کی کنیت ابوعبداللہ الجملی ہے۔ یہ کوفہ کے رہنے والے اور قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے تھے اور نابینا تھے۔

ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام عامر تھا، بعض کہتے ہیں ان کا کوئی نام نہیں تھا۔

((یخفض القسط ویرفعه))۔ القسط سے مراد میزان ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ﴾ اس آیت میں بھی اس سے مراد میزان ہے اور اس کا معنی عدل ہے۔ میزان کو ''قسط'' اس لیے کہا گیا ہے کہ دوران تقسیم میزان کے ذریعے ہی سے عدل کیا جاتا ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میزان میں بندوں کے اعمال کو اونچا نیچا کرتا ہے جو اس کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اور ان کے رزق کو گھٹاتا بڑھاتا ہے جو اللہ کے پاس سے اترتے ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾ .... ''ہم ہر چیز کو اس کے مقرر اندازہ سے اتارتے ہیں۔'' دراصل

آپ ﷺ نے یہ ایک مثال بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے اور ان میں اپنے حکم کو جاری کرتا ہے، کسی قوم کو بلند کر دیتا ہے تو کسی قوم کو پست کر دیتا ہے۔ وہی جھکانے والا، اٹھانے والا، فیصلہ کرنے والا اور انصاف کرنے والا ہے، تبارک اللہ رب العالمین۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ "القسط" سے مراد رزق ہے جو کہ ہر مخلوق کا حصہ ہے، کبھی اسے اللہ تعالیٰ تنگ کر دیتا ہے اور کبھی اسے بلند کر کے وسیع کر دیتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رزق پر قادر اور تقسیم کرنے والا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَ يَقْدِرُ﴾ .... ''اللہ تعالیٰ جس کی روزی چاہتا ہے بڑھاتا اور گھٹاتا ہے۔''

((سبحات وجهه۔)) سے مراد چہرے کا نور یا عظمت ہے، سبحان اللہ بھی اسی سے مشتق ہے جس کا معنی اللہ کی تعظیم اور عیوب سے پاکیزگی ہے۔ اسی طرح جب بندہ (سبحانك) کہتا ہے تو مراد یہ ہوتا ہے کہ اے اللہ! تجھے ہر عیب سے پاک سمجھتا ہوں۔

امام خطابی کہتے ہیں: مذکورہ کلام کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اپنے جلال اور عظمت پر صرف اسی قدر مطلع کیا ہے جس قدر ان کے دلوں میں ہمت ہے اور جس قدر ان میں قوت برداشت ہے، اگر انہیں اپنی عظمت کی پوری گہرائی پر مطلع کر دیتا تو ان کے دل پھٹ جاتے اور جانیں نکل جاتیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ اگر اپنا نور زمین اور پہاڑوں پر مسلط کر دیتا تو وہ جل کر راکھ ہو جاتے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں ہے ﴿فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا﴾ .... ''ان کے رب نے جب پہاڑ پر تجلی فرمائی تو تجلی نے اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔''

(٩١)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَنْبَأَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْحَسَنِ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَنْبَأَنَا خَالُ وَالِدِي أَبُو عَوَانَةَ يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَافِظُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الأَزْهَرِ أَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ، أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، أَخْبَرَنَا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ، يُحَدِّثُ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُتْبَةَ......

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، نُهِكَتِ الأَنْفُسُ، وَجَاعَ الْعِيَالُ، وَهَلَكَتِ الأَمْوَالُ، فَاسْتَسْقِ لَنَا رَبَّكَ، فَإِنَّا نَسْتَشْفِعُ

جبیر بن محمد بن جبیر بن مطعم اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! جاندار تباہ ہو گئے، بچے بھوکے ہو گئے اور مال ہلاک ہو گیا، چنانچہ ہمارے لیے اپنے رب سے بارش طلب کیجیے، ہم آپ کو اللہ کے پاس

(٩١) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٤٧٢٦

بِـالـلّٰـهِ عَلَيْكَ ، وَبِكَ عَلَى اللّٰهِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ ، سُبْـحَـانَ اللّٰهِ۔)) فَمَا زَالَ يُسَبِّحُ حَتَّى عُرِفَ ذَلِكَ فِي وُجُوهِ أَصْحَابِهِ ، ثُمَّ قَالَ: ((وَيْحَكَ أَتَدْرِي مَا اللّٰهُ ، إِنَّ شَأْنَهُ أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ ، إِنَّهُ لا يُسْتَشْـفَعُ بِهِ عَلَى أَحَدٍ ، إِنَّهُ لَفَوْقَ سَمٰوَاتِهِ عَـلَـى عَـرْشِـهِ ، وَإِنَّهُ عَلَيْهِ لَهٰكَذَا۔)) وَأَشَارَ وَهْـبٌ بِيَـدِهِ ، مِثْلَ الْـقُبَّةِ عَلَيْـهِ وَأَشَـارَ أَبُو الأَزْهَـرِ أَيْـضًـا إِنَّـــهُ لَيَـئِطُّ بِـهِ أَطِيطَ الرَّحْلِ بِالرَّاكِبِ۔

اور اللہ کو آپ کے پاس سفارشی بناتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "سبحان اللّٰه سبحان اللّٰه" آپ بار بار یہی کلمہ دہراتے رہے حتی کہ آپ کے صحابہ کے چہروں پر پریشانی کے اثرات دکھائی دینے لگے، پھر آپ نے فرمایا: ''تجھ پر افسوس ہو، تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کون ہے؟ اس کا مقام تو اس سے کہیں بلند ہے، اللہ تعالیٰ کو کسی کے ہاں سفارشی نہیں بنایا جاتا، وہ تو آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر ہے اور عرش آسمانوں کے اوپر اس طرح ہے۔'' وہیب نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کر کے بتایا کہ جس طرح قبہ ہوتا ہے، اسی طرح ابوازہر نے بھی اشارہ کر کے بتایا، اور وہ عرش اللہ تعالیٰ کی وجہ سے یوں چیختا ہے جیسے سوار کے نیچے سے پالان چیختا ہے۔

شرح اس روایت کو امام ابوداود رحمہ اللہ نے بھی بیان کیا ہے جبکہ اس میں الفاظ یوں ہیں: ((ان عرشه على سمٰواته لهكذا)) ''اللہ کا عرش آسمانوں پر اس طرح ہے۔''

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابوازہر کی روایت میں جو الفاظ ہیں: ((انه عليه لهكذا)) ان کا مفہوم بھی وہی ہے۔

ابوسلیمان خطابی اس حدیث کے متعلق ذکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی کیفیت بیان کرنا منفی عمل ہے۔ یہاں جو قبے کا ذکر کیا گیا ہے یہ صرف بات سمجھانے کے لیے ہے۔ اس سے مقصود صرف اتنا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کو اس انداز سے ثابت کیا جائے کہ سائل کو بات سمجھ آجائے۔ اسی طرح آپ نے جو فرمایا ہے: ((اتدری ما اللّٰه؟)) ''کیا تجھے معلوم ہے کہ اللہ کون ہے؟'' اس سے مراد یہ ہے کہ کیا تجھے اللہ کے جلال اور عظمت کا علم ہے؟

((انه ليئط به۔)) کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اللہ کے جلال اور عظمت کی بنا پر عاجز ہو کر چیخنے لگتا ہے، کیونکہ پالان بھی اسی وقت چیختا ہے جب اس کے اوپر سوار قوی ہو اور وہ اسے اٹھانے سے عاجز ہو۔ اس مثال میں لفظ ''من'' اللہ کی عظمت وجلال اور عرش کی بلندی کے مفہوم کو واضح کر رہا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ایسی بلند شان اور جلیل القدر ہستی کو ایسے شخص کے پاس سفارشی نہیں بنایا جا سکتا جو اس سے کم مرتبہ ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ اس بات سے بہت بلند وبالا ہے کہ اسے کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دی جائے یا کسی مخلوق کی شکل کے ساتھ اس کی کیفیت بیان کی جائے۔ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾

شیخ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان جیسی صفات میں واجب یہی ہے کہ جس طرح حدیث میں آیا ہے اسی طرح مان

لیا جائے اور اپنی عقل کے ساتھ کوئی تصرف نہ کیا جائے۔

مزید فرماتے ہیں کہ بندے پر اس عقیدے کو اپنانا لازم ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ عظیم ہے اور عظمت والا ہے، کبیر ہے اور کبریائی والا ہے، عزیز ہے اور عزت والا ہے، زندہ ہے اور باقی رہنے والا ہے، عالم ہے علم والا ہے، کلام کرنے والا ہے، قوت والا ہے، قدرت والا ہے، سننے والا ہے اور دیکھنے والا ہے۔ یہ ساری صفات قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ .... ''اپنے عظمت والے رب کے نام کی تسبیح کر۔'' (سورۂ واقعہ:۷۴)

﴿وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ﴾ .... ''اور بیشک اللہ تعالیٰ علو والا اور بڑا ہے۔'' (سورۂ حج:۶۲)

﴿وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ .... ''اور آسمانوں اور زمین میں اسی کے لیے کبریائی ہے۔'' (سورۂ جاثیہ:۳۷)

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا﴾ .... ''جو کوئی عزت چاہتا ہے، پس ساری کی ساری عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔'' (سورۂ فاطر:۱۰) حدیث قدسی میں بھی ہے: ((وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَكِبْرِيَائِي وَعَظَمَتِي لَأُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ .)) ......''اور میری عزت کی قسم، میرے جلال کی قسم، میری کبریائی کی قسم اور میری عظمت کی قسم! جس نے بھی لا الہ الا اللہ کہا، میں اس کو ضرور ضرور جہنم سے نکال لوں گا۔''

﴿هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾ .... ''وہ زندہ ہے، نہیں ہے کوئی معبودِ برحق ہے، مگر وہی۔'' (سورۂ غافر:۶۵)

﴿وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ﴾ .... ''اور چہرے اس ذات کے لیے جھک گئے جو زندہ اور قائم رہنے والی ہے۔'' (سورۂ طہٰ:۱۱۱)

﴿وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ﴾ .... ''اور تیرے ربّ کا چہرہ باقی رہے گا۔'' (سورۂ رحمٰن:۲۷)

﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلا وَجْهَهُ﴾ .... ''ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے، ماسوائے اس کے چہرے کے۔'' (سورۂ قصص:۸۸)

﴿عَالِمِ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ﴾ .... ''وہ غیب کو جاننے والا ہے، اس سے ذرے کے برابر کوئی چیز بھی مخفی نہیں رہتی۔'' (سورۂ سبا:۳)

﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾ .... ''اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔'' (سورۂ نساء:۱۷)

﴿أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ﴾ .... ''اس نے اس کو اپنے علم کے ساتھ اتارا۔'' (سورۂ نساء:۱۶۶)

﴿وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَى وَلَا تَضَعُ إِلا بِعِلْمِهِ﴾ .... ''اور مادہ حمل اٹھاتی اور اس کو جنم نہیں دیتی، مگر اس کے علم کے ساتھ۔'' (سورۂ فاطر:۱۱)

﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ﴾ .... ''اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے، مگر جو وہ خود چاہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۵۵)

﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسَى تَكْلِيمًا﴾ .... ''اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَامُ) سے کلام کیا۔'' (سورۂ نساء: ۱۶۴)

﴿يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللّٰهِ﴾ .... ''وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو بدل دیں۔'' (سورۂ فتح: ۱۵)

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ﴾ .... ''بیشک اللہ تعالیٰ قوی اور غالب ہے۔'' (سورۂ حج: ۴۰)

﴿ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾ .... ''وہ قوت والا ہے، مضبوط ہے۔'' (سورۂ ذاریات: ۵۸)

﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ﴾.... ''کہہ دیجئے کہ وہ قدرت والا ہے۔'' (سورۂ انعام: ۶۵)

﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ .... ''بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۰)

﴿عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ﴾ .... ''اس بادشاہ کے پاس، جو اقتدار والا ہے۔'' (سورۂ قمر: ۵۵)

﴿وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾ .... ''اور اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔'' سورۂ نساء: ۱۳۴)

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا﴾ .... ''اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کی بات سن لی جو آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑ رہی تھی۔'' (سورۂ مجادلہ: ۱)

﴿إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَى﴾ .... ''بیشک میں تم دونوں کے ساتھ ہوں، میں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔'' (سورۂ طہٰ: ۴۶)

اسی طرح حدیث میں بھی ہے: ((حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ كَشَفَهَا لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ۔)) ......''اللہ کا پردہ نور ہے، اگر وہ اس کو ہٹا دے تو اس کے چہرے کی تجلیات ان سب چیزوں کو جلا دیں گی، جہاں تک اس کی مخلوق میں سے اس کی نگاہ پہنچتی ہے۔'' (صحیح مسلم: ۲۶۳)

(یعنی ساری مخلوقات جل جائیں گے، کیونکہ کوئی خلقت اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے اوجھل نہیں ہے۔)

یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء وصفات قدیم اور پرانے ہیں۔ اس کے لیے کوئی نیا نام یا نئی صفت جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ تب بھی خالق تھا جب کوئی مخلوق نہ تھی، اس وقت بھی رب تھا جب کوئی موجود نہ تھا، اس وقت بھی مالک تھا جب کوئی مملوک نہ تھا۔ اسی طرح دنیا اگر چہ ختم نہیں ہوئی مگر وہ سب سے آخر اور سب کا وارث ہے، یوم البعث کے آنے سے پہلے ہی ''باعث'' اور قیامت کے آنے سے پہلے ہی ''مالک یوم الدین'' ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کے نام بندوں کے ناموں سے مشابہ نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے افعال اس کے ناموں سے مشتق ہیں اور بندوں کے افعال ان کے ناموں سے مشتق ہیں چنانچہ ارشاد نبوی ہے: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں رحمٰن ہوں، میں نے ہی رحم (رشتہ داری) کو پیدا کیا ہے اور اس کا نام اپنے نام سے نکالا ہے۔'' چنانچہ واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے افعال اس کے ناموں سے نکلے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے کسی فعل کو حادث مان کر اس کے لیے کوئی نیا نام ایجاد کرنا جائز نہیں،

بلکہ اللہ تعالیٰ کی سب صفات ازلی ہیں، اللہ تعالیٰ ازل سے ہے اور ازل سے ہی ان صفات سے موصوف ہے جو اس نے اپنی بیان کی ہیں، صفتیں بیان کرنے والے اللہ تعالیٰ کی عظمت کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتے، وہ اول، آخر، ظاہر، باطن ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے۔

(20)......بَابُ الرَّدِّ عَلٰی مَنْ قَالَ بِخَلْقِ الْقُرْآنِ

ان لوگوں کا رد جو خلق قرآن کے قائل ہیں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿هَذَا كِتَابُنَا يَنطِقُ عَلَيْكُم بِالْحَقِّ﴾ .... ''یہ ہماری کتاب ہے جو تمھارے بارے میں سچ سچ بول رہی ہے۔'' (سورۂ جاثیہ:۲۹)

قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام اور وحی ہے، اس کی طرف سے منزل اور اس کی صفت ہے۔ نہ خالق ہے نہ مخلوق ہے، نہ محدث ہے نہ حادث ہے، صحیفوں میں لکھا گیا ہے، دلوں میں محفوظ ہے، زبانوں سے پڑھا جاتا ہے اور کانوں سے سنا جاتا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ .... ''ہم نے ہی ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔'' (سورۂ حجر:۹)

﴿وَالطُّورِ. وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ. فِي رَقٍّ مَّنشُورٍ﴾ .... ''قسم ہے طور پہاڑ کی اور کتاب کی جو کھلے اوراق میں لکھی گئی ہے۔'' (سورۂ طور:۱،۲،۳)

﴿بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ. فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ﴾ .... ''بلکہ وہ تو قرآن مجید ہے جو لوح محفوظ میں درج ہے۔'' (سورۂ بروج:۲۱،۲۲)

﴿بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ﴾ .... ''بلکہ یہ قرآن تو روشن آیتیں ہیں جو اہل علم کے سینے میں محفوظ ہیں۔'' (سورۂ عنکبوت:۴۹)

﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ﴾ .... ''اس قرآن کو جبرئیل نے آپ کے دل پر اتارا ہے۔'' (سورۂ شعراء:۱۹۳،۱۹۴)

﴿وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْآنَ﴾ .... ''مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں فرمانبردار ہو جاؤں اور میں قرآن کی تلاوت کرتا رہوں۔'' (سورۂ نمل:۹۱،۹۲)

﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ .... ''تمھارے گھروں میں اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور رسول کی جو حدیثیں پڑھی جاتی ہیں انہیں یاد رکھو۔'' (سورۂ احزاب:۳۴)

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ﴾ .... ''یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا ہے، پس کیا کوئی سوچنے والا ہے۔'' (سورۂ قمر:۱۷)

ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ قرآن کو بندوں کی زبان پر آسان نہ کرتا تو کوئی آدمی بھی اللہ تعالیٰ کے کلام کے ساتھ کلام کرنے کی طاقت نہ رکھتا۔

﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ﴾ .... ''اگر کوئی مشرک آپ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے دو یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سن لے۔'' (سورۂ توبہ:۶)

﴿وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْءَانَ﴾ .... ''اور جب ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو آپ کی طرف متوجہ کیا وہ قرآن سن رہے تھے۔'' (سورۂ احقاف:۲۹)

﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْءَانًا عَجَبًا۔ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ﴾ .... ''ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو سیدھی راہ دکھاتا ہے، چنانچہ ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں۔'' (سورۂ جن:۱،۲))

﴿مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ مُحْدَثٍ۔﴾ .... ''ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جو بھی نئی نصیحت آتی ہے وہ اسے کھیل کود میں ہی سنتے ہیں۔'' (سورۂ انبیاء:۲) اس آیت میں حدث سے پیدائشی حدث مراد نہیں بلکہ حکمی حدث یعنی نیا حکم مراد ہے۔ جیسا کہ قرآن میں اور جگہ ارشاد ہے: ﴿لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا۔﴾ .... ''شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کر دے۔'' (سورۂ طلاق:۱) اسی طرح عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ، وَإِنَّ مِمَّا أَحْدَثَ أَنْ لَا تَكَلَّمُوا فِي الصَّلَاةِ۔)) ......''اللہ تعالیٰ جو بھی چاہتا ہے نیا حکم لے آتا ہے۔ چنانچہ انہی میں سے ایک نیا حکم یہ ہے کہ تم نماز میں کلام نہ کرو۔'' (حسن صحيح، ابوداود: ۹۲٤، ذكر البخاری معلقا فی کتاب التوحید)

نیز ﴿ما یأتیهم من ذکر من ربهم محدث﴾ (سورۂ انبیاء:۲) میں قرآن کا محدث ہونا مراد نہیں بلکہ ان کے سامنے قرآن کی تلاوت کرنا، انہیں قرآن سکھلانا اور قرآن کا ذکر کرنا محدث یعنی نیا ہے۔ تاہم جو چیز پڑھی جاری ہے یا سیکھی جارہی ہے یا ذکر کی جارہی ہے وہ نئی نہیں ہے بعینہ جس طرح کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو آدمی کا ذکر کرنا اگرچہ نیا ہے لیکن اللہ تو قدیم ہے محدث نہیں ہے۔

فائدہ: اس بات کو مزید یوں سمجھیں کہ آج ہم قرآن حمید کی تلاوت کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ قرآن ابھی نازل ہورہا ہے۔ قرآن تو نازل ہو چکا تاہم ہمارا تلاوت کرنا البتہ نیا ہے قرآن نیا نہیں ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ﴿قُرْءَانًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ﴾ کی تفسیر میں مروی ہے کہ ﴿غَيْرَ ذِي عِوَجٍ﴾ سے مراد غیر مخلوق ہے یعنی قرآن مخلوق نہیں۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ''خلق'' اور ''امر'' کو ایک دوسرے سے جدا کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾ .... ''یادرکھو خالق اور حاکم ہونا اللہ ہی کے لیے خاص ہے۔''

﴿الرَّحْمَنُ۔ عَلَّمَ الْقُرْءَانَ۔ خَلَقَ الإِنْسَانَ۔﴾ .... ''رحمٰن نے قرآن سکھایا اور انسان کو پیدا کیا۔'' (سورۃ رحمٰن: ۱،۲،۳) یہاں اللہ تعالیٰ نے قرآن اور انسان دونوں کے لیے لفظ مخلوق اکٹھا استعمال نہیں کیا بلکہ انسان کے لیے تو لفظ مخلوق ہی استعمال کیا ہے جبکہ قرآن کے لیے لفظِ تعلیم استعمال کیا ہے۔ اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي﴾ .... ''میرے پروردگار کی باتوں کو لکھنے کے لیے اگر سمندر سیاہی بن جائیں تو وہ بھی میرے رب کی باتوں کے ختم ہونے سے پہلے ختم ہو جائیں گے۔'' (سورۂ کہف: ۱۰۹)

(۹۲)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلا مِنْ أَسْلَمَ، قَالَ مَا نِمْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مِنْ أَيِّ شَيْءٍ؟)) قَالَ: لَدَغَتْنِي عَقْرَبٌ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَا إِنَّكَ لَوْ قُلْتَ حِينَ أَمْسَيْتَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ يَضُرَّكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو اسلم خاندان کے ایک آدمی نے کہا: آج رات میں سویا نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کیوں نہیں سوئے؟'' اس نے کہا: مجھے بچھو نے ڈس لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم شام کے وقت ((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) ''میں اللہ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔'' پڑھ لیتے تو وہ بچھو تمہیں نقصان نہ دیتا۔''

شرح: یہ اور اس جیسی دیگر احادیث جن میں کلمات اللہ کے ذریعے سے پناہ طلب کی گئی ہے اس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام مخلوق نہیں ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے جس طرح اللہ تعالیٰ کے ذریعے پناہ طلب کی ہے اسی طرح ان کلمات کے ذریعے سے بھی پناہ طلب کی ہے۔ اگر یہ کلمات مخلوق ہوتے تو رسول اللہ ﷺ مخلوق کے ذریعے پناہ طلب نہ کرتے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے: ﴿أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ﴾ (المومنون: ۹۷)، ﴿أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾، ﴿أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾

اسی طرح آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی صفات کے ذریعے سے بھی پناہ طلب کی ہے جیسا کہ بیمار کو دم کرنے والی دعا ہے: ((أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ۔)) کہ ''میں ہر اس بیماری کے شر سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عزت

(۹۲) أخرجه مسلم: ۲۷۰۹

کی پناہ میں آتا ہوں جو بیماری میں پاتا ہوں۔'' نبی کریم ﷺ مخلوق سے مخلوق کی پناہ طلب نہیں کیا کرتے تھے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے متعلق مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ آپ کے اس فرمان: ((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ التَّامَّاتِ)) ''میں اللہ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں۔'' سے قرآن کے غیر مخلوق ہونے کی دلیل لیا کرتے تھے، کیونکہ ہر مخلوق میں نقص موجود ہے (اور کلمات میں نقص نہیں ہے تو وہ مخلوق نہیں ہیں اور قرآن بھی اللہ تعالیٰ کے کلمات ہیں چنانچہ یہ بھی مخلوق نہیں ہیں۔)

یہ بھی کہا گیا ہے کہ مذکورہ روایت میں کلمات سے مراد قرآن ہی ہے۔عکرمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کا جنازہ پڑھا تو لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: (اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ اغْفِرْ لَهٗ۔) ''اے اللہ! قرآنِ عظیم کے رب اس شخص کو بخش دے۔'' تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ایسی بات نہ کر کیونکہ قرآن کی ابتدا بھی اللہ ہی کی طرف سے ہوئی اور انتہاء بھی اسی کے پاس ہوگی۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے: امت مسلمہ کے سلف صالحین اور علمائے سنت کا یہی عقیدہ تھا کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام اور وحی ہے، نہ خالق ہے نہ مخلوق ہے۔قرآن مجید کو مخلوق کہنا بدعت اور گمراہی ہے۔صحابۂ کرام اور تابعین عظام کے زمانے میں کسی نے بھی ایسی بات نہیں کی، سب سے پہلے قرآن کو مخلوق کہہ کر جماعت کی مخالفت کرنے والا شخص جعد بن درہم ہے جسے خالد بن عبداللہ قسری نے اسی بنا پر قتل کروادیا تھا، واسط شہر میں عید الاضحیٰ کا خطبہ دیتے ہوئے اس نے کہا: اے لوگو! جاؤ اور جا کر قربانیاں ذبح کرو اللہ تمہاری قربانیاں قبول فرمائے میں تو جعد بن درہم کو ذبح کروں گا کیونکہ یہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل نہیں بنایا اور نہ اس نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام ہی کیا، جعد کی ان باتوں سے اللہ تعالیٰ بہت ہی بلند و بالا اور پاک ہے، پھر منبر سے اتر کر اسے ذبح کر دیا۔

فرقہ جہمیہ کے بانی جہم بن صفوان نے یہ عقیدہ خلق قرآن جعد بن درہم ہی سے لیا، اس عقیدے کے بارے میں آئمہ سلف کے اقوال:

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ستر سال سے میں اپنے بزرگوں سے یہی سن رہا ہوں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور مخلوق نہیں ہے۔

جعفر صادق سے قرآن کے متعلق کسی نے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں اس کے متعلق وہی کہتا ہوں جو میرے باپ دادا کہا کرتے تھے کہ نہ تو یہ قرآن خالق ہے اور نہ مخلوق بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

یحییٰ بن خلف مقری کہتے ہیں کہ میں مالک بن انس رحمہ اللہ کے پاس تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: جو شخص قرآن کو مخلوق کہتا ہے اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: میرے نزدیک وہ کافر ہے اسے قتل کر دینا چاہیے۔

عبداللہ بن مبارک، لیث بن سعد، سفیان بن عیینہ، ہشیم، علی بن عاصم، حفص بن غیاث اور وکیع بن جراح رحمہم اللہ سب سے یہی بات منقول ہے۔

عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: جہمیہ تو قرآن کو مخلوق کہتے ہیں، تو وہ فرماتے تھے: جہمیہ اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے، قرآن کے کلام اللہ ہونے اور اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنے کی نفی کرنا چاہتے ہیں، میری رائے یہ ہے کہ ان سے توبہ کروائی جائے، اگر توبہ کرلیں تو ٹھیک ہے ورنہ انہیں قتل دینا چاہیے۔

محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ربیع سے سنا وہ فرماتے تھے: جب امام شافعی رحمہ اللہ کی حفص جہمی سے گفتگو ہوئی تو اس نے کہا: قرآن مخلوق ہے، امام شافعی رحمہ اللہ نے اس سے کہا: تو نے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: صرف اللہ تعالیٰ کی یا اس کے اسماء وصفات کی قسم کھانا ہی جائز ہے ورنہ مخلوقات میں سے کسی کی بھی قسم کھانا جائز نہیں۔ اللہ کی قسم سے مراد مثلاً یوں کہنا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس ذات کی قسم جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اللہ کے ناموں کی قسم مثلاً یوں کہنا: وَاللّٰهِ وَالرَّحْمٰنِ وَالْخَالِقِ وغیرہ۔ اللہ کی صفات کی قسم مثلاً یوں کہنا: وَعِزَّةِ اللّٰهِ، وَجَلَالِ اللّٰهِ، وَكَلَامِ اللّٰهِ وغیرہ۔

ربیع رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص اللہ کی یا اس کے نام کی قسم کھائے اور توڑ دے تو اس پر کفارہ ہے۔ جو شخص یوں کہے: (وَحَقِّ اللّٰهِ، وَعَظْمَةِ اللّٰهِ، وَجَلَالِ اللّٰهِ، وَقُدْرَةِ اللّٰهِ۔) خواہ وہ قسم کی نیت کرے یا نہ کرے قسم واقع ہوجائے گی اور جو شخص اللہ کے علاوہ کسی کی قسم کھائے مثلاً یوں کہے: کعبہ کی قسم، باپ کی قسم، وغیرہ اور پھر اپنی قسم توڑ دے تو اس کا کفارہ نہیں البتہ گنہگار ہوگا کیونکہ یہ چیزیں مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات مخلوق نہیں ہیں۔

(21)......بَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنے کا بیان

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ. يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ﴾ .... ''تمھارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے، جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ انہیں سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے جو رضائے الٰہی کے درپے ہیں۔'' (سورۂ مائدہ:۱۵، ۱۶)

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ .... ''سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقوں میں نہ بٹو۔'' (سورۂ آل عمران:۱۰۳)

اللہ کی رسی سے مراد اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد ہے۔ ابوعبیدہ کہتے ہیں: اعتصام بحبل اللہ سے مراد قرآن کی اتباع کرنا اور فرقہ پرستی کو چھوڑنا ہے۔

﴿وَاتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ .... ''اس بہترین چیز کی پیروی کرو جو تمھاری طرف

تمھارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔'' (سورۂ زمر:۵۵)

اس سے مراد بھی قرآن کی اتباع ہے جیسا کہ دوسری جگہ بھی ﴿نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ﴾ سے مراد قرآن ہے۔

﴿کِتَابٌ اَنۡزَلۡنَاهُ اِلَیۡكَ مُبَارَكٌ لِّیَدَّبَّرُوۡا آیَاتِهٖ﴾ .... ''ہم نے آپ کی طرف بابرکت کتاب نازل کی ہے تاکہ وہ اس کی آیات میں غور وفکر کریں۔'' (سورۂ ص:۲۹)

حسن کہتے ہیں: آیات میں غور وفکر سے مراد اتباع کرنا اور عمل کرنا ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ ﴿یَتۡلُوۡنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس پر کما حقہ عمل پیرا ہوتے ہیں۔

﴿هٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ﴾ .... ''قرآن ایسا بیان ہے جو کفایت کرنے والا ہے۔'' (سورۂ ابراہیم:۵۲)

کیونکہ ''بلاغت'' ایسے بیان کو کہتے ہیں جو کافی ہو جائے اور مزید وضاحت کی ضرورت باقی نہ رہے۔

﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡآنَ﴾ .... ''وہ غور وفکر نہیں کرتے کہ عبرت حاصل کریں۔'' (سورۂ نساء:۸۲)

''تدبر الامر'' کا لفظ اس وقت بولا جاتا ہے جب انسان اس کام کے انجام پر غور وفکر کرتا ہے۔

﴿اَفَلَمۡ یَدَّبَّرُوا الۡقَوۡلَ﴾ .... ''کیا انہوں نے قرآن کے خطاب کو نہیں سمجھا۔'' (سورۂ مومنون:۶۸)

﴿وَ كَذٰلِكَ اَنۡزَلۡنَاهُ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا .... اَوۡ یُحۡدِثُ لَهُمۡ ذِكۡرًا﴾ .... ''اور اسی طرح ہم نے اس کو قرآنِ عربی نازل کیا ہے، اس میں طرح طرح سے ڈر کا بیان سنایا ہے تاکہ لوگ پرہیزگار بن جائیں یا ان کے دل میں سوچ سمجھ پیدا کرے۔'' (سورۂ طہ:۱۱۳)

﴿وَمَنۡ یَّعۡشُ عَنۡ ذِكۡرِ الرَّحۡمٰنِ نُقَیِّضۡ لَهٗ شَیۡطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیۡنٌ﴾ .... ''جو شخص قرآن کی نصیحتوں اور حکمتوں سے اعراض کر کے گمراہوں کے اقوال کو اپنا لیتا ہے تو ہم شیطان کو اس کے پیچھے لگا دیتے ہیں جو اسے گمراہ کر دیتا ہے اور ساتھی کی طرح ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔'' (سورۂ زخرف:۳۶)

﴿وَلَا تَجۡعَلُوۡا دُعَاءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَكُمۡ كَدُعَاءِ بَعۡضِكُمۡ بَعۡضًا﴾ .... (سورۂ نور:۶۳) ''مجاہد کہتے ہیں: اس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ کو نرمی اور عاجزی سے بلائیں۔ ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمھیں کوئی حکم دینے کے لیے یا کسی بات سے روکنے کے لیے بلائیں تو یوں نہ سمجھو جیسے تم ایک دوسرے کی آواز کو سمجھتے ہو کہ جی چاہا تو جواب دے دیا نہ چاہا تو نہ دیا۔ امام مالک رحمہ اللہ سے ایک شخص نے مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے۔ وہ شخص کہنے لگا: آپ کی رائے کیا ہے؟ تو امام مالک رحمہ اللہ نے اس کے جواب میں اس آیت کی تلاوت کی ﴿فَلۡیَحۡذَرِ الَّذِیۡنَ یُخَالِفُوۡنَ عَنۡ اَمۡرِهٖۤ اَنۡ تُصِیۡبَهُمۡ فِتۡنَةٌ اَوۡ یُصِیۡبَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ﴾ .... ''جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ انہیں کوئی آفت نہ پہنچے یا انھیں کوئی دکھ کی مار نہ پڑے۔'' (سورۂ نور:۶۳)

﴿قُلْ اِنَّنِیْ هَدَانِیْ رَبِّیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا﴾ .... ''کہہ دیجیے کہ مجھے میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے کہ وہ ایک مستحکم دین ہے۔'' (سورۂ انعام:۱۶۱)

﴿وَعَلَی اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِیْلِ﴾ .... ''اور اللہ تعالیٰ کی طرف درمیانی راہ پہنچنے والی ہے۔'' (نحل:۹) آیت کا مفہوم یہ ہے کہ سیدھی راہ کو واضح کرنا اور واضح دلائل کے ذریعے اس کی طرف بلانا اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔

﴿مِنْهَا جَآئِرٌ﴾ .... (سورۂ نحل:۹) اس سے مراد غیر واضح اور ٹیڑھا راستہ ہے۔

﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ .... ''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔'' (سورۂ نساء:۸۰)

﴿وَاِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا﴾ .... ''اور اگر تم اس رسول کی پیروی کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔'' (سورۂ نور:۵۴)

﴿وَمَا آتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾ .... ''رسول جو چیز تمھیں دے وہ لے لو۔'' (سورۂ حشر:۷)

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ﴾ .... ''جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ کر دے تو کسی مؤمن مرد یا عورت کو اس میں کوئی اختیار باقی نہیں رہ جاتا۔'' (سورۂ احزاب:۳۶)

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ .... ''تمھارے لیے رسول اللہ میں بہترین نمونہ ہے۔'' (سورۂ احزاب:۲۱) وہ تمھارے قائد ہیں۔ کیونکہ یہ لفظ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب کوئی کسی کی پیروی اور اقتدا کرتا ہے۔ تعزیت کو تأسیہ بھی کہا جاتا ہے۔ گویا تعزیت کرنے والا یوں کہہ رہا ہوتا ہے کہ یہ غم فلاں کو بھی پہنچا تھا اس نے صبر کیا تھا چنانچہ تو بھی اس کی پیروی کر۔

(۹۳)۔ أخبرنا عبد الواحد بن أحمد المليجي، أَخْبَرَنَا أحمد بن عبد الله النعيمي، أَخْبَرَنَا محمد بن يوسف، حَدَّثَنَا محمد بن إسماعيل، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادَةَ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ، حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ......

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ، حَدَّثَنَا أَوْ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ، فَقَالُوا: إِنَّ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ آپ سو رہے تھے۔ بعض کہنے لگے: آپ سو رہے ہیں۔ بعض نے کہا: آنکھیں تو واقعی سو رہی ہیں لیکن دل جاگ رہا ہے۔ تمھارے اس ساتھی کی ایک مثال ہے۔ وہ مثال بیان کرو، تو انہوں نے کہا: اس کی

(۹۳) أخرجه البخاري: ۷۲۸۱

لِصَاحِبِكُمْ هَذَا مَثَلًا ، فَاضْرِبُوا لَهُ مَثَلًا ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ ، فَقَالُوا: مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا وَجَعَلَ فِيهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا ، فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ ، وَمَنْ لَمْ يُجِبْ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلْ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ ، فَقَالُوا: أَوِّلُوهَا لَهُ يَفْقَهْهَا ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ ، فَقَالُوا: فَالدَّارُ الْجَنَّةُ ، وَالدَّاعِي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ، فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ، فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ ، وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ ، وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ۔

مثال اس شخص جیسی ہے جس نے مکان بنایا اور اس میں ایک دعوت کی اور ایک بلانے والا آدمی بھیجا، جس نے داعی کی بات مان لی وہ گھر میں بھی داخل ہوا اور دعوت بھی کھا لی، لیکن جس نے داعی کی بات نہ مانی، نہ گھر میں داخل ہوا اور نہ اس نے دعوت ہی کھائی، فرشتوں نے کہا: اس کا مطلب بیان کرو، تاکہ آپ سمجھ جائیں، بعض فرشتوں نے کہا آپ سو رہے ہیں۔ بعض نے کہا کہ آنکھ سو رہی ہے اور دل جاگ رہا ہے۔ پھر کہا: گھر سے مراد جنت ہے، داعی محمد ﷺ ہیں۔ جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، چنانچہ محمد ﷺ لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔

(٩٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو كُرَيْبٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ بُرَيْدٍ ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ......

عَنْ أَبِي مُوسَى ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا ، فَقَالَ: يَا قَوْمِ ، إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ ، وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ ، فَالنَّجَاءَ ، فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ ، فَأَدْلَجُوا ، فَانْطَلَقُوا عَلَى مَهْلِهِمْ ، فَنَجَوْا ،

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''میری اور اس چیز کی مثال جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے ایسی ہے جیسے کوئی آدمی کسی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے لوگو! میں نے اپنی آنکھوں سے لشکر دیکھا ہے اور میں کھلا ڈرانے والا ہوں، چنانچہ تم بچ جاؤ۔ لوگوں کی ایک جماعت نے تو اس کی بات مان لی اور منہ اندھیرے

(٩٤) أخرجه البخاري: ٧٢٨٣، ومسلم:٢٢٨٣

وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ، فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ، فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ، فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي، فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ، وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي، وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ۔))

آرام سے چلے گے چنانچہ وہ بچ گئے، جبکہ دوسری جماعت نے اسے جھٹلا دیا اور صبح تک اپنی جگہ ہی ٹھہرے رہے، چنانچہ ان پر صبح صبح ہی لشکر نے حملہ کر دیا اور ان کو تباہ و برباد کر دیا، یہ اس کی مثال ہے جس نے میری بات مان لی، اور جو کچھ میں لایا ہوں اس کی پیروی کی، اور اس کی مثال جس نے میری نافرمانی کی، اور جو حق میں لایا اس کو جھٹلا دیا۔''

شرح (نذیر) ڈرانے والے کو کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ ﴿لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ میں اس کا معنی یہی ہے۔ کبھی کبھی یہ ڈرانے کے معنی میں بھی آتا ہے کہ مصدری معنی دیتا ہے جیسا کہ ﴿فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرٌ﴾ میں اس کا معنی مصدری ہے۔ یعنی یہ (انذاری) کے معنی میں ہے۔ (انا النذير العريان)) سے مراد جاسوس ہے جو دشمن کے انتظار میں رہتا ہے۔ یونہی دشمن کو دیکھتا ہے تو اپنے کپڑے اتار کر ہلاتا ہے اور لوگوں کو ڈراتا ہے۔ یا پھر کپڑے اتار کر دوڑ جاتا ہے اور لوگوں کو اطلاع کرتا ہے۔ لفظ ''عریان'' اس لیے بولا جاتا ہے کہ اس سے مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔

((فادلجوا)) دال کو مخفف پڑھیں تو معنی ہوگا ''شروع رات کو چلنا'' اگر مشدد پڑھیں تو معنی ہوگا ''رات کے آخری حصہ میں چلنا۔''

((اجتاحهم)) کا معنی ہے: ان کو تباہ کر دیا۔ ''جائحہ'' اس بیماری کو کہتے ہیں جو پھلوں کو برباد کرتی ہے۔

(٩٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّاوُدِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّمَّارُ بِبَغْدَادَ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ ثَابِتٍ الصَّيْدَلَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عُبَيْدُ بْنُ شَرِيكٍ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ الْحَكَمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ......

أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا، قَالَ: جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أُخْبِرُوا بِهَا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا، فَقَالُوا: أَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ؟ فَقَالَ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین آدمی ازواج مطہرات کے پاس آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق پوچھا، جب انہیں بتایا گیا تو گویا انہوں نے اسے کم سمجھا، چنانچہ وہ کہنے لگے: ہمارا آپ سے کیا مقابلہ؟ آپ کی تو اگلی پچھلی لغزشیں اللہ تعالیٰ نے معاف کر دی ہیں۔ (چنانچہ ہمیں زیادہ نیکیاں کرنی چاہییں) ان میں سے ایک

(٩٥) أخرجه البخاري: ٥٠٦٣، ومسلم: ١٤٠١

أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَأُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ الْآخَرُ: أَنَا أَصُومُ النَّهَارَ، لا أُفْطِرُ، وَقَالَ الْآخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ، فَلا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: ((أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا؟ أَمَا وَاللَّهِ! إِنِّي لأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ، وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔))

نے کہا: میں تو رات بھر نماز پڑھا کروں گا، دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ دن کو روزے رکھوں گا کبھی افطار نہیں کروں گا، تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے بالکل الگ رہوں گا کبھی شادی نہیں کروں گا، چنانچہ نبی ﷺ ان کے پاس آئے اور فرمایا: ''تم لوگوں نے ایسے ایسے کہا تھا، اللہ کی قسم! تمھاری نسبت میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا اور زیادہ متقی ہوں، مگر میں تو روزہ رکھتا بھی ہوں اور افطار بھی کردیتا ہوں، رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، بیویوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، جو میری سنت سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔''

(٩٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ التُّرَابِيُّ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْهَيْثَمِ، أَنْبَأَنَا الْحَاكِمُ أَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْحَدَّادِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو يَزِيدَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو يَعْقُوبَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَطًّا، ثُمَّ قَالَ: ((هَذَا سَبِيلُ اللّٰهِ۔))، ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، وَقَالَ: ((هَذِهِ سُبُلٌ، عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ۔)) وَقَرَأَ: ﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ﴾

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا: ''یہ اللہ تعالیٰ کا رستہ ہے'' پھر اس کے دائیں اور بائیں کچھ اور لکیریں کھینچیں اور فرمایا: ''یہ مختلف راستے ہیں ان میں سے ہر راستے پر شیطان بیٹھا ہے جو اپنی طرف بلا رہا ہے۔'' اور پھر یہ آیت پڑھی: ﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ﴾ .... ''یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس کی پیروی کرو۔''

شرح: اس حدیث کی سند میں عاصم بن بہدلہ راوی ہیں ان کی کنیت ابوبکر ہے۔ کوفہ کے رہنے والے اور بنو اسد خاندان سے ہیں۔ آپ ۱۲۸ھ میں فوت ہوئے، انہوں نے ابو وائل عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایات بیان کی ہیں۔

---

(٩٦) اسناده حسن ...... أخرجه الامام احمد فى المسند: ٤١٤٢، وابن حبان: ٦، ٧، والحاكم: ٢/ ٣١٨

(۹۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ سُؤَالُهُمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَائْتَمِرُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ)) قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَثَلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا، فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهَذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي يَقَعْنَ فِي النَّارِ، يَقَعْنَ فِيهَا، وَجَعَلَ يَحْجُزُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ، فَيَتَقَحَّمْنَ فِيهَا، فَذَلِكَ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ، أَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، هَلُمَّ عَنِ النَّارِ، هَلُمَّ عَنِ النَّارِ، فَتَغْلِبُونِي تَقَحَّمُونَ فِيهَا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کام میں چھوڑوں تم اسے چھوڑ دو، بے شک تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء سے بے جا سوالات کرنے کی وجہ سے اور ان پر اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے، جب میں تمھیں کسی کام سے روکوں تو اس سے رک جاؤ اور جب کسی کام کا حکم دوں تو حسب استطاعت حکم پر عمل کرو۔'' نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری مثال یوں ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلائی، جب اس کا گردوپیش روشن ہو گیا تو آگ کے پروانے اور پتنگے اس میں گرنا شروع ہو گئے، وہ آدمی انہیں روکنے لگا اور وہ اس پر غالب ہونے لگے اور بزور گرنے لگے، میری اور تمھاری مثال بھی یہی ہے کہ میں تمھیں کمر سے پکڑتا ہوں کہ آگ سے ہٹ جاؤ مگر تم مجھ پر غالب آرہے ہو اور بزور اس میں داخل ہو رہے ہو۔''

شرح: ((الفراش۔)) ان چھوٹے چھوٹے حشرات کو کہتے ہیں جو آگ میں آ آ کر گرتے ہیں، قرآن کی آیت میں بھی یہی مراد ہے ﴿كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ﴾ ..... ''بکھرے ہوئے پتنگے۔''

((الحجز۔)) یہ حجزۃ السراویل کی جمع ہے۔ یعنی جہاں شلوار باندھی جاتی ہے۔ اسی طرح کا ایک لفظ حُزۃ بھی ہے اس سے مراد گردن ہے۔

(۹۸)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ

---

(۹۷) أخرجه البخاري: ۷۲۸۸، ومسلم: ۱۳۳۷ الشطر الاول الى قوله "ما استطعتم"، وأخرجه البخاري: ۳۴۲٦، ومسلم: ۲۲۸٤ الشطر الثاني

(۹۸) أخرجه البخاري: ۷۲۸۸، ومسلم: ۱۳۳۷

مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، أَخبرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَائْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کام میں چھوڑ دوں وہ تم بھی چھوڑ دو، تم سے پہلے لوگ زیادہ سوالات کرنے اور اپنے انبیاء پر اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے، جب میں تمھیں کسی چیز سے روک دوں تو اسے چھوڑ دو اور جب کسی کام کا حکم دوں تو حسب استطاعت اس پر عمل کرو۔''

شرح: یہ روایت ایک دوسری سند کے ساتھ بھی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(۹۹)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، أَخْبَرَنَا أَبِي، أَخْبَرَنَا الأَعْمَشُ، أَخْبَرَنَا مُسْلِمٌ......

عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: صَنَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَرَخَّصَ فِيهِ، فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ، ثُمَّ قَالَ: ((حَدَّثَنَا مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُونَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ إِنِّي لأَعْلَمُهُمْ بِاللَّهِ، وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام کیا اور اس میں رخصت عنایت فرمائی، لیکن کچھ لوگوں نے اس کام سے پرہیز کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پہنچی تو آپ نے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کے بعد فرمایا: ''ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اس کام سے پرہیز کرتے ہیں جسے میں کرتا ہوں، میں ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی مرضی کو زیادہ جانتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا بھی ہوں۔''

(۱۰۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَأَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، أَنْبَأَنَا

(۹۹) أخرجه البخاري: ۷۳۰۱، ومسلم: ۲۳۵۶

(۱۰۰) هذا حديث حسن ......أخرجه الترمذي: ۲٦٦٤، وابوداود: ٤٦۰۵، وابن ماجه: ۱۳

سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ......

سَمِعَ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي رَافِعٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَأْتِيهِ الأَمْرُ مِنْ أَمْرِي مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ، أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ، فَيَقُولُ: لا أَدْرِي، مَا وَجَدْنَاهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ۔))

عبیداللہ بن ابورافع اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں تم سے کسی آدمی کو یوں نہ پاؤں کہ وہ اپنی چارپائی پہ ٹیک لگائے بیٹھا ہو اور اس کے پاس میرے احکام سے کوئی حکم آئے جس کا میں نے حکم دیا ہو یا اسے روکا ہو اور وہ کہے: میں نہیں جانتا، ہم تو اسی کی اتباع کریں گے جو قرآن میں پائیں گے۔''

تشریح: ((الاریکۃ۔)) چارپائی کو کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ چارپائی جب ڈولی میں پڑی ہو تو اسے (اریکۃ) کہا جاتا ہے۔ ازہری کہتے ہیں کہ جس چیز پر ٹیک لگائی جائے وہی اریکۃ ہے۔ اس سے مراد تن آسان قسم کے لوگ ہیں جو گھروں میں بیٹھے رہے اور طلب علم کے لیے مشکلات برداشت نہ کیں۔

یہ حدیث دلیل ہے کہ حدیث کو کتاب اللہ پر پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وہ بنفسہ حجت ہوگی۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ((الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ۔)) ''خبردار! مجھے قرآن بھی دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اس کی مثل حدیث بھی دی گئی ہے۔''

حدیث سے مراد یہ ہے کہ جس طرح آپ کو وحی متلو (قرآن) دیا گیا ہے اسی طرح وحی غیر متلو (حدیث) اور وہ طریقے بھی دیئے گیے ہیں جس کی صراحت قرآن میں نہیں ہے۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَيُعَلِّمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ اس آیت میں کتاب سے مراد قرآن مجید اور حکمت سے مراد سنت ہے۔ چنانچہ آپ کو قرآن کے مثل اس کا بیان دیا گیا ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ کی وضاحت اور بیان رسول اللہ ﷺ کے ذمہ ہی ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے: ﴿وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ .... ''ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن) نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کے سامنے اس کی وضاحت کریں جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔'' سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگ تمھارے پاس قرآن کے مشابہات سیکھنے آئیں گے چنانچہ تم ان کو سنت بھی سکھانا۔ کیونکہ کتاب اللہ کا سب سے بڑا عالم وہی ہے جسے سنت کا علم بھی ہو۔

زہری کہتے ہیں کہ کتاب وسنت کے برابر کوئی چیز نہیں کہ تُو کسی کے قول کی خاطر ان دونوں کو ترک کر دے۔ ابوعبید کہتے ہیں: یہ بات بھی درست ہے کہ کتاب وسنت کو بطور ضرب المثل بیان نہ کیا جائے جیسا کہ بوقت ضرورت آنے والے آدمی کو کہنا: ﴿جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى﴾ .... ''موسیٰ تو ٹھیک وقت پر آیا ہے۔''

(۱۰۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَيَسْخَطُ لَكُمْ ثَلَاثًا، يَرْضَى لَكُمْ، أَنْ تَعْبُدُوهُ، وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا، وَأَنْ تُنَاصِحُوا مَنْ وَلَّى اللّٰهُ أَمْرَكُمْ، وَيَسْخَطُ لَكُمْ، قِيلَ وَقَالَ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمھاری تین باتوں کو پسند کرتے ہیں اور تین کو ناپسند کرتے ہیں، پسند یہ کرتے ہیں: تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ، تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ تمھارا حکمران بنائے اس کی خیرخواہی کرو۔ اور ناپسند یہ کرتے ہیں، باتیں بنانا، مال ضائع کرنا اور زیادہ سوال کرنا۔''

شرح: ((قیل وقال)) سے مراد مصدری معنی ہیں۔ مراد ہے باتیں بنانا، (قال) مصدر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں ہے: ﴿ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَالَ الْحَقِّ﴾ اس کا دوسرا معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سے لوگوں کے اقوال اور باتیں نقل کرنا اور ان کی کھوج لگانا مراد ہے کہ فلاں نے یوں کہا اور فلاں کے متعلق یوں کہا گیا، یہ جاسوسی ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ دینی معاملات میں اختلافی بحث کرنا مراد ہے کہ فلاں کا قول یہ ہے اور فلاں کا قول یہ ہے، بلا ثبوت ان کی تقلید کرنا اور ان اقوال کو اختیار کرنے میں احتیاط نہ برتنا۔

((اضاعة المال)) اس سے مراد گناہ کے کاموں میں مال خرچ کرنا اور فضول خرچی کرنا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ مثلاً عمارت پر بے تحاشا مال خرچ کرنا، پردے لگانے اور قالینوں میں حد اعتدال سے تجاوز کرنا، قیمتی برتن اور سونے چاندی کی چھتیں لگانا، اس پر مستزاد یہ کہ نوکروں جانوروں وغیرہ ماتحت چیزوں کا خیال نہ رکھنا، خواہ وہ ضائع بلکہ ہلاک ہی ہو جائیں، اسی طرح ان چیزوں کو تقسیم کرنا جس کی تقسیم کا فائدہ نہیں، نیز تجارت وغیرہ میں غبن کرنا وغیرہ۔ اس سے مراد یہ بھی لیا گیا کہ مال کو ان لوگوں کے حوالے کر دینا جو باشعور نہیں اور ابھی سن رشد کو نہیں پہنچے۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ قرآن مجید کی آیت: ﴿فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ﴾ .... ''اگر تم ان میں شعور دیکھو تو مال ان کو دے دو۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ رشد سے مراد یہ ہے کہ وہ دینی اعتبار سے درست ہو اور مال کی حفاظت کر سکتا ہو۔

(۱۰۱) أخرجه مسلم: ۱۷۱۵

((وکثرۃ السوال)) اس سے مراد یہ ہے کہ مانگتے ہوئے لوگوں کے ساتھ بدزبانی کی جائے اورضرورت سے زائد مانگا جائے۔ کبھی عام امور کے متعلق سوال کرنا اور بحث کرنا بھی اس سے مراد ہوتا ہے۔ جیسا کہ آیت: ﴿لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَاۗءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ میں یہی مراد ہے کہ ان امور کے متعلق سوال نہ کرو جو ظاہر ہونے پر تمھیں برے لگیں۔

کبھی ان مشابہات کے بارے میں بحث کرنا بھی مراد ہوتا ہے جن کے ظاہری مفہوم پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہو، جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے: ﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ ....وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ .... ''جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی مشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں، فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لیے، حالانکہ ان کی حقیقی مراد کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا، اور پختہ مضبوط علم والے یہی کہتے کہ ہم تو ان پر ایمان لا چکے ہیں، یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو صرف عقلمند حاصل کرتے ہیں۔'' (سورۂ آل عمران:۷)

(۱۰۲)۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْفَضْلِ زِيَادُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الْحَنَفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الأَنْصَارِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَقِيلِ بْنِ الأَزْهَرِ بْنِ عَقِيلٍ الْفَقِيهُ الْبَلْخِيُّ، أَخْبَرَنَا الرَّمَادِيُّ أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، أَخْبَرَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ......

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ، فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ، وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَأَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَأَوْصِنَا، فَقَالَ: ((أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلالَةٌ۔))

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، پھر ایسا بلیغ وعظ کیا کہ جس سے آنکھیں اشک بار ہوگئیں اور دل دہل گئے، ایک آدمی نے کہا: آج کا وعظ تو الوداعی وعظ معلوم ہوتا ہے، چنانچہ آپ ہمیں کوئی وصیت فرما دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمھیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ تمھارا امیر اگرچہ حبشی غلام بھی ہو تو اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو، تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، چنانچہ تم میرے اور خلفائے راشدین کے طریقے پر پابند رہنا جو کہ ہدایت پر ہیں، اسے مضبوطی سے پکڑو اور دانتوں سے اسے تھامے رکھو

(۱۰۲) هذا حديث حسن ...... أخرجه ابوداود: ۴۶۰۷، وابن ماجه: ۴۳، والترمذی: ۲۶۷۶

اور نئے کاموں سے بچو کیونکہ دین میں ہر نیا کام بدعت ہے
اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

شرح: عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابونجیح ہے اور نسبت سُلمی یا فزاری ہے۔

((وان کان عبدا حبشیا۔)) سے مراد یہ نہیں کہ امام خود حبشی غلام ہو بلکہ وہ شخص جسے امام اپنی طرف سے مقرر کر دے اگرچہ حبشی غلام بھی ہو تو اس کی اطاعت لازم ہے۔ ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: آئمہ قبیلہ قریش سے ہوں گے۔'' گویا حبشی غلام امام نہیں بن سکتا۔ یا پھر یہ الفاظ آپ نے بطور مثال بیان کیے ہیں اور مثال تو ایسی چیز کی بھی بیان کی جاسکتی ہے جو بظاہر درست نہیں ہوتی مثلاً کوئی آدمی یوں کہے کہ جس نے بھٹ تیتر کے گھونسلے جتنی مسجد بنائی تو اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائیں گے وغیرہ۔

''جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا۔'' اس جملے میں بدعات اور خواہش پرستی کے ظہور کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ آپ نے ایسے وقت میں اپنے اور خلفائے راشدین کے طریقے کو مضبوط پکڑنے کا حکم دیا ہے جس قدر بھی ممکن ہو اور اس کے خلاف بدعات سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ اگر کسی خلیفہ راشد کا قول دیگر صحابہ کے مخالف آجائے تو خلیفہ راشد کی بات کو اپنانا ضروری ہے، امام شافعی رحمہ اللہ کا پرانا قول بھی یہی ہے۔

''دین میں نئے امور'' سے مراد وہ امور ہیں جو دین کے اصولوں میں سے کسی اصل پر قیاس کیے بغیر ایجاد کیے گیے ہوں۔ تاہم اگر ان کی کوئی اصل موجود ہے تو وہ گمراہی نہ ہوگی۔

شیخ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ خلفائے راشدین یعنی ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم دیگر صحابہ سے افضل ہیں، انبیاء ورسل کے بعد یہ سب سے افضل انسان ہیں اور ان میں فضیلت کی باہمی ترتیب وہی ہے جو خلافت کی ہے۔ چنانچہ سب سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، پھر عثمان اور پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ جس طرح اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی صحابہ میں سے خلفائے راشدین کے طریقوں کو اپنانے کا خصوصی حکم دیا ہے اسی طرح سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آپ نے خلفائے راشدین میں سے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کو خاص کیا ہے، چنانچہ آپ نے فرمایا: ''ان دو خلفاء کی پیروی کرو جو متصل میرے بعد ہیں، یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا اور وہ مسئلہ قرآن میں ہوتا تو آپ فوراً بتا دیتے، اگر قرآن مجید میں نہ ہوتا بلکہ سنت میں ہوتا تو بھی بتا دیتے، اگر سنت میں بھی موجود نہ ہوتا تو پھر ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے، اگر ان سے بھی منقول نہ ہوتا تو پھر اپنی رائے سے بتا دیتے۔

سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ طریقے اور سنت میں اعتدال سے کام لینا، ان کے مخالف اجتہاد کرنے سے

بہتر ہے۔

ابن عون فرماتے ہیں کہ تین چیزیں میں اپنے لیے بھی پسند کرتا ہوں اور اپنے بھائیوں کے لیے بھی پسند کرتا ہوں۔ (۱) سنت کو سیکھنا اور اس کے متعلق پوچھنا۔ (۲) قرآن کا فہم حاصل کرنا۔ (۳) لوگوں کو صرف بھلائی کی بات کہنا۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ پانچ کاموں پر کاربند تھے۔ (۱) جماعت کو لازم پکڑنا۔ (۲) اتباع سنت۔ (۳) مسجد کو آباد کرنا۔ (۴) قرآن کی تلاوت کرنا۔ (۵) جہاد فی سبیل اللہ۔

(22)......بَابُ رَدِّ الْبِدَعِ وَالْأَهْوَاءِ

بدعات اور خواہش پرستی کا رد

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ﴾ .... ''اس سے بڑا گمراہ کون ہے جو اللہ کی رہنمائی کے بغیر اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہو۔'' (سورۂ قصص: ۵۰)

﴿وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾ .... ''اپنی نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمھیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی۔'' (سورۂ ص: ۲۶)

﴿وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ﴾ .... ''ان لوگوں نے اپنے پاس علم آنے کے بعد ہی اختلاف کیا اور وہ بھی باہمی ضد سے۔'' (سورۂ شوریٰ: ۱۴)

یعنی یہ جاننے کے باوجود بھی کہ تفرقہ گمراہی ہے انہوں نے بطورِ سرکشی اختلاف کیا۔

﴿الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا﴾ .... ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ سے اعراض کرتے تھے اور اس میں کجی تلاش کرتے تھے۔'' (سورۂ اعراف: ۴۵)

لفظِ ''عِــوَج'' ان چیزوں پہ بولا جاتا ہے جن کا ظاہری وجود نہ ہو مثلاً ''دین'' اور ''امر'' اور جن چیزوں کا ظاہری وجود ہو مثلاً دیوار، یا درخت وغیرہ تو ان کے لیے لفظِ ''عَوَج'' استعمال ہوتا ہے۔ یعنی عین پر فتحہ پڑھا جاتا ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا﴾ .... ''جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور وہ خود گروہ گروہ بن گئے۔'' (سورۂ انعام: ۱۵۹)

اس سے مراد بدعتی اور خواہش پرست لوگ ہیں۔

﴿شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا﴾ .... ''ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کیے ہیں جن میں سے کچھ آدمی ہیں اور کچھ جن ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے ہیں تاکہ ان کو دھوکے میں ڈال دیں۔'' (سورۂ انعام: ۱۱۲)

﴿زخرف القول﴾ سے مراد ایسی بات ہے جو جھوٹ سے خوب مزین کی گئی ہو۔ ''زخرف'' کسی بھی چیز کے کمال

حسن کو کہتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿حَتّٰی اِذَا اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا﴾ .... ''حتی کہ زمین جب خوب مزین ہوگئی۔'' (سورۂ یونس: ۲۴) یعنی طرح طرح کی انگوریوں سے مزین ہوگئی۔

(۱۰۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْحُمَيْدِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْقَاسِمُ بْنُ الْقَاسِمِ السَّيَّارِيُّ بِمَرْوَ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُوَجِّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الْفَزَارِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدَانُ بْنُ عُثْمَانَ، أَنْبَأَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ......

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ أَحْدَثَ فِي دِينِنَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ہمارے دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کرے جو اس میں نہیں تو مردود ہے۔''

شرح: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے بہترین بات کتاب اللہ ہے اور سب سے بہترین طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور سب سے برے کام دین میں نئے ایجاد کردہ کام ہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''یقیناً بہترین بات کتاب اللہ ہے اور بہترین راستہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہے اور بدترین امور نئے ایجاد کردہ کام ہیں اور ہر نیا کام گمراہی ہے۔'' (صحيح مسلم: ۸٦٧)

قاسم بن محمد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں۔ ابن عیینہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ اپنے دور کے بہترین آدمی تھے، سیدنا عمر بن عبدالعزیز کے بعد ۱۰۱ھ یا ۱۰۲ھ میں فوت ہوئے۔ ان سے ابو ابراہیم سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے روایت کیا۔ سعد ۱۲۵ھ کو فوت ہوئے، بعض نے ۱۲٦ھ اور ۱۲۷ھ بھی کہا ہے۔ ان کے بیٹے ابراہیم نے ۱۸۳ھ میں ۷۳ سال کی عمر میں وفات پائی، ان کے دو بیٹے یعقوب اور سعد ان سے روایت لیتے ہیں۔ عبدان بن عثمان کا نام عبداللہ ہے اور عبدان ان کا لقب ہے۔

(۱۰٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الزَّرَّادُ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الْجَرْجَرَائِيُّ، وَأَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمُعَلِّمُ الْهَرَوِيُّ، قَالَا: أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى الْمَالِينِيُّ، أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ النَّسَوِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْأَعْيَنُ أَبُو بَكْرٍ، أَخْبَرَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ أَوْسٍ......

(۱۰۳) أخرجه البخاري: ۲٦۹۷، ومسلم: ۱۷۱۸

(۱۰٤) قال النووي: هذا حديث صحيح، رويناه في كتاب الحجة باسناد صحيح

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ.))

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہشات میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہو جائیں۔''

شرح عقبہ بن اوس بصری ہیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ یعقوب بن اوس سدوسی ہیں جو کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی، ایک کے علاوہ سب فرقے جہنم میں جائیں گے'' صحابہ نے دریافت کیا: اللہ کے رسول! وہ ایک فرقہ کونسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''جو میرے اور میرے صحابہ کے طریق پر ہوگا۔'' (حسن، ترمذی: ٢٦٤١)

اس روایت کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یوں بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((وَإِنَّ هَذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ: ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ، وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَهِيَ الْجَمَاعَةُ وَإِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ تَجَارَى بِهِمْ تِلْكَ الْأَهْوَاءُ، كَمَا يَتَجَارَى الْكَلْبُ لِصَاحِبِهِ لَا يَبْقَى مِنْهُ عِرْقٌ وَلَا مَفْصِلٌ إِلَّا دَخَلَهُ)) ...... ''اور میری امت کے تہتر فرقے بن جائیں گے، بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا اور اسی کو جماعت کہا جائے گا، میری امت میں کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جن میں خواہشات نفسانی سرایت کریں گی جیسے باؤلے کتے کا زہر کاٹے ہوئے آدمی کی رگوں میں جاری ہوتا ہے اور کوئی جوڑ یا رگ اس کے اثر سے خالی نہیں رہتا۔'' (حسن، ابوداود: ٤٥٩٧)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تمھیں ڈر نہیں لگتا کہ تم پر عذاب نازل کر دیا جائے یا تمھیں زمین میں دھنسا دیا جائے کیونکہ تم کہتے ہو: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور فلاں نے فرمایا۔ (یعنی رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں امتیوں کے اقوال پیش کرتے ہو۔)

کسی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے نصیحت کیجئے، آپ نے فرمایا: اللہ سے ڈرتے رہو، استقامت اختیار کرو اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرو اور بدعت کو نہ اپناؤ۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اتباع کرو اور بدعت کو نہ اپناؤ، تمھیں بے نیاز کر دیا گیا ہے۔ (یعنی تمھارا دین کامل ہے جو تمھیں ہر طرح سے کفایت کرتا ہے لہٰذا بدعت کی ضرورت نہیں۔)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے قراء کی جماعت! سیدھے رہو، تم بہت پیچھے رہ گئے ہو، اگر تم دائیں بائیں مڑ گئے تو تم بہت زیادہ گمراہ ہو جاؤ گے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جو شخص کسی کی راہ پر چلنا چاہتا ہے تو وہ ان کی راہ پر چلے جو فوت ہو چکے ہیں، وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں، وہ اس امت میں سب سے افضل تھے، ان کے دل نیک تھے، علم گہرے تھے اور ان میں تکلّفات بہت کم تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی کی رفاقت اور اپنے دین کو نقل کرنے کے لیے پسند فرمایا، تم بھی ان جیسی عادات واخلاق کو اپناؤ، وہ یقیناً مستحکم ہدایت پر تھے۔

(۱۰۵)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَتْحِ نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ الْحَاكِمُ الطُّوسِيُّ، أَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، نَا أَبُو الْفَضْلِ الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ، نَا أَبُو النَّضْرِ، نَا الْمَسْعُودِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ ......

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى اطَّلَعَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَاخْتَارَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَهُ بِرِسَالَتِهِ، وَانْتَخَبَهُ بِعِلْمِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ النَّاسِ بَعْدَ، فَاخْتَارَ لَهُ أَصْحَابًا، فَجَعَلَهُمْ أَنْصَارَ دِينِهِ، وَوُزَرَاءَ نَبِيِّهِ ﷺ۔ فَمَا رَآهُ الْمُؤْمِنُونَ حَسَنًا، فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ، وَمَا رَآهُ الْمُؤْمِنُونَ قَبِيحًا، فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ قَبِيحٌ۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند کیا چنانچہ انہیں اپنا رسول مبعوث کیا اور اپنے علم کے لیے منتخب کیا، اس کے بعد پھر لوگوں کے دلوں کو دیکھا تو اپنے رسول کے لیے صحابہ کو پسند کیا چنانچہ انہیں اپنے دین کا معاون اور اپنے نبی کے وزیر بنا دیا۔ لہٰذا جس بات کو مومن اچھا سمجھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اچھی ہے اور جسے مومن برا سمجھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی بری ہے۔

شرح عبدالرحمٰن بن عبداللہ مسعودی نے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي أَوْ قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ إِلَى النَّارِ۔)) ......
''یقیناً اللہ تعالیٰ میری امت کو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا اور جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے، جو آدمی جماعت سے الگ ہوگا وہ آگ میں بھی تنہا ہی ڈالا جائے گا۔''

(ترمذی: ۲۱۶۷، صحیح دون قولہ ''من شذ......'')

علماء نے جماعت سے مراد فقہاء اور علماء لیے ہیں۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے جماعت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے کہا: اس سے مراد ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں، کسی نے کہا: وہ تو فوت ہو چکے ہیں، آپ رحمہ اللہ نے کہا: تو پھر فلاں فلاں مراد ہیں، اس نے کہا: وہ بھی فوت ہو چکے ہیں، تو

(۱۰۵) اسنادہ حسن ......أخرجه الامام احمد فی المسند: ۳۶۰۰، والبزار: ۱۳۰ (زوائد)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کہا: اس سے مراد ابوحمزہ سُکری ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا: مجھے قسم دو، انہوں نے کہا: آپ کو ابھی یقین نہیں آیا؟ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رب کی عزت کی قسم! مجھے یقین تو ہے، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اصل گمراہی یہ ہے کہ تم جس چیز کو برا جانتے تھے اسے اچھا سمجھنے لگو اور جسے اچھا سمجھتے تھے اسے برا جاننے لگو، تغیر سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دین تو ایک ہی ہے۔

قاضی شریح کہتے ہیں: سنت تمھارے قیاس سے مقدم ہے چنانچہ سنت کی پیروی کرو اور بدعت نہ کرو کیونکہ جب تک حدیث پر عمل کرو گے گمراہ نہیں ہو گے۔

امام شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: رائے مردار کی مانند ہے کہ جب مجبوری ہو تو تم کھا سکتے ہو۔ ایک آدمی نے امام مالک رحمہ اللہ سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے فرمایا ہے، وہ آدمی کہنے لگا: آپ کی کیا رائے ہے؟ تو امام مالک رحمہ اللہ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ .... ”جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیے کہ کہیں انہیں کوئی آزمائش یا دردناک عذاب نہ آ گھیرے۔“

سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابلیس کو بدعت گناہ سے زیادہ پسند ہے کیونکہ گناہ سے تو توبہ کی جا سکتی ہے جبکہ بدعت سے توبہ نہیں کی جا سکتی۔

شیخ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت میں سے سلفی علماء اس بات پر متفق ہیں کہ صفات الٰہیہ میں بحث و تکرار کرنا منع ہے اور علم کلام سیکھنا حرام ہے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے کسی نے خواہش پرستی کے متعلق پوچھا تو آپ نے کہا: بچے اور دیہاتی کے دین کو پکڑ لے اور باقی دینوں کو چھوڑ دے۔ (کیونکہ یہ دونوں دین فطرت پر ہوتے ہیں۔) نیز فرماتے ہیں: جو شخص اپنے دین کو جھگڑے کا ذریعہ بناتا ہے وہ اکثر بدلتا رہتا ہے۔

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پیغام اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری تبلیغ ہے اور ہماری ذمہ داری اسے ماننا ہے۔

مالک بن انس رحمہ اللہ کہتے ہیں: بدعت سے بچو، کسی نے پوچھا: اے ابوعبداللہ! بدعت کیا ہے؟ فرمایا: اہل بدعت وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات اور علم، قدرت اور کلام پر بحث کرتے ہیں اور جہاں صحابہ و تابعین نے سکوت اختیار کیا وہ خاموش نہیں رہتے۔

عبدالرحمٰن بن مہدی امام مالک رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ اگر علم کلام علم ہوتا تو صحابہ کرام اس میں اسی طرح

بحث کرتے جس طرح احکام وشریعت میں کرتے ہیں لیکن یہ علم باطل ہے جو باطل کی طرف لے جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ سے علم کلام کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: باطل کو چھوڑ دو، کیا آپ کو حق نہیں ملتا؟ سنت کی پیروی کرو اور بدعات کو چھوڑ دو۔ مزید کہا: میں نے اتباع کو ہی اصل دین پایا ہے۔

ربیع امام شافعی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ اگر انسان شرک کے علاوہ ہر طرح کا گناہ کر کے اللہ کے پاس جائے تو وہ اس شخص سے بہتر ہے جو معمولی سی خواہش پرستی لے کر جاتا ہے۔

یونس بن عبدالاعلیٰ امام شافعی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی شرک کے علاوہ تمام منہیات کا مرتکب ہو تو بھی اس شخص سے بہتر ہے جو علم کلام کا مرتکب ہے۔

ابوثور امام شافعی رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ جس نے بھی علم کلام کو حاصل کیا وہ کامیاب نہیں ہوا۔

حسن بن محمد صباح کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے سنا آپ کہہ رہے تھے: اہل کلام کے متعلق میرا فیصلہ یہ ہے کہ انہیں لاٹھیوں سے مارا جائے اور اونٹوں پر بٹھا کر گلیوں محلوں میں گھومایا جائے اور بتایا جائے کہ اس شخص کی سزا یہی ہے جس نے کتاب وسنت کو چھوڑ کر علم کلام کو اپنا لیا۔ نیز فرمایا کہ اگر کوئی آدمی علماء کے حق میں وصیت کرے تو اہل کلام اس میں شامل نہیں ہوں گے۔

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں: میں نے ابوعبداللہ کو کہتے سنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آخرت کے تمام امور کو ایک کلمہ: ((مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔)) اور دنیا کے تمام امور کو ایک کلمہ: ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ)) میں اکٹھا کر دیا۔

(23)......بَابُ مُجَانَبَةِ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ

خواہش پرستوں سے دور رہنا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ﴾ .... ''جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان سے کنارہ کش ہو جائیں۔'' (سورۃ انعام: ۶۸)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ﴾ .... ''اور آپ اس شخص کی پیروی نہ کریں جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا اور اس نے اپنے خواہشات کی پیروی کی ہے۔''

(سورۃ کہف: ۲۸)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ﴾ .... ''پھر انہوں نے اپنے پاس علم پہنچنے کے بعد اختلاف کیا۔'' (سورۃ جاثیہ: ۱۷)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا﴾ .... ''انہوں نے خود ہی آپس میں اپنے امر کے

ٹکرے ٹکڑے کر دیے۔'' (سورۂ مومنون:۵۳)

یعنی وہ فرقوں میں بٹ گئے جو کہ نہ کسی دین پر تھے نہ کسی مذہب پر، یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے عقیدہ اور مذہب میں اختلاف کیا تھا۔ سعید بن جبیر ﴿أُولِي الأَيْدِي وَالأَبْصَارِ﴾ (سورۂ ص:۴۵) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ''الایدی'' سے مراد کام کرنے کی طاقت ہے اور ''الابصار'' سے مراد دینی بصیرت ہے۔

مجاہد رحمہ اللہ آیت: ﴿مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ﴾ (سورۂ آل عمران:۷) کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد حلال وحرام ہے اور ﴿وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ﴾ (سورۂ آل عمران:۷) سے مراد یہ ہے کہ آیاتِ قرآنیہ ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں۔ مندرجہ ذیل آیات کو ملاحظہ کریں:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ﴾ .... ''گمراہ تو صرف فاسقوں کو ہی کرتا ہے۔''

(سورۂ بقرہ:۲۶)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ﴾ .... ''اور اللہ تعالیٰ بے عقل لوگوں پر گندگی واقع کر دیتا ہے۔'' (سورۂ یونس:۱۰۰)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى﴾ .... ''جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اللہ نے انھیں ہدایت میں اور بڑھا دیا ہے۔'' (سورۂ محمد:۱۷)

(۱۰۶)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ......

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: تَلا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الآيَةَ: ﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلا أُولُو الأَلْبَابِ﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات پڑھیں: ﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ .... ''اللہ وہی ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر

(۱۰۶) أخرجه البخاري: ٤٥٤٧، ومسلم: ٢٦٦٥

قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ، فَأُولَئِكَ الَّذِينَ سَمَّى اللّٰهُ فَاحْذَرُوهُمْ۔))

کتاب نازل کی جس میں واضح مضبوط آیات ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ آیات ہیں، پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ آیات کے پیچھے لگ جاتے ہیں فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لیے، حالانکہ ان کی حقیقی مراد سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور پختہ و مضبوط علم والے بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم تو ان پر ایمان لا چکے، یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو صرف عقلمند حاصل کرتے ہیں۔'' اور فرمایا: ''جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہات کے پیچھے لگے ہیں تو سمجھو کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نام لیا ہے چنانچہ ان سے بچ جاؤ۔''

شرح ابن ابی ملیکہ کا نام عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ ہے، کنیت ابوبکر یا ابومحمد اور نسبت قرشی، تیمی جبکہ لقب احول ہے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور میں قاضی رہ چکے ہیں اور ۱۱۷ھ میں وفات پائی۔

آیات محکمات سے مراد غیر منسوخ آیات ہیں جیسا کہ ایک اور آیت میں ہے: ﴿آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ﴾ .... حکیم سے مراد محکم ہے۔ ایک اور آیت میں ہے: ﴿أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ﴾ .... ''یعنی ان آیات کو امر و نہی اور حلال و حرام کے ذریعے سے محکم بنایا گیا ہے پھر خوشخبری اور دھمکیوں کے ذریعے ان کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ محکم آیات وہ ہوتی ہیں جس کا مفہوم واضح ہو۔

متشابہ کی کئی ایک توجیہات ہیں جن میں سے ایک یہ توجیہ امام خطابی رحمہ اللہ کی ہے کہ متشابہ وہ آیت ہے جس کے الفاظ سے اس کا مفہوم واضح نہ ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں: (۱)۔ وہ آیات کہ انہیں جب محکم آیات پر پیش کیا جائے تو مفہوم واضح ہو جائے۔ (۲)۔ وہ آیات جن کے معنی کی گہرائی تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں اور جس کی حقیقت کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے، یہ وہ آیات ہیں جن کی مراد پانے کے لیے کجرو لوگ ان کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ جیسا کہ تقدیر پر ایمان لانے، اللہ کی مشیت اور صفات الٰہیہ کو جاننے والی آیات وغیرہ۔ ان کا راز ہمیں بتایا نہیں گیا اور نہ ہمیں ان پر عمل کرنے کا پابند کیا گیا ہے، چنانچہ ایسی آیات کی مراد پانے کا متلاشی درحقیقت فتنے کا متلاشی ہے کیونکہ وہ کسی ایسے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا جہاں اس کا دل مطمئن ہو جائے۔ ''فتنۃ'' سے مراد غیر واضح مفہوم میں غلو اختیار کرنا ہے۔

((ام الکتاب۔)) سے مراد بڑی اور عظمت والی آیات ہیں جیسا کہ بڑی سڑک کو عربی میں (ام الطریق) کہتے

ہیں۔قرآن مجید میں ہے: ﴿حَتّٰی يَبْعَثَ فِيٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا﴾ .... ''جب تک ان کی بڑی بستی میں اپنا کوئی رسول نہ بھیج دے۔''

(۱۰۷)۔ أَنْبَأَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الزَّرَّادُ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْفُوظِ بْنِ حَبِيبٍ الْمُؤَذِّنُ بِبُخَارَى فِي شَهْرِ رَبِيعِ الأَوَّلِ سَنَةَ ثَلاثٍ وَأَرْبَعِمِائَةٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْدَانَ الْمَرْوَزِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو يَحْيَى عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ الْفَضْلِ الْبَلْخِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِءُ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هَانِءٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي نَاسٌ يُحَدِّثُونَكُمْ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے آخری دور میں کچھ لوگ تمھیں ایسی ایسی روایات بیان کریں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمھارے بزرگوں ہی نے چنانچہ ان سے بچ کر رہنا۔''

شرح سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سمندر میں کچھ شیاطین بندھے ہوئے ہیں جنہیں سلیمان علیہ السلام نے باندھا ہے، جلد ہی وہ وہاں سے نکل کر لوگوں کے سامنے پڑھنا شروع کر دیں گے۔

(رواہ مسلم معلقا فی المقدمۃ)

امام صاحب رحمہ اللہ وضاحت فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے خبر دی ہے کہ امت مسلمہ فرقوں میں بٹ جائے گی اور ان میں بدعات اور خواہشات ظاہر ہو جائیں گی، اور آپ نے اس آدمی کے حق میں نجات کا فیصلہ کیا ہے جو آپ کی اور آپ کے صحابہ کی سنت پر عمل پیرا ہوگا، چنانچہ مسلمان شخص جب کسی ایسے شخص کو دیکھے جو خواہشات پرستی اور بدعات کو درست سمجھتا ہے اور ان کے پیچھے چلتا ہے یا کسی سنت کو معمولی سمجھتا ہے تو اس سے لاتعلقی اختیار کرے اور اس کے ساتھ جینا مرنا ترک کر دے، اسے سلام بھی نہ کہے اگر وہ سلام کہے تو جواب نہ دے یہاں تک کہ وہ بدعت کو چھوڑ کر حق کی طرف لوٹ آئے۔ تین دن سے زائد قطع تعلقی اس صورت میں منع ہے جب دو آدمیوں کے درمیان معاشرتی حقوق میں کمی کوتاہی ہو، اگر دینی حقوق میں کوتاہی ہے تو بدعتی اور خواہش پرست آدمی سے اس وقت تک قطع تعلقی جائز ہے جب تک وہ توبہ نہ کرے۔

(۱۰۸)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

---

(۱۰۷) أخرجه مسلم فی المقدمة: ٦، ٧

(۱۰۸) هذا حديث صحيح ...... أخرج البخاری اطرافا من هذا الحديث: ٢٧٥٧، ٢٩٤٧، ٢٩٤٨، ٢٩٤٩، ٢٩٥٠، ٣٠٨٨، ٣٥٥٦، ٣٨٨٩، ٣٩٥١، ورواه مطولا ولفظ المتن جزء منه: ٤٤١٨، رواه مسلم: ٢٧٦٩، وهو حديث طويل

يُوسُفَ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ ، قَالَ: وَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ ، فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ ، وَتَغَيَّرُوا لَنَا ، حَتَّى تَنَكَّرَتْ فِي نَفْسِيَ الأَرْضُ ، فَمَا هِيَ الَّتِي أَعْرِفُ ، فَأَمَّا صَاحِبَايَ ، فَاسْتَكَانَا ، وَقَعَدَا فِي بُيُوتِهِمَا يَبْكِيَانِ ، وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَخْرُجُ ، فَأَشْهَدُ الصَّلاةَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ ، وَأَطُوفُ فِي الأَسْوَاقِ ، وَلا يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ ، وَآتِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلاةِ ، فَأَقُولُ فِي نَفْسِي: هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلامِ عَلَيَّ أَمْ لا؟ ثُمَّ أُصَلِّي قَرِيبًا مِنْهُ ، فَأُسَارِقُهُ النَّظَرَ ، فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلَى صَلاتِي ، أَقْبَلَ عَلَيَّ ، وَإِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهُ ، أَعْرَضَ عَنِّي ، حَتَّى إِذَا طَالَ عَلَيَّ ذَلِكَ ، تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِي قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّي ، وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ، فَوَاللّٰهِ! مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلامَ حَتَّى إِذَا كَمُلَتْ لَنَا خَمْسُونَ لَيْلَةً مِنْ حِينِ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلامِنَا ، آذَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ

عبداللہ بن کعب بن مالک بیان کرتے ہیں: میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والا واقعہ سنا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم تینوں آدمیوں کے ساتھ کلام کرنے سے مسلمانوں کو منع کر دیا۔ چنانچہ لوگ ہم سے کنارہ کش ہوگئے اور بدل گئے حتی کہ زمین بھی میرے لیے میرے جی میں اوپری بن گئی اور وہ نہ رہی جو میری جانی پہچانی تھی، میرے دوسرے دونوں ساتھی تو عاجز آ گئے اور گھروں میں بیٹھے روتے رہے لیکن میں گھر سے باہر نکلتا، مسلمانوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتا اور بازاروں میں گھومتا پھرتا لیکن مجھ سے کوئی کلام نہ کرتا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا اور آپ جب نماز کے بعد تشریف فرما ہوتے تو آپ کو سلام بھی عرض کرتا اور اپنے دل میں کہتا کہ سلام کے جواب میں آپ اپنے مبارک لبوں کو جنبش دیتے ہیں یا نہیں، پھر آپ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور نظر چرا کر آپ کو دیکھتا، جب میں نماز میں متوجہ ہوتا تو آپ میری طرف نظر فرماتے اور جب میں آپ کی طرف رخ کرتا تو آپ مجھ سے اعراض فرما لیتے حتی کہ جب یہ کیفیت زیادہ دراز ہوگئی تو ایک روز میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پھاند کر اندر چلا گیا وہ میرا چچا زاد بھائی تھا اور لوگوں میں مجھے محبوب ترین تھا۔ میں نے اسے سلام کیا لیکن اللہ کی قسم! اس نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا، جب سے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ہم سے

عَـلَيْنَا ، وَانْطَلَقْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا ، يُهَنِّئُونَنِي بِـالتَّـوْبَةِ ، فَـلَـمَّـا سَـلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْرُقُ مِنَ السُّـرُورِ: ((أَبْشِـرْ بِـخَيْـرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ.))

بات چیت کرنے سے روکا تھا اس وقت سے لیکر جب ہماری پچاس راتیں پوری ہوگئیں تو رسول اللہ ﷺ نے اعلان کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول کر لی ہے، لوگ مجھے گروہ در گروہ ملتے اور قبولِ توبہ کی مبارکباد دیتے، جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا تو آپ نے فرمایا اور آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک رہا تھا: ''تمھیں یہ دن مبارک ہو جو تمھاری زندگی کا سب سے بہترین دن ہے جب سے تمھیں تمھاری ماں نے جنا ہے۔''

شرح یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اہل بدعت سے مستقل قطع تعلق ہونی چاہیے۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی جب آپ کے ساتھ غزوۂ تبوک کے لیے نہ نکل سکے بلکہ پیچھے رہ گئے تو آپ کو اس کے متعلق نفاق کا خدشہ لاحق ہوا چنانچہ آپ نے ان کے ساتھ قطع تعلق کرنے کا حکم دے دیا یہاں تک کہ ان کی توبہ کا حکم نازل ہوا اور آپ کو ان کی برأت کا علم ہو گیا۔ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور علمائے اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ بدعتیوں سے قطع کلامی کرنا اور دشمنی رکھنا لازم ہے۔ چنانچہ ان کے اقوال ملاحظہ کیجیے:

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ منکرین تقدیر کے متعلق کہا کرتے تھے: انہیں بتا دو کہ میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں۔

ابو قلابہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: خواہش پرستوں یا جھگڑالو لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو، مجھے خطرہ ہے کہ وہ تمھیں بھی گمراہی میں دھنسا دیں گے اور جن چیزوں کو تم پہچانتے ہو انہیں تم پر خلط ملط کر دیں گے۔

ایک بدعتی آدمی نے ابو ایوب سختیانی سے کہا: اے ابو بکر! میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں، چنانچہ آپ نے منہ موڑ لیا اور ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ میں آدھی بات بتانے کے لیے بھی تیار نہیں۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جو شخص کوئی بدعت سنے تو اپنے ساتھیوں کے سامنے اس کا ذکر نہ کرے، ایسا نہ ہو کہ وہ ان کے دل پر اثر کر جائے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ سب لوگ صحابہ وغیرہ ان سے قطع تعلقی کرنے کے باوجود اہل قبلہ میں سے کسی کو بھی کافر نہیں کہتے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ان سب کو اپنی امت میں شمار کیا ہے۔ البتہ امام مالک، ابن عیینہ، ابن مبارک، لیث بن سعد، وکیع بن جراح رحمہم اللہ سلف صالحین سے مروی ہے کہ وہ اس شخص کو کافر کہتے تھے جو قرآن کو مخلوق کہتا تھا۔ حفص الفرد (بدعتی) سے امام شافعی رحمہ اللہ کا مناظرہ ہوا، آپ اسے حفص منفرد کہا کرتے تھے، تو وہ کہنے لگا: قرآن مخلوق

ہے، امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: تو نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا ہے۔ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے یہودیوں، عیسائیوں اور مجوسیوں کی باتوں پر غور کیا لیکن میں نے کسی قوم کو بھی جہمیہ سے بڑھ کر گمراہ اور کافر نہ پایا، میں تو اس شخص کو جاہل سمجھتا ہوں جو انہیں کافر نہیں کہتا، بجز اس آدمی کے جو ان کے کفر کو جانتا نہ ہو، نیز فرماتے ہیں: میں کسی جہمی یا رافضی کے پیچھے نماز پڑھنے اور یہودی یا عیسائی کے پیچھے نماز پڑھنے کو برابر سمجھتا ہوں۔ البتہ امام شافعی رحمہ اللہ اہل بدعت کی گواہی اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز مگر مکروہ سمجھتے ہیں۔ آپ کا یہ قول اس بات کی دلیل ہے کہ جہاں آپ نے اہل بدعت کو کافر کہا ہے وہاں کفر مخرج عن الملۃ مراد نہیں ہے بلکہ ہلکے درجے کا کفر مراد ہے جیسا کہ قرآن حمید کی اس آیت میں ہے: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ .... ''جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔'' یہاں بھی ''کفر مخرج عن الملۃ'' مراد نہیں ہے بلکہ ''کفر دون کفر'' مراد ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ سلف صالحین نے جن بدعتیوں کو کافر کہا ہے اس سے مراد وہ بدعتی ہیں جن کی بدعت اس درجے کی ہو جو اسے اسلام سے خارج کر دے۔ (یعنی ہر بدعتی کافر نہیں۔)

ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ ان خواہش پرستوں کو کافر نہیں کہا کرتے تھے جن سے نصوص کی تاویل میں غلطی ہو جاتی اور ان کی گواہی کو بھی اس وقت تک جائز سمجھتے تھے جب تک خارجی یا رافضی ہونے کی صورت میں انہیں یہ پتہ نہ چلتا کہ یہ صحابہ کو کافر کہتا ہے اور قدری ہونے کی صورت میں یہ پتہ نہ چلتا کہ یہ اپنے مخالف سب مسلمانوں کو کافر کہتا ہے، جن کے متعلق یہ پتہ چل جاتا تو نہ ان کے پیچھے نماز پڑھتے اور نہ ان کے قاضیوں کے فیصلوں کو جائز سمجھتے اور نہ ان کی گواہی کو جائز سمجھتے، مزید یہ کہ ان کے قتل کو جائز سمجھتے تھے۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنے باپ سے اس شخص کے متعلق بیان کرتے ہیں جو قرآن کو مخلوق کہتا ہے کہ اس کے پیچھے جمعہ اور غیر جمعہ کوئی نماز ادا نہ کی جائے مگر نماز چھوڑی نہ جائے، اگر کوئی آدمی ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھ لے تو وہ اپنی نماز دہرائے۔

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: جو شخص کسی ایک صحابی سے بھی بغض رکھتا ہے یا اس کے دل میں صحابہ کے متعلق کینہ ہے تو مسلمانوں کے مال غنیمت میں اس کا کوئی حق نہیں، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى.... رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾

امام مالک رحمہ اللہ کے سامنے ایسے آدمی کا ذکر کیا گیا جو صحابہ کی گستاخی کرتا ہے تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ ....لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ پھر فرمایا: جس آدمی کے دل میں بھی کسی صحابی کے متعلق کینہ موجود ہے وہ اس آیت کا مصداق ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں: جو آدمی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتا ہے وہ انصار ومہاجرین کی حق تلفی کرتا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اس کا کوئی عمل بھی فائدہ مند ثابت نہ ہو۔

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ قطع کلامی، برأت اور دشمنی ان لوگوں کے حق میں ہے جو اہل بدعت اور اصول شریعت کے مخالف ہیں، تاہم علماء کے درمیان جو فروعی نوعیت کے اختلافات ہیں وہ رحمت ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ مومنوں کے لیے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے چنانچہ اختلاف قطع تعلقی اور قطع کلامی کا موجب نہیں، کیونکہ یہ اختلاف تو صحابہ کرام میں بھی تھا۔ حالانکہ وہ آپس میں بڑی الفت اور رحم دلی رکھتے تھے، پھر ان کے بعد آنے والے علماء نے بھی صحابہ میں سے ہر فریق کے اقوال کو دلیل بنایا ہے حالانکہ وہ سب کے سب حق کے طالب تھے اور ہدایت کی راہ پر گامزن تھے۔

عون بن عبداللہ کہتے ہیں: مجھے یہ پسند نہیں کہ صحابہ کے مابین فروعی اختلاف نہ ہوتا کیونکہ اگر وہ سب ایک بات پر متفق ہوتے اور کوئی آدمی اس بات کو ترک کر دیتا تو سنت کا تارک بن جاتا اور اگر ان میں اختلاف ہوا اور اس آدمی نے کسی ایک قول پر عمل کر لیا تو اس نے سنت پر عمل کر لیا۔

(24)......بَابُ ثَوَابِ مَنْ دَعٰی إِلٰی هُدًی أَوْ أَحْيَا سُنَّةً، وَإِثْمِ مَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً أَوْ دَعَا إِلَيْهَا

جو شخص ہدایت کی طرف بلائے یا کسی سنت کو زندہ کرے اس کا اجر اور جو شخص بدعت جاری کرے یا کی طرف بلائے اس کا گناہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ .... ”اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو اللہ کی وحی اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے۔“ (سورۂ نحل: ۱۲۵)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَادْعُ إِلٰى رَبِّكَ إِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ﴾ .... ”آپ اپنے رب کی طرف لوگوں کو بلائیے یقیناً آپ ٹھیک ہدایت پر ہیں۔“ (سورۂ حج: ٦٧)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا﴾ .... ”ہمیں متقین کا امام بنا دے۔“ (سورۂ فرقان: ۷۴) یعنی ایسے امام کے ہم اپنے سے پہلے لوگوں کی پیروی کریں اور بعد والے ہماری پیروی کریں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ﴾ .... ”جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے پیشوا سمیت بلائیں گے۔“ (سورۂ اسراء: ۷۱)

امام سے مراد نبی یا کتاب ہے۔ یا پھر وہ امام مراد ہے جس کی وہ پیروی کرتے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ .... ”یہ ان لوگوں کے بوجھ کے بھی حصہ دار ہوں گے جنہیں بے عملی سے گمراہ کرتے رہے۔“ (سورۂ نحل: ۲۵)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿عَلِمَتْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ﴾ .... ''اس وقت ہر شخص اپنے اگلے پچھلے اعمال کو معلوم کر لے گا۔'' (سورۂ انفطار: ۵)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مراد یہ ہے کہ جو نیکی اس نے آگے بھیجی اور جو نیک طریقہ رائج کر کے بعد میں چھوڑ گیا جس پر لوگ عمل کر رہے ہیں تو عمل کرنے والوں کے برابر اس کو بھی ثواب ملتا رہے گا، یا اگر برا طریقہ چھوڑ گیا تو بعد میں اس پر عمل کرنے والوں کے برابر اس کو بھی گناہ ملتا رہے گا۔

(۱۰۹)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخِرَقِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ہدایت کی طرف بلائے گا، اسے ان لوگوں کے برابر اجر ملتا رہے گا جتنے اس کی پیروی کریں گے، مگر ان کے اجر میں کمی واقع نہیں ہوگی، جو گمراہی کی طرف دعوت دے تو اسے بھی ان لوگوں کے برابر گناہ ملتا رہے گا جتنے لوگ اس کی پیروی کریں گے، ان کے گناہ میں کمی واقع نہیں ہوگی۔''

(۱۱۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ هَوَازِنَ الْقُشَيْرِيُّ، أَنْبَأَنَا الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْبَغَوِيُّ بِبَغْدَادَ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْهَيْثَمِ السَّامَرِّيُّ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ دَاوُدَ الزُّبَيْرِيُّ......

أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ كَثِيرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْمُزَنِيُّ يُحَدِّثُ عَنْ جَدِّهِ، عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي قَدْ أُمِيتَتْ بَعْدِي، فَإِنَّ لَهُ مِنَ

بلال بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: ''جو شخص میری کسی سنت کو زندہ کرے، جسے میرے بعد مٹا دیا گیا تھا، تو اسے بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا کہ اس پر عمل کرنے والے کو ملے گا، لیکن اس سے ان کے اجروں میں کمی واقع نہیں ہوگی، جو شخص دین میں بدعت ایجاد کرے جسے اللہ

(۱۰۹) أخرجه مسلم: ۲٦۷٤

(۱۱۰) هذا حديث حسن ......أخرجه ابن ماجه: ۲۱۰

الأَجْرِ مِثْلَ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنَ النَّاسِ لا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ، وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً لا تُرْضِي اللّٰهَ ورَسُولَهُ، فَإِنَّ لَهُ مِثْلَ إِثْمِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنَ النَّاسِ لا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِ النَّاسِ شَيْئًا۔))

اور اس کے رسول پسند نہیں فرماتے، تو جتنے لوگ بھی اس پر عمل کریں گے ان کے برابر اس کو بھی گناہ ملتا رہے گا، لیکن اس سے ان لوگوں کے گناہوں میں کمی واقع نہیں ہوگی۔"

شرح یہ حدیث حسن ہے۔ بلال بن حارث مزنی ہیں اور ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے اور ان کا شمار اہل مدینہ میں ہوتا، اور کثیر یہ کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف بن زید ہیں۔ قبیلہ بنو مزینہ سے ہیں اور مدینہ کے رہنے والے ہیں۔

(١١١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ الطَّاهِرِيُّ، أَنْبَأَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعُذَافِرِيُّ، أَنْبَأَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ......

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْقَاتِلِ كِفْلٌ مِنْ إِثْمِهَا، لأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص بھی ظلماً قتل کیا جاتا ہے تو آدم علیہ السلام کے قاتل بیٹے (قابیل) پر بھی اس کے قتل کا گناہ پڑتا ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ جاری کیا ہے۔"

شرح (کفل) کا معنی حصہ ہے۔

ایک شخص نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے جامع اور نفع مند باتیں بتایئے، تو آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا، قرآن تجھے جیسے موڑے اسی طرف مڑ جائے، جو شخص حق بات لے کر آئے اس کی بات مان لے خواہ وہ ناپسندیدہ شخص ہی کیوں نہ ہو، اور جو شخص باطل بات لے کر آئے اس کی بات رد کر دے خواہ وہ قریبی اور پیارا شخص ہی کیوں نہ ہو۔

(١١١) أخرجه البخاري: ٣٣٣٥، ومسلم: ١٦٧٧

(2)......كِتَابُ الْعِلْمِ
علم کی کتاب

(1)......بَابُ تَبْلِيغِ حَدِيثِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحِفْظِهِ
رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو یاد کرنا اور آگے پہنچانا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾ .... ''رسول تمھیں جو بات دے وہ لے لو۔''
(سورۂ حشر:۷)

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حکم آپ کے زمانہ والے اور بعد والے سب لوگوں کے لیے عام ہے۔ چنانچہ بعد والے لوگوں تک آپ کی بات صرف تبلیغ کے ذریعے ہی سے پہنچ سکتی ہے۔ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا:''موجود غیر موجود کو یہ پیغام پہنچا دیں۔''

(١١٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ......

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((نَضَّرَ اللهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي، فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَأَدَّاهَا، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيهٍ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ ثَلاثٌ لا يَغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ، إِخْلاصُ الْعَمَلِ لِلَّهِ، وَالنَّصِيحَةُ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جو میری بات سن کر اسے یاد رکھے اور اسے آگے پہنچائے، بہت سے فقہ جاننے والے لوگ فقیہ نہیں ہوتے اور بہت سے اہل علم ایسے لوگوں کو علم پہنچاتے ہیں جو ان سے زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں، تین چیزوں میں مسلمانوں کا دل خیانت نہیں کرتا (۱) اللہ کے لیے خالص عمل۔ (۲) مسلمانوں کی

(١١٢) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٢٦٥٨، وابوداود: ٣٣٦٠

لِلْمُسْلِمِينَ، وَلُزُومُ جَمَاعَتِهِمْ، فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ۔)) خیر خواہی۔ (۳) اور ان کی جماعت کا ساتھ دینا، کیونکہ ان کی دعوت پورے ماحول پر حاوی ہوتی ہے۔''

شرح: ابوسلیمان خطابی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "نضَّر الله امرا" یہ تروتازگی اور خوشی کی دعا ہے۔ اسے شد کے بغیر "نضَر الله" بھی پڑھا گیا ہے۔ اور یہی زیادہ بہتر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد چہرے کی رونق نہیں بلکہ بلند مرتبہ اور صحت یابی مراد ہے۔

((لا يغل عليهن۔)) یاء مفتوح اور غین مکسور ہو تو اس کا مصدر (غَلٌّ) جس کا معنی کینہ، کپٹ ہے۔ آپ کی مراد یہ ہے کہ اس کے دل میں تعصب نہیں آتا جو اس حق سے ہٹا دے۔ یا ''یاء'' پر ضمہ بھی پڑھا گیا جیسے (يُغل) یہ باب افعال سے ہے جس کا معنی خیانت کرنا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ آپ نے صلح حدیبیہ کی تحریر میں لکھا تھا: ((لا اغلال و لا اسلال۔)) کہ نہ چوری کی جائے گی نہ خیانت۔ (اغلال) سے مراد خیانت اور (اسلال) سے مراد چوری ہے۔ عربوں کا مقولہ ہے: (فلان مغل مسل) کہ فلاں آدمی خائن اور چور ہے۔ اسی طرح عربی میں چوری کو (سلة) کہتے ہیں۔

مال غنیمت میں خیانت کے معنی میں ہے۔ لیکن یہ باب افعال اغلال سے مشتق نہیں بلکہ یہ باب غل یغل ہے جیسا کہ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ما كان لنبي ان يغل﴾ .... ''نبی کے شایان شان نہیں کہ وہ خیانت کرے۔''

گویا یہ تین باب ہیں۔ مال غنیمت میں خیانت کے لیے باب غل يَغُلُّ استعمال ہوتا ہے، عام خیانت کے لیے باب افعال سے جبکہ کینہ وحسد کے لیے غَلَّ يَغِلُّ استعمال ہوتا ہے۔

اس حدیث میں اشارہ پایا جاتا ہے کہ حدیث کو یاد کرنے کے لیے بار بار پڑھنا چاہیے۔ امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں حدیث سن کر اپنے نوکر کو سناتا ہوں تاکہ مجھے اچھی طرح یاد ہو جائے، خادم کو سنانے کا مقصد یہ ہے کہ اس طرح مجھے یاد ہو جائے۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص مکمل فقیہ نہیں اس کے لیے حدیث میں اختصار کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس طرح وہ بعد والے ان لوگوں کے لیے استنباط کا راستہ بند کر دے گا جو اس سے زیادہ فقیہ ہیں، اس حدیث میں یہ مسئلہ بھی ہے کہ دین سیکھنا واجب ہے اسی طرح حدیث سے استنباط کرنے اور پوشیدہ راز کو ظاہر کرنے کی ترغیب بھی ہے۔

حدیث کو بالمعنی روایت کرنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض لوگوں نے اس کی رخصت دی ہے جناب واثلہ بن اسقع کہتے ہیں: جب ہم تمھیں روایت بالمعنی بیان کر دیں تو وہ تمھارے لیے کافی ہے۔ حسن بصری، امام شعب اور امام نخعی رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

ایوب ابن سرین رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں دس آدمیوں سے حدیث سنتا تھا۔ سب کے الفاظ مختلف ہوتے

تھے لیکن معنی ایک ہوتا تھا۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اگر تم چاہو تو حدیث میں کمی تو کر سکتے ہو لیکن اضافہ نہیں کر سکتے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اگر میں یوں کہوں کہ میں تمھیں اسی طرح بیان کرتا ہوں جس طرح حدیث سنتا ہوں تو تم میری بات نہ ماننا کیونکہ میں روایت بالمعنی کرتا ہوں۔ وکیع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اگر روایت بالمعنی کی گنجائش نہ ہوتی تو لوگ ہلاک ہو جاتے۔ مگر عبداللہ بن عمر، قاسم بن محمد، ابن سیرین، رجاء بن حیوہ، مالک بن انس، ابن عیینہ، عبدالوارث، یزید بن زریع، وہیب، احمد اور یحییٰ رحمۃ اللہ علیہم لفظوں کی اتباع کو لازمی سمجھتے ہیں۔ (یعنی روایت بالمعنی کی اجازت نہیں دیتے۔)

آئمہ حدیث اور علماء کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ محدث کے سامنے قراءت کرنا اور اس پر حدیث پیش کرنا پھر اسی سے آگے روایت کرنا جائز ہے۔ امام حسن بصری، امام شعبی، عروہ، ہشام بن عروہ، زید بن اسلم، عکرمہ، زہری، ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کا یہی مذہب ہے اور ان کی دلیل ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے۔

(عرض) یعنی محدث پر روایت پیش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ طالب علم اپنی وہ کتاب محدث کو دے جس کتاب کی روایات اس نے اس محدث سے سنی ہیں اور محدث انہیں غور سے دیکھ کر پہچانے گا اور طالب علم سے کہے گا کہ یہ میری ہی روایات ہیں جو میں نے اپنے اساتذہ سے سنی ہیں چنانچہ تو ان روایات کو مجھ سے بیان کر سکتا ہے۔ (اور سماع کا معنی محدث کی زبان سے روایات سننا ہے۔)

عاصم احول رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے امام شعبی پر فقہ سے متعلق احادیث پیش کیں تو انہوں نے مجھے بیان کرنے کی اجازت دی۔

مطرف بن عبداللہ کہتے ہیں: دس سال میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہا لیکن میں نے انہیں کسی پر موطا امام مالک پڑھتے نہیں دیکھا، نیز میں نے ان کو اس شخص کی تردید کرتے ہوئے سنا جو کہتا ہے کہ سماع کے علاوہ کوئی اور طریقہ جائز نہیں، آپ فرمایا کرتے تھے: حدیث میں سماع کیوں ضروری ہے جبکہ قرآن میں ضروری نہیں حالانکہ قرآن حدیث سے بلند مرتبہ ہے۔

ابن ابی اویس کہتے ہیں: امام مالک سے کسی نے ان کی احادیث کے متعلق پوچھا: کیا وہ بطریق سماع ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا: کچھ بطریق سماع اور کچھ بطریق عرض ہیں، تاہم میرے نزدیک عرض کا درجہ سماع سے کم نہیں۔

امام اوزاعی، امام ثوری، ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ عرض، سماع نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ((نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءً سَمِعَ مَقَالَتِي۔)) کہ ''اللہ اس آدمی کو خوش رکھے جو میری حدیث سنتا ہے۔'' نیز فرمایا: ((تَسْمَعُوْنَ وَيُسْمَعُ مِنْكُمْ۔)) کہ ''تم احادیث سنتے ہو، پھر لوگ تم سے احادیث سنیں گے۔'' کیا محدث کے سامنے احادیث پڑھنا اِخبار (روایت بیان کرنے کا ایک طریقہ) میں شامل ہے یا نہیں؟ اس میں

بھی اختلاف ہے۔ ابو عاصم، امام مالک، اور سفیان رحمۃ اللہ علیہم سے بیان کرتے ہیں: عالم کے سامنے حدیث پڑھنا یا عالم کا حدیث پڑھ کر سنانا دونوں طریقے برابر ہیں۔

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جب طالب علم استاد کے سامنے حدیث پڑھتا ہے تو آگے بیان کرتے وقت ''حدثنی'' کہہ دے تو اس میں کوئی حرج نہیں، نیز ان کے نزدیک (حدثنا، اخبرنا، انبأنا، سمعت) یہ سب الفاظ برابر درجہ رکھتے ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس دستاویز سے بھی دلیل لی تھی جو کچھ لوگوں کے سامنے پڑھی جارہی تھی اور وہ کہہ رہے تھے: فلاں نے بھی ہمیں گواہی دی ہے، جب پڑھانے والے پر اسے پڑھا جاتا تو وہ کہتا: مجھے فلاں نے پڑھایا تھا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، امام مالک اور یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہم مناولہ اور اہل علم کا اپنی روایات لکھ کر دوسرے شہروں میں بھیجنا جائز سمجھتے تھے۔

شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: منصور نے مجھے ایک حدیث لکھ کر بھیجی، پھر بعد میں میں ان سے ملا تو اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے تجھے حدیث بیان نہیں کردی؟ جب لکھ کر بھیج دی تو بیان ہی کردی۔

بعض اہل حجاز نے (مناولہ) کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے لی ہے جس میں ہے کہ آپ نے لشکر کے امیر کو ایک خط لکھ کر دیا اور فرمایا: ''فلاں جگہ پہنچنے سے پہلے اس کو نہ پڑھنا۔'' جب وہ اس جگہ پہنچا تو وہ خط لوگوں کو پڑھ کر سنایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم انہیں بتایا۔

حافظ ابوعبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: روایت کے متعلق جو چیز مجھے پسند ہے اور جس پر میں نے اپنے اکثر اساتذہ کو پایا ہے وہ یہ ہے کہ جس حدیث کے الفاظ وہ محدث سے سنتے ہیں اور دوسرا کوئی آدمی اس میں شریک نہیں ہوتا تو اس روایت کو بیان کرتے وقت "حدثنی فلان" کہتے ہیں۔ اگر کوئی دوسرا بھی اس میں شریک ہو تو (حدثنا فلان) کہتے ہیں، اور جس روایت کو وہ خود محدث پر پڑھتے ہیں وہاں (اخبرنی فلان) کہتے ہیں، اور جو حدیث محدث کے سامنے پڑھی جارہی ہو اور وہاں یہ بھی موجود ہو تو اس کو آگے روایت کرتے ہوئے (اخبرنا فلان) کہتے ہیں، اور جب محدث کے سامنے کوئی اور حدیث پیش کی جائے اور محدث اسے زبانی روایت بیان کرنے کی اجازت دیدے تو وہاں (انبأنی فلان) کہتے ہیں اور جو روایت محدث لکھ کر بھیج دے لیکن زبانی اجازت نہ دے تو وہاں (کتب الیّ فلان) کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

چھوٹے بچے کا سماع حدیث کب درست ہوتا ہے؟ اس پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے دلیل لی ہے جو وہ محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کلی یاد ہے جو آپ نے ڈول سے پانی لے کر میری طرف کی تھی اور اس وقت میری عمر پانچ سال تھی۔

(۱۱۳)۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْفَضْلِ زِيَادُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الْحَنَفِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ بِشْرٍ النَّقَّاشُ ، أَخْبَرَنَا أَبُو شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الضَّحَّاكُ الْبَابْلُتِّيُّ ، أَخْبَرَنَا الأَوْزَاعِيُّ ، حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً ، وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلا حَرَجَ ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری بات کو آگے پہنچاؤ خواہ وہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو، اور بنی اسرائیل سے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں، جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔''

تشریح اس کو محمد نے ضحاک بن مخلد سے اس نے ابو عاصم نبیل سے اور اس نے اوزاعی سے بھی نقل کیا ہے۔

ابو کبشہ سلولی کا نام معلوم نہیں، حسان بن عقبہ شامی ہیں، اوزاعی کا نام عبداللہ بن عمرو اور کنیت ابو عمرو ہے اور آپ کی نسبت شامی ہے۔ ''اوزاع'' بنو حمیر قبیلہ کا ایک خاندان ہے۔ لیکن یہ اس خاندان سے نہیں تھے بلکہ ان میں رہتے تھے۔ ۱۵۷ھ میں فوت ہوئے۔ یحییٰ بن عبداللہ بابلتی کی کنیت ابو سعید ہے۔ جزیرہ کے رہنے والے ہیں اور بنو امیہ کے مولیٰ ہیں۔ انہوں نے اس پر کلام بھی کیا ہے تاہم ان کی بہت سی روایات مقبول ہیں جو ثقات کے موافق ہیں۔

((وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلا حَرَجَ۔)) سے مراد یہ نہیں کہ بنی اسرائیل پر جو چاہو جھوٹ باندھتے رہو بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ بطور تبلیغ اسرائیلی روایات بیان کرنے کی اجازت ہے۔ اگرچہ وہ اسنادی طور پر درست نہ ہوں۔ کیونکہ ان کی روایات میں سند بیان کرنا ناممکن ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے سے بچنے کے لیے یہ بات بھی ضروری ہے کہ آپ سے صرف وہی روایت نقل کی جائے جس کی سند درست اور ثابت شدہ ہو۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''آدمی کے گنہگار ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کردے۔'' (مقدمہ صحیح مسلم: ۵)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر میں اللہ تعالیٰ کے متعلق وہ بات کہہ دوں جو میں جانتا نہیں تو مجھے کونسی زمین اٹھائے گی اور کونسا آسمان مجھ پر سایہ کرے گا۔

مطر الوراق کہتے ہیں آیت: ﴿أَوْ أَثَارَةٍ مِّنَ الْعِلْمِ﴾ سے مراد احادیث کی سندیں ہیں۔

---

(۱۱۳) أخرجه البخاري: ۳۴۶۱، وقد روى شطره مسلم في المقدمه:۳ ولفظه:"من كذب على متعمدا فليتبوأ مقعد من النار"

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اسحاق بن ابوفروہ سے سنا انہوں نے کہا: قال رسول اللہ ﷺ پھر کہنے لگے: اے ابوفروہ کے بیٹے! اللہ تجھے ہلاک کرے، تجھے اللہ پر کیسے جراءت ہوگئی، تو اپنی حدیث کی سند کیوں نہیں بیان کرتا، تو ہمیں ایسی روایات بیان کرتا ہے جن کی نہ کوئی مہار ہے نہ کوئی لگام۔ (یعنی جن کا کوئی اصل نہیں۔)

علماء کا مرسل روایت کے حجت ہونے میں اختلاف ہے۔ ابراہیم نخعی، حماد بن ابی سلیمان، ابوحنیفہ اور اصحاب الرائے وغیرہ کی ایک جماعت اس کو حجت سمجھتی ہے جبکہ فقہاء حجاز، ابن مسیّب، زہری، مالک، اوزاعی، شافعی اور احمد وغیرہ اس کو حجت نہیں سمجھتے۔

مرسل وہ روایت ہوتی ہے کہ تابعی یا تبع تابعی رسول اللہ ﷺ سے روایت بیان کرے اور درمیان میں کوئی واسطہ ذکر نہ کرے جس سے اس نے خود روایت سنی ہے۔

مدلس روایت کے حجت ہونے میں بھی اختلاف ہے۔ اہل کوفہ اسے صحیح کہتے ہیں جبکہ اہل حجاز مدلس روایت سے حجت نہیں لیتے۔ مدلس روایت وہ ہوتی ہے جس میں محدث بیان کرتے وقت (حدثنی فلان، سمعت منه) کے الفاظ کی بجائے (قال فلان) کا لفظ استعمال کرے۔ نیز وہ محدث فلاں سے روایت لینے میں مشہور بھی ہو۔ مثلاً سفیان ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کہیں: قال ابن شهاب۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں: حدثنا فلان۔ (یعنی ایک محدث اپنے استاد سے روایت نقل کرے جو روایت اس نے خود اپنے استاد سے نہیں سنی لیکن الفاظ ایسے استعمال کرے جن سے سماع کا شبہ پڑے)

اس محدث کی روایت میں بھی اختلاف ہے جس کا سماع بھی درست ہے اور کتاب بھی درست ہے اور بظاہر عالم بھی ہے مگر اسے اپنی بیان کردہ روایت یاد نہیں۔ جیسا کہ ہمارے دور کے اکثر محدث ہیں۔ امام مالک اور ابوحنیفہ رحمہما اللہ کے علاوہ اکثر محدثین ایسی روایت کو حجت سمجھتے ہیں۔ بدعتی اور خواہش پرست راویوں کی روایات میں بھی اختلاف ہے تاہم اگر وہ روایت بیان کرنے میں سچ بولتے ہوں تو اکثر محدثین ان کی روایت کو قبول کر لیتے ہیں جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عباد بن یعقوب رواجنی سے روایت لی ہے۔ اسی طرح محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے: ہمیں عباد بن یعقوب نے روایت بیان کی ہے جو روایت کرنے میں تو سچا ہے لیکن دین میں متہم ہے۔ اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں محمد بن زیاد الھانی اور حریز بن عثمان رجی سے روایات لی ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں ''ناصبی'' مشہور تھے۔ اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے ابومعاویہ محمد بن حازم ضریر اور عبیداللہ بن موسیٰ کی روایات سے صحت پکڑی ہے حالانکہ یہ دونوں غلو کرنے میں مشہور تھے۔ لیکن امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حدیث رسول کسی ایسے شخص سے نہیں لی جائے گی جو خواہش پرست ہے اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیتا ہے اور نہ اس سے ہی جو کذاب ہے اور لوگوں سے جھوٹ بولتا ہے اگرچہ حدیث رسول میں جھوٹ بولنے کی تہمت اس پر ثابت نہ ہو ایسے

راویوں کی روایت قبول کرنے میں پائے جانے والے اختلاف کا تذکرہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں بھی کیا ہے۔
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا، کیا قدریہ اور مرجئہ وغیرہ سے روایت لکھنا جائز ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا: جی ہاں، اگر وہ ارجاء وقدر کی دعوت نہ دیتا ہو تو جائز ہے، وگرنہ نہیں۔

یہ حدیث دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح روایات کو آگے روایت کرنا واجب ہے۔

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر تم میری گردن پر تلوار رکھ دو لیکن مجھے یقین ہو کہ تمھارے تلوار چلانے سے پہلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا سکوں گا تو میں وہ حدیث سنا کر ہی رہوں گا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حدیث زیادہ سیکھو کیونکہ یہ اسلحہ ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ لوگوں کے لیے حدیث سے زیادہ نفع مند چیز کوئی نہیں۔ حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ محدثین کے متعلق فرماتے ہیں: یہ ساری دنیا سے بہتر لوگ ہیں۔

(2)......بَابُ إِثْمِ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے والے پر گناہ

(١١٤)۔ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ جَعْدٍ، أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ، سَمِعْتُ رِبْعِيًّا......

يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ۔))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ پر جھوٹ نہ باندھو کیونکہ جو مجھ پر جھوٹ باندھے گا وہ جہنم میں جائے گا۔''

شرح: یہ روایت بخاری مسلم کی ہے، امام بخاری نے اسے علی بن جعد سے اور امام مسلم نے محمد بن مثنی سے عن محمد بن جعفر عن شعبہ سے روایت کیا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو الحسن اور نسبت قرشی اور ہاشمی ہے۔ آپ ۵۸ رسال کی عمر میں رمضان ۴۰ھ کو کوفہ شہر میں شہید کیے گئے۔

ربیع بن حراش قبیلہ بنو غطفان سے ہیں اور کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ آپ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ آنکھوں سے کانے تھے۔

(١١٥)۔ أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَنْبَأَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ

(١١٤) أخرجه البخاري: ١٠٦، ومسلم في المقدمة: ١

(١١٥) أخرجه البخاري: ١٢٩١، وروى مسلم شطره الاول معلقا على الحديث: ٤

بْنِ مَحْمِشَ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّيْدَلانِيُّ فِي سَنَةِ ثَلاثٍ وَثَلاثِينَ وَثَلاثِمِائَةٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ فِي جُمَادَى الأُولَى سَنَةَ سَبْعٍ وَخَمْسِينَ وَمِائَتَيْنِ، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ الأَسَدِيُّ......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ: كَانَ أَوَّلَ مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ بِالْكُوفَةِ قَرَظَةُ بْنُ كَعْبٍ، وَزَعَمَ أَنَّ الْمُغِيرَةَ قَامَ فَحَمِدَ اللَّهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.)) وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ.))

علی بن ربیعہ کہتے کہ قرظہ بن کعب پہلے آدمی ہیں جن پر کوفہ میں نوحہ ماتم کیا گیا۔ مزید کہتے: مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی، پھر کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرماتے تھے: ''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔'' نیز میں نے سنا آپ فرما رہے تھے: ''جس پر نوحہ کیا جائے گا اسے نوحے کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔''

شرح امام بخاری نے اسے ابونعیم عن سعید بن عبید عن علی بن ربیعہ کی سند سے اور امام مسلم نے محمد بن عبیداللہ بن سمیر عن سعید بن عبید سے اور علی بن حجر عن علی بن مسہر عن محمد بن قیس اسدی سے روایت کیا ہے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ یا ابوعیسیٰ ہے۔ کوفہ کے گورنر رہے ہیں ۵۰ھ میں وفات پائی، آپ بہت سمجھدار آدمی تھے۔ علی بن ربیعہ کی کنیت ابومغیرہ ہے۔ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ قبیلہ اسد خزیمہ کے خاندان والیہ سے تعلق رکھتے تھے۔

(١١٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ......

عَنْ سَلَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.))

سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: ''جو میرے متعلق ایسی بات کہے جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔''

شرح سلمہ سے مراد ابن عمرو بن اکوع رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی کنیت ابومسلم ہے اور یزید بن ابی عبید ان کے مولیٰ ہیں۔

((فلْيتبوأ)) سے مراد یہ ہے کہ وہ جہنم میں اپنا گھر بنا لے۔

(١١٦) أخرجه البخاري: ١٠٩

قرآن مجید کے ارشادات: ﴿نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ﴾ .... ''جہاں ہم چاہیں گے اسے جنت میں جگہ دے دیں گے۔'' (سورۂ زمر: ۷۴) یعنی وہ جنت کو اپنا گھر بنالیں گے۔ مزید فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ﴾ .... ''جن لوگوں نے دار مدینہ اور ایمان میں اپنی جگہ بنالی۔'' (سورۂ حشر: ۹)

﴿وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ مُبَوَّأَ صِدْقٍ﴾ .... ''ہم نے بنی اسرائیل کو رہنے کے لیے بہت اچھا ٹھکانہ دیا۔'' (سورۂ یونس: ۹۳) یعنی ہم نے ان کو رہنے کے لیے بہترین جگہ دی۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے: کافروں کے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کے بعد جھوٹ کی سب سے بڑی قسم یہ ہے کہ کوئی آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''مجھ پر جھوٹ باندھنا عام آدمی پر جھوٹ باندھنے جیسا نہیں، جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔''

اسی لیے صحابہ وتابعین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ روایات بیان کرنا ناپسند کیا کرتے تھے تاکہ کمی بیشی یا غلطی نہ ہو جائے حتی کہ بعض تابعین ڈر کی وجہ سے مرفوع روایت کو صحابی کی موقوف روایت بنا کر بیان کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: صحابی کے متعلق جھوٹ بولنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے سے ہلکا گناہ ہے۔ اسی طرح بعض تابعین حدیث کی سند کو بیان کرتے اور جب سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی تو آپ کا نام نہ لیتے بلکہ صرف (قال) کہہ دیتے، بعض تابعین صحابی کا نام لے کر کہتے: وہ اسے مرفوع بیان کرتے ہیں۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، اس کو نبی علیہ الصلاۃ والسلام تک پہنچاتے ہیں۔ یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے ڈر اور وعید کی بنا پر تھا۔

(3)......بَابُ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ
جو شخص بغیر علم کے قرآن کی تفسیر بیان کرے

(۱۱۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْمُظَفَّرِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو سَعِيدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ الْفَقِيهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَصْرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَضْلِ الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الأَعْلَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے علم کے بغیر قرآن کی تفسیر کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے اور جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ بھی اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔''

(۱۱۷) ضعیف ......أخرجه الترمذي: ۲۹۵۰

شرح: سعید بن ہشام کی کنیت ابوعبداللہ ہے، قبیلہ بنو اسد کے خاندان بنوالیہ سے ہیں، ۱۵ھ میں شہید ہوئے۔

(۱۱۸)۔ أَخبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ التُّرَابِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمُّوَيْهِ السَّرَخْسِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ خُزَيْمٍ الشَّاشِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَنْبَأَنَا الثَّوْرِيُّ ، عَنْ عَبْدِ الأَعْلَى ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔''

(۱۱۹)۔وَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ التُّرَابِيُّ ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمُّوَيْهِ ، أَنْبَأَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خُزَيْمٍ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى ، وَقَبِيصَةُ ، وَعَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ عَبْدِ الأَعْلَى ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے علم کے بغیر قرآن کی تفسیر کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔''

(۱۲۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ التُّرَابِيُّ ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمُّوَيْهِ ، أَنْبَأَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خُزَيْمٍ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ، أَخْبَرَنَا حَيَّانُ بْنُ هِلَالٍ ، أَخْبَرَنَا سُهَيْلٌ أَخُو حَزْمٍ الْقُطَعِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ......

عَنْ جُنْدَبٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ ، فَأَصَابَ ، فَقَدْ أَخْطَأَ۔))

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے، وہ صحیح تفسیر بھی کرے تو بھی غلطی پر ہے۔''

شرح: ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، بعض محدثین نے سہیل بن ابوحزم پر جرح کی ہے۔

---

(۱۱۸) ضعیف ......أخرجه الترمذی: ۲۹۵۱

(۱۱۹) ضعیف ......أخرجه الترمذی: ۲۹۵۰

(۱۲۰) ضعیف ......أخرجه ابوداود: ۳۶۵۲ ، والترمذی: ۲۹۵۲

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: صحابہ وغیر صحابہ بہت سارے اہل علم سے یہی مروی ہے کہ وہ بغیر علم کے قرآن کی تفسیر کرنے پر بہت سختی کیا کرتے تھے۔ تاہم مجاہد اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ دیگر علماء سے جو قرآن کی تفسیر مروی ہے تو ان کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جاسکتا کہ یہ تفسیر انہوں نے اپنے پاس سے بغیر علم کے کی ہے۔ معمر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: قرآن مجید کی ہر آیت کی تفسیر کا میں نے سماع کیا ہے۔

حماد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے ایوب سے پوچھا: ابو درداء رضی اللہ عنہ کے اس قول کا کیا مفہوم ہے کہ تو اس وقت تک مکمل فقیہ نہیں بن سکتا جب تک کہ قرآن کے کثیر معانی کو نہ جان لے؟ تو وہ سوچنے لگ گئے، میں نے کہا: اس کا مفہوم یہ ہے کہ تو اس کے معانی کو تو جانتا ہو لیکن اپنانے سے ڈرتا ہو، تو وہ کہنے لگے: جی ہاں یہی مفہوم ہے۔

(4)......بَابُ الْخُصُوْمَةِ فِيْ الْقُرْآنِ
قرآن میں جھگڑنا

(۱۲۱)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ الطَّاهِرِيُّ، أَنْبَأَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَزَّازُ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعُذَافِرِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّبَرِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: سَمِعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا تَدَارَءُوْنَ، قَالَ الرَّمَادِيُّ: يَتَمَارَوْنَ، فَقَالَ: ((إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِهٰذَا، ضَرَبُوا كِتَابَ اللّٰهِ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ، وَإِنَّمَا نَزَلَ كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يُصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضًا، فَلَا تُكَذِّبُوا بَعْضَهُ بِبَعْضٍ، فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُولُوهُ، وَمَا جَهِلْتُمْ فَكِلُوهُ إِلَى عَالِمِهِ۔))

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو قرآن کی تفسیر میں جھگڑتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوگئے کہ وہ کتاب اللہ کے ایک حصے کو دوسرے سے ٹکراتے تھے (یعنی اس میں تناقض پیدا کرتے تھے) حالانکہ کتاب اللہ تو ایک دوسرے کی تصدیق کے لیے اتری تھی، چنانچہ تم بھی بعض حصوں کو تکذیب کا ذریعہ نہ بناؤ، جو کچھ تمھیں معلوم ہے اسے بیان کرو اور جو کچھ معلوم نہیں اسے جاننے والوں کے سپرد کرو۔''

تشریح عمرو بن شعیب کی کنیت ابو ابراہیم ہے۔

(۱۲۱) حدیث صحیح ......أخرجه الامام احمد فی المسند: ٦٧٥٣، ورواه ابن ماجه بمعناه: ٨٥

((یتدارؤون)) کا مطلب ہے انہوں نے اختلاف کیا، قرآن کی آیت ﴿فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا﴾ .... بھی "اختلفتم" کے معنی میں ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ۔)) "تم سے پہلے لوگ کتاب میں اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔" (صحیح مسلم: ۲۶۶۶)

ابوسلمہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قرآن میں جھگڑنا کفر ہے۔"

(صحیح، مسند احمد: ۷۸۵۳)

اس کے مفہوم میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں: اس سے مراد شک کرنا ہے جیسا کہ آیت ﴿فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ﴾ میں ﴿مِرْيَةٍ﴾ کا معنی شک ہے، بعض کہتے ہیں: اس کا معنی ایسا جھگڑا ہے جو شک میں ڈال دے۔ یعنی جب آدمی قرآن میں بحث کرے گا تو متشابہ آیات میں شک کرنے لگے گا جس کے نتیجہ میں انکار کرنا شروع کر دے گا، سوائے اس آدمی کے جسے اللہ تعالیٰ بچائے۔ چنانچہ اس انجام کے اعتبار سے آپ نے اسے کفر قرار دیا ہے۔

بعض نے قراءت میں جھگڑنا مراد لیا ہے اور وہ یوں ہے کہ انسان بعض منقول قراءتوں کا انکار کر دے حالانکہ قرآن سات قراءتوں میں نازل کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایسے شخص کو آپ نے کفر کی دھمکی دی ہے تاکہ وہ جھگڑنے اور تکذیب کرنے سے باز آجائے کیونکہ قرآن کی ساری لغات نازل شدہ ہیں ان پر ایمان لانا واجب ہے۔

ابوالعالیہ ریاحی کے پاس جب کوئی آدمی قرآن پڑھتا تو آپ اسے یوں نہ کہتے: ایسے درست نہیں، بلکہ یوں کہتے: میں تو اس طرح پڑھتا ہوں۔

شعیب بن ابو حجاب کہتے ہیں: میں نے یہ بات ابراہیم کے سامنے کی تو وہ کہنے لگے: میرا خیال ہے تیرے دوست نے سن رکھا ہے کہ جس نے قرآن کے ایک حرف کا انکار کیا گویا اس نے سارے قرآن کا انکار کر دیا۔

بعض کہتے ہیں: قرآن مجید کی جن آیات میں تقدیر اور سزاؤں یا ان کے ہم معنی مضامین کا تذکرہ ہے ان پر اہل کلام کے طریقے کے مطابق بحث کرنا اور جھگڑنا مراد ہے، احکام اور حلت وحرمت والی آیات میں اختلاف کرنا مراد نہیں، کیونکہ اس میں تو صحابہ کے مابین بھی اختلاف ہوا اور اختلاف کے دوران آیات پر بحث بھی ہوئی چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ .... "اگر کسی چیز میں تمھارا جھگڑا ہو جائے تو اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ۔"

(۱۲۲)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سِرَاجِ الطَّحَّانُ، أَنْبَأَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْمَرْوَرُّوذِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ

(۱۲۲) هذا حديث مرسل، ثم في اسناده علی بن زيد بن عبد الله البصری، ضعّفه الجمهور

الْـعَزِيزِ الْمَكِّيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلامٍ ، أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ......

عَـنِ الْـحَسَـنِ ، يَـرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ آيَةٌ إِلا لَهَـا ظَهْـرٌ وَبَطْنٌ ، وَلِكُلِّ حَرْفٍ حَدٌّ ، وَلِكُلِّ حَـدٍّ مَـطْـلَـعٌ۔)) قَالَ: فَقُلْتُ: يَا أَبَا سَعِيدٍ مَا الْمُطَّلَعُ؟ قَالَ: يَطَّلِعُ قَوْمٌ يَعْمَلُونَ بِهِ۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن مجید میں جو آیت بھی اتری ہے اس کا ایک ظاہری مفہوم ہے اور ایک باطنی، اور ہر حرف کی ایک انتہاء ہے اور ہر انتہاء کا ایک مقام ہے۔''

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے ابوسعید سے پوچھا: ''مطلع'' سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے کہا: کہ لوگ اسے معلوم کر کے اس پر عمل کریں۔

شرح: ابوعبیدہ کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ حسن بصری نے اس بارہ میں وہی بات کی ہے جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہی تھی کہ مجھے حجاج نے شعبہ سے بیان کیا، وہ عمرو بن مرہ سے اور وہ مرہ سے بیان کرتے ہیں، وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ قرآن کے ہر حرف اور ہر آیت پر لوگوں نے یا تو عمل کیا ہے یا عمل کریں گے۔ شیخ بغوی کہتے ہیں: یہ حدیث مرسل ہے۔

یہ حدیث ابوالاحوص سے بھی مروی ہے وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: ''قرآن سات لغات پر نازل کیا گیا ہے، ان میں سے ہر آیت کا ایک ظاہری اور ایک باطنی مفہوم ہے، اور ہر انتہاء کا ایک مقام ہے۔'' (رواہ الطبرانی باسنادین ضعیفین)

((لکل آیۃ منھا ظھر وبطن)) اس کی تفسیر میں اختلاف ہے، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی تفسیر پوچھی گئی تو انہوں نے کہا: یہ ایک عربی مقولہ ہے: (قلبت امری ظھرا لبطن) کہ میں نے اپنے معاملے پر اچھی طرح غور کیا ہے۔

ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ (ظھر) سے قرآن کے الفاظ اور (بطن) سے تفسیر مراد ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ (ظھر) سے مراد ان اقوام کے واقعات ہیں جنہوں نے نافرمانی کی اور سزا کے طور پر ہلاک کر دیے گئے۔ چنانچہ یہ واقعات بظاہر تو ایک خبر اور اطلاع ہیں لیکن درحقیقت یہ نصیحت ہیں اور عبرت ہیں کہ کوئی آدمی بھی ان جیسا کردار نہ اپنائے ورنہ اس پر بھی اسی طرح کا عذاب نازل ہوگا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ظاہر سے مراد قرآن کے نازل ہونے پر ایمان لانا اور باطن سے مراد اس پر عمل کا واجب ہونا ہے۔ چنانچہ ہر آیت کے متعلق یہ دونوں امور واجب ہیں، کیونکہ امر و نہی، وعد وعید، مثالیں اور نصائح، ماضی اور مستقبل کی خبریں یہ تمام قرآنی موضوعات اور معانی ہیں اور ان میں سے ہر ایک پر ایمان لانا واجب ہے۔ ان کی تصدیق کرنا اور ان کے مطابق عمل کرنا واجب ہے، احکامات پر عمل یہ ہے کہ انہیں اپنایا جائے، نہی پر عمل یہ

ہے کہ اسے ترک کر دیا جائے، وعدوں پر عمل یہ ہے کہ ان کو حاصل کرنے کا شوق اور رغبت رکھی جائے، وعید پر عمل یہ ہے کہ اس سے ڈرا جائے، نصیحتوں پر عمل یہ ہے کہ ان سے عبرت حاصل کی جائے اور مثالوں پر عمل یہ ہے کہ انہیں سمجھا جائے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ: (ظھر) سے مراد تلاوت اور (بطن) سے مراد مفہوم ہے، گویا کہ آپ فرما رہے ہیں: ہر آیت کا ظاہری معنی ہے کہ اسے ایسے ہی پڑھا جائے جیسے نازل ہوئی۔ ارشاد باری ہے: ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ .... ''قرآن کو آہستہ آہستہ پڑھو۔'' اور ایک باطنی معنی ہے کہ اس میں غور و فکر کیا جائے جیسا کہ ارشاد باری ہے: ﴿كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ﴾ .... ''ہم نے آپ کی جانب قرآن بابرکت اتارا ہے تا کہ لوگ اس کی آیات میں غور و فکر کریں۔'' پھر تلاوت سیکھنے اور سبق یاد کرنے سے آتی ہے لیکن سمجھ تب آتی ہے جب نیت خالص، خوراک حلال اور طیب ہو نیز دل میں احترام ہو۔

((لِكُلِّ حَرْفٍ حَدٌّ وَلِكُلِّ حَدٍّ مَطْلَعٌ۔)) مراد یہ ہے کہ پڑھنے میں ہر حرف کی ایک حد ہے جس سے تجاوز نہیں کیا جا سکتا، اسی طرح تفسیر کی بھی ایک حد ہے، تلاوت کی حد تو مصحف امام ہے (جو مصحف سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے لکھوایا تھا)۔ اس سے تجاوز کرنا درست نہیں اور تفسیر کی حد سماع ہے (یعنی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے)، اس سے تجاوز جائز نہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: اگر میں قرآن کی تفسیر اپنی مرضی سے کر دوں تو کونسی زمین مجھے اٹھائے گی اور کونسا آسمان مجھ پر سایہ کرے گا۔ مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ سے ﴿فَاكِهَةً وَأَبًّا﴾ کی تفسیر پوچھی گئی کہ ''اب'' سے مراد کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اگر میں بغیر علم کے کتاب اللہ کی تفسیر کروں تو کونسا آسمان مجھ پر سایہ کرے گا اور کونسی زمین مجھے اٹھائے گی؟

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے آیت: ﴿فَاكِهَةً وَأَبًّا﴾ پڑھی، پھر سوچنے لگے کہ ''اب'' سے کیا مراد ہے؟ پھر کہنے لگے: ابن خطاب! یہ تکلف ہوگا۔ (یعنی بغیر علم کے تفسیر ہوگی)

سعید بن جبیر کہتے: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تین آیات کی تفسیر پوچھی ﴿وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ﴾ .... ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ﴾ .... ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ﴾ تو آپ نے فرمایا: مجھے ان کے متعلق اتنا ہی علم ہے جتنا آپ کو ہے۔

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے عبیدہ سے ایک آیت کی تفسیر پوچھی تو وہ کہنے لگے: سیدھے رہو، وہ لوگ گزر گئے جو جانتے تھے کہ قرآن کس بارے میں نازل ہوا۔ ابراہیم کہتے ہیں: ہمارے ساتھی قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے ڈرتے تھے لہٰذا اچھا نہیں سمجھتے تھے۔

((مطلع)) سے مراد بلندی ہے یعنی ہر حد کی ایک بلندی ہے جس پر علم و معرفت کے ذریعے ہی سے چڑھا جا سکتا

ہے۔ اس سے مراد فہم بھی لیا گیا ہے۔ چنانچہ غور وفکر کرنے والے آدمی پر اللہ تعالیٰ ایسے ایسے معانی ومفاہیم کھول دیتے ہیں جو دوسروں پر نہیں کھولتے ﴿فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ﴾

ابو درداء کہتے ہیں: تو اس وقت تک مکمل فقیہ نہیں بن سکتا جب تک قرآن کے مختلف معانی نہ سمجھ لے...... یہ قول سابقہ باب کے آخر میں گذر چکا ہے۔

(5)......بَابُ مَنْ رَوٰى حَدِيثًا يَرٰى أَنَّهُ كَذِبٌ

جو شخص ایسی روایت بیان کرے جسے وہ جھوٹ سمجھتا ہے

(۱۲۳)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، وَقَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ الأَسَدِيُّ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ......

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ حَدَّثَ بِحَدِيثٍ وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ، فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ.))

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص حدیث بیان کرے اور اسے معلوم ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک ہے۔“

تشریح: اسے امام مسلم نے ابوبکر بن ابی شیبہ عن وکیع عن شعبہ وسفیان عن حبیب کی سند سے روایت کیا ہے۔

میمون بن ابی شبیب ۸۳ھ میں جماجم (کوفہ کے قریب ایک جگہ ہے جہاں حجاج بن یوسف اور عبدالرحمٰن بن محمد الاشعث کے درمیان جنگ ہوئی تو اشعث کو شکست ہوئی) میں شہید ہوئے۔

ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے پوچھا: جو شخص حدیث بیان کرے اور اسے معلوم ہو کہ اس کی سند غلط ہے تو کیا مذکورہ حدیث کی وعید میں وہ بھی شامل ہوگا؟ تو انہوں نے فرمایا: نہیں، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ حدیث بیان کرے اور حدیث سرے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی نہ ہو، تو ایسے آدمی کے متعلق مجھے خدشہ ہے کہ وہ اس حدیث کے تحت آئے گا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جو شخص ہر سنی سنائی بات بیان کردے وہ امام نہیں بن سکتا۔

(6)......بَابُ حَدِيثِ اَهْلِ الْكِتَابِ

اہل کتاب کی باتیں

(۱۲٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ الطَّاهِرِيُّ، أَنْبَأَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ الْبَزَّازُ، أَنْبَأَنَا

(۱۲۳) أخرجه مسلم فى المقدمة

(۱۲٤) اسناده حسن ...... أخرجه ابوداود: ۳٦٤٤

مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعُذَافِرِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي نَمْلَةَ الأَنْصَارِيُّ، أَنَّ أَبَاهُ أَبَا نَمْلَةَ الأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ، وَمُرَّ بِجِنَازَةٍ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هَلْ تَتَكَلَّمُ هَذِهِ الْجِنَازَةُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اللّٰهُ أَعْلَمُ.)) فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: إِنَّهَا تَتَكَلَّمُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا حَدَّثَكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ، فَلَا تُصَدِّقُوهُمْ، وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ، وَقُولُوا: آمَنَّا بِاللّٰهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ، فَإِنْ كَانَ بَاطِلًا لَمْ تُصَدِّقُوهُ، وَإِنْ كَانَ حَقًّا لَمْ تُكَذِّبُوهُ.))

سیدنا ابو نملہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے پاس ایک یہودی آ گیا اور ایک جنازہ بھی گذرا تو وہ یہودی کہنے لگا: اے محمد! کیا یہ جنازہ باتیں کرتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ اعلم'' یہودی کہنے لگا: یہ باتیں کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اہل کتاب کی بیان کردہ باتوں کی تم نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو، بلکہ یوں کہو: ہم اللہ تعالیٰ، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، اگر بات جھوٹی تھی تو تم نے تصدیق نہیں کی اور اگر سچی تھی تو تم نے تکذیب نہیں کی۔''

شرح: یہ حدیث دلیل ہے کہ مشکل معاملات میں توقف کرنا واجب ہے۔ چنانچہ ان میں جواز یا عدم جواز کا فیصلہ نہیں دیا جائے گا، سلف صالحین کا بھی یہی طریقہ تھا۔ عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ دو بہنیں لونڈیاں بنا کر کوئی آدمی اپنے پاس اکٹھی رکھ سکتا ہے؟

تو آپ نے کہا: ایک آیت کے تحت جائز ہے اور ایک آیت کے تحت ناجائز ہے اور آپ نے کوئی فیصلہ نہ دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اکثر فقہاء نے اس کو حرام قرار دیا ہے۔ اگر ایسا آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہے جو متہم فی الحدیث ہے تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور نہ اس حدیث پر عمل ہی کیا جائے گا کیونکہ حدیث دین ہے۔ اگر کوئی ثقہ آدمی روایت بیان کرے اور اس کی بیان کردہ سند میں کوئی مجہول راوی موجود ہو تو اس روایت پر عمل کرنا واجب نہیں لیکن واضح طور پر اس کی تکذیب بھی نہیں کی جائے گی بلکہ یوں کہا جائے گا کہ یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ اہل کتاب کی احادیث ہیں کیونکہ مجہول راوی صالح الحدیث بھی ہو سکتا ہے۔

(١٢٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا

(١٢٥) أخرجه البخاري: ٤٤٨٥

مُحَمَّدُ بْنُ یُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِیلَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، أَنْبَأَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ یَحْیَى بْنِ أَبِی كَثِیرٍ......

عَنْ أَبِی سَلَمَةَ، عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ یَقْرَءُ وْنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِیَّةِ، وَیُفَسِّرُونَهَا بِالْعَرَبِیَّةِ لأَهْلِ الإِسْلامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((لا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ، وَلا تُكَذِّبُوهُمْ، وَ قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ الآیَةَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل کتاب، تورات عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور اس کی تفسیر عربی زبان میں کر کے مسلمانوں کو سناتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو، یوں کہو: آمنا باللّٰہ وما انزل...... ''ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو کچھ اس نے نازل کیا اس پر ایمان لے آئے۔''

شرح: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تمھیں اہل کتاب سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟ جب کہ اللہ تعالیٰ کی خالص کتاب تمھارے پاس موجود ہے جس میں کوئی ملاوٹ نہیں کی گئی اور یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آنے والی سب سے نئی خبر ہے اور اہل کتاب کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھ کر کہہ دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے چنانچہ انہوں نے اس کے مفہوم کو بدل کر اس میں تحریف کی ہے۔

(صحیح بخاری: ۲٦۸۵)

(۱۲٦)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الطَّحَّانُ، أَنْبَأَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَیْشٍ، أَنْبَأَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیزِ، أَنْبَأَنَا أَبُو عُبَیْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلامٍ، أَخْبَرَنَا هُشَیْمٌ، أَنْبَأَنَا مُجَالِدٌ، عَنِ الشَّعْبِیِّ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِینَ أَتَاهُ عُمَرُ، فَقَالَ: إِنَّا نَسْمَعُ أَحَادِیثَ مِنْ یَهُودَ تُعْجِبُنَا، أَفَتَرَى أَنْ نَكْتُبَ بَعْضَهَا، فَقَالَ: ((أَمُتَهَوِّكُونَ أَنْتُمْ كَمَا تَهَوَّكَتِ الْیَهُودُ وَالنَّصَارَى، لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَیْضَاءَ نَقِیَّةً، وَلَوْ كَانَ مُوسَى حَیًّا مَا وَسِعَهُ إِلا اتِّبَاعِی۔))

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت کی بات بیان کرتے ہیں جب آپ کے پاس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے اور کہنے لگے: ہم یہود سے کچھ باتیں سنتے ہیں جو ہمیں پسند آتی ہیں۔ کیا آپ ہمیں اجازت دیتے ہیں کہ ہم ان میں سے کچھ باتیں لکھ لیا کریں تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم بھی یہود ونصاری کی طرح پریشان ہو، میں تمھارے پاس سفید اور صاف دین لایا ہوں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اطاعت کے سوا چارہ نہ ہوتا۔''

---

(۱۲٦) اسنادہ ضعیف ......أخرجه االامام احمد فی ''المسند'': ۱٤٦۳٦

شرح ((امتھوکون)) یعنی کیا تم اسلام میں حیران ہو؟ تمھیں اپنے دین کی پہچان نہیں، تم یہود ونصاری سے سیکھنا چاہتے ہو۔

((بیضاء نقیۃ۔)) مونث کا صیغہ اس لیے استعمال کیا ہے کہ اس سے ملت مراد ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: ﴿وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ یہاں "قیمة" مونث کا صیغہ ہے حالانکہ دین مذکر ہے تو یہاں بھی مراد الملة القیمة الحنفیة ہے۔

مروی ہے کہ کعب احبار سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مصحف لے کر آئے اور کہنے لگے: اے امیر المؤمنین! اس میں تورات ہے، کیا میں اسے پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: اگر تجھے یقین ہے کہ یہ وہی تورات ہے جو طور سینا کے دن موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی تھی تو پڑھ لے ورنہ رہنے دے۔

(7)......بَابُ فَضْلِ الْعِلْمِ
علم کی فضیلت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾ .... "اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے درجے بلند کردے گا جو علم دیئے گئے ہیں۔" (سورۂ مجادلہ:۱۱)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ .... "اور تجھے وہ سکھایا جو تو نہیں جانتا تھا۔" (سورۂ نساء:۱۱۳)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّنْ نَّشَاءُ﴾ .... "ہم جن کے درجات کو چاہتے ہیں بلند کردیتے ہیں۔" (سورۂ انعام:۸۳) امام مالک اس کی تفسیر علم سے کرتے ہیں۔ کسی نے پوچھا: آپ کو یہ تفسیر کس نے بتائی ہے؟ انہوں نے فرمایا: زید بن اسلم نے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ﴾ .... "ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر بڑی جماعت سے ایک چھوٹی جماعت دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لیے جایا کرے۔" (سورۂ توبہ:۱۲۲)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ .... "کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں۔" (سورۂ زمر:۹)

(۱۲۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ هَوَازِنَ الْقُشَيْرِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْحَسَنِ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَوَانَةَ يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَفَّانَ

(۱۲۷) أخرجه مسلم: ۲٦٩٩

الْعَامِرِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا، نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الآخِرَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَبْتَغِي فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي مَسْجِدٍ مِنْ مَسَاجِدِ اللّٰهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ، وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْ بِهِمُ الْمَلائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ، وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی مومن سے دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی اللہ تعالیٰ اس کی آخرت کی تکلیفوں میں سے کوئی بڑی تکلیف دور کر دے گا، جس نے کسی تنگدست پر آسانی کی اللہ تعالیٰ اس پر دنیا وآخرت میں آسانی فرمائے گا، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد میں لگا رہتا ہے، جو ایسے راستے پر چلتا ہے جس میں وہ علم دین تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے اور جو لوگ اللہ کی مساجد میں سے کسی مسجد میں جمع ہو کر اس کی کتاب کی تلاوت کرتے اور آپس میں اس کو سیکھتے یا سکھلاتے ہیں تو ان پر اللہ کی طرف سے سکینت نازل ہوتی ہے، انہیں اللہ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے، اللہ کے فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان فرشتوں میں کرتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں، جس کو اس کا عمل پیچھے چھوڑ گیا اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھائے گا۔''

شرح: امام مسلم نے یحییٰ بن یحییٰ عن ابی معاویہ عن الاعمش سے روایت کیا ہے۔

((نَفَّسَ عن مؤمن۔)) یعنی اس سے دور کردے۔''نفس'' اور ''فرج'' دونوں باب ہم معنی استعمال ہوتے ہیں۔

((بطّأ به عمله۔)) طاء مشدد ہے نیز باب افعال بھی اس معنی میں مستعمل ہے۔اس کا معنی ''تاخیر'' جلدی کا متضاد ہے۔ یہ روایت اعمش سے بھی مروی ہے البتہ اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: ''جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔''

((حَفَّتْ بِهِم الملائكة۔)) کا معنی ہے ''گھیر لینا'' جیسا کہ قرآن پاک میں بھی ہے: ﴿وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ

حَافِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ﴾ .... ''اور تو فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کے عرش کے ارد گرد حلقہ باندھے دیکھے گا۔''
مزید فرمایا:﴿حَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ﴾ .... ''ہم نے ان کے اردگرد کھجوروں کی باڑ لگادی۔''

(۱۲۸)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ السَّرَّاجُ، أَنْبَأَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَعْقُوبَ الْعَدْلُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْفَرَّاءُ، أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِي مَسْجِدِهِ، أَحَدُ الْمَجْلِسَيْنِ يَدْعُونَ اللَّهَ، وَيَرْغَبُونَ إِلَيْهِ، وَالآخَرُ يَتَعَلَّمُونَ الْفِقْهَ، وَيُعَلِّمُونَهُ، قَالَ: ((كِلا الْمَجْلِسَيْنِ عَلَى خَيْرٍ، وَأَحَدُهُمَا أَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهِ، أَمَّا هَؤُلاءِ، فَيَدْعُونَ اللَّهَ، وَيَرْغَبُونَ إِلَيْهِ، وَأَمَّا هَؤُلاءِ، فَيَتَعَلَّمُونَ الْفِقْهَ، وَيُعَلِّمُونَ الْجَاهِلَ، فَهَؤُلاءِ أَفْضَلُ، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا۔)) ثُمَّ جَلَسَ فِيهِمْ۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں دو مجلسوں کے پاس سے گذرے، ایک مجلس والے اللہ تعالیٰ سے دعا کررہے تھے اور اس کی طرف رغبت کررہے تھے جبکہ دوسرے فقہ سیکھ اور سیکھا رہے تھے، آپ نے فرمایا: ''دونوں مجلسیں خیر پر مبنی ہیں مگر ان میں ایک دوسرے سے افضل ہے، یہ لوگ تو اللہ تعالیٰ سے دعا کررہے ہیں اور اس کی طرف رغبت کررہے ہیں مگر یہ لوگ فقہ سیکھ رہے ہیں اور جاہل کو دین سیکھا رہے ہیں چنانچہ یہ افضل ہیں، مجھے بھی معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔'' پھر آپ ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔

تشریح: یہ روایت ایک اور سند سے بھی مروی ہے مگر اس کے الفاظ یوں ہیں: ''یہ لوگ اللہ سے مانگ رہے ہیں اور اس کی طرف رغبت کررہے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو ان کو دے دیگا اور اگر نہیں چاہے گا تو نہیں دے گا۔'' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: عبدالرحمٰن بن رافع تنوخی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے مگر اس کی بعض روایات منکر ہیں۔

(۱۲۹)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو الطَّيِّبِ سَهْلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَامِدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْهَرَوِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْقُرَشِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ جَمِيلٍ......

عَنْ كَثِيرِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي

کثیر بن قیس بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ

(۱۲۸) ضعيف ......أخرجه الدارمي: ۱/ ۹۹، وابوداود الطيالسي: ۱/ ۳۶

(۱۲۹) هذا حديث صحيح ...... أخرجه الترمذي: ۲۶۸۲، وابوداود: ۳۶۴۱، وابن ماجه: ۲۲۹

الـدَّرْدَاءِ فِـی مَسْـجِدِ دِمَشْقَ ، فَجَاءَ رَجُلٌ ، فَـقَـالَ: يَـا أَبَا الدَّرْدَاءِ ، إِنِّی جِئْتُكَ مِنْ مَدِينَةِ الـرَّسُـولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی حَدِيثٍ بَـلَـغَـنِی أَنَّكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا كَانَتْ لَكَ حَاجَةٌ غَيْرَهُ؟ قَالَ: لا ، قَالَ: وَلا جِئْتَ لِتِجَارَةٍ؟ قَالَ: لا ، قَـالَ: وَلا جِئْتَ إِلا فِيهِ؟ قَالَ: نَعَمْ ، قَالَ: فَـإِنِّـی سَـمِـعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ سَلَكَ طَرِيقَ عِلْمٍ سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ طَرِيقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ ، وَإِنَّ الْمَلائِكَةَ لَتَـضَـعُ أَجْـنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ ، وَإِنَّ السَّـمَـوَاتِ وَالأَرْضَ وَالْـحُـوتَ فِی الْمَـاءِ لَتَـدْعُـو لَـهُ ، وَإِنَّ فَـضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَـفَـضْـلِ الْـقَـمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ، الْعُلَمَاءُ هُمْ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ ، إِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَـمْ يُـوَرِّثُـوا دِينَارًا وَلا دِرْهَمًا ، وَإِنَّمَا وَرَّثُوا الْـعِـلْـمَ ، فَـمَـنْ أَخَـذَ بِـهِ ، فَقَدْ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ۔))

کے ساتھ دمشق کی مسجد میں تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے ابودرداء! میں مدینہ سے آپ کے پاس اس حدیث کے سلسلہ میں آیا ہوں جس کے متعلق مجھے معلوم ہوا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، ابودرداء نے اس سے پوچھا: آپ کو اس کے علاوہ اور کوئی کام نہیں؟ اس نے کہا: نہیں، آپ نے پوچھا: تم تجارت کے لیے بھی نہیں آئے، اس نے کہا: نہیں، آپ نے پوچھا: تم صرف اس لیے ہی آئے ہو؟ اس نے کہا: جی، ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''جو شخص علم کی راہ پر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہیں آسان بنا دیتا ہے، اور فرشتے خوشی کے مارے طالب علم کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور آسمان وزمین اور پانی کی مچھلیاں اس کے لیے دعا کرتی ہیں، عابد پر عالم کی فضیلت اسی طرح ہے جس طرح چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہے، علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں، انبیاء نے درہم ودینار کا وارث نہیں بنایا بلکہ انہوں نے علم کا وارث بنایا ہے، جس نے علم حاصل کیا اس نے بہت کچھ حاصل کیا۔''

شرح یہ حدیث غریب صرف عاصم بن رجاء بن حیوہ کی سند سے ہی معروف ہے، ابودرداء رضی اللہ عنہ کا نام عویمر بن عامر انصاری یا عامر بن مالک یا عویمر بن زید بن قیس بن اسد بن عامہ ہے۔ قبیلہ بنو حارث بن خزرج سے ہیں۔ عویمر ان کا لقب ہے۔ شام میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت سے ایک سال قبل یا ۳۲ھ میں فوت ہوئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کی وفات سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوئی۔

((ان الـمـلائكة لتضع اجنحتهـا۔)) کہا جاتا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ فرشتے علم کے احترام میں طالب علم کے سامنے عاجزی اختیار کرتے ہیں، جیسا کہ قرآن پاک میں ہے ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ اور ﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ﴾ دونوں آیتوں میں عاجزی کا حکم ہے۔ یہ بھی کہا گیا

ہے کہ پر بچھانے سے مراد یہ ہے کہ وہ اڑنا چھوڑ دیتے ہیں اور ذکر کے لیے نیچے اتر آتے ہیں جیسا کہ سابقہ حدیث میں بھی ہے کہ ''ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں۔'' نیز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرشتے ذکر کرنے والوں کو تلاش کرنے کے لیے راستے میں گھومتے رہتے ہیں، جب لوگوں کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے پالیتے ہیں تو ایک دوسرے کو آوازیں دیتے ہیں کہ اپنے مقصود کی طرف آؤ، آپ نے فرمایا: ''تو وہ ان ذکر کرنے والوں کو آسمان دنیا تک اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں۔'' اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ فرشتے طالب علم کے سامنے اپنے پر بچھا دیتے ہیں تا کہ وہ اسے اٹھا کر اس علاقے میں پہنچا دیں جہاں وہ علم حاصل کرنے کے لیے جانا چاہتا ہے۔

ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ علم حاصل کرنے میں اس کی مدد کرتے ہیں، اور اس کے لیے محنت کو آسان بنا دیتے ہیں: ((اِنَّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَالْحُوْتَ فِی الْمَاءِ لَتَدْعُوْ لَهٗ۔)) شیخ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے آسمان زمین میں بسنے والے لوگ مراد ہیں جیسا کہ قرآنی آیت: ﴿وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ﴾ سے ''قریة'' سے بستی کے لوگ مراد ہیں۔ بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ''عالم کے لیے وہ بھی بخشش کی دعا کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پانی کے اندر مچھلیاں بھی دعا کرتی ہیں۔'' کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی وغیرہ دیگر حیوانات کو علماء کے حق میں استغفار کرنے کا الہام کیا ہے، کیونکہ علماء ہی لوگوں کو ان کے متعلق حلت وحرمت کا حکم بتاتے ہیں اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے، نقصان نہ پہنچانے کی نصیحت کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کے حسن سلوک پر یہ ان کا بدلہ ہے کہ یہ ان کے حق میں استغفار کرتے ہیں۔ شیخ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علم عبادت سے اس لیے افضل ہے کہ علم کا فائدہ پوری مخلوق کو پہنچتا ہے۔ نیز اس میں دین کا احیاء ہے جو کہ نبوی منہج ہے۔ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عابد پر عالم کی فضیلت ایسے ہے جیسے تم میں سے کم مرتبہ شخص پر میری فضیلت ہے۔'' سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔''

((فمن اخذ بہ۔)) سے مراد میراث نبوت یعنی علم ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رات کو گھڑی بھر علم پڑھ پڑھا لینا ساری رات عبادت کے لیے جاگنے سے بہتر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ رات کا کچھ حصہ علم کا مذاکرہ کر لینا مجھے ساری رات جاگنے سے زیادہ محبوب ہے۔

قتادہ کہتے ہیں: اپنی اور بعد والوں کی اصلاح کے لیے علم کا ایک باب یاد کر لینا ایک سال کی عبادت سے افضل ہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں: فرائض کی ادائیگی کے بعد بھی عمل، علم حاصل کرنے سے افضل نہیں۔ انہی سے مروی ہے: آج تک مجھے معلوم نہیں ہوسکا کہ کوئی چیز طلب علم سے بھی افضل ہے۔ کسی نے پوچھا: خواہ ان کی علم حاصل کرنے کی

نیت بھی نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: انکا علم حاصل کرنا ہی نیت ہے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جو آدمی اجر کی نیت سے علم حاصل کرتا ہے تو اس کے لیے علم دنیا و مافیھا سے زیادہ بہتر ہے۔ ابن وہب کہتے ہیں: میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کچھ پوچھنے کے ارادے سے بیٹھا تھا، انہوں نے مجھے کتابیں اکٹھی کرتے دیکھا تو پوچھنے لگے: کدھر کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا: نماز کے لیے جا رہا ہوں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر نیت درست ہے تو جس کام کے لیے تم بیٹھے ہو اس سے کم نہیں جس کے لیے تم جا رہے ہو۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: دین سیکھنے کے برابر کوئی بھی عبادت نہیں۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ اس شخص کے لیے جو اللہ کی رضامندی چاہتا ہے دین حاصل کرنے سے بھی کوئی عمل افضل ہو۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جماعت کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں: اگر ایک فقیہ پہاڑ کی چوٹی پر موجود ہو تو وہ بھی جماعت ہے۔

حسن بن صالح کہتے ہیں: لوگ دین میں علماء کے اسی طرح محتاج ہیں جس طرح دنیا میں کھانے پینے کے محتاج ہیں۔ مطرف بن عبداللہ بن شخیر کہتے ہیں: کچھ علم کامل جانا مجھے تھوڑی دیر عبادت کر لینے سے زیادہ پسند ہے۔ شافعی کہتے ہیں: علم حاصل کرنا نفل عبادت سے بہتر ہے۔

اس حدیث میں دلیل ہے کہ علم حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا مستحب ہے۔ موسی علیہ السلام بھی تو خضر کے پاس گئے تھے اور فرمایا: ﴿هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾ .... ''کیا میں آپ کی فرمانبرداری کروں کہ آپ مجھے وہ علم سکھائیں جو آپ کو سکھایا گیا ہے۔'' جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک حدیث حاصل کرنے کے لیے ایک مہینے کا سفر کر کے عبداللہ بن انیس کے پاس پہنچے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: علم کا درجہ قول و عمل سے پہلے ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ .... ''جان لو کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں۔'' اللہ تعالیٰ نے بھی علم کو پہلے رکھا ہے۔

(۱۳۰)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الشَّاهِ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ النَّيْسَابُورِيُّ حَفِيدُ الْعَبَّاسِ بْنِ حَمْزَةَ، أَخْبَرَنَا جَدِّي الْعَبَّاسُ بْنُ حَمْزَةَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، وَأَبُو أُسَامَةَ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَبْتَغِي فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو ایسے راستے پر چلتا ہے جس میں وہ علم کی تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔''

(۱۳۰) هذا حديث حسن ......أخرجه الترمذي: ۲٦٤٦، وابو داود: ۳٦٤۳

(8)......بَابُ التَّفَقُّهِ فِي الدِّيْنِ

دین کو سمجھنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ﴾ .... ''ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر جماعت سے ایک چھوٹی جماعت دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لیے جایا کرے۔''

(سورۂ توبہ: ۱۲۲)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ﴿كُوْنُوْا رَبَّانِيِّيْنَ﴾ کا معنی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ علماء وفقہاء بن جاؤ۔ کہا جاتا ہے کہ علماء کو (ربــــانییــــن) اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ علم کی پرورش کرتے ہیں، جو شخص بھی کسی چیز کی اصلاح اور اہتمام کا بندوبست کرتا ہے اسے اس کا رب کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہیں (ربــــانییــــن) اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ شاگردوں کی تربیت کرتے ہیں، پہلے چھوٹے علوم سکھاتے ہیں اور پھر بڑے۔

بعض کے نزدیک ربــــانییــــن سے مراد وہ علماء ہیں جو حلال وحرام کو جانتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے متعلق خبر دیتے ہوئے فرمایا: ﴿إِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا﴾ .... ''میں آپ کو لوگوں کے لیے پیشوا بناؤں گا۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۲۴) یعنی آپ کے طریقے کی پیروی کی جائے گی۔

(۱۳۱)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ خَطِيبًا، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ، وَاللّٰهُ يُعْطِي، وَلَنْ تَزَالَ هَذِهِ الأُمَّةُ قَائِمَةً عَلَى أَمْرِ اللّٰهِ لا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ۔))

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ دوران خطبہ فرمایا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے: ''جس سے اللہ تعالیٰ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ دے دیتا ہے، میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے، قیامت آنے تک یہ امت ہمیشہ اللہ کے دین پر قائم رہے گی، جو ان کی مخالفت کرے گا وہ ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''

تشریح: معاویہ بن ابوسفیان بن حرب مراد ہیں، آپ ۶۰ھ میں فوت ہوئے، یاد رہے کہ ابوسفیان کا نام صخر بن حرب بن امیہ ہے۔

---

(۱۳۱) أخرجه البخاري: ۷۱، ومسلم: ۱۰۳۷

(۱۳۲)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس سے اللہ تعالیٰ بھلائی کرنا چاہتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتے ہیں۔''

(۱۳۳)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَّالُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، عَنِ الرَّبِيعِ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ، فَخِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم لوگوں (کی طبیعتوں) کو کان کی طرح پاؤ گے، تاہم جو لوگ کفر میں اچھے تھے اگر وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کر لیں تو اسلام میں بھی اچھے وہی ہیں۔''

(۱۳٤)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ أَبِي هَارُونَ، قَالَ: كُنَّا نَدْخُلُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، فَيَقُولُ: مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا، فَقَالَ: ((إِنَّهُ سَيَأْتِيكُمْ قَوْمٌ مِنَ الآفَاقِ

ابو ہارون کہتے ہیں: ہم ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس جایا کرتے تھے تو وہ ہمیں کہتے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق تمھیں خوش آمدید ہو، آپ نے فرمایا ہے: ''عنقریب تمھارے پاس آس پاس کے لوگ دین سیکھنے آئیں گے، تم ان کے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کرنا۔''

---

(۱۳۲) أخرجه البخاري: ۷۱، ومسلم: ۱۰۳۷ من رواية معاوية

(۱۳۳) أخرجه البخاري: ۳٤۹۳، ومسلم: ۲٦۳۸

(۱۳٤) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ۲٦۵۰، ۲٦۵۱، وابن ماجه: ۲٤۷، ۲٤۹

يَتَفَقَّهُونَ ، فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا۔))

شرح: ابو ہارون عبدی کا نام عمارہ بن جوین ہے۔ امام شعبہ اسے ضعیف کہا کرتے تھے، ابن عون وغیرہ نے ان سے روایت لی ہے۔

(١٣٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ……

عَنْ أَبِي مُوسَى ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا ، فَكَانَ مِنْهَا ثُغْبَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ ، فَأَنْبَتَتِ الْكَلأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ ، فَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ ، فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ ، فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا وَأَصَابَ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرَى ، إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لا تُمْسِكُ مَاءً ، وَلا تُنْبِتُ كَلأً ، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقِهَ فِي دِينِ اللّٰهِ ، وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهِ ، فَعَلِمَ وَعَلَّمَ ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا ، وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ۔))

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”مجھے اللہ تعالیٰ نے جو ہدایت اور علم دیکر مبعوث کیا ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے بہت زیادہ بارش زمین پر برسی، اس میں کچھ گہری زمین تھی جس نے پانی قبول کیا، اس سے بہت سی گھاس اور سبزہ پیدا ہوا، اور کچھ ٹکڑے سخت (بنجر) تھے جن میں پانی جمع ہوگیا، اس سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو فائدہ پہنچایا، لوگوں نے پیا، کھیتی باڑی کی، ایک دوسرے ٹکڑے کو بھی یہ بارش پہنچی، یہ چٹیل میدان تھا، نہ اس نے پانی روکا، نہ گھاس پیدا ہوئی، یہ اس کی مثال ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے دین میں سمجھ پیدا کی اور میری بعثت سے فائدہ پہنچا، اس نے سیکھا اور سکھایا، اور اس کی مثل جس نے اس کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھا اور اس نے اللہ کی ہدایت کو قبول نہ کیا جو مجھے دیکر بھیجا گیا۔“

شرح: اس حدیث کی سند متفق علیہ ہے، امام مسلم نے اس کو ابو عامر اشعری عن ابی اسامہ حماد بن اسامہ سے روایت کیا ہے مگر اس میں یہ الفاظ ہیں: ((وكانت منها طائفة طيبة قبلت الماء۔)) ”زمین کی ایک ٹکڑا عمدہ تھا جس نے پانی قبول کرلیا۔“

((فكانت منها ثغبة۔)) صحراؤں اور پہاڑوں میں جہاں پانی جمع ہو جاتا ہے اسے ”ثغبة“ کہتے ہیں۔ اس کی جمع ”ثغبان“ ہے اور اسے ”الثغب“ بھی کہتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اشبهت ما غبر من الدنياء

(١٣٥) أخرجه البخاري: ٧٩، ومسلم: ٢٢٨٥

بثغب ذهب صفوه وبقی کدره۔) ''میں باقی ماندہ دنیا کو اس تالاب سے تشبیہ دیتا ہوں جس کا صاف پانی ختم ہو گیا اور گدلا پانی رہ گیا ہو۔'' ایک روایت میں ''نقية'' کا لفظ ہے۔

((وکانت منها اجادب۔)) اس سے مراد وہ سخت اور پتھریلی زمین ہے۔ جس میں جلدی پانی جذب نہیں ہوتا۔ اصمعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اجادب" وہ زمین ہوتی ہے جس میں گھاس نہیں اگتا چنانچہ اس سے مراد وہ زمین ہے جو ٹیلہ ہو اور گھاس سے خالی ہو۔

بعض نے یہ الفاظ بھی بیان کیے ہیں: (وکانت منها اخاذات امسکت الماء۔) اس زمین میں کچھ نشیبی علاقہ ہے جس نے پانی کو روک لیا۔ اخاذات ان چھوٹے چھوٹے تالابوں کی کہا جاتا ہے جن میں بارش کا پانی جمع ہو جاتا ہے اور جانوروں کے کام آتا ہے، ان تالابوں کو (المسّاکات) اور (التناهی) بھی کہتے ہیں، ان کی واحد الاخاذه، المساکة، تنهية ہے۔ انہیں الاخاذ بھی کہا جاتا ہے جس کی جمع اُخُذٌ آتی ہے۔

شیخ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عالم کی مثال بارش سے اور لوگوں کے دلوں کی مثال زمین کے پانی کو قبول کرنے سے دی ہے، چنانچہ علم اور حدیث سیکھنے، سمجھنے والے شخص کو ذرخیز زمین سے تشبیہ دی ہے جس پر بارش برسنے سے گھاس اگ آیا اور لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا، اور جس نے علم تو حاصل کیا لیکن اسے سمجھا نہیں اسے پتھریلی زمین سے تشبیہ دی جس میں گھاس تو نہیں اگتا لیکن وہ پانی روک لیتی ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں، اور جس نے نہ تو علم حاصل کیا نہ سمجھا اسے چٹیل میدان سے تشبیہ دی ہے جس میں نہ تر گھاس اگتا ہے اور نہ وہ پانی کو روکتی ہی ہے، چنانچہ ایسی زمین بالکل بے کار اور بے فائدہ ہے۔

شیخ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علوم شرعیہ کی دو قسمیں ہیں (۱) اصول۔ (۲) فروع۔ اصول سے مراد اللہ تعالیٰ کی توحید وصفات کی اور رسولوں کی تصدیق کا علم ہے اور یہ علم ہر مکلّف پر واجب ہے۔ اس میں تقلید کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ اس کی نشانیاں اور دلائل بالکل واضح ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ دوسری جگہ فرمایا: ﴿سَنُرِيْهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ﴾ .... ''عنقریب ہم انہیں نشانیاں آفاقِ عالم میں بھی دکھائیں گے اور ان کی اپنی ذاتوں میں بھی، یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے کہ حق یہی ہے۔''

فروع سے مراد علم فقہ اور احکام دین کی معرفت ہے، اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) فرض عین، مثلاً طہارت، نماز، روزے کا علم، اس کا جاننا ہر مکلّف پر لازم ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔'' اسی طرح ہر وہ عبادت اور اس کا علم بھی فرضِ عین ہے جسے شریعت نے ہر آدمی پر واجب قرار دیا ہے۔ مثلاً اگر مال ہے تو زکوۃ بھی فرض ہے اور اس کا علم حاصل کرنا بھی فرض عین ہے، اگر حج واجب ہو چکا ہے تو اس کا علم حاصل کرنا بھی واجب ہے۔

(۲)فرضِ کفایہ، یعنی اتنا علم حاصل کرنا جس سے آدمی فتوی دینے اور اجتہاد کرنے کا اہل ہو جائے، اگر کسی علاقے کے تمام لوگ علم حاصل کرنے سے قاصر ہیں تو سب کے سب گناہ گار ہیں لیکن اگر کوئی ایک شخص بھی ان میں سے علم حاصل کرلے گا تو باقیوں کا فرض بھی ادا ہو جائے گا مگر ان پر لازم ہوگا کہ پیش آمدہ مسائل میں اس کی طرف رجوع کریں، جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:﴿فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ .... ''اگر تمھیں علم نہیں تو ذکر والوں (علماء) سے پوچھ لو۔''

(۱۳۶)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ التُّرَابِيُّ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْهَيْثَمِ، أَخْبَرَنَا الْحَاكِمُ أَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْحَدَّادِيُّ، فِي سَنَةِ أَرْبَعٍ وَثَمَانِينَ وَثَلَاثِمِائَةٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو يَزِيدَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو يَعْقُوبَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ الْأَفْرِيقِيِّ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ آيَةٌ مُحْكَمَةٌ، وَسُنَّةٌ قَائِمَةٌ، وَفَرِيضَةٌ عَادِلَةٌ، وَمَا كَانَ سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علم تین ہیں (۱)محکم آیات۔ (۲)سنت ثابتہ۔ (۳) ایسے فرائض جن کی بنا پر عدل ہے (یعنی امت مرحومہ نے اسے اجماعی طور پر قبول کرلیا ہے) اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ فضول ہے۔''

تشریح: ابوسلیمان خطابی کہتے ہیں: اس حدیث میں فرائض سیکھنے کی ترغیب ہے۔ آیت محکمہ سے مراد کتاب اللہ ہے، محکم کی شرط اس لیے لگائی ہے کہ بعض آیات منسوخ ہیں جن پر عمل نہیں کیا جاتا بلکہ ان کی ناسخ آیات پر عمل کیا جاتا ہے۔ سنت قائمہ سے مراد وہ روایات ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں۔

((فریضۃ عادلۃ۔)) اس کے دو مفہوم ہیں۔ (۱) تقسیم میں عدل اور انصاف مراد ہے، یہ اس وقت ہوگا جب کتاب وسنت میں مذکور نصاب اور حصوں کے مطابق ہوگا، (۲) یہ کہ یہ فریضہ کتاب وسنت اور اس کے ماتحت دیگر مآخذ سے نکالا گیا ہو تو ایسی صورت میں اسے کتاب وسنت کے برابر ہی سمجھا جائے گا۔

ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تم اس وقت تک مکمل فقیہ نہیں بن سکتے جب تک قرآن کے معانی نہ جان لو اور جب تک اللہ کی خاطر لوگوں کو ناراض نہ کرلو، پھر اپنے نفس پر متوجہ ہوکر اس پر لوگوں سے بھی بڑھ کر ناراض ہو۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ علم میں بحث کرنے سے دل پتھر ہو جاتا ہے اور کینہ پیدا ہو جاتا ہے۔

(۱۳۶) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ۲۸۸۵، وابن ماجه: ٥٤

(9)......بَابُ كِتْبَةِ الْعِلْمِ

حدیث کا لکھنا

(۱۳۷)۔ أخبرنا أبو حامد بن عبد الله الصلحی ، أَخْبَرَنَا أبوالحسين علی بن محمد بن عبد الله بن بشران ، أنبا إِسْمَاعِيلُ بن محمد الصَّفَّارُ ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرمادی ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أنبا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ: لَمْ يَكُنْ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا مِنِّي إِلا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو ، فَإِنَّهُ كَتَبَ وَلَمْ أَكْتُبْ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو اتنی احادیث نہیں آتی تھیں جتنی مجھے آتی تھیں کیونکہ عبداللہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔"

شرح: اسے محمد نے معمر اور وھب سے روایت کیا ہے۔ شیخ بغوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: علماء کا اختلاف ہے، اسلاف میں سے قتادہ، ابراہیم، مجاہد، شعبی اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہم اسے ناپسند کرتے تھے۔ ان حضرات کی دلیل ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری احادیث نہ لکھو، جس نے مجھ سے قرآن کے علاوہ کچھ لکھا ہے وہ اسے مٹادے۔" (صحیح مسلم: ۳۰۰۴) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: ہم احادیث نہیں لکھتے۔ امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہم احادیث لکھنا ناپسند کیا کرتے تھے حتیٰ کہ حکمرانوں نے ہمیں لکھنے پر مجبور کر دیا تو ہم نے سوچا کہ اب اس سے کسی مسلمان کو منع نہیں کریں گے۔ اکثر علماء سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی بنا پر حدیث لکھنا جائز سمجھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو ابوشاہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے لکھ کر دیجئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابوشاہ کو لکھ دو۔" (صحیح بخاری: ۱۱۲، ۲۴۳۴، صحیح مسلم: ۱۳۵۵) ہوسکتا ہے آپ نے پہلے پہل حدیث لکھنے سے منع کیا ہو پھر اجازت دے دی ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قرآن وحدیث کو ایک کاغذ پر لکھنے سے منع کیا ہے تاکہ قرآن وحدیث خلط ملط ہو کر پڑھنے والے پر متشابہ نہ ہو جائیں۔

اگر مطلقا حدیث لکھنا ہی ممنوع کر دیا جائے تو اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: ((بَلِّغُوْا عَنِّيْ۔)) دلالت نہیں کرتا، کیونکہ تبلیغ کے حکم میں تحریر شامل ہے۔ اس لیے کہ انسان عموماً بھول جاتا ہے، جو شخص صرف اپنے حافظے پر بھروسا کرے گا اس پر غلطی کا خطرہ ہے لہٰذا نہ لکھنے کی صورت میں بہت سی احادیث ضائع ہو جائیں گی اور تبلیغ مشکل ہو جائے گی۔ نیز آخری امت علم کے بڑے حصے سے محروم ہو جائے گی۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: حدیث کو لکھ کر باندھ لو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ سے بھی یہ منقول ہے۔ سعید بن

(۱۳۷) أخرجه البخاري: ۱۱۳

جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں مکہ کے راستے میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہا تھا، وہ مجھے حدیث سناتے تو میں پالان کی اگلی لکڑی پر لکھ لیتا، پھر صبح کو (کاغذ پر) لکھ لیتا۔

معمر، صالح بن کیسان کا قول بیان کرتے ہیں کہ میں نے اور ابن شہاب نے علم حاصل کرنے کا ارادہ کیا تو ہمارا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ ہم احادیث لکھیں گے۔ چنانچہ ہم نے جتنی بھی مرفوع روایات سنیں وہ لکھ لیں، پھر وہ کہنے لگے: ہم صحابہ کے اقوال بھی لکھیں گے، میں نے کہا نہیں، کیونکہ وہ احادیث نہیں ہیں، ابن شہاب کہنے لگے: وہ بھی احادیث ہی ہیں، تاہم انہوں نے لکھ لیا اور میں نے نہ لکھا تو وہ کامیاب ہو گئے اور میں ضائع کر بیٹھا۔ معاویہ بن قرہ کہتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ جو حدیث لکھتا نہیں اس کی حدیث کو حدیث شمار نہ کیا جائے۔ ابو بلال کہتے ہیں: شاگردوں نے قتادہ سے پوچھا: ہم آپ سے جو احادیث سنتے ہیں لکھ لیا کریں؟ آپ نے فرمایا: آپ کو لکھنے میں کیا رکاوٹ ہے جبکہ اللہ لطیف وخبیر نے خبر دی ہے کہ اسے لکھا جائے گا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَعِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ﴾

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ابوبکر بن حزم کو لکھ بھیجا تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو لکھ لو کیونکہ مجھے علماء کے ختم ہونے اور علم کے مٹ جانے کا خطرہ ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی سے گواہی لی جاتی ہے جبکہ وہ بھول چکا ہے، پھر اسے وہ گواہی اپنے پاس لکھی ہوئی مل جاتی ہے تو کیا وہ گواہی دے سکتا ہے؟ تو وہ کہنے لگے: ہم نے اسی طرح ہی تو علم حاصل کیا ہے۔

(10)......بَابُ التَّحَاسُدِ فِي الْعِلْمِ

علم میں ایک دوسرے پر رشک کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ .... ''کہو! اے اللہ! میرا علم بڑھا دے۔'' (سورۂ طہ: ۱۱۴)

(۱۳۸)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَنْبَأَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَّالُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا،

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رشک کرنا صرف دو باتوں میں درست ہے، ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور حق کی راہ میں

(۱۳۸) أخرجه البخاري: ۷۳، ۱٤۰۹، ومسلم: ۸۱٦

فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي حَقٍّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا.))

خرچ کرنے کی توفیق بھی دی، اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت وعلم سے نوازا، وہ اس کی روشنی میں فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو تعلیم دیتا ہے۔''

شرح: یہ حدیث امام بخاری ومسلم کی ہے۔ بخاری نے حمیدی سے اور مسلم نے وکیع سے، پھر دونوں نے اسماعیل بن خالد سے روایت کیا ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں مذکور حسد سے مراد رشک ہے۔ رشک یہ ہوتا ہے کہ کوئی آدمی خواہش کرے کہ جو کچھ میرے بھائی کے پاس ہے وہ مجھے بھی مل جائے مگر اس سے ختم ہونے کی خواہش نہ کرے۔ اور حسد یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر خواہش کرے کہ یہ نعمت مجھے مل جائے اور اس سے چھن جائے، یہ مذموم ہے۔

ابن اعرابی کہتے ہیں: حسد ''حسدل'' سے نکلا ہے جس کا معنی ''چچڑی'' ہے۔ جس طرح چچڑی جسم کو زخمی کر کے خون چوستی ہے اسی طرح حسد بھی دل کو زخمی کر دیتا ہے (اور ایمان کا خون چوس لیتا ہے۔) حدیث کا مقصد مال خرچ کرنے اور علم حاصل کرنے کا شوق پیدا کرنا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس حدیث میں ایک خاص قسم کے حسد کی اجازت دی گئی ہے، اگرچہ من جملہ حسد کرنا ممنوع ہے، جیسا کہ حدیث پاک ہے: ''تین موقع پر جھوٹ بولنا جائز ہے، دوران جنگ، دو آدمیوں کی صلح کے لیے، اپنی بیوی کے ساتھ دوران گفتگو۔'' یعنی جس طرح جھوٹ بولنا حرام ہے مگر یہ مواقع اس سے مستثنیٰ ہیں اسی طرح حسد کرنا حرام ہے مگر یہ دو مقامات مستثنیٰ ہیں۔

((لا حسد الا فی اثنتین)) کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے: حسد کا نقصان صرف ان مقامات پر ہے کہ آدمی اپنے بھائی سے ان نعمتوں کے چھن جانے کی خواہش کرے تو اس کا اسے نقصان ہے مگر پہلا معنی زیادہ بہتر ہے۔

(11)......بَابُ مَنْ تَرَكَ عِلْمًا يُنْتَفَعُ بِهِ

جو آدمی فائدہ مند علم پیچھے چھوڑ جائے

(١٣٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(١٣٩) أخرجه مسلم: ١٦٣١

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا مَاتَ الإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلا مِنْ ثَلاثَةٍ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ۔))

نے فرمایا: ''جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں، البتہ تین اعمال جاری رہتے ہیں، صدقہ جاریہ، علم جس سے فائدہ حاصل کیا جائے، نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔''

شرح: اسے امام مسلم نے علی بن حجر سے روایت کیا ہے۔ شیخ بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث نیکی کے کاموں میں مال خرچ کرنے کے جواز کی دلیل ہے اور اسے صدقہ جاریہ کہتے ہیں۔

(12)......بَابُ وَعِيدِ مَنْ كَتَمَ عِلْمًا يَعْلَمُهُ
اس شخص کی سزا جو علم سیکھ کر چھپالے

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللاعِنُونَ﴾ .... ''جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں، باوجود یہ کہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں، ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۵۹)

﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ﴾ .... ''اور اللہ تعالیٰ نے جب اہل کتاب سے عہد لیا کہ تم اسے سب لوگوں سے ضرور بیان کرو گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں۔''

(سورۂ آل عمران: ۱۸۷)

(۱۴۰)۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْفَضْلِ زِيَادُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنَفِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُعَاذَةَ الشَّاهُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ عُمَرُ بْنُ سَهْلِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الدِّينَوَرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْبِرْتِيُّ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ يَعْلَمُهُ فَكَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس سے علم کی بات دریافت کی جائے جسے وہ جانتا ہو اور وہ اسے چھپالے تو اسے قیامت کے دن آگ کی لگام دی جائے گی۔''

شرح: یہ حدیث حسن ہے، کعب بن ابی رباح کی کنیت ابو محمد ہے، اور ان کے باپ کا نام اسلم مولیٰ ابی

(۱٤۰) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ٣٦٥٨، والترمذي: ٢٦٤٩، وابن ماجه: ٢٦١

ہشام ہے، قریش کے خاندان بنوفہر سے ہیں، مکہ کے رہنے والے ہیں۔ آپ ۱۱۵ھ یا ۱۱۶ھ میں فوت ہوئے۔

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح حق کہنے اور علم کو ظاہر کرنے سے اس نے اپنے منہ میں لگام ڈالے رکھی اسی طرح قیامت کے دن بطور سزا اسے آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔ ابو سلیمان خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ وعید اس علم کے متعلق ہے جسے سیکھنا فرض عین ہے اور اس کی تعلیم اس کے ذمے لازم ہے، جیسے وہ کافر کو دیکھے جو اسلام قبول کرنا چاہتا ہے اور کہتا ہے: مجھے اسلام سکھاؤ، یا کوئی آدمی نیا نیا مسلمان ہوا، صحیح طرح نماز ادا نہیں کر سکتا اور نماز کا وقت بھی ہو چکا ہے اور کہتا ہے: مجھے بتاؤ میں نماز کیسے پڑھوں، یا وہ آدمی حرام حلال کا فتویٰ لینے آیا کہ مجھے فتویٰ دو اور میری رہنمائی کرو، تو ان تمام مواقع پر اسے جواب دینا لازم ہے، جو آدمی جواب نہیں دے گا وہ گناہگار اور وعید کا مستحق ہوگا، البتہ نفلی عمل جس کی عوام الناس کو ضرورت نہیں، وہ اس وعید سے خارج ہے۔ واللہ اعلم

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ وعید اس آدمی کے لیے ہے جو کسی سنت کو چھپا لے، نیز فرماتے ہیں: اگر میرے پاس حدیث سیکھنے والے نہ آئیں تو میں ان کے گھروں میں جاؤں گا اور اگر مجھے پتا چل جائے کہ فلاں آدمی حدیث سیکھنے کا ارادہ رکھتا ہے تو میں اسے گھر جا کر حدیث پڑھاؤں گا۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ اس سے مراد گواہی کا علم ہے۔

(13)......بَابُ إِعَادَةِ الْكَلَامِ لِيُفْهَمَ
سمجھانے کے لیے بات دہرانا

(١٤١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنَّى، أَخْبَرَنَا ثُمَامَةُ بْنُ أَنَسٍ......

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتَّى تُفْهَمَ عَنْهُ، وَإِذَا أَتَى عَلَى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ جب گفتگو کرتے تو ایک بات تین دفعہ دہراتے تاکہ آپ کی بات سمجھ لی جائے، جب کسی کے پاس آتے تو تین دفعہ سلام کہتے۔

تشریح: شیخ فرماتے ہیں: اجازت طلب کرتے وقت جب آپ کو پہلی یا دوسری مرتبہ اجازت نہ دی جاتی تو آپ تیسری مرتبہ سلام کہا کرتے تھے، پھر واپس پلٹ آتے تھے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اجازت تین دفعہ ہوتی ہے۔

---

(١٤١) أخرجه البخاري: ٩٥، ٦٢٤٤

(14)......بَابُ التَّوَقِّي عَنِ الْفُتْيَا

فتویٰ دینے سے بچنا

(١٤٢)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، نَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ......

عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: سُئِلَ حُذَيْفَةُ عَنْ شَيْءٍ، فَقَالَ: إِنَّمَا يُفْتِي أَحَدُ ثَلَاثَةٍ: مَنْ عَرَفَ النَّاسِخَ وَالْمَنْسُوخَ، قَالُوا: وَمَنْ يَعْرِفُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: عُمَرُ، أَوْ رَجُلٌ وَلِيَ سُلْطَانًا فَلَا يَجِدُ بُدًّا، أَوْ مُتَكَلِّفٌ۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: تین آدمی فتویٰ دے سکتے ہیں، (١) جو ناسخ ومنسوخ کو جانتا ہو، لوگوں نے پوچھا: ناسخ ومنسوخ کو کون جانتا ہے؟ آپ نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، یا وہ حکمران جسے فتویٰ دیے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔ یا جسے فتویٰ دینے کا پابند کیا گیا ہو۔

شرح: عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: ((لَا يَقُصُّ إِلَّا أَمِيرٌ، أَوْ مَأْمُورٌ، أَوْ مُخْتَالٌ۔)) ......''وعظ نہیں کرتا مگر امیر یا وہ شخص جسے امیر حکم کرے یا متکبر آدمی۔''

(حسن صحیح، ابوداود: ٣٦٦٥)

ابن شریح سے منقول ہے کہ انہوں نے یہ حدیث خطبہ میں بیان کی تھی۔ امراء تو خطبہ دینے کے ذمہ دار تھے جس میں وہ لوگوں کو وعظ کیا کرتے تھے اور مأمور وہ آدمی ہے جسے حاکم خطیب مقرر کرے۔

مختال (متکبر) وہ آدمی ہے جو بغیر اجازت صرف چودھراہٹ حاصل کرنے کے لیے بطور فخر وتکبر خود کو اس کام پر مقرر کر لے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ لوگوں کے سامنے گفتگو کرنے والے تین طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ (١) مُذَکِّر، جو لوگوں کو اللہ کے احکامات یاد دلا کر اس کے شکر پر ابھارتے ہوں، (٢) واعظ، جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے ڈرا کر گناہوں سے روکتے ہیں۔ (٣) قاص، جو لوگوں کو گذرے ہوئے واقعات اور قصے سناتے ہیں۔ ان کے متعلق کمی بیشی کا اندیشہ ہے جبکہ مذکر اور واعظ اس سے محفوظ ہیں۔

مجاہد کہتے ہیں: ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک قصہ گو آ کر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گیا، انہوں نے اسے پیغام بھیجا کہ یہاں سے چلے جاؤ اور ہمیں تنگ نہ کرو، اس نے انکار کیا تو انہوں نے پولیس افسر کو پیغام بھیجا، اس نے ایک سپاہی کو بھیجا جس نے اس قصہ گو کو نکال دیا۔

ثابت نے حمید بن عبدالرحمٰن سے پوچھا: قصہ گو کی مجلس میں بیٹھنے کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے دل میں نرمی اور خوف پیدا ہوگا تو بیٹھ جائیں، حمید ان کے پاس نہیں بیٹھا کرتے تھے۔

(١٤٢)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں: میں ایک سو بیس صحابہ سے ملا ہوں تو ان میں سے جو محدث تھا وہ چاہتا تھا کہ اس کے بھائی کی حدیث ہی اسے کافی ہو جائے اور جو مفتی تھا وہ بھی چاہتا تھا کہ اس کے بھائی کا فتوی ہی اسے کافی ہو جائے۔ (یعنی حدیث بیان کرنے اور فتوی دینے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے تھے کہ کہیں کوئی غلطی نہ ہو جائے۔)

ابوالحصین کہتے ہیں: تم میں سے ہر آدمی مسائل میں فتوی دیتا ہے، اگر یہی مسئلہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر پیش ہوتا تو وہ تمام اہل بدر کو اکٹھا کر لیتے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جو آدمی ہر مسئلہ میں فتوی دیتا ہے اللہ کی قسم! وہ پاگل ہے۔

نزال بن سبرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ایک مرد اور عورت تحریم کی بابت پوچھنے آئے، (یعنی خاوند اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کر لے تو کیا کرے) آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت کر دی ہے جس کا معاملہ سیدھا ہے اس کا حل تو بیان کر دیا گیا اور جس کا معاملہ الٹا ہے تو ہم تمھارے الٹے معاملات کو حل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

امام راجب رحمہ اللہ بھی فتوی دیتے تو پہلے (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ) پڑھ لیتے، نیز امام مالک رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: فتوی دینے میں جلد بازی حماقت اور جہالت کی قسم ہے۔

(15)......بَابُ طَرْحِ الْمَسْأَلَةِ عَلَى الْأَصْحَابِ لِيَخْتَبِرَ مَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ
شاگردوں کے علم کا امتحان لینے کے لیے ان کے سامنے مسئلہ پیش کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَنبِئُونِي بِأَسْمَآءِ هَٰؤُلَآءِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ﴾ .... ''اگر تم سچے ہو تو مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ۔'' (سورۂ بقرہ: ۳۱)

(۱۴۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ......

أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا، وَإِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ، فَحَدِّثُونِي مَا هِيَ؟)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَوَادِي، وَوَقَعَ فِي

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک درخت ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور اس کی مثال مسلمان کی طرح ہے، مجھے بتاؤ کہ وہ درخت کونسا ہے؟'' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: لوگ جنگلی درختوں میں پڑ گئے اور میرے دل میں خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت

(۱۴۳) أخرجه البخاري: ٦١، ١٣١، ومسلم: ٢٨١١

نَفْسِی أَنَّهَا النَّخْلَةُ، فَاسْتَحْيَيْتُ، ثُمَّ قَالُوا: حَدِّثْنَا مَا هِيَ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: هِيَ النَّخْلَةُ۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعُمَرَ، فَقَالَ: لأَنْ تَكُونَ، قُلْتَ: هِيَ النَّخْلَةُ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا۔

ہے لیکن مجھے بتلاتے ہوئے شرم آ گئی، پھر صحابہ نے پوچھا: اللہ کے رسول! بتائیں کہ وہ درخت کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ کھجور کا درخت ہے۔'' عبداللہ کہتے ہیں: میں نے یہ بات اپنے باپ عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر کی تو وہ کہنے لگے: اگر تو بتا دیتا کہ وہ کھجور کا درخت ہے تو مجھے فلاں فلاں چیز سے زیادہ پسند تھا۔

شرح: امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث دلیل ہے کہ عالم کا اپنے شاگردوں کے علم کو جانچنے کے لیے ان کے سامنے کوئی مسئلہ پیش کرنا جائز ہے اور جو معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مغالطہ آمیز باتوں سے منع کیا ہے، اس سے مراد عالم کے سامنے ایسے مسائل پیش کرنا ہے جن میں عام طور پر غلطی ہو جاتی ہے تاکہ وہ پھسل جائے اور اس کی رائے بگڑ جائے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: میں تمھیں منطقی پیچیدگیوں سے ڈراتا ہوں، یعنی باریک اور گہرے مسائل سے، آپ ان سے اس لیے منع کیا کرتے تھے کہ ان میں دین کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ عام طور پر یہ ایسے مسائل ہوتے ہیں جو کبھی پیش ہی نہیں آتے۔ بلاضرورت کوئی مسئلہ دریافت کرنا مکروہ ہے البتہ ضرورت ہو تو پھر کوئی حرج نہیں، جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی فضیلت لوگوں پر پیش کرنا چاہی تو ان سے ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ کی تفسیر پوچھی، کچھ کہنے لگے: جب ہمیں فتح حاصل ہو تو اللہ کی حمد کرنے اور استغفار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بعض نے کوئی جواب نہ دیا تو آپ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر دی ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں بھی اس کے متعلق یہی جانتا ہوں۔

مروی ہے کہ ایک آدمی نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ایک پیچیدہ مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے پوچھا: کیا یہ مسئلہ پیش آ چکا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، تو انہوں نے فرمایا: پیش آنے تک مجھے مہلت دے دو۔

(١٤٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَعْظَمُ

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمانوں کا سب سے بڑا مجرم وہ شخص ہے جس

(١٤٤) أخرجه البخاري: ٧٢٨٩، ومسلم: ٢٣٥٨

الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يَكُنْ حُرِّمَ، فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ.)) نے ایسی چیز کے متعلق سوال کیا جو حرام نہیں تھی لیکن اس کے سوال کی وجہ سے وہ حرام ہو گئی۔"

شرح عامر سے مراد عامر بن سعد بن ابی وقاص الزہری ہیں، انہوں نے اپنے والد سعد سے سماع کیا ہے جن کی کنیت ابو اسحاق ہے اور ان کے والد (ابو وقاص) کا نام مالک بن وہیب ہے جو بنی عبد مناف بن زہرہ کی نسل سے ہیں۔

شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مسئلہ پوچھنے کی دو وجوہات ہوتی ہیں۔ (۱) دینی ضرورت کے پیش نظر سیکھنا، سمجھنا، یہ جائز ہے، قرآن میں اس کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادی باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ .... "اگر تمھیں علم نہیں تو علماء سے پوچھ لو۔" (سورۂ نحل: ۴۳)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاسْأَلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ .... "ان لوگوں سے پوچھ لیجیے جو آپ سے پہلے کتاب پڑھتے ہیں۔" (سورۂ یونس: ۹۴)

صحابۂ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے مسائل دریافت کیے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت میں قرآن نازل کیا جیسے: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ﴾ .... "وہ آپ سے چاند کے متعلق پوچھتے ہیں۔" (سورۂ بقرہ: ۱۸۹)

مزید فرمایا: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ﴾ .... "وہ آپ سے حیض کے متعلق پوچھتے ہیں۔" (سورۂ بقرہ: ۲۲۲)

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ﴾ .... "وہ آپ سے مالِ غنیمت سے متعلق پوچھتے ہیں۔" (سورۂ انفال: ۱)

(۲) تکلفاً مسائل پوچھنا، یہ ناجائز ہے، ایسے سوالات کے جواب میں رسول اللہ ﷺ کی خاموشی مسائل کے حق میں زجر و توبیخ ہے کیونکہ جب اس کا جواب دیا جائے گا تو اس میں سختی اور سزا ہو گی۔ اس حدیث میں یہی دوسری قسم کے سوالات مراد ہیں، بنی اسرائیل نے گائے کی صفات پوچھ پوچھ کر اپنے اوپر سختی کی حالانکہ اس کی ضرورت نہیں تھی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر سختی کر دی۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ عمرو بن دینار سے وہ عبید بن عمیر سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزوں کو حلال اور کچھ کو حرام قرار دیا ہے اور کچھ چیزوں سے سکوت اختیار کیا، وہ معاف ہیں۔ وہ فرماتے تھے کہ ﴿لَا تَسْأَلُوا عَنِ الْأَشْيَاءِ﴾ .... "چیزوں سے متعلق سوال نہ کرو۔" سے مراد یہی چیزیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے سکوت اختیار کیا ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں، پھر فرمایا: جہنم میں جانے کے لیے ہماری پشتوں کو اپنے لیے پل بنا رہے ہو کہ تم کہو: ہمیں یہ فتویٰ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔

(16)......بَابُ التَّخَوُّلِ بِالْمَوْعِظَةِ

وعظ کرتے ہوئے لوگوں کا خیال رکھنا

(١٤٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ......

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الأَيَّامِ كَرَاهَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا۔

سیدنا بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعظ ونصیحت کے دوران ہمارا خیال رکھا کرتے تھے، آپ ناپسند کرتے تھے کہ ہم اکتا نہ جائیں۔

(١٤٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَمْرٍو مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّسَوِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ دَعْلَجُ بْنُ أَحْمَدَ الْمُزَكِّي، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سِرَاجٍ الطَّحَّانُ، أَنْبَأَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْمَرْوَرُّوذِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَكِّيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلامٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعظ ونصیحت کے دوران ہمارا خیال رکھا کرتے تھے اس خطرے سے کہ ہم اکتا نہ جائیں۔

شرح منصور اور ابووائل بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں ہر جمعرات کو درس دیا کرتے تھے، ایک آدمی کہنے لگا: اے ابوعبدالرحمٰن! ہمیں آپ کی باتیں اچھی لگتی ہیں چنانچہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں روزانہ درس دیا کریں، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمھیں روزانہ اس لیے درس نہیں دیتا کہ تم اکتا نہ جاؤ اور پھر آپ نے یہ حدیث سنائی۔

((یتخولنا۔)) یعنی آپ ہر وقت ہمیں وعظ نہیں کرتے تھے تا کہ ہم اکتا نہ جائیں بلکہ اس وقت تک کرتے تھے جب سمجھتے کہ ہم اسے قبول کر رہے ہیں۔

(یتخول)) کا ہم معنی لفظ "تخوّن" بھی ہے۔ عربی کا جملہ ہے: تخولت الرجل وتخولته اور

---

(١٤٥) أخرجه البخاري: ٦٨، ومسلم: ٢٨٢١

(١٤٦) أخرجه البخاري: ٧٠، ومسلم: ٢٨٢

"الخائل" اس آدمی کو کہتے ہیں جو کسی چیز کا خیال رکھتا ہو اور اس کی حفاظت کرتا ہو۔

ابوعمرو بن العلاء کہتے ہیں درست لفظ (یتحولهم) ""' ہے۔ یعنی "خاء" نہیں بلکہ "حاء" ہے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ ان کے حالات معلوم کرتے رہتے کہ کب وہ وعظ سننے کے لیے تیار ہیں۔ چنانچہ آپ ان کو وعظ کرتے مگر زیادہ نہ کرتے کہ کہیں اکتا نہ جائیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگوں کے سامنے اس وقت تک بیان کرو جب تک وہ آپ کی طرف دیکھتے رہیں اور ان کے دل آپ کی طرف متوجہ رہیں جب ان کے دل مڑ جائیں تو بیان کرنا چھوڑ دو، کسی نے پوچھا: اس کی نشانی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جب آپس میں باتیں کرنے لگیں اور جمائیاں لینے لگیں تو بیان کرنا چھوڑ دو۔

(حدحوك بابصارهم) یعنی (رموبها) آپ کو نظروں کے تیر مارتے رہیں۔ مراد یہ ہے کہ جب آپ کی باتوں میں دلچسپی کا اظہار کریں اس وقت تک انہیں بیان کرو اور جب اعراض کرنے لگیں تو چپ ہو جاؤ۔

عکرمہ کہتے ہیں: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں کو ہفتے میں ایک مرتبہ وعظ کرو، اگر نہیں تو دو مرتبہ کرلو، اگر اور زیادہ کرنا چاہتے ہو تو تین دفعہ کرلو، اور لوگوں کو قرآن سے اکتاہٹ میں نہ ڈالو، جب تم لوگوں کے پاس جاؤ جو اپنی باتوں میں مصروف ہیں تو ان کی بات کاٹ کر انہیں وعظ کرنے نہ لگ جاؤ، وہ اکتا جائیں گے، بلکہ خاموش رہو، جب وہ خواہش مند ہوں اور آپ کو وعظ کے لیے کہیں تو پھر انہیں وعظ کرو، اور دعا کرتے وقت سجع بندی، ہم وزن الفاظ سے پرہیز کرو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اور صحابہ کو دیکھا ہے، وہ اس طرح نہیں کرتے تھے۔

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبید بن عمیر سے کہا: مجھے بتایا گیا ہے کہ تو لوگوں کے پاس اور لوگ تیرے پاس بیٹھتے ہیں، انہوں نے کہا: جی ہاں، اے ام المومنین! آپ رضی اللہ عنہا نے کہا: لوگوں کو اکتانے اور ناامید کرنے سے بچنا۔ انہی سے مروی ہے کہ ایک دن بیان کرو اور ایک دن چھوڑ دو، لوگوں کو اکتاہٹ میں نہ ڈالو۔

(17)......بَابُ قَبْضِ الْعِلْمِ
علم کا سکڑ جانا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا﴾ ...... "کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آرہے ہیں۔" (سورۂ رعد: ۴۱) کہا جاتا ہے کہ زمین کے گھٹنے سے مراد علماء کا فوت ہونا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہیں: ((إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ العِلْمُ، وَيَكْثُرَ الجَهْلُ۔)) ...... "قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت بڑھ جائے گی۔"

(صحيح بخاری: ۵۲۳۱)

(١٤٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا، فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا۔))

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں کے دلوں سے نکال کر ختم نہیں کرے گا بلکہ علماء کی موت سے قبض کرے گا، یہاں تک کہ جب کسی عالم کو بھی باقی نہیں چھوڑے گا تو پھر لوگ جہلاء کو اپنا رئیس بنائیں گے، ان سے پوچھا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے۔''

شرح کر مسلم نے اسے قتیبہ بن جریر عن ہشام کی سند سے روایت کیا ہے۔ یہ روایت ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک قرآن اٹھا نہ لیا جائے، اور لوگ شاعری میں مشغول نہ ہو جائیں۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک قرآن ادھر واپس نہ ہو جائے جدھر سے آیا ہے، عرش کے اردگرد اس کی یوں آواز ہوگی جیسے شہد کی مکھیوں کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تجھے کیا ہوا ہے؟ قرآن کہے گا: اے اللہ! مجھے پڑھا تو جاتا ہے مگر مجھ عمل نہیں کیا جاتا۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس شخص کو اس کی قوم دینی سمجھ کی بنا پر اپنا سردار بنالے تو وہ اپنے لیے اور اپنی قوم دونوں کے لیے زندگی کا باعث بنے گا، اور جسے اس کی قوم دینی سمجھ کے بغیر ہی اپنا سردار بنالے تو اپنے اور اپنی قوم دونوں کے لیے تباہی کا ذریعہ ہوگا۔

زیاد بن جبیر کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم جانتے ہو کہ اسلام کو کونسی چیز مٹاتی ہے؟ میں کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: عالم کی لغزش، منافق کا جھگڑا اور گمراہ بادشاہوں کا حکم اسے مٹا دیتا ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: علم حاصل کرلو اس سے پہلے کہ وہ قبض کر لیا جائے اور علم قبض اس طرح ہوگا کہ علماء ختم ہو جائیں گے، علم حاصل کرلو، تم نہیں جانتے کہ کب تمھیں علم کی ضرورت پڑ جائے، علم حاصل کرو اور تکلف اور غلو سے بچو اور پرانا علم (قرآن وحدیث کا علم) حاصل کرلو۔

(١٤٧) أخرجه البخاري: ١٠٠، ومسلم: ٢٦٧٣

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ان لوگوں کے آنے سے پہلے پہلے علم حاصل کرلو جو اندازے اور گمان سے کام لیتے ہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تک لوگ اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے اسلاف (بڑوں) کا سکھایا ہوا علم پکڑے رکھیں گے صحیح رہیں گے، جب چھوٹے لوگوں کا علم ان کے پاس آئے گا تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔

سلیمان کہتے ہیں کہ لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک بعد والے پہلوں سے علم حاصل کرتے رہیں گے لیکن جب پہلے لوگ بعد والوں کے علم حاصل کرنے سے پہلے فوت ہو گئے تو لوگ تباہ ہو جائیں گے۔

سعید بن جبیر سے کسی نے پوچھا: لوگوں کی بربادی کی علامت کیا ہے؟ انہوں نے کہا: علماء کی ہلاکت۔

حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عالم کی موت سے دین اسلام میں ایسا سوراخ ہو جاتا ہے جسے قیامت تک کوئی چیز بند نہیں کرسکتی۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جہلاء کے لیے اس سے بڑی سزا کیا ہوسکتی ہے کہ کوئی عالم فوت ہو جائے۔

ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جس آدمی کے پاس معمولی سا علم بھی ہے اسے مناسب نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ضائع کردے۔

سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بے علم عابد اور فاجر عالم کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ ان کے فتنے میں ہر مفتون آدمی مبتلا ہو جاتا ہے۔

شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جو تمھیں اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ملے وہ لے لو اور یہ علم کے مفلس جو باتیں کہتے ہیں انہیں چھوڑ دو۔

(الصــــانقة) ان لوگوں کو کہتے ہیں جو رقم کے بغیر بازاروں میں گھومتے ہیں، ذلیل لوگ بھی مراد لیے گئے ہیں، امام شعبی رحمہ اللہ کی مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس علم نہیں وہ ان تاجروں کی مانند ہیں جن کے پاس اصل زر نہیں ہوتا۔

(3)......كِتَابُ الطَّهَارَةِ
پاکیزگی کی کتاب

(1)......بَابُ فَضْلِ الْوُضُوْءِ
وضو کی فضیلت کا بیان

(۱۴۸)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ سَمْعَانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى، عَنْ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي سَلامٍ......

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْعَرِيِّ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الطُّهُورُ شَطْرُ الإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلأُ الْمِيزَانَ، وَلا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، يَمْلآنِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، وَالصَّلاةُ نُورٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالْوُضُوءُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ، وَكُلُّ النَّاسِ يَغْدُو، فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا۔))

سیدنا ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پاکیزگی نصف ایمان ہے، اور الحمدللہ کہنا میزان کو بھر دیتا ہے، اور لا اله الا اللّٰه، اللّٰه اکبر کہنا آسمان وزمین کے درمیانی خلا کو بھر دیتا ہے، نماز روشنی ہے، صدقہ دلیل ہے وضو روشنی ہے، قرآن تیرے حق میں دلیل ہے یا تیرے خلاف دلیل ہے، ہر ایک صبح صبح اپنے کاموں میں نکلنے والا ہے یا تو اسے (عذاب سے) آزاد کرنے والا ہے (یا اس کو اللہ کی رحمت سے محروم کرکے) ہلاک کرنے والا ہے۔

تشریح: اسے مسلم نے اسحاق بن منصور عن حبان بن ھلال عن ابان کی سند سے بیان کیا ہے البتہ اس میں ہے ((الصبر ضیاء)) کہ صبر روشنی ہے۔ ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ کا نام کعب بن عاصم یا عمرو ہے۔ زید سے مراد زید بن سلام بن ابی اسلام الاسود ہیں جو معاویہ دمشقی کے بھائی ہیں۔ ابوسلام کا نام ممطور اعرج، اسود، حبشی دمشقی ہے۔

(۱۴۸) أخرجه مسلم: ۲۲۳

((الطُّهُورُ شَطْرُ الإِيمَانِ۔)) بعض کے نزدیک ایمان سے مراد نماز ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں نماز کو ایمان کہا گیا ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيْمَانَكُمْ﴾ .... ''اللہ تمھاری نمازوں کو ضائع نہیں کرے گا۔

(١٤٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الشِّيرَزِيِّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُصْعَبٍ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الزُّهْرِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَلا أُخْبِرُكُمْ بِمَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلاةِ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹاتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے، (وہ تین چیزیں ہیں) تکلیف کے اوقات میں وضو مکمل کرنا، مسجد کی طرف زیادہ قدم اٹھانا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یہی سرحد کی حفاظت کرنا ہے۔''

شرح: ((اسباغ الوضوء)) وُضو (وضاءة) سے نکلا ہے جس کا معنی حُسن ہے۔

اصمعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعمرو رحمہ اللہ سے پوچھا: وہ (وَضوء) کسے کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: اس پانی کو جس سے وضو کیا جاتا ہے۔ میں نے کہا: اگر واؤ پر پیش ہو؟ یعنی ''الوُضوء'' تو پھر کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے نہیں پتا۔ دیگر کہتے ہیں: وُضوء مصدر ہے اور یہ تین طرح آتا ہے۔ وُضوء، وَضوء، وَضائة۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد عملِ وضو ہے۔

((اسباغ الوضوء)) سے مراد جس وضو کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔

((فذلکم الرباط)) کے معانی یہ ہیں کہ یہ اعمال ایسے ہیں جیسے اللہ کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے گھوڑے باندھنا ہے، گویا نماز شیطان سے جہاد کرنے کے مترادف ہے جو کہ ہمارا باطنی دشمن ہے۔

قرآن مجید کی آیت: ﴿اِصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا﴾ .... ''کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''المرابطة'' سے مراد ان اعمال پر ہمیشگی کرنا ہے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اپنے دشمنوں کے ساتھ جنگ اور گھوڑے باندھنے کے ذریعے سے جہاد کرتے رہو۔

(١٥٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ

(١٤٩) أخرجه مسلم: ٢٥١

(١٥٠) أخرجه مسلم: ٢٤٤

الْهَاشِمِیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِی صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ، خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ أَوْ نَحْوَ هٰذَا، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ، خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ، خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مسلم یا مومن وضو کرتا ہے اور منہ دھوتا ہے تو منہ کے تمام گناہ جن کی طرف اس نے آنکھوں سے دیکھا تھا، پانی یا پانی کے آخروں قطرے کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔'' یا ایسا ہی کوئی لفظ آپ نے بولا، اور جب ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کے تمام گناہ جو اس نے اپنے ہاتھوں سے کیے تھے، پانی یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتے ہیں، اور جب پاؤں دھوتا ہے تو وہ سب گناہ جن کی طرف وہ پاؤں سے چلا تھا پانی یا اس کے آخری قطرے سے نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔''

(۱۵۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِیُّ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِیُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْمَقْبُرَةِ، فَقَالَ: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا بِكُمْ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، لَاحِقُونَ، وَدِدْتُ أَنِّی قَدْ رَأَيْتُ إِخْوَانَنَا)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَسْنَا إِخْوَانَكَ؟ قَالَ: ((بَلْ أَنْتُمْ أَصْحَابِی، وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ، وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ يَأْتِی بَعْدَكَ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: ((أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لِرَجُلٍ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ فِی

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبرستان میں تشریف لے گئے اور فرمایا: ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا بِكُمْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَاحِقُونَ۔'' (اے ایمان والوں کے گھرو! تم پر سلامتی ہو، اگر اللہ نے چاہا، تو ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔) میں نے چاہا اپنے بھائیوں کو دیکھ آؤں، صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم تو میرے ساتھی ہو، میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے اور میں حوضِ کوثر پر ان کا میزبان ہوں گا'' صحابہ نے پوچھا: آپ کے امت

(۱۵۱) أخرجه مسلم: ۲۴۹

خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ، أَلا يَعْرِفُ خَيْلَهُ؟)) قَالُوا: بَلَى، قَالَ: ((فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ، فَلَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ، أُنَادِيهِمْ: أَلا هَلُمَّ، أَلا هَلُمَّ، فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ: فَسُحْقًا، فَسُحْقًا، فَسُحْقًا۔))

کے جو لوگ آپ کے بعد آئیں گے، آپ انہیں کیسے پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''بتاؤ اگر کسی شخص کے پاس ایک گھوڑا ہو جس کی پیشانی اور پاؤں سفید ہوں اور سیاہ گھوڑوں میں کھڑا ہو تو کیا وہ آدمی اپنے گھوڑے کو نہیں پہچانے گا؟'' صحابہ نے عرض کیا: یقیناً پہچان لے گا، آپ نے فرمایا: ''وہ لوگ قیامت کے دن جب آئیں گے تو ان کی پیشانیاں اور پاؤں بھی وضو کی وجہ سے سفید ہوں گے اور میں حوض پر ان کا میزبان ہوں گا، کچھ لوگوں کو میرے حوض پر آنے سے یوں روک دیا جائے گا جیسے گمشدہ اونٹ روکا جاتا ہے، میں آواز دوں گا، آنے دو، آنے دو، تو جواب دیا جائے گا: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کے بعد دین تبدیل کر دیا تھا، تو میں کہوں گا: دور لے جاؤ، دور لے جاؤ، دور لے جاؤ۔''

شرح: ((أَنَا فَرَطُهُمْ۔)) سے مراد یہ ہے کہ میں ان سے پہلے وہاں جاؤں گا۔ ''فرط'' اور ''فارط'' اس آدمی کو کہتے ہیں جو پانی کی تلاش میں سب سے آگے ہو، جو آدمی ڈول یا رسی تیار کرنے اور پانی تلاش کرنے کے لیے آگے جائے وہ کہتا ہے: فرطت قومی۔

((هلم۔)) بمعنی تعالوا یعنی آجاؤ۔ ((سحقا۔)) کا معنی دوری ہے اور مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے دور کر دے۔ قرآن میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے: ﴿فَسُحْقًا لِّأَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾ .... ''جہنمیوں کے لیے تباہی ہے۔''

((سحيق۔)) بمعنی (بعيد) ہوتا ہے۔ قرآن میں ہے: ﴿أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ﴾ .... ''اور یا ہوا اسے دور جگہ میں پھینک دے گی۔'' (سورۂ حج: ۳۱)

(۱۵۲)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ،

(۱۵۲) أخرجه البخاري: ۱۵۹، ومسلم: ۲٤٥

أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ ، أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ حُمْرَانَ ، أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ ثَلاثًا ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوئِي هَذَا خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ وَجْهِهِ وَيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ۔))

حمران سے روایت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے مقاعد (جگہ کا نام ہے یا مسجد کی سیڑھیاں مراد ہیں) میں تین تین دفعہ اعضاء دھو کے وضو کیا پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: ''جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا اس کے چہرے، ہاتھوں اور پاؤں سے اس کے گناہ نکل جاتے ہیں۔''

شرح عثمان بن عفاف بن ابوالعاص بن امیہ بن عبدشمس ہیں۔قریشی ہیں، ان کی کنیت ابوعمرو ہے، ۳۴ھ میں شہید کیے گئے۔حمران بن ابان، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں۔

(۱۵۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ جَلَسَ عَلَى الْمَقَاعِدِ يَوْمًا ، فَجَائَهُ الْمُؤَذِّنُ ، فَآذَنَهُ بِصَلاةِ الْعَصْرِ ، فَدَعَا بِمَاءٍ ، فَتَوَضَّأَ ، ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ لأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَوْلا آيَةٌ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا مِنَ امْرِءٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوئَهُ ، ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلاةَ إِلا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الأُخْرَى ، حَتَّى يُصَلِّيَهَا۔))

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مولی حمران بیان کرتے ہیں کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مقاعد (سیڑھوں) پر بیٹھ گئے، اتنے میں موذن آیا اور اس نے آپ کو نماز عصر کی اطلاع دی، آپ نے پانی منگوا کر وضو کیا، پھر کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں تمھیں ایک حدیث بیان کرنے لگا ہوں، اگر قرآن مجید کی آیت نہ ہوتی تو میں کبھی تمھیں یہ حدیث بیان نہ کرتا، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: ''جو شخص بھی اچھی طرح وضو کرے، پھر نماز پڑھے تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نماز سے لیکر اگلی نماز ادا کرنے تک ہوں گے۔''

شرح مالک کہتے ہیں: میرا خیال ہے وہ آیت یہ ہے ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ﴾...... ''اور دن کے دونوں کناروں میں نماز قائم کر اور رات کی کچھ گھڑیوں میں بھی، بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں۔ یہ یاد کرنے والوں کے لیے یاد دہانی ہے۔'' (سورۂ ہود:۱۱۴) جبکہ عروہ کہتے ہیں وہ آیت یہ ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ

(۱۵۳) أخرجه البخاري: ۱۶۰ ، ومسلم: ۲۲۷

بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ﴾۔...... ''بے شک جو لوگ اس کو چھپاتے ہیں جو ہم نے واضح دلیلوں اور ہدایت میں سے اتارا ہے، اس کے بعد کہ ہم نے اسے لوگوں کے لیے کتاب میں کھول کر بیان کر دیا ہے، ایسے لوگ ہیں کہ ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور سب لعنت کرنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۵۹) (قارئین کے فائدے کے لیے پوری آیات تحریر کی ہیں۔ ع، س)

(١٥٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي صَخْرٍ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ الْمُحَارِبِيِّ، سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ......

يُحَدِّثُ أَبَا بُرْدَةَ، فِي مَسْجِدِ الْبَصْرَةِ وَأَنَا قَائِمٌ مَعَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَتَمَّ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ، فَالصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ۔))

جامع بن شداد کہتے ہیں: میں نے حمران بن ابان سے سنا، وہ بصرہ کی مسجد میں ابوبردہ رضی اللہ عنہ کو حدیث سنا رہے تھے اور میں پاس کھڑا تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اللہ کے حکم کے مطابق پورا وضو کیا تو اس کی پانچوں نمازیں ان کے درمیان میں کیے جانے والے گناہوں کا کفارہ بن جائیں گی۔

(١٥٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنْبَأَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ......

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اسْتَقِيمُوا وَلَنْ تُحْصُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ خَيْرَ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ، وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ۔))

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سیدھے ہو جاؤ اور تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے اور جان لو کہ تمھارے اعمال میں سے بہترین عمل نماز ہے، اور وضو کی حفاظت صرف مومن ہی کرتا ہے۔''

شرح: یہ روایت منقطع ہے، مگر یہ حسان بن عطیة عن ابی کبشة السلولی عن ثوبان کی سند سے متصل بھی مروی ہے۔ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ ہیں اور ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ ابوکبشہ سلولی کا نام معلوم نہیں۔

---

(١٥٤) أخرجه مسلم: ٢٣١

(١٥٥) حديث صحيح ...... أخرجه ابن ماجه: ٢٧٧، والامام احمد فى المسند: ٢٢٣٧٨

((استقیموا ولن تحصوا۔)) کا معنی ہے (لن تطیقوا) کہ تم طاقت نہیں رکھتے جیسا کہ قرآن میں بھی ہے: ﴿عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ﴾ .... ''اللہ جانتا ہے کہ تم اسے نبھانے کی طاقت نہیں رکھتے۔''

(2)......بَابُ مَا يُوْجِبُ الْوُضُوْءَ

نواقض وضو کا بیان

(١٥٦)۔ أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ......

قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جو آدمی بے وضو ہو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی تا آنکہ وہ وضو کر لے۔''

تشریح: اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اسحاق حنظلی سے اور امام مسلم رحمہ اللہ نے محمد بن رافع سے روایت کیا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آواز یا بدبو کے بغیر وضو واجب نہیں ہوتا۔''

(١٥٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ......

عَنْ قَتَادَةَ، سَمِعْتُ أَبَا الْمَلِيحِ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةً بِغَيْرِ طُهُورٍ، وَلَا صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ۔))

ابوملیح اپنے والد (سیدنا اسامہ بن عمیر رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''اللہ تعالیٰ وضو کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا اور نہ چوری کے مال سے صدقہ قبول کرتا ہے۔''

تشریح: اس روایت کو امام مسلم رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ابوالملیح کا نام عامر یا زید بن اسامہ بن عمیر ہذلی ہے، ان کے والد صحابی ہیں۔

(١٥٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا

---

(١٥٦) أخرجه البخاري: ١٣٥، ومسلم: ٢٢٥

(١٥٧) أخرجه ابوداود: ٥٩، وابن ماجه: ٢٧١، والنسائي: ١٣٩

(١٥٨) أخرجه البخاري: ٢٦٩، ومسلم: ٣٠٣

مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، أَخْبَرَنَا زَائِدَةُ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ هُوَ السُّلَمِيُّ......

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: كُنْتُ رَجُلا مَذَّاءً، فَأَمَرْتُ رَجُلا يَسْأَلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِمَكَانِ ابْنَتِهِ، فَسَأَلَ، فَقَالَ: تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ.))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے مذی کثرت سے آتی تھی، چونکہ آپ ﷺ کی بیٹی میرے نکاح میں تھی میں نے ایک آدمی کو آپ ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھنے کے لیے بھیجا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وضو کرلے اور استنجا کرلے۔''

شرح ابو حصین کا نام عاصم بن عثمان کوفی ہے۔

یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ مذی نجس ہے اور اگر کوئی آدمی استنجاء کرنے سے پہلے وضو کرلے تو بھی جائز ہے۔ اسی طرح پیشاب، پاخانہ کرنے کے بعد وضو کرلے تو بھی جائز ہے البتہ استنجاء سے پہلے تیمّم کرنا بظاہر امام شافعی کے مذہب میں جائز نہیں ہے۔

(١٥٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا مُسَدَّدٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُنْذِرٍ الثَّوْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ......

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: كُنْتُ رَجُلا مَذَّاءً، فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ أَنْ يَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ فَقَالَ: ((فِيهِ الْوُضُوءُ.))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے مذی کثرت سے آتی تھی، میں نے مقداد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ نبی ﷺ سے مسئلہ دریافت کریں، چنانچہ انہوں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اپنے عضو خاص کو دھو ڈالے اور وضو کرلے۔''

شرح محمد بن حنفیہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے، حنفیہ ان کی ماں تھیں ان کی کنیت ابو القاسم ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنا نام اور کنیت جمع کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ منذر ثوری سے مراد منذر بن یعلی ابو یعلیٰ ہیں۔

مقداد بن عمرو کندی ہیں، آپ کی کنیت ابو سعید ہے مگر آپ مقداد بن اسود کے نام سے مشہور ہیں کیونکہ انہیں اسود بن یغوث نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا چنانچہ اسی کی طرف منسوب ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مذی کے لیے وضو کرنا ضروری ہے اور منی نکلنے سے غسل کرنا ضروری ہے۔''

شیخ فرماتے ہیں: جب دونوں شرمگاہوں میں سے کسی ایک سے کوئی چیز نکل آئے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے خواہ وہ چیز وجودی ہو یا ہوا ہو۔ اکثر علماء کا یہی قول ہے۔

---

(١٥٩) أخرجه البخاري: ١٣٢، ومسلم: ٣٠٣

ربیعہ کہتے ہیں: غیر معتاد چیز (جو عام طور پر اس جگہ سے نہیں نکلتی) کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، امام مالک رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے بجز دمِ استحاضہ کے۔ اگر دونوں شرمگاہوں کے علاوہ کسی اور جگہ سے نجاست نکل آئے تو وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا جس میں عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہم اجمعین شامل ہیں۔ تابعین میں سے عطاء، طاؤس، حسن، قاسم بن محمد، سعید بن مسیّب رحمہم اللہ علیہم اسی کے قائل ہیں، نیز امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سینگی کے نشانات کو دھولینا کافی ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو سینگی لگوائے اس پر سینگی کے نشانات کو دھونا بھی لازم نہیں۔ حسن بھی اسی کے قائل ہیں۔ ابن ابی اوفیٰ نے خون تھوکا اور نماز جاری رکھی۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ ذات الرقاع کر رہے تھے کہ ایک آدمی کو تیر لگ گیا اور اس کا خون نکل آیا۔ اس نے رکوع بھی کیا سجدہ بھی اور نماز ادا کرتا رہا۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، اصحاب الرائے، احمد اور اسحاق وغیرہ آئمہ کرام رحمہم اللہ علیہم کی ایک جماعت قے، نکسیر اور سینگی لگوانے سے وضو ٹوٹ جانے کی قائل ہے۔

(١٦٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشَّيرَزِيُّ ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ الْقُهُسْتَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو قِلابَةَ الرَّقَاشِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ ، أَخْبَرَنَا أَبِي ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ح قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ ، وَأَخْبَرَنَا عَمَّارُ بْنُ رَجَاءٍ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ، حَدَّثَنِي حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ ، وَهَذَا حَدِيثُ عَمَّارٍ ، أَخْبَرَنَا يَعِيشُ بْنُ الْوَلِيدِ ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ……

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَأَفْطَرَ ، فَلَقِيتُ ثَوْبَانَ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ ، فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ ، فَقَالَ: صَدَقَ ، أَنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوئَهُ.

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی، پھر روزہ افطار کر دیا، پھر میں دمشق کی مسجد میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملا تو ان کے سامنے یہی بات کی، وہ کہنے لگے: ابودرداء نے سچ کہا ہے، میں خود آپ پر وضو کے لیے پانی ڈالتا رہا۔

تشریح صحیح یہ ہے کہ یعیش اور معدان کے درمیان یعیش کے باپ کا واسطہ ہے یعنی یعیش بن الولید عن ابیہ عن معدان بن ابی طلحۃ یعمری۔ یعمر قبیلہ بنو کنانہ کا ایک خاندان ہے۔ یعیش بن ولید بن ہشام قریشی ہیں، شام کے رہنے والے ہیں۔

(١٦٠) هذا حديث حسن ……أخرجه ابوداود: ٢٣٨١ ، والترمذي: ٨٧

(3)......بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ النَّوْمِ

سونے کے بعد وضو کرنا

(١٦١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ ، قَالا: أنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ، أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ ، أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ......

عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ ، عَنْ زِرٍّ ، قَالَ: أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ ، فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ؟ قُلْتُ: ابْتِغَاءَ الْعِلْمِ ، قَالَ: إِنَّ الْمَلائِكَةَ تَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ ، قُلْتُ: إِنَّهُ حَاكَ فِي نَفْسِي الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ ، وَكُنْتَ امْرَءً مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُكَ أَسْأَلُكَ هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ ، كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفْرًا أَوْ مُسَافِرِينَ أَلا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ إِلا مِنْ جَنَابَةٍ لَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ۔

سیدنا زر کہتے ہیں کہ میں صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو وہ کہنے لگے: کیسے آنا ہوا؟ میں نے کہا: علم حاصل کرنے آیا ہوں، وہ کہنے لگے: فرشتے علم حاصل کرنے والے کے سامنے اپنے پر بچھا دیتے ہیں، اس علم کو پسند کرتے ہوئے جسے وہ حاصل کر رہا ہے، میں نے کہا: پیشاب و پاخانہ کرنے کے بعد موزوں پر مسح کرنے کے متعلق کچھ میرے دل میں خلش ہے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، میں آپ سے پوچھنے آیا ہوں، کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کچھ سنا ہے؟ وہ کہنے لگے: جی ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم تین دن رات تک اپنے موزے نہ اتاریں، سوائے اس کے کہ جنابت کی وجہ سے غسل کرنا پڑے، لیکن پیشاب یا پاخانہ یا نیند کی وجہ سے موزے اتارنے کی ضرورت نہیں۔“

تشریح: امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

(١٦٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ، أَنْبَأَنَا زُهَيْرٌ ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ......

عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ ، قَالَ: أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ

سیدنا زر بن حبیش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں صفوان بن عسال

---

(١٦١) حسن ......أخرجه الترمذي: ٩٦ ، وابن ماجه: ٤٧٨ ، والنسائي: ١٢٧

(١٦٢) انظر الحديث السابق

عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ، فَقُلْتُ لَهُ: قَدْ حَكَّ فِي صَدْرِي مِنَ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَهَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ، أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنَّا سَفْرًا أَوْ مُسَافِرِينَ أَنْ لَا نَخْلَعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ مِنْ غَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ وَلَا نَوْمٍ إِلَّا الْجَنَابَةُ۔))

مرادی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا: موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں میرے دل میں کھٹکا ہے۔ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کچھ سنا ہے؟ وہ کہنے لگے: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ جب ہم سفر پر ہوں یا مسافر ہوں تو تین دن اور راتیں اپنے موزے بدون جنابت محض پیشاب و پاخانہ یا نیند کی وجہ سے نہ اتاریں۔

شرح: زر بن حبیش رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو مریم اور نسبت اسدی ہے۔

امام صاحب فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں کئی فوائد ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اور مسافر کے لیے اس کی مدت تین دن رات ہیں، نیز مسح کی رخصت بے وضو کے لیے ہے جنبی کے لیے نہیں، اگر مسح کرنے والا جنبی ہو جائے تو اس پر پاؤں دھونا واجب ہے۔ نیز یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے خواہ جس طرح بھی سویا جائے، صحابہ میں سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور تابعین میں سے حسن بصری رحمہ اللہ اس کے قائل ہیں، اسحاق مزنی کا قول بھی یہی ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آنکھ پیٹھ کا تسمہ ہے جو شخص سو جائے اسے وضو کرنا چاہیے۔''

(الیۃ۔) دُبر کے دائرے کو کہتے ہیں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جو شخص سو جائے اس پر وضو کرنا واجب ہے، سوائے اس آدمی کے جس کے سر کو نیند کی وجہ سے ایک یا دو جھٹکے آئیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ جو بیٹھا بیٹھا سو جائے اس پر وضو نہیں، باقی سب پر وضو کرنا لازم ہے۔

(١٦٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَّالُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا الثِّقَةُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کا انتظار کرتے کرتے سو جایا کرتے

(١٦٣) أخرجه مسلم: ٣٧٦

يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ فَيَنَامُوْنَ أَحْسِبُهُ قَالَ: قُعُوْدًا حَتّٰى تَخْفِقَ رَؤُوْسُهُمْ ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَلَا يَتَوَضَّؤُوْنَ۔

تھے۔ غالبًا انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ بیٹھے بیٹھے سو جاتے تھے حتی کہ ان کے سر جھک جاتے، پھر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔

شرح: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیٹھے بیٹھے سو جاتے پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔ ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ اگر آدمی کھڑے، بیٹھے یا سجدے کی حالت میں سو جائے تو اس پر وضو نہیں حتی کہ لیٹ کر سو جائے (تو وضو کرے گا) سفیان ثوری، ابن مبارک، امام احمد رحمۃ اللہ علیہم اور اصحاب رائے کا یہی مذہب ہے۔

(١٦٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنَفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَارِثِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّهْلِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَلِيمٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُوَجِّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، أَنْبَأَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَمَا يُعْرَفُ نَوْمُهُ إِلَّا بِنَفْخِهِ، ثُمَّ يَقُومُ وَيَمْضِي فِي صَلَاتِهِ۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی حالت میں سو جاتے اور آپ کی نیند کا پتہ خراٹوں سے چلتا، پھر آپ اٹھتے اور اپنی نماز جاری رکھتے۔

شرح: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نیند سے کسی بھی حالت میں وضو واجب نہیں ہوتا۔ اعرج کا بھی یہی قول ہے۔ بعض کے نزدیک تھوڑی نیند ناقض وضو نہیں ہے۔ امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہلکی نیند نقصان دہ نہیں یعنی اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(3)......بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الْفَرْجِ

شرمگاہ کو چھونے سے وضو کرنا

(١٦٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ......

أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، يَقُولُ: دَخَلْتُ عَلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، فَذَكَرْنَا مَا يَكُونُ مِنْهُ الْوُضُوءُ، فَقَالَ مَرْوَانُ: مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ

عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں مروان بن حکم کے پاس گیا تو ہم ان چیزوں کا ذکر کرنے لگے جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، مروان کہنے لگے: ذکر (شرمگاہ) کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ

(١٦٤) صحيح ......أخرجه ابن ماجه: ٤٧٥

(١٦٥) صحيح ......أخرجه الترمذي:٨٢، وابوداود: ١٨١، وابن ماجه: ٤٧٩، والنسائي: ١٦٣

الْوُضُوءُ، فَقَالَ عُرْوَةُ: مَا عَلِمْتُ ذٰلِكَ، فَقَالَ مَرْوَانُ: أَخْبَرَتْنِي بُسْرَةُ بِنْتُ صَفوانَ، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ.))

جاتا ہے۔عروہ کہنے لگے: مجھے تو اس کا علم نہیں، مروان کہنے لگے: مجھے بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا نے بتایا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگائے تو وضو کرے۔''

شرح: امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس مسئلہ میں یہ سب سے صحیح روایت ہے۔

(١٦٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْعَارِفِ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَمْرٍو، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الْهَاشِمِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا أَفْضَى أَحَدُكُمْ بِيَدِهِ إِلَى ذَكَرِهِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا شَيْءٌ فَلْيَتَوَضَّأْ.))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگائے اور اس کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو تو اسے وضو کرنا چاہیے۔''

شرح: سعید بن ابی سعید کی نسبت مقبری ہے جو کہ مقبرہ کی طرف نسبت ہے، ان کی کنیت ابوسعد اور باپ کا نام کیسان ہے۔ وہ بنولیث کی ایک عورت کے مکاتب تھے اور مدینہ کے رہائشی تھے۔

محمد بن عبداللہ بن دینار امام شافعی رحمہ اللہ کے استاد ہیں۔ قاسم بن محمد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ اگر عورت اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگائے تو وضو کرے گی۔ امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اپنے یا کسی دوسرے کے ذکر کو چھونے سے وضو کرنا واجب ہے یا نہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے، صحابہ میں سے عمر، ابن عمر، ابن عباس، سعد بن ابی وقاص، ابوہریرہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین میں سے سعید بن مسیّب، سلیمان بن یسار، عطاء بن یسار اور عروہ بن زبیر رحمہم اللہ اس کے وجوب کے قائل ہیں۔ امام اوزاعی، شافعی، امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ ایسے ہی عورت بھی اگر اپنی شرمگاہ کو یا دوسری عورت کی شرمگاہ کو ہاتھ لگائے تو اس پر بھی وضو واجب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے

(١٦٦) حديث حسن ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ٨٤١٢، والشافعى فى مسنده: ١/ ١٣٤، وابن حبان: ١١١٨

نزدیک وضوتب واجب ہوگا جب سیدھی ہتھیلی یا سیدھی انگلیوں سے چھوئے ورنہ نہیں، البتہ امام اوزاعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک الٹی ہتھیلی یا کلائی کے ساتھ چھونے سے بھی وضوٹوٹ جاتا ہے۔

سیدنا علی، ابن مسعود، عمار بن یاسر، ابودرداء، حذیفہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور حسن بصری، ثوری، ابن مبارک اور اصحاب الرائے رحمہم اللہ کے نزدیک شرمگاہ کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا، ان کی دلیل طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شرمگاہ کو مس کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''وہ تمھارے جسم کا ٹکڑا ہی تو ہے۔'' جو حضرات مسِ ذَکر سے وضو کرنا واجب قرار دیتے ہیں وہ کہتے ہیں: بسرہ کی روایت بعد کی ہے کیونکہ اس روایت کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا ہے اوران کا اسلام بعد کا ہے جبکہ طلق بن علی ہجرت کے ایام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ مسجد نبوی تعمیر ہورہی تھی، لہٰذا دونوں میں سے آخری حکم پر عمل کیا جائے گا۔

(5)......بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ لَمْسِ الْمَرْأَةِ
عورت کو چھونے سے وضوء کرنا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:﴿أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا﴾ .... ''تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور تمھیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی کا قصد کرو۔'' (سورۂ نساء:۴۳)

(۱۶۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيْرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: قُبْلَةُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَجَسُّهُ بِيَدِهِ مِنَ الْمُلَامَسَةِ، فَمَنْ قَبَّلَ امْرَأَتَهُ أَوْ جَسَّهَا بِيَدِهِ فَعَلَيْهِ الْوُضُوْءُ۔

سالم بن عبداللہ اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ بیوی کا بوسہ لینا یا اسے ہاتھ لگانا لمس میں شامل ہے، جوشخص بیوی کا بوسہ لے یا اسے ہاتھ لگائے تو وہ وضو کرے۔

شرح: شیخ بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جوشخص اپنی بیوی کا بوسہ لے یا اسے ہاتھ لگائے اور دونوں کے درمیان کوئی رکاوٹ نہ ہو تو علماء کی ایک جماعت کے نزدیک دونوں کا وضوٹوٹ جائے گا۔ سیدنا عمر، ابن عمر، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین سے یہی بات مروی ہے۔ امام زہری، امام اوزاعی، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں کہ قرآن مجید میں مذکور لمس سے مراد جماع نہیں ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک عورت کے بالوں کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا جبکہ امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے۔ کچھ علماء کے نزدیک عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، امام ثوری رحمہ اللہ اور اصحاب الرائے اسی کے قائل ہیں

(۱۶۷) أخرجه الامام مالك فى المؤطأ: ۹۷

اوران کی دلیل درج ذیل حدیث ہے۔

(۱٦۸)۔ أَخْبرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ، أَخْبرَنَا أَبُو الْحَارِثِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّاهِرِيُّ السَّهْلِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَلِيمٍ، أَخْبرَنَا أَبُو الْمُوَجِّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْمُوَجِّهِ، أَنْبَأَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، أَخْبرَنَا وَكِيعٌ، أَخْبرَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:: أَنَّهُ قَبَّلَ بَعْضَ نِسَائِهِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ قُلْتُ: مَنْ هِيَ اِلَّا اَنْتِ، فَضَحِكَتْ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں کہ آپ نے اپنی کسی بیوی کا بوسہ لیا پھر نماز کے لیے چلے گئے اور وضو نہیں کیا، وہ کہتے ہیں میں نے کہا: وہ بیوی آپ کے علاوہ کون ہوسکتی ہے؟ تو آپ ہنس دیں۔

شرح یحییٰ بن سعید نے اس روایت کوضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ نہ ہونے کے مترادف ہے۔ محمد بن اسماعیل نے بھی اسے ضعیف قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ حبیب بن ابی ثابت کا عروہ سے سماع ثابت نہیں، تاہم اس بارے میں کوئی صحیح روایت موجود نہیں۔

(6)......بَابُ تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ
آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضو نہ کرنا

(۱٦۹)۔ أَخْبرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ السَّامَرِّيُّ، أَخْبرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے کندھے کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی مگر وضو نہیں کیا۔

شرح اس روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ نے عبداللہ بن یوسف سے اور امام مسلم رحمہ اللہ نے قعنبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ عطاء بن یسار کی کنیت ابومحمد ہے۔ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے۔ ان کے بھائی کا نام سلیمان بن یسار ہے۔ زید بن اسلم کی کنیت ابو اسامہ ہے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ہے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ خلفائے راشدین، صحابہ وتابعین اور ان کے بعد والے اکثر علماء اسی بات کے قائل ہیں کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو

(۱٦۸) صحیح، قاله الالبانی ......أخرجه الترمذی: ۸٦، وابوداود: ۱۷۹، وابن ماجه: ۵۰۲، والنسائی: ۱/ ۷۰

(۱٦۹) أخرجه البخاری: ۱۰۷، ۵٤۰٤، ۵٤۰۵، ومسلم: ۳۵٤

نہیں ٹوٹتا۔ بعض لوگ ٹوٹنے کے بھی قائل ہیں، عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ شکر کھانے کے بعد وضو کیا کرتے تھے۔ ان کی دلیل سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کیا کرو، خواہ پنیر کا ٹکڑا ہی کیوں نہ کھایا ہو۔'' ثور کی جمع اثوار ہے، پنیر کے ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ اکثر علماء کے نزدیک یہ حکم منسوخ ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ سے آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: ہمیں آگ پر پکی ہوئی چیز بہت کم ملا کرتی تھی، جب مل جاتی تو ہمارے پاس ہاتھ، پاؤں اور کلائیوں کے علاوہ کوئی رومال نہیں ہوتا تھا (یعنی انھی کے ساتھ ہاتھ صاف کر لیا کرتے تھے) پھر ہم وضو کے بغیر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل یہ تھا کہ آپ نے آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضو نہیں کیا۔

محدثین کی ایک جماعت اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا واجب سمجھتی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔ ان کی دلیل سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے سے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اس کے بعد وضو کرو۔'' پھر بکری کے گوشت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا: ''اس کے بعد وضو نہ کرو۔'' اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اونٹوں کے باڑے میں نماز نہ پڑھو کیونکہ وہ شیطان ہیں۔'' پھر بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: ''اس میں نماز پڑھ لو کیونکہ ان میں برکت ہے۔''

اکثر فقہاء کا مذہب ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا نیز مذکورہ حدیث میں وضو کرنے سے مراد ہاتھ منہ دھونا ہے، جیسا کہ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پینے کے بعد کلی کی اور فرمایا: ''اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔'' اونٹ کے گوشت کے لیے یہ خاص حکم اس لیے ہے کہ اس میں مہک اور بڑائی ہوتی ہے۔

حسن کہتے ہیں کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے سے فقر دور ہوتا ہے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے سے گناہ ختم ہوتے ہیں۔ قتادہ کہتے ہیں کہ ہاتھ دھونا وضو ہی ہے۔

(7)......بَابُ الْمَضْمَضَةِ مِنَ اللَّبَنِ وَالتَّسْوِيقِ

ستو کھانے اور دودھ پینے کے بعد کلی کرنا

(۱۷۰)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، وَأَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، قَالا: أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ،

(۱۷۰) أخرجه البخاري: ۲۲۱، ومسلم: ۳۵۸

أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَمَضْمَضَ، وَقَالَ: ((إِنَّ لَهُ دَسَمًا۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا، پھر پانی منگوا کر کلی کی اور فرمایا: ''اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔''

تشریح اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے ابو عاصم سے اور امام مسلم رحمہ اللہ نے کئی سندوں سے نقل کیا جو زہری رحمہ اللہ تک اکٹھی ہو جاتی ہیں۔

عبداللہ بن عبداللہ بن عتیق بن مسعود ہذلی نابینا تھے اور ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ علی بن حسین سے پہلے فوت ہو گئے تھے جبکہ علی بن حسین ۹۲ھ میں فوت ہوئے۔

(۱۷۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ......

عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِي حَارِثَةَ، أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ، وَهِيَ مِنْ أَدْنَى خَيْبَرَ، نَزَلَ فَصَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ، فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيقِ، فَأَمَرَ بِهِ، فَثُرِّيَ، فَأَكَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْنَا، ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ، فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

سیدنا سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غزوہ خیبر کے سال وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، جب خیبر کے قریب مقام صہباء میں پہنچے تو اتر کر نماز پڑھی، پھر کھانا منگوایا تو صرف ستو ہی آپ کو پیش کیے گئے، آپ کے حکم سے ستو بھگو دیے گئے، آپ نے بھی ستو کھائے اور ہم نے بھی کھائے، پھر آپ مغرب کی نماز کے لیے اٹھے تو آپ نے کلی کی اور ہم نے بھی، پھر آپ نے نماز پڑھی اور دوبارہ وضو نہیں کیا۔

تشریح اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے عبداللہ بن یوسف سے بیان کیا ہے۔

((فَثُرِّيَ)) بھگونے کو کہتے ہیں اور (الثری) بھیگی مٹی کو کہتے ہیں جو اوپر والی مٹی کے نیچے ہوتی ہے۔

شیخ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس چیز میں چکناہٹ ہو یا اس کے باقیات منہ میں رہ جائیں جو دوران نماز پیٹ تک پہنچتی رہیں تو اس کے بعد پانی سے کلی کرنا مستحب ہے۔

(۱۷۱) أخرجه البخاري: ۲۰۹

(8)...... بَابُ مَنْ شَكَّ فِي الْحَدَثِ بَنٰى عَلَى الْيَقِيْنِ

جسے وضوٹوٹنے کا شک ہو وہ یقین پر بنیاد رکھے

(١٧٢)۔ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ، أَخْبَرَنِي عَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ......

عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: شُكِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ الشَّيْءُ فِي الصَّلاةِ، فَقَالَ: ((لا يَنْفَتِلُ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا۔))

سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی کی شکایت کی گئی جسے دوران نماز کسی چیز (ہوا نکلنے) کا شبہ پڑ جائے، تو آپ نے فرمایا: ''جب تک وہ آواز نہ سنے یا بدبو محسوس نہ کرے نماز نہ چھوڑے۔''

شرح: ((حتی یسمع صوتا او یجد ریحا۔)) کا مفہوم یہ ہے کہ اسے وضوٹوٹنے کا یقین ہو جائے، یہ نہیں کہ آواز سننا یا بدبو پانا شرط ہے کیونکہ وہ بہرا بھی ہوسکتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کی ناک ہی بند ہو لہٰذا جب وضوٹوٹنے کا یقین ہو جائے گا تو وضوٹوٹ جائے گا۔

شیخ کہتے ہیں: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سبیلین سے نکلنے والی ہوا ناقض وضو ہے۔ اصحاب رائے کہتے ہیں: سامنے کی شرمگاہ سے نکلنے والی ہوا سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آواز سنے بغیر یا بدبو پائے بغیر وضو نہیں ٹوٹتا۔'' (ترمذی: ٧٤، ابن ماجہ: ٥١٥، صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ اگلے پیرا گراف میں مروی ہیں۔)

یہ حدیث دلیل ہے کہ شرعی معاملات میں شک پڑ جانے سے یقین ختم نہیں ہوتا، جیسے اگر طہارت کا یقین ہو اور وضو ٹوٹنے کا شک ہو تو نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور اگر وضوٹوٹنے کا یقین ہو اور طہارت کا معاملہ مشکوک ہو تو وضو کیے بغیر نماز جائز نہیں، اسی طرح اگر نکاح میں شک ہو تو عورت حلال نہ ہوگی اور نکاح یقینی ہو طلاق میں شک ہو تو نکاح برقرار رہے گا۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر وضوٹوٹنے کا شک ہے تو وضو کے بغیر نماز شروع نہ کرے اور اگر دوران نماز وضو ٹوٹنے کا شک پڑ جائے تو نماز جاری رکھے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں ہو اور وہ اپنے سرینوں میں ہوا محسوس کرے تو اس وقت تک نماز نہ چھوڑے جب تک آواز نہ سنے یا بدبو نہ پائے۔'' (صحیح مسلم: ٣٦٢)

(١٧٢) أخرجه البخاري: ١٣٧، ١٧٧، ومسلم: ٣٦١

سلیمان بن یسار سے نمی کے متعلق پوچھا گیا کہ اگر کپڑا تر ہو جائے تو کیا کرے؟ تو انہوں نے کہا: کپڑے کے نیچے پانی کے چھینٹے مار لے اور بےفکر ہو جائے۔ ایک آدمی نے سعید بن مسیّب سے پوچھا کہ میں دوران نماز کپڑے میں نمی پاؤں تو نماز چھوڑ دوں؟ انہوں نے کہا: اگر میری ران پر بھی پانی بہنے لگے تو میں نماز پوری کیے بغیر نہیں ہٹوں گا۔ شیخ بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہوسکتا ہے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے بات بطورِ مبالغہ کی ہوتا کہ دل سے وسوسہ اور شک نکل جائے۔

(9)......بَابُ أَدَبِ الْخَلَاءِ

بیت الخلاء جانے کے آداب

(۱۷۳)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ ، قَالا: أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْحِيرِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ، أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ ، أَنْبَأَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنِ ابْنِ عَجْلانَ ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ ، فَإِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْغَائِطِ ، فَلا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ ، وَلا يَسْتَدْبِرْهَا لِغَائِطٍ ، وَلا بَوْلٍ ، وَلْيَسْتَنْجِ بِثَلاثَةِ أَحْجَارٍ وَنَهَى عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ ، وَأَنْ يَسْتَنْجِيَ الرَّجُلُ بِيَمِينِهِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمھارے لیے باپ کی طرح ہوں، جب تم پاخانہ کے لیے جاؤ تو پیشاب، پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف نہ منہ کرو اور نہ پیٹھ اور تین پتھروں (ڈھیلوں) سے استنجاء کرو۔'' آپ نے لید، ہڈی اور دائیں ہاتھ کے ساتھ استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے۔

تشریح: اسے ابن مبارک رحمہ اللہ نے محمد بن عجلان سے روایت کیا ہے اور اس روایت میں کچھ لفظی اختلاف ہے۔

ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ''میں تمھارے لیے بمنزلہ والد ہوں'' یہ بات آپ نے مخاطبین کو مانوس کرنے کے لیے فرمائی تاکہ وہ پیش آمدہ دینی مسائل پوچھنے میں شرم اور ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں، جیسے بچہ باپ سے پوچھنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا، اس حدیث میں یہ بیان بھی ہے کہ باپ کی اطاعت اولاد پر واجب ہے اور باپ پر یہ واجب ہے کہ وہ اپنی اولاد کو ضرورت کے مطابق ادب اور دین سکھلائے۔

((ولیستنج۔)) کے لغوی معنی قضائے حاجت کے لیے اونچی جگہ جانا ہے۔ جب وہ لوگ پیشاب کرنے بیٹھتے تھے تو وہاں (اونچی جگہ) چھپ جاتے تھے۔ اسی معنی کے مطابق عرب یہ جملہ بولتے ہیں: استنجی الرجل ...... کہ اس نے اپنے پیٹ سے غلاظت کو نکال دیا۔ النجو حدث سے کنایہ ہے جیسا کہ غائط کنایہ ہے۔ حالانکہ

(۱۷۳) أخرجه مختصرا مسلم: ۲۶۵، ورواه مطولا من حديث سلمان: ۲٦۲

"غـــائـطُ" دراصل نشیبی زمین کو کہتے ہیں جہاں وہ قضائے حاجت کے لیے جاتے تھے۔ چنانچہ پاخانے کا اصل نام لینا ناپسند کرتے ہوئے بطور کنایہ یہ الفاظ مستعمل ہو گئے۔

(استنجاء)) ایک معنی یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کسی چیز کو اس کی جگہ سے ہٹانا جیسے: نـجوت الرطب واشجیته ''میں نے کھجوریں توڑیں''۔ استنجیت الوتر ''میں نے گوشت اور ہڈی سے پٹھہ نکالا۔''

((الرمة۔)) بوسیدہ ہڈی کو کہتے ہیں اسے (رِمّہ) اس لیے کہتے ہیں کہ اونٹ اسے کھاتے ہیں اور (رِمّہ) تَرُمُّ سے نکلا ہے جس کا معنی کھانا ہے۔ قرآن میں ہے: ﴿مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ﴾ .... ''جب ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو کون انہیں زندہ کرے گا؟'' (الـــرمیـــم) اور (رمة) دونوں ہم معنی ہیں۔ فقہ الحدیث یہ ہے کہ قضائے حاجت کے دوران قبلہ کی جانب منہ یا پشت کرنا ممنوع ہے۔ علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک عام ممانعت ہے خواہ صحرا میں ہو یا عمارت میں، ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ، ابراہیم نخعی رحمہ اللہ، سفیان ثوری رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے یہی منقول ہے اور ان کی دلیل مندرجہ ذیل روایت ہے۔

(١٧٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ.

ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، وَأَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا :أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ......

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا۔)) فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ قَدْ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَكُنَّا نَنْحَرِفُ عَنْهَا وَنَسْتَغْفِرُ اللهَ۔

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی جانب منہ کرنے سے منع کیا ہے۔ البتہ یہ کہا کہ ''مشرق یا مغرب کو منہ کر لو۔'' ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم شام کے علاقے میں آئے تو وہاں کی لیٹرینیں قبلہ رخ بنائی گئی تھیں، چنانچہ ہم رخ بدل لیتے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کر لیتے تھے۔

شرح: ((مـــراحیض۔)) (مـرحـاض) کی جمع ہے اور یہ لفظ غسل خانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ (رحـضـت الثـوب) اس وقت کہا جائے گا جب ''میں کپڑے دھولوں گا۔'' مگر یہاں وہ جگہ مراد ہے جہاں پاخانہ کیا جاتا ہے۔

(١٧٤) أخرجه البخاري: ٣٩٤، ومسلم: ٢٦٤

((شرقوا او غربوا۔)) یہ خطاب اہل مدینہ اوران لوگوں کے لیے ہے جن کا قبلہ شمال وجنوب کی سمت ہے، مگر جن کا قبلہ مشرق ومغرب کی جانب ہے وہ شمال وجنوب کی جانب منہ کریں۔ اہل علم کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ یہ ممانعت صحراء میں ہے ورنہ عمارت میں قبلہ کی جانب منہ یا پشت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، امام شعبی رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ اور اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ ان حضرات کے نزدیک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث صحراء پر محمول ہے اوران کی دلیل یہ حدیث ہے۔

(١٧٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حِبَّانَ، عَنْ وَاسِعِ بْنِ حِبَّانَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: ارْتَقَيْتُ فَوْقَ بَيْتِ حَفْصَةَ لِبَعْضِ حَاجَتِي، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي حَاجَتَهُ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ، مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں کسی کام سے حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کررہے ہیں اور آپ کا منہ شام کی طرف اور پشت قبلہ کی جانب تھی۔

شرح: امام مسلم رحمہ اللہ نے ابوبکر بن ابوشیبہ سے اس نے محمد بن بشر عبدی سے اس نے عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(١٧٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حِبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حِبَّانَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ نَاسًا يَقُولُونَ: إِذَا قَعَدْتَ لِحَاجَتِكَ، فَلا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، وَلا بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: لَقَدِ ارْتَقَيْتُ عَلَى ظَهْرِ بَيْتِنَا، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں: جب تم قضائے حاجت کے لیے بیٹھو تو قبلہ یا بیت المقدس کی طرف منہ نہ کرو، جبکہ میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو اینٹوں پر بیت المقدس کی جانب منہ کرکے بیٹھے ہوئے قضائے حاجت کر رہے تھے۔

---

(١٧٥) أخرجه البخاري: ١٤٨، ٣١٠٢، ومسلم: ٢٦٦

(١٧٦) أخرجه البخاري: ١٤٥، ومسلم: ٢٦٦

(١٧٧)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِيرَبَنْدَكُشَائِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سِرَاجٍ الطَّحَّانُ ، أَنْبَأَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشِ بْنِ سُلَيْمَانَ ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَكِّيُّ ، أَنْبَأَنَا أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلامٍ ، حَدَّثَنِيهِ هُشَيْمٌ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ ، قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: وَحَدَّثَنِيهِ يَحيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، كِلاهُمَا ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حِبَّانَ ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حِبَّانَ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: ظَهَرْتُ عَلَى إِجَّارٍ لِحَفْصَةَ ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَلَى سَطْحٍ ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا عَلَى حَاجَتِهِ مُسْتَقْبِلا بَيْتَ الْمَقْدِسِ ، مُسْتَدْبِرَ الْكَعْبَةِ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف منہ کرکے اور کعبہ کی طرف پشت کرکے قضائے حاجت کے لیے بیٹھے تھے۔

شرح ((الاجار)) اہل حجاز اور اہل شام کی لغت میں چھت کو اجار کہتے ہیں اور اس کی جمع اجاجیر اور اجاجرہ ہے۔

((واسع)) بن حبان بن منقذ بن عمرو انصاری ہیں مدینہ کے رہائشی اور قبلہ بنو مازن سے ہیں۔

مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے قبلہ کی جانب اپنی اونٹنی بٹھائی اور اس کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے بیٹھ گئے، کسی نے کہا: اس سے منع نہیں کیا گیا؟ تو آپ نے کہا: فضاء میں منع ہے۔ اگر تیرے اور قبلہ کے درمیان کوئی پردہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔(ابوداود: ١١)

صحراء اور عمارت کا فرق اس لیے ہے کہ صحراء نمازیوں سے خالی نہیں ہوتی خواہ فرشتہ ہو یا جن ہو یا انسان ہو۔ جب قبلہ کی جانب منہ یا پشت کرے گا تو نمازی کی نظر اس کی شرمگاہ پر پڑسکتی ہے چنانچہ اس سے منع کیا گیا ہے جبکہ یہ چیز عمارت میں نہیں ہوتی، البتہ پاخانوں میں جنات موجود ہوتے ہیں۔

((ویستنج بثلاثۃ احجار)) یہ حدیث دلیل ہے کہ تین سے کم پتھروں پر اقتصار جائز نہیں، اگرچہ صفائی حاصل بھی ہو جائے۔ اگر تین ڈھیلوں سے بھی طہارت نہ ہو تو زائد ڈھیلے استعمال کرنا واجب ہے حتی کی صفائی ہو جائے، پھر اگر تین سے زائد جفت ڈھیلوں سے صفائی ہو تو انہیں طاق کرنے کے لیے ایک اور ڈھیلا استعمال کرنا مستحب ہے، واجب نہیں۔ جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو ڈھیلا استعمال کرے وہ طاق

(١٧٧) أخرجه البخاري: ١٤٥ ، ومسلم: ٢٦٦ ، وابوداود: ١٢ ، وابن ماجه: ٣٣٢ ، والترمذي: ١١ ، والنسائي: ٢٣ .

کرے، اگر طاق نہ بھی کرے تو کوئی حرج نہیں۔'' (ضعیف، ابن ماجه: ٣٣٧)

بعض علماء کا خیال ہے کہ اگر تین سے کم ڈھیلوں سے صفائی ہو جائے تو ان پر اقتصار کرنا جائز ہے۔ ان کی دلیل یہی حدیث ہے، لیکن دیگر علماء اسے تین سے زائد پر محمول کرتے ہیں کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں تین ڈھیلوں سے استنجاء کرنے کا حکم ہے۔

اصحاب رائے کہتے ہیں: ڈھیلے سے استنجاء کرنا مستحب ہے، اگر نجاست ایک درہم کے بقدر ہو اور نمازی استنجاء کیے بغیر اسی طرح نماز پڑھ لے تو جائز ہے، اگر زیادہ ہو تو پھر پانی سے دھونا واجب ہے۔

امام صاحب فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لید اور ہڈی کے ساتھ استنجاء کرنے سے روکنا اس بات کی دلیل ہے کہ استنجاء کرنا ڈھیلے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جو چیز بھی پتھر کی طرح صفائی کر دے اس سے استنجاء جائز ہے اور یہ ہر وہ چیز ہے جو ٹھوس ہو، پاک ہو، زائل کرنے والی ہو اور قابل احترام نہ ہو، جیسے مٹی کا ڈھیلا، لکڑی، کنکر، کپڑا وغیرہ۔ لید پر قیاس کرتے ہوئے نجس چیز سے استنجاء جائز نہیں اور نہ ایسی چیز ہی سے جائز ہے جو زائل نہ کرتی ہو جیسے چکنی اور ملائم اشیاء کیونکہ یہ نجاست کو پھیلا دیتی ہیں ختم نہیں کرتیں، ہڈی سے بھی استنجاء جائز نہیں کیونکہ ناپاک ہڈیاں، لید کے قائم مقام ہیں اور پاک ہڈیاں خوارک کے قائم مقام ہیں۔

(١٧٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الأُسْتَاذُ الطُّوسِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَفَّافُ الْهَرَوِيُّ، حَدَّثَنَا لاحِق بن الحُسَين بن عِمران بن أبي الوَرْدِ الْمَقْدِسِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلانَ الْخَزَّازُ السُّوسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا تَسْتَنْجُوا بِالْعِظَامِ وَلا بِالرَّوْثِ، فَإِنَّهُ زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''ہڈی یا لید سے استنجا نہ کرو، کیونکہ وہ تمھارے جن بھائیوں کی خوراک ہے۔''

شرح: امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث کو اسماعیل بن ابراہیم وغیرہ نے داؤد بن ابو حفصہ سے انہوں نے شعبی رحمہ اللہ سے انہوں نے علقمہ سے اور انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ لیلۃ الجن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے (الحدیث)۔ امام شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لید اور ہڈی سے استنجا نہ کرو کیونکہ وہ تمھارے جن بھائیوں کی خوراک ہے۔'' لگتا ہے اسماعیل کی روایت حفص بن غیاث سے زیادہ صحیح ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مذبوح جانور کا چہرہ دباغت سے قبل ہڈی کے حکم میں ہے، اس سے استنجا کرنا جائز نہیں

(١٧٨) أخرجه مسلم: ٤٥٠ في حديث طويل

کیونکہ اسے بھی صاف کر کے کھایا جاتا ہے۔

(۱۷۹)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، أَخْبَرَنِي أَبُو وَجْزَةَ......

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الاسْتِنْجَاءِ: ((بِثَلاثَةِ أَحْجَارٍ لَيْسَ فِيهَا رَجِيعٌ))

عمارہ بن خزیمہ بن ثابت اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے استنجا کے متعلق فرمایا: ''تین پتھروں کے ساتھ کیا جائے جن میں لید نہ ہو۔''

شرح: امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: لفظ رجیع کبھی لید پر بولا جاتا ہے کیونکہ پہلے وہ خوراک کی شکل میں تھا اور اب پہلی شکل تبدیل کر چکا ہے، اور کبھی اس پتھر کو کہا جاتا ہے جس سے ایک دفعہ استنجاء کر لیا جائے۔

(۱۸۰)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحِمْصِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو السَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَدِمَ وَفْدُ الْجِنِّ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، انْهَ أُمَّتَكَ أَنْ يَسْتَنْجُوا بِعَظْمٍ، أَوْ رَوْثَةٍ، أَوْ حُمَمَةٍ، فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى جَعَلَ لَنَا فِيهَا رِزْقًا، قَالَ: فَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنات کا ایک ٹولہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے محمد! اپنی امت کو ہڈی، لید اور کوئلے کے ساتھ استنجاء کرنے سے منع کر دیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ان میں رزق رکھا ہے چنانچہ نبی ﷺ نے منع کر دیا۔

شرح: ((الحمة)) لکڑی یا ہڈی جل کر کوئلہ بن جائے تو اسے (الحمة) کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ہر قسم کی ہڈی جنوں کی خوراک ہے اور اس سے استنجا منع ہے، جبکہ بعض کے نزدیک وہ ہڈی مراد ہے جو جل کر کوئلہ بن جائے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کوئلے کے ساتھ استنجاء کرنا اس لیے منع ہے کہ وہ نرم ہو جاتا ہے اور اسے معمولی دبایا جائے تو

(۱۷۹) صحیح ......أخرجه ابوداود: ٤١، وابن ماجه: ٣١٥

(۱۸۰) صحیح ......أخرجه ابوداود: ٣٩

ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے، گندگی صاف نہیں کرتا، بلکہ اس کے ذرات ساتھ ہی چمٹ جاتے ہیں، مٹی کا حال بھی یہی ہے۔

((استطابة۔)) سے مراد استنجا ہے۔ عربی جملہ ہے: اِسْتَطَابَ الرَّجُلُ، فَهُوَ مُسْتَطِيْبٌ، وَاَطَابَ فَهُوَ مُطِيْبٌ یہاں پر طِیب کا معنی طہارت ہے کیونکہ استنجا کے ذریعے آدمی جسم پر لگی غلاظت کو صاف کرتا ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں: دائیں ہاتھ کے ساتھ استنجا کرنا آداب کے تحت منع کیا گیا ہے۔

(١٨١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ هُوَ الدَّسْتُوَائِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ، وَإِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِينِهِ۔))

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی پیے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب بیت الخلا جائے تو اپنے آلۂ تناسل کو دایاں ہاتھ نہ لگائے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا ہی کرے۔“

شرح: امام مسلم نے ابن ابی عمرو، عن عبد الوھاب، عن ایوب، عن یحیی بن کثیر کی سند سے روایت کیا ہے۔

(١٨٢)۔ أنا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيُمْنَى لِطَهُورِهِ وَطَعَامِهِ، وَكَانَتْ يَدُهُ الْيُسْرَى لِخَلَائِهِ وَمَا كَانَ مِنْ أَذًى۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دایاں ہاتھ وضو اور کھانے کے لیے تھا جبکہ بایاں ہاتھ پاخانہ اور ناپاک کاموں کے لیے تھا۔

شرح: اگر یوں کہا جائے کہ حدیث میں دو متضاد چیزیں جمع ہوگئی ہیں۔ (۱) دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے کی ممانعت۔ (۲) دائیں ہاتھ سے شرمگاہ کو چھونے کی ممانعت، اگر آدمی پیشاب کرنے کے بعد استنجاء کرنا چاہے تو دونوں

---

(١٨١) أخرجه البخاري: ١٥٣، ١٥٤، ومسلم: ٢٦٧

(١٨٢) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٣٣

میں سے ایک کا ارتکاب کرنا ضروری ہے، اگر پتھر بائیں ہاتھ میں پکڑے تو ذکر کو دائیں ہاتھ سے پکڑے گا اور اگر پتھر دائیں ہاتھ سے پکڑے تو استنجاء بھی دائیں ہاتھ سے ہی کرے گا، تو اس صورت میں کیا کیا جائے؟ اس کا درست طریقہ یہ ہے کہ ذکر کو بائیں ہاتھ میں پکڑ کر دیوار یا اونچی جگہ یا کسی ایسے بڑے پتھر کے ساتھ صاف کرے جو اپنی جگہ سے نہ ہٹے اگر چھوٹے پتھر کے ساتھ استنجاء کرنا مجبوری ہو تو زمین پر بیٹھ کر پتھر دونوں پاؤں میں پکڑے اور بائیں ہاتھ کے ساتھ عضو کو اس پر رگڑے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر ایسے کرنا مشکل ہو تو پتھر دائیں ہاتھ میں پکڑے اور اسے حرکت نہ دے بلکہ عضو کو بائیں ہاتھ سے پکڑ کر اس پر رگڑے۔

(10)......بَابُ الْإِسْتِتَارِ عِنْدَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ

قضائے حاجت کے وقت پردہ کرنا

(١٨٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ، فَقَالَ: ((إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا، فَكَانَ لا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الآخَرُ، فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ۔)) ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً، فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟ فَقَالَ: ((لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے جنہیں عذاب دیا جا رہا تھا، تو آپ نے فرمایا: ''ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور وہ عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ہے، ایک پیشاب کرتے وقت پردہ نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا۔'' پھر آپ نے ایک تازہ ٹہنی لے کر اس کے دو ٹکڑے کیے اور ہر قبر میں ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا، لوگوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! آپ نے ایسے کیوں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں شاید اللہ تعالیٰ ان سے عذاب ہلکا کر دے۔''

تشریح: اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے اسحاق بن ابراہیم وغیرہ سے روایت کیا ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: ((وَكَانَ لا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ)) ''وہ پیشاب سے بچتا نہیں تھا۔'' مجاہد نے یہ الفاظ ذکر کیے ہیں: ((وَمَا يُعَذَّبَانِ

(١٨٣) أخرجه البخاري: ٢١٦، ٢١٨، ومسلم: ٢٩٢

فِيْ كَبِيْرَةٍ وَاِنَّهٗ لَكَبِيْرٌ۔))...... ''اوران کوکسی مشکل کام کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جارہا، البتہ وہ کبیرہ گناہ تو ہیں۔''

(جريدة) کی جمع (جريد) ہے کھجور کی شاخ کو کہتے ہیں۔ یہ حدیث عذاب قبر کے اثبات کی دلیل ہے۔

((وما يعذبان في كبيرة۔)) مراد یہ ہے کہ انہیں کسی ایسے عمل کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جارہا جس سے بچنا ان کے لیے مشکل ہو کیونکہ چغل خوری کو ترک کرنا اور پیشاب کے لیے چھپ کر بیٹھنا ان کے لیے کوئی مشکل نہ تھا۔ یہ مراد نہیں کہ ان دونوں کاموں کا گناہ دینی طور پر معمولی تھا۔ اس کی دلیل آپ کے یہ الفاظ ہیں: ((وانه لكبير)) ''اور وہ بہت بڑا گناہ ہے۔''

بعض روایات میں یوں ہے: ((لَمْ يَكُنْ يَسْتَنْتِرُ مِنَ الْبَوْلِ)) (نتر) کا معنی ہے ''زور سے کھینچنا'' اور (استنتار من البول) کا مطلب ہے ''یکے بعد دیگرے کسی چیز کو جذب کرنا۔'' (یعنی وہ پیشاب کرنے کے بعد پیشاب کو خشک نہیں کرتا تھا)

(لعله يخفف عنهما ما لم ييبسا۔)) ''جب تک خشک نہ ہوں گی ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔''

ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس کی وجہ یہ نہیں کہ تازہ شاخ میں کوئی ایسی چیز ہے جو خشک میں نہیں پائی جاتی (جس کی وجہ سے عذاب ہلکا ہو جاتا ہے) بلکہ یہ تخفیف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کے تبرک اور دعا کی وجہ سے تھی اور اس کی حد یہ مقرر کی گئی کہ وقتِ دعا سے لیکر شاخ کے خشک ہونے تک عذاب میں تخفیف رہے گی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ تازہ شاخ تسبیح بیان کرتی ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: کیا یہ لکڑی سبحان اللہ پڑھتی ہے؟ وہ کہنے لگے: پڑھتی تھی مگر اب نہیں پڑھتی (کیونکہ خشک ہوگئی ہے)۔ اس معنی کے مطابق قبروں پر قرآن پڑھنا مستحب ہے، کیونکہ قرآن کی خیر و برکت اور ثواب ہر چیز سے زیادہ ہے۔ نیز اس حدیث میں بوقت قضائے حاجت پردہ کرنے کا وجوب ہے۔

(١٨٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ أَبْعَدَ، قَالَ فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ وَهُوَ فِي بَعْضِ

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تو بہت دور چلے جاتے چنانچہ کسی سفر کے دوران آپ قضائے حاجت

(١٨٤) هذا حديث حسن صحيح ......أخرجه مختصرا الترمذي: ٢٠، وابوداود: ١١، وابن ماجه: ٣٣١، والنسائي: ١/ ١٨

أَسْفَارِهِ، فَقَالَ: ((ائْتِنِی بِوَضُوءٍ۔)) قَالَ: فَجِئْتُهُ بِوَضُوءٍ، فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ، فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔

کے لیے گئے تو (مجھ سے) فرمایا: ''وضو کے لیے پانی لاؤ۔'' میں آپ کے پاس پانی لیکر آیا تو آپ نے جبے کے نیچے سے ہاتھ نکال کر وضو کیا، پھر موزوں پر مسح کیا۔

شرح: ((ابعد۔)) کا معنی ہے ''دور چلے جاتے۔''

ابوعبید کہتے ہیں: خلاء، مذهب، موفق، مرحاض۔ یہ سب الفاظ ہم معنی ہیں، پیشاب کی جگہ کو کہا جاتا ہے۔

(١٨٥)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا مُسَدَّدٌ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ أَبِی الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ الْبَرَازَ انْطَلَقَ حَتَّى لَا يَرَاهُ أَحَدٌ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو اتنا چلتے کہ آپ کو کوئی دیکھ نہ سکتا۔

شرح: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی قضائے حاجت کے لیے جائے وہ چھپ کر بیٹھے۔ اگر چھپنے کے لیے کوئی چیز نہ پائے تو ریت کی ڈھیری اکٹھی کر کے اس کی طرف پیٹھ کر لے، کیونکہ شیطان انسانوں کی شرمگاہ سے کھیلتا ہے۔'' (ضعیف، ابوداود: ٣٥، ابن ماجه: ٣٣٧)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ''أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ حَاجَةً لَا يَرْفَعُ ثَوْبَهُ حَتَّى يَدْنُوَ مِنَ الْأَرْضِ۔'' ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو اس وقت تک کپڑا نہ ہٹاتے جب تک زمین کے قریب نہ ہو جاتے۔'' (صحیح، ابوداود: ١٤، ترمذی: ١٤) اس روایت کو اعمش نے انس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے لیکن کسی بھی صحابی سے سماع نہیں کیا۔

((كَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ۔)) کے الفاظ اس بات کی دلیل ہیں کہ تمام پیشاب نجس ہیں اور ان سے بچنا ضروری ہے۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: إِنِّي كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَرَادَ أَنْ يَبُولَ، فَأَتَى دَمِثًا فِي أَصْلِ جِدَارٍ فَبَالَ، ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَبُولَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهِ مَوْضِعًا۔)) ...... ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے پیشاب کرنے کا ارادہ کیا تو دیوار کی بنیاد کے پاس ایک نرم جگہ دیکھی اور پیشاب کیا، پھر فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی

(١٨٥) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٢، وابن ماجه: ٣٣٥

پیشاب کرنا چاہے تو ایسی نرم جگہ تلاش کرے۔'' (ضعیف، ابو داود: ۳)

((الدمث)) نرم جگہ کو کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ پیشاب کرنے کے لیے ایسے جگہ تلاش کیا کرتے تھے، جیسے پڑاؤ ڈالنے کے لیے جگہ تلاش کیا کرتے تھے۔

(11)......بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ

بیت الخلاء جاتے وقت کونسی دعا پڑھے

(۱۸۶)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَازِمِ بْنِ أَبِي غَرْزَةَ، أَنْبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ، قَالَ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلا میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اے اللہ! میں نر اور مادہ جنات کی خباثت سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

شرح: ((الخُبُث)) (خبیث) کی جمع ہے اور ((الخبائث)) (خبیثۃ) کی جمع ہے، نر اور مادہ جن مراد ہیں۔ بعض نے (الخبث) باء کو ساکن بھی پڑھا اور کہا کہ خبث سے کفر اور خبائث سے شیاطین مراد ہیں۔ یہ دعا بیت الخلا کے ساتھ اس لیے خاص ہے کہ وہاں جنات موجود ہوتے ہیں کیونکہ وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا جاتا۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان پاخانوں میں شیطان موجود ہوتے ہیں، جب کوئی اس میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ''(اے اللہ! نر اور مادہ جنات کی خباثت سے میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔) (صحیح، ابو داود: ٦، ابن ماجہ: ٢٩٦)

((محتضرۃ۔)) سے مراد یہ ہے کہ وہاں شیطان موجود ہوتے ہیں۔

(۱۸۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عِيسَى، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ بَشِيرِ بْنِ سَلْمَانَ، حَدَّثَنِي خَلَّادٌ الصَّفَّارُ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ النَّضْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

---

(۱۸۶) أخرجه البخاري: ٦٣٢٢، ومسلم: ٣٧٥

(۱۸۷) صحيح، قاله الالبانى ......أخرجه الترمذي: ٦٠٦، وابن ماجه: ٢٩٧

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((سَتْرُ مَا بَيْنَ أَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِي آدَمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُهُمُ الْخَلَاءَ أَنْ يَقُولَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ۔))

نے فرمایا: ''انسانوں کی شرمگاہوں اور جنوں کی آنکھوں کے درمیان پردہ ہے کہ آدمی جب بیت الخلاء میں جائے تو "بسم اللّٰه" پڑھ لے۔''

شرح: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے۔ ہمیں اس کی یہی سند معلوم ہے اور یہ بھی قوی نہیں ہے۔

(۱۸۸)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ، قَالَ: ((غُفْرَانَكَ ۔))

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانے سے فارغ ہوتے تو (غفرانك) پڑھتے۔ ''اے اللہ! مجھے معاف کردے۔''

شرح: (غفرانك) کا معنی ہے میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں، جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: ﴿غُفْرَانَكَ رَبَّنَا﴾ .... ''اے اللہ! ہمیں بخشش عطا کر۔''

گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی دیر تک اللہ تعالیٰ کا ذکر چھوڑنے کو کوتاہی خیال کیا جتنی دیر تک آپ بیت الخلا میں رہے، چنانچہ اس کے تدارک کے لیے استغفار کیا۔

(۱۸۹)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ الْقُهُسْتَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَلَبِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ الْخَلِيلِ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ الْمُتَوَكِّلِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَمَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ، فَكَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ وَضَعَهُ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی پر (مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ) منقوش تھا، چنانچہ آپ جب بیت الخلا میں جاتے تو اسے اتار کر رکھ جاتے۔

---

(۱۸۸) صحيح ......أخرجه الترمذي: ۷، وابن ماجه: ۳۰۰، وابوداود: ۳۰

(۱۸۹) منكر، لكن قوله "كان نقش خاتم رسول الله ﷺ محمد رسول الله" ثابت في احاديث اخرى ......أخرجه الترمذي: ۱۷٤٦، وابوداود: ۱۹، وابن ماجه: ۳۰۳، والنسائي: ۵۲۱۳

(12)......بَابُ كَرَاهِيَةِ الْكَلَامِ عَلٰى قَضَاءِ الْحَاجَةِ

قضائے حاجت کے دوران باتیں کرنا مکروہ ہے

(۱۹۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْفَاشَانِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَبُو عُمَرَ الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْهَاشِمِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ اللُّؤْلُئِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الأَشْعَثِ السِّجِسْتَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ ، أَخْبَرَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ......

عَنْ هِلَالِ بْنِ عِيَاضٍ ، حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يَخْرُجُ الرَّجُلَانِ يَضْرِبَانِ الْغَائِطَ كَاشِفَيْنِ عَنْ عَوْرَتِهِمَا يَتَحَدَّثَانِ ، فَإِنَّ اللّٰهِ يَمْقُتُ عَلَى ذٰلِكَ۔))

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''اگر دو آدمی قضائے حاجت کے لیے نکلیں تو وہ ننگے ہو کر باتیں نہ کریں، اللہ تعالیٰ اس بات پر ناراض ہوتے ہیں۔''

شرح: ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو صرف عکرمہ ہی نے مسند بیان کیا ہے۔

((يضربان الغائط۔)) ابو عمر کہتے ہیں: جب آدمی قضائے حاجت کے لیے نکلے تو (ضربت الارض) کہا جاتا ہے اور جب سفر کے لیے نکلے تو (ضربت فی الارض) کہا جاتا ہے۔

امام صاحب فرماتے ہیں: قضائے حاجت کے دوران زبان کے ساتھ اللہ کا ذکر نہ کرو، کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا جبکہ آپ پیشاب کر رہے تھے تو آپ نے جواب نہ دیا۔ اگر بیت الخلا میں چھینک آ جائے تو دل میں (الحمد لله) کہے، امام حسن، شعبی اور نخعی رحمہم اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ ایک آدمی نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے پوچھا: اے ابو محمد! قضائے حاجت کے دوران مجھے چھینک آ جائے تو میں کیا کروں؟ فرمایا: دل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور نظر آسمان کی طرف اٹھائے۔ شیخ کہتے ہیں: زبان کو حرکت نہ دے بلکہ اسی طرح کرے اور دوران جماع بھی یہی حکم ہے۔

(13)......بَابُ الْمَوَاضِعِ الَّتِي نَهٰى عَنْ قَضَاءِ الْحَاجَةِ فِيهَا

جن مقامات پر قضائے حاجت کرنا ممنوع ہے

(۱۹۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ ،

(۱۹۰) صحيح ......أخرجه ابوداود: ۱۵ ، وابن ماجه: ۳٤۲

(۱۹۱) أخرجه مسلم: ۲٦۹

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا الْعَلَاءُ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اتَّقُوا اللَّعَّانِينِ أَوِ اللَّعْنَتَيْنِ۔)) قَالُوا: وَمَا هُمَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ، أَوْ فِي ظِلِّهِمْ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لعنت کے دو اسباب سے بچو۔'' صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ اسباب کونسے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''لوگوں کی گذرگاہ اور سایے میں پاخانہ کرنا۔''

شرح امام مسلم نے اسے علی بن حجر سے روایت کیا ہے۔ مگر اس میں (اللاعنین) کے الفاظ ہیں۔

مراد یہ ہے کہ ان دو کاموں سے بچو جو لعنت کا سبب بنتے ہیں کہ جو آدمی وہ کام کرے گا اس پر لعنت کی جائے گی اور گالیاں دی جائیں گی۔

سایے سے مراد وہ جگہ ہے جہاں لوگ سایہ حاصل کرنے کے لیے بیٹھتے ہیں اور پڑاؤ لگاتے ہیں ورنہ ہر سایے کی جگہ قضائے حاجت کے لیے بیٹھنا حرام نہیں۔ خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کے جھنڈ کے نیچے بیٹھ کر قضائے حاجت کی۔

(صحیح مسلم: ٣٤٢)

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل خانے میں پیشاب کرنے سے روکا اور فرمایا: ((فَإِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ۔)) ...... ''زیادہ وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔'' (ترمذی: ٢١، ابوداود: ٢٧، ابن ماجہ: ٣٠٤، نسائی: ٣٦، یہ حدیث اس جملے کے علاوہ صحیح ہے: زیادہ وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں)

((مستحم)) غسل خانے کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ ''حیم'' سے نکلا ہے جس کا معنی ہے گرم پانی جس سے غسل کیا جاتا ہے۔ کچھ علماء غسل خانے میں پیشاب مکروہ سمجھتے ہیں جبکہ بعض علماء جن میں ابن سیرین بھی شامل ہیں اس کی رخصت دیتے ہیں۔ کسی نے ابن سیرین سے کہا: اس سے تو زیادہ تر وسوسے پیدا ہوتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا: (رَبُّنَا اللّٰهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ) ابن مبارک کہتے ہیں کہ جس غسل خانے کا پانی بہہ جاتا ہو تو اس میں پیشاب کرنے کی گنجائش ہے۔

ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: غسل خانے میں پیشاب کرنا اس وقت ممنوع ہے جب جگہ پکی نہ ہو اور پیشاب کے نکلنے کی جگہ نہ ہو، پانی پیشاب میں گرے گا تو نہانے والے کو شک ہوگا کہ اس پر چھینٹے پڑ گئے ہیں چنانچہ اسے وسوسہ پڑ جائے گا۔

(١٩٢)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ،

(١٩٢) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٢٩، والنسائي: ٣٤

أَخْبَـرَنَـا أَبُـو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ......

عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْجُحْرِ، قَـالَ: قَـالُـوا لِـقَتَـادَةَ: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْبَوْلِ فِي الْجُحْرِ؟ قَالَ: كَانَ يُقَالُ: إِنَّهَا مَسَاكِنُ الْجِنِّ۔

عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سوراخ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔لوگوں نے قتادہ سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا: کہا جاتا ہے کہ وہاں جن رہتے ہیں۔

شرح عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بصری ہیں۔عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوسعید ہے یا ابوزید ہے، بصرہ میں بستے تھے۔آپ ۵۷ھ یا ۶۱ھ میں فوت ہوئے اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔

(14)......بَابُ الْبَوْلِ قَائِمًا

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

(۱۹۳)۔ أَخْبَـرَنَـا أَحْـمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، أَنْبَـأَنَـا أَبُـو عَبْـدِ اللّٰـهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْبِرْتِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ......

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: أَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ عَلَى سُبَاطَةِ بَنِي فُلَانٍ، فَبَالَ قَـائِـمًـا، فَتَـنَـحَّيْتُ، فَدَعَا بِمَاءٍ، فَتَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فلاں قبیلے کے ڈھیر پر آئے تو آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا، میں ایک طرف ہو گیا تو آپ نے پانی منگوا کر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

شرح حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ عبسی ہیں اور ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے چالیس دن بعد وفات پائی۔

((السباطة۔)) گھروں کے کوڑا کرکٹ اور مٹی پھینکنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔یہ عام طور پر سطح زمین سے بلند ہوتا ہے چنانچہ پیشاب واپس کرنے والے کی طرف نہیں آتا، اور نرم ہوتا ہے جس میں پیشاب گڑ جاتا ہے۔آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب اس لیے کیا تھا کہ بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی، یا اس لیے کہ آپ کی ٹانگ میں زخم تھا جس کی وجہ سے بیٹھنا ممکن نہیں تھا۔سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھٹنے کے نیچے زخم کی وجہ سے پیشاب کھڑے ہو کر کیا تھا۔

امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ عرب لوگ کمر درد کا علاج کرنے کے لیے کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے،

(۱۹۳) أخرجه البخاري: ۲۲٤، ومسلم: ۲۷۳

شاید آپ نے بھی اسی لیے کیا ہو۔ ورنہ آپ کا معمول یہی تھا کہ آپ بیٹھ کر ہی پیشاب کیا کرتے تھے اور یہی مقبول عمل ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جو یہ کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر پیشاب کرتے تھے تو اس کی تصدیق نہ کرنا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کھڑے ہوکر پیشاب کر رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا: ''اے عمر! کھڑے ہوکر پیشاب مت کرو۔'' (ضعیف، ابن ماجہ: ۳۰۸) مگر یہ نہی تحریمی نہیں بلکہ تأدیبی ہے۔

(15)......بَابُ الْبَوْلِ فِي الْإِنَاءِ
برتن میں پیشاب کرنا

(۱۹۴)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْفَاشَانِيُّ، أَخْبَرَنَا الشَّرِيفُ أَبُو عُمَرَ الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ......

عَنْ حُكَيْمَةَ بِنْتِ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ، عَنْ أُمِّهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدَحٌ مِنْ عِيدَانٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ يَبُولُ فِيهِ بِاللَّيْلِ۔

سیدہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لکڑی کا پیالہ آپ کی چارپائی کے نیچے پڑا ہوتا تھا جس میں آپ پیشاب کیا کرتے تھے۔

(16)......بَابُ الْإِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ
پانی سے استنجا کرنا

(۱۹۵)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مَيْمُونَةَ......

سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ، فَأَحْمِلُ وَأَنَا غُلَامٌ، إِدَاوَةً مِنْ مَاءٍ وَعَنَزَةً يَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلا میں جاتے تو میں پانی کا لوٹا اور ایک چھوٹا نیزہ اٹھا لیتا، میں اس وقت ابھی بچہ تھا، آپ پانی کے ساتھ استنجاء کرتے تھے۔

تشریح: متفق علیہ، اسے مسلم نے محمد بن مثنی عن محمد بن جعفر کی سند سے نقل کیا ہے۔ عطاء بن ابی میمون کی کنیت

(۱۹۴) حسن صحیح ......أخرجه ابوداود: ۲۴، والنسائی: ۳۲

(۱۹۵) أخرجه البخاری: ۱۵۲، ومسلم: ۲۷۱

ابو معاذ ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے، بصری ہونے کے باوجود تقدیر کے قائل تھے۔

(۱۹۶)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ ، أَخْبَرَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ جَرِيرٍ ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى الْخَلاءَ أَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فِي تَوْرٍ ، أَوْ رَكْوَةٍ ، فَاسْتَنْجَى ، ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى الأَرْضِ ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِإِنَاءٍ آخَرَ فَتَوَضَّأَ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں جاتے تو میں آپ کے پاس پیالہ یا چھاگل میں پانی لے کر آتا، آپ استنجاء کرتے، پھر اپنا ہاتھ زمین پر رگڑتے، پھر میں آپ کے لیے ایک اور برتن میں پانی لاتا تو آپ وضو فرماتے۔

شرح: صحابہ کرام اور ان کے بعد کے اکثر علماء کا مذہب یہی ہے کہ پیشاب پاخانہ کرنے کے بعد اگر پانی سے استنجا نہ کیا جائے بلکہ صرف ڈھیلے کے ساتھ ہی صفائی کر لی جائے تو جائز ہے جبکہ ڈھیلے کے ساتھ پیشاب پاخانہ اچھی طرح صاف ہو جائے، البتہ بہتر یہی ہے کہ پانی کے ساتھ استنجا کرلے کیونکہ اس طرح زیادہ صفائی ہوتی ہے اور افضل ہے کہ ڈھیلے استعمال کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرلے۔

امام صاحب فرماتے ہیں: ڈھیلے پر اکتفاء کرنا اس صورت میں جائز ہے جب گندگی پیٹ سے نکلتے وقت پھیل نہ جائے بلکہ عام معمول کے مطابق ہی خارج ہو، اگر پھیل جائے تو پھر پانی سے دھونا ضروری ہے، اور جب پانی سے استنجا کرے تو ہاتھ کو زمین پر رگڑ کر دھونا مستحب ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ پیشاب کرنے کے بعد وضو کرتے اور شرمگاہ پر پانی کے چھینٹے مارتے۔

(صحیح، ابوداود: ۱۶۶، ابن ماجہ: ٤٦١، نسائی: ۱/ ۸٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک غریب سند کے ساتھ مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((جَاءَنِي جِبْرِيلُ ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ ، إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَضِحْ)) ......''میرے پاس جبرئیل آئے اور کہنے لگے: اے محمد! جب آپ وضو کرلیں تو (شرمگاہ پر) پانی چھڑکیں۔''

(ضعیف، ترمذی: ۵۰، ابن ماجہ: ٤٦٣، ابن ماجہ کی روایت میں جبریل علیہ السلام کی آمد کا ذکر نہیں ہے۔)

(۱۹۶) حسن ......أخرجه ابوداود: ٤٥، وابن ماجه: ۳۵۸، والنسائی: ۱/ ٤٥

(17)......بَابُ السِّوَاكِ

مسواک کرنے کا بیان

(۱۹۷)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَأَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالَا: أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ، أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ وَالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں اپنی امت کے لیے مشکل نہ سمجھتا تو انہیں عشاء کی نماز دیر سے پڑھنے اور ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''

شرح: ((لو لا ان اشق علی امتی۔)) یعنی ان پر بوجھ نہ سمجھتا جیسا کہ قرآن کی آیت ہے: ﴿وَمَا اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ﴾.... ''اور میں تجھ پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا جو برداشت کرنا تیرے لیے مشکل ہو۔'' یہ حدیث دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کا حکم وجوب کے لیے ہوتا ہے اگر اس سے ماموروا جب نہ ہوتو پھر ((لا مرتهم)) کہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

(۱۹۸)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَخَّرْتُ الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَلَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ))

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں امت پر دشواری نہ سمجھتا تو عشاء کی نماز کو تہائی رات تک موخر کر دیتا اور ہر نماز کے ساتھ ان کو مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''

شرح: زید بن خالد رضی اللہ عنہ کی مسواک ہمیشہ ان کے کان پر ہوتی تھی، جہاں کاتب قلم رکھتے ہیں جب بھی نماز

(۱۹۷) أخرجه البخاري: ۸۸۷، ومسلم: ۲۵۲

(۱۹۸) صحيح ......أخرجه الترمذي: ۲۳، وابوداود: ۴۷

کے لیے کھڑے ہوتے تو مسواک کر لیتے اور پھر اسے اپنی جگہ پر رکھ دیتے۔ (صحیح، ابوداود: ٤٧، ترمذی: ٢٣)

(١٩٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَتِيقٍ......

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسواک منہ کو پاک کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا سبب ہے۔''

شرح: یہ روایت حسن ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے اپنی جامع میں بلاسند ذکر کیا ہے جس کے الفاظ یوں ہیں: قالت عائشة عن النبی ﷺ۔

ابن ابی عتیق کا نام عبداللہ ہے اور ابوعتیق کا نام محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔

(٢٠٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ أَبِي عَتِيقٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ، تَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ السِّوَاكَ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''مسواک منہ کو پاک کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا سبب ہے۔''

(٢٠١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، أَخْبَرَنَا مِسْعَرٌ......

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ رَسُولُ اللّٰهِ

شریح بن ہانی کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ جب گھر داخل ہوتے تو سب سے

(١٩٩) هذا حديث حسن ......أخرجه النسائی: ٥، ورواه البخاری معلقا فی كتاب الصوم، باب السواك الرطب واليابس للصائم

(٢٠٠) انظر الحديث السابق

(٢٠١) أخرجه مسلم: ٢٥٣

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ؟ قَالَتْ: بِالسِّوَاكِ۔

پہلے کونسا کام کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: مسواک کیا کرتے تھے۔

شرح یہ روایت صحیح ہے، امام مسلم نے اسے عن ابی کریب عن بشر عن مسعر کی سند سے روایت کیا ہے۔ مقداد شریح بن ھانی بن یزید بن کعب حارثی کے بیٹے ہیں۔ آپ یمنی تھے مگر کوفہ میں رہائش پذیر تھے۔

(۲۰۲)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنْبَأَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ......

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ، يَعْنِي: بِالسِّوَاكِ۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو اپنے منہ کو مسواک کے ساتھ صاف کرتے۔

(۲۰۲) أخرجه البخاري: ۲۴۵، ۸۸۹، ومسلم: ۲۵۵

شرح یہ حدیث متفق علیہ ہے، بخاری ومسلم نے اسے کئی سندوں سے بیان کیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: ((يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ۔))

(یشوص) کا معنی دھونا ہے۔ (الشوص) اور (الموص) دونوں ہم معنی لفظ ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اول الذکر کا معنی رگڑنا اور ثانی الذکر کا معنی دھونا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو یا دن کو سوکر اٹھتے تو وضو کرنے سے پہلے مسواک کرتے۔

(۲۰۳)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ......

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُهُ يَسْتَنُّ بِسِوَاكٍ بِيَدِهِ، يَقُولُ: ((أُعْ أُعْ))، وَالسِّوَاكُ فِي فِيهِ كَأَنَّهُ يَتَهَوَّعُ۔

ابو بردہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ کو اپنے ہاتھ سے مسواک کرتے ہوئے پایا، آپ اُعْ اُعْ کر رہے تھے اور مسواک آپ کے منہ میں تھی، یوں لگ رہا تھا جیسے آپ الٹی کر رہے ہوں۔ (یعنی آپ مسواک حلق کے اندر مار رہے تھے۔)

(۲۰۳) أخرجه البخاري: ۲۴۴، ومسلم: ۲۵۴

شرح: امام صاحب فرماتے ہیں کہ مسواک عمومی حالات میں مستحب ہے۔لیکن دو حالتوں میں اس کا استحباب بہت بڑھ جاتا ہے۔نماز کے لیے اٹھنے کی حالت میں اور سونے، کھانا ترک کرنے یا ایسی چیز کھالینے کی حالت میں جس سے منہ کی کیفیت تبدیل ہو جائے۔ نیز دوسرے آدمی کی مسواک کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(٢٠٤)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الأَنْصَارِيُّ، أَخْبَرَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْكُوفِيُّ الْحَاسِبُ، حَدَّثَنِي كَثِيرٌ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ، فَيُعْطِينِي السِّوَاكَ لأَغْسِلَهُ، فَأَبْدَأُ بِهِ، وَأَسْتَاكُ، ثُمَّ أَغْسِلُهُ، وَأَدْفَعُهُ إِلَيْهِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسواک کرکے مجھے دھونے کے لیے دیتے تو میں پہلے خود مسواک کر لیتی پھر دھوکر آپ کو واپس کر دیتی۔

شرح: کثیر بن عبید کی کنیت ابوسعید ہے اور یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضائی بھائی ہیں۔

(٢٠٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَارِثِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّاهِرِيُّ السَّهْلِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَلِيمٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُوَجِّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْمُوَجِّهِ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ هُوَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ الْغَنَوِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَالاسْتِنْشَاقُ، وَقَصُّ الأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الإِبْطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ۔)) قَالَ مُصْعَبٌ: نَسِيتُ الْعَاشِرَةَ، إِلا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةُ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ’’دس چیزیں فطرت میں شامل ہیں، مونچھیں کاٹنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن تراشنا، انگلیوں کے جوڑ دھونا، بغلوں کے بال اکھیڑنا اور زیر ناف بال مونڈھنا، پانی سے استنجاء کرنا۔‘‘ مصعب کہتے ہیں: دسویں چیز مجھے بھول گئی ہے غالبا وہ کلی کرنا ہے۔

شرح: امام مسلم نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے۔

(٢٠٤) حسن ......أخرجه ابوداود: ٥٢

(٢٠٥) أخرجه مسلم: ٢٦١

((من الفطرۃ۔)) اکثر علماء نے اس حدیث میں فطرت سے مراد سنت لیا ہے، حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ یہ دس چیزیں انبیاء کی سنت ہیں جن کی اتباع کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ سب سے پہلے یہ حکم ابراہیم علیہ السلام کو دیا گیا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ﴾ .... ''ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے چند باتوں کے ذریعے آزمایا تو وہ ان پر پورے اترے۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۲۴)

((اعفاء اللحیۃ۔)) کا مطلب ہے داڑھی کو چھوڑ دینا اور مکمل کرنا۔

((عفا الشعر والنبات۔)) اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ پوری طرح بڑھ جائیں۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿حَتَّىٰ عَفَوا﴾ .... ''یہاں تک کہ ان کو خوب ترقی ہوئی۔'' داڑھی کو کاٹنا مکروہ ہے جیسا کہ بعض عجمی لوگ داڑھی کاٹ کر مونچھوں کو بڑھا لیتے ہیں دراصل یہ آلِ کسریٰ (ایرانی لوگوں) کا فیشن تھا۔

((غسل البراجم۔)) سے مراد ان جگہوں کو رگڑنا ہے جہاں جلد سکڑ جاتی ہے اور ان میں میل کچیل جمع ہو جاتی ہے تاکہ اچھی طرح صاف ہو جائیں۔

دراصل (براجم) ان گرہوں کو کہا جاتا ہے جو انگلیوں کے پچھلی جانب ہوتی ہیں۔

(انتقاص الماء۔) سے مراد پانی کے ساتھ استنجا کرنا ہے اور ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ پانی کے ساتھ پیشاب کو کم کرنا اور وہ اس طرح ہوتا ہے کہ جب ذکر پر پانی ڈالے گا تو پیشاب واپس ہو جائے گا نیچے نہیں اترے گا اور اگر دھوئے گا نہیں تو پیشاب آتا رہے گا ختم نہیں ہوگا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد چھینٹے مارنا ہے۔ ایک روایت میں داڑھی بڑھانے کی جگہ ختنہ کرنے کا ذکر ہے۔

امام صاحب فرماتے ہیں کہ ختنہ کروانے کا ذکر اگرچہ سنتوں کے باب میں ہے لیکن یہ اکثر علماء کے ہاں واجب ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دین کا شعار اور علامت ہے جس کے ذریعے سے کافر اور مسلمان میں تمیز کی جاتی ہے۔

مروی ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں وہم پڑ گیا، کسی نے اس بارے میں آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''مجھے کیسے وہم نہ ہو جبکہ تمہاری میل ناخنوں اور پوروں کے درمیان بڑھی ہوتی ہے۔'' مراد یہ کہ تمہارے ناخن بہت زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔

اصمعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (الدفغ) کی جمع (ادفاغ) آتی ہے، بغلوں اور جسم میں میل جمع ہونے کی جگہوں کو کہتے ہیں۔ ابوعبیدہ کہتے ہیں: حدیث میں اس سے مراد خصیتین کی درمیانی جگہ اور رانوں کی جڑیں ہیں، جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: (اذ التقی الدفغان فقد وجب الغسل) ''جب مرد اور عورت کی رانیں اکٹھی ہو جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔'' حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ تم ان جگہوں پر خارش کرتے ہو جس سے اس کی میل کچیل انگلیوں کے ساتھ لگ جاتی ہے اور ناخنوں اور پوروں کے درمیان باقی رہ جاتی ہے چنانچہ آپ نے لمبے ناخنوں پر اعتراض کیا۔

(18)......بَابُ النِّيَّةِ فِي الْوُضُوْءِ وَغَيْرِهِ مِنَ الْعِبَادَاتِ
وضواور دیگر عبادات کی نیت کرنا

(٢٠٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الزَّرَّادُ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْجَرْجَرَائِيُّ، وَأَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمُعَلِّمُ الْهَرَوِيُّ، قَالَا: أنا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى بْنِ مُحَمَّدٍ الْمَالِينِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ النَّسَوِيُّ، حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَسْمَاءَ بْنِ أَخِي جُوَيْرِيَةَ بْنِ أَسْمَاءَ، قَالَا: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ......

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لامْرِءٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُولِهِ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ۔))

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے، ہر شخص کو نیت کے مطابق بدلہ ملے گا، جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہوگی تو اس کی ہجرت انہی کی طرف سمجھی جائے گی اور جس نے دنیا حاصل کرنے کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی غرض سے ہجرت کی تو اس کی ہجرت انہی مقاصد کے لیے ہوگی۔“

شرح: ((انما الاعمال بالنيات۔)) سے عبادات کا وجود مراد نہیں کیونکہ وجود تو تب بھی ہوتا ہے جب نیت نہ بھی ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ شرعی طور پر اعمال تب درست ہوتے ہیں جب نیت درست ہو۔

((انما لامرء ما نوىٰ۔)) اس میں نیت کا تعین کرنا واجب ہے اور نیت دل میں کسی کام کا ارادہ کرنے کو کہتے ہیں اور اس کے چند ایک تقاضے ہیں تاکہ صحیح طرح اطاعت ہو سکے۔ ایک تقاضا تو یہ ہے کہ جو کام آپ کرنے لگے ہیں اس کا آپ کو علم ہو، دوسرا یہ کہ آپ کو اس بات کا بھی علم ہو کہ آپ کو اس کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے، تیسرا یہ کہ عبادت میں اس ذات کی موافقت مطلوب ہو جس نے عبادت کرنے کا حکم دیا ہے۔

اس حدیث میں دلیل ہے کہ وضو، غسل اور تیمّم میں بھی باقی عبادات کی طرح نیت کرنا واجب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ سمیت اکثر علماء اسی کے قائل ہیں جبکہ ایک جماعت کا مذہب ہے کہ وضو اور غسل نیت کے بغیر بھی جائز ہے۔ البتہ تیمّم نیت کے بغیر جائز نہیں، یہ مذہب سفیان ثوری رحمہ اللہ اور اصحاب رائے کا ہے۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وضو، غسل اور تیمّم نیت کے بغیر جائز ہیں۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ گندگی

(٢٠٦) أخرجه البخاري:١، ٥٤، ٦٦٨٩، ومسلم: ١٩٠٧

صاف کرنے کے لیے نیت کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ ایسے ہے جیسے گناہ کو چھوڑنے کے لیے نیت کی ضرورت نہیں جبکہ وضو عبادت ہے، جیسا کہ نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے: ((اَلْوُضُوْءُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ)) ''وضو آدھا ایمان ہے۔'' اور عبادت کے لیے نیت کی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ نماز روزے میں نیت کی جاتی ہے۔

((فمن کانت هجرته الی اللّٰه ورسوله فهجرته الی اللّٰه ورسوله)) یعنی جس کا ارادہ رضائے الٰہی حاصل کرنے کا ہو، دنیاوی مقصد اس میں شامل نہ ہو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہاں مقبول ہے اور اللہ کے ہاں اس کا اجر وثواب ہے۔

((ومن کانت هجرته لدنیا یصیبها او امراة یتزوجها فهجرته الی ما هاجر الیه۔)) یعنی اسے صرف دنیاوی مقصد ہی حاصل ہوگا اور آخرت میں کچھ بھی نہیں ملے گا۔

مروی ہے کہ ایک آدمی نے مکہ میں ایک عورت سے منگنی کروائی اور وہ ہجرت کر کے مدینہ آئی تو وہ آدمی بھی نکاح کی غرض سے اس کے پیچھے مدینہ آ گیا۔ جسے مہاجر ام قیس کہا جاتا تھا یہ روایت اس کے بارے میں ہے۔

نیت کا طریقہ یہ ہے کہ محدث وضو کرتے وقت حدث دور کرنے کی نیت کرے، جنبی غسل کرتے وقت جنابت دور کرنے کی نیت کرے اور حائضہ غسلِ حیض کی نیت کرے یا ان میں سے ہر آدمی اس کام کو جائز کرنے کی نیت کرے جو طہارت کے بغیر جائز نہیں ہوتا، مثلاً نماز ادا کرنے کی نیت کرے خواہ نماز فرض ہو یا نفل یا نماز جنازہ ہو یا قرآن اٹھانے یا سجدہ تلاوت یا سجدہ شکر کرنے کی نیت کرے۔ اگر جنبی شخص یا حائضہ عورت اعتکاف کی نیت کرے یا قرآن پڑھنے کی نیت سے غسل کر لے تو ہر قسم کی نماز کے لیے وہ غسل درست ہوگا۔ البتہ محدث کے حق میں یہ نیت درست نہیں کیونکہ محدث آدمی اعتکاف بیٹھ سکتا ہے اور قرآن بھی پڑھ سکتا ہے۔ تیمّم کرنے والا شخص فرض نماز کی اباحت کی نیت کرے گا ورنہ حدث دور کرنے کی نیت سے تیمّم کرنا درست نہیں۔ البتہ فرض نماز کو متعین کرنا ضروری نہیں، حتی کہ ایک آدمی کسی خاص فرض نماز کے ارادے سے تیمّم کرتا ہے لیکن ادا دوسری نماز کر لیتا ہے تو جائز ہے۔ اگر نفل نماز کی نیت سے تیمّم کرے گا تو اس کا تیمّم اس نماز کے لیے درست ہوگا۔ اس سے فرض نماز ادا کرنا جائز نہیں۔ درست قول یہی ہے کہ اگر کوئی آدمی فرض نماز کے لیے تیمّم کرتا ہے تو اس سے جتنے چاہے نفل ادا کر سکتا ہے اسی طرح مستحاضہ عورت اور سلسل البول کا مریض بھی اباحت نماز کی نیت کریں گے، ان کے حق میں بھی رفع حدث کی نیت کرنا درست نہیں۔ کیونکہ اس کا حدث تو ختم ہی نہیں ہوتا۔ نیت کا محل دل ہے اگر زبان سے لفظوں کی ادائیگی نہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں، بہتر یہ ہے کہ وضو شروع کرتے ہوئے ہاتھ دھوتے وقت نیت کرے اور چہرے دھونے تک یاد رکھے، اگر چہرہ دھونے سے پہلے نیت ذہن سے نکل گئی تو درست یہی ہے کہ اس کا وضو صحیح نہیں ہوگا، اگر چہرہ دھونے کے بعد نیت ذہن سے نکل گئی تو کوئی حرج نہیں کیونکہ آخر تک اسے یاد رکھنا مشکل ہے، اگر چہرہ دھوتے وقت نیت کرے تو بھی وضو درست ہے البتہ پہلے ارکان یعنی کلی

اور ناک میں پانی ڈالنے کا ثواب نہیں ملے گا۔ اگر دوران وضو صفائی اور ٹھنڈک حاصل کرنے کی نیت کر لے جبکہ اسے پہلی نیت بھی یاد ہو تو کوئی حرج نہیں البتہ دوبارہ نیت کر کے اسے وہ اعضاء دوبارہ دھونے پڑیں گے جو اس نے صفائی کی نیت کے بعد دھوئے تھے۔ واللہ اعلم

(19)......بَابُ غَسْلِ الْيَدَيْنِ فِي اِبْتِدَاءِ الْوُضُوْءِ

وضو شروع کرتے وقت ہاتھ دھونا

(٢٠٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا فِي وَضُوئِهِ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی نیند سے جاگے تو ہاتھوں کو پانی میں ڈالنے سے پہلے دھو لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں کہاں استعمال ہوتا رہا۔“

تشریح: اسے امام بخاری رحمہ اللہ عبدالرحمٰن بن یوسف عن مالک اور امام مسلم نے قتیبہ عن مغیرہ حزامی عن ابی الزناد کی سند سے روایت کیا ہے۔

(٢٠٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلا يَغْمِسِ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلاثًا فَإِنَّهُ لا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں کوئی نیند سے جاگے تو ہاتھ برتن میں نہ ڈالے حتی کہ اسے تین دفعہ دھو لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ رات بھر اس کا ہاتھ کہاں کہاں استعمال ہوتا رہا۔“

تشریح: اسے بخاری رحمہ اللہ اور مسلم رحمہ اللہ نے کئی سندوں سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ

(٢٠٧) أخرجه البخاري: ١٦٢، ومسلم: ٢٧٨

(٢٠٨) انظر الحديث السابق

فرماتے ہیں: وضو کے شروع میں تین دفعہ پہنچوں تک ہاتھ دھونا سنت ہے، خواہ سو کر اٹھا ہو یا نہ اٹھا ہو، البتہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد دھوئے بغیر ہاتھ برتن میں نہ ڈالے۔ اگر اس نے ہاتھ دھوئے بغیر برتن میں ڈال دیا اور اسے پتا نہ تھا کہ ہاتھ پر نجاست لگی ہے تو مکروہ ہے۔ البتہ اکثر علماء کے نزدیک پانی ناپاک نہیں ہو گا۔ عبداللہ بن عمرو اور براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے دھوئے بغیر ہاتھ برتن میں ڈال دیا اور پھر اس سے وضو کر لیا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر رات کی نیند سے جاگے تو ہاتھ دھونا لازم ہے ورنہ نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ((فانه لا يدري اين باتت يده)) ''وہ نہیں جانتا رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا۔'' اور رات گزارنا رات کا عمل ہے اور اس لیے بھی کہ دن کو آدمی اتنا بے پروا نہیں ہوتا جتنا رات کو ہوتا ہے۔ چنانچہ دن کے وقت یہ شبہ نہیں کہ ہاتھ محل نجاست سے لگ جائے گا۔

اسحاق کہتے ہیں: ہاتھ دھونا واجب ہے خواہ رات کو نیند سے بیدار ہو یا دن کو، داود اور محمد بن جریر کا بھی یہی قول ہے، وہ کہتے ہیں: اگر دھوئے بغیر ہاتھ پانی میں ڈالے گا تو پانی نجس ہو جائے گا۔

اکثر علماء نے ہاتھ دھونے کے حکم کو احتیاط پر محمول کیا ہے کیونکہ آپ نے فرمایا: ((فَإِنَّهُ لا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ۔)) چنانچہ آپ نے اس حکم کو ایک موہوم چیز کے ساتھ معلق کیا ہے اور جو حکم موہوم چیز سے معلق ہو وہ واجب نہیں ہوتا۔ نیز پانی اور جسم اصلاً پاک ہیں۔

اس میں اشارہ ہے کہ عبادات میں احتیاط پر عمل کرنا اور قابل اعتماد چیز کو اپنانا اولیٰ ہے۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ نجاست کو ماء قلیل پر وارد کرنے اور پانی کو نجاست پر وارد کرنے میں فرق ہے کہ جب نجاست ماء قلیل پر وارد کی جائے گی تو پانی نجس ہو جائے گا نجاست ختم نہیں ہو گی مگر جب نجاست پر پانی وارد کیا جائے گا تو وہ اس نجاست کو پاک کر دے گا۔

(20)......بَابُ التَّسْمِيَةِ فِي الْوُضُوْءِ

وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا

(۲۰۹)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا صَلاةَ لِمَنْ لا وُضُوءَ لَهُ، وَلا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں اور جس نے وضو شروع کرتے وقت اللہ کا نام نہ لیا اس کا وضو نہیں۔''

(۲۰۹) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۱۰۱، وابن ماجه: ۳۹۹

شرح سلمہ سے مراد سلمہ لیثی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سلمہ کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور یعقوب کا اپنے باپ سے سماع ثابت نہیں۔

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اکثر علماء کا موقف یہی ہے کہ وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے اس کا وضو نہیں ہوتا۔'' (حسن، ابن ماجہ: ۳۹۸، ترمذی: ۲۵، ۲۶) امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس مسئلہ میں مجھے کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جس کی سند جید ہو جبکہ بعض علماء کا خیال ہے کہ اگر بسم اللہ ترک کرے گا تو دوبارہ وضو کرے گا۔

اسحاق کہتے ہیں: اگر جان بوجھ کر بسم اللہ چھوڑے گا تو وضو دوبارہ کرے گا لیکن اگر بھول گیا یا تاویلاً چھوڑ دیا تو وہی وضو کافی ہے۔ اکثر علماء کا مذہب ہے کہ بسم اللہ چھوڑنے سے وضو کی صحت میں کوئی فرق نہیں پڑتا، باقی رہی حدیث تو اگر وہ صحیح ثابت بھی ہو جائے تو اسے فضیلت کی نفی پر محمول کیا جائے گا، بعض کے نزدیک ذکر سے دل کا ذکر مراد ہے کہ اسے یاد ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اور اس کی فرمانبرداری میں وضو کر رہا ہے، یہ مفہوم ربیعہ سے منقول ہے۔ انہوں نے بسم اللہ کو ''من'' کا صلہ بنایا ہے۔

(21)......بَابُ الْمَضْمَضَةِ وَالْإِسْتِنْشَاقِ وَالْمُبَالَغَةِ فِيهِمَا وَتَخْلِيلِ الْأَصَابِعِ
کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا اور انگلیوں کا خلال کرنا

(۲۱۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً، ثُمَّ لِيَنْثِرْ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی وضو کرے تو ناک میں پانی ڈال کر جھاڑ لے اور جو شخص ڈھیلوں سے استنجا کرے تو طاق ڈھیلے استعمال کرے۔''

شرح اس کو بخاری نے محمد عن عبداللہ بن یوسف عن مالک کی سند سے اور مسلم رحمہ اللہ نے قتیبہ عن سفیان کی سند سے نقل کیا ہے۔

((الاستجمار۔)) کا معنی جمرات کا استعمال کرنا ہے یعنی پتھروں سے استنجا کرنا اور (رمی جمار) بھی اسی سے نکلا ہے یعنی منیٰ کے میدان میں کنکریاں مارنا۔

((فلیوتر)) امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ دلیل ہے کہ تین پتھر استعمال کرنا واجب ہیں۔

(۲۱۰) أخرجه البخاري: ۱۶۲، ومسلم: ۲۳۷

(٢١١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو وضو کرے وہ ناک جھاڑے اور جو استنجاء کرے وہ طاق پتھر استعمال کرے۔''

شرح: امام مسلم رحمہ اللہ نے اسے یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کیا ہے۔

((ثم لینثر)) اور ((فلیستنثر)) ہم معنیٰ ہیں کہ ناک کے کنارے کو دوران وضو حرکت دینا۔ بعض کہتے ہیں اس کا معنی ناک میں پانی ڈالنا ہے۔

آپ کا یہ فرمانا: ''وہ اپنے ناک میں پانی ڈالے، پھر ناک جھاڑے۔'' اس بات کی دلیل ہے کہ (استنشاق) اور (استنثار) دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ (استنثار) کا معنی ناک میں پانی ڈالنے کے بعد اسے جھاڑنا ہے اور اس معنی کے لیے باب (نثر ینثِر) استعمال ہوتا ہے اور (نثُر السکر) میں (ینثر) ثاء پر ضمہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

(٢١٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَتَوَضَّأَ، فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی سو کر جاگے اور وضو کرے تو تین دفعہ ناک جھاڑے کیونکہ شیطان اس کی ناک میں رات گزارتا ہے۔''

شرح: اسے مسلم رحمہ اللہ نے بشر بن حکم عبدی عن عبدالعزیز دراوردی کی سند سے روایت کیا ہے۔ عیسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ قریشی تیمی ہیں اور ان کی کنیت ابوبکر ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اکثر علماء کے نزدیک وضو اور غسل دونوں میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ ابن ابی لیلیٰ، ابن مبارک اور اسحاق کے نزدیک فرض ہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ اور اصحاب الرائے کے نزدیک یہ کام غسل میں فرض ہیں جبکہ وضو میں سنت ہیں، امام احمد رحمہ اللہ اور ابوثور رحمہ اللہ کے نزدیک کلی کرنا سنت ہے اور ناک میں پانی ڈالنا واجب ہے۔

(٢١١) انظر الحديث السابق

(٢١٢) أخرجه البخاري: ١٦١، ومسلم: ٢٣٧

(۲۱۳)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، حَدَّثَنِي أَبُو هَاشِمٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ كَثِيرٍ......

عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنْتُ وَافِدَ بَنِي الْمُنْتَفِقِ، أَوْ فِي وَفْدِ بَنِي الْمُنْتَفِقِ، فَأَتَيْنَاهُ وَلَمْ نُصَادِفْهُ، وَصَادَفْنَا عَائِشَةَ، فَأُتِينَا بِقِنَاعٍ فِيهِ تَمْرٌ، وَالْقِنَاعُ: الطَّبَقُ، وَأَمَرَتْ لَنَا بِخَزِيرَةٍ، فَصُنِعَتْ، فَلَمْ أَنْ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((هَلْ أَكَلْتُمْ شَيْئًا؟ هَلْ أُمِرَ لَكُمْ بِشَيْءٍ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ، فَلَمْ نَلْبَثْ أَنْ دَفَعَ الرَّاعِي غَنَمَهُ، فَإِذَا سَخْلَةٌ تَيْعَرُ، فَقَالَ: ((هِيهِ يَا فُلانُ مَا وَلَّدْتَ؟))قَالَ: بَهْمَةً، قَالَ: ((فَاذْبَحْ لَنَا مَكَانَهَا شَاةً)) ثُمَّ انْحَرَفَ إِلَيَّ، وَقَالَ: لا تَحْسَبَنَّ، وَلَمْ يَقُلْ: لا تَحْسِبَنَّ، أَنَّا مِنْ أَجْلِكَ ذَبَحْنَاهَا، لَنَا غَنَمٌ مِائَةٌ، لا نُرِيدُ أَنْ تَزِيدَ، فَإِذَا وَلَّدَ الرَّاعِي بَهْمَةً، ذَبَحْنَا مَكَانَهَا شَاةً قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ لِيَ امْرَأَةً فِي لِسَانِهَا شَيْءٌ، يَعْنِي: الْبَذَاءَ؟ قَالَ: ((طَلِّقْهَا)) قُلْتُ: إِنَّ لِي مِنْهَا وَلَدًا، وَلَهَا صُحْبَةٌ؟ قَالَ: ((فَمُرْهَا)) يَقُولُ: ((عِظْهَا، فَإِنْ يَكُ فِيهَا خَيْرٌ، فَسَتَقْبَلْ، فَلا تَضْرِبَنَّ ظَعِينَتَكَ ضَرْبَكَ أُمَيَّتَكَ))، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ!

عاصم بن لقیط بن صبرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں بنی المنتفق کے وفد کے ساتھ آپ کے پاس آیا۔آپ تو ہمیں نہ ملے البتہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیں مل گئیں تو ہمارے لیے ایک بڑی پلیٹ کھجوروں کی لائی گئی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے لیے خزیرہ (عربوں کا کھانا ہے جو گوشت اور آٹے سے تیار ہوتا ہے) تیار کرنے کا حکم دیا، چنانچہ وہ تیار کیا گیا،تھوڑی دیر بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے،آپ نے پوچھا: ''کیا تم نے کچھ کھایا ہے؟ تمہارے لیے کوئی چیز لانے کا حکم دیا گیا ہے؟'' ہم نے جواب دیا: جی ہاں، تھوڑی ہی دیر بعد چرواہا آپ کی بکریاں واپس لے کر آیا تو ایک بچہ ممیا رہا تھا،آپ نے اس سے پوچھا: ''اے فلاں! کیا جنوا لائے ہو؟'' اس نے کہا: بکری کا بچہ،آپ نے فرمایا: ''اس کی جگہ ایک بکری ذبح کر کے ہمیں دو۔'' پھر آپ میری طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے: ''یہ نہ سمجھنا کہ ہم نے آپ کی خاطر یہ بکری ذبح کی ہے، دراصل ہمارے پاس سو بکریاں ہیں، ہم اس سے بڑھانا نہیں چاہتے، چنانچہ جب بھی چرواہا کوئی بچہ لے کر آتا ہے تو ہم اس کی جگہ ایک بکری ذبح کر لیتے ہیں۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری بیوی کی زبان میں کچھ خرابی ہے یعنی وہ بدزبان ہے اور میرا اس کا پرانا ساتھ بھی ہے،تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اسے

(۲۱۳) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۱٤۲، والترمذی: ۳۸، ۷۸۸، وابن ماجه: ٤۰۷، ٤٤۸، والنسائی: ۸۷، ۱۱٤

أَخْبِـرْنِـى عَـنِ الْـوُضُـوءِ، قَـالَ: ((أَسْبِغِ الْـوُضُـوءَ، وَخَلِّلْ بَيْنَ الأَصَابِعِ، وَبَالِغْ فِي الاسْتِنْشَاقِ إِلا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا۔))

سمجھانا، تلقین کرنا، اگر اس میں خیر ہوئی تو تیری بات مان لے گی، اپنی بیوی کو لونڈی کی طرح نہ مارنا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے وضو کے متعلق بتائیے؟ آپ نے فرمایا: ''وضو اچھی طرح مکمل کرو اور انگلیوں کا خلال کرو اور ناک میں اچھی طرح پانی ڈالو، البتہ اگر روزہ ہو تو احتیاط کرو۔''

شرح امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ لقیط بن صبرہ کی بجائے لقیط بن عامر ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ لقیط بن صبرہ بن المنتفق، ابو رزین عقیلی کا نام ہے، بعض کے نزدیک لقیط بن عامر ابو رزین ہیں اور لقیط بن صبرہ کوئی اور ہیں۔

((الـظعينة۔)) عورت کو کہتے ہیں اس کی جمع (الـظعن) آتی ہے۔ دراصل ظعينة اس سواری کو کہا جاتا ہے جس پر عورت سفر کرتی ہے اور عورت کو ظـعـيـنة اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ وہاں جاتی ہے جہاں وہ جاتا ہے، یا اس لیے کہا جاتا ہے کہ جب سواری سفر کرتی ہے تو عورت بھی اس پر سفر کرتی ہے۔ چنانچہ عورت کا یہ نام بوجہ سبب ہے (کہ سواری عورت کے لیے سفر کا سبب ہے لہٰذا وہی نام عورت کا بھی رکھ دیا) جیسا کہ بارش کو (سـمـاء) بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ آسمان سے اترتی ہے اور آسمان کو (سـمـاء) کہتے ہیں۔ اس طرح گھوڑے وغیرہ کے کھر کو (ارض) کہا جاتا ہے کیونکہ وہ زمین پر لگتا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ (الـظـعـيـنة) ہودج کو کہتے ہیں چونکہ ہودج میں عورت بیٹھتی ہے لہٰذا اسے بھی ظعینہ کہنے لگے۔

((ولا تـضـربن ظعينتك۔)) بوقت ضرورت بیوی کو مارنا حرام نہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خود عورتوں کو مارنے کی اجازت دی ہے، جب ان کی طرف سے نافرمانی کا خطرہ ہو، چنانچہ ارشاد باری ہے: ﴿وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ﴾ .... ''ان کے بستر الگ کر دو اور انہیں مارو۔'' اس حدیث میں مارنے کی ممانعت نہیں بلکہ لونڈیوں کی طرح مارنے کی ممانعت ہے جیسا کہ ان لوگوں کی عادت تھی جو لونڈیوں کو مارنا جائز سمجھتے تھے اور ان کے ساتھ بدسلوکی کرتے تھے اور بیویوں کو لونڈیوں کو مارنے کے ساتھ تشبیہ دینے کا مطلب یہ نہیں کہ لونڈیوں کو مارنا جائز ہے بلکہ یہ بطور مذمت ہے چنانچہ انہیں ان کی اقتدا سے منع کیا گیا ہے۔ تاہم لونڈیوں، غلاموں کو بھی حد سے زیادہ مارنا منع ہے۔

جانوروں کو مارنا جائز ہے کیونکہ وہ بات سمجھتے ہی نہیں، چنانچہ خود نبی کریم ﷺ نے کھونٹی کے ساتھ اپنے اونٹ کو تیز کیا تھا۔ اسی طرح جب جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ پیچھے رہ گیا تو اس کو لاٹھی سے چوبھ لگائی، چنانچہ وہ قافلے سے آگے نکل گیا حتی کہ وہ اس پر قابو نہ پا سکے۔

پاؤں کی انگلیوں کی پچھلی جانب اگر خلال کے بغیر پانی پہنچ بھی جائے تب بھی ان کا خلال کرنا سنت ہے اور اگر انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ یوں جڑی ہوئی ہوں کہ خلال کے بغیر ان کے اندر پانی نہیں پہنچ سکتا تو خلال کرنا واجب ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے ساتھ پاؤں کی نچلی جانب خلال کرے اور دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے خلال شروع کرے اور بائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔

(٢١٤)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ......

عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ يَدْلُكُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهِ۔

مستورد بن شداد کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ جب آپ وضو کرتے تو اپنے پاؤں کی انگلیوں کو چھوٹی انگلی کے ساتھ رگڑا کرتے تھے۔

شرح: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو وضو کرے تو ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کیا کر۔'' (حسن صحیح، ابن ماجہ: ٤٤٧، ترمذی: ٣٩)

کہا جاتا ہے کہ ہاتھ کی انگلیوں کا خلال اس لیے ضروری ہے کہ آدمی انگلیاں ملا کر پوری ہتھیلی سے پانی لیتا ہے تو پانی انگلیوں کے اندر نہیں پہنچ پاتا۔ جیسا کہ پاؤں کی انگلیاں ایک دوسرے کے اوپر چڑھی ہوتی ہیں جس بنا پر ان کے اندر بھی پانی نہیں پہنچ پاتا چنانچہ دونوں کا خلال کرنا ضروری ہے۔

کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا روزہ دار کے علاوہ باقی لوگوں کے حق میں سنت ہے۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ اگر کلی وغیرہ کرتے ہوئے پانی پیٹ یا دماغ تک پہنچ گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

(22)......بَابُ تَخْلِيلِ اللِّحْيَةِ

داڑھی کا خلال کرنا

محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس مسئلہ میں سب سے صحیح ترین روایت یہ ہے: عامر بن شقیق عن ابی وائل عن عثمان ان النبی ﷺ کان یخلل لحیتہ۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تو اپنی داڑھی کا خلال کیا کرتے تھے۔

(٢١٥)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ

(٢١٤) صحيح ......أخرجه ابن ماجه: ٤٤٦ ، وابوداود: ١٤٨ ، والترمذي: ٤٠

(٢١٥) صحيح ......أخرجه ابوداود: ١٤٥ ، ورواه ابن ماجه ٤٣١ مختصراً

اللُّؤْلُئِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو تَوْبَةَ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْمَلِيحِ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ زَرْوَانَ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ، فَأَدْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ، فَخَلَّلَ بِهِ لِحْيَتَهُ، وَقَالَ: ((هٰكَذَا أَمَرَنِي رَبِّي۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی وضو کرتے تو پانی کا ایک چلو لے کر اپنی ٹھوڑی کے نیچے داخل کر کے اس سے داڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے: ''میرے رب نے مجھے یہی حکم دیا ہے۔''

شرح: امام داؤد کہتے ہیں: حجاج بن حجاج اور ابوالملیح الرقی دونوں نے یہ روایت ولید بن زروان سے نقل کی ہے۔

ابوثور کہتے ہیں: داڑھی کا خلال کرنا واجب ہے، جو آدمی جان بوجھ کر خلال چھوڑے گا اسے نماز دوہرانی پڑے گی، اگر بھول کر رہ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر بھول کر خلال چھوڑ دے تو جائز ہے۔

(23)......بَابُ الْبُدَاءَةِ بِالْمَيَامِنِ
دائیں طرف سے شروع کرنا

(٢١٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ، وَتَنَعُّلِهِ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جہاں تک ممکن ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام کاموں کو دائیں جانب سے شروع کرنا پسند کیا کرتے تھے، خواہ وضو کرنا ہوتا، کنگھی کرنی ہوتی یا جوتا پہننا ہوتا۔

شرح: امام مسلم رحمہ اللہ نے اس روایت کو عبیداللہ بن معاذ عن ابیہ شعبۃ کی سند سے روایت کیا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِذَا لَبِسْتُمْ، وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ، فَابْدَءُوا بِأَيَامِنِكُمْ۔))......''جب تم کوئی چیز پہنو، یا وضو کرو تو دائیں جانب سے شروع کرو۔''

(صحیح، ابوداود: ٤١٤١، ابن ماجہ: ٤٠٢، ترمذی: ١٧٦٦)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مسجد میں داخل ہونے کے متعلق مروی ہے کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوتے تو پہلے

---

(٢١٦) أخرجه البخاري: ١٦٨، ومسلم: ٢٨٦

دایاں پاؤں اندر رکھتے اور جب نکلتے تو پہلے بایاں پاؤں باہر رکھتے تھے۔ امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھنا چاہیے اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر رکھنا چاہیے۔

(۲۱۷)۔ حَدَّثَنَا مُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو ذَرٍّ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالِحَانِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جعفرِ بْنِ حَيَّانَ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الشَّيْخِ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ أُمَيَّةُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّوَّافُ، أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ......

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدُهُ الْيُمْنَى لِطُهُورِهِ وَطَعَامِهِ، وَكَانَتْ يَدُهُ الْيُسْرَى لِخَلَائِهِ، وَمَا كَانَ مِنْ أَذًى۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دایاں ہاتھ وضو اور کھانے کے لیے استعمال ہوتا تھا اور بایاں ہاتھ قضائے حاجت وغیرہ کے لیے استعمال ہوتا تھا۔

(24)......بَابُ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ

چہرے کی چمک کو بڑھانا

(۲۱۸)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَنْبَأَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ......

عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ، قَالَ: رَقِيتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ عَلَى ظَهْرِ سَطْحِ الْمَسْجِدِ، فَتَوَضَّأَ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ۔))

نعیم مجمر کہتے ہیں کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی چھت پر چڑھا تو انہوں نے وضو کیا اور کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''میری امت کے لوگوں کو قیامت کے دن اس حال میں بلایا جائے گا کہ آثارِ وضو کی بنا پر ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں چمک رہے ہوں گے، تم میں سے جو آدمی چمک کو بڑھا سکتا ہے وہ بڑھا لے۔''

شرح: امام مسلم رحمہ اللہ نے اس کو یوں بیان کیا ہے: مجھے ہارون بن سعید ایلی نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو عمرو بن حارث نے، ان کو سعید بن ابو ہلال نے اور ان کو نُعیم بن عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا، انہوں نے اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے حتیٰ کہ کندھوں تک پہنچ گئے، پھر پاؤں دھوئے تو پنڈلیوں تک پہنچ

(۲۱۷) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۳۳

(۲۱۸) أخرجه البخاري: ۱۳٦، ومسلم: ۲٤٦

گئے، پھر حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جس کو ہمت ہو وہ اپنے چہرے اور ہاتھ پاؤں کی چمک بڑھا لے۔“ (صحیح مسلم: ٢٤٦)

نعیم بن عبداللہ مجمر کی کنیت ابوعبداللہ ہے، آپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ہیں۔

(٢١٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ يَعْقُوبُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الصَّيْرَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمَخْلَدِيُّ، فِي شُهُورِ سَنَةَ سِتٍّ وَثَمَانِينَ وَثَلاثِمِائَةٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الثَّقَفِيُّ، أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، أَخْبَرَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ......

عَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلاةِ، فَكَانَ يَمُدُّ يَدَهُ حَتَّى تَبْلُغَ إِبِطَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! مَا هَذَا الْوُضُوءُ؟ فَقَالَ: يَا بَنِي فَرُّوخٍ، أَنْتُمْ هَاهُنَا؟ لَوْ عَلِمْتُ أَنْتُمْ هَاهُنَا مَا تَوَضَّأْتُ هَذَا الْوُضُوءَ، وَسَمِعْتُ خَلِيلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ۔))

ابو حازم بیان کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے اور میں ان کے پیچھے کھڑا تھا، وہ اپنے ہاتھ کو لمبا کر کے دھو رہے تھے حتی کہ بغل کو بھی ساتھ دھو دیا، میں نے کہا: اے ابو ہریرہ! یہ کیسا وضو ہے؟ وہ کہنے لگے: اے فروخ کے بیٹے! تم یہاں کھڑے ہو (فروخ ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کا نام ہے جس کی نسل سے عجمی لوگ ہیں، ابو حازم بھی عجمی تھے) اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم یہاں کھڑے ہو تو میں اس طرح وضو نہ کرتا، میں نے اپنے دوست محمد ﷺ سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے: ”مومن کو قیامت کے دن وہاں تک زیور پہنایا جائے گا جہاں تک وضو پہنچے گا۔“

شرح امام مسلم نے اسے قتیبہ بن سعید سے روایت کیا ہے۔ ابو حازم کا نام سلمان ہے۔ عزۃ اشجعیہ کے مولیٰ تھے۔ یہ وہ ابو حازم نہیں ہیں جو سلمہ بن دینار کے نام سے معروف ہیں اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، ان کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں۔

((یا بنی فروخ۔)) اس سے عجمی لوگ مراد ہیں۔ ان کو فروخ کی طرف اس لیے منسوب کیا ہے کہ ان میں یہ نام بکثرت پایا جاتا ہے۔

((تبلغ الحلیة۔)) اس سے مراد آثار وضو سے پیدا ہونے والی چمک ہے۔ جیسا کہ پہلی حدیث میں اس کی

(٢١٩) أخرجه مسلم: ٢٥٠، وأخرجه البخاري: ٥٩٥٣ بلفظ: ”منتهى الحلية“

وضاحت ہے۔

(25)......بَابُ وُجُوبِ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ

پاؤں دھونا واجب

(٢٢٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْحُمَيْدِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا الْحَجَبِيُّ، وَمُسَدَّدٌ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: تَخَلَّفَ عَنَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ سَافَرْنَاهُ فَأَدْرَكَنَا وَقَدْ أَرْهَقَتْنَا الصَّلَاةُ، صَلَاةُ الْعَصْرِ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ، فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلَى أَرْجُلِنَا، فَنَادَانَا بِأَعْلَى صَوْتِهِ: ((وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک سفر کے دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے پیچھے رہ گئے۔ جب آپ ہمارے پاس پہنچے تو نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا اور ہم وضو کر رہے تھے، ہم پاؤں پر مسح کرنے لگے تو آپ نے بلند آواز سے کہا: ''ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔''

شرح یوسف بن ماہک مکی کے متعلق کہا گیا ہے کہ قاری تھے اور مکہ میں رہائش پذیر ہوگئے تھے۔

((ارھقتنا الصلاۃ۔)) یعنی نماز کا وقت قریب ہوگیا، ایک روایت میں ((ارھقنا الصلاۃ۔)) کے الفاظ بھی ہیں جسکا معنی ہے: ''ہم نے نماز لیٹ کر دی۔''

((ویل للاعقاب من النار۔)) کا معنی یہ ہے کہ ان لوگوں کے لیے ویل عذاب ہے جو ایڑیوں کو دھونے میں کوتاہی کرتے ہیں، جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: ﴿وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ﴾ .... ''بستی سے پوچھیں۔'' یعنی بستی والوں سے پوچھیں۔ یہ مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب ایڑیاں دھونے میں کوتاہی کی جائے گی تو ایڑیوں کو ہی عذاب ہوگا۔

((والعقب۔)) ایڑی سے مراد پاؤں کی پچھلی جانب کا وہ حصہ ہے جو زمین پر لگتا ہے، وہاں سے تسمہ باندھنے کی جگہ تک۔

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث وضو کے دوران پاؤں دھونے کے وجوب کی دلیل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے یہی عمل منقول ہے۔ شیعہ مذہب میں پاؤں پر مسح کیا جاتا ہے۔ محمد بن جریر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پاؤں دھونے اور مسح کرنے میں اختیار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے: ﴿فَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ﴾ فرمایا ہے۔ اس آیت میں پاؤں کا عطف سر پر ڈالا ہے اور سر کا مسح کیا جاتا ہے لہٰذا پاؤں کا بھی مسح کیا جائے گا۔ ہم کہتے ہیں ﴿وارجلکم﴾

(٢٢٠) أخرجه البخاري: ٦٠، ومسلم: ٢٤١

مجرور نہیں مفتوح ہے لہٰذا اس کا عطف سر پر نہیں بلکہ ہاتھوں ﴿اَيۡدِيَكُمۡ﴾ پر ہے اور جنھوں نے ﴿اَرۡجُلِكُمۡ﴾ کو مجرور پڑھا ہے انہوں نے قربت کی وجہ سے کسرہ پڑھا ہے نہ کہ حکمی موافقت کی وجہ سے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے: ﴿عَذَابَ يَوۡمٍ اَلِيۡمٍ﴾ اس آیت میں ﴿اَلِيۡمٍ﴾ عذاب کی صفت ہے لہٰذا اسے منصوب ہونا چاہیے تھا لیکن یہ ﴿يوم﴾ کے قریب ہونے کی وجہ سے مجرور ہے حالانکہ اس کی صفت نہیں ہے۔ اسی طرح عربی کا جملہ ہے (جُحْرُ ضَبٍّ خرِبٍ) اس میں (خرب)، (جحر) کی صفت ہے لیکن (ضب) کے قریب ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔

ابوزید انصاری کہتے ہیں: عربی زبان میں غسل اور مسح دونوں کو مسح کہتے ہیں۔ اسی لیے جو آدمی وضو کرے اور اعضا کو دھوئے اس کو کہتے ہیں: قد تمسح ''اس نے مسح کیا ہے۔'' اسی طرح ایک جملہ ہے: مَسَحَ اللّٰهُ مَا بِكَ ''اللہ تجھے پاک صاف کرے۔''

(26)......بَابُ صِفَةِ وُضُوْءِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ کا طریقہ وضو

(۲۲۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَارِثِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَلِيمٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُوَجِّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْمُوَجِّهِ، أَنْبَأَنَا عَبْدَانُ ح وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، وَاللَّفْظُ لَهُ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ......

عَنْ حُمْرَانَ، رَأَيْتُ عُثْمَانَ تَوَضَّأَ، فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا، ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوئِي هٰذَا، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ

حمران کہتے ہیں: میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا، انہوں نے اپنے ہاتھوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا، پھر کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، پھر تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا، پھر تین مرتبہ دایاں ہاتھ کہنی تک دھویا، پھر تین مرتبہ بایاں ہاتھ کہنی تک دھویا، پھر سر کا مسح کیا، پھر دایاں پاؤں تین مرتبہ دھویا، پھر کہنے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے میری طرح وضو کیا اور فرمایا: ''جس نے میری طرح وضو کیا، پھر دو رکعتیں ادا کیں کہ ان میں اپنے دل سے کوئی بات نہ کی، اس کے سارے پہلے گناہ بخش

(۲۲۱) أخرجه البخاري: ۱۵۹، ۱٦٤، ومسلم: ۲۲٦

نَفْسَهُ فِيهِمَا بِشَيْءٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔))	دیے جائیں گے۔"

تشریح: اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے حرملة بن يحيىٰ عن ابن وهب عن يونس عن ابن شهاب کی سند سے بیان کیا ہے۔ ایک اور سند سے بھی یہ روایت مروی ہے۔ جس عبدان سے محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ اور ابن الموجّہ روایت کرتے ہیں اس کا نام عبداللہ بن عثمان ہے اور عبدان ان کا لقب ہے۔

(۲۲۲)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ بُوَيْهِ الزَّرَّادُ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الْجَرْجَرَائِيُّ، وَأَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمُعَلِّمُ الْهَرَوِيُّ، قَالا: أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى بْنِ مُحَمَّدٍ الْمَالِينِيُّ، قَالا: أَنْبَأَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ غِيَاثٍ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالا: أَنْبَأَنَا أَبُو عَوَانَةَ، وَاللَّفْظُ لِعَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ......

عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، قَالَ: أَتَيْنَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ، وَقَدْ صَلَّيْنَا الظُّهْرَ، فَدَعَا بِطَهُورٍ، قُلْنَا: مَا يَصْنَعُ بِالطَّهُورِ وَقَدْ صَلَّى؟ مَا يُرِيدُ إِلا لِيُعَلِّمَنَا، فَدَعَا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ وَطَسْتٍ، قَالَ: وَصَبَّ عَلَى يَدَيْهِ، فَغَسَلَ ثَلاثًا قَبْلَ أَنْ يَغْمِسَهُمَا فِي الإِنَاءِ، ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلاثًا، وَاسْتَنْشَقَ ثَلاثًا، وَتَمَضْمَضَ مِنَ الْكَفِّ الَّذِي يَأْخُذُ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاثًا، وَيَدَهُ الْيُمْنَى ثَلاثًا، وَيَدَهُ الْيُسْرَى ثَلاثًا، وَرِجْلَهُ الشِّمَالَ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَعْلَمَ طَهُورَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ هَذَا۔

عبد خیر کہتے ہیں: ہم ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے وضو کے لیے پانی منگوایا، ہم نے کہا: وضو کر کے کیا کریں گے جبکہ آپ نماز پڑھ چکے ہیں؟ وہ ہمیں وضو سکھانا چاہتے تھے، چنانچہ انہوں نے ایک پانی کا برتن اور ایک پلیٹ منگوائی اور ہاتھوں پر پانی ڈال کر انہیں برتن میں داخل کرنے سے پہلے تین مرتبہ دھویا، پھر تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا اور کلی بھی اسی ہتھیلی سے کی جس سے پانی لیتے تھے، تین مرتبہ چہرہ دھویا، تین مرتبہ دایاں ہاتھ اور تین مرتبہ بایاں ہاتھ دھویا، پھر اپنا ہاتھ پانی میں ڈالا، پھر ایک دفعہ سر کا مسح کیا، پھر دایاں اور بایاں پاؤں تین مرتبہ دھویا، پھر فرمایا: جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقۂ وضو معلوم کرنا چاہتا ہے تو آپ کا طریقہ یہی تھا۔ ایک اور سند سے بھی یہ روایت مروی ہے جس کے الفاظ یوں ہیں: پھر آپ نے کلی کی اور تین مرتبہ

(۲۲۲) صحيح ......أخرجه ابوداود: ۱۱۱، والنسائي: ۱/ ٦٧، وروى الترمذي طرفا منه: ٤٩

ناک جھاڑی، کلی اور ناک جھاڑنا اسی ہتھیلی سے ہی کیا جس سے پانی لیتے تھے۔ یوں بھی مروی ہے کہ آپ نے ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔

شرح: یہ روایت حسن ہے، عبدخیر بن یزید کوفی ہیں۔ ان کی کنیت ابوعمارہ ہے۔

(٢٢٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ؟ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ: نَعَمْ، فَدَعَا بِوَضُوءٍ، فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى، فَغَسَلَ يَدَهُ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ۔

ایک آدمی نے عمرو بن یحییٰ کے دادا عبداللہ بن زید بن عاصم سے پوچھا: کیا تم مجھے دکھا سکتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کیسے وضو کیا کرتے تھے؟ عبداللہ بن زید نے کہا: جی ہاں، چنانچہ انہوں نے پانی منگوایا اور دائیں ہاتھ پر ڈال کر اسے دو مرتبہ دھویا، پھر تین مرتبہ کلی کی اور ناک جھاڑی، پھر تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا، پھر دونوں ہاتھ دو دو مرتبہ کہنیوں تک دھوئے، پھر دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح اس طرح کیا کہ انہیں آگے سے پیچھے لے گئے اور پیچھے سے آگے لے آئے، مسح سر کی اگلی جانب سے شروع کیا اور دونوں ہاتھوں کو پیچھے گدی تک لے گئے، پھر وہاں سے واپس اس جگہ تک لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا، پھر دونوں پاؤں دھوئے۔

شرح: اس روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ نے عبداللہ بن یوسف سے اور امام مسلم رحمہ اللہ نے اسحاق بن موسیٰ انصاری عن معن کی سند سے بیان کیا ہے۔ وہیب، عمرو بن یحییٰ سے بیان کرتے ہیں: آپ نے ایک مرتبہ سر کا مسح کیا۔

(٢٢٤)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عُمَرَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَفِيدُ، أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ الْبَجَلِيُّ، أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ......

---

(٢٢٣) أخرجه البخاري: ١١٨٥، ومسلم: ٢٣٥

(٢٢٤) هذا حديث صحيح ......أخرجه ابن ماجه: ٤٠٥، والترمذي: ٢٨، كلاهما بلفظ: "من كف واحد"

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ مِنْ كَفٍّ۔

عبداللہ بن زید بن عاصم بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک ہی ہتھیلی سے کلی کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے دیکھا۔

شرح مسدد نے خالد بن عبداللہ سے یوں بیان کیا ہے: آپ نے ایک ہی ہتھیلی سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور آپ نے تین مرتبہ ایسا کیا۔ عمرو بن یحییٰ بن عمارہ بن ابوالحسن المازنی الانصاری مراد ہیں، ابوالحسن مازنی صحابی تھے۔

((استنشق۔)) استنشاق کا معنی ہے: ناک کے سرے تک پانی پہنچانا۔

استنشقت الریح۔ اس وقت کہا جاتا ہے جب ہوا سونگھی جائے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کلی اور استنشاق کی کیفیت میں علماء کا اختلاف ہے۔ کچھ لوگوں کے نزدیک دونوں اکٹھے ہونگے یعنی ایک ہی چلو لے کر اس کے ساتھ کلی کی جائے اور ناک میں بھی پانی ڈالا جائے، پھر دوسرا چلو اور پھر تیسرا چلو اسی طرح لے۔ عبداللہ بن زید کی روایت کا ظاہری معنی یہی ہے، کچھ لوگ الگ الگ کرنے کے قائل ہیں کہ پہلے تین دفعہ کلی کرے پھر تین دفعہ ناک میں پانی ڈالے۔

طلحہ بن مصرف اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ "فَرَأَيْتُهُ يَفْصِلُ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ۔"...... (میں نبی ﷺ کے پاس گیا) تو آپ وضو کر رہے تھے، میں نے آپ کو کلی اور استنشاق الگ الگ کرتے دیکھا۔ (ضعیف، ابو داود: ۱۳۹) حسن کا بھی یہی مذہب ہے۔

شقیق بن سلمہ کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے میری موجودگی میں وضو کیا، تین تین دفعہ اعضاء دھوئے اور کلی اور استنشاق الگ الگ کیے اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح وضو کیا ہے۔ راوی کہتے ہیں: علی رضی اللہ عنہ نے بھی میری موجودگی میں وضو کیا، اعضاء تین تین مرتبہ دھوئے، کلی اور استنشاق الگ الگ کیا اور فرمایا: رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح وضو کیا ہے۔ (حسن صحیح، ابو داود: ۱۰۸ عن ابن عباس)

(27)......بَابُ مَسْحِ الرَّأْسِ وَالْأُذُنَيْنِ
سر اور کانوں کا مسح کرنا

(۲۲۵)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ ، أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ، أَخْبَرَنَا بَكْرٌ يَعْنِي: ابْنَ مُضَرَ ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُقَيْلٍ ......

(۲۲۵) حسن ...... أخرجه ابوداود: ۱۲۹ ، والترمذی: ۳٤، وابن ماجه: ۳۹۰

أَنَّ رُبَيِّعَ بِنْتَ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ، أَخْبَرَتْهُ، قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ، قَالَتْ: فَمَسَحَ رَأْسَهُ، وَمَسَحَ مَا أَقْبَلَ مِنْهُ وَأَدْبَرَ، وَصُدْغَيْهِ، وَأُذُنَيْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً۔

ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا، آپ نے سر کی اگلی پچھلی جانب، دونوں کنپٹیوں اور دونوں کانوں کا ایک دفع مسح کیا۔

شرح ابوداود رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ ربیع رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ ہاتھوں کے ساتھ لگے ہوئے باقی ماندہ پانی کے ساتھ سر کا مسح کیا۔(حسن، ابوداود: ۱۳۰)

امام ابوداود رحمہ اللہ ربیع رضی اللہ عنہا سے ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے وضو کیا تو اپنی دو انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخوں میں داخل کیں۔ (حسن، ابوداود: ۱۳۱، ابن ماجہ: ٤٤١)

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: علماء کا اختلاف ہے کہ سر کا مسح تین دفعہ کرنا سنت ہے یا نہیں؟ حکم، حماد، حسن، مالک، سفیان، ابن مبارک، ابوحنیفہ، احمد، اور اسحاق رحمہم اللہ کے مذہب کے مطابق ایک ہی مرتبہ مسح کیا جائے گا۔ جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ تین دفعہ الگ الگ پانی لیکر سر کا مسح کرنا سنت ہے، عطاء بھی اسی کے قائل ہیں۔

اس میں بھی اختلاف ہے کہ مسح کی کتنی مقدار فرض ہے؟ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک پورے سر کا مسح کرنا فرض ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح فرض ہے، امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اتنے حصے کا مسح کرنا فرض ہے جس کو مسح کہا جا سکے خواہ وہ چوتھائی سے بھی کم ہو اور ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ناصیہ اور عمامہ پر مسح کیا، ناصیہ (سر کا اگلا حصہ) پر مسح کرنے سے فرض ساقط ہو گیا، چنانچہ ثابت ہو گیا کہ پورے سر کا مسح کرنا واجب نہیں۔

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قرآن سے بظاہر ثابت ہوتا ہے کہ پورے سر کا مسح کرنا واجب ہے، جبکہ سنت نے اس وجوب کو مقدار ناصیہ کے ساتھ خاص کر دیا ہے، چنانچہ مقدار ناصیہ سے کم مسح کرنے سے فرضیت ساقط نہیں ہو گی۔ سنت یہ ہے کہ پورے سر کا مسح کرے، سر کے آگے سے شروع کر کے پیچھے کی جانب لے جائے اور پھر واپس آگے کی طرف لے آئے۔

وکیع بن جراح رحمہ اللہ کہتے ہیں: سر کی پچھلی جانب سے شروع کر کے آگے کو لے آئے۔ بعض اہل کوفہ بھی اسی کے قائل ہیں تاہم پہلا قول درست ہے۔ کانوں کا مسح اندر اور باہر دونوں طرف سے کرنا سنت ہے، شہادت کی انگلیوں کو کانوں کے اندر جبکہ انگوٹھوں کو بیرونی جانب گھمایا جائے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سر کا مسح کیا اور کانوں کی اندرونی جانب انگشت شہادت سے اور بیرونی جانب انگوٹھوں سے مسح کیا۔

کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لیا جائے گا یا نہیں؟ اس میں بھی اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ دو الگ عضو ہیں چنانچہ ان کے مسح کے لیے تین مرتبہ نیا پانی لیا جائے گا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ وضو کرتے تو کانوں کے مسح کے لیے انگلیاں تر کرتے۔ (مؤطا امام مالك: ٣٩)

سعید بن مسیّب، عطاء، حسن، ابن سیرین، سعید بن جبیر، امام نخعی، ثوری، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہم اور اصحاب الرائے، احمد اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک کان سر ہی میں شامل ہیں لہٰذا ان پر مسح بھی اکٹھا ہی کیا جائے گا۔

امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: کانوں کی پچھلی جانب سر میں شامل ہے اور اگلی جانب چہرے میں شامل ہے۔

حماد کہتے ہیں: کانوں کو آگے اور پیچھے دونوں جانب سے دھویا جائے گا۔

سعید بن جبیر اور امام نخعی رحمہ اللہ سے بھی یہی منقول ہے۔ امام اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں: کانوں کی اگلی جانب چہرے کے ساتھ مسح کیا جائے اور پچھلی جانب سر کے ساتھ مسح کیا جائے۔

(28)......بَابُ الْوُضُوْءِ مَرَّةً مَرَّةً

وضو میں ایک ایک دفعہ اعضاء دھونا

(٢٢٦)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنْبَأَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ، أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک مرتبہ اعضاء دھو کر وضو کیا۔

شرح: اسے بخاری رحمہ اللہ نے محمد بن یوسف عن سفیان سے بیان کیا ہے۔

(29)......بَابُ الْوُضُوْءِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ

وضو میں دو دو مرتبہ اعضا دھونا

(٢٢٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ عِيسَى، أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنْبَأَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ......

---

(٢٢٦) أخرجه البخاري: ١٥٧

(٢٢٧) أخرجه البخاري: ١٥٨

عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ۔

سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے دو دو مرتبہ اعضاء دھو کر وضو کیا۔

شرح: عبداللہ بن زید، عباد بن تمیم کے چچا ہیں۔

(30)......بَابُ الْوُضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا

وضو میں تین تین دفعہ اعضاء دھونا

(۲۲۸)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنْبَأَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ، أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَـنْ أَبِـي حَيَّةَ، أَنَّ عَـلِيًّا تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، وَقَـالَ: هَـكَـذَا رَأَيْـتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ۔

ابو حیہ سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تین تین مرتبہ وضو کیا اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔

شرح: یہ حدیث حسن ہے۔ ابو حیّہ بن قیس وداعی، ہمدانی کوفی ہیں۔

اکثر علماء کا موقف یہی ہے کہ ایک ایک مرتبہ وضو کرنا فرض ہے اگر اس پر اکتفاء کر لے تو جائز ہے، دو، دو مرتبہ اور تین تین مرتبہ کرنا افضل اور تین سے زائد دفعہ کرنا مکروہ ہے۔

(۲۲۹)۔ أَخْبَـرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا مُسَدَّدٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَجُلًا أَتَـى الـنَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَـقَـالَ: يَـا رَسُـولَ اللّٰهِ! كَيْفَ الطُّهُورُ؟ فَدَعَا بِـمَـاءٍ فِي إِنَاءٍ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَـهُ ثَـلَاثًـا، ثُـمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَـحَ بِـرَأْسِهِ فَأَدْخَلَ أُصْبَعَيْهِ السَّبَّاحَتَيْنِ فِي أُذُنَيْـهِ، وَمَسَـحَ بِإِبْهَامَيْهِ ظَاهِرَ أُذُنَيْهِ، بَاطِنَ

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ عمرو کے دادا سے بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور وضو کا طریقہ پوچھنے لگا۔ آپ نے برتن میں پانی منگوا کر دونوں ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھویا، پھر چہرے کو تین مرتبہ دھویا، پھر دونوں کہنیوں کو تین تین مرتبہ دھویا، پھر سر کا مسح اس طرح کیا کہ شہادت کی انگلیوں کو دونوں کانوں میں داخل کیا اور انگوٹھوں سے کانوں کی بیرونی جانب اور شہادت کی انگلیوں

(۲۲۸) هذا حديث حسن ......أخرجه الترمذي: ٤٤، وابوداود: ١١٦، والنسائي: ١٣٦

(۲۲۹) حسن صحيح دون قوله "او نقص"، فانه شاذ ......أخرجه ابوداود: ١٣٥، وابن ماجه: ٤٢٢، والنسائي: ١٤٠

أُذُنَيْهِ ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلاثًا ثَلاثًا ، ثُمَّ قَالَ: ((هَكَذَا الْوُضُوءُ ، فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا أَوْ نَقَصَ ، فَقَدْ أَسَاءَ وَظَلَمَ ، أَوْ ظَلَمَ وَأَسَاءَ .))

سے اندرونی جانب کا مسح کیا، پھر دونوں پاؤں تین تین مرتبہ دھوئے، پھر فرمایا: ''وضو اس طرح ہوتا ہے، جس نے اس میں کمی بیشی کی اس نے گناہ کیا اور ظلم کیا۔''

شرح ابن مبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر تین مرتبہ سے زائد وضو کرے گا تو مجھے اس کے گناہ گار ہونے کا خدشہ ہے۔

امام احمد اور امام اسحاق رحمہما اللہ کہتے ہیں: تین سے زائد وہ شخص کرتا ہے جو پاگل ہو۔

قرآن کے منطوق کے مطابق سر کا مسح کرنا اور تینوں اعضاء کو ایک ایک مرتبہ دھونا فرض ہے البتہ نیت کے واجب ہونے میں علماء کا اختلاف ہے تاہم اکثر علماء اس کو واجب قرار دیتے ہیں۔

بالترتیب وضو کے واجب ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک قرآن میں مذکور ترتیب کے مطابق وضو کرنا واجب ہے، حتی کہ اگر چہرہ دھونے سے پہلے ہاتھ دھو لیے جائیں یا ہاتھ دھونے سے پہلے سر کا مسح کر کے نماز پڑھ لی جائے تو نماز دہرانی پڑے گی

امام مالک، شافعی، امام احمد، امام اسحاق رحمہم اللہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی مروی ہے۔ جبکہ اکثر علماء اسے سنت کہتے ہیں، اگر کوئی آدمی وضو کی ترتیب کا لحاظ نہ رکھے اور نماز پڑھ لے تو نماز دہرانا ضروری نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور تابعین میں سے سعید بن مسیّب، عطاء، امام نخعی، امام اوزاعی، امام ثوری اور ربیعہ نیز اصحاب الرائے رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

لگا تار وضو کرنا اکثر علماء کے نزدیک سنت ہے حتی کہ وضو یا غسل کے دوران وقفے وقفے سے اعضاء دھوئے اور نماز ادا کرے تو نماز درست ہو گی۔ مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بازار میں پیشاب کیا، پھر وضو کے لیے چہرہ اور ہاتھ دھوئے، پھر سر کا مسح کیا، پھر نماز جنازہ کے لیے انہیں بلایا گیا تو مسجد میں داخل ہوئے اور موزوں پر مسح کر کے جنازہ پڑھ لیا۔ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اگر بغیر عذر بہت زیادہ وقفہ کرے گا تو وضو درست نہ ہو گا۔

(31)......بَابُ اِسْتِحْبَابِ الْوُضُوْءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ

ہر نماز کے لیے وضو کرنا مستحب ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ﴾ .... ''جب نماز کے لیے اُٹھو تو چہرے دھولو۔'' (سورۂ مائدہ:۶)

(۲۳۰)۔ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنْبَأَنَا

(۲۳۰) أخرجه البخاري: ۲۱٤

مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، قُلْتُ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ؟ قَالَ: يُجْزِءُ أَحَدَنَا الْوُضُوءُ مَا لَمْ يُحْدِثْ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے۔عمرو بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم کیسے کرتے ہو؟ تو انہوں نے کہا: ہمیں تو اس وقت تک وضو کفایت کرتا ہے جب تک ٹوٹتا نہیں۔

شرح یہ روایت صحیح ہے۔عمرو بن عامر انصاری ہیں، ان کی حدیث کوفیوں میں معروف ہے۔

(۲۳۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَارِثِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَلِيمٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُوَجِّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْمُوَجِّهِ، أَنْبَأَنَا عَبْدَانُ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ......

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ۔

سلیمان بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں اور موزوں پر مسح کیا۔

شرح امام مسلم رحمہ اللہ نے محمد بن حاتم عن یحییٰ بن سعید عن سفیان کی سند سے روایت کیا ہے نیز اس میں یہ اضافہ ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آج آپ نے ایسا کام کیا جو پہلے نہیں کیا، آپ نے فرمایا: ''اے عمر! میں نے جان بوجھ کر کیا ہے۔'' بریدہ بن حصیب اسلمی ہیں، بصرہ میں رہائش پذیر ہو گئے تھے، یزید بن معاویہ کے دورِ امارت میں مرو میں فوت ہوئے، ان سے ان کے بیٹے سلیمان نے روایت لی ہے۔

عبداللہ بن خظلہ بن عامر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز کے ساتھ وضو کرنے کا حکم دیا گیا تھا خواہ آپ باوضو ہوں یا بے وضو ہوں، جب آپ کے لیے یہ کام مشکل ہو گیا تو آپ کو ہر نماز کے لیے مسواک کرنے کا حکم دیا گیا۔(حسن، ابوداود: ۴۸)

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اکثر علماء کے نزدیک ایک وضو سے متعدد نمازیں ادا کرنا جائز ہے، البتہ اگر پہلے وضو سے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو نیا وضو کر لینا مستحب ہے لیکن پہلے وضو سے کوئی فرض یا نفل نماز ادا نہ کی ہو تو نیا وضو کرنا کچھ لوگوں کے ہاں مکروہ ہے۔

متیمم آدمی کے لیے ایک تیمّم کے ساتھ دو فرض نمازیں ادا کرنا جائز نہیں کیونکہ قرآن نے بظاہر ہر اس آدمی پر وضو کو

(۲۳۱) أخرجه مسلم: ۲۷۷

واجب قرار دیا ہے جو نماز کے لیے اٹھتا ہے، اگر پانی نہ ملے تو تیمّم کو واجب قرار دیا ہے، پھر وضو میں تخفیف کی تو حدیث میں دلیل موجود ہے جبکہ تیمّم میں تخفیف کی کوئی دلیل نہیں چنانچہ اس کا حکم ظاہر کے مطابق ہے۔

سیدنا علی، سیدنا ابن عمر، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین اور امام شعبی، نخعی، قتادہ، مالک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ ایک تیمّم سے دو فرض نمازیں ادا کرنا جائز نہیں سمجھتے، جبکہ سعید بن مسیّب، حسن بصری، زہری، ثوری رحمہم اللہ اور اصحاب الرائے ایک تیمّم سے دو فرض نمازیں ادا کرنا جائز سمجھتے ہیں۔

اس بات پر سب متفق ہیں کہ ایک تیمّم کے ساتھ فرض نماز سے پہلے یا بعد میں جتنے چاہیں نوافل ادا کر سکتے ہیں۔ اگر جنبی تھا تو تیمّم کے بعد قرآن پڑھ سکتا ہے، اگر حائضہ کو حیض ختم ہونے کے بعد غسل کے لیے پانی نہ ملے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتی ہے نیز خاوند سے ہمبستر بھی ہو سکتی ہے۔

غصے کے وقت وضو کرنا مستحب ہے، نخعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غیبت کرنے کے بعد بھی وضو کرنا مستحب ہے۔

(32)......بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ
موزوں پر مسح کرنا

(۲۳۲)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَأَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، وَابْنِ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ وَهْبٍ الثَّقَفِيِّ......

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى عِمَامَتِهِ وَخُفَّيْهِ۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو پیشانی کے بالوں، پگڑی اور موزوں پر مسح کیا۔

شرح اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے ایک اور سند کے ساتھ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۲۳۳)۔ حَدَّثَنَا السَّيِّدُ أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ مُوسَى الْمُوسَوِيُّ، وَأَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِيرَبَنْدَكُشَائِيُّ، قَالا: أَنْبَأَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سِرَاجٍ الطَّحَّانُ، أَخْبَرَنَا

(۲۳۲) أخرجه مسلم: ۲۷٤

(۲۳۳) انظر الحديث الآتي

أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشِ بْنِ سُلَيْمَانَ بِمَرْوِ الرُّوذِ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَكِّيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلامٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ يُحَدِّثُ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ......

عَنْ ثَوْبَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشًا، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَمْسَحُوا عَلَى الْمَشَاوِذِ وَالتَّسَاخِينِ۔

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک لشکر بھیجا تو انہیں پگڑیوں اور موزوں پر مسح کرنے کا حکم دیا۔

شرح ابوعبید کہتے ہیں: میں نے ایک اور سند سے بھی یہ روایت سنی ہے البتہ اس میں (المشاوذ) کی جگہ (العصائب) کا لفظ ہے۔ وہ سند یہ ہے: یحییٰ بن سعید قطان عن ثور بن یزید عن راشد عن ثوبان عن النبی ﷺ۔

ابوعبیدہ کہتے ہیں: (تساخین) موزوں کو اور مشاوذ پگڑیوں کو کہتے ہیں اور اس کی واحد مشوذ ہے۔ العصائب بھی پگڑیوں کو کہتے ہیں۔

امام صاحب کہتے ہیں: پگڑیوں کو عصائب اس لیے کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ سر کو باندھا جاتا ہے۔ ((تساخین)) دراصل ہر چیز کو کہتے ہیں جو پاؤں کو گرم رکھے خواہ وہ موزے ہوں یا جرابیں وغیرہ۔

(۲۳۴)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ......

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً، فَأَصَابَهُمُ الْبَرْدُ، فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَمْسَحُوا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِينِ۔

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا تو انہیں ٹھنڈ لگ گئی۔ جب وہ واپس آئے تو آپ نے انہیں پگڑیوں اور موزوں پر مسح کرنے کا حکم دیا۔

شرح امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پگڑی پر مسح کرنے کے متعلق علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ سیدنا ابوبکر، عمر، انس رضی اللہ عنہم اجمعین نیز اوزاعی، احمد، اسحاق اور داود رحمہم اللہ اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ مروی ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے ٹوپی پر مسح کیا تھا جبکہ اکثر صحابہ وتابعین اور بعد کے علماء اس وقت تک پگڑی پر مسح جائز نہیں سمجھتے جب تک ساتھ سر کے کچھ حصے کا مسح نہ کیا جائے۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ والی روایت کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ ناصیہ کے بالوں پر مسح کرنے سے

(۲۳۴) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۱٤٦

مسح کی فرضیت ساقط ہوگئی تھی۔ نیز یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ مکمل سر کا مسح کرنا واجب نہیں۔ جو لوگ پگڑی پر مسح کے قائل ہیں وہ بھی اس وقت جائز سمجھتے ہیں جب پگڑی باوضو ہوکر باندھی ہو جیسا کہ موزوں پر مسح کرنے میں باوضو ہوکر موزے پہننا شرط ہے۔ بعض نے تو یہ بھی شرط لگائی ہے کہ پگڑی کو ٹھوڑی کے نیچے سے باندھا گیا ہو، تبھی وہ مضبوط ہوگی اور موزے کے حکم میں ہوجائے گی ورنہ تو وہ ایسے ہے جیسے جلد پر کوئی کپڑا لپیٹ لیا جائے اور اسے مضبوط نہ کیا جائے۔

چنانچہ موزوں پر مسح کرنا بہت سے صحابہ وتابعین اور علماء کے ہاں جائز ہے، رسول اللہ ﷺ سے اس کے جواز کو بیان کرنے والے صحابہ میں سیدنا عمر، علی، حذیفہ، مغیرہ بن شعبہ، ابو ایوب، سلمان، بریدہ، عمرو بن امیہ، انس، سہل بن سعد، یعلیٰ بن مرہ، عبادہ بن صامت، جریر بن عبداللہ، ابو اسامہ، جابر، اسامہ بن زید، بلال اور سعد رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہ شامل ہیں۔

(٢٣٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا، عَنْ عَامِرٍ ......

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ: ((أَمَعَكَ مَاءٌ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ، فَمَشَى حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فِي سَوَادِ اللَّيْلِ، ثُمَّ جَاءَ، فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ الْإِدَاوَةَ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتَّى أَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ، فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ، فَقَالَ: ((دَعْهُمَا، فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ)) فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نبی ﷺ کے ساتھ سفر کر رہا تھا، آپ نے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس پانی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، آپ سواری سے اتر کر چلنے لگے حتی کہ رات کی تاریکی میں میری نظروں سے اوجھل ہو گئے، پھر واپس آئے تو میں نے ڈول سے پانی ڈالا اور آپ نے اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے، آپ نے اون کا جبہ پہن رکھا تھا، چنانچہ آپ آستینوں سے ہاتھ باہر نہ نکال سکے تو آپ نے جبے کے نیچے سے ہاتھ باہر نکال کر کہنیاں دھولیں، پھر سر کا مسح کیا، میں آپ کے موزے اتارنے کے لیے نیچے جھکا تو آپ نے فرمایا: ''رہنے دو میں نے ان کو باوضو ہوکر پہنا ہے۔'' چنانچہ آپ نے موزوں پر مسح کیا۔

تشریح: اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے محمد بن عبداللہ بن نمیر عن ابیہ عن زکریا کی سند سے روایت کیا ہے۔

(٢٣٥) أخرجه البخاري: ١٨٢، ٢٠٣، ومسلم: ٢٧٤

(٢٣٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، قَالَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا مُسْلِمٌ، وَعَبْدُ الْمَجِيدِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ زِيَادٍ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَخْبَرَهُ......

أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ، قَالَ الْمُغِيرَةُ: فَتَبَرَّزَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ الْغَائِطِ، فَحَمَلْتُ مَعَهُ إِدَاوَةً قَبْلَ الْفَجْرِ، فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذْتُ أُهَرِيقُ عَلَى يَدَيْهِ مِنَ الإِدَاوَةِ، وَهُوَ يَغْسِلُ يَدَيْهِ ثَلاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ، ثُمَّ ذَهَبَ يَحْسِرُ جُبَّتَهُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ، فَضَاقَ كُمَّا جُبَّتِهِ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْجُبَّةِ، حَتَّى أَخْرَجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ، قَالَ الْمُغِيرَةُ: فَأَقْبَلْتُ مَعَهُ حَتَّى نَجِدَ النَّاسَ قَدْ قَدَّمُوا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، قَدْ صَلَّى لَهُمْ، فَأَدْرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ مَعَهُ، وَصَلَّى مَعَ النَّاسِ الرَّكْعَةَ الآخِرَةَ، فَلَمَّا سَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ، قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتَمَّ صَلاتَهُ، فَأَفْزَعَ ذَلِكَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَكْثَرُوا

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ تبوک میں شرکت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن فجر کی نماز سے پہلے رفع حاجت کے لیے روانہ ہوئے تو میں بھی پانی کا لوٹا لے کر آپ کے ساتھ ہو لیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو میں نے آپ کے ہاتھ پر پانی ڈالنا شروع کیا، آپ نے دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا، پھر چہرہ دھویا، پھر جبے کو ہاتھوں پر چڑھانا شروع کیا لیکن اس کی آستینیں چھوٹی تھیں اس لیے آپ نے جبے کے نیچے سے ہاتھ نکال کر دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھو کر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا، پھر میں آپ کے ساتھ ہی روانہ ہوا (جب ہم پہنچے) تو ہم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھاتے ہوئے پایا، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت ان کے پیچھے ادا کی، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اپنی نماز پوری کر لی، مسلمان یہ دیکھ کر گھبرا گئے اور بکثرت تسبیح پڑھنے لگے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پوری کی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''تم نے اچھا کیا۔'' ان کے بروقت نماز پڑھنے پر آپ نے مسرت کا اظہار کیا۔

امام شافعی رحمہ اللہ اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ

(٢٣٦) أخرجه البخاري: ٥٧٩٩، ومسلم: ٢٧٤

التَّسْبِيحَ ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاتَهُ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ ، ثُمَّ قَالَ: ((أَحْسَنْتُمْ)) أَوْ قَالَ: ((أَصَبْتُمْ يَغْبِطُهُمْ أَنْ صَلَّوُا الصَّلاةَ لِوَقْتِهَا۔))

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا آپ موزوں پر مسح کریں گے؟ تو آپ نے فرمایا: ''جی ہاں، کیونکہ میں نے ان کو بحالت وضو پہنا تھا۔''

تشریح: امام مسلم رحمہ اللہ نے اسے محمد بن رافع عن عبدالرزاق عن ابن جریج کی سند سے بیان کیا ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ وضو کے دوران کسی دوسرے آدمی سے اللہ کے نام پر تعاون حاصل کرنا کہ وہ پانی ڈال دے مکروہ نہیں۔

((انی ادخلتهما وهما طاهرين۔)) اس کا مفہوم ایک دوسری حدیث میں موجود ہے کہ آپ نے فرمایا: ((دع الخفين فانی ادخلت القدمين الخفين وهما طاهرتان۔)) ''موزے رہنے دو کیونکہ میں نے جب قدم موزوں میں ڈالے تھے تو قدم پاک تھے۔'' اس حدیث میں دلیل ہے کہ موزوں پر مسح کرنا اس وقت جائز ہے جب انہیں مکمل طہارت کر کے پہنا ہو، اکثر علماء کا یہی قول ہے۔

اگر کوئی آدمی ایک پاؤں دھو کر موزہ پہن لے، پھر دوسرا پاؤں دھو کر موزہ پہنے تو امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کے نزدیک اس پر مسح کرنا جائز نہیں، کیونکہ اس نے پہلا موزہ طہارت مکمل ہونے سے پہلے پہن لیا تھا، البتہ اسے اتار کر دوبارہ پہنے تو پھر مسح کرنا درست ہے، ثوری رحمہ اللہ اور اصحاب الرائے نے مسح کرنا جائز قرار دیا ہے۔

یہ حدیث دلیل ہے کہ جس آدمی کو نماز کا کچھ حصہ امام کے ساتھ مل جائے وہ اسے ادا کرے اور باقی نماز امام کے سلام پھیرنے کے بعد پوری کر لے اور اس پر کوئی سجدہ سہو نہیں ہے۔ البتہ ابو سعید خدری، ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین سے مروی ہے کہ جس نے امام کے ساتھ نماز کی طاق رکعات پائیں اس پر سجدہ سہو کرنا لازم ہے۔ جرابوں پر مسح کرنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، امام شافعی، احمد، اسحاق رحمہم اللہ اور اصحاب الرائے کے ہاں جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ جب وہ موٹی ہوں اور جسم نظر نہ آتا ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان کے نیچے چمڑا لگا ہوا ہو اور انہیں پہن کر مسلسل چلنا ممکن ہو۔

سیدنا عمر، علی، ابن عباس، براء بن عازب، انس، ابو امامہ اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہم سے جرابوں پر مسح کرنے کا جواز مروی ہے، البتہ امام مالک اور اوزاعی رحمہم اللہ کے نزدیک جرابوں پر مسح کرنا جائز نہیں۔

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: مسح اس موزے پر کرنا جائز ہے جس نے ٹخنوں سمیت پاؤں ڈھانپے ہوئے ہوں، اگر پاؤں کے دھوئے ہوئے حصے سے موزہ پھٹ جائے کہ اس سے پاؤں نظر آنے لگے تو اس پر مسح کرنے میں علماء کا

اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ سمیت کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر سوراخ چھوٹا ہے تو مسح کرنا جائز ہے ورنہ نہیں، جبکہ کچھ علماء کے نزدیک جب تک موزہ پاؤں سے گرتا نہیں سوراخ خواہ کتنا بڑا ہو مسح کرنا جائز ہے، امام مالک رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں، اصحاب الرائے کے نزدیک اگر سوراخ تین انگلیوں سے کم ہو تو مسح کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

اگر کوئی آدمی موزے پر دوسرا موزہ پہن لے اور وہ موزہ ایسا ہے کہ اگر اکیلا پہنا ہو تو اس پر مسح کرنا جائز نہیں تو موزے کے اوپر پہن کر بھی اس پر مسح کرنا جائز نہیں اور اگر وہ ایسا ہے کہ اس اکیلے پر مسح کیا جا سکتا ہے تو اس کے متعلق علماء کا اختلاف ہے، امام مالک رحمہ اللہ اور اصحاب الرائے سمیت اکثر علماء جواز کے قائل ہیں جبکہ کچھ علماء اسے جائز نہیں سمجھتے، امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی قول واضح ہے۔

(33)...... بَابُ التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ
مسح کی مدت

(٢٣٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنِي الْمُهَاجِرُ أَبُو مَخْلَدٍ......

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَرْخَصَ لِلْمُسَافِرِ أَنْ يَمْسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ، وَلِلْمُقِيمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً إِذَا تَطَهَّرَ فَلَبِسَ خُفَّيْهِ أَنْ يَمْسَحَ عَلَيْهِمَا۔

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کو تین دن رات تک موزوں پر مسح کرنے کی اجازت دی ہے اور مقیم آدمی کو ایک دن رات تک موزوں پر مسح کرنے کی اجازت دی ہے۔ جب اس نے موزے باوضو ہو کر پہنے ہوں۔

شرح: ربیع نے اس کو ((لـلـمـقيـم يـومـا وليلة۔)) تک روایت کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ((إِذَا تَطَهَّرَ فَلَبِسَ خُفَّيْهِ أَنْ يَمْسَحَ عَلَيْهِمَا)) کے الفاظ امام شافعی رحمہ اللہ کے ہیں مگر یہ الفاظ حدیث ہی کے ہیں، مزنی رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ سے اسے صحیح روایت کیا ہے۔

(٢٣٨)۔ أَخْبَرَنِي أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَارِثِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَلِيمٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُوَجِّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو

(٢٣٧) هذا حديث صحيح ......أخرجه ابن ماجه: ٥٥٦

(٢٣٨) مسلم: ٢٧٦

بْنِ الْمُوَجِّهِ، أَنْبَأَنَا صَدَقَةُ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ......

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ الْحَارِثِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَتْ: ائْتِ عَلِيًّا، فَإِنَّهُ أَعْلَمُ مِنِّي بِذَلِكَ، فَأَتَيْتُهُ، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا أَنْ يَمْسَحَ الْمُقِيمُ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَالْمُسَافِرُ ثَلاثًا۔

شریح بن ہانی حارثی کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے موزوں پر مسح کرنے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ وہ اس مسئلہ کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، چنانچہ میں ان کے پاس آیا اور مسئلہ پوچھا، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ مقیم ایک دن رات مسح کرے اور مسافر تین دن رات۔

شرح: اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے زہیر بن حرب سے روایت کیا ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صحابہ وتابعین میں سے اکثر علماء نے موزوں پر مسح کرنے کی اسی مدت کو اختیار کیا ہے جو حدیث میں مذکور ہے۔ علی، ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین کا یہی قول ہے نیز عطاء، شریح، اوزاعی، ابن مبارک، ثوری، شافعی، احمد، اسحاق رحمہم اللہ علیہم اور اصحاب الرائے کا بھی یہی مذہب ہے۔ ان میں سے اکثر علماء کے نزدیک موزہ پہننے کے بعد مسح کی مدت اس وقت شروع ہوگی جب وضو ٹوٹے گا، جبکہ اوزاعی اور اسحاق رحمہ اللہ کے نزدیک مدت مسح کرنے سے شروع ہوگی۔

امالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مسح کی کوئی مدت مقرر نہیں بلکہ جب تک غسل واجب نہ ہو مسح کرنا جائز ہے۔ سیدنا عمر، عثمان اور عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی یہی مروی ہے۔ ان کی دلیل وہ روایت ہے جو خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ”مسافر کے لیے موزوں پر مسح کرنے کی مدت تین دن اور مقیم کے لیے ایک دن ہے۔“ راوی کہتے ہیں کہ اگر ہم مدت بڑھانے کا مطالبہ کرتے تو آپ اور مدت بڑھا دیتے۔

اکثر علماء مدت کے قائل ہیں، ان کے نزدیک ((لَوِ اسْتَزَدْنَا لَزَادَنَا)) کے الفاظ ظنی ہیں جن کی بنا پر یقین کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔ اگر مسح کی مدت ختم ہو جائے یا مدت کے دوران موزہ اتر جائے یا موزہ پاؤں دھونے کی جگہ سے پھٹ جائے اور پاؤں کا کچھ حصہ ننگا ہو جائے تو دونوں پاؤں دھونا واجب ہے۔ امام احمد، اسحاق، ابن ابی لیلیٰ رحمہم اللہ علیہم کے نزدیک نیا وضو کرنا واجب ہے جبکہ امام ثوری رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ اور اصحاب الرائے کے نزدیک وضو کرنے کی ضرورت نہیں، صرف پاؤں دھو لینا ہی کافی ہے۔

اعمش رحمہ اللہ کہتے کہ ابراہیم نے موزوں پر مسح کیا، پھر موزے اتار کر نماز پڑھی۔ موزوں کے اوپر کی جانب مسح کرنا واجب ہے، بعض علماء کے ہاں موزوں کے نچلی جانب مسح کرنا سنت ہے۔ ان کی دلیل مغیرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں کے اوپر اور نیچے دونوں جانب مسح کیا۔

مگر یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ اسے ثور بن یزید نے رجاء بن حیوہ سے اور انہوں نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کے کاتب سے اور انہوں نے مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جبکہ ثور نے رجاء سے یہ روایت نہیں سنی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ اور محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ صحیح نہیں ہے۔ صحابہ میں سے ابن عمر اور سعد رضی اللہ عنہم اجمعین اور امام زہری، مالک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ علیہم کا بھی یہی مذہب ہے جبکہ امام شعبی، اوزاعی، ثوری اور اصحاب الرائے کے نزدیک موزے کی نچلی جانب مسح نہیں ہے۔ عروہ بن زبیر سے روایت ہے، مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں کی اوپر والی جانب مسح کرتے دیکھا۔

(۲۳۹)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلاءٍ، أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ......

عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه، قَالَ: لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالرَّأْيِ، لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلاهُ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر دین کا مدار رائے پر ہوتا تو موزوں کے نیچے مسح کرنا اوپر مسح کرنے کی نسبت بہتر ہوتا حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں کے اوپر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(34)......بَابُ مَا يُوجِبُ الْغُسْلَ

جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾ .... ''اگر تم جنبی ہو تو غسل کرلو۔'' (سورۂ مائدہ: ۶)

(۲۴۰)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَارِفُ، قَالا: أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا قَعَدَ بَيْنَ الشُّعَبِ الأَرْبَعِ،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب انسان چار شاخوں (دو ہاتھ دو پاؤں) میں بیٹھ جائے اور

(۲۳۹) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۱۶۲

(۲۴۰) هذا حديث حسن صحيح ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ۲۴۲۰۶، والشافعى فى المسند: ۱/ ۳۸، ومالك فى المؤطا: ۱/ ۴۵

ثُمَّ أَلْزَقَ الْخِتَانَ بِالْخِتَانِ، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ۔)) پھر شرمگاہ سے شرمگاہ ملائے تو غسل واجب ہو گیا۔“

شرح: یہ حدیث حسن ہے۔

(۲۴۱)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ……

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الأَرْبَعِ، ثُمَّ جَهَدَهَا، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی عورت کی چار شاخوں میں بیٹھے پھر کوشش کرے تو غسل واجب ہو گیا۔“

شرح: امام مسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں: مطر کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں ”اگرچہ انزال نہ بھی ہو۔“

(۲۴۲)۔ وأَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَارِثِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّهْلِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَلِيمٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُوَجِّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتُوَائِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ……

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الأَرْبَعِ، ثُمَّ جَهَدَهَا، وَجَبَ الْغُسْلُ، أَنْزَلَ أَوْ لَمْ يُنْزِلْ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب آدمی عورت کی چار شاخوں میں بیٹھے، پھر کوشش کرے، خواہ انزال ہو یا نہ ہو، غسل واجب ہو جاتا ہے۔“

شرح: عورت کی چار شاخوں سے مراد، رانیں اور شرمگاہ کے دونوں لب ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ دو ہاتھ اور دو پاؤں مراد ہیں۔ ابن الاعرابی کہتے ہیں: نکاح کا ایک نام ”جہد“ بھی ہے۔

(۲۴۳)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ،

---

(۲۴۱) أخرجه البخاري: ۲۹۱، ومسلم: ۳۴۸

(۲۴۲) انظر الحديث السابق

(۲۴۳) هذا حديث حسن صحيح …… أخرجه الشافعي في المسند: ۱/ ۳۸، ومالك في المؤطا: ۳۷، وابن خزيمة: ۲۲۷

أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ......

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ أَبَا مُوسَى الأَشْعَرِيَّ، سَأَلَ عَائِشَةَ عَنِ الْتِقَاءِ الْخِتَانَيْنِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ أَوْ مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دونوں شرمگاہیں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔''

شرح: ((ختان۔)) عورت کے بظر اور مرد کی شرمگاہ کے اس حصے کو کہتے ہیں جہاں سے ختنہ کیا جاتا ہے۔ مصاہرت (رشتہ دامادی) کو (مخاتنت) بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کی بنا پر دو شرمگاہیں آپس میں ملتی ہیں۔ صحابہ وتابعین وغیرہ اکثر علماء کا عمل اسی بات پر ہے کہ جو شخص اپنی بیوی سے جماع کرے اور مرد کی شرمگاہ کا اگلا حصہ (سپاری) عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے تو دونوں پر غسل واجب ہوگا اگرچہ انزال نہ بھی ہو۔ سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان، علی اور عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہ کا یہی قول ہے۔

شروع اسلام میں یہ حکم تھا کہ جو شخص عورت سے جماع کرتا اور انزال کے بغیر اس سے علیحدہ ہو جاتا تو اس پر غسل واجب نہیں ہوتا تھا، زید بن خالد کہتے ہیں کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اگر کوئی شخص جماع کرے اور انزال نہ ہو (تو وہ کیا کرے؟) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: نماز جیسا وضو کر لے اور شرمگاہ (ذکر) کو دھو لے، عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، پھر میں نے علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین سے پوچھا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا، پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور غسل کرنا واجب قرار پا گیا اگرچہ انزال نہ بھی ہو۔

زہری، سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے، وہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ((اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ۔)) یعنی انزال ہوگا تو غسل واجب ہوگا، یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا، بعد میں یہ حکم متروک ہو گیا اور دونوں شرمگاہوں کے ملاپ کی صورت میں غسل کا حکم دے دیا گیا۔ بعض نے اس کو سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے موقوف بیان کیا ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ((اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ۔)) یہ حکم احتلام کی صورت میں ہے۔

سعد بن ابی وقاص، ابوایوب انصاری، ابوسعید خدری، رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم اجمعین اور امام اعمش رحمہ اللہ کے نزدیک بغیر انزال کے عورت سے الگ ہو جانے کی صورت میں غسل واجب نہیں ہوتا۔

((التقاء الختانین۔)) سے مراد یہ ہے کہ مرد کے عضو کی سپاری عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے، جماع

کے جتنے بھی احکام ہیں مثلاً غسل کو واجب ہونا، مہر کا لازم ہونا، زنا کی صورت میں حد کا لازم ہونا، سب اسی سے متعلق ہیں۔

(٢٤٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ بِنْتُ مِلْحَانَ امْرَأَةُ أَبِي طَلْحَةَ الأَنْصَارِيِّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنَّ اللّٰهِ لا يَسْتَحِي مِنَ الْحَقِّ، هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ۔))

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی بیوی ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی: اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا، اگر عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا اس پر غسل کرنا ضروری ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جی ہاں، اگر وہ پانی (منی) دیکھے۔''

(٢٤٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَارِثِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّهْلِيُّ، أَنْبَأَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَلِيمٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُوَجِّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْمُوَجِّهِ، أَخْبَرَنَا صَدَقَةُ، أَنْبَأَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: سَأَلَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: إِذَا احْتَلَمَتِ الْمَرْأَةُ أَتَغْتَسِلُ؟ فَقَالَ: ((إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ فَلْتَغْتَسِلْ)) فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَهَلْ تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ قَالَ: ((تَرِبَتْ يَمِينُكِ، فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا؟))

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اگر عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا وہ غسل کرے؟ آپ نے فرمایا: ''اگر پانی دیکھے تو غسل کرے۔'' ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں اگر احتلام نہیں ہوتا تو اولاد میں مشابہت کہاں سے آتی ہے؟

شرح: امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ دو چیزوں میں سے کسی ایک سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ یا تو مرد کے عضو کا اگلا حصہ عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے، یا پھر مرد یا عورت کی منی جوانی کے جوش سے خارج ہو جائے،

(٢٤٤) أخرجه البخاري: ٢٨٢، ومسلم: ٣١٣

(٢٤٥) أخرجه البخاري: ١٣٠، ٣٣٢٨، ومسلم: ٣١٣

اگر احتلام ہو مگر نمی نہ ہو تو غسل واجب نہیں ہوتا، اگر نمی تو ہو لیکن منی کا نکلنا یاد نہ ہو تو عطاء، شعبی، نخعی اور احمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک غسل کرنا واجب ہے جبکہ اکثر علماء کے نزدیک اس وقت تک غسل واجب نہیں جب تک ماء دافق کا یقین نہ ہو۔

غسل چار چیزوں سے واجب ہوتا ہے جن میں دو چیزیں مشترک ہیں (۱) جنابت۔ (۲) موت۔ اور دو چیزیں عورت کے ساتھ خاص ہیں (۱) حیض۔ (۲) نفاس۔

(35)......بَابُ كَيْفِيَّةِ الْغُسْلِ
غسل کا طریقہ

(٢٤٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ، فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُولَ شَعْرِهِ، ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غَرَفَاتٍ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى جِلْدِهِ كُلِّهِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل فرماتے تو آپ پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے، پھر اسی طرح وضو کرتے جس طرح نماز کے لیے کیا کرتے تھے، پھر پانی میں اپنی انگلیاں داخل فرماتے اور ان سے بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے، پھر اپنے ہاتھوں سے تین چلو سر پر ڈالتے، پھر تمام بدن پر پانی بہا لیتے۔"

(٢٤٧)۔ وأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَّالُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالَا: أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا الإِنَاءَ، ثُمَّ يَغْسِلَ فَرْجَهُ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوئَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُشَرِّبُ شَعْرَهُ الْمَاءَ، ثُمَّ يَحْثِي عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کا ارادہ کرتے تو ہاتھوں کو برتن میں ڈالنے سے پہلے دھوتے، پھر استنجاء کرتے، پھر نماز جیسا وضو کرتے، پھر بالوں کو پانی سے تر کرتے، پھر اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالتے۔

(٢٤٦) أخرجه البخاري: ٢٤٨، ومسلم: ٣١٦

(٢٤٧) انظر الحديث السابق

شرح اس روایت کو امام مسلم رحمہ اللہ نے یوں نقل کیا ہے کہ آپ اپنے ہاتھ دھوتے، پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر استنجاء کرتے، پھر نماز جیسا وضو کرتے، پھر انگلیاں پانی سے تر کر کے بالوں کی جڑوں میں داخل کرتے، جب آپ دیکھتے کہ بال تر ہو گئے ہیں تو آپ اپنے سر پر دونوں ہاتھوں سے بھر کر تین چلو ڈالتے، پھر سارے بدن پر پانی ڈالتے، پھر دونوں پاؤں دھوتے۔(صحیح مسلم: ٣١٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالا کرتے تھے مگر ہم مینڈھیوں کی وجہ سے پانچ مرتبہ پانی ڈالتی ہیں۔ (ضعیف جدا، ابن ماجہ: ٥٧٤، ترمذی: ١٠٤)

(٢٤٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَنْبَأَنَا عَبْدَانُ، أَنْبَأَنَا أَبُو حَمْزَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الأَعْمَشَ، عَنْ سَالِمٍ هُوَ ابْنُ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَتْ مَيْمُونَةُ: وَضَعْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غُسْلا، فَسَتَرْتُهُ بِثَوْبٍ، وَصَبَّ عَلَى يَدَيْهِ، فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ صَبَّ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ، فَغَسَلَ فَرْجَهُ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ الأَرْضَ فَمَسَحَهَا، ثُمَّ غَسَلَهَا، فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ، وَأَفَاضَ عَلَى جَسَدِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى، فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ، فَنَاوَلْتُهُ ثَوْبًا فَلَمْ يَأْخُذْهُ، فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا اور ایک کپڑے سے پردہ کیا، پہلے آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا اور چہرہ اور بازو دھوئے، پھر سر پر پانی بہایا اور سارے بدن کا غسل کیا، اس کے بعد آپ مقام غسل سے ایک طرف ہو گئے، پھر دونوں پاؤں دھوئے، اس کے بعد میں نے آپ کو ایک کپڑا دینا چاہا تو آپ نے اسے نہیں لیا اور آپ ہاتھوں ہی سے پانی جھاڑنے لگے۔

شرح حدیث کے الفاظ ہیں: ''آپ نے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا'' چنانچہ استنجاء میں تو یہی طریقہ لازم ہے البتہ باقی اعضاء دھوتے وقت اگر برتن کھلا ہو تو اسے دائیں طرف رکھے اور دائیں ہاتھ سے پانی لیکر بائیں ہاتھ پر ڈالے اور اگر برتن تنگ ہو تو برتن کو بائیں طرف رکھے اور بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ غسل میں وضو کرنا سنت ہے۔ اگر جنبی آدمی پانی میں غوطہ لگائے اور پانی اس کے سارے بدن تک پہنچ جائے نیز وہ غسل کی نیت کرلے تو اس کا غسل صحیح ہوگا، اگرچہ اس نے وضو والے اعضاء کو الگ الگ

(٢٤٨) أخرجه البخاري: ٢٧٦، ومسلم: ٣١٧

نہ بھی دھویا ہو اور نہ ان کو ہاتھ سے ملا ہو، اکثر علماء اسی کے قائل ہیں البتہ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس وقت تک غسل درست نہ ہوگا جب تک سارے بدن کو ہاتھ کے ساتھ مَل نہ لے، جبکہ حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ غسل کرنے کے بعد وضو کیا کرتے تھے، میں نے پوچھا: اے ابا جان! کیا غسل والا وضو آپ کو کافی نہیں ہوتا؟ کہنے لگے: ہوتا ہے مگر بسا اوقات میں عضو خاص پر ہاتھ لگا لیتا ہوں تو دوبارہ وضو کر لیتا ہوں۔ (مؤطا امام مالك: ٩٥)

(٢٤٩)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّيْدَلانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَسْوَدِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا تَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت کے بعد وضو نہیں کیا کرتے تھے۔

تشریح: اکثر علماء کا یہی قول ہے، نیز سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا والی روایت اس بات کی دلیل ہے کہ وضو اور غسل کے بعد اعضاء کو کپڑے سے خشک نہ کرنا بہتر ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے کپڑا نہیں لیا تھا چنانچہ سعید بن مسیّب اور زہری رحمہ اللہ کے نزدیک طہارت کے بعد تولیہ استعمال کرنا مکروہ ہے، زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس لیے مکروہ ہے کہ وضو کے پانی کا قیامت کے دن وزن کیا جائے گا۔ البتہ حسن، ابن سیرین، ثوری، احمد اور مالک رحمہم اللہ جواز کے قائل ہیں، ان کی دلیل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کپڑے کا ایک ٹکڑا تھا جس سے وضو کرنے کے بعد پانی خشک کیا کرتے تھے۔ (ترمذی: ۵۳) لیکن اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو ایک کپڑے کے کنارے سے اپنا چہرہ صاف کرتے۔ (ترمذی: ۵۴) اس کی بھی سند ضعیف ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کپڑے کے ٹکڑے سے پانی خشک کیا کرتے تھے۔ ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ علقمہ کے پاس ایک سفید رنگ کا کپڑا تھا، جب وضو کرتے تو اس کے ساتھ اپنا چہرہ صاف کیا کرتے تھے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غسل کے بعد تولیہ استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں البتہ وضو کے بعد مکروہ ہے۔ کیونکہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے، آپ نے غسل کیا تو ہم نے آپ کو زرد رنگ کی اوڑھنی دی اور آپ نے اس کے ساتھ پانی خشک کیا۔ (ضعیف، ابوداود: ٥١٨٥)

(٢٤٩) أخرجه ابوداود: ٢٥٠، وابن ماجه: ٥٧٩، والترمذي: ١٠٧، والنسائي: ١/ ٢٠٩

(٢٥٠)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَنْبَأَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ أَيُّوبَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ، أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ......

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ، فَيَبْدَأُ بِشِقِّ رَأْسِهِ الأَيْمَنِ، ثُمَّ بِشِقِّ رَأْسِهِ الأَيْسَرِ، ثُمَّ بِوَسَطِ رَأْسِهِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل کرتے تو سر کے دائیں حصے سے غسل کی ابتدا کرتے، پھر بایاں حصہ دھوتے، پھر سر کا درمیانی حصہ دھوتے۔

(36) ...... بَابُ نَقْضِ الضَّفَائِرِ

سر کی مینڈھیاں کھولنا

(٢٥١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ......

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي، أَفَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟ فَقَالَ: ((لا، إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِيَ عَلَيْهِ ثَلاثَ حَثَيَاتٍ مِنْ مَاءٍ، ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ الْمَاءَ، فَتَطْهُرِينَ))، أَوْ قَالَ: ((فَإِذَا أَنْتِ قَدْ طَهُرْتِ۔))

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں اپنے سر پر چوٹی باندھتی ہوں، کیا غسل جنابت کے لیے اس کو کھولوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں تجھے بس اتنا کافی ہے کہ سر پر تین چلو پانی ڈال لے، پھر سارے بدن پر پانی بہا لے تو تو پاک ہو جائے گی۔'' یا یوں فرمایا: ''تب تو پاک ہو جائے گی۔''

شرح: اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے ابوبکر بن ابوشیبہ وغیرہ کی سند سے بیان کیا ہے۔ عبداللہ بن رافع، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مولیٰ ہیں اور ان کی کنیت ابو رافع ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اکثر علماء اسی بات پر عمل پیرا ہیں کہ اگر بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے تو

(٢٥٠) أخرجه البخاري: ٢٥٨، ومسلم: ٣١٨

(٢٥١) أخرجه مسلم: ٣٣٠

مینڈھیاں کھولنا واجب نہیں لیکن اگر مینڈھیاں اتنی مضبوطی سے باندھی گئی ہیں کہ بالوں کی جڑوں تک پانی نہیں پہنچتا تو پھر کھولنا واجب ہے کیونکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے، چنانچہ بالوں کو دھوو اور جلد کو اچھی طرح صاف کرو۔'' (ضعیف، ترمذی: ۱۰۶) اس کی سند غریب ہے، ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے نزدیک ہر حالت میں بال کھولنا واجب ہے خواہ پانی جڑوں تک پہنچے یا نہ پہنچے۔

(37)......بَابُ غُسْلِ الْحَيْضِ
غسل حیض

(۲۵۲)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَالُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَجَبِيِّ، عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْمَحِيضِ، فَقَالَ: ((خُذِي فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرِي بِهَا))، فَقَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قَالَ: ((تَطَهَّرِي بِهَا))، قَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَاسْتَتَرَ بِثَوْبِهِ، تَطَهَّرِي بِهَا)) فَاجْتَبَذْتُهَا، وَعَرَفْتُ الَّذِي أَرَادَ، فَقُلْتُ لَهَا: تَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ، تَعْنِي: الْفَرْجَ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غسل حیض کے متعلق دریافت کرنے آئی تو آپ نے فرمایا: ''مشک میں بسا ہوا کپڑا لے کر پاکی حاصل کر۔'' وہ کہنے لگی: میں کیسے پاکی حاصل کروں؟ آپ نے فرمایا: ''پاکی حاصل کر۔'' اس نے پھر کہا: میں کیسے پاکی حاصل کروں؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سبحان اللہ (یعنی تعجب ہے اتنی واضح بات بھی تجھے سمجھ نہیں آتی) اور اپنا چہرہ مبارک کپڑے میں چھپا کر فرمایا: ''پاکی حاصل کر۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کو سمجھ لیا اور عورت کو اپنی طرف کھینچ کر کہا: اس کپڑے کو خون (حیض) کے نشانات پر لگا۔

تشریح: ((فرصه)) کپاس یا روئی وغیرہ کے ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ (فرصت الشیء) سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے ''میں نے اس چیز کو کاٹ دیا''۔ اسی طرح جس لوہے سے چاندی کاٹی جاتی ہے اسے بھی مفراص

(۲۵۲) أخرجه البخاري: ۳۱٤، ۷۳۵۷، ومسلم: ۳۳۲

کہتے ہیں۔ جملے کا معنی یہ ہے کہ ایسا کپاس وغیرہ کا ٹکڑا لو جس پر کستوری لگی ہو۔ ایک روایت میں ((خذی فرصة ممسكة)) کے الفاظ ہیں۔ اس کا بھی معنی وہی ہے کہ کپاس کا ایک ایسا ٹکڑا لیکر جس پر کستوری لگی ہو خون کے نشانات پر لگا لو تا کہ بدبو ختم ہو جائے، اگر کستوری نہ ملے تو کوئی اور خوشبو استعمال کر لی جائے۔ امام قتیبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ممسكة سے مراد یہ ہے کہ کپاس کا ٹکڑا پاس رکھ، کیونکہ عرب (مسَّك) کو (امسك) کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ اس سے کستوری مراد نہیں ہے، وہ اتنے مالدار تو نہ تھے کہ انہیں کستوری میسر آتی چنانچہ اس معنی کے مطابق روایت کے الفاظ اس طرح ہوں گے ((فرصة من مَسك)) یعنی میم پر زبر ہوگی کہ ایسا کپڑا جس پر اون ہو۔

(٢٥٣)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، أَخْبَرَنَا سَلامُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَتْ أَسْمَاءُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ تَغْتَسِلُ إِحْدَانَا إِذَا طَهُرَتْ عَنِ الْمَحِيضِ؟ قَالَ: ((تَأْخُذُ سِدْرَهَا وَمَائَهَا، فَتَوَضَّأُ وَتَغْسِلُ رَأْسَهَا، وَتَدْلُكُهُ حَتَّى يَبْلُغَ الْمَاءُ أُصُولَ شَعْرِهَا ثُمَّ تُفِيضُ عَلَى جَسَدِهَا، ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَتَهَا، فَتَطَهَّرُ بِهَا))، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَيْفَ تَطَهَّرُ بِهَا؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَرَفْتُ الَّذِي يَكْنِي عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ لَهَا: تَتَبَّعِي آثَارَ الدَّمِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور پوچھنے لگیں: اے اللہ کے رسول! جب کوئی عورت حیض سے پاک ہو تو وہ کیسے غسل کرے؟ آپ نے فرمایا: ''بیری کے پتے اور پانی لے کر وضو کرے اور اپنا سر دھوئے اور خوب ملے حتی کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، پھر پورے جسم پر پانی بہالے، پھر روئی کا ٹکڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کرے۔'' وہ کہنے لگیں: کیسے پاکی کرے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں وہ بات سمجھ گئی جو آپ اس سے کنایۃً کہہ رہے تھے، چنانچہ میں نے اس سے کہا: خون کے نشانات پر لگائے۔

(38)......بَابُ غُسْلِ الرَّجُلِ مَعَ الْمَرْأَةِ

خاوند اور بیوی کا اکٹھے غسل کرنا

(٢٥٤)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَنْبَأَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، حَدَّثَنَا

(٢٥٣) أخرجه البخاري: ٣١٤، مسلم: ٣٣٢

(٢٥٤) أخرجه مسلم: ٣٢١

أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ أَيُّوبَ، أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ قُتَيْبَةَ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عَنْ مُعَاذَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَيُبَادِرُنِي، فَأَقُولُ: دَعْ لِي، دَعْ لِي، قَالَتْ: وَهُمَا جُنُبَانِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں اور رسول اللہ ﷺ دونوں ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے جو میرے اور آپ کے درمیان میں پڑا ہوتا تھا، آپ جلدی جلدی پانی لیتے یہاں تک کہ میں کہتی: میرے لیے بھی پانی چھوڑ دیجیے، سیدہ فرماتی ہیں کہ ہم دونوں جنبی ہوتے تھے۔

(٢٥٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، أَنْبَأَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَمِنْ قَدَحٍ، يُقَالُ لَهُ: الْفَرَقُ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن اور پیالے سے غسل کیا کرتے تھے جسے فَرَقٌ کہا جاتا ہے۔

شرح سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ فَرَقٌ تین صاع یعنی بارہ مد کا ہوتا ہے جس کا وزن سولہ رتل بنتا ہے۔

(39)......بَابُ الْوُضُوْءِ بِفَضْلِ الْغَيْرِ

دوسروں کے بچے پانی سے وضو کرنا

(٢٥٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ، فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوءَ فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوءٍ فِي إِنَاءٍ، فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نماز عصر کا وقت ہوا تو لوگ وضو کے لیے پانی تلاش کرنے لگے مگر پانی نہ ملا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک برتن میں وضو کے لیے پانی لایا گیا، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس برتن میں ڈالا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس سے وضو کریں،

---

(٢٥٥) أخرجه البخاري: ٢٥٠، ومسلم: ٣١٩

(٢٥٦) أخرجه البخاري: ١٦٩، ومسلم: ٢٢٧٩

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي ذَلِكَ الإِنَاءِ، ثُمَّ أَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّئُوا مِنْهُ، قَالَ: فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ، فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتَّى تَوَضَّئُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پھوٹ رہا تھا، چنانچہ لوگ وضو کرنے لگے حتی کہ سب نے وضو کرلیا۔

(۲۵۷)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا مُسَدَّدٌ، أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ، فَأُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ، فَوَضَعَ أَصَابِعَهُ فِيهِ، قَالَ أَنَسٌ: فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى الْمَاءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، قَالَ أَنَسٌ: فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّأَ مَا بَيْنَ السَّبْعِينَ إِلَى الثَّمَانِينَ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا برتن منگوایا تو آپ کے پاس ایک کھلے پیندے والا پیالہ لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا، آپ نے اس میں اپنی انگلیاں ڈالیں تو میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے اندازے کے مطابق وضو کرنے والے آدمی ۷۰ اور ۸۰ کے درمیان تھے۔

(۲۵۸)۔ أَخْبَرَنَا أبو الحسن الشيرزی، أَخْبَرَنَا زاهر بن أحمد، أخبرنا إسحاق الهاشمی، أَخْبَرَنَا أبو مصعب، عن مالك، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ كَانُوا يَتَوَضَّئُونَ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيعًا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مرد، عورتیں (خاوند اور بیوی) اکٹھے وضو کیا کرتے تھے۔

(40)......بَابُ الْوُضُوْءِ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ

عورت کے بچے پانی سے وضو کرنا

(۲۵۹)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي

(۲۵۷) أخرجه البخاری: ۲۰۰، ومسلم: ۲۲۷۹

(۲۵۸) أخرجه البخاری: ۱۹۳

(۲۵۹) صحیح ......أخرجه الترمذی: ٦٥، وابوداود: ٦٨، وابن ماجه: ۳۷۰، والنسائی: ۳۲۵، وروی مسلم: ۳۲۳ بلفظ: ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم كان يغتسل بفضل ميمونة۔

شُرَيْحٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَنْبَأَنَا شَرِيكٌ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ......

عَنْ مَيْمُونَةَ، قَالَتْ: أَجْنَبْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاغْتَسَلْتُ مِنْ جَفْنَةٍ، وَفَضَلَ فِيهَا فَضْلَةٌ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَغْتَسِلَ مِنْهَا، فَقُلْتُ: إِنِّي قَدِ اغْتَسَلْتُ مِنْهَا، قَالَتْ: فَاغْتَسَلَ، وَقَالَ: ((إِنَّ الْمَاءَ لَيْسَ عَلَيْهِ جَنَابَةٌ۔))

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنبی ہوئے تو میں نے ایک ٹب سے پانی لے کر وضو کیا اور کچھ پانی ٹب میں بچ گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پانی سے غسل کرنے لگے تو میں نے کہا: میں اس پانی سے غسل کر چکی ہوں۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ نے غسل کر لیا اور فرمایا: ''جنابت پانی پر اثر انداز نہیں ہوتی۔''

شرح: ابو عیسیٰ کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے، عکرمہ سے مراد ابو عبداللہ ہیں جو ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ہیں۔ اکثر علماء اسی بات پر عمل پیرا ہیں کہ عورت کے غسل سے بچا ہوا پانی مرد، عورت دونوں کے لیے استعمال کرنا جائز ہے۔

امام احمد اور امام اسحاق رحمہما اللہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا مکروہ سمجھتے ہیں۔ ان کی دلیل حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے سے منع کیا ہے۔ (صحیح، ترمذی: ٦٣، ابوداود: ٨١))

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا موقف یہ ہے کہ جنبی یا حائضہ عورت کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنا منع ہے۔ (عام عورت کا بچا ہوا پانی استعمال کرنا منع نہیں) جبکہ اکثر علماء اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث غیر صحیح قرار دی ہے۔ اگر روایت ثابت بھی ہو تو اس کا حکم منسوخ ہوگا۔

(41)......بَابُ مُصَافَحَةِ الْجُنُبِ وَمُخَالَطَتِهِ

جنبی آدمی سے مصافحہ اور میل جول کرنا

(٢٦٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا عَيَّاشٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ بَكْرٍ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَقِيَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَخَذَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ لیا جبکہ میں جنبی تھا، چنانچہ میں آپ کے ساتھ چلتا رہا حتی کہ

(٢٦٠) انظر الحديث الآتی

بِيَدِي ، فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى قَعَدَ ، فَانْسَلَلْتُ ، فَأَتَيْتُ الرَّحْلَ ، فَاغْتَسَلْتُ ، ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ ، فَقَالَ: ((أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هِرٍّ؟)) فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ ، إِنَّ الْمُسْلِمَ لا يَنْجَسُ۔))

آپ بیٹھ گئے تو میں موقع پا کر کھسک گیا، گھر آ کر میں نے غسل کیا، پھر آپ کے پاس گیا، آپ تشریف فرما تھے، آپ نے پوچھا: ''کہاں گئے تھے؟'' میں نے اپنا عذر بتایا تو آپ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! مومن پلید نہیں ہوتا۔''

شرح: عیاش بن ولید مراد ہے جس کی کنیت ابوالولید بصری ہے۔

(٢٦١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَارِثِ الطَّاهِرِيُّ ، أَنْبَأَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَلِيمٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُوَجِّهِ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ ، عَنْ حُمَيْدٍ ، عَنْ بَكْرٍ ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّهُ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ جُنُبٌ ، فَانْسَلَّ فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ ، فَلَمَّا جَاءَ ، قَالَ: ((أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، لَقِيتَنِي وَأَنَا جُنُبٌ ، وَكَرِهْتُ أَنْ أُجَالِسَكَ وَأَنَا جُنُبٌ ، فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ الْمُؤْمِنُ لا يَنْجَسُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مدینہ کے راستے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے جبکہ وہ جنبی تھے، چنانچہ انہوں نے جا کر غسل کیا جب واپس آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہاں گئے تھے؟'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ملے تو میں جنبی تھا، لہٰذا میں نے جنابت کی حالت میں آپ کے پاس بیٹھنا پسند نہ کیا، آپ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! مومن ناپاک نہیں ہوتا۔''

شرح: یہ حدیث دلیل ہے کہ جنبی آدمی غسل میں تاخیر کر سکتا ہے اور اپنے کام کاج کر سکتا ہے نیز جنبی آدمی سے مصافحہ اور میل جول کرنا جائز ہے، اکثر علماء کا یہی قول ہے۔ اسی طرح علماء کا اتفاق ہے کہ جنبی اور حائضہ کا پسینہ پاک ہے۔

(٢٦٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ، أَنْبَأَنَا شَرِيكٌ ، عَنْ حُصَيْنٍ ، عَنْ عَامِرٍ ، عَنْ مَسْرُوقٍ......

---

(٢٦١) أخرجه البخاري: ٢٨٥ ، ومسلم: ٣٧١

(٢٦٢) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ١٢٣ ، وابن ماجه: ٥٨٠

عَـنْ عَـائِشَةَ ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ يُجْنِبُ ، فَيَغْتَسِلُ ثُمَّ يَسْتَدْفِءُ بِي قَبْلَ أَنْ أَغْتَسِلَ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ غسل جنابت فرماتے، پھر میرے پاس گرمی حاصل فرماتے جبکہ میں نے ابھی غسل نہ کیا ہوتا تھا۔

تشریح: امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث کی سند میں کوئی حرج نہیں اور اکثر علماء کا قول یہی ہے۔
ابن عمر رضی اللہ عنہ جنابت کی حالت میں کپڑے کے ساتھ منہ سے پسینہ صاف کرتے، پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھ لیتے، اسی طرح حائضہ کا پسینہ بھی علماء کے ہاں پاک ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ چار چیزیں ناپاک نہیں ہوتیں: آدمی، کپڑا، پانی اور زمین۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جنبی کو چھونے سے انسان ناپاک نہیں ہوتا، نہ جنبی کے پہننے سے کپڑا ناپاک ہوتا ہے، اسی طرح جنبی اگر اپنا ہاتھ پانی میں ڈالے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا اور نہ اس کے چھونے سے زمین ہی ناپاک ہوتی ہے۔

عطاء کہتے ہیں: جنبی وضو کے بغیر سینگی لگوا سکتا ہے، ناخن کاٹ سکتا ہے اور سر منڈوا سکتا ہے۔

(42)......بَابُ الْجُنُبِ اِذَا اَرَادَ النَّوْمَ اَوِ الْعَوْدَ اَوِ الْاَكْلَ تَوَضَّاَ

جنبی اگر سونا، کھانا یا دوبارہ جماع کرنا چاہے تو وضو کرے

(٢٦٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، أَنَّهُ قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّـهُ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ، ثُمَّ نَمْ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ وہ رات کو اکثر جنبی ہو جاتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: ''وضو اور استنجاء کر کے سو جاؤ۔''

(٢٦٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن

(٢٦٣) أخرجه البخاري: ٢٩٠ ، ومسلم: ٣٠٦

(٢٦٤) انظر الحديث السابق

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَرْقُدُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ.))

خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا ہم میں سے کوئی آدمی حالت جنابت میں سو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جی ہاں، اگر تم میں سے کوئی آدمی وضو کر لے تو سو جائے۔''

(٢٦٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ يُوسُفَ الْجُوَيْنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ شَرِيكٍ الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ أَبُو بَكْرٍ الْجُورَبَذِيُّ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الصَّدَفِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وُضُوئَهُ لِلصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں سونا چاہتے تو سونے سے پہلے نماز کی طرح کا وضو کر لیتے۔

(٢٦٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَارِثِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَنْبَأَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَلِيمٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُوَجِّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْمُوَجِّهِ، أَنْبَأَنَا عَبْدَانُ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنْبَأَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وُضُوئَهُ لِلصَّلَاةِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ يَغْسِلُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر جنابت کی حالت میں سونا چاہتے تو سونے سے پہلے نماز کی طرح کا وضو کر لیتے اور اگر کھانا یا پینا چاہتے تو ہاتھ دھوتے، پھر کھاتے پیتے۔

(٢٦٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عِيسَى، أَخْبَرَنَا هَنَّادٌ، أَخْبَرَنَا قَبِيصَةُ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَطَاءٍ

(٢٦٥) أخرجه البخاري: ٢٨٨، مسلم: ٣٠٥

(٢٦٦) هذا حديث صحيح ......أخرجه ابوداود: ٢٢٢، ٢٢٣، والنسائي: ٢٥٥، ٢٥٦، وابن ماجه: ٥٩١، ٥٩٣

(٢٦٧) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ٢٢٥، والترمذي: ٦١٣

الْخُرَاسَانِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ......

عَنْ عَمَّارٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَخَّصَ لِلْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ أَنْ يَتَوَضَّأَ وُضُوئَهُ لِلصَّلَاةِ۔

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنبی اگر کھانا پینا یا سونا چاہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رخصت دی ہے کہ وہ نماز کی طرح وضو کرے۔

شرح: یہ حدیث حسن ہے۔ عطاء خراسانی سے مراد عطاء بن عبداللہ ہیں، ان کے باپ کی کنیت ابومسلم بلخی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ مہلب ابوصفرہ کا مولیٰ تھا، شام میں رہتا تھا اور ۱۳۵ھ میں وفات پائی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنابت لاحق ہوتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے یا سونے کا ارادہ کرتے تو وضو کر لیتے۔ (صحیح مسلم: ۳۰۵)

(۲۶۸)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَسْوَدِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَمَسَّ مَاءً۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کو ہاتھ لگائے بغیر سو جایا کرتے تھے حالانکہ آپ جنبی ہوتے تھے۔

شرح: امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر حدیث ثابت بھی ہو تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار ایسے کر لیا کرتے تھے تاکہ وضو نہ کرنے کی رخصت معلوم ہو جائے لیکن عام طور پر آپ وضو کر لیا کرتے تھے تاکہ اس کی فضیلت معلوم ہو جائے۔ امام صاحب مزید کہتے ہیں: یہ احادیث اس بات کی دلیل ہیں کہ جنبی اگر دیر سے غسل کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر، کتا یا جنبی آدمی ہو۔'' (ضعیف، ابوداود: ۲۲۷، نسائی: ۱/ ۱۴۱)

تو یہ حدیث اس شخص کے متعلق ہے جو سستی کی بنا پر دیر سے غسل کرنا عادت بنا لے اور اس کا زیادہ وقت جنابت کی حالت میں گزر جائے، نیز فرشتوں سے مراد برکت و رحمت والے فرشتے ہیں نہ کہ حفاظت کرنے والے فرشتے مراد ہیں کیونکہ وہ تو جنبی یا غیر جنبی سب کے ساتھ رہتے ہیں۔

(۲۶۹)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَنْبَأَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا

(۲۶۸) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۲۲۸، والترمذی: ۱۱۸

(۲۶۹) أخرجه البخاری: ۲۶۸، ۲۸۴، مسلم: ۳۰۹

أَبُـو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ أَيُّوبَ، أَنْبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ الْجُنَيْدِ، أَخْبَرَنَا النُّفَيْلِيُّ، عَنْ مِسْكِينِ بْنِ بُكَيْرٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ......

عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کئی بیویوں کے پاس جاتے اور ایک ہی دفعہ غسل فرما لیتے۔

شرح یہ حدیث حسن ہے، امام مسلم رحمہ اللہ نے اسے حسن بن احمد بن ابی شعیب سے بیان کیا ہے۔

(۲۷۰)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِـدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُـحَـمَّـدُ بْـنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي......

عَنْ قَتَادَةَ، أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ الـنَّبِـيُّ صَـلَّـى الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُورُ عَلَى نِسَـائِـهِ فِـى السَّـاعَةِ الْـوَاحِـدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالـنَّهَارِ، وَهُنَّ إِحْدَى عَشْرَةَ، قُلْتُ لأَنَسٍ: أَوَ كَـانَ يُـطِيـقُهُ؟ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ أُعْطِىَ قُوَّةَ ثَلاثِينَ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو یا دن کو ایک ہی وقت میں اپنی سب بیویوں کے پاس چکر لگا لیا کرتے تھے جن کی تعداد گیارہ تھی، میں نے انس سے پوچھا: کیا آپ میں اتنی طاقت تھی؟ تو وہ کہنے لگے: ہم کہا کرتے تھے کہ آپ کو تیس مردوں کے برابر قوت دی گئی ہے۔

(۲۷۱)۔ أَخْبَـرَنَـا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِى، أَنْبَأَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْـمَـدُ بْـنُ إِسْـحَاقَ بْنِ أَيُّوبَ، أَنْبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عَنْ أَبِى الْمُتَوَكِّلِ......

عَـنْ أَبِـى سَـعِيدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَ: ((إِذَا أَرَادَ أَحَـدُكُـمُ الْـعَـوْدَ فَلْيَتَوَضَّأْ، فَإِنَّهُ أَنْشَطُ لِلْعَوْدِ۔))

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی دوبارہ جماع کرنا چاہے تو وضو کر لے کیونکہ اس سے چستی پیدا ہو جاتی ہے۔

شرح امام مسلم رحمہ اللہ نے اسے عمرو ناقد سے انہوں نے مروان فزاری سے اور انہوں نے عاصم سے یوں

(۲۷۰) أخرجه الحديث السابق

(۲۷۱) هـذا حـديـث صـحيح ......أخرجه دون قوله "فانه انشط للعود" النسائی: ۱/ ۱٤۲، وابوداود: ۲۲۰، وابن ماجه: ۵۸۷، ورواه ابن حبان كاملا: ۱۲۱۱

روایت کیا ہے: ''جب تم میں سے کوئی آدمی اپنی بیوی کے پاس آئے، پھر دوبارہ آنا چاہے تو وضو کرے۔''

ابومتوکل ناجی کا نام علی بن داود بصری ہے۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: وہ عورت بھی غسل جنابت کرے جو جنبی تھی، ابھی غسل نہیں کیا تھا کہ حائضہ ہوگئی، حسن بصری رحمہ اللہ اور شعبی رحمہ اللہ سے بھی یہی منقول ہے۔ عطاء کہتے ہیں: حیض جنابت سے بڑھ کر ہے۔ (لہٰذا غسل کی ضرورت نہیں)

امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صفائی کے طور پر غسل کر لینا مستحب ہے۔

(43)......بَابُ الْمُحْدِثِ يَأْكُلُ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ

بے وضو آدمی وضو کرنے سے پہلے کھا سکتا ہے

(٢٧٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَارِثِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَنْبَأَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَلِيمٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُوَجِّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، أَنْبَأَنَا صَدَقَةُ، أَنْبَأَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ......

عَنْ سَعِيدَ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَ مِنَ الْغَائِطِ، فَأُتِيَ بِطَعَامٍ، فَقِيلَ: أَلَا تَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ: ((لَمْ أُصَلِّ فَأَتَوَضَّأَ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے جب آپ قضائے حاجت کر کے واپس آئے تو آپ کو کھانا پیش کیا گیا، کسی نے کہا: آپ وضو نہیں کریں گے؟ تو آپ نے فرمایا: ''میں نماز نہیں پڑھنے لگا کہ وضو کروں۔''

شرح: سعید بن حویرث سائب کے مولیٰ ہیں انہیں ابن ابوالحویرث بھی کہا جاتا ہے۔

(44)......بَابُ تَحْرِيمِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عَلَى الْجُنُبِ وَالْمُكْثِ فِي الْمَسْجِدِ

جنبی پر قرآن کی تلاوت کرنا اور مسجد میں ٹھہرنا حرام ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا﴾ ...... ''اور نہ جنابت کی حالت میں نماز کے قریب جاؤ حتی کہ تم غسل کر لو، ہاں اگر راہ چلتے گزر جاؤ تو اور بات ہے۔'' (سورۂ نساء: ۴۳)

ازہری کہتے ہیں: اسے جنبی اسی لیے کہا جاتا ہے کہ جب تک وہ پاک نہ ہو جائے اسے مسجد سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ وہ وہاں آنے سے اجتناب کرتا ہے اور اس سے دور رہتا ہے۔

(٢٧٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ

(٢٧٢) أخرجه مسلم: ٣٧٤

(٢٧٣) هذا حديث حسن صحيح ...... أخرجه الترمذي: ١٤٦، وابوداود: ٢٢٩، وابن ماجه: ٥٩٤، والنسائي: ٢٦٥

أَبِی شُرَیْحٍ ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِیُّ ، أَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ الْجَعْدِ ، أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ ، أَخْبَرَنِی عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ......

سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَمَةَ ، یَقُولُ: دَخَلْتُ عَلَی عَلِیٍّ ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْضِی الْحَاجَةَ ، وَیَأْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ ، وَیَقْرَأُ الْقُرْآنَ ، وَكَانَ لا یَحْجُبُهُ أَوْ یَحْجِزُهُ عَنْ قِرَائَةِ الْقُرْآنِ شَیْءٌ لَیْسَ الْجَنَابَةَ۔

عبداللہ بن سلمہ کہتے ہیں: میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کر کے ہمارے ساتھ گوشت کھا لیا کرتے اور قرآن پڑھ لیا کرتے تھے، جنابت کے علاوہ کوئی چیز بھی آپ کو قرآن کی تلاوت سے نہیں روکتی تھی۔

شرح: یہ روایت صحیح ہے، عمرو بن مُرّہ ۱۱۶ھ میں فوت ہوئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ ''حائضہ عورت اور جنبی قرآن کا کوئی بھی حصہ تلاوت نہ کرے۔'' (ترمذی: ۱۳۱، یہ روایت منکر ہے) اس بارے میں علمائے امت میں سخت اختلاف ہے، کچھ اقوال درج ذیل ہیں:

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: صحابہ وتابعین میں سے اکثر اسی بات کے قائل ہیں کہ جنبی اور حائضہ کے لیے قرآن کی تلاوت کرنا جائز نہیں، حسن بصری، سفیان ثوری، ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، سعید بن مسیّب اور عکرمہ نے جنبی کو قرآن پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے حائضہ کو بھی قرآن پڑھنے کی اجازت دی ہے کیونکہ بسا اوقات حیض کا دورانیہ لمبا ہو جاتا ہے، چنانچہ وہ قرآن بھول جائے گی، اسی طرح جنبی کو آیت کا کچھ حصہ پڑھنے کی اجازت ہے۔

ابراہیم اور سعید بن جبیر کہتے ہیں: جنبی اور حائضہ آیت شروع تو کر سکتے ہیں لیکن اسے پورا نہ پڑھیں۔

عطاء کہتے ہیں: حائضہ آیت کا کچھ حصہ پڑھ سکتی ہے مکمل آیت نہیں، نیز نماز کا وقت ہو تو وہ وضو کرے اور قبلہ رخ ہو کر ذکر کرے، تسبیح کرے اور دعا کرے۔

عقبہ بن عامر جہنی اور مکحول سے بھی یہی منقول ہے کہ حائضہ ہر نماز کے وقت وضو کرے اور قبلہ رو ہو کر ذکر کرے۔

سلیمان تیمی کہتے ہیں: میں نے ابو قلابہ رحمہ اللہ سے پوچھا: کیا حائضہ ہر نماز کے وقت وضو اور ذکر کر سکتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: مجھے اس بات کی کوئی دلیل نہیں ملی۔

تاہم علماء کا اتفاق ہے کہ دونوں کے لیے ذکر کرنا یعنی سبحان اللّٰہ ، لا الہ الا اللّٰہ وغیرہ پڑھنا جائز ہے، اس کی دلیل مندرجہ ذیل روایت ہے۔

(٢٧٤)۔ أَخبرنا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْفَاشَانِيُّ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ اللُّؤْلُئِيُّ، أَخبرنا أَبُو دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاءِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنِ الْبَهِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

شرح امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: ذکر الٰہی کے لیے طہارت کر لینا بہتر ہے، اگر پانی نہ ملے تو تیمّم کر لے۔

مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ آپ پیشاب کر رہے تھے چنانچہ انہوں نے سلام کہا تو آپ نے وضو کر کے جواب دیا، پھر (عذر پیش کرتے ہوئے) فرمایا: ''میں نے بغیر طہارت اللہ کا ذکر کرنا ناپسند کیا۔'' (اس لیے سلام کا جواب نہیں دیا تھا۔) (صحیح، ابوداود: ١٧)

ابوجہیم بن حارث بن صمّہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمّم کر کے جواب دیا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سلام اللہ تعالیٰ کا نام ہے چنانچہ اس کو آپس میں عام کرو۔'' (معجم اوسط طبرانی، اس کی سند میں بشر بن رافع راوی ضعیف ہے)

امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء کے نزدیک جنبی اور حائضہ کا مسجد میں ٹھہرنا جائز نہیں کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گھروں کے راستے مسجد سے الگ کر لو کیونکہ جنبی اور حائضہ کے لیے مسجد میرے نزدیک حلال نہیں۔'' (ضعیف، ابوداود: ٢٣٢)

سفیان، مالک، شافعی رحمہم اللہ اور اصحاب الرائے کا بھی یہی قول ہے۔ امام شافعی اور امام مالک رحمہما اللہ اور جن کے نزدیک جنبی اور حائضہ کا مسجد سے گزرنا جائز ہے وہ مذکورہ آیت کی تاویل کرتے ہیں، نیز سیدنا انس اور جابر رضی اللہ عنہما سے بھی یہی منقول ہے۔ امام احمد اور مزنی رحمہ اللہ کے نزدیک ان کا مسجد میں ٹھہرنا جائز ہے۔ نیز امام احمد رحمہ اللہ مذکورہ روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کی سند میں افلت بن خلیفہ راوی مجہول ہے اور آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ﴿عَابِرِی السَّبِیلِ﴾ سے مراد مسافر ہیں۔ اگر وہ جنبی ہو جائیں تو تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے۔

---

(٢٧٤) أخرجه مسلم: ٣٧٣

(45)......بَابُ الْمُحْدِثِ لَا يَمَسُّ الْمُصْحَفَ

بے وضو آدمی قرآن کو ہاتھ نہ لگائے

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ .... ''قرآن کو صرف پاک لوگ ہی ہاتھ لگائیں۔''
(سورۂ واقعہ:٧٩)

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کی بہترین تفسیر یہ ہے کہ یہ آیت: ﴿كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ۔ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ۔ فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ۔﴾ کا ہم معنی ہے کہ ''خبردار! قرآن نصیحت ہے، جو چاہے نصیحت حاصل کر لے، یہ معزز صحیفوں میں لکھا ہوا ہے۔'' (سورۂ عبس:١١،١٢،١٣)

(٢٧٥)۔ أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، أَنَّ فِي الْكِتَابِ الَّذِي كَتَبَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ: ((أَنْ لا يَمَسَّ الْقُرْآنَ إِلا طَاهِرٌ۔))

عبداللہ بن ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ جو خط رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم کو لکھا تھا اس میں (لکھا) تھا: ''قرآن کو صرف پاک آدمی ہی ہاتھ لگائے۔''

شرح: اکثر علماء کا عمل اسی پر ہے کہ بے وضو یا جنبی آدمی کا قرآن پاک کو اٹھانا یا ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے۔ اس بارے میں علماء کے مختلف اقوال درج ذیل ہیں:

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قرآن کی عزت واحترام کے پیش نظر کوئی جنبی آدمی قرآن کے غلاف سے بھی نہ پکڑے۔ حکم، حماد اور ابوحنیفہ رحمہم اللہ کے ہاں جنبی کا قرآن اٹھانا یا قرآن کو چھونا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس جگہ کو ہاتھ نہ لگائے جہاں قرآن کے الفاظ تحریر ہیں۔ ابو وائل اپنی لونڈی کو ابوزرین کے ہاں بھیجا کرتے تھے تاکہ وہ مصحف قرآن لے آئے حالانکہ وہ حائضہ ہوتی تھی، چنانچہ وہ غلاف سے پکڑ لیتی تھی۔

امام شعبی رحمہ اللہ ناپاک آدمی کے قرآن کو غلاف سے اٹھانے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے۔ بعض علماء قرآن پر پھونک مارنے کو بھی ناپسند کرتے تھے۔

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ جنبی یا حائضہ قرآن کو جسم پر باندھ سکتے ہیں؟ (تعویذ وغیرہ کی صورت میں) تو انہوں نے فرمایا: اگر کپڑے یا کسی ڈبیا میں بند ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

عطاء سے اس عورت کے متعلق سوال کیا گیا جس کے گلے میں تعویذ ہو تو انہوں نے کہا: اگر تعویذ چمڑے میں بند ہو تو

(٢٧٥) صحيح ......أخرجه الامام مالك فى المؤطأ: ٤٦٨

اسے اتار دے اور اگر چاندی کی ڈبی میں ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ بے وضو آدمی زبانی تلاوت کر سکتا ہے۔ البتہ وہ سجدۂ تلاوت نہ کرے۔ اسی طرح اس کا مسجد میں اعتکاف بیٹھنا بھی جائز ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ چند لوگوں میں بیٹھ کر تلاوت کر رہے تھے تو اسی دوران آپ قضائے حاجت کے لیے گئے اور واپس آ کر دوبارہ تلاوت شروع کر دی تو ایک آدمی نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ وضو کے بغیر تلاوت کرنے لگ گئے؟ تو آپ نے کہا: تمہیں یہ فتویٰ مسیلمہ کذاب نے دیا ہے؟ (کہ بغیر وضو کے تلاوت جائز نہیں)

(46)......بَابُ قَدْرِ مَاءِ الْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ
وضو اور غسل کے پانی کی مقدار

(٢٧٦)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ أَيُّوبَ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْحَارِثِ، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، أَخْبَرَنَا مِسْعَرٌ، عَنِ ابْنِ جَبْرٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ، وَكَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع (چار مد) سے لیکر پانچ مد پانی سے غسل کر لیا کرتے تھے اور ایک مد پانی سے وضو کر لیا کرتے تھے۔

(٢٧٧)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَنْبَأَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ أَيُّوبَ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبٍ، أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، وَأَبُو الْوَلِيدِ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَغْتَسِلُ بِخَمْسَةِ مَكَاكِيكَ، وَيَتَوَضَّأُ بِمَكُّوكٍ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانچ مکوک پانی سے غسل اور ایک مکوک پانی سے وضو کر لیا کرتے تھے۔

تشریح اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے محمد بن مثنیٰ عن عبدالرحمن بن مهدی عن شعبة عن

(٢٧٦) أخرجه البخاري: ٢٠١، ومسلم: ٣٢٥

(٢٧٧) أخرجه البخاري: ٢٠١، ومسلم: ٣٢٥

عبداللہ بن عبداللہ بن جبیر کی سند سے روایت کیا ہے۔

امام شعبہ اور مسعر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ابن جبیر غلط ہے، درست یوں ہے: عبداللہ بن عبداللہ بن جابر بن عتیک۔

محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ نے اسی طرح ذکر کیا ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہاں مکوک سے مد مراد ہے ورنہ ایک مکوک ڈیڑھ صاع کا ہوتا ہے۔

(۲۷۸)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عِيسَى، أَخْبَرَنَا هَنَّادٌ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيسَى، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ ابْنِ جَبْرٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يُجْزِءُ فِي الْوُضُوءِ رَطْلَانِ مِنْ مَاءٍ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وضو کے لیے دو رطل پانی کافی ہے۔''

شرح امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ روایت غریب ہے، ہمارے ہاں اس کے یہ الفاظ صرف شریک ہی سے معروف ہیں۔

امام صاحب فرماتے ہیں: پانی کے استعمال میں احتیاط کرنا مستحب ہے اور اسراف کرنا مکروہ ہے خواہ آدمی سمندر کے کنارے ہی کیوں نہ بیٹھا ہو، احادیث میں جو صاع اور مد وغیرہ کی مقدار کا ذکر آیا ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ اس سے کم وبیش پانی سے وضو جائز نہیں، بس آدمی کو بچنا چاہیے کہ وہ کہیں اسراف کی حد میں داخل نہ ہو جائے۔ (یعنی اگر اتنا پانی ہو تو وضو یا غسل کرنا ممکن ہے)

(۲۷۹)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَارِثِ الطَّاهِرِيُّ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَلِيمٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُوَجِّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَعَامَةَ......

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((يَكُونُ

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: ''آخر زمانے میں کچھ لوگ ایسے

(۲۷۸) قال الالبانی فی سنن ابی داود: ضعیف ......أخرجه الترمذی: ۶۰۹، و رواہ ابوداود: ۹۶ بلفظ: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم يتوضأ باناء يسع رطلين ويغتسل بالصاع۔

(۲۷۹) حدیث صحیح ......أخرجه ابوداود: ۹۶، وابن ماجه: ۳۸٦٤

فِی آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ یَعْتَدُونَ فِی الدُّعَاءِ وَالطُّهُورِ۔))

ہوں گے جو وضو اور دعا کرنے میں حد سے تجاوز کریں گے۔"

شرح: اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں: "وضو کا بھی ایک شیطان ہے جسکا نام "ولہان" ہے اس لیے پانی کے وسوسے سے بچو۔" اس کی سند ضعیف ہے۔ (ضعیف جدا، ترمذی: ٥٧)

(٢٨٠)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ، وَيَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک صاع سے غسل اور ایک مد پانی سے وضو کرلیا کرتے تھے۔

(47)......بَابُ أَحْكَامِ الْمَاءِ

پانی کے احکام

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا﴾ "ہم نے آسمانوں سے پاک پانی اتارا ہے۔" (سورۃ فرقان: ۴۸) "طَھُورا" وہ پانی ہے جو پاک کرتا ہے

(٢٨١)۔ أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَسْعَدَ، أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحُسَيْنُ بْنُ مَسْعُودٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلَمَةَ مِنْ آلِ بَنِي الْأَزْرَقِ، أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ، وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ أَخْبَرَهُ......

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ، وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا، أَفَنَتَوَضَّأُ بِمَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ، الْحِلُّ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! ہم سمندر میں سواری کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے جاتے ہیں، اگر ہم اس پانی سے وضو کرلیں تو پیاسے رہ جاتے ہیں، تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کرلیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا

(٢٨٠) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٩٣، وابن ماجه: ٢٦٩

(٢٨١) هذا حديث حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ٨٣، والترمذی: ٦٩، وابن ماجه: ٣٨٦، والنسائی: ٥٩

مَيْتَتُهُ.)) مردار بھی حلال ہے۔'' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح: ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں: ((اِنَّا نَرْكَبُ اَرْمَاثًا لَّنَا فِي الْبَحْرِ.)) کہ ہم سمندر میں اپنے ارماث پر سوار ہوتے ہیں۔ (ارماث) ''رِمث'' کی جمع ہے یہ ایک تختہ ہوتا جو چند لکڑیوں سے جوڑ کر بنایا جاتا ہے، پھر اس پر سواری کی جاتی ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

(۱) سمندر کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے خواہ اس کا رنگ اور ذائقہ بدل جائے۔ اکثر صحابہ کرام اور علماء اسی کے قائل ہیں البتہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ سمندر کے پانی سے وضو کرنا مکروہ سمجھتے تھے۔

(۲) جو پانی زمین سے نکلے اس کا رنگ اور ذائقہ جیسا بھی ہو اس سے وضو کرنا جائز ہے اسی طرح وہ پانی جو زیادہ دیر ٹھہرنے کی وجہ سے بدل جائے (اس سے بھی وضو کرنا جائز ہے)

اس حدیث میں دلیل ہے کہ ﴿طَهُوْرًا﴾ اس چیز کو کہتے ہیں جو دوسروں کو پاک کرے کیونکہ انہوں نے آپ سے سمندر کے پانی کے مطھِّر ہونے کے بارے میں پوچھا تھا نہ یہ کہ وہ پانی پاک ہوتا ہے یا نہیں، اور اگر (طَهُور) بمعنی (مُطھِّر) نہ ہو تو ان کا اشکال دور نہیں ہوتا۔

اصحاب کا موقف یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیت ﴿وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُوْرًا﴾ .... ''ہم نے آسمان سے پاک پانی اتارا ہے۔'' میں ﴿طھورا﴾ بمعنی طاہر ہے اس لیے انہوں نے ہر پاک مائع چیز سے نجاست کو دور کرنا جائز قرار دیا ہے۔ جیسے سرکہ، عرقِ گلاب اور تھوک وغیرہ۔

اَصَمّ نے تو ان جیسی چیزوں سے وضو کرنا بھی جائز قرار دیا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک ﴿طَهُور﴾ وہ ہوتا ہے جس سے باری باری پاکیزگی حاصل کی جائے۔ گویا یہ تکرار کے لیے ہے) جیسے صَبُورا اس آدمی کو کہتے ہیں جو بار بار صبر کرے اور (شَکُورا) اس آدمی کو کہتے ہیں جو بار بار شکر کرے۔ اسی لیے ان کے نزدیک ماء مستعمل سے وضو کرنا جائز ہے۔ یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل کہ سمندر کے تمام جانور اگر مر بھی جائیں تو بھی انہیں کھانا جائز اور حلال ہے۔ قرآن کی آیت کا بھی بظاہر یہی مفہوم ہے۔ ﴿اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ﴾ .... ''تمہارے لیے سمندری شکار حلال ہے۔''

(48)......بَابُ الْمَاءِ الَّذِيْ لَا يَنْجُسُ

کتنا پانی پلید نہیں ہوتا

(۲۸۲)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنْبَأَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ......

(۲۸۲) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٦٧، وابوداود: ٦٣، وابن ماجه: ٥١٧، والنسائي: ١/ ٤٦

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمَاءِ الَّذِي يَكُونُ فِي الْفَلَاةِ وَمَا يَرِدُ مِنَ السِّبَاعِ وَالدَّوَابِّ؟ قَالَ: ((إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَيْسَ يَحْمِلُ الْخَبَثَ.))

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پانی کا حکم پوچھا گیا جو جنگل میں ہوتا ہے اور اس پر درندے اور جانور آتے رہتے ہیں تو آپ نے فرمایا: ''اگر پانی کی مقدار دو مٹکے ہو تو اس پر پلیدگی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔''

شرح امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں وضاحت ہے کہ پانی جب دو مٹکے یا اس سے زائد ہو اس میں ایسی نجاست گر جائے جس سے اس میں تبدیلی واقع نہ ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ ((ليس يحمل الخبث۔)) کا مطلب یہ ہے کہ وہ پانی نجاست کو رد کرتا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے: فلان لا يحتمل الضيم۔ کہ فلاں آدمی اپنے آپ سے ظلم کو ردّ کرتا ہے اور اسے برداشت نہیں کرتا۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے مسلم بن خالد سے انہوں نے ابن جریج سے روایت کیا ہے اور اس میں ہے ((بقلال الحجر)) یعنی حجر کے علاقے کے مٹکوں کے برابر پانی ہو۔

ابن جریج کہتے ہیں: میں نے حجر کا مٹکا دیکھا ہے۔ اس میں دو مشک یا اس سے کچھ زائد پانی آتا ہے۔

ابوعبید کہتے ہیں: ((قلتين)) کی واحد قلة اور جمع قلال ہے اور یہ لفظ حجاز کے علاقے میں معروف ہے، اور اس سے مراد پانی کا بلبلہ ہے۔ اس کو (قلة) اس لیے کہتے ہیں کہ یہ پانی کے اوپر اٹھتا ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام شافعی رحمہ اللہ نے دو مٹکوں کی مقدار پانچ مشکیزوں کے برابر بیان کی ہے۔ جبکہ ان کے شاگردوں نے ان کا وزن پانچ سو رطل بیان کیا ہے کہ ہر مشکیزہ سو رطل ہوتا ہے۔ امام شافعی، احمد، اسحاق، ابوعبید، ابوثور رحمہم اللہ اور محدثین کی جماعت اسی بات کی قائل ہے کہ جب پانی دو مٹکوں کے برابر ہو اور اس میں نجاست گر جائے جس سے اس کا رنگ، بو، ذائقہ تبدیل نہ ہو تو وہ پانی نجس نہیں ہوتا، اصحاب الرائے کے نزدیک ماء کثیر کہ جو نجس نہیں ہوتا اس کی مقدار دس ہاتھ لمبا، دس چوڑا، دس ہاتھ گہرا تالاب ہے۔ مگر اس بات کی کوئی قابل اعتماد شرعی بنیاد نہیں ہے۔ بعض نے اس کی مقدار یوں ذکر کی ہے کہ وہ اتنا بڑا تالاب ہو کہ اگر اس کی ایک جانب حرکت دی جائے تو اس کا اثر دوسری جانب نہ پہنچے، لیکن یہ انتہائی جاہلانہ بات ہے۔ کیونکہ حرکت دینے والوں کی قوت مختلف ہوتی ہے۔ بعض کمزور اور بعض طاقتور ہوتے ہیں۔ حسن بصری، عطاء، نخعی، زہری رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ جب تک نجاست گرنے سے پانی کا رنگ، ذائقہ یا بو تبدیل نہ ہو اس وقت تک پانی نجس نہیں ہوتا۔ خواہ پانی تھوڑا ہی کیوں نہ ہو اور ان کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

(٢٨٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَارِثِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ

(٢٨٣) هذا حديث حسن صحيح ......أخرجه الترمذي: ٦٦ ، وابوداود: ٦٦ ، والنسائي: ٣٢٦

الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَلِيمٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُوَجِّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْمُوَجِّهِ، أَخْبَرَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَنْبَأَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ، وَهِيَ بِئْرٌ تُلْقَى فِيهَا الْحِيَضُ، وَلَحْمُ الْكِلَابِ، وَالنَّتْنُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ.))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کسی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم بضاعہ نامی کنوئیں سے وضو کرلیا کریں، جبکہ اس میں حیض والے کپڑے، کتوں کا گوشت اور گندی چیزیں پھینکی جاتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''پانی پاک ہے اسے کوئی چیز پلید نہیں کرتی۔''

شرح یہ حدیث حسن ہے، اس کو ھنّاد اور محمد بن علاء وغیرہ نے بھی ابواسامہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن رافع عن ابی سعید کا ذکر کیا ہے۔ یونس بن بکیر نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن ذکر کیا ہے۔ عبداللہ بن ابوسلمہ نے عبداللہ بن عبداللہ بن رافع کا ذکر کیا ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی قلتین والی سابقہ روایت کے مخالف نہیں کیونکہ بئر بضاعہ کا پانی کثیر مقدار میں تھا اور وہ ان اشیاء کے گرنے سے تبدیل نہیں ہوتا تھا۔

قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے بئر بضاعہ کے نگران سے اس کی گہرائی دریافت کی کہ اس میں زیادہ سے زیادہ پانی کتنا ہوتا ہے؟ تو اس نے کہا: ناف تک، میں نے پوچھا: کم سے کم؟ تو اس نے کہا: شرمگاہ کے نیچے تک۔

ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے اپنی چادر پھیلا کر اس کی پیمائش کی تو اس کی چوڑائی چھ ہاتھ (نوفٹ) تھی اور میں نے اس میں پانی دیکھا تو اس کا رنگ بدل چکا تھا۔

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر نجاست گرنے سے پانی کا رنگ، ذائقہ یا بو بدل جائے تو وہ پلید ہو جاتا ہے، خواہ پانی تھوڑا ہو یا زیادہ، خواہ تبدیلی معمولی ہو یا زیادہ، اسی طرح اگر وقت گزرنے سے وہ تبدیلی ختم ہو جائے اور پانی دو مٹکوں کے برابر یا اس سے زائد ہو تو وہ دوبارہ پاک ہو جائے گا۔ اگر تھوڑا ہے تو پھر پاک نہیں حتی کہ اس میں اضافہ کر کے دو مٹکوں کے برابر کیا جائے، اگر پانی میں کوئی پاک چیز گر جائے اور اس میں کوئی تبدیلی بھی واقع نہ ہو تو وہ پاک ہی رہے گا خواہ پانی تھوڑا ہو یا زیادہ، لیکن اگر کوئی ایک وصف بھی بدل جائے تو پھر دیکھا جائے گا اگر تو ایسی چیز گری ہے جس سے پانی کو بچایا نہیں جا سکتا، جیسے مٹی، درخت کے پتے وغیرہ تو وہ پانی پاک ہی رہے گا۔ اسی طرح اگر ایسی چیز ہے جو پانی میں حل نہیں ہوتی جیسے تیل اور عود (خوشبو) وغیرہ تو بھی پانی پاک رہے گا لیکن اگر کوئی ایسی چیز گری ہے جو پانی میں حل ہو جاتی ہے اور اس سے پانی کو بچانا بھی ممکن ہے جیسے زعفران، آٹا، سرکہ، دودھ وغیرہ تو پانی پاک تو ہوگا لیکن پاک

کرے گا نہیں، البتہ اگر تبدیلی معمولی ہے زیادہ نہیں کہ اس میں مزید پانی ملانے کی ضرورت نہیں تو وہ پاک بھی کرے گا۔

اصحاب الرائے کہتے ہیں: اگر تبدیلی زیادہ ہو تب بھی وہ پاک کرے گا۔

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: ((ان الماء طھور۔)) ''پانی مطہر ہے۔'' یہ الفاظ دلیل ہیں کہ پانی کے علاوہ باقی (مائع) چیزیں پاک نہیں کرتیں لہٰذا نبیذ وغیرہ سے وضو کرنا جائز نہیں کیونکہ اس کو پانی نہیں کہا جاتا، اگر اس میں جوش پیدا ہو جائے تو وہ شراب بن جاتی ہے جو کہ نجس ہے۔ امام مالک، امام شافعی، امام احمد، اسحاق اور ابو یوسف وغیرہ رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔ ابو العالیہ اور حسن بصری رحمہ اللہ بھی اسے مکروہ سمجھتے ہیں۔

اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہر قسم کی نبیذ سے وضو کرنا جائز ہے۔

ثوری اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر پانی نہ ہو تو کھجور کی نبیذ سے وضو کرنا جائز ہے۔ محمد بن حسن اور اسحاق کہتے ہیں: نبیذ سے وضو بھی کرے اور تیمّم بھی کر لے۔ ان سب آئمہ کرام رحمہم اللہ کی دلیل ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت ہے کہ جنوں والی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: ''تمہاری چھاگل (برتن) میں کیا ہے؟'' میں نے کہا: نبیذ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کھجور بھی پاک ہے اور پانی بھی پاک ہے۔'' چنانچہ آپ نے اس سے وضو کر لیا۔

(ضعیف، ترمذی: ۸۸)

یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں ابو زید مجہول راوی ہے جبکہ صحیح روایت میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنوں والی رات میں رسول اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہیں تھا۔ اگر روایت صحیح بھی ثابت ہو جائے تو بھی کہا جائے گا کہ وہ نبیذ متغیر نہیں تھا (یعنی ابھی کھجوریں اس میں حل نہیں ہوئی تھیں)۔ بلکہ پانی ہی تھا جو پینے کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ اس میں چند کھجوریں اس لیے ڈالی گئی تھیں کہ وہ پانی کے نمکیات کو جذب کر لیں، قرآن مجید کی آیت بھی اسی بات پر دلالت کرتی ہے کہ پانی کے علاوہ کسی مائع چیز سے وضو درست نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا﴾ .... ''اگر پانی نہ ملے تو تیمّم کر لو۔'' پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں تیمّم کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ ان کے درمیان کسی اور چیز کی مداخلت جائز نہیں ہے، جیسا کہ کفارے میں غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہ ہو تو روزہ رکھنے کا حکم ہے۔ چنانچہ ان میں بھی کسی اور چیز کی مداخلت جائز نہیں۔

جن مائع چیزوں سے وضو کرنا جائز نہیں اگر ان سے نجاست کو دھویا جائے تو پاکیزگی حاصل نہیں ہو گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پانی ہی میں پاک کرنے کی خصوصیت رکھی اور ہم سے اس کا احسان بھی جتلایا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَاءً طَهُوْرًا﴾ .... ''اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا ہے۔'' مزید فرمایا: ﴿وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ﴾ .... ''اور اس (اللہ) نے آسمان سے تم پر پانی برسایا تا کہ وہ تمھیں اس پانی سے پاک کر دے۔''

اگر ہم اس پاکیزگی میں دوسری مائع اشیاء کو بھی شامل کر لیں تو پانی کی تخصیص ختم ہو جائے گی۔ عطاء ور شعبی رحمہما اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ اصحاب الرائے نے دودھ اور تیل کے علاوہ ہر پاک مائع چیز مثلاً عرقِ گلاب، سرکہ اور تھوک وغیرہ سے نجاست دور کرنا جائز قرار دیا ہے، اگر بدون پانی ان چیزوں سے نجاست زائل کرنا جائز ہوتا تو پھر وضو کرنا بھی جائز ہوتا۔ واللہ اعلم

(49)......بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُوْلِ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ
کھڑے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے

(۲۸٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدِ الْمَنِيعِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يُبَالُ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لا يَجْرِي، ثُمَّ يُغْتَسَلُ بِهِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کھڑے پانی میں، جو چل نہ رہا ہو، پیشاب نہ کیا جائے کہ بعد میں اسی سے غسل کیا جائے۔''

شرح: ((الدائم۔)) سے مراد ساکن ہے۔ جب پانی رک جاتا ہے تو اس وقت (دام الماء) کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اسی طرح جب پرندہ اپنے پروں کو فضا میں پھیلا کر ساکن کر لیتا ہے اور انہیں حرکت نہیں دیتا تو اس وقت کہا جاتا ہے: قد دوّم الطائر یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لفظ اضداد میں سے ہے۔ یعنی دو متضاد معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے، چنانچہ ساکن پانی کو بھی دائم کہا جاتا ہے اور بہتے پانی کو بھی دائم کہتے ہیں۔

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اگر پانی تھوڑا ہو تو اس میں پیشاب کرنے سے پلید ہو جاتا ہے اگرچہ اس کے اوصاف متغیر نہ بھی ہوں، نیز بہتے پانی کا حکم اس کے مخالف ہے کہ بہتے پانی میں اگر نجاست مل جائے تو پیچھے سے آنے والا پانی اس نجاست پر غالب آ جاتا ہے جس سے وہ نجاست ختم ہو جاتی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا قدیم قول یہ ہے کہ بہتا ہوا پانی خواہ تھوڑا ہی ہو نجس نہیں ہوتا الّا یہ کہ اس میں تبدیلی پیدا ہو جائے، نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی بھی جنبی آدمی کھڑے پانی میں غسل نہ کرے۔'' کسی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: پھر وہ کیسے غسل کرے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: کسی چیز کے ساتھ پانی لے لے۔

(۲۸٤) أخرجه البخاري: ۲۳۹، ومسلم: ۲۸۲

(۲۸۵)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْفَاشَانِيُّ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو اللُّؤْلُئِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا مُسَدَّدٌ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، سَمِعْتُ أَبِي......

يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ، وَلَا يَغْتَسِلْ فِيهِ مِنَ الْجَنَابَةِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے اور نہ اس میں غسل جنابت ہی کرے۔''

شرح: اس حدیث میں دلیل ہے کہ جنبی آدمی کے تھوڑی مقدار میں کھڑے پانی میں غسل کرنے سے اس کا حکم سلب ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اس میں پیشاب کرنے سے اس کا حکم سلب ہو جاتا ہے، البتہ پیشاب کرنے سے پانی پلید ہو جاتا ہے جبکہ غسل کرنے سے پلید نہیں ہوتا کیونکہ جنبی آدمی کا جسم نجس نہیں ہے۔ تاہم وہ پانی کے مطہر ہونے کو ختم کر دیتا ہے۔

اس حدیث سے وہ لوگ بھی دلیل لیتے ہیں جو ماء مستعمل سے وضو کرنا جائز نہیں سمجھتے، نیز اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ جنبی اگر پانی لینے کے لیے پانی میں ہاتھ ڈالتا ہے تو اس سے پانی کا حکم نہیں بدلتا لیکن اگر ہاتھوں کو دھونے کے لیے پانی میں داخل کرتا ہے تو اس کا حکم بدل جاتا ہے۔

(50)......بَابُ طَهَارَةِ سُؤْرِ السِّبَاعِ وَالْهِرَّةِ سِوَى الْكَلْبِ

کتے کے علاوہ باقی درندوں اور بلی کا جوٹھا پاک ہے

(۲۸٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ حُمَيْدَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ......

عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا، فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوءً، فَجَاءَتْ هِرَّةٌ

کبشہ بنت کعب بن مالک جو کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی بہو تھیں بیان کرتی ہیں کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ان کے گھر آئے تو انہوں نے وضو کے لیے پانی دیا۔ اتنے میں ایک بلی آئی اور اس سے

(۲۸۵) حسن صحیح ......أخرجه ابوداود: ۷۰، والترمذی: ٦٨، وابن ماجه: ۳٤٤، والنسائی: ۵۷، ۵۸

(۲۸٦) هذا حديث حسن صحیح ......أخرجه ابوداود: ۷۵، والترمذی: ۹۲، وابن ماجه: ۳٦۷، والنسائی: ۱/ ۵۵

تَشْرَبُ مِنْهُ، فَأَصْغَى لَهَا الْإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ، قَالَتْ كَبْشَةُ: فَرَآنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: أَتَعْجَبِينَ يَا ابْنَةَ أَخِي؟ قَالَتْ: قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّهَا لَيْسَ بِنَجَسٍ، إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ أَوِ الطَّوَّافَاتِ۔))

پینے لگی، ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے برتن جھکا دیا حتی کہ اس نے سیر ہو کر پی لیا، کبشہ کہتی ہیں: ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے میری طرف دیکھا تو میں ان کو تعجب سے دیکھ رہی تھی۔ انہوں نے کہا: اے میری بھتیجی! تم تعجب کرتی ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں، آپ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ”یہ پلید نہیں ہے، یہ تم پر پھرنے والے جانوروں میں سے ہے۔“

شرح: ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا نام حارث بن ربعی ہے۔

((اصغیٰ لها الاناء۔)) سے مراد یہ ہے کہ آپ نے برتن کو انڈیل دیا تا کہ اس کے لیے پانی پینا آسان ہو جائے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلی کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرتے دیکھا ہے۔ اکثر علماء اسی بات کے قائل ہیں کہ بلی کا جوٹھا پاک ہے۔

((إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ أَوِ الطَّوَّافَاتِ۔)) اس کے دو مفہوم ہیں (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی کو غلاموں اور گھریلو ملازموں کے متشابہ قرار دیا ہے جو خدمت کے لیے آتے جاتے رہتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ .... ”تم سب آپس میں ایک دوسرے کے پاس بکثرت آنے جانے والے ہو۔“ (سورۂ نور: ۵۸) اس سے مراد غلام اور خادم لوگ ہیں۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: بلی گھر کے افراد کی مانند ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بلی گھریلو سامان میں سے ہے۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی کو ان لوگوں سے تشبیہ دی ہے جو ضرورت کے لیے اور سوال کے لیے چکر لگاتے رہتے ہیں یعنی فقراء و مساکین، آپ کی مراد یہ ہے کہ بلی کے ساتھ ہمدردی کرنے کا اجر اسی طرح ہے جس طرح حاجت مند اور سائلین کے ساتھ ہمدردی کرنے کا اجر ہے۔

(۲۸۷)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا سَعِيدُ بْنُ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي حَبِيبَةَ، أَوْ أَبِي حَبِيبَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

(۲۸۷) ضعيف...... أخرجه الامام الشافعي في مسنده: ۹، والبيهقي في "السنن الكبرى": ۱۱۷۸

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سُئِلَ أَيَتَوَضَّأُ بِمَا أَفْضَلَتِ الْحُمُرُ، قَالَ: ((نَعَمْ، وَبِمَا أَفْضَلَتِ السِّبَاعُ كُلُّهَا۔))

نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا: کیا گدھوں کے بچے ہوئے پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جی ہاں، بلکہ تمام درندوں کے باقی ماندہ پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے۔''

شرح بعض نے یہ روایت ربیع عن ابن ابی حبیبہ سے بلا شک بیان کی ہے۔ ابن ابی حبیبہ کا نام ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ اشہلی ہے۔

درندوں کے بچے ہوئے پانی میں علماء کا اختلاف ہے، اکثر علماء کے نزدیک کتے اور خنزیر کے علاوہ باقی درندوں کا جوٹھا پاک ہے جبکہ اصحاب الرائے بلی کے علاوہ تمام درندوں کا جوٹھا نجس قرار دیتے ہیں، امام مالک رحمہ اللہ اور اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر کتے کے جوٹھے پانی کے علاوہ پانی نہ ہو تو اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ امام ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں: وضو بھی کر لے اور تیمّم بھی کر لے۔ اصحاب الرائے کہتے ہیں: گدھے اور خچر کا جوٹھا مشکوک ہے، اگر اور پانی نہ ملے تو ان کے جوٹھے پانی سے وضو کر کے تیمّم بھی کر لے، سفیان ثوری رحمہ اللہ کا یہ قول ہمیں پہنچا ہے کہ ہم پانی کے معاملے میں وسعت پاتے ہیں۔ ربیع کہتے ہیں: امام شافعی رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا: مکھی اگر گندگی سے اڑ کر آدمی کے کپڑوں پر بیٹھ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ رحمہ اللہ نے کہا: ہوسکتا ہے اڑنے سے اس کے پاؤں پر لگی ہوئی نجاست خشک ہو جائے، اگر ایسا ہے تو کوئی حرج نہیں ورنہ جہاں مجبوری ہو وہاں وسعت پائی جاتی ہے۔

(51)......بَابُ غَسْلِ نَجَاسَةِ الْكَلْبِ

کتے کی نجاست کو دھونا

(٢٨٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کتا تمہارے برتن سے پانی پی جائے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھولو۔''

(٢٨٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ، أَنْبَأَنَا

(٢٨٨) أخرجه البخاري: ١٧٢، ومسلم: ٢٧٩

(٢٨٩) أخرجه البخاري: ١٧٢، مسلم: ٢٧٩، ٢٨٠

الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، أُولاهُنَّ أَوْ أُخْرَاهُنَّ بِتُرَابٍ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کتا تمہارے برتن میں منہ ڈال دے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھولو اور پہلی یا آخری مرتبہ مٹی سے دھوو۔''

شرح اس روایت کو امام مسلم نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے۔محمد بن سیرین کی کنیت ابوبکر ہے اور یہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ انصاری کے مولیٰ اور بصری ہیں۔آپ رحمہ اللہ نے حسن بصری کے بعد وفات پائی۔بعض کہتے ہیں کہ حسن بصری رحمہ اللہ ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے اور ابن سیرین رحمہ اللہ ان سے سو دن بعد فوت ہوئے۔

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ اس روایت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ ''آٹھویں مرتبہ اس برتن کو مٹی سے رگڑو۔''

(صحیح مسلم: ۲۸۰)

معمر بن سلیمان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت کو ایوب سے نقل کیا اور یہ الفاظ زائد بیان کیے ہیں: ((وَإِذَا وَلَغَتِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً۔))...... ''اگر بلی منہ ڈال دے تو برتن ایک مرتبہ دھویا جائے۔'' (حسن، ترمذی: ۹۱)

جبکہ اکثر راویوں نے بلی کا تذکرہ نہیں کیا، چنانچہ اکثر علماء حدیث ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے بلی کے جوٹھے کو پاک کہتے ہیں۔امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اکثر محدثین کا مذہب یہ ہے کہ اگر کتا ایسے برتن میں منہ ڈال دے جس میں تھوڑا سا پانی یا کوئی اور مائع چیز ہو تو وہ نجس ہو جائے گا اور اس وقت تک پاک نہیں ہوگا جب تک سات مرتبہ دھویا نہ جائے جن میں سے ایک دفعہ مٹی سے رگڑا جائے۔امام مالک اور امام اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: پانی تو نجس نہیں ہوگا البتہ شرعی حکم پورا کرنے کے لیے برتن کو سات مرتبہ دھونا واجب ہے۔

اصحاب الرائے کہتے ہیں: مٹی لگانے یا سات مرتبہ دھونے کی ضرورت نہیں بلکہ عام نجاستوں کی طرح ہی دھونا کافی ہے۔امام شافعی رحمہ اللہ نے خنزیر کو بھی کتے پر قیاس کیا ہے کہ جب وہ کسی برتن سے پی لے یا اس کا جسم کسی تر جگہ سے لگ جائے تو اسے ایک دفعہ مٹی سمیت سات دفعہ دھونا واجب ہے۔جبکہ دیگر علماء کے نزدیک یہ حکم کتے کے لیے خاص ہے کیونکہ عرب لوگ کتوں سے پیار کرتے تھے اور انہیں اپنے قریب رکھتے تھے، چنانچہ شریعت نے ان کی اس عادت کو ختم کرنے کے لیے کتے کی نجاست کو دور کرنے میں سختی کی ہے جیسا کہ شراب بھی ان کی پسندیدہ چیز تھی، اس لیے شریعت نے سختی کرتے ہوئے اس کے پینے والے پر حد عائد کی ہے جبکہ باقی نجاستوں کے پینے والے پر حد نہیں ہے۔اگر کتے کا خشک بدن کسی خشک جگہ سے لگ جائے یا وہ خشک جگہ پر چلے تو وہ جگہ پلید نہیں ہوگی۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رات کو مسجد میں سویا کرتا تھا اور کتے مسجد میں آتے جاتے رہتے تھے لیکن وہ اس پر

پانی کے چھینٹے نہیں مارتے تھے۔

(52)......بَابُ غَسْلِ دَمِ الْحَيْضِ

حیض کے خون کو دھونا

(٢٩٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح وَأَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ: سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ، كَيْفَ تَصْنَعُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ، فَلْتَقْرِصْهُ، ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِالْمَاءِ، ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ۔)) ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، بِهَذَا الإِسْنَادِ، وَقَالَ: كَيْفَ تَصْنَعُ؟ قَالَ: ((لِتَقْرِصْهُ، ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَاءٍ، ثُمَّ لِتُصَلِّ۔))

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اگر ہم میں سے کسی عورت کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تمہارے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو اسے مل دے، پھر پانی سے دھو دے اور اس میں نماز پڑھ لے۔''

تشریح: ایک اور سند سے بھی یہی روایت منقول ہے جس کے الفاظ مختلف ہیں معنی وہی ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث دلیل ہے کہ کتے کے علاوہ باقی نجاستوں کے پاک کرنے میں مٹی استعمال

(٢٩٠) أخرجه البخاري: ٣٠٧، ومسلم: ٢٩١

کرنا یا تعداد مقرر کرنا شرط نہیں ہے بلکہ اگر نجاست نظر نہیں آ رہی تو ایک دفعہ اس پر پانی بہا دینے سے پاک ہو جائے گی، البتہ اگر تین مرتبہ دھولے تو مستحب ہے کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: وہ اپنے ہاتھ برتن میں نہ ڈالے حتی کہ تین مرتبہ دھولے۔'' اگر نجاست کا وجود ہو جیسے خون، لید وغیرہ تو اس کو کھرچ دے، پھر پانی کے ساتھ اچھی طرح مل کر دھو ڈالے۔

((الـقـرص)) کا معنی یہ ہے کہ نجاست والی جگہ انگلیوں سے پکڑ کر اچھی طرح پانی میں ڈبوئے اور اس وقت تک رگڑتا رہے جب تک اس میں جذب شدہ خون حل نہ ہو جائے، پھر دھو ڈالے۔ اس طرح حدیث میں مذکور لفظ ''النضح'' سے مراد دھونا ہے، اگر دھونے کے باوجود نشانات باقی رہ جائیں تو وہ پاک ہیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حائضہ کے متعلق پوچھا گیا جس کے کپڑے کو خون لگ جائے تو آپ نے فرمایا: دھو ڈالے، اگر نشانات ختم نہ ہوں تو ان پر کوئی رنگدار چیز لگا دے۔

نجاست کو دھونے کا طریقہ یہ ہے کہ پانی محل نجاست پر ڈالے نہ کہ نجاست والی جگہ کو پانی میں ڈالے کیونکہ اس طرح پانی اگر دو مٹکوں سے کم ہوا تو پلید ہو جائے گا اور نجاست والی جگہ پاک نہیں ہو گی، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''جب کوئی آدمی سو کر اٹھے تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے حتی کی تین مرتبہ دھوئے۔'' یہ بات تو واضح ہے کہ برتن سے جو پانی ہاتھ پر ڈالا جائے گا وہ برتن والے پانی کے مقابلے میں کم ہو گا لیکن جب اسے ہاتھ پر ڈالا جائے گا تو کم ہونے کے باوجود وہ ہاتھ کو پاک کر دے گا، لیکن اگر ہاتھ پانی میں ڈالا گیا تو برتن والا پانی زیادہ ہونے کے باوجود پلید ہو جائے گا۔

(53)......بَابُ الْبَوْلِ يُصِيبُ الْأَرْضَ

زمین کو پیشاب سے پاک کرنا

(٢٩١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ الْمَسْجِدَ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا، وَلا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا))، قَالَ: فَمَا لَبِثَ أَنْ بَالَ فِي نَاحِيَةِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی مسجد میں آیا اور کہنے لگا: اے اللہ! مجھ پر اور محمد پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ رحم میں کسی کو شریک نہ کرنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے تو وسیع رحمت کو محدود کر دیا۔'' راوی کہتے ہیں: تھوڑی دیر بعد اس نے مسجد کے ایک کونے میں پیشاب کر دیا تو

(٢٩١) أخرجه البخاري: ٥٨، ومسلم: ٢٨٤

الْمَسْجِدِ ، فَكَأَنَّهُمْ عَجَّلُوا عَلَيْهِ ، فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، ثُمَّ أَمَرَ بِذَنُوبٍ مِنْ مَاءٍ أَوْ سَجْلٍ مِنْ مَاءٍ ، فَأُهْرِيقَ عَلَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَلِّمُوا وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا۔))

لوگ اس پر جھپٹ پڑے، نبی کریم ﷺ نے انہیں منع کر دیا، پھر آپ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا اور پیشاب پر بہا دیا، پھر فرمایا: ''سکھاؤ اور نرمی کرو، سختی نہ کرو۔''

تشریح امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور امام مسلم رحمہ اللہ نے اسے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

((تحجّرت واسعا۔)) ''تو نے تو اللہ تعالیٰ کی اس رحمت کو تنگ کر دیا ہے جس نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔''

(الحجر) کا حقیقی معنی ''روکنا'' ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: ﴿حَرْثٌ حِجْرٌ﴾ یعنی حرام اور ممنوع ہے۔

((الذنوب)) اس ڈول کو کہتے ہیں جو پانی سے بھرا ہو، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحَابِهِمْ﴾ ...... ''انہیں بھی ان کے ساتھیوں کے حصے کے مثل ملے گا۔'' تو یہاں بھی عذاب کا حصہ مراد ہے۔

((السجل)) بڑے ڈول کو کہتے ہیں۔ یہ بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے روکو نہیں'' یعنی اس کے پیشاب میں رکاوٹ نہ بنو۔

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث دلیل ہے کہ جب زمین کو پیشاب یا کوئی اور مائع نجاست شراب وغیرہ لگ جائے اور اس پر اتنا پانی بہا دیا جائے جو اس نجاست پر غالب آ جائے تو زمین پاک ہو جائے گی خواہ اسے کھود کر مٹی نہ بھی نکالی جائے، امام شافعی رحمہ اللہ سمیت اکثر علماء اسی بات کے قائل ہیں۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس وقت تک پاک نہ ہوگی جب تک مٹی نہ نکالی جائے کیونکہ حدیث میں ہے ''جہاں اس نے پیشاب کیا ہے وہاں سے مٹی نکال کر پھینک دو اور اس جگہ پانی بہا دو۔'' لیکن یہ الفاظ ضعیف ہیں کیونکہ مرسل ہیں۔

اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ زمین پر لگی نجاست جذب ہونے یا دھوپ سے خشک ہونے سے پاک نہیں ہوتی جب تک اس پر پانی نہ بہایا جائے۔ اکثر علماء اسی کے قائل ہیں۔ ابو قلابہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں: جب دھوپ لگنے سے نجاست کے اثرات ختم ہو جائیں تو زمین پاک ہو جاتی ہے۔ اصحاب الرائے کا قول بھی یہی ہے۔ ان کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

(۲۹۲)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ ، أَخْبَرَنَا

(۲۹۲) هذا حديث صحيح ......أخرجه ابوداود: ۳۸۲

أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ......

قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: كُنْتُ أَبِيتُ فِي الْمَسْجِدِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكُنْتُ فَتًى شَابًّا عَزَبًا، وَكَانَتِ الْكِلَابُ تَبُولُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَمْ يَكُونُوا يَرُشُّونَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں جب کہ میں کنوارا تھا۔ میں رات کو مسجد میں سویا کرتا تھا۔ کتے مسجد میں آتے جاتے اور پیشاب کر جایا کرتے تھے، لیکن وہ اس پر پانی نہیں چھڑکا کرتے تھے۔

شرح: بعض نے اس حدیث کی تاویل یوں کی ہے کہ کتے مسجد سے باہر پیشاب کیا کرتے تھے اور مسجد سے گزرتے تھے نیز ایسا کبھی کبھار ہوتا تھا کیونکہ مسجد کے دروازے نہیں تھے جو کتوں کو گذرنے سے روکتے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث دلیل ہے کہ جس پانی سے نجاست کو دھویا جائے اگر اس میں تبدیلی پیدا نہ ہو تو طاہر (پاک) ہوتا ہے، پاک کرنے والا نہیں ہوتا۔ اصحاب الرائے کہتے ہیں: وہ پانی پلید ہو جاتا ہے کیونکہ نجاست اپنی جگہ سے ہٹ کر پانی میں شامل ہوگئی ہے۔ لیکن اگر اس پانی کو نجس قرار دیا جائے تو جگہ بھی نجس ہی رہے گی کیونکہ وہ نمی جو ابھی اس جگہ باقی ہے اسی پانی کا حصہ ہے، اگر ہم نمی کے باوجود جگہ کو پاک کہتے ہیں تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ پانی پاک ہے اور نجاست ختم ہوگئی ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے ماء کثیر میں اگر نجاست گر جائے اور پانی میں تبدیلی پیدا نہ ہو تو نجاست کالعدم ہو جاتی ہے اور پانی میں اس کا کوئی اثر نمودار نہیں ہوتا۔

اگر مٹی میں ایسی نجاست مل جائے جو جامد ہو تو پانی بہانے سے مٹی پاک نہیں ہوگی جب تک کہ اس مٹی کو نکالا نہ جائے، البتہ نیچے والی زمین پاک ہوگی۔

(54)......بَابُ بَوْلِ الصَّبِيِّ الَّذِي لَمْ يَطْعَمْ

شیر خوار بچے کے پیشاب کا حکم

(۲۹۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنْبَأَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ السَّامِرِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ......

عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيرٍ، لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: وہ اپنے چھوٹے بچے کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائیں جو ابھی کھانا نہیں

(۲۹۳) أخرجه البخاري: ۲۲۳، ومسلم: ۲۸۷

فَأَجْلَسَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهِ، فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ، وَلَمْ يَغْسِلْهُ۔

کھاتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے گود میں بٹھایا تو اس نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا، آپ نے پانی منگوا کر چھینٹے مارے اور کپڑا دھویا نہیں۔

شرح: امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ((النضح)) کا معنی ہے: ملے اور نچوڑے بغیر مسلسل آہستہ آہستہ پانی ڈالنا، اگر ملا اور نچوڑا بھی جائے تو اسے غسل کہتے ہیں۔

(۲۹۴)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنْبَأَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ......

عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ، قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِابْنٍ لِي لَمْ يَأْكُلْ، فَبَالَ عَلَيْهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهُ۔

سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس اپنے بیٹے کو لائی جو کھانا نہیں کھاتا تھا۔ اس نے آپ پر پیشاب کر دیا، آپ نے پانی منگوا کر چھینٹے مار لیے۔

شرح: امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: شیر خوار بچے کا پیشاب بھی باقی لوگوں کی طرح ناپاک ہے، البتہ اس کو دھونے کی بجائے چھینٹے مار لینا ہی کافی ہے۔ سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سمیت بہت سے صحابہ کا مذہب یہی ہے۔ نیز عطاء بن ابی رباح، حسن بصری، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ شیر خوار بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں گے اور بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔ ابو سمح رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا، اور بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں گے۔''

(۲۹۵)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا مُسَدَّدٌ، وَالرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، المعنى، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ قَابُوسَ......

عَنْ لُبَابَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ، قَالَتْ: كَانَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ فِي حِجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى

سیدہ لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی گود میں پیشاب کر دیا تو میں نے

---

(۲۹۴) هذا حديث صحيح ......أخرجه مسلم معلقا على الحديث: ۲۸۷، ورواه ابوداود: ۳۷۴، وابن ماجه: ۵۲۴، والترمذي: ۷۱، والنسائي: ۳۰۲

(۲۹۵) حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ۳۷۵، وابن ماجه: ۷۷

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَالَ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ، الْبَسْ ثَوْبًا، وَأَعْطِنِي إِزَارَكَ حَتَّى أَغْسِلَهُ، قَالَ: ((إِنَّمَا يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الأُنْثَى، وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ۔))

کہا: آپ کوئی اور کپڑا پہن لیں اور ازار مجھے دیں تاکہ میں دھو دوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بچی کے پیشاب کو دھویا جائے اور بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جاتے ہیں۔''

شرح: لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا فضل بن عباس بن عبدالمطلب کی والدہ ہیں۔

(٢٩٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عِيسَى، أَخْبَرَنَا بُنْدَارٌ، أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي بَوْلِ الْغُلَامِ الرَّضِيعِ: ((يُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ، وَيُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ۔))

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے شیر خوار بچے کے پیشاب کے متعلق فرمایا: ''شیر خوار بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جاتے ہیں اور بچی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے۔''

شرح: قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ اس صورت میں ہے جب تک بچے کھانا نہ کھاتے ہوں، اگر کھانا کھانے لگ جائیں تو دونوں کا پیشاب دھویا جائے گا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہشام دستوائی نے اس حدیث کو قتادہ سے مرفوع بیان کیا ہے۔ جبکہ سعید بن ابی عروبہ نے اس روایت کو قتادہ ہی سے موقوف بیان کیا ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: بچہ جب تک کھانا نہ کھائے اس کے پیشاب پر پانی کے چھینٹے مارے جائیں گے اور بچی کھانا کھائے یا نہ کھائے دونوں صورتوں میں اس کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔ امام نخعی، ثوری اور اصحاب الرائے کے نزدیک شیر خوار بچے کے پیشاب کو بھی دوسرے لوگوں کی مانند دھونا واجب ہے۔

(55)......بَابُ الْمَنِيِّ الَّذِي يُصِيبُ الثَّوْبَ

منی کپڑے کو لگ جائے تو کیا کرے

(٢٩٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا مُسَدَّدٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ......

(٢٩٦) صحيح ......أخرجه الترذي: ٦١٠، وأبوداود: ٣٧٨، وابن ماجه: ٥٢٥

(٢٩٧) أخرجه البخاري: ٢٣٠، ومسلم: ٢٨٩

عَـنْ سُـلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَـنِ الْـمَـنِـيِّ يُـصِيبُ الثَّوْبَ؟ فَقَالَتْ كُنْتُ أَغْسِـلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَثَرُ الْغَسْلِ فِي ثَوْبِهِ بُقَعُ الْمَاءِ۔

سلیمان بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کپڑے کو منی لگ جائے تو کیا کرنا چاہیے؟ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اسے دھویا کرتی تھی، پھر آپ نماز کے لیے تشریف لے جاتے اور دھونے کے نشان دھبوں کی صورت میں کپڑے پر موجود ہوتے تھے۔

شرح: ((بـقـع الماء)) یہ (بقعة) کی جمع ہے جیسے (تحفة) کی جمع (تحف) اور (نطفة) کی جمع (نُطفٌ) ہے۔ (بُقْعة) زمین کے اس ٹکڑے کو کہتے ہیں جس کا رنگ ساتھ والی زمین سے مختلف ہو۔ (بُقعَةٌ) کی باء پر فتحہ پڑھنا بھی جائز ہے اسکی جمع (بِقَاعٌ) آئے گی جیسے (قَصعةٌ) کی جمع (قِصَاعٌ) آتی ہے۔

(۲۹۸)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالَا: أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ، أَنْبَأَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ......

عَـنْ عَـائِشَةَ، قَـالَتْ: كُنْتُ أَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں سے منی کرید دیتی تھی۔

شرح: ہمام بن حارث نخعی، کوفی ہیں اور ان سے ابراہیم بن یزید نخعی روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت ایک اور سند کے ساتھ بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ حماد بن ابوسلیمان نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے اسود سے اور انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے جس میں یہ الفاظ زائد ہیں: ثـم یـصـلـی فیه۔ ''پھر آپ انھی کپڑوں میں نماز پڑھ لیتے تھے۔'' (صحیح مسلم: ۲۸۸)

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: انسان کی منی کے پاک ہونے میں علماء کا اختلاف ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اس کی پاکیزگی کے قائل ہیں، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: منی ناک کی غلاظت کی مانند ہے، چنانچہ اس کو صاف کرلو خواہ تنکے سے ہی کرو۔ عطاء، سفیان، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ بھی اس کے قائل ہیں، وہ کہتے ہیں: منی کو کھرچ لینا ہی کافی ہے، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سعید بن مسیّب، امام مالک اور اوزاعی رحمہم اللہ کے نزدیک منی

(۲۹۸) أخرجه مسلم: ۲۸۸

پلید ہے اور اسے دھونا واجب ہے۔ اصحاب الرائے کے نزدیک منی پلید ہے، اگر تر ہو تو دھونا پڑے گا ورنہ کھرچ دینا کافی ہے۔ جن کے نزدیک منی پاک ہے وہ کہتے ہیں: منی کو دھونے والی حدیث کھرچنے والی حدیث کے مخالف نہیں کیونکہ دھونے کا حکم بطور استحباب ونظافت کے ہے تاکہ کپڑوں پر اس کے نشانات باقی نہ رہیں۔

باقی جانوروں کی منی اکثر علماء کے نزدیک نجس ہے۔ اس بات پر تمام علماء متفق ہیں کہ مذی اور ودی خون کی طرح ناپاک ہیں، جنہیں اکثر علماء کے نزدیک دھونا واجب ہے جبکہ بعض علماء کے نزدیک مذی پر چھینٹے مار لینا ہی کافی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں امید کرتا ہوں کہ مذی کو صاف کرنے کے لیے کپڑے پر پانی کے چھینٹے ہی مار لینا کافی ہے۔ ان کی دلیل سہل بن حُنیف رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے بہت زیادہ مذی آتی تھی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''تیرے لیے وضو کر لینا ہی کافی ہے۔'' میں نے پوچھا: جو کپڑے کو لگ جائے اس کا کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ہتھیلی میں پانی لے کر اپنے کپڑے پر چھینٹے مار لیا کر، حتی کہ ساری جگہ پر پانی پہنچ جائے تو یہی کافی ہے۔'' ابراہیم سے پیپ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: اس کا حکم خون والا ہی ہے۔ حکم، حماد اور قتادہ رحمہم اللہ سمیت اکثر علماء اسی بات کے ہی قائل ہیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: پیپ کی کوئی حیثیت نہیں حتی کہ کچلہو بہنے لگے۔

(56)...... بَابُ الْأَذٰى يُصِيبُ النَّعْلِ

جوتے کو گندگی لگ جائے تو کیا کرے؟

(۲۹۹)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْحَارِثِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّاهِرِيُّ السَّهْلِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَلِيمٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُوَجِّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْمُوَجِّهِ، أَنْبَأَنَا عَبْدَانُ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا أَبُو نَعَامَةَ السَّعْدِيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا هُوَ قَائِمٌ إِذْ وَضَعَ نَعْلَيْهِ عَلَى يَسَارِهِ، فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ ذٰلِكَ أَلْقَوْا نِعَالَهُمْ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ، قَالَ: ((مَا حَمَلَكُمْ عَلَى إِلْقَاءِ نِعَالِكُمْ؟)) قَالُوا: رَأَيْنَاكَ أَلْقَيْتَ فَأَلْقَيْنَا، قَالَ: ((إِنَّ جِبْرِيلَ أَخْبَرَنِي،

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے بائیں طرف جوتے اتار دیئے، لوگوں نے دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے جوتے اتار دیے، جب آپ نے نماز مکمل کی تو پوچھا: تم نے اپنے جوتے کیوں اتارے؟'' انہوں کہا: آپ کو دیکھ کر ہم نے بھی اتار دیے، آپ نے فرمایا: ''جبرائیل نے مجھے بتایا کہ

(۲۹۹) صحیح ......أخرجه ابوداود: ٦٥٠

أَنَّ فِيهِمَا أَذًى ، فَإِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِنْ كَانَ بِنَعْلَيْهِ أَذًى ، فَلْيَمْسَحْهُ، وَلْيُصَلِّ فِيهِمَا۔))

آپ کے جوتوں میں گندگی لگی ہے، پس جب تم مسجد میں آؤ اور جوتوں میں گندگی لگی ہو تو انہیں زمین پر رگڑ لو اور جوتوں سمیت نماز پڑھ لو۔"

شرح: ابونضرہ عبدی کا نام منذر بن مالک بن قُطعہ ہے۔حسن بصری رحمہ اللہ سے کچھ دن پہلے فوت ہوئے۔

(۳۰۰)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ ح قَالَ أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدٍ، أَخْبَرَنِي أَبِي ح قَالَ أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا عُمَرُ يَعْنِي: ابْنَ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، الْمَعْنى ، قَالَ: أُنْبِئْتُ أَنَّ سَعِيدًا الْمَقْبُرِيَّ حَدَّثَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا وَطِىءَ بِنَعْلِهِ أَحَدُكُمُ الأَذَى فَإِنَّ التُّرَابَ لَهُ طَهُورٌ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی آدمی گندگی پر جوتا رکھ دے تو مٹی اس کو پاک کر دیتی ہے۔" یعنی مٹی پر رگڑ لے۔

شرح: نخعی، اوزاعی اور ابوثور رحمہم اللہ وغیرہ دیگر علماء کا عمل اسی حدیث کے مطابق ہے۔نخعی رحمہ اللہ کے جوتے کو اگر گوبر لگ جاتا تو مسجد سے باہر جوتا صاف کر لیتے اور لوگوں کو جوتوں سمیت نماز پڑھا دیتے۔

اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ کپڑے اور جسم کی طرح جوتے کو بھی دھونا ضروری ہے ورنہ پاک نہ ہوگا، ان کے نزدیک اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب گندگی خشک ہو اور گزرنے سے جوتوں کے ساتھ لگ جائے تو وہ مٹی سے صاف ہو جائے گی ورنہ نہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل روایت میں ہے۔

(۳۰۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ......

عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لإِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ أُطِيلُ ذَيْلِي، وَأَمْشِي فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: قَالَ

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کی ام ولد لونڈی نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ میں اپنا دامن لٹکاتی ہوں اور گندی جگہوں میں چلنا ہوتا ہے، ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کے بعد والی جگہ اسے پاک کر

(۳۰۰) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۳۸۵

(۳۰۱) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۳۸۳، والترمذی: ۱۴۳، وابن ماجه: ۵۳۱

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ۔)) دیتی ہے۔"

شرح عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اگر گندگی تر ہو تو دھونا پڑے گا ورنہ دھونے کی ضرورت نہیں۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت جوتوں سمیت نماز پڑھنے کے جواز کی دلیل ہے اور یہ کہ اگر جوتے اتارنے ہوں تو ان کو بائیں طرف رکھا جائے اور اگر بائیں طرف بھی لوگ ہوں تو دونوں ٹانگوں کے درمیان رکھ لے۔

(٣٠٢/ ١)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَخَلَعَ نَعْلَيْهِ، فَلا يُؤْذِ بِهِمَا أَحَدًا لِيَجْعَلْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَوْ لِيُصَلِّ فِيهِمَا۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھنے کے لیے جوتے اتارے تو ان کی وجہ سے کسی کو تکلیف نہ دے، انہیں ٹانگوں کے درمیان رکھ لے یا جوتوں سمیت نماز پڑھ لے۔"

(٣٠٢/ ٢)۔ وَأَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ رُسْتُمَ أَبُو عَامِرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ، فَلا يَضَعْ نَعْلَيْهِ عَنْ يَمِينِهِ، وَلا عَنْ يَسَارِهِ، فَتَكُونَ عَنْ يَمِينِ غَيْرِهِ، إِلا أَنْ لا يَكُونَ عَلَى يَسَارِهِ أَحَدٌ، وَلْيَضَعْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی آدمی نماز پڑھے تو جوتے اپنے دائیں یا بائیں جانب نہ رکھے، کیونکہ وہ دوسرے آدمی کی دائیں جانب ہوں گے، البتہ اگر بائیں جانب کوئی نہ ہو تو پھر رکھ لے یا پھر اپنی ٹانگوں کے درمیان رکھے۔"

شرح ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ نے اس روایت سے مسئلہ اخذ کیا ہے کہ جو آدمی جوتے اتار کر پیچھے چھوڑ دے یا اپنی دائیں طرف رکھ دے یا اپنے سامنے دور ہٹا کر رکھ دے اور اس سے ٹکرا کر کوئی آدمی گر جائے تو وہ اس کا ذمہ دار ہوگا، جیسے کوئی آدمی اپنے احاطے سے باہر کوئی پتھر رکھ دے تو وہ اس کا ذمہ دار ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ والی روایت ان

(٣٠٢/ ١) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٦٥٥

(٣٠٢/ ٢) حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ٦٥٤

لوگوں کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ اگر کپڑوں پر یا بدن پر نجاست لگی ہو اور آدمی کو معلوم نہ ہو وہ اسی طرح نماز پڑھ لے، بعد میں پتہ چلے تو دوبارہ نماز دہرانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ نبی ﷺ نے دوران نماز میں جوتے اتار دیے مگر نماز دہرائی نہیں، یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی آدمی تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔ یا پھر پانی مل جائے تو بالاتفاق اس پر نماز دہرانا واجب نہیں۔ امام شعبی اور سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے۔ اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ اگر پتا چل جائے کہ اس نے نجاست سمیت نماز پڑھی ہے تو نماز دہرانا واجب ہے۔ جیسے کسی آدمی کو یاد آجائے کہ اس نے بے وضو نماز پڑھی ہے تو وہ نماز دہرائے گا۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے دوران نماز کپڑے پر خون لگا دیکھا تو کپڑا اتار دیا۔ انہیں ایک اور کپڑا دیا گیا تو انہوں نے وہ کپڑا پہن کر نماز پڑھ لی اور پہلی نماز کو بھی شمار کیا۔

(57)...... بَابُ الدِّبَاغِ

چمڑے کو رنگنا

(۳۰۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ الْمِصْرِيِّ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا دُبِغَ الإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چمڑے کو جب رنگ لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔''

شرح: یہ روایت ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔ جس میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جو چمڑا رنگ لیا جائے وہ پاک ہو جاتا ہے۔'' اور اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا ہے۔

(۳۰۴)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ......

أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ لِمَوْلَاةِ مَيْمُونَةَ مَيِّتَةٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا عَلَى أَهْلِ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کی بکری کے پاس سے گزرے جو مر چکی تھی تو آپ نے فرمایا: ''اس بکری کے

---

(۳۰۳) أخرجه مسلم: ۳٦٦

(۳۰۴) أخرجه البخاري: ۱٤۹۲، ومسلم: ۳٦۳

هَذِهِ لَوْ أَخَذُوا إِهَابَهَا فَدَبَغُوهُ فَانْتَفَعُوا بِهِ))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّهَا مَيِّتَةٌ؟ قَالَ: ((إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا۔))

مالک اگر چمڑا اتار کر رنگ لیتے اور اس سے استفادہ کر لیتے تو کوئی حرج نہ تھا'' تو لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول! یہ تو مر چکی ہے، تو آپ نے فرمایا: ''اسے کھانا حرام ہے۔''

شرح سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانی اور کیکر کے چھلکے اس کو پاک کر دیتے۔'' (ابوداود: ۴۱۲۶) امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: صحابہ وتابعین اور ان کے بعد تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ ماکول اللحم جانور اگر مر جائے تو اس کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ البتہ امام احمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ اس کی پاکیزگی کے قائل نہیں اور ان کی دلیل سیدنا عبداللہ بن عکیم کی روایت ہے، کہتے ہیں: وفات سے دو ماہ قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط ہمارے پاس آیا جس میں لکھا تھا کہ ''مردار کے چمڑے اور پٹھوں سے استفادہ نہ کرو۔'' (صحیح، ترمذی: ۱۷۲۹، نسائی: ۷/ ۱۵۷) چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث باقی احادیث کے لیے ناسخ ہے۔ لیکن انہوں نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا کیونکہ اس کی سند مضطرب ہے۔ اگر حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو بھی باقی علماء کے ہاں یہ حکم اس وقت تک ہے جب تک چمڑے کو رنگا نہ جائے۔ نضر بن شمیل کہتے ہیں: اھاب اس چمڑے کو کہتے ہیں جو رنگا نہ ہو۔

غیر ماکول اللحم جانوروں کا چمڑا رنگنے سے پاک ہوتا ہے یا نہیں؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نیز اوزاعی، ابن مبارک، اسحاق اور ابوثور وغیرہ رحمہم اللہ اس کو پاک نہیں سمجھتے کیونکہ سیدنا ابو ملیح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کے چمڑے استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چیتوں پر سواری کرنے سے منع فرمایا ہے۔

سیدنا علی، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک کتے اور خنزیر کے علاوہ ہر جانور کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اصحاب الرائے کے مذہب کے مطابق کتے کا چمڑا بھی رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ابوالملیح رضی اللہ عنہ کی اور ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو دباغت سے پہلے پر محمول کیا ہے نیز چیتے کی کھال پر سواری اس کے بالوں کی وجہ سے کی جاتی ہے اور بالوں پر دباغت کا کوئی اثر نہیں ہوتا یا پھر اس لیے منع کیا گیا ہے کہ چیتے پر سواری کرنے سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔

(۳۰۵)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أُمِّهِ......

(۳۰۵) ضعيف ...... أخرجه ابوداود: ٤١٢٤، وابن ماجه: ٣٦١٢، والنسائي: ٤٢٥٢

عَـنْ عَـائِشَةَ أَنَّ رَسُـولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ أَمَـرَ أَنْ يُسْتَـمْتَـعَ بِـجُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رنگنے کے بعد مردار کے چمڑے سے فائدہ اٹھانے کا حکم دیا ہے۔"

شرح: یہ حدیث دلیل ہے کہ رنگنے سے چمڑا اندر سے بھی پاک ہو جاتا ہے اور باہر سے بھی، چنانچہ اسے تر چیزوں کے لیے استعمال کرنا اور اس سے وضو کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔

(٣٠٦)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنا مُحَمَّدُ بْـنُ يُـوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَنا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَـنْ ابْـنِ عَبَّاسٍ، عَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَـالَـتْ: مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا، ثُمَّ مَا زِلْنَا نَنْبِذُ فِيهِ حَتَّى صَارَ شَنًّا.

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہماری بکری مرگئی تو ہم نے اس کا چمڑا رنگ لیا، پھر ہم اس میں نبیذ بناتے رہے حتی کہ وہ بوسیدہ ہوگیا۔

شرح: ((انـما حُرّم اكلها۔)) ان الفاظ سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو کہتے ہیں کہ مردار کے ان اجزاء سے استفادہ کرنا حرام نہیں جو کھائے نہیں جاتے جیسے بال، دانت اور سینگ وغیرہ، تاہم اس مسئلہ میں علماء کے مابین اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان اجزاء میں بھی زندگی ہوتی ہے۔ جب حیوان مرتا ہے تو جلد کی طرح یہ بھی ناپاک ہو جاتے ہیں۔ جب جلد کو رنگا جاتا ہے تو اس پر موجود بال رنگنے سے پاک نہیں ہوتے، حماد اور اصحاب الرائے کہتے ہیں کہ جانور کے بالوں اور پروں میں زندگی نہیں ہوتی، چنانچہ جانور کے مرنے سے وہ ناپاک نہیں ہوتے لہٰذا انہوں نے ان میں نماز ادا کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: مردار کی اون اور بالوں کو دھو کر ان پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں البتہ اس کے چمڑے پر نماز پڑھنا خیر سے خالی ہے خواہ رنگا ہوا ہی کیوں نہ ہو، نیز انہیں فروخت کرنا بھی جائز نہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک غیر ماکول اللحم جانور کو ذبح کرنا بھی مردار کے حکم میں ہے۔ جبکہ امام مالک رحمہ اللہ اور اصحاب الرائے کے ہاں ذبح کرنے سے ان کا چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔ بعض علماء کے ہاں ہڈی میں زندگی پائی جاتی ہے چنانچہ جانور کے مرنے سے ان کی ہڈیاں بھی مر کر ناپاک ہو جاتی ہیں البتہ مردار مچھلی حلال ہے اور اس کی ہڈیاں بھی پاک ہیں، جبکہ بعض علماء کا کہنا ہے کہ ہڈیوں میں جان نہیں ہوتی لہٰذا ان پر موت اثر انداز نہیں ہوتی، یہ قول اصحاب الرائے کا ہے نیز ان کے ہاں ہاتھی کی ہڈیوں کا استعمال جائز ہے۔

امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے علمائے سلف کو مردار کی ہڈیوں سے بنی ہوئی کنگھی استعمال کرتے اور ان میں

(٣٠٦) أخرجه البخاري: ٦٦٨٦

تیل لگاتے دیکھا ہے، ابن سیرین اور ابراہیم کہتے ہیں: ہاتھی دانت کی تجارت کرنا جائز ہے۔ ان کی دلیل یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہا تھا: ''فاطمہ کے لیے دو کنگن خرید کر لاؤ جو ہاتھی دانت کے بنے ہوں۔''

(ابو داود: ٤٢١٣، ضعیف الاسناد منکر)

جو حرمت کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں: اس سے مراد ہاتھی دانت نہیں بلکہ سمندری کچھوے کی ہڈی مراد ہے۔

سونے اور چاندی کے علاوہ باقی برتن اگر پاک ہوں تو ان کا استعمال حرام نہیں ۔عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت ہے کہ نبی ﷺ نے پیتل کے برتن سے وضو کیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں اور اللہ کے رسول ﷺ پیتل کے برتن سے پانی لے کر غسل کیا کرتے تھے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس پتھر کا ایک ٹب لایا گیا۔ آپ نے اس میں اپنا ہاتھ رکھا حتی کہ سب نے وضو کر لیا۔

(58)......بَابُ التَّيَمُّمِ
تیمّم کا بیان

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ .... ''پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کر لو۔'' (سورۂ نساء: ۴۳)

(٣٠٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ، أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي، فَأَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَى الْتِمَاسِهِ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَأَتَى النَّاسُ أَبَا بَكْرٍ، فَقَالُوا: أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ، أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ، وَلَيْسُوا عَلَى

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں نکلے۔ جب بیدا یا ذات الجیش میں پہنچے (یہ دونوں جگہیں خیبر اور مدینہ کے درمیان ہیں) تو میرے گلے کا ہار ٹوٹ کر گر گیا اور رسول اللہ ﷺ اسے ڈھونڈنے کے لیے ٹھہر گئے تو لوگ بھی ٹھہر گے، وہاں پانی نہ تھا اور نہ لوگوں کے پاس پانی تھا، لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: تم دیکھتے نہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کِیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ اور لوگوں کو ٹھہرا دیا ہے جبکہ یہاں پانی نہیں ہے اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے، یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ اپنا سر میری ران پر

(٣٠٧) أخرجه البخاري: ٣٣٤، ومسلم: ٣٦٧

مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، وَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي، قَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، قَالَتْ: فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ، وَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ، وَجَعَلَ يَطْعَنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي، فَلا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلا مَكَانُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَخِذِي، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى آيَةَ التَّيَمُّمِ، فَتَيَمَّمُوا، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ، وَهُوَ أَحَدُ النُّقَبَاءِ: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ، فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ۔

رکھ کر سوئے ہوئے تھے، وہ کہنے لگے: تو نے رسول اللہ ﷺ اور لوگوں کو روک رکھا ہے جبکہ نہ تو یہاں پانی موجود ہے اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے، چنانچہ انہوں نے مجھے ڈانٹا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہا اور میری کوکھ میں ہاتھ سے کونچے دینے لگے، میں حرکت اس لیے نہیں کر رہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کا سر میری ران پر تھا (کہ آپ بیدار نہ ہو جائیں)، رسول اللہ ﷺ صبح تک سوئے رہے اور پانی بالکل نہ تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تیمّم والی آیت اتار دی اور لوگوں نے تیمّم کیا۔ سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جو بارہ نقیبوں میں سے ایک ہیں (آپ نے عقبہ کی رات انصاریوں کے بارہ آدمیوں کو مقرر کیا تھا جو لوگوں کو دین کے احکام سکھائیں) اے ابوبکر کی اولاد! یہ کوئی تمہاری پہلی برکت نہیں ہے، (یعنی تمہاری وجہ سے پہلے بھی مسلمانوں کو فائدہ پہنچا ہے) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب ہم نے وہ اونٹ اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اس کے نیچے سے نکلا۔

شرح: یہ حدیث دلیل ہے کہ ہر آدمی کو اپنے بچوں کو ادب سکھانا چاہیے اگرچہ وہ اس کے ماتحت نہ بھی ہوں، کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کوکھ میں کونچا مارا، ایک روایت میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے زور سے کونچا مارا اور کہنے لگے: تم نے ہار کی بنا پر لوگوں کو روک لیا ہے۔

(59)...... بَابُ كَيْفِيَّةِ التَّيَمُّمِ

تیمّم کا طریقہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِّنْهُ﴾ .... ''مٹی سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرلو۔'' (سورۂ مائدہ:٦)

(٣٠٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا

(٣٠٨) أخرجه البخاري: ٣٣٨، ومسلم: ٣٦٨

مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ، عَنْ ذَرٍّ......

عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أُصِبِ الْمَاءَ، فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَمَا تَذْكُرُ أَنَّا كُنَّا فِي سَفَرٍ أَنَا وَأَنْتِ، فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ، وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ، فَذَكَرْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّمَا يَكْفِيكَ هَذَا۔)) فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ، وَنَفَخَ فِيهِمَا، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ۔

عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: مجھے جنابت ہوگئی اور پانی نہ ملا (تو میں کیا کروں) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: آپ کو یاد نہیں کہ میں اور آپ ایک دفعہ سفر میں تھے، (ہم جنبی ہو گئے) آپ نے تو نماز نہ پڑھی لیکن میں نے مٹی میں لوٹ پوٹ ہو کر نماز پڑھ لی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''تمہیں یہی کافی تھا۔'' پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر مار کر ان میں پھونکا اور اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کا مسح کر لیا۔

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: سلمان بن حرب نے اس روایت کو شعبہ سے بیان کیا ہے جس میں ہے کہ ہم ایک چھوٹے لشکر میں تھے، چنانچہ ہم جنبی ہو گئے، اسی طرح بخاری میں یہ الفاظ بھی ہیں: سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا: ''چہرے اور ہاتھوں پر مٹی لگا لینا ہی کافی تھا۔'' امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی شعبہ سے یہ روایت نقل کی ہے جس میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: عمار! اللہ سے ڈرو، تو انہوں نے کہا: آپ چاہتے ہیں تو میں اسے بیان نہیں کرتا۔

(حکم) سے مراد حکم بن عتبہ کندی ہیں جن کی کنیت ابو محمد ہے۔ آپ ۱۱۵ھ کو فوت ہوئے۔ یہ زر بن عبداللہ ہمدانی سے روایت کرتے ہیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں کئی فوائد ہیں جن میں ایک یہ بھی ہے کہ جنبی کو اگر پانی نہ ملے تو تیمّم کر لینا ہی کافی ہے۔ جمہور علماء اس کے قائل ہیں۔ اسی طرح حائضہ اور نفاس والی عورت جب پاک ہو اور پانی نہ ملے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر جنبی کو ماہ بھر پانی نہ ملے تو تیمّم سے نماز نہیں پڑھ سکتا، نیز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس بات کو بھول گئے جو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے انہیں یاد کروائی تھی، چنانچہ انہوں نے ان کی بات پر اکتفاء نہ کیا، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا

اور پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں جنبی کے لیے تیمّم جائز سمجھتے تھے۔

(۳۰۹)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ ، قَالا: أنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عَبَّادِ بْنُ مَنْصُورٍ ، عَنْ أَبِی رَجَاء الْعُطَارِدِيِّ......

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ ، أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ رَجُلا كَانَ جُنُبًا أَنْ يَتَيَمَّمَ ، ثُمَّ يُصَلِّيَ ، فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ اغْتَسَلَ۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنبی آدمی کو حکم دیا تھا کہ وہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لے، پھر جب پانی مل جائے تو غسل کر لے۔

شرح سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو نجید خزاعی ہے۔قبیلہ بنو ازد سے تھے اور بصرہ میں آباد ہوئے تھے۔ ابو رجاء عطاردی کا نام عمران بن ملحان یا عمران بن عبداللہ یا عمران بن تیم بصری ہے۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جنبی ہو جاتا اور پانچ پانچ چھ چھ دن نماز نہ پڑھتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے، اگرچہ اسے دس سال تک بھی پانی نہ ملے، جب مل جائے تو بدن پر استعمال کر لے۔“

(صحیح، ترمذی: ۱۲٤، ابوداود: ۳۳۲، ۳۳۳)

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: عمار کی حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ تیمّم میں چہرے اور ہاتھوں پر مسح کر لینا جنبی کو بھی اسی طرح کفایت کرتا ہے جس طرح بے وضو کو کرتا ہے، چنانچہ چہرے اور ہاتھوں پر مٹی کے ساتھ مسح کرنا کبھی تو بے وضو آدمی کے لیے وضو والے اعضاء دھونے کا بدل بنتا ہے اور کبھی تیمّم جنبی اور حائضہ کے لیے مکمل بدن دھونے کا بدل بنتا ہے، جب وہ پانی استعمال کرنے سے عاجز ہو کہ پانی مل نہیں رہا، یا اس کے استعمال سے مرض بڑھنے یا فوت ہونے کا اندیشہ ہے اور کبھی بدن کے ایسے حصے کو دھونے کا بدل بنتا ہے جو دوران طہارت خشک رہ گیا ہو۔ مثلاً طہارت والے اعضاء میں سے کوئی عضو زخمی ہو اور پانی لگنے سے موت یا عضو ضائع ہونے یا تکلیف بڑھنے کا خطرہ ہو تو ایسا آدمی درست اعضاء کو دھولے اور زخمی حصہ دھونے کی بجائے چہرے اور ہاتھوں پر مٹی سے تیمّم کر لے۔ اگر زمین پر ہاتھ مارنے سے مٹی زیادہ لگ جائے تو مٹی کو ہلکا کرنے کے لیے اس پر پھونک مارنے میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے۔ البتہ اگر ہاتھوں پر لگی ساری مٹی ہی اڑا دے تو بعض علماء کے نزدیک اس کا تیمّم درست نہیں ہوگا، امام شافعی رحمہ اللہ بھی اس کے قائل ہیں جبکہ اصحاب الرائے کے نزدیک درست ہے۔ وہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر ایسی ٹھوس چٹان ہو جس پر غبار تک

(۳۰۹) أخرجه البخاری: ۳۵۷۱، ومسلم: ٦٨٢

نہ ہو، تو اس پر ہاتھ مار کر تیمّم کر لینا بھی جائز ہے، مگر پہلی بات زیادہ درست ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ﴿صعیدا﴾ سے مراد مٹی ہے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارے لیے ساری زمین مسجد بنائی گئی ہے اور اگر پانی نہ ملے تو اس کی مٹی پاک کنندہ بنائی گئی ہے، آپ نے مٹی کو خاص کیا ہے کہ وہ پاک کرتی ہے۔ اسی بنا پر امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہڑتال، چونا، کلی وغیرہ سے تیمّم کرنا درست نہیں، تیمّم صرف اس چیز سے جائز ہے جسے مٹی کہا جاتا ہو خواہ شوریلی مٹی ہو، چکنی مٹی ہو یا صحرائی مٹی ہو جس کا غبار ہاتھ کے ساتھ لگ جائے۔

اصحاب الرائے کے نزدیک ہڑتال، چونے اور کلی وغیرہ کے ساتھ تیمّم کرنا جائز ہے جو زمین کے طبقات میں پائے جاتے ہیں کیونکہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زمین کو مسجد اور پاک کنندہ بنایا گیا ہے۔'' (صحیح بخاری: ۳۳۵، صحیح مسلم: ۵۲۱) یہ حدیث مجمل روایت کا فیصلہ کرتی ہے۔

نیز سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی روایت اس بات کی بھی دلیل ہے کہ تیمّم چہرے اور ہاتھوں کے لیے ایک ہی ضرب ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ اور تابعین میں سے شعبی رحمہ اللہ، عطاء بن ابی رباح اور مکحول، آئمہ میں اوزاعی، احمد اور اسحاق نیز محدثین رحمہم اللہ اسی بات کے قائل ہیں کہ تیمّم کی ایک ہی ضرب ہے۔ باقی سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے جو یہ مروی ہے کہ ہم کندھوں تک تیمّم کیا کرتے تھے، تو یہ وہ اپنا فعل بیان کرتے ہیں نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل، جیسا کہ جنابت کی حالت میں وہ مٹی میں لوٹ پوٹ ہو گئے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور آپ نے چہرے اور ہاتھوں پر مسح کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے اپنا فعل ترک کر کے اس کو اختیار کر لیا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اور تابعین میں سے سالم بن عبداللہ بن عمر، حسن، ابراہیم نخعی اور آئمہ میں مالک، سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی رحمہم اللہ نیز اصحاب الرائے اس بات کے قائل ہیں کہ تیمّم میں دو ضربیں ہیں، ایک ضرب چہرے کے لیے اور دوسری ضرب کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کے لیے، ان کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

(۳۱۰)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي الْحُوَيْرِثِ، عَنِ الأَعْرَجِ...... عَنِ ابْنِ الصِّمَّةِ، قَالَ: مَرَرْتُ عَلَى النَّبِيِّ

سیدنا ابوصمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے

(۳۱۰) هذا حديث حسن ......أخرجه الامام الشافعي في المسند: ۳۰

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُولُ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ حَتَّى قَامَ إِلَى جِدَارٍ فَحَتَّهُ بِعَصًا كَانَتْ مَعَهُ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْجِدَارِ، فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيَّ۔

گزرا جبکہ آپ پیشاب کر رہے تھے، میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا حتی کہ اٹھ کر دیوار کے پاس گئے اور اسے اپنی لاٹھی سے کریدا، پھر اپنا ہاتھ دیوار پر لگا کر چہرے اور کہنیوں کا مسح کیا، پھر مجھے سلام کا جواب دیا۔

شرح یہ حدیث حسن ہے نیز اس میں چند فوائد ہیں۔

(۱) ہاتھوں پر کہنیوں تک مسح کرنا واجب ہے، یہ بات اصول کے زیادہ موافق ہے جبکہ پہلی بات روایۃً زیادہ صحیح ہے (یعنی چہرے اور ہتھیلیوں کا مسح کرنا)

(۲) تیمّم اس وقت تک درست نہیں ہوتا جب تک ہاتھوں کے ساتھ مٹی نہ لگے، کیونکہ آپ نے دیوار کو لاٹھی کے ساتھ کریدا۔ اگر خالی ضرب ہی کافی ہوتی تو کریدنے کی کیا ضرورت تھی؟

(۳) اللہ کا ذکر کرنے کے لیے طہارت حاصل کر لینا مستحب ہے۔

(۳۱۱)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو عَلِيٍّ الْمَوْصِلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ الْعَبْدِيُّ......

حَدَّثَنَا نَافِعٌ، قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي حَاجَةٍ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَضَى ابْنُ عُمَرَ حَاجَتَهُ، وَكَانَ مِنْ حَدِيثِهِ يَوْمَئِذٍ، أَنْ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سِكَّةٍ مِنَ السِّكَكِ، وَقَدْ خَرَجَ مِنْ غَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ، فَسَلَّمَ: عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتَّى كَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَتَوَارَى فِي السِّكَّةِ، ضَرَبَ بِيَدَيْهِ عَلَى الْحَائِطِ، وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ، ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرَى، فَمَسَحَ ذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ رَدَّ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ، وَقَالَ:

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ کسی کام سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا کام مکمل کیا تو ان کے درمیان اس دن جو گفتگو ہوئی وہ یہ تھی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ایک آدمی گلی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا جبکہ آپ پیشاب یا پاخانہ کر کے باہر نکلے تھے، اس آدمی نے آپ کو سلام کہا، آپ نے جواب نہ دیا حتی کہ وہ اوجھل ہونے کے قریب ہو گیا تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دیوار پر مارے اور انہیں چہرے پر مل لیا، پھر دوبارہ مار کر دونوں کہنیوں پر مل لیا، پھر اس آدمی کو سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ”مجھے

(۳۱۱) ضعیف ......أخرجه ابوداود: ۳۳۰

((إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ إِلَّا أَنِّي لَمْ أَكُنْ عَلَى طُهْرٍ۔))

تیرے سلام کا جواب دینے سے صرف یہ چیز مانع تھی کہ میں باوضو نہیں تھا۔"

(۳۱۲)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ حُضَيْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ......

عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ، أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُولُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتَّى تَوَضَّأَ، ثُمَّ اعْتَذَرَ إِلَيْهِ، وَقَالَ: ((إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللّٰهَ إِلَّا عَلَى طُهْرٍ)) أَوْ قَالَ: ((عَلَى طَهَارَةٍ۔))

سیدنا مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ آپ پیشاب کر رہے تھے، انہوں نے سلام کیا تو آپ نے وضو کر لینے تک اس کو جواب نہ دیا، پھر بطورِ معذرت فرمایا: "میں نے طہارت کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا مناسب خیال نہ کیا۔"

شرح: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اور آپ پیشاب کر رہے تھے، اس آدمی نے سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا۔ (صحيح مسلم: ۳۷۰)

اس حدیث میں وضاحت ہے کہ سلام کا جواب دینا اگرچہ واجب ہے لیکن جو آدمی ایسی حالت میں کسی کو سلام کہتا ہے تو وہ اپنا حق ضائع کرتا ہے کہ وہ جواب کا مستحق نہیں، یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ قضائے حاجت کے دوران میں کلام کرنا مکروہ ہے کیونکہ آپ نے فارغ ہونے سے پہلے اس آدمی سے معذرت نہ کی، اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ جو آدمی گھر میں موجود ہو لیکن پانی پاس نہ ہو اور وہ بے وضو ہو اور ذکر کرنا چاہتا ہو تو تیمّم کر لے۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جنبی کو اگر خطرہ ہو کہ غسل کرتے کرتے سورج نکل آئے گا تو وہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لے، اصحاب الرائے کہتے ہیں: اگر وضو کرتے ہوئے نماز عید یا نماز جنازہ رہ جانے کا اندیشہ ہو تو پانی موجود ہونے کے باوجود تیمّم سے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

لیکن ایسی ہی کیفیت میں تیمّم کے ساتھ نماز جمعہ پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ حالانکہ وہ نماز جنازہ اور عید سے زیادہ ضروری ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس آدمی کے لیے کوئی نماز بھی تیمّم سے ادا کرنا جائز نہیں جو پانی استعمال کرنے پر قادر ہو، اگر شہر میں پانی نہ ملے تو تیمّم کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے لیکن جونہی پانی ملے گا نماز دہرانی ہوگی، عطاء رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں کہ وہ تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر پانی یا مٹی نہ ملے تو وقت کی پابندی کے لیے نماز پڑھ لے لیکن جونہی ان میں سے کوئی چیز ملے تو اپنی نماز دہرا لے۔ حسن بصری رحمہ اللہ کہتے

(۳۱۲) صحيح ......أخرجه ابوداود: ۱۷، وابن ماجه: ۳۵۰، والنسائي: ۱/ ۳۷

ہیں: جب مریض کے پاس پانی ہولیکن پکڑانے والا کوئی نہ ہوتو وہ تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگرد کہتے ہیں: جب اسے پانی پکڑانے والا شخص مل جائے گا تو اس پر نماز دہرانا واجب ہے، لیکن جو آدمی دورانِ سفر میں پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے تیمّم کر کے نماز پڑھ لے، یا کسی مرض کی وجہ سے تیمّم کر کے نماز پڑھ لے جس سے موت کا خطرہ ہو اور پھر صحت یاب ہو جائے یا پانی کے استعمال پر قادر ہو جائے تو اس پر نماز دہرانا واجب نہیں، خواہ وہ سفر میں ہو یا گھر میں، خواہ جنبی ہو یا بے وضو، خواہ نماز کا وقت ابھی باقی ہو یا گزر چکا ہو۔ اکثر علماء اسی کے قائل ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جرف (علاقے کا نام ہے) سے آرہے تھے۔ جب مرید نامی جگہ پر پہنچے تو تیمّم کر کے یعنی چہرے اور ہاتھوں کا مسح کر کے عصر کی نماز ادا کی اور مدینہ میں داخل ہوئے جبکہ سورج ابھی کافی بلند تھا لیکن آپ نے نماز نہیں لوٹائی۔ سعید بن مسیّب، شعبی، مالک، سفیان، شافعی، احمد، اسحاق اور اصحاب الرائے کا بھی یہی مذہب ہے۔ جبکہ عطاء، طاؤس، ابن سیرین، مکحول اور زہری رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ اگر نماز کا وقت باقی ہے تو نماز دہرائی جائے گی۔ امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جو آدمی تیمّم کر کے نماز پڑھ رہا ہو اگر دوران نماز اسے پانی مل جائے تو وہ اپنی نماز پوری کرے گا جبکہ اہل رائے کہتے ہیں: وہ وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھے گا۔ امام مالک، عطاء، سفیان ثوری، احمد، امام شافعی رحمہم اللہ نیز اصحاب الرائے کا ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر نماز کا وقت شروع ہو جائے اور آدمی کے پاس پانی موجود نہ ہو لیکن پانی ملنے کی امید ہو تو وہ نماز کو اول وقت سے مؤخر کر لے، جبکہ کچھ لوگ کہتے ہیں: تیمّم کرے اور نماز اول وقت ہی میں ادا کرے جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جرف نامی جگہ سے واپس آتے ہوئے کیا تھا، اسی طرح اگر پانی ملنے کی امید نہ بھی ہو تو بھی امام زہری رحمہ اللہ کے نزدیک نماز لیٹ کی جائے یہاں تک کہ قضاء ہونے کا خطرہ پیدا ہو جائے۔ زخمی آدمی اپنے بعض اعضاء کو دھونے پر قادر ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ صحیح اعضاء کو دھو لے اور زخمی اعضاء کو دھونے کی بجائے تیمّم کر لے خواہ زیادہ اعضاء تندرست ہوں یا زیادہ اعضاء زخمی ہوں۔

(۳۱۳)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْطَاكِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ خُرَيْقٍ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: خَرَجْنَا فِي سَفَرٍ، فَأَصَابَ رَجُلًا مِنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهُ فِي رَأْسِهِ، فَاحْتَلَمَ، فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ: هَلْ تَجِدُونَ لِي رُخْصَةً فِي التَّيَمُّمِ؟ قَالُوا: مَا نَجِدُ لَكَ رُخْصَةً وَأَنْتَ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم ایک سفر میں نکلے تو ہمارے ایک آدمی کو پتھر لگنے سے اس کا سر زخمی ہو گیا، اسے احتلام ہو گیا، تو اس نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ کیا مجھے تیمّم کرنے کی اجازت ہے؟ انہوں نے کہا: ہمارے خیال

(۳۱۳) حسن دون قوله: "انما كان يكفيه ......" ......أخرجه ابوداود: ۳۳۶، وابن ماجه: ۵۷۲

تَـقْـدِرُ عَـلَـى الْمَاءِ ، فَاغْتَسَلَ وَمَاتَ ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُخْبِرَ بِـذَلِكَ ، قَالَ: ((قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ ، أَلا سَأَلُوا إِذْ لَـمْ يَـعْـلَمُوا ، وَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ ، إِنَّـمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيُعَصِّرَ أَوْ يُعَصِّبَ (شَكَّ مُـوسَـى) عَـلَـى جُـرْحِـهِ خِرْقَةً ، ثُمَّ يَمْسَحَ عَلَيْهَا ، وَيَغْسِلَ سَائِرَ جَسَدِهِ۔))

میں تمہیں تیمّم کی اجازت نہیں ہے کیونکہ تمہارے پاس پانی موجود ہے، چنانچہ اس نے غسل کیا اور فوت ہو گیا، جب ہم واپس آئے اور آپ ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا: ''اللہ ان کو ہلاک کرے، انہوں نے اس کو مار ڈالا، جب مسئلہ معلوم نہ تھا تو پوچھ کیوں نہ لیا، لاعلمی کا علاج دریافت کر لینا ہے، اسے تیمّم ہی کافی تھا اور یہ کہ اپنے زخم پر پٹی باندھ کر اس پر مسح کر لیتا اور باقی جسم دھو لیتا۔''

شرح اصحاب الرائے کہتے ہیں: تیمّم اور وضو دونوں کو اکٹھا نہ کرے بلکہ اگر زیادہ حصہ صحیح ہے تو تیمّم ہی پر اکتفا کرے۔

سردی کی وجہ سے پانی استعمال کرنے میں اگر جنبی کو موت وغیرہ کا خطرہ ہو تو اس میں علماء کا اختلاف ہے، عطاء بن ابی رباح اور امام حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: غسل ہی کرے گا خواہ مر جائے، امام مالک رحمہ اللہ اور سفیان رحمہ اللہ کہتے ہیں: تیمّم کر کے نماز پڑھ لے، وہ مریض کے حکم میں ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: تیمّم کر نماز پڑھ لے لیکن جب عذر ختم ہو جائے اور غسل کرنے پر قادر ہو جائے تو نماز دوبارہ ادا کرے کیونکہ یہ ایسا عذر ہے جو کبھی کبھار پیش آتا ہے۔ مروی ہے کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو ایک سرد رات میں جنابت پہنچی تو انہوں نے تیمّم کر لیا اور یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَلَا تَقْتُلُوٓا أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ .... ''اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرنے والا ہے۔'' جب نبی کریم ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا تو آپ نے کوئی سرزنش نہ کی۔

(4)......كِتَابُ الْحَيْضِ
حیض کی کتاب

(1)......بَابُ تَحْرِيمِ غِشْيَانِ الْحَائِضِ
حائضہ عورت سے جماع کرنا حرام ہے

نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ حیض ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر مقرر کر دی ہے۔''

(صحیح بخاری: ۳۰۵، صحیح مسلم: ۱۲۱۱)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حیض کا معاملہ بنی اسرائیل سے شروع ہوا ہے، لیکن حدیث کا حکم مقدم اور اولیٰ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ....﴾ .... (سورۂ بقرہ: ۲۲۲) ''دوران حیض عورتوں سے دور رہو اور پاک ہونے تک ان کے قریب نہ آؤ اور جب وہ اچھی طرح پاک ہو جائیں تو ان سے وہاں سے جماع کرو جہاں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جہاں سے علیحدگی کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا تھا۔

مجاہد کہتے ہیں: لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہاں جماع کریں جہاں سے انہیں روکا گیا تھا۔

حیض یا محیض اس خون کو کہتے ہیں جو معین وقت پر بہتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ﴿اذی﴾ کیوں کہا ہے حالانکہ اس میں تو کسی کو شک ہی نہیں؟ تو اسے جواب دیا جائے گا کہ ﴿اذی﴾ اس تکلیف دہ چیز کو کہتے ہیں جو زیادہ تکلیف دہ نہ ہو جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى﴾ .... ''وہ تمہیں صرف معمولی تکلیف ہی پہنچا سکتے ہیں۔'' مزید ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَاِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ﴾ .... ''اگر تمہیں بارش کی وجہ سے کچھ تکلیف ہو۔'' چنانچہ مفہوم یہ ہوگا کہ حیض معمولی پلیدی ہے جو اپنے محل تک ہی محدود رہتی ہے، سارے بدن میں متجاوز نہیں ہوتی کہ اس کی وجہ سے حائضہ کو یہودیوں اور مجوسیوں کی طرح گھر سے نکال دیا جائے اور اس سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

(٣١٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَارِثِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ

(٣١٤) أخرجه مسلم: ٣٠٢

الطَّاهِرِيُّ السَّهْلِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَلِيمٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُوَجِّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْمُوَجِّهِ، أَخْبَرَنَا صَدَقَةُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَتِ الْيَهُودُ إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ مِنْهُمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهَا، وَلَمْ يُجَامِعُوهَا فِي الْبُيُوتِ، فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ الآيَة﴾ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((افْعَلُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلا الْجِمَاعَ))، فَبَلَغَ ذَلِكَ الْيَهُودُ، فَقَالُوا: مَا يُرِيدُ هَذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدَعَ لَنَا شَيْئًا إِلا خَالَفَنَا فِيهِ، فَجَاءَ عَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ، وَأُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، فَقَالا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلا نُجَامِعُهُنَّ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ وَجَدَ عَلَيْهِمَا، فَخَرَجَا مِنْ عِنْدِهِ، هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا، فَعَرَفَا أَنَّهُ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب عورت کو حیض آتا تو یہودی نہ اس کے ساتھ کھاتے پیتے اور نہ گھر میں اس کے ساتھ اکٹھے رہتے، صحابہ نے اس کے متعلق پوچھا: تو اللہ تعالیٰ نے: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ....﴾ آیت نازل فرمادی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجامعت کے علاوہ ہر تعلق درست ہے،'' جب یہودیوں کو یہ اطلاع پہنچی تو انہوں نے کہا: یہ شخص ہر بات میں ہماری مخالفت کرتا ہے، چنانچہ عباد بن بشر اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم ان سے ان ایام میں مجامعت بھی نہ کر لیا کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے حتی کہ ہم نے سمجھا کہ آپ ہم سے ناراض ہو گئے ہیں، وہ دونوں آپ کے پاس سے چلے گئے، ان کو راستے میں دودھ کا ہدیہ ملا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا گیا تھا، آپ نے ان دونوں کے پیچھے آدمی بھیجا اور ان کو دودھ پلایا تو انہیں معلوم ہو گیا کہ آپ ان پر ناراض نہیں تھے۔

شرح: یہ روایت ایک اور سند سے بھی مروی ہے جس میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ان کے ساتھ گھروں میں اکٹھے رہو، اور جماع کے علاوہ ہر قسم کا تعلق برقرار رکھو۔'' اسے امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حائضہ سے جماع کی حرمت پر تمام علماء کا اتفاق ہے اور یہ کہ جو آدمی علم کے باوجود ایسا کرتا ہے، وہ نافرمان ہے اور جو اسے حلال سمجھتا ہے وہ کافر ہے۔ کیونکہ اس کو نصِ قرآنی نے حرام قرار دیا ہے اور یہ حرمت خون رکنے اور غسل کرنے تک برقرار رہتی ہے۔ سالم بن عبداللہ، سلیمان بن یسار، مجاہد، حسن اور ابراہیم رحمہم اللہ وغیرہ جمہور علماء اسی بات کے قائل ہیں کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾ .... ''جب وہ غسل کر لیں تو ان

سے اسی جگہ جماع کرو جہاں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔‘‘ جبکہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ خون رکنے کے بعد اور غسل سے پہلے جماع کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ حائضہ سے جماع کرنے والے شخص پر کفارہ واجب ہونے میں اختلاف ہے۔ سعید بن مسیّب، سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی، قاسم، عطاء، شعبی، ابن المبارک، شافعی رحمۃ اللہ علیہ اصحاب الرائے اور ابن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس پر کوئی کفارہ نہیں، صرف استغفار کر لینا ہی کافی ہے، جبکہ امام قتادہ، اوزاعی، احمد، اسحاق اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم قول کے مطابق کفارہ واجب ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

(٣١٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ، عَنْ مِقْسَمٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي رَجُلٍ جَامَعَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ: ((إِنْ كَانَ الدَّمُ عَبِيطًا، فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ، وَإِنْ كَانَ صُفْرَةً، فَنِصْفُ دِينَارٍ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کے متعلق فرمایا جو اپنی بیوی سے دوران حیض مجامعت کر لے: ’’اگر خون تازہ ہے تو ایک دینار صدقہ کرے، اگر خون زردی مائل ہو چکا ہو تو آدھا دینار صدقہ کرے۔‘‘

شرح: امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حائضہ سے جماع کرنے پر کفارہ واجب ہونے والی حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اگر خون کے جوش کے دوران جماع کرے تو ایک دینار صدقہ کرے اور اگر خون کے آخری ایام میں جماع کرے تو آدھا دینار صدقہ کرے۔ قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حائضہ سے جماع کر لے تو ایک دینار صدقہ کرے اگر غسل سے پہلے جماع کر لے تو آدھا دینار صدقہ کرے۔ امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: اسے اختیار ہے کہ خواہ دینار صدقہ کرے یا آدھا دینار صدقہ کرے۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس پر وہی کفارہ ہے جو رمضان کے مہینے میں دن کو جماع کرنے والے شخص پر ہے۔ جو لوگ کفارہ واجب نہیں سمجھتے ان کے نزدیک عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت مرفوع متصل نہیں ہے۔

(2)......بَابُ مُضَاجَعَةِ الْحَائِضِ وَمُخَالَطَتِهَا

حائضہ کے ساتھ لیٹنا اور مباشرت کرنا

(٣١٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا

(٣١٥) ضعيف، والصحيح عنه بهذا التفصيل موقوف ......أخرجه ابوداود: ٢٦٥، والترمذي: ١٣٧

(٣١٦) أخرجه البخاري: ٣٢٢، ومسلم: ٢٩٦

مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ ، عَنْ يَحْيَى ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ ، حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ ، قَالَتْ: حِضْتُ وَأَنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي الْخَمِيلَةِ ، فَانْسَلَلْتُ فَخَرَجْتُ مِنْهَا ، فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حَيْضَتِي فَلَبِسْتُهَا ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنَفِسْتِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ ، فَدَعَانِي ، فَأَدْخَلَنِي مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ ، قَالَتْ: وَحَدَّثَتْنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ ، وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ میں حائضہ ہوگئی، چنانچہ میں کھسک کر علیحدہ ہوگئی اور حیض والا لباس پہن لیا، آپ نے دریافت کیا: ''کیا حائضہ ہوگئی ہو؟'' میں نے کہا: جی ہاں، آپ نے مجھے بلا کر اپنے ساتھ چادر میں لٹا لیا، مزید کہتی ہیں کہ آپ ﷺ روزے کی حالت میں میرا بوسہ لے لیا کرتے تھے، میں اور آپ ﷺ ایک ہی برتن سے پانی لے کر غسل جنابت کیا کرتے تھے۔

شرح: (خميلة) جھالردار اونی چادر کو کہتے ہیں۔ (نفست) نون مفتوح ہو تو حیض مراد ہوتا ہے۔ اگر نون مضموم ہو تو ولادت کے بعد کا خون مراد ہوتا ہے اور اس کی جمع (نفساء) ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: حائضہ کے ساتھ لیٹنا اور میل جول رکھنا اور ازار سے اوپر اوپر مباشرت یعنی جسم سے جسم لگانا بالاتفاق جائز ہے۔ البتہ ازار سے نیچے والے حصے میں علماء کا اختلاف ہے، سیدنا عمر، ابن عمر، عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین سعید بن مسیّب، شریح، عطاء، طاؤس، قتادہ، سعید بن جبیر، امام مالک، امام شافعی اور ابوحنیفہ رحمہم اللہ کے ہاں حرام ہے، تا کہ جماع کا ارتکاب نہ کر بیٹھیں، نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو سرکاری چراگاہ کے اردگرد بکریاں چراتا ہے تو اس کی بکریاں چراگاہ میں داخل ہوسکتی ہیں۔'' یعنی جو شخص حرام کے قریب جاتا ہے وہ حرام کا ارتکاب بھی کرسکتا ہے۔ جبکہ عکرمہ، مجاہد، اسحاق، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ جائز سمجھتے ہیں، صرف جماع کرنا ناجائز سمجھتے ہیں، پہلی بات ہی زیادہ درست ہے۔

(۳۱۷)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنِ الأَسْوَدِ......

(۳۱۷) أخرجه البخاري: ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ومسلم: ۲۹۳

عَـنْ عَـائِشَةَ، كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، كِلانَا جُنُبٌ، وَكَانَ يَأْمُرُنِي فَأَتَّزِرُ، فَيُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ، وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ، فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کر لیتے تھے اور ہم جنبی ہوتے تھے۔ آپ مجھے حکم دیتے، میں تہبند باندھ لیتی اور آپ ایام حیض میں میرے ساتھ لیٹ جاتے، اور اعتکاف میں مسجد سے سر باہر نکالتے تو میں اسے دھو دیتی حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔

شرح: مباشرت سے مراد جماع نہیں بلکہ جسم کے ساتھ جسم ملانا مراد ہے۔

(۳۱۸)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ......

عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي مِرْطٍ بَعْضُهُ عَلَيَّ، وَبَعْضُهُ عَلَيْهِ، وَأَنَا حَائِضٌ۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چادر میں نماز پڑھا کرتے تھے جس کا کچھ حصہ مجھ پر ہوتا اور کچھ حصہ آپ پر ہوتا تھا اور میں حائضہ ہوتی۔

(۳۱۹)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، سَمِعَ زُهَيْرًا، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ، أَنَّ أُمَّهُ حَدَّثَتْهُ......

أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَتَّكِءُ فِي حَجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں ٹیک لگا کر قرآن پڑھا کرتے تھے اور میں حائضہ ہوتی تھی۔

(۳۲۰)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْبِرْتِيُّ،

(۳۱۸) أخرجه البخاري: ۳۳۳، ومسلم: ۵۱۳

(۳۱۹) أخرجه البخاري: ۲۹۷، ومسلم: ۳۰۱

(۳۲۰) أخرجه مسلم: ۲۹۸

حَدَّثَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ......

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ لَهَا: نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ، فَقَالَتْ: إِنِّي حَائِضٌ، قَالَ: ((إِنَّهَا لَيْسَتْ فِي يَدِكِ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ مجھے مسجد سے چٹائی دے دو، میں نے کہا: میں تو حائضہ ہوں، آپ نے فرمایا: ’’حیض تمہارے ہاتھ میں تو نہیں ہے‘‘۔

شرح (خمرة) مصلے کو کہتے ہیں۔ جس پر نمازی سجدہ کرتا ہے۔ اسے خمرة اس لیے کہتے ہیں کہ یہ نمازی کے چہرے کو زمین پر لگنے سے بچاتا ہے۔

((ان حیضتك لیست فی یدك۔)) امام خطابی کہتے ہیں: (حِیضة) حاء کے نیچے کسرہ ہو تو حیض کی حالت اور کیفیت مراد ہوتی ہے۔ جیسا کہ (قِعدة، جِلسة) بیٹھنے کی حالت اور کیفیت کو بیان کرتا ہے۔ اگر (حَیضة) کی حاء پر مفتوح ہو تو حیض کا دورانیہ مراد ہوتا ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حائضہ ہاتھ کے ساتھ مسجد سے کوئی چیز اٹھا سکتی ہے نیز اگر کوئی آدمی قسم اٹھا لے کہ وہ مسجد یا گھر میں داخل نہیں ہوگا پھر اپنا ہاتھ یا جسم کا کچھ حصہ گھر میں داخل کر دے تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی، قتادہ کہتے ہیں کہ جنبی مسجد سے چیز لے تو سکتا ہے لیکن رکھ نہیں سکتا۔

(۳۲۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَارِثِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَلِيمٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُوَجِّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، أَخْبَرَنَا صَدَقَةُ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، وَسُفْيَانُ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ، فَأُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ، وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ فَيَتَنَاوَلُهُ، فَيَضَعُ فَاهُ فِي مَوْضِعِ فِيَّ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں ایام حیض میں پانی پی کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیتی، آپ میرے منہ کی جگہ پر منہ رکھ کے پی لیتے، نیز میں اسی حالت میں ہڈی سے گوشت نوچتی اور پھر آپ کو دے دیتی تو آپ وہیں سے گوشت نوچتے جہاں سے میں نے نوچا ہوتا۔

شرح ((اتعرق العرق)) مراد یہ ہے کہ میں ہڈی سے دانتوں کے ساتھ گوشت اتارتی۔ العرق اس ہڈی کو کہتے ہیں جس پر گوشت ہو اس کی جمع عُـــراق آتی ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: حائضہ کے لیے نماز،

(۳۲۱) أخرجه مسلم: ۳۰۰

روزہ، اعتکاف، قرآن کو چھونا، جائز نہیں اور نہ خاوند اس سے جماع کر سکتا ہے، اور یہ حکم خون کے رکنے سے ختم نہیں ہوتا، جب تک کہ وہ غسل نہ کر لے یا پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں تیمّم نہ کر لے۔ روزے کے علاوہ کہ اگر رات کو خون بند ہو جائے اور وہ روزے کی نیت کر لے اور دن کو غسل کرے تو روزہ درست ہو گا۔

دم نفاس کا حکم بھی حیض والا ہے البتہ دونوں کی مقدار میں فرق ہے۔ اور مقدار میں بھی علماء کا اختلاف ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ عطاء بن ابی رباح، اوزاعی، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کے نزدیک حیض کی کم سے کم مدت ایک دن رات اور زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن ہے جبکہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ، حسن بصری رحمہ اللہ، سفیان ثوری رحمہ اللہ اور اصحاب الرائے کے نزدیک کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں: حیض کی اکثر مدت تیرہ دن ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور قاضی شریح رحمہ اللہ سے مذکور ہے کہ اگر عورت اپنے خاندان میں سے ایسے آدمی کی گواہی پیش کر دے جو دیندار ہو کہ اسے مہینے میں تین دن حیض آتا ہے تو اس کو سچا مانا جائے گا۔ قاضی شریح رحمہ اللہ نے انقضاء مدت کا فیصلہ اسی طرح کیا تھا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کو درست قرار دیا تھا۔

(3)......بَابُ وَقْتِ النُّفَسَاءِ

نفاس کی مدت

(۳۲۲)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى، عَنْ أَبِي سَهْلٍ وَهُوَ كَثِيرُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ مُسَّةَ......

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، كَانَتِ النُّفَسَاءُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقْعُدُ بَعْدَ نِفَاسِهَا أَرْبَعِينَ يَوْمًا، أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، وَكُنَّا نَطْلِي عَلَى وُجُوهِنَا الْوَرْسَ، يَعْنِي: مِنَ الْكَلَفِ۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نفاس والی عورتیں بچے کی ولادت کے بعد چالیس دن یا راتوں تک بیٹھی رہتی تھیں نیز ہم چھائیاں دور کرنے کے لیے چہرے پر زعفران ملا کرتی تھیں۔

شرح مسہ کی کنیت ام بُسّۃ ازدیہ ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی اور اوزاعی رحمہم اللہ کے نزدیک نفاس کی کم سے کم مدت ایک لحظہ ہے، ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک پچیس دن اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک گیارہ دن ہے۔ جبکہ اس کی زیادہ سے زیادہ مدت جمہور کے نزدیک چالیس دن ہیں۔ وہ کہتے ہیں: نفاس والی عورت چالیس دن تک نماز نہیں پڑھے گی

(۳۲۲) حسن صحیح ......أخرجه ابوداود: ۳۱۱، والترمذی: ۱۳۹، وابن ماجه: ٦٤٨

البتہ اگر اس سے پہلے پاک ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھنا واجب ہے لیکن اگر چالیس دن تک پاک نہ بھی ہو تو چالیس دن کے بعد نماز پڑھنا شروع کر دے گی، سیدنا عمر، ابن عباس، انس رضی اللہ عنہم اجمعین اور سفیان ثوری، ابن مبارک، امام احمد، اسحاق رحمہم اللہ اور اصحاب الرائے کا یہی مذہب ہے، نیز امام ترمذی رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی یہی نقل کیا ہے۔ قتادہ اور اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ دیگر عورتوں کی طرح بغیر تحدید کے بیٹھی رہے گی۔ حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نفاس کی اکثر مدت پچاس دن ہے۔ امام شافعی، عطاء بن ابی رباح، شعبی رحمہم اللہ کے نزدیک اکثر مدت ساٹھ دن ہے۔ مکحول اور سعید بن عبدالعزیز کہتے ہیں: لڑکے کی ولادت کے بعد تیس دن اور لڑکی کی ولادت کے بعد چالیس دن ہے۔

اگر کوئی عورت بڑھاپے کو پہنچ جائے اور کچھ عرصہ کے لیے اس کا خون رک جانے کے بعد دوبارہ جاری ہو جائے تو جمہور علماء کے ہاں وہ حیض کا خون ہوگا جبکہ عطاء اور حکم بن عیینہ کے ہاں وہ استحاضہ ہے اور وہ عورت نماز نہیں چھوڑ سکتی۔

(4)......بَابُ الْحَائِضِ إِذَا طَهُرَتْ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ

حائضہ پاک ہونے کے بعد روزے کی قضاء دے گی نماز کی نہیں

(۳۲۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مَحْبُوبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عُبَيْدَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنَّا نَحِيضُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَطْهُرُ، فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصِّيَامِ، وَلا يَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب حیض سے پاک ہوتیں تو آپ ہمیں روزوں کی قضاء کا حکم دیتے تھے نماز کا نہیں دیتے تھے۔

شرح (عبیدہ) بن معتّب ضّبی کوفی مراد ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبدالکریم تھی۔ جمہور علماء کا موقف یہی ہے کہ حیض و نفاس والی عورت پاک ہونے کے بعد نماز کی قضاء نہیں دے گی البتہ روزوں کی قضاء دے گی۔ ابو زناد کہتے ہیں: بہت ساری روایات عقل کے خلاف آ جاتی ہے مگر انہیں تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں، انہیں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حائضہ روزوں کی قضاء دے اور نماز کی نہ دے۔

---

(۳۲۳) أخرجه البخاري: ۳۲۱، مسلم: ۳۳۵

(5)......بَابُ حُكْمِ الْمُسْتَحَاضَةِ
مستحاضہ کا حکم

(٣٢٤)ـ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلاةَ؟ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلاةَ، فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابو حبیش رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگی: میں پاک نہیں ہوتی، تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ حیض نہیں بلکہ ایک رگ کا خون ہے جب حیض کے ایام آ جائیں تو نماز چھوڑ دو اور جب وہ دن گزر جائیں تو خون صاف کر کے نماز پڑھ لو۔''

شرح: امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے عبداللہ بن یوسف سے اور امام مسلم رحمہ اللہ نے وکیع سے روایت کیا ہے۔
ابو اسامہ نے ہشام سے اس کو یوں بیان کیا ہے: اتنے دن تک نماز چھوڑ دے جتنے دن تجھے حیض آتا ہے، پھر غسل کر کے نماز پڑھ لے۔'' ابو معاویہ کی روایت کے الفاظ یوں ہیں: ''ہر نماز کے لیے وضو کر لیا کرتی کہ حیض کا وقت آ جائے۔''

(٣٢٥)ـ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدِّمَاءَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((لِتَنْظُرْ عَدَدَ اللَّيَالِي

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک عورت کو استحاضہ کا خون آتا تھا۔ اس کی بابت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''مرض لگنے سے پہلے مہینے میں اسے جتنے دن

(٣٢٤) أخرجه البخاري: ٣٠٦، ومسلم: ٣٣٣

(٣٢٥) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٢٧٤، والنسائي: ٢٠٨، وابن ماجه: ٦٢٣،

وَالأَيَّـامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُـصِيبَهَـا الَّـذِي أَصَابَهَا ، فَلْتَتْرُكِ الصَّلاةَ قَـدْرَ ذَلِكَ ، فَـإِذَا خَـلَّفَتْ ذَلِكَ ، فَلْتَغْتَسِلْ ، ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ ، ثُمَّ لِتُصَلِّ۔))

حیض آتا تھا ان کا خیال رکھے اور اتنے دن نماز چھوڑ دے، جب وہ دن گزر جائیں تو غسل کر کے کپڑے کا لنگوٹ باندھے اور نماز پڑھے۔''

شرح اس روایت کو قتیبہ بن سعید نے لیث عن نافع عن سلیمان بن یسار کی سند سے یوں بیان کیا ہے: ''جب حیض کے دن گزر جائیں اور نماز کا وقت آ جائے تو غسل کر لے۔'' باقی روایت وہی ہے۔

سلیمان بن یسار، عطاء بن یسار کے بھائی اور سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے مولیٰ ہیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب کسی عورت کو استحاضہ کا مرض لگ جائے اور اس کا خون حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت سے تجاوز کر جائے نیز وہ خون میں فرق محسوس کر سکتی ہو، مثلاً پہلے سیاہ رنگ کا گاڑھا خون ہو اور بعد میں پتلا اور ہلکے رنگ کا خون ہو تو گاڑھے خون والے عرصے کو حیض شمار کر کے نماز، روزہ چھوڑ دے گی اور بعد والے پتلے خون کو استحاضہ شمار کرے گی اور غسل کر کے نماز، روزہ ادا کرے گی، اس کے بعد ہر فرض نماز کے لیے وضو کرے گی یہاں تک کہ گاڑھا خون شروع ہو جائے تو پھر نماز روزہ چھوڑ دے گی۔

فاطمہ بنت ابوحبیش والی روایت کا مفہوم بھی یہی ہے کیونکہ نبی ﷺ نے اسے یہ بات ''جب حیض شروع ہو جائے تو نماز چھوڑ دے'' اس لیے کہی تھی کہ اسے حیض کے شروع اور ختم ہونے کا علم تھا۔

زہری، عروہ سے اور وہ فاطمہ بنت ابوحبیش سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں کہا تھا: ''حیض کا خون سیاہ ہوتا ہے اور پہچانا جاتا ہے، جب ایسا خون ہو تو نماز چھوڑ دینا۔'' (حسن، ابوداود: ۲۸۶، نسائی: ۱/ ۱۸۵)) مکحول کہتے ہیں: عورتوں پر یہ بات مخفی نہیں کہ حیض کا خون سیاہ اور گاڑھا ہوتا ہے۔ جب ایسا خون ختم ہو جائے اور پتلا زردی مائل خون شروع ہو جائے تو وہ استحاضہ ہے، چنانچہ غسل کر کے نماز پڑھ لے، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے کہ مستحاضہ عورت خون میں فرق کو ملحوظ رکھے گی اور اپنی عادت کو مدنظر نہیں رکھے گی کیونکہ فرق کو ملحوظ رکھنے میں خون کی مخصوص صفات اور ذات کا اعتبار ہے اور یہ زمانے کے اعتبار سے بہتر ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: فرق کو ملحوظ رکھنے کی تین شرائط ہیں۔ (۱) گاڑھے خون کا دورانیہ حیض کی کم از کم مدت سے کم نہ ہو۔ (۲) حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت سے زائد بھی نہ ہو۔ (۳) دو گاڑھے خونوں کے درمیان حائل ہونے والے پتلے خون کا دورانیہ طہر کی کم از کم مدت یعنی پندرہ دنوں سے کم نہ ہو۔ اگر ان شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی کم ہو گی تو فرق کو ملحوظ رکھنا باطل قرار پائے گا اور اس کا حکم مستحاضہ والا ہو گا جسے ایک ہی رنگ کا خون آ رہا ہو چنانچہ حیض اور طہر میں وہ اپنی سابقہ عادت کو ملحوظ رکھے گی اور اسی کے مطابق ہر ماہ اتنے دن نماز، روزہ چھوڑ دے گی جتنے دن اسے حیض آتا تھا، پھر غسل کر کے ہر

فرض نماز کے لیے وضو کرے گی حتی کہ اس کے طہر والے ایام کے بقدر دن گزر جائیں، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا والی روایت کا یہی مفہوم ہے کہ ''وہ مرض لگنے سے پہلے ہر ماہ جتنے دن اسے حیض آتا تھا ان میں غور کرے گی۔''

اگر کوئی عورت جوان ہوتے ہی مستحاضہ ہو جائے تو امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک حیض کی کم از کم مدت یعنی ایک دن رات نماز نہیں پڑھے گی پھر غسل کر کے باقی پورا مہینہ نماز پڑھتی رہے گی جبکہ سفیان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اپنے خاندان کی ہم عمر لڑکیوں کی عادت کو اپنائے گی۔

((انما ذلك عرق)) اس کا معنی یہ ہے کہ یہ حیض کا خون نہیں جو مقررہ ایام میں رحم سے آتا ہے بلکہ کسی بیماری کی وجہ سے کوئی رگ پھٹ گئی ہے اور خون بہنے لگا ہے۔

آپ کا یہ فرمان: ''جب اتنے دن گزر جائیں تو خون دھو کر نماز پڑھ لے۔'' اس بات کی دلیل ہے کہ حیض والے ایام گزرنے کے فورا بعد نماز شروع کر دے گی اور مزید کوئی انتظار نہیں کرے گی۔

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: مستحاضہ حیض کے ایام گزر جانے کے بعد تین دن مزید انتظار کرے گی الاّ یہ کہ خون کا دورانیہ پندرہ دن سے بڑھ جائے (تو پھر انتظار کی ضرورت نہیں)۔

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: حیض کے ایام کے بعد ایک یا دو دن انتظار کرے گی، پھر اس کے بعد مستحاضہ شمار کی جائے گی۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ((ثم لتستثفر بثوب)) میں (استثفار) سے مراد یہ ہے کہ خون کے بہاؤ کو روکنے کے لیے خون والی جگہ پر مضبوطی سے کپڑا باندھ لے، جانور کی دم کے نیچے جو رسی باندھی جاتی ہے اس کو بھی (ثفر الدابة) کہا جاتا ہے، ان دونوں میں لفظوں کی اصل ایک ہی ہے، چنانچہ مستحاضہ پر لازم ہے کہ نماز پڑھتے وقت روئی وغیرہ یا کوئی ایسی چیز استعمال کرے جس سے خون کا راستہ بند ہو جائے اور خون رک جائے، اگر پھر بھی خون ٹپکنے لگے اور کوشش کے باوجود نہ رکے تو اس کی نماز درست ہو گی اور اس پر اعادہ نہیں ہوگا یہی حکم سلسل البول کے مریض کا بھی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی کوئی بیوی اعتکاف کے لیے بیٹھی جو مستحاضہ تھی اور وہ سرخی یا زردی مائل خون دیکھتی تھی، بسا اوقات وہ نماز پڑھتی تو ہم اس کے نیچے برتن رکھ دیتے (کہ خون برتن میں گرے)۔(صحیح بخاری: ۳۰۹، ۳۱۰، ۲۰۳۷)

سیدنا علی، ابن عباس، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم اجمعین اور سعید بن مسیّب، حسن، عطاء وغیرہ رحمہم اللہ جمہور علماء کے نزدیک مستحاضہ پر نماز و روزہ واجب ہے۔ نیز مسجد میں اعتکاف بیٹھنا، طواف کرنا، قرآن پڑھنا اور خاوند سے ہمبستر ہونا بھی جائز ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: مستحاضہ سے اس کا خاوند جماع نہیں کر سکتا۔

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مستحاضہ نہ روزہ رکھ سکتی ہے، نہ قرآن پڑھ سکتی ہے، اور نہ خاوند اس سے جماع ہی کر سکتا

ہے، صرف نماز کی رخصت ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: مستحاضہ پر فرض نماز کے لیے وضو کرنا واجب ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مستحاضہ حیض کے دنوں میں نماز نہیں پڑھے گی پھر ایک دفعہ غسل کر کے ہر نماز کے لیے وضو کرے گی۔ (صحیح بخاری: ۲۲۸)

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: مستحاضہ ایک وضو کے ساتھ دو فرض نمازیں اور دو فرض طواف جمع نہیں کر سکتی، البتہ ایک فرض نماز اور نوافل جتنے چاہے ادا کر سکتی ہے، قرآن بھی پڑھ سکتی ہے، سلسل البول والے آدمی کا بھی یہی حکم ہے۔ البتہ اصحاب الرائے کے نزدیک مستحاضہ ایک وقت میں ایک وضو کے ساتھ کئی فرض نمازیں ادا کر سکتی ہے۔

امام ربیعہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب تک خون کے علاوہ کسی اور وجہ سے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا اس کے لیے نماز پڑھنا جائز ہے۔

البتہ مستحاضہ کو اپنے حیض کے ایام اور اوقات بھول جائیں تو اس پر لازم ہے کہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کرے اور رمضان کے روزے رکھے لیکن بعد میں قضا بھی دے اور خاوند بھی مستقل اس سے دور رہے۔ زہری رحمہ اللہ سیدنا عروہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش کو عصر نبوی میں استحاضہ کا مرض لاحق ہو گیا، چنانچہ آپ نے انہیں ہر نماز کے ساتھ غسل کرنے کا حکم دیا۔ (صحیح، ابوداود: ۲۹۲، نسائی: ۱/ ۱۸۳)

مگر لیث بن سعد کہتے ہیں: زہری رحمہ اللہ نے یہ کہیں ذکر نہیں کیا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو ہر نماز کے ساتھ غسل کرنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا بلکہ وہ تو از خود غسل کیا کرتی تھیں۔

(۳۲۶)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَغَيْرُهُ، قَالَا: نا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُقَيْلٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَمِّهِ عِمْرَانَ بْنِ طَلْحَةَ......

عَنْ أُمِّهِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ، قَالَتْ: كُنْتُ أَسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَبِيرَةً شَدِيدَةً، فَمَا تَرَى فِيهَا؟ قَدْ مَنَعَتْنِي

سیدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: مجھے بہت استحاضہ ہوتا تھا۔ میں نے نبی ﷺ سے اس بارے میں عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے بہت سخت استحاضہ ہوتا ہے، میرے لیے کیا حکم ہے؟ مجھے تو اس نے نماز اور روزے سے روک دیا ہے، آپ نے فرمایا: ”میں تجھے روئی استعمال کرنے کا

(۳۲۶) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ۲۸۷، والترمذي: ۱۲۸، وابن ماجه: ٦۲۲

الصَّلَاةَ وَالصَّوْمَ، قَالَ: ((أَنْعَتُ لَكِ الْكُرْسُفَ، فَإِنَّهُ يُذْهِبُ الدَّمَ))، قَالَتْ: هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: ((فَاتَّخِذِي ثَوْبًا))، قَالَتْ: هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، إِنَّمَا أَثُجُّ ثَجًّا، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((سَآمُرُكِ بِأَمْرَيْنِ أَيَّهُمَا فَعَلْتِ أَجْزَأَ عَنْكِ مِنَ الآخَرِ، فَإِنْ قَوِيتِ عَلَيْهِمَا، فَأَنْتِ أَعْلَمُ، قَالَ لَهَا: إِنَّمَا هَذِهِ رَكْضَةٌ مِنْ رَكَضَاتِ الشَّيْطَانِ، فَتَحَيَّضِي سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ فِي عِلْمِ اللّٰهِ، ثُمَّ اغْتَسِلِي، حَتَّى إِذَا رَأَيْتِ أَنَّكِ قَدْ طَهَرْتِ، وَاسْتَنْقَأْتِ فَصَلِّي ثَلاثًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، أَوْ أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَأَيَّامَهَا، وَصُومِي، فَإِنَّ ذَلِكَ يُجْزِئُكِ، وَكَذَلِكَ افْعَلِي كُلَّ شَهْرٍ كَمَا تَحِيضُ النِّسَاءُ، وَكَمَا يَطْهُرْنَ مِيقَاتَ حَيْضِهِنَّ وَطُهْرِهِنَّ، فَإِنْ قَوِيتِ عَلَى أَنْ تُؤَخِّرِي الظُّهْرَ، وَتُعَجِّلِي الْعَصْرَ، فَتَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلاتَيْنِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَتُؤَخِّرِينَ الْمَغْرِبَ، وَتُعَجِّلِينَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ تَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلاتَيْنِ فَافْعَلِي، وَتَغْتَسِلِينَ مَعَ الْفَجْرِ، فَافْعَلِي، وَصُومِي إِنْ قَدَرْتِ عَلَى ذَلِكَ))
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَهَذَا أَعْجَبُ الأَمْرَيْنِ إِلَيَّ۔))

مشورہ دیتا ہوں، اس سے خون جذب ہو جائے گا، وہ کہنے لگیں: خون تو اس سے بہت زیادہ ہوتا ہے، آپ نے فرمایا: ''کپڑے کا لنگوٹ باندھ لو۔'' وہ کہنے لگیں: وہ اس سے بھی زیادہ بہتا ہے جو فوارے کی طرح نکلتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں دو باتیں بتاتا ہوں، ہر ایک بات دوسری سے کفایت کر جائے گی اور اگر تم دونوں کام کر سکو تو تمہاری مرضی۔'' آپ نے فرمایا: ''یہ ایک شیطانی حرکت ہے، تم چھ یا سات دن تو اللہ کے علم میں حیض شمار کر لو اس کے بعد غسل کر لو۔ جب تمہیں اپنی طہارت کا یقین ہو جائے اور اچھی طرح صاف ہو جائے تو ۲۳ / یا ۲۴ / دن نماز پڑھو اور روزہ رکھو، یہ تمہارے لیے کافی ہے، اسی طرح ہر ماہ عورتوں کی طرح اپنے حیض اور طہارت کا اندازہ کرو اور اگر ہو سکے تو ظہر کو مؤخر کر لو اور عصر کو پہلے کر لو اور دونوں نمازوں کے لیے ایک غسل کر کے نمازیں جمع کر لو، اسی طرح مغرب کو مؤخر کر لو اور عشاء کو جلدی کر لو اور غسل کر کے دونوں نمازوں کو جمع کر لو اور فجر کی نماز کے لیے الگ غسل کر لو، اور اگر روزے کی طاقت ہو تو وہ بھی رکھ لو۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دونوں میں سے یہ کام مجھے زیادہ پسند ہے۔''

شرح یہ روایت حسن ہے، ایک اور سند سے بھی مروی ہے مگر وہ ((میقات حیضھن وطھرن۔)) پر

ختم ہو جاتی ہے اس سے آگے مذکور نہیں ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اپنی کتاب میں مکمل روایت کیا ہے۔ یہ سمجھ کر کہ اگلے الفاظ راوی کے اپنے ہیں ان کو حدیث میں بیان نہیں کیا۔

((الکرسف۔)) کا معنی روئی ہے۔ ((أُثج ثجا۔)) سے مراد بہنے والا خون ہے۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''لگام کی طرح لنگوٹ باندھ لو۔'' چنانچہ یہ لفظ ((استثفری)) کے ہم معنی ہی ہے۔ ((تحیضی)) سے مراد یہ ہے کہ حیض کے ایام میں نماز روزہ چھوڑ دے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدہ حمنہ رضی اللہ عنہا کی کیفیت میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ان کو ابتداء ہی سے استحاضہ کا مرض لاحق ہو گیا تھا، چنانچہ آپ نے انہیں اس خاندان کی دیگر خواتین کی عادت کو مدنظر رکھتے ہوئے فتوی دیا تھا۔

((تحیضی ستة ایام او سبعة۔)) اختیار دینا مقصود نہیں بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ تمہارے خاندان کی تمہاری ہم عمر عورتوں کو اگر چھ دن حیض آتا ہے تو تم بھی چھ ہی دن نماز چھوڑ دینا اور اگر انہیں سات دن حیض آتا ہے تو تم بھی سات دن نماز چھوڑ دینا۔ بعض کہتے ہیں: سیدہ حمنہ رضی اللہ عنہا کی پہلے عادت حیض موجود تھی مگر وہ بھول چکی تھیں، چنانچہ آپ نے انہیں حکم دیا کہ دماغ پر زور ڈالو اور جس پر یقین ہو جائے اس کو بنیاد بنا لو، اس کی دلیل آپ کے یہ الفاظ ہیں: ((فی علم اللہ۔)) یعنی اللہ کو تمہارے معاملے میں چھ دن یا سات دن کو جو بھی علم ہے اس کو تلاش کرو۔

(۳۲۷)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ يَعْنِي: ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلٍ اسْتُحِيضَتْ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، فَلَمَّا جَهَدَهَا ذَلِكَ، أَمَرَهَا أَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِغُسْلٍ، وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِغُسْلٍ، وَتَغْتَسِلُ لِلصُّبْحِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: سہلہ بنت سہیل کو استحاضہ کا مرض لگ گیا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ آپ نے انہیں ہر نماز کے ساتھ غسل کرنے کا حکم دیا، جب ان کے لیے ایسا کرنا مشکل ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ظہر اور عصر ایک غسل سے، مغرب اور عشاء ایک غسل سے اور فجر کو ایک غسل سے ادا کرنے کا حکم دیا۔

(۳۲۷) حدیث عائشة ضعیف بذکر سهلة بنت سهیل، وصحیح بذکر ان امرأة استحیضت فسألت ...... بمعناه ......أخرجه ابو داود: ۲۹۵

(٣٢٨)۔ نـا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَـنْ عَـائِشَةَ، قَالَتْ: اسْتُحِيضَتِ امْرَأَةٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُمِرَتْ أَنْ تُعَجِّلَ الْعَصْرَ وَتُؤَخِّرَ الظُّهْرَ، وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا غُسْلا وَاحِدًا، وَأَنْ تُؤَخِّرَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلَ الْعِشَاءَ، وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا غُسْلا وَاحِدًا، وَتَغْتَسِلَ لِصَلاةِ الصَّبْحِ غُسْلا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک عورت مستحاضہ ہوگئی تو اسے حکم دیا گیا کہ وہ ظہر کو لیٹ کر کے اور عصر کو جلدی کر کے دونوں کے لیے ایک غسل کر لے، اسی طرح مغرب کو لیٹ کر کے اور عشاء کو جلدی کر کے دونوں کے لیے ایک غسل کر لے اور فجر کی نماز کے لیے الگ سے غسل کر لے۔

شرح امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ دونوں احادیث اس عورت سے متعلقہ ہیں جسے عادت حیض بھول چکی ہو، نہ تاریخ یاد ہو اور نہ دنوں کی تعداد، تو اس پر ہر نماز کے لیے غسل کرنا واجب ہے کیونکہ ہر نماز کے وقت یہی احتمال ہوگا کہ شاید حیض بند ہوا ہو اور غسل واجب ہوا ہو۔

ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب نبی ﷺ نے دیکھا کہ بیماری کا دورانیہ لمبا ہوگیا ہے اور ہر نماز کے لیے غسل کرنا باعث مشقت ہے تو آپ نے اسے ایک غسل سے دو نمازیں جمع کرنے کی اجازت دے دی۔ جیسا کہ مسافر کو سفر کی بنا پر دونوں نمازیں جمع کرنے کی اجازت دی ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا علی، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین اور امام زہری اور مکحول رحمہما اللہ بھی یہی کہتے ہیں کہ مستحاضہ پر ہر نماز کے وقت غسل کرنا واجب ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ظہر اور عصر کے لیے علیحدہ غسل کرے، مغرب اور عشاء کے لیے علیحدہ غسل کرے اور اسی طرح فجر کے لیے علیحدہ غسل کرے۔

(6)......بَابُ الصُّفْرَةِ وَالْكُدْرَةِ

زرد اور گدلے رنگ کا پانی

(٣٢٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ......

---

(٣٢٨) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٢٩٤، والنسائي: ٢١٣

(٣٢٩) أخرجه الامام مالك في المؤطأ: ١٣٠، والبيهقي: ١٥٨٩، ورواه البخاري معلقا في كتاب الحيض، باب اقبال المحيض وادباره

عَنْ أُمِّهِ مَوْلَاةِ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النِّسَاءُ يَبْعَثْنَ إِلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالدُّرْجَةِ فِيهَا الْكُرْسُفُ فِيهَا الصُّفْرَةُ، فَتَقُولُ لَا تَعْجَلْنَ حَتَّى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ، تُرِيدُ بِذَلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ۔

علقمہ اپنی ماں سے بیان کرتے ہیں جو کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں وہ کہتی ہیں: عورتیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ڈبیا میں روئی رکھ کر بھیجتی تھیں جس پر زرد رنگ کا پانی لگا ہوتا تھا (یعنی حیض کے بعد اب اس طرح کا پانی آرہا ہے تو کیا ہم نماز پڑھ سکتی ہیں) تو آپ فرماتیں: جلدی نہ کرو، جب تک کہ تم خوب سفیدی نہ دیکھ لو (اس وقت تک غسل نہ کرو) آپ کی مراد یہ تھی کہ حیض سے بالکل پاک ہو جاؤ۔

شرح: ابو عبیدہ اس کی تفسیر یوں کرتے ہیں: حتی کہ وہ روئی یا کپڑا جسے عورت حیض کے لیے استعمال کرتی ہے چونے کی طرح سفید نکلنے لگے اور اس کے ساتھ کوئی زردی وغیرہ محسوس نہ ہو۔

((القصة) سفید دھاگے جیسی کوئی چیز ہوتی ہے جو مکمل خون بند ہونے کے بعد نکلتی ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے عورتوں سے اس بارے میں پوچھا تو یہ چیز ان کے ہاں معروف تھی جسے وہ طہر کے وقت دیکھتی تھیں۔

حسن اور عطاء کہتے ہیں: جب حائضہ پاک ہو جائے اور غسل کر لے، بعد میں پھر تری دیکھ لے تو اس پر دوبارہ غسل واجب نہیں بلکہ وضو ہی کافی ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں: (التریة) اس معمولی پانی کو کہتے ہیں جو غسل حیض کے بعد کبھی کبھار آ جاتا ہے، نیز یہ (صفرة) یعنی زرد رنگ کے پانی سے بھی معمولی ہو سکتا ہے۔

(7)......بَابُ مَنْ غَلَبَهُ الدَّمُ

جس کا خون بہہ نکلے تو وہ کیا کرے

(٣٣٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بَعْدَ أَنْ صَلَّى الصُّبْحَ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِي طُعِنَ فِيهَا عُمَرُ، فَأُوقِظَ عُمَرُ، فَقِيلَ لَهُ الصَّلَاةَ، لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ، وَلَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جس رات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا گیا میں فجر کی نماز کے بعد ان کے پاس گیا تو انہیں جگا کر فجر کی نماز ادا کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: جو نماز چھوڑے اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں چنانچہ آپ نے نماز ادا کی جبکہ خون بہہ رہا تھا۔

(٣٣٠) أخرجه الامام مالك في المؤطأ: ١/ ٣٩، والبيقى: ١٦٧٣

الصَّلاةَ، فَصَلَّى عُمَرُ وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَمًا۔

شرح: مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بن نوفل صحابی ہیں اور ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں: جس شخص کو دائمی نکسیر ہو یا اس کا خون نہ رکتا ہو تو وہ بھی مستحاضہ کی طرح معذور ہے۔ وہ خون کو دھو کر ہر فرض نماز کے لیے وضو کرے اور نماز ادا کر لے۔ اس پر قضا نہیں ہے البتہ جو آدمی معذور نہ ہو اور اس کے کپڑے یا بدن پر نجاست لگی ہو اور وہ اسی طرح نماز پڑھ لے تو اس کے لیے نماز دہرانا لازم ہے۔ اگر معمولی نجاست ہو کہ جس سے بچنا ناممکن ہو جیسے مچھر وغیرہ کا خون یا پھوڑے پھنسی سے نکلنے والا خون تو پھر کوئی حرج نہیں۔

ہشام بن عروہ کہتے ہیں: میں نے نماز توڑی تو میرے والد نے دیکھ لیا اور مجھ سے نماز توڑنے کی وجہ پوچھی، میں نے کہا: میرے کپڑوں میں مکھی کا خون لگا ہوا ہے، تو انہوں نے مجھے ڈانٹا اور کہنے لگے: تو نے نماز پوری کیوں نہیں کی۔

حسن بصری رحمہ اللہ مکھی، مچھر اور کھٹمل وغیرہ کے خون میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ امام مالک رحمہ اللہ سے مکھی کے خون کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: اسے دھولو۔ سالم بن عبداللہ کی ناک سے خون نکلتا تو وہ انگلی سے صاف کر لیتے اور وضو کیے بغیر نماز پڑھ لیتے، ابن مسیّب سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ مروی ہے کہ ایک آدمی کی انگلی زخمی ہوگئی تو سعید بن مسیّب نے اس سے کہا: خون دیوار سے مل دو اور نماز پڑھ لو۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ، ابن مبارک رحمہ اللہ اور اصحاب الرائے کہتے ہیں: درہم کے بقدر نجاست معاف ہے۔ کچھ علماء کے نزدیک درہم سے کم مقدار تو معاف ہے لیکن اگر درہم تک پہنچ جائے تو اس میں معافی نہیں۔

محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اونٹ ذبح کیے اور اسی طرح نماز پڑھ لی جبکہ آپ کے سینے پر ان کا گوبر اور خون لگا ہوا تھا۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اس میں کوئی حرج نہیں محسوس کرتا کہ میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت اور چربی کھاؤں، نیز اس کا گوبر اور خون میرے جسم پر لگا ہو اور میں پانی کو ہاتھ لگائے بغیر نماز پڑھ لوں۔

(8)......بَابُ غُسْلِ الْجُمُعَةِ
جمعہ کے دن غسل کرنا

(٣٣١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((غُسْلُ يَوْمِ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔“

(٣٣١) أخرجه البخاري: ٨٧٩، ومسلم: ٨٤٦

الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ۔))

(٣٣٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی جمعہ کے لیے آنا چاہے تو وہ غسل کرے۔''

(٣٣٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَخْلَدِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ السَّرَّاجُ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ......

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: ((إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ منبر پر فرما رہے تھے: ''جب تم میں سے کوئی آدمی نماز جمعہ کے لیے آنا چاہے تو وہ غسل کرے۔''

(٣٣٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيُّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى......

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((حَقًّا عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَغْتَسِلُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَلْيَمَسَّ أَحَدُهُمْ مِنْ طِيبِ أَهْلِهِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ، فَالْمَاءُ لَهُ طِيبٌ۔))

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کے دن غسل کرنا مسلمانوں کے لیے ضروری ہے، نیز وہ گھر میں موجود خوشبو بھی استعمال کریں اگر خوشبو نہ ملے تو پانی ہی اس کے لیے خوشبو ہے۔''

شرح یہ حدیث حسن ہے، اسے ہشیم نے یزید بن ابو زیاد سے روایت کیا ہے اور اس کی روایت احسن ہے۔

(٣٣٢) أخرجه البخاري: ٨٧٧، ومسلم: ٨٤٤

(٣٣٣) أخرجه البخاري: ٣٣٢، ومسلم: ٨٤٤

(٣٣٤) هذا حديث حسن ......أخرجه الترمذي: ٥٢٨

براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعمارہ انصاری ہے، بنو حارث میں سے تھے اور کوفہ میں آباد ہو گئے تھے۔غسل جمعہ کے وجوب میں علماء کا اختلاف ہے جبکہ غسل کے بغیر نماز جمعہ کی ادائیگی بالاتفاق جائز ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حسن بصری رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک واجب ہے جبکہ جمہور علماء کے نزدیک واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔

((غسل یوم الجمعة واجب۔)) اس سے حتمی نہیں بلکہ اختیاری وجوب مراد ہے، جیسے کوئی آدمی اپنے دوست سے کہے تیرا حق مجھ پر واجب ہے لیکن ایسا وجوب مراد نہ ہو جس کے بغیر گزارہ نہیں اور اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آنے کا کونسا وقت ہے؟ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے امیر المؤمنین! میں بازار سے لوٹا تو اذان کی آواز سنی اور وضو کر کے مسجد میں آ گیا اور تو کچھ بھی نہیں کیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: صرف وضو ہی کیا ہے؟ حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

اگر غسل واجب ہوتا تو سیدنا عثمان سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی تنبیہ سن کر واپس چلے جاتے یا پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ انہیں واپس بھیج دیتے۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں دلیل ہے کہ غسل جمعہ ان لوگوں کے لیے ہے جنھوں نے نماز جمعہ میں شامل ہونا ہو، عورتوں، بچوں اور غلاموں پر نہیں ہے کہ جنھوں نے جمعہ میں شامل نہیں ہونا، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: غسل ان لوگوں کے لیے ہے جن پر جمعہ واجب ہے۔

میں کہتا ہوں: غسل کا مستحب وقت وہ ہے جب آدمی نماز کے لیے جانے لگے، چنانچہ اگر طلوع فجر کے فوراً بعد غسل کرے تو بھی جائز ہے البتہ فجر سے پہلے جمعہ کا غسل کرنا درست نہیں۔

(۳۳۵)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُفْيَانَ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ، وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ۔))

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے دن وضو کیا تو وہ بھی ٹھیک اور بہتر ہے لیکن جس نے غسل کیا تو غسل کرنا افضل ہے۔''

تشریح یہ حدیث حسن ہے۔سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔۵۹ھ میں فوت ہوئے۔حسن

(۳۳۵) هذا حديث حسن ......أخرجه الترمذي: ٤٩٧، وابوداود: ٣٥٤، والنسائي: ١٣٨٠

سے مراد حسن بن ابوالحسن بصری ہیں، اور ابوالحسن کا نام یسار ہے جو زید بن ثابت انصاری کے مولیٰ تھے۔ ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے۔ حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں جب پیدا ہوا اس وقت خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے دو سال باقی تھے اور یوم الدار کو میری عمر ۱۶/ برس تھی۔

میں کہتا ہوں: جمعہ کے دن غسل کرنا باعث فضیلت ہے، صرف وضو کر لینا بھی جائز ہے۔

((فبها ونعمت۔)) اصمعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ اس لیے فرمایا ہے کہ اس نے سنت پر عمل کیا ہے اور (نعمت) سے مراد (نعم الخصلة) ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس نے رخصت پر عمل کیا ہے اس لیے ٹھیک کیا ہے کیونکہ سنت تو یہ ہے کہ جمعہ کے دن غسل کیا جائے۔

(۳۳۶)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ، فَدَنَا، وَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ، وَزِيَادَةُ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصَى فَقَدْ لَغَا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے خوب اچھی طرح وضو کیا، پھر جمعہ کے لیے آیا اور امام کے قریب بیٹھا اور خاموشی کے ساتھ غور سے خطبہ سنا اس کے ایک ہفتہ اور مزید تین دن کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور جو کنکریوں کو چھیڑتا رہا اس نے لغو کیا۔''

تشریح: یہ حدیث صحیح ہے، اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کیا ہے۔

((ما بينه وبين الجمعة)) ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مراد یہ ہے کہ جس وقت میں وہ جمعہ ادا کر رہا ہے اگلے جمعہ اس وقت تک کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

میں کہتا ہوں: اس میں پہلے جمعہ کا آخری نصف حصہ اور اگلے جمعہ کا پہلا نصف حصہ بھی شامل ہے۔ تاکہ سات دن پورے ہو جائیں مزید تین دن مل کر دس دن پورے ہو جائیں گے اور نیکی کا اجر دس گناہ ہو جائے گا۔

(۳۳۷)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ،

(۳۳۶) أخرجه مسلم: ۸۵۷

(۳۳۷) أخرجه البخاري: ۸۹۷، ومسلم: ۸۴۹

عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيهِ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر مسلمان پر سات دنوں میں ایک دن نہانا فرض ہے کہ جس میں وہ اپنے سر اور جسم کو دھوئے۔''

شرح: امام مسلم رحمہ اللہ نے اسے محمد بن حاتم سے روایت کیا ہے۔

(۳۳۸)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ شَيْبَةَ، عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ الْعَنَزِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ، حَدَّثَتْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ أَرْبَعٍ، مِنَ الْجَنَابَةِ، وَيَوْمِ الْجُمُعَةِ، وَمِنَ الْحِجَامَةِ، وَمِنْ غَسْلِ الْمَيِّتِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار چیزوں سے غسل فرمایا کرتے تھے، جنابت سے، جمعہ کے دن، سینگی لگوانے سے اور میت کو غسل دینے سے۔

شرح: میں کہتا ہوں: غسل جنابت تو فرض ہے اور غسل جمعہ سنت ہے اور سینگی لگوانے سے غسل کرنا مستحب ہے تاکہ صفائی ہو جائے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ حجام نے خون کے چھینٹے پھینک دیے ہوں۔ مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ عیدین کے دن، جمعہ کے دن، عرفہ کے دن اور جب احرام باندھنے لگتے تو غسل کیا کرتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ عید الفطر کے دن نماز عید سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بھی عید کے دن غسل کیا کرتے تھے۔

(9)......بَابُ الْغُسْلِ مِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ
میت کو غسل دے کر غسل کرنا

(۳۳۹)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَرَجِ الْمُظَفَّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ التَّمِيمِيُّ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ حَمْزَةُ بْنُ يُوسُفَ السَّهْمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْئَمَةِ......

(۳۳۸) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ۳۱٦۰

(۳۳۹) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ۳۱٦۱، والترمذي: ۹۹۳، وابن ماجه: ١٤٦٣

عَـنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ غَسَلَ مَیِّتًا فَلْیَغْتَسِلْ، وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْیَتَوَضَّأْ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو میت کو غسل دے وہ خود بھی غسل کرے اور جو میت کو اٹھائے وہ وضو کرے۔''

شرح: یہ حدیث حسن ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بھی مروی ہے۔

((صالح مولی التوأمة)) سے مراد صالح بن نبہان یعنی صالح بن ابو صالح مراد ہیں جو کہ توأمہ بنت امیہ قرشی کے مولیٰ تھے۔

میت کو غسل دے کر غسل کرنا بعض علماء کے نزدیک واجب اور جمہور علماء کے نزدیک غیر واجب ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میت کو غسل دینے والے پر غسل واجب نہیں ہے۔ عبداللہ بن ابوبکر سے مروی ہے کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے بوقتِ وفات سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غسل دیا، پھر وہاں موجود مہاجر صحابہ سے پوچھا کہ میں روزے سے ہوں اور آج سخت سردی بھی ہے، کیا مجھ پر غسل کرنا واجب ہے؟ تو انہوں نے کہا: نہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: غسل کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔ ابراہیم نخعی، امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کہتے ہیں: میت کو غسل دینے والا وضو کرے۔ امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: میت کو غسل دینے سے غسل واجب ہونے پر کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔ ابن مبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں: نہ غسل کرے اور نہ وضو کرے۔

خطابی کہتے ہیں: جو غسل کو واجب سمجھتے ہیں وہ اس لیے کہ غسل دینے والے پر میت کے پانی کے چھینٹے پڑ جانے کا اندیشہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ میت کے جسم پر نجاست لگی ہو لہٰذا اس پر واجب ہے کہ اپنے سارے بدن کو دھولے، اگر یقین ہو کہ میت کے جسم پر کوئی نجاست نہیں ہے تو پھر غسل دینے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

((ومن حمله فلیتوضأ۔)) مراد یہ ہے کہ جو آدمی میت کو ہاتھ لگائے وہ وضو کر لے، ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ میت کو اٹھانے والا باوضو ہو کیونکہ میت کو رکھتے ہی اسے نماز جنازہ پڑھنی ہوتی ہے لہٰذا اسے باوضو ہونا چاہیے۔

ناجیہ بن کعب سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: آپ کا بوڑھا اور گمراہ چچا فوت ہو گیا ہے (کیا کروں؟) آپ نے فرمایا: ''اسے لے جا کر دفنا دو اور میرے پاس واپس آنے تک کچھ نہ کرنا۔'' میں دفنا کر آپ کے پاس واپس آیا تو آپ نے مجھے غسل کرنے کا حکم دیا اور میرے لیے دعا کی۔

(10)......بَابُ الْغُسْلِ عِنْدَ الْإِسْلَامِ
اسلام قبول کرتے وقت غسل کرنا

(۳۴۰)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیزِ الْفَاشَانِیُّ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو

(۳۴۰) صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۳۵۵، والترمذی: ۶۰۵، والنسائی: ۱۸۸

عَلِیٍّ اللُّؤْلُئِیُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الأَغَرُّ......

عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ جَدِّهِ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُرِيدُ الإِسْلامَ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ۔

سیدنا قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اسلام قبول کرنے کے ارادے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے مجھے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل کرنے کا حکم دیا۔

(۳۴۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ الْجَرَّاحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَغَرِّ بْنِ الصَّبَّاحِ، عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنٍ......

عَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ: أَنَّهُ أَسْلَمَ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْ يَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ۔

سیدنا قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اسلام لائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پانی اور بیری کے پتوں سے غسل کرنے کا حکم دیا۔

شرح: یہ حدیث حسن ہے۔ قیس بن عاصم کی کنیت ابوطَلْیَہ یا ابوعلی ہے اور نسبت مِنقری اور تمیمی ہے اور یہ خلیفہ بن حصین بن قیس بن عاصم کے دادا ہیں۔

میں کہتا ہوں: علماء کا عمل اسی پر ہے کہ جو آدمی اسلام قبول کرے اس کے لیے غسل کرنا اور کپڑے دھونا مستحب ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک یہ غسل واجب نہیں جب تک کہ حالت شرک میں اس پر غسل کرنا لازم نہ ہوا ہو جبکہ امام مالک، امام احمد اور امام ابوثور رحمہم اللہ کے نزدیک اسلام قبول کرتے وقت غسل کرنا واجب ہے۔

اگر کوئی آدمی حالت شرک میں جنبی ہو جائے اور غسل کر کے اسلام قبول کر لے تو امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگردوں کا صحیح قول یہی ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد اس پر غسل کرنا واجب ہوگا جیسا کہ اگر وہ حالت شرک میں وضو یا تیمّم کرتا اور اسلام قبول کرتا تو دوبارہ وضو یا تیمّم کرنا اس پر واجب تھا۔

بعض علماء کے نزدیک دوبارہ غسل کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ کافر کا غسل درست ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر اہل کتاب کی کوئی عورت مسلمان کے نکاح میں ہو اور وہ حیض سے پاک ہونے کے بعد غسل کر لے تو خاوند کے لیے اس کے ساتھ جماع کرنا جائز ہے۔ لیکن پہلی بات زیادہ درست ہے کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ اگر اس کا غسل خاوند کے حق میں صحیح ہے تو عبادت کے لیے بھی صحیح ہو اور اس سے نماز پڑھنا جائز ہو، جیسا کہ مجنون عورت جب حیض سے پاک ہو اور

(۳۴۱) هذا حديث حسن ...... انظر الحديث السابق

خاوند اسے غسل کروا دے تو اس کے ساتھ جماع کرنا تو جائز ہے لیکن جب اسے افاقہ ہو تو اس پر دوبارہ غسل کرنا لازم ہے، اصحاب الرائے کہتے ہیں: اگر کافر غسل اور وضو کرنے کے بعد اسلام قبول کر لے تو اس وضو کے ساتھ نماز ادا کر سکتا ہے لیکن اگر تیمّم کیا تھا تو تیمّم دوبارہ کرنا پڑے گا۔

میں کہتا ہوں: سولہ غسل مسنون ہیں۔ (۱) جمعہ کے لیے غسل کرنا۔ (۲،۳) عیدین کے لیے غسل کرنا۔ (۴، ۵) سورج اور چاند گرہن کے لیے غسل کرنا۔ (۶) نماز استسقاء کے لیے غسل کرنا۔ (۷) میت کو غسل دینے کے بعد۔ (۸) اسلام قبول کرتے وقت غسل کرنا۔ (۹) مجنون کا افاقہ کے بعد غسل کرنا۔ اور سات غسل حج میں مسنون ہیں۔ (۱) احرام باندھتے وقت۔ (۲) مکہ میں داخل ہوتے وقت۔ (۳) عرفہ میں وقوف کے وقت۔ (۴) مزدلفہ میں وقوف کے وقت۔ (۵، ۶، ۷) تین ایام تشریق میں رمی جمرات کے وقت۔ ان سب غسلوں میں سب سے زیادہ تاکید غسل جمعہ کی ہے۔

(5)...... كِتَابُ الصَّلَاةِ
نماز کی کتاب

(1)......باب فَضْلِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ
نماز پنجگانہ کی فضیلت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ ...... ''یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔'' (سورۂ عنکبوت: ۴۵)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ ...... ''یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔'' (سورۂ ہود: ۱۱۴)

مراد یہ ہے کہ پانچ نمازیں درمیانی اوقات میں ہونے والی برائیوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد میں تشریف لائے تو کچھ لوگوں کو مصروفِ عبادت دیکھ کر کہنے لگے: اے لوگو! خوش ہو جاؤ، اس لئے کہ آگ کے لشکر کا کوئی مردتم میں موجود نہیں، پھر انھوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی: ﴿مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ۔ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ۔﴾ .... ''(جنتی لوگ جہنمیوں سے پوچھیں گے) تمھیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا؟ وہ جواب دیں گے: ہم نمازی نہ تھے۔'' (سورۂ مدثر: ۴۳۔۴۴)

(۳۴۲)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَخْلَدِيُّ، أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ السَّرَّاجُ، أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ، نَا اللَّيْثُ، وَبَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ؟)) قَالَ: ((فَذٰلِكَ مَثَلُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کسی شخص کے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ دفعہ نہائے تو تمھارا کیا گمان ہے کیا اس کے جسم پر کچھ بھی میل باقی رہ سکتا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳۴۲) أخرجه البخاري: ۵۲۸، و مسلم: ۶۶۷

الـصَّـلَـوَاتِ الْـخَـمْــسِ ، يَمْحُو اللّٰـهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا۔))

نے فرمایا: ''یہی حال پانچ نمازوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔''

(۳۴۳)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِـدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ ، نَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ ، نَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ ، نَا الأَعْمَشُ ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ......

عَـنْ جَـابِرٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ ، كَـمَثَـلِ نَهْـرٍ جَارٍ عَذْبٍ عَلَى بَابِ أَحَدِكُمْ ، يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ۔))

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانچوں نمازوں کی مثال میٹھی بہتی نہر کی مانند ہے جو کسی کے دروازے پر ہو اور وہ ہر روز اس میں پانچ بار نہاتا ہو۔''

(۱/۳۴۴)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِـدِ بْـنُ أَحْـمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، نَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُـرَيْـحٍ ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ، أَنَا شُعْبَةُ ، أَخْبَرَنِي الْوَلِيدُ بْنُ الْعِيزَارِ بْنِ حُرَيْثٍ......

قَـالَ: سَـمِـعْـتُ أَبَـا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ ، قَالَ: حَدَّثَنِي صَاحِبُ هَذِهِ الدَّارِ ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ الـلَّـهِ صَـلَّـى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ؟ قَالَ: ((الصَّلاةُ لِوَقْتِهَا)) ، ثُمَّ قُـلْـتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) ، قُلْتُ: ثُـمَّ أَيٌّ؟ قَـالَ: ((الْـجِهَـادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)) ، قَالَ: فَحَدَّثَنِيهِ بِهَذَا وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي۔

ابو عمرو شیبانی کہتے ہیں: میں نے اس گھر کے مالک سے سنا (وہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف اشارہ کر رہے تھے) انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنے وقت پر نماز پڑھنا، میں نے پھر پوچھا: اس کے بعد؟ فرمایا: والدین کے ساتھ نیک معاملہ رکھنا، پوچھا: اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ تفصیل بتائی اور اگر میں مزید سوالات کرتا تو آپ اور زیادہ بھی بتلاتے۔ (لیکن میں نے بطورِ ادب خاموشی اختیار کی۔)

(۳۴۳) أخرجه مسلم: ٦٦٨

(۱/۳۴٤) أخرجه البخاري: ٥٢٧ ، ٢٧٨٢ ، ومسلم: ٨٥

(۳۴۴/ ۲)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْحُمَيْدِيُّ ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو عُثْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السَّمَّاكُ ، نَا الْحَسَنُ بْنُ مُكْرَمٍ الْبَزَّارُ ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ ، نَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ الْوَلِيدَ بْنَ الْعِيزَارِ ، بِهٰذَا الإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ ، وَقَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: ((الصَّلاةُ لأَوَّلِ وَقْتِهَا۔))

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر مذکورہ بالا حدیث کی طرح کی حدیث بیان کی، البتہ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: اعمال میں سے کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نماز اول وقت میں ادا کرنا۔''

شرح تنبیہ: ابو عمرو الشیبانی کا نام سعد بن ایاس ہے۔

(۳۴۵)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الطَّيْسَفُونِيُّ ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ ، نَا أَحْمَدُ ، نَا ابْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ ، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ ، نَا الْعَلاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ۔)) وَزَادَ إِسْحَاقُ مَوْلَى زَائِدَةَ: ((وَرَمَضَانُ اِلَى رَمَضَانَ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانچوں نمازیں اور جمعہ، جمعہ تک یہ کفارہ ہو جاتے ہیں ان کے درمیان میں کئے گئے گناہوں کا، جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے۔'' اسحاق مولیٰ زائدہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ذکر کیا ہے: ''ایک رمضان دوسرے رمضان تک۔''

(۳۴۶)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ، نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ......

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ، أَنَّ رَجُلا أَصَابَ مِنَ امْرَأَةٍ قُبْلَةً ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک شخص نے کسی عورت کا بوسہ لے لیا اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

(۳۴۴/ ۲) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۴۲۶ عن ام فروة ، ورواه الترمذی: ۱۷۰ عن عبد الله بن مسعود
(۳۴۵) أخرجه مسلم: ۲۳۳
(۳۴۶) أخرجه البخاری: ۵۲۶ ، ۴۶۸۷ ، و مسلم: ۲۷۶۳

فَأَخْبَرَهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلِي هَذَا؟ قَالَ: ((لِجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ.))

میں آیا اور آپ کو اس حرکت کی خبر دی، اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ .... ''اور نماز دن کے دونوں حصوں میں قائم کرو اور کچھ رات گئے بھی، اور بلا شبہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔'' (سورۂ ہود: ۱۱۴) اس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ صرف میرے لئے ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ میری تمام امت کے لئے یہی حکم ہے۔''

شرح (زُلَفًا مِّنَ اللَّيْل) عربی میں ایک پہر اور گھڑی کو زُلْفَةٌ کہتے ہیں اور آیت کریمہ میں وارد لفظ جمع کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے: رات کے کچھ پہر آپ اللہ کریم کی عبادت کریں۔ اس سے مراد مغرب اور عشاء کی نمازیں ہیں۔

(2)...... بَابُ وَعِيدِ تَارِكِ الصَّلَاةِ

بے نماز کے متعلق وعید

(۳۴۷)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ، نَا وَكِيعٌ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ.))

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔'' ابو الزبیر راوی کا نام محمد بن مسلم بن تدرُس ہے۔

شرح بے نماز کے متعلق علمائے کرام کے اقوال:

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: فرض نمازوں کو جان بوجھ کر چھوڑ دینے والے شخص کے کفر کے متعلق اہل علم میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے، امام ابراہیم نخعی، امام عبد اللہ بن مبارک، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ نے اسے کافر کہا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بے نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نماز چھوڑنا کفر ہے۔

عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نماز کے علاوہ کسی اور عمل کا چھوڑ دینا کفر نہیں سمجھتے تھے۔

(صحیح، ترمذی: ۲۶۲۲، ۲۶۲۳)

---

(۳۴۷) أخرجه مسلم: ۸۲

کچھ علماء کا خیال ہے کہ بے نماز کافر نہیں البتہ وہ شخص ضرور کافر سمجھا جائے تو جو سرے سے نماز ہی کا انکار کر دے، اس مسئلہ میں آنے والی احادیث کو ان علماء نے زجر و توبیخ پر محمول کیا ہے۔

امام حماد بن زید، امام مکحول، امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں: بے نماز کو مرتد شخص کی طرح قتل کیا جائے، لیکن وہ دین سے خارج نہیں ہوگا۔

امام زہری اور اہل الرائے کا موقف یہ ہے کہ بے نماز کو قتل نہ کیا جائے بلکہ اسے زد و کوب کیا جائے اور زندان میں رکھا جائے، اس وقت تک قید و بند میں پڑا رہے تا آنکہ نماز پڑھنے لگ جائے جیسا کہ روزہ، زکوٰۃ اور حج کے تارک کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

(3)...... بَابُ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ

اوقاتِ نماز

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتٰبًا مَّوْقُوتًا﴾ .... ”یقیناً نماز مومنوں پر مقرر وقتوں پر فرض ہے۔“ (سورۂ نساء:۱۰۳)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِينَ تُمْسُونَ وَ حِينَ تُصْبِحُونَ﴾ .... ”پس اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھا کرو جب کہ تم شام کرو اور جب صبح کرو۔“ (سورۂ روم:۱۷)

یہ آیت کریمہ اوقات نماز کے بارے میں بڑی واضح ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ﴾ ...... ”پس تم اللہ کی تسبیح کرو شام کے وقت بھی اور صبح کے وقت بھی.... نیز پچھلے پہر اور ظہر کے وقت بھی۔“

(سورۂ روم:۱۷، ۱۸)

شرح: اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو کا مطلب یہ ہے کہ اس کی عبادت کرو اور نماز پڑھو۔ شام کے وقت سے مراد، مغرب اور عشاء کی نمازیں ہیں۔ صبح کے وقت سے مراد نماز فجر ہے۔ عَشِيًّا سے مراد عصر کی نماز ہے اور تُظْهِرُونَ سے مراد ظہر کی نماز ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ﴾ ...... ”نماز کو قائم کیجیے آفتاب کے ڈھلنے سے لیکر رات کی تاریکی تک“ (سورۂ بنی اسرائیل:۷۸)

شرح: دُلُوك سے مراد زوال آفتاب ہے اور اس میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں آجاتی ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ قُرْآنَ الْفَجْرِ﴾ ...... ”اور فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا۔“ (سورۂ اسراء:۷۸)

شرح: اس سے مراد صبح کی نماز ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ دُلُوك سے مراد سورج کا غروب ہونا ہے۔ یہ

باتیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔

(٣٤٨)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ ، نَا وَكِيعٌ ، نَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الزُّرَقِيِّ ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَّنِي جِبْرِيلُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ ، فَصَلَّى بِي الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ ، وَكَانَتْ بِقَدْرِ الشِّرَاكِ ، وَصَلَّى بِي الْعَصْرَ حِينَ كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مِثْلَ ظِلِّهِ ، وَصَلَّى بِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ ، وَصَلَّى بِي الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ، وَصَلَّى بِي الْفَجْرَ حِينَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ فِي الصَّائِمِ ، وَصَلَّى بِي الْغَدَ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مِثْلَ ظِلِّهِ ، وَصَلَّى بِي الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ ، وَصَلَّى بِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ ، وَصَلَّى بِي الْعِشَاءَ ثُلُثَ اللَّيْلِ الأَوَّلَ ، وَصَلَّى بِي الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هَذَا الْوَقْتُ وَقْتُ النَّبِيِّينَ قَبْلَكَ ، الْوَقْتُ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ۔))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام نے بیت اللہ کے پاس میری دو بار امامت کرائی۔ (پہلی بار) مجھے ظہر کی نماز پڑھائی اس وقت جبکہ سورج ڈھل گیا اور سایہ تسمے کے برابر تھا اور عصر کی نماز پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا اور مغرب کی نماز پڑھائی جس وقت کہ روزہ دار روزہ کھولتا ہے اور عشاء کی نماز پڑھائی جب کہ شفق (سرخی) غائب ہوگئی اور فجر کی نماز پڑھائی جبکہ روزے دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ اگلے دن مجھے ظہر کی نماز پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے مثل تھا اور عصر کی نماز پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ دو مثل تھا اور مغرب کی نماز پڑھائی جبکہ روزے دار روزہ کھولتا ہے اور عشاء کی نماز پڑھائی جبکہ رات کا (پہلا) تہائی حصہ گزر گیا اور مجھے فجر کی نماز پڑھائی اور خوب سفیدی کی۔ پھر (جبریل علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور) کہا: اے محمد! آپ سے پہلے انبیاء کے یہی اوقات ہیں۔ اور (نماز کے) اوقات ان دونوں وقتوں کے مابین ہیں۔''

تشریح: (كانت قدر الشراك) ظہر کے وقت میں سایہ ''تسمے کے برابر تھا'' اس سے اصلی سائے اعتبار کرنے کی دلیل ملتی ہے۔ تسمے کا ذکر بطور تحدید نہیں ہے، بلکہ اس سے کم مقدار کے ساتھ زوال کا سایہ معلوم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ مقدار کچھ ایسی نہیں کہ تمام علاقوں اور موسموں میں زوال شمس کو واضح کر سکے ایسا صرف چند علاقوں اور موسموں

(٣٤٨) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ٣٩٣ ، والترمذي: ١٤٩

میں ممکن ہے مثلاً مکہ اور اس کے گرد و پیش کے علاقوں میں جب سال کا سب سے بڑا دن ہوتا ہے اور سورج کعبۃ اللہ کی چھت پر ہوتا ہے تو اس وقت دائیں بائیں کوئی سایہ نہیں ہوتا، پھر جب سورج ڈھلتا ہے تو مشرق کی جانب تسمے کے برابر سایہ نمودار ہوتا ہے اور یہی نماز ظہر کا اول وقت ہے۔

یاد رہے جو علاقے بھی خط استواء کے قریب ہوں گے وہاں سایہ تھوڑا ہوگا۔

(٣٤٩)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ، نَا وَكِيعٌ، نَا بَدْرُ بْنُ عُثْمَانَ...... نَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ سَائِلًا أَتَاهُ، فَسَأَلَهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ، قَالَ: فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا، ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا، فَأَقَامَ الصَّلَاةَ حِينَ انْشَقَّ الْفَجْرُ فَصَلَّى، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الظُّهْرَ، وَالْقَائِلُ يَقُولُ: قَدْ زَالَتِ الشَّمْسُ، أَوْ لَمْ تَزُلْ، وَهُوَ كَانَ أَعْلَمَ مِنْهُمْ، وَأَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ، وَأَمَرَهُ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ وَقَعَتِ الشَّمْسُ، وَأَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ سُقُوطِ الشَّفَقِ، قَالَ: وَصَلَّى الْفَجْرَ مِنَ الْغَدِ، وَالْقَائِلُ يَقُولُ: طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَمْ تَطْلُعْ، وَصَلَّى الظُّهْرَ قَرِيبًا مِنْ وَقْتِ الْعَصْرِ بِالأَمْسِ، وَصَلَّى الْعَصْرَ، وَالْقَائِلُ يَقُولُ: قَدِ احْمَرَّتِ الشَّمْسُ، وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى الْعِشَاءَ ثُلُثَ اللَّيْلِ الأَوَّلَ، ثُمَّ قَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْوَقْتِ؟ الْوَقْتُ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ وَقْتٌ۔))

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک سائل حاضر ہوا اور نماز کے اوقات پوچھنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کچھ جواب نہ دیا (اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عملاً بتانا منظور تھا) ''پھر بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اقامت کہی جب فجر طلوع ہوئی، تو آپ نے نماز پڑھی، پھر حکم دیا اور ظہر ادا کی اور کہنے والا کہتا تھا کہ سورج ڈھلا ہے یا نہیں ڈھلا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بہتر جانتے تھے۔ پھر حکم کیا اور عصر کی نماز ادا کی اور سورج بلند تھا۔ پھر ان کو حکم دیا اور ادا کی مغرب جب سورج ڈوب گیا۔ پھر حکم کیا ان کو اور عشاء ادا کی جب شفق ڈوب گئی۔ ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں: اور دوسرے دن فجر کی نماز ادا کی، اور کہنے والا کہتا تھا کہ سورج نکل آیا یا نکلنے کو ہے، اور ظہر کی نماز پڑھی یہاں تک کہ کل عصر کے پڑھنے کا وقت قریب ہو گیا، اور عصر کی نماز پڑھی یہاں تک کہ کہنے والا کہتا تھا کہ آفتاب سرخ ہو گیا، اور مغرب کی نماز پڑھی کہ شفق ڈوبنے کے قریب ہو گئی۔ اور عشاء کی نماز ادا کی یہاں تک کہ اول تہائی رات گزر گئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اوقات نماز کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے؟ اور فرمایا: ''نماز

(٣٤٩) أخرجه مسلم: ٦١٤، وفيه الفاظ مختلفة، ورواه مسلم ايضا عن عبد الله بن عمرو بن العاص: ٦١٢

کے اوقات ان دونوں وقتوں کے مابین ہیں'' ابوبکر بن ابی موسیٰ کا نام اور کنیت ایک ہی ہے یعنی ابوبکر، بعض نے کہا: ان کا نام عمرو بن عبداللہ بن قیس ہے۔

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اوقات نماز کے احکام و مسائل کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام مالک، امام اوزاعی، امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد، امام ابو یوسف، امام محمد بن حسن شیبانی وغیرہ رحمہم اللہ کا خیال ہے کہ نماز ظہر کا وقت زوال شمس سے شروع ہو کر ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو جانے تک ہے۔ اس کے بعد عصر کے وقت کی ابتداء ہوتی ہے۔

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نماز ظہر کا آخری وقت ہی عصر کی نماز کا اول وقت ہے۔ عصر کے ابتدائی وقت میں سے چار رکعات ادا کرنے کے بقدر وقت دونوں نمازوں کا مشترکہ ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ اور امام محمد بن جریر رحمہ اللہ کہتے ہیں ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو جانے سے لیکر ہر چیز کا سایہ اس کے دو مثل ہو جانے تک دونوں نمازوں کا مشترکہ وقت ہے کیونکہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز دوسرے روز اس وقت پڑھی جس وقت پہلے روز عصر کی نماز پڑھی تھی۔ اکثر علماء کے نزدیک یہ بطورِ تعاقب تھا (یعنی ایک نماز کے وقت کے فوراً بعد دوسری نماز پڑھی گئی تو بظاہر ایسا لگا جیسے ایک وقت میں پڑھی گئیں) آپ نے ان ہر دو نمازوں کو ایک وقت میں نہیں پڑھا دیکھئے: آپ نے عصر کی نماز پہلے دن اس وقت ادا کی جب ایک مثل سائے کی ابتدا ہو رہی تھی اور ظہر کی نماز دوسرے روز اس وقت پڑھی جب ایک مثل سائے کی انتہا ہو رہی تھی (تو دونوں نمازیں ایک وقت میں نہ ہوئیں)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ظہر کی نماز کا وقت زوال سے لے کر ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو جانے تک ہے اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔

عصر کا آخری وقت سورج کی رنگت زرد ہو جانے تک رہتا ہے۔ اس کے قائل امام اوزاعی، امام ثوری، امام احمد، امام ابو یوسف، امام محمد رحمہ اللہ ہیں۔ کچھ کا کہنا ہے کہ غروب آفتاب تک ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عصر کا آخری اختیاری وقت جس شخص کو کوئی عذر دامن گیر نہ ہو، ہر چیز کا سایہ دو مثل ہونے تک ہے اور معذور و مجبور شخص کے لئے غروب آفتاب تک ہے۔

غروب آفتاب سے نماز مغرب کا وقت شروع ہونے پر اجماع ہے البتہ آخری وقت کے بارے میں اختلاف ہے، امام مالک، امام عبداللہ بن مبارک، امام اوزاعی، امام شافعی کا (ظاہر قول) یہ ہے کہ نماز مغرب کا صرف ایک ہی وقت ہے اور وہ ابتدائی وقت ہے (انہوں نے حضرت جبریل علیہ السلام والی حدیث سے استدلال کیا ہے)

امام سفیان ثوری، امام احمد، امام اسحاق رحمہم اللہ اور اہل الرائے کا خیال ہے کہ مغرب کا آخری وقت شفق (سرخی) کا

پھیلاؤ ختم ہونے تک ہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ موقف صحیح ترین ہے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آخری بات جو منقول ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے ان ہر دو وقتوں کے درمیان مغرب پڑھی ہے۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری، سیدنا بریدہ اسلمی، سیدنا عبداللہ عمرو بن العاص اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایات اسی بات کا ثبوت ہے۔

(دیکھیں : صحیح مسلم: ٦١٣)

نماز عشاء کا ابتدائی وقت شفق غروب ہونے سے شروع ہو جاتا ہے، اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ شفق سے مراد کیا ہے (شفق سے مراد غروب آفتاب کے بعد افق میں آسمان کی سرخی ہے یا وہ سفیدی ہے جو عموماً افق میں سرخی کے بعد بھی باقی رہتی ہے) سیدنا عمر، سیدنا ابن عمر، سیدنا ابن عباس، سیدنا عبادہ بن الصامت اور سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہم کا خیال ہے کہ شفق سے مراد سرخی ہے یہی قول امام مکحول، امام طاؤس، امام مالک، امام ثوری، امام ابن ابی لیلیٰ، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق، امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد بن حسن رحمہم اللہ کا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ سفیدی ہے جو سرخی کے بعد ہوتی ہے۔ امام عمر بن عبدالعزیز، امام اوزاعی اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ کا بھی یہی خیال ہے۔

عشاء کا آخری اختیاری وقت ایک تہائی رات تک ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے۔ امام ثوری رحمہ اللہ، امام ابن مبارک رحمہ اللہ، امام اسحاق رحمہ اللہ اور اہل الرائے کہتے ہیں کہ عشاء کا آخری وقت آدھی رات تک ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: عشاء کا آخری وقت صبح صادق کے طلوع تک ہے۔ جمہور کا بھی یہی موقف ہے۔ صبح صادق سے پہلے پہلے پڑھنے والے کی نماز قضاء نہیں بلکہ ادا ہے۔

نماز فجر کا وقت سپیدۂ صبح ظاہر ہونے سے شروع ہوتا ہے اور آخری وقت اکثر علماء کے نزدیک طلوع آفتاب تک ہے امام مالک رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آخری وقت جسے کوئی عذر درپیش نہ ہو اسفار (صبح کا روشن ہو جانا) ہے اور جو مبتلائے عذر ہو اس کے حق میں آخری وقت طلوع شمس ہے۔

(4)...... بَابُ تَعْجِيلِ الصَّلَوَاتِ

نمازوں کو جلدی ادا کرنے کا بیان

(٣٥٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفَرَبْرِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَنَا عَبْدُ

(٣٥٠) أخرجه البخاري: ٥٤١، ٥٤٧، و مسلم: ٦٤٧

اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ ، أَنَا عَوْف......

عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلامَةَ ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا ، وَأَبِي عَلَى أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ ، فَقَالَ لَهُ أَبِي: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ؟ فَقَالَ: كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَةَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الأُولَى حِينَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ ، وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ، ثُمَّ يَرْجِعُ أَحَدُنَا إِلَى رَحْلِهِ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ ، وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ ، وَنَسِيتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ ، وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخِّرَ مِنَ الْعِشَاءِ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْعَتَمَةَ ، وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا ، وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا ، وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلاةِ الْغَدَاةِ حِينَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيسَهُ ، وَيَقْرَأُ بِالسِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ۔

جناب سیار بن سَلامَۃ کہتے ہیں: میں اور میرے والد محترم سیدنا ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے، میرے ابا جان نے ان سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازیں کب پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز جسے تم لوگ (اُولیٰ) کہتے ہو اس وقت پڑھتے تھے جب سورج ڈھل جاتا، اور عصر کی نماز پڑھتے پھر ہم میں سے ایک شخص اپنے گھر جاتا، جو کہ مدینہ منورہ کی آخری حدود میں ہوتا، پھر بھی سورج زندہ وروشن ہوتا۔ راوی کہتا ہے: انھوں نے مغرب کے بارے میں جو کہا مجھے بھول گیا اور آپ عشاء کی نماز میں تاخیر کو پسند فرماتے جسے تم عتمہ کہتے ہو، اور آپ عشاء کی نماز سے پہلے سو جانے کو ناپسند کرتے جبکہ بعد ازاں گپ شپ کو، اور آپ صبح کی نماز سے سلام پھیرتے تو ایک شخص بیٹھنے والے کو پہچان لیتا۔ اور آپ ساٹھ سے سو آیات تک (صبح کی نماز میں) تلاوت فرماتے۔ ایک سند سے یہ الفاظ مروی ہیں: آپ نماز عشاء کے تہائی رات تک لیٹ ہو جانے کی کوئی پروا نہ کرتے، اس سے پہلے سو جانے کو اور بعد ازاں باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے۔ صحیح مسلم میں یوں آیا ہے: آدھی رات تک لیٹ ہو جانے کی پروا نہ کرتے۔

تشریح ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا نام نَضلۃ بن عبید ہے، آپ بصرہ رہائش پذیر ہو گئے تھے۔

سیار بن سلامۃ ابو منہال الریاصی البصری ہیں۔

ظہر کی نماز کو ھجیرہ کہا گیا۔ ھجیرہ لفظ ھاجرۃ سے ماخوذ ہے جس کا معنی دوپہر اور نصف النہار کا وقت ہے، ظہر کی نماز اگرچہ نصف النہار کے بعد پڑھی جاتی ہے مگر عرفی طور پر اسے ہجیرہ کہہ دیا گیا ہے۔

(حِينَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ) ''جب سورج ڈھلتا ہے'' عربی زبان میں لفظ (دَحْضٌ) کا معنی پھسلنا اور گر پڑنا ہے۔ سورج بھی زوال کے وقت اپنی جگہ سے پھسل جاتا ہے۔

(مکان دَحْضٌ) کا معنی ایسی جگہ جہاں پھسلنے کا شدید اندیشہ ہو۔

(الشمس حیة) حیات شمس سے مراد سورج کا زندہ ہونا ہے یعنی اس میں حرارت وتمازت اور تپش موجود ہو جس چیز کی قوت جاتی رہے، اسے لفظ حیات کی بجائے لفظ موت بولا جاتا ہے۔

(۳۵۱)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، نَا شُعْبَةُ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ وَهُوَ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ، قَالَ: سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ صَلاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ ، وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ ، وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ ، وَالْعِشَاءَ ، إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ ، وَإِذَا قَلُّوا أَخَّرَ ، وَالصُّبْحُ بِغَلَسٍ۔

جناب محمد بن عمرو بن حسن بن علی بن ابی طالب کہتے ہیں کہ ہم نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: آپ ظہر کی نماز سخت گرمی کے وقت میں پڑھا کرتے تھے (یعنی زوال کے بعد اول وقت میں پڑھتے تھے) اور عصر اس وقت ادا کرتے تھے جب کہ سورج زندہ ہوتا (یعنی اس میں چمک اور تپش باقی ہوتی) اور مغرب اس وقت پڑھتے جب سورج غروب ہو جاتا اور عشاء میں جب لوگ پہلے جمع ہو جاتے تو جلدی کرتے اور جب کم ہوتے تو تاخیر کر لیتے اور فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے۔

شرح: صحابہ وتابعین کی اکثریت کا یہی موقف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی کا معمول رہا ہے کہ آپ اول وقت میں نماز پڑھتے تھے اور یہی چیز افضل ہے مگر عشاء میں افضل یہ ہے کہ تاخیر کی جائے اور سخت موسم گرما میں آپ ظہر کی نماز کو بھی ٹھنڈا کر کے پڑھتے تھے، صحابہ وتابعین اور آئمہ دین نے نمازوں کو بروقت ادا کرنے کی بات اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ﴾ (سورۂ بقرہ: ۲۳۸) ''نمازوں کی حفاظت کرو'' کی بنا پر کی ہے۔ نمازوں کی حفاظت ان کو جلد ادا کرنے میں ہی ہے ورنہ دیگر مصروفیات میں منہمک ہو کر نمازوں کے چھوٹ جانے اور آخری جانے کا قوی اندیشہ ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اول وقت نماز پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کی خوشی وقت میں بخشش ہے۔'' (موضوع، ترمذی: ۱۷۲)

---

(۳۵۱) أخرجه البخاري: ٥٦٥ ، و مسلم: ٦٤٦

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی خوشی محسنین (خلوص دل سے نیکی کرنے والوں) کے ساتھ خاص ہے اور عفوو درگزر کمی کوتاہی کرنے والوں کے لئے ہے۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے علی! تین چیزوں میں تاخیر درست نہیں: نماز میں جب وقت آجائے اور جنازہ میں جب حاضر ہو اور بیوہ عورت کے نکاح میں جب اس کا کفول جائے۔“

(ضعیف، ترمذی: ۱۷۱)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نمازیں آخری وقت میں ادا کی جائیں، یہ قول اہل الرائے کا ہے، سوائے امام ابن حاج کے، کہ وہ اثنائے حج مقام مزدلفہ میں صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھنے کا قائل ہے۔

ابو برزہ رضی اللہ عنہ کا کہنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء سے پہلے سونا اور بعد ازاں لایعنی باتوں اور کاموں میں لگے رہنا مکروہ سمجھتے تھے۔ امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اکثر احادیث سے کراہت کا ہی پتہ چلتا ہے، کچھ آئمہ نے رخصت کی بات کی ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز عشاء سے پہلے سولیا کرتے تھے۔ بعض علماء نے رمضان المبارک میں عشاء سے پہلے آرام کرنے کی رخصت دی ہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر کسی پر نیند کا غلبہ ہو اور نماز عشاء چھوٹ جانے کا اندیشہ بھی نہ ہو (مثلاً الارم ہو یا بیدار کرنے والا موجود ہو) تو سونے میں کوئی حرج نہیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں تاخیر کی یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بآواز بلند کہا: اللہ کے رسول! نماز پڑھائیے، عورتیں اور بچے سو گئے۔ (صحیح مسلم: ٦٣٨)

نماز عشاء کے بعد باتیں کرنے کا مسئلہ صحابہ کرام اور بعد والے علمائے کرام کے درمیان مختلف فیہ رہا ہے، کچھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ظاہری مفہوم و معنی کو لیتے ہوئے ناپسند سمجھتے ہیں۔ جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے۔

بعض علماء رخصت کی بات کرتے ہیں، اگر کوئی اہم مقصد پیش نظر ہو مثلاً علمی بحث و تمحیص، ضروری میٹنگ، اہل خانہ سے ضروری گفتگو، مہمان کی خاطر مدارت وغیرہ جیسا کہ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مشغول گفتگو رہتے تھے مگر شرط یہ ہے کہ فجر کی نماز بر وقت ادا ہو۔ دینی و تبلیغی اجتماعات جو رات گئے تک جاری رہتے ہیں ان میں اس مسئلے کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ فجر کی نماز ضائع نہ ہو۔

(۳۵۲)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، نَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا

(۳۵۲) أخرجه البخاري: ٦٠١، و مسلم: ٢٥٣٧

مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ سُلَيْمَانَ......

أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ صَلاةَ الْعِشَاءِ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ، فَقَالَ: ((أَرَأَيْتُكُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ، فَإِنَّ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا، لا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَحَدٌ))، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَوَهِلَ النَّاسُ فِي مَقَالَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ فِيمَا يَتَحَدَّثُونَ مِنْ هَذِهِ الأَحَادِيثِ عَنْ مِائَةِ سَنَةٍ، وَإِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَحَدٌ)) يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يَنْخَرِمَ ذَلِكَ الْقَرْنُ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ایک دفعہ عشاء کی نماز پڑھی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اس رات کے متعلق تمہیں کچھ معلوم ہے؟ آج اس روئے زمین پر جتنے انسان زندہ ہیں سو سال بعد ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا'' ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگوں نے آنحضور ﷺ کا کلام سمجھنے میں غلطی کی اور مختلف باتیں کرنے لگے حالانکہ آپ نے صرف یہ فرمایا تھا کہ جو لوگ آج (اس گفتگو کے وقت) زمین پر بستے ہیں ان میں سے کوئی بھی آج سے ایک صدی بعد باقی نہیں رہے گا۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ سو برس میں یہ قرن گذر جائے گا۔

تشریح ((فَوَهِلَ النَّاسُ۔)) اس لفظ کا معنیٰ ہے: لوگوں کو غلط فہمی ہوئی اور وہ آپ ﷺ کے فرمان کا مطلب ٹھیک طرح سے نہ سمجھ سکے۔ اس حدیث مبارکہ میں نمازِ عشاء کے بعد آپ کا گفتگو کرنا ثابت ہوا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رات کے وقت مصروفِ گفتگو رہتے جبکہ میں بھی ان کے ہمراہ ہوتا۔ (صحیح، ترمذی: ١٦٩)

نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''رات کو گفتگو کی اجازت نہیں ہے سوائے نمازی اور مسافر کے۔'' (حسن، مسند احمد: ٣٦٠٣)

عبد الرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ صفہ والے بے گھر اور فقیر لوگ تھے۔ نبی ﷺ دس آدمیوں کو اپنے ساتھ لے گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام کا کھانا آپ کے پاس کھایا، پھر وہیں رہے تا آنکہ عشاء کی نماز پڑھی گئی، پھر (مسجد سے) نبی کریم ﷺ کے حجرہ مبارک میں آئے اور وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے بھی کھانا کھایا۔ (صحیح بخاری: ٦٠٢)

فائدہ: اس حدیث سے بھی عشاء کے بعد بوقت ضرورت مہمان سے گفتگو کرنا اور اہم امور پر تبادلہ خیال کرنا معلوم ہو رہا ہے، اس مسئلہ میں امت مسلمہ کے اندر حد درجہ تساہل پایا جاتا ہے، اور ایسا کفار کی تہذیب سے متاثر ہونے کی بنا پر ہے، راتوں کو دیر تک ناؤ نوش کی محفلیں سجتی ہیں، شاپنگ ہوتی ہے، پارکوں کی سیر کی جاتی ہے اور افسوس صد افسوس صبح کو

آدھے دن تک نیند کی جاتی ہے۔ان احادیث سے محدثات و بدعات بلکہ منکرات پر دلیل نہیں پکڑنی چاہیے جو ہمارے ملک میں راتوں کو جاری رہتی ہیں۔

(5)...... بَابُ تَعْجِيلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ

صبح کی نماز جلدی پڑھنا

(٣٥٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشِّيرَازِيُّ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ، فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ، مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (جو کہ نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں) سے مروی ہے، کہتی ہیں: نبی ﷺ جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو عورتیں اپنی چادریں لپیٹے ہوئے واپس جاتیں تو اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہیں جا سکتی تھیں۔

شرح: ((مُتَلَفِّعَاتٍ)) اپنی چادروں میں لپٹی ہوتیں۔((التلفّع بالثوب)) کا معنی ہے: کپڑے کو اچھی طرح اوڑھ لینا اس طرح کہ مکمل جسم ڈھک جائے۔

((المروط)) کشادہ چادر کو کہتے ہیں اس کا واحد مرطٌ ہے۔((اَلْغَلَسْ)) آخری شب کے اندھیرے اور سیاہی کو کہتے ہیں۔

نماز فجر اندھیرے میں ادا کرنا افضل و مستحب ہے۔ یہ موقف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام رحمہم اللہ اور بعد والے علمائے کرام میں سے اکثریت کا ہے۔مثلاً امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق، امام ثوری، امام اوزاعی، امام داود رحمہم اللہ اور اسی طرح حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن زبیر، حضرت انس، حضرت ابو موسیٰ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی یہی موقف منقول ہے۔ امام ثوری رحمہ اللہ، اہل الرائے، ابو حنیفہ، محمد، ابو یوسف رحمہم اللہ وغیرہ کا موقف ہے کہ نماز فجر خوب روشن کر کے پڑھنا افضل ہے۔

(٣٥٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الزَّرَّادُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، نَا أَبُو سَعِيدٍ الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ الشَّاشِيُّ، نَا عِيسَى بْنُ أَحْمَدَ الْعَسْقَلَانِيُّ، أَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ......

---

(٣٥٣) أخرجه البخاري: ٨٦٧، ٨٧٢، و مسلم: ٦٤٥

(٣٥٤) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ٤٢٤، والترمذي: ١٥٤، وابن ماجه: ٦٧٢، والنسائي: ٥٤٨

عَـنْ رَافِـعِ بْنِ خَدِيجٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّـهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ ، فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ ـ))

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: ''نماز فجر صبح کے خوب واضح ہو جانے پر پڑھا کرو، یہ تمہارے اجر میں اضافے کا موجب ہوگی۔''

شرح: جمہور صحابہ وتابعین اور خلفائے اربعہ کا یہ موقف ہے کہ نماز فجر اندھیرے میں ادا کرنا ہی افضل ہے۔

فائدہ: یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف افضل عمل پر ہی مداومت اختیار فرماتے تھے۔ (ع،س)

امام شافعی کے نزدیک (اسفروا) یا (اصجوا) کا معنیٰ یہ ہے کہ فجر واضح ہونے میں کوئی شک نہ رہ جائے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے اس معنیٰ کی دلیل سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر ایک مرتبہ اندھیرے میں پڑھی اور پھر دوسری مرتبہ اسے خوب روشن کر کے پڑھا، پھر وفات تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز (فجر) اندھیرے ہی میں رہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ اسے روشن کر کے نہ پڑھا۔ (حسن، ابوداود: ٣٩٤)

(٣٥٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الضَّبِّيُّ ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْجَرَّاحُ الْمَرْوَزِيُّ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مَحْبُوبٍ التَّاجِرُ الْمَرْوَزِيُّ ، نَا أَبُو عِيسَى مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ سَوْرَةَ التِّرْمِذِيُّ ، نَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى ، نَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ ، ثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَـنْ أَنَسٍ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ، قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّـهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ ، قَالَ: قُلْتُ: كَمْ كَانَ قَدْرُ ذَلِكَ؟ قَالَ: قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً۔

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم لوگوں نے (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی، پھر ہم نماز کے لئے کھڑے ہوئے، راوی کہتا ہے: میں نے کہا: ان کے درمیان کس قدر فاصلہ رہا ہوگا؟ فرمایا کہ جتنا پچاس آیت پڑھنے میں صرف ہوتا ہے۔

شرح: ہشام بن سَنبَر، یہ ابوعبداللہ ابوبکر الدستوائی الرّبعی کے بیٹے ہیں جو کہ قبیلہ بکر بن وائل سے تھے۔ بصری ہیں، ۱۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۱۵۳ھ میں ایک قول ۱۵۱ھ کا بھی ہے۔ ''دستواء'' اھواز شہر کا ایک محلّہ ہے۔ ہشام وہاں کپڑے فروخت کیا کرتے تھے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سحری دیر سے کھانا مسنون اور مستحب ہے۔ (کیونکہ پچاس آیتیں پانچ دس منٹ میں پڑھی جا سکتی ہیں) جو لوگ سویرے ہی کھا لیتے ہیں وہ سنت کے خلاف کرتے ہیں۔

(٣٥٥) أخرجه البخاري: ١٩٢١، و مسلم: ١٠٩٧

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا: صبح کی نماز اس وقت پڑھو کہ ستارے واضح ہوں اور دو طویل سورتیں تلاوت کرو مفصلات میں سے۔ (مؤطا امام مالك: ٧)

اس اثر میں رات کے آخری حصہ کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ یہ کیفیت اس وقت ہوتی ہے جب اندھیرا بھی ہو وگرنہ روشنی پھیل جانے کے وقت اور طلوع آفتاب سے کچھ پہلے ستارے کہاں رہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ نماز فجر اول وقت میں پڑھا کرو۔ یہ اختلاف محض اولیت وافضلیت میں ہے۔ ورنہ اسے ہر شخص جانتا اور مانتا ہے کہ نماز فجر کا اول وقت غلس (اندھیرا) اور آخری وقت طلوع شمس ہے اور درمیان میں سارے وقت میں یہ نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ اس تفصیل کے بعد تعجب ہے ان عوام وخواص پر اور احناف پر جو کبھی غلس میں نماز فجر نہیں پڑھتے بلکہ کسی جگہ اگر غلس میں جماعت نظر آئے تو وہاں سے چلے جاتے ہیں، حتیٰ کہ حرمین شریفین میں بھی کتنے بھائی نماز اول وقت جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتے، اس خیال کی بنا پر کہ یہ ان کا مسلک نہیں ہے۔ یہ عمل اور ایسا ذہن بے حد غلط ہے۔ اللہ سمجھ عطا کرے۔ خود اکابر علمائے احناف کے ہاں بعض دفعہ غلس کا عمل رہا ہے اور یہی بات راجح ہے کیونکہ یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل ہے۔

(٣٥٦)۔ أَخْبَرَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالِحَانِيُّ، أَنَا أَبُو الشَّيْخِ الْحَافِظِ، نَا ابْنُ مَصْقَلَةَ، نا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ، نَا الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ أَسْبَاطٍ، نَا الْمِنْهَالُ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنْمٍ......

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ! إِذَا كَانَ فِي الشِّتَاءِ، فَغَلِّسْ بِالْفَجْرِ، وَأَطِلِ الْقِرَاءَةَ، قَدْرَ مَا يُطِيقُ النَّاسُ، وَلَا تُمِلَّهُمْ، وَإِذَا كَانَ الصَّيْفُ، فَأَسْفِرْ بِالْفَجْرِ، فَإِنَّ اللَّيْلَ قَصِيرٌ، وَالنَّاسُ يَنَامُونَ، فَأَمْهِلْهُمْ حَتَّى يُدْرِكُوا۔))

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجا اور فرمایا: ''اے معاذ! اگر موسم سرما ہو، تو نماز فجر صبح اندھیرے میں ادا کرو، قراءت لمبی کرو، اتنی کہ لوگ برداشت کر سکیں اور انھیں اکتاہٹ میں نہ ڈالو، اور جب موسم گرما ہو تو نماز فجر روشن کر کے پڑھو، بے شک رات چھوٹی ہوتی ہے اور لوگ محو نیند ہوتے ہیں، سو انہیں مہلت دو کہ نماز باجماعت پالیں۔''

فائدہ: بعض اہل علم نے حدیث اسفار کی یہ تاویل بھی کی ہے کہ گرمیوں میں چونکہ راتیں چھوٹی ہوتی ہیں اس لئے اسفار کر لیا جائے تا کہ لوگ شریک جماعت ہو سکیں اور سردیوں میں راتیں طویل ہوتی ہیں اس لئے ان میں یہ نماز غلس ہی میں ادا کی جائے۔

(٣٥٦) أخرجه البخاري: ٥٤٢، و مسلم: ٦٢٠

بہرحال دلائل قویہ سے ثابت ہے کہ نماز فجر غلس میں پڑھنا افضل ہے اور اسفار میں جائز ہے۔ اس لئے لڑنا، جھگڑنا اور اسے وجہ افتراق بنانا کسی طرح بھی درست نہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں عاملوں کو لکھا تھا کہ فجر کی نماز اس وقت پڑھا کرو جب تارے گھنے ہوئے آسمان پر صاف نظر آتے ہوں۔ یعنی اول وقت پڑھا کرو۔ دوسرا یہ کہ اس حدیث میں منہال بن جراح راوی ہے، اکثر علمائے جرح وتعدیل اس کے ضعف کے قائل ہیں بعض نے اس پر وضع حدیث اور کذب کا الزام بھی لگایا ہے۔ (ع،س)

(6)...... بَابُ تَعْجِيلِ صَلَاةِ الظُّهْرِ

ظہر کی نماز جلدی ادا کرنا

(٣٥٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنِي غَالِبٌ الْقَطَّانُ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدْنَا عَلَى ثِيَابِنَا اتِّقَاءَ الْحَرِّ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: جب ہم (گرمیوں میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (ظہر) کی نماز پڑھتے تھے تو گرمی سے بچنے کے لئے کپڑوں پر سجدہ کیا کرتے تھے۔ بکر بن عمرو بن ہلال المزنی کی کنیت ابوعبد اللہ ہے یہ حسن سے پہلے فوت ہوئے تھے۔ غالب القطان: یہ غالب بن ابی غیلان البصری ہیں۔

شرح: اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پسندیدہ موقف یہ ہے کہ نماز ظہر جلد پڑھی جائے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ جلدی نماز ظہر پڑھتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں دلیل ہے کہ شرعی ضرورت کے تحت اس قسم کا عمل جائز ہے، جمہور فقہاء کا بھی یہی خیال ہے۔ مگر امام شافعی رحمہ اللہ اس صورت کو جائز قرار نہیں دیتے اور وہ حدیث کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ حدیث میں مذکور کپڑوں سے مراد پہنے ہوئے کپڑوں کے علاوہ ہیں اور اس کی دلیل باب میں مذکور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ والی روایت ہے کہ اگر پہنے ہوئے کپڑوں پر سجدہ جائز ہوتا تو صحابہ کرام کو ہاتھ میں پکڑ کر کنکریاں ٹھنڈا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ (ع،س)

---

(٣٥٧) أخرجه البخاري: ٥٤٢، و مسلم: ٦٢٠

(۳۵۸)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحُمَيْدِيُّ ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ ، نَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ ، أَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْفَضْلِ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ، نَا زُهَيْرٌ ، نَا أَبُو إِسْحَاقَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ وَهْبٍ......

عَنْ خَبَّابٍ ، قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَرَّ الرَّمْضَاءِ فِي جِبَاهِنَا وَأَكُفِّنَا ، فَلَمْ يُشْكِنَا۔

سیدنا خباب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سخت دوپہر کی شکایت کی کہ وہ ہماری پیشانیوں اور ہتھیلیوں پر شدید ہے۔تو آپ نے ہماری شکایت کو قبول نہ فرمایا۔

شرح خباب: خباب بن الارت مشہور صحابی ہیں، ابوعبداللہ کنیت ہے آپ بنوزہرہ کے غلام تھے۔ ۳۷ھ میں فوت ہوئے۔

(فلم يشكنا) آپ نے ہماری شکایت دور نہ کی،عرب لوگ جملہ بولتے ہیں:

(شكوت إليه فأشكاني) معنی ہے، میں نے شکایت کی تو اس نے میری شکایت کو رفع کر دیا۔اسی طرح (اشكيت فلانًا) کا معنیٰ ہے میں نے اسکی شکایت کو حل کر دیا۔

فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی شکایت کو درخوراعتنا نہ سمجھا حالانکہ انہوں نے پیشانی اور ہتھیلیوں کے جھلس جانے کا شکوہ کیا۔شاید یہ لوگ اس بات کے خواہاں ہوں گے کہ آخر وقت مستحب سے بھی زیادہ تاخیر کریں۔تو آپ نے اس بات کی اجازت نہ دی البتہ ابراد کی اجازت مرحمت فرما دی۔(ع،س)

(۳۵۹)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْفَاشَانِيُّ ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ اللُّؤْلُئِيُّ ، نَا أَبُو دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيُّ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ، وَمُسَدَّدٌ ، قَالا: نَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ الأَنْصَارِيِّ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي الظُّهْرَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآخُذُ قَبْضَةً مِنَ الْحَصْبَاءِ ، لِيَبْرُدَ فِي كَفِّي ، أَضَعُهَا لِجَبْهَتِي ، أَسْجُدُ عَلَيْهَا لِشِدَّةِ الْحَرِّ۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما راوی ہیں وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھا کرتا تھا تو اپنی مٹھی میں کنکریاں اُٹھا لیتا تا کہ ٹھنڈی ہو جائیں اور انہیں اپنی پیشانی کے نیچے رکھ کر سجدہ کرسکوں اور یہ سخت گرمی کے باعث ہوتا تھا۔

---

(۳۵۸) أخرجه مسلم: ٦١٩

(۳۵۹) حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ۳۹۹، والنسائی: ۱۰۸۱

(٣٦٠)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ ، نَا أَبُو دَاوُدَ ، نَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، نَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُدْرِكٍ عَنِ الأَسْوَدِ......

أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ قَدْرُ صَلاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّيْفِ ثَلاثَةَ أَقْدَامٍ إِلَى خَمْسَةِ أَقْدَامٍ ، وَفِي الشِّتَاءِ خَمْسَةَ أَقْدَامٍ إِلَى سَبْعَةِ أَقْدَامٍ۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اندازاً گرمیوں میں تین قدم سے پانچ قدم (سایہ) تک اور سردیوں میں پانچ سے سات قدم تک ہوتی تھی۔

(7)...... بَابُ الْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ

سخت گرمی میں ظہر کو ذرا ٹھنڈے وقت پڑھنا

(٣٦١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْخَلالُ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ ، وَأَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ ، قَالا: أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ، أَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، أَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلاةِ ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ)) ، وَقَالَ: ((اشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا ، فَقَالَتْ: رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا ، فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ ، وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ ، فَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْحَرِّ فَمِنْ حَرِّهَا ، وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْبَرْدِ فَمِنْ زَمْهَرِيرِهَا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب گرمی تیز ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو، کیونکہ گرمی کی تیزی جہنم کی لپٹ سے ہے۔'' اور آپ نے فرمایا: ''جہنم نے اپنے رب سے شکایت کی کہ اے میرے رب! (آگ کی شدت کی وجہ سے) میرے بعض حصے نے بعض کو کھا لیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دی، ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں۔ اب انتہائی سخت گرمی اور سخت سردی جو تم لوگ محسوس کرتے ہو وہ اسی سے پیدا ہوتی ہے۔

فائدہ: جہنم نے حقیقت میں شکوہ کیا۔ وہ بات کرسکتی ہے۔ آیت شریفہ ﴿وَيَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ﴾ .... (ق:

(٣٦٠) صحیح ......أخرجه ابوداود: ٤٠٠ ، والنسائی: ٥٠٢

(٣٦١) أخرجه البخاری: ٥٣٦ ، ٥٣٧ ، و مسلم: ٦١٥

۳۰) میں وارد ہے کہ ہم قیامت کے دن جہنم سے پوچھیں گے کہ کیا تیرا پیٹ بھر گیا۔ وہ جواب دے گی کہ ابھی تک تو بہت گنجائش باقی ہے۔ (ع،س)

(۳۶۲)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ ، فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلاةِ ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب گرمی شدید ہو تو نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو۔ تحقیق گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ سے ہے۔“

شرح: (الإبـــراد) کا معنی ہے دوپہر کی شدت کا کم ہو جانا اور اس سے وہ وقت مراد ہے جب بعد از زوال ہوائیں چلنا اور گرمی کی شدت میں کمی آنا شروع ہو جاتی ہے، نیز سائے ڈھل جاتے ہیں اور اسی وقت جہنم کچھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے، یہ ٹھنڈا وقت ہے بہ نسبت دوپہر کی گرمی اور لُو کے۔

(اگر بالکل ہی ٹھنڈا وقت مراد لیا جائے تو بعض اوقات عصر کے وقت اور کبھی اس کے بعد بھی ٹھنڈک نہیں ہوتی۔ نبی رضی اللہ عنہما اور صحابہ کرام کے معمولات سے اس حدیث کا یہی مفہوم واضح ہوتا ہے۔) (ع،س)

(مـن فيحِ جهنّم) جہنم کی لپٹ سے ہے یا اسکی جنس سے ہے۔ ابوسلیمان الخطابی کہتے ہیں کہ اس لفظ کا معنی ہے: جہنم کی بھاپ کا اوپر چڑھنا اور پھیلنا۔ لفظ (فیح) عربی زبان میں پھیلاؤ اور وسعت و کشادگی کے مفہوم کے لئے ہے۔

(مکـــان افیح) کا معنی ہے کھلا اور وسیع وعریض مقام۔ (چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فرمان کی توضیح نہیں فرمائی اس لئے محدثین کے نزدیک اسے ظاہر ہی پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہے۔) (ع،س)

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: گرمیوں میں نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے میں اہل علم کے ہاں اختلاف ہے۔ امام عبداللہ بن مبارک، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ کا موقف یہی ہے کہ گرمی کی شدت میں ظہر کی نماز ذرا دیر سے پڑھی جائے۔ یہ موقف گرمیوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے زیادہ موافق ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعجیل کو اولیٰ وافضل بتلاتے ہیں، کہتے ہیں: اگر کسی مسجد کے نمازی دور سے آتے ہوں تو موسم گرما میں ابراد کرنا چاہیے اور اگر کسی شخص (مریض) نے اکیلے ہی نماز پڑھنا ہو یا نمازی حضرات موجود ہوں (مثلاً گھر کے افراد، ورکشاپ کے ملازم، دفتر کے اراکین وغیرہ) تو نماز ظہر کو جلدی ہی ادا کر لینا چاہیے، کیونکہ یہاں مشقت کا کوئی پہلو نہیں ہے۔

---

(۳۶۲) أخرجه البخاري: ۵۳۳، ۵۴۳، و مسلم: ٦١٥

(٣٦٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا آدَمُ، نَا شُعْبَةُ، نَا مُهَاجِرٍ أَبُو الْحَسَنِ، مَوْلًى لِبَنِي تَيْمِ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ......

عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ لِلظُّهْرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَبْرِدْ)) ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ، فَقَالَ لَهُ: ((أَبْرِدْ))، حَتَّى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ، فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ۔))

سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انہوں نے کہا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ مؤذن نے چاہا کہ ظہر کی اذان دے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ وقت کو ٹھنڈا ہونے دو، مؤذن نے (تھوڑی دیر بعد) پھر چاہا کہ اذان دے، لیکن آپ نے فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دو۔ جب ہم نے ٹیلے کا سایہ ڈھلا ہوا دیکھ لیا۔ (تب اذان کہی گئی) پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گرمی کی تیزی جہنم کی بھاپ کی تیزی سے ہے۔ اس لئے جب گرمی سخت ہو جایا کرے تو ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو۔''

أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُثَنَّى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ وَرَوَى أَبُو دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الإِسْنَادِ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ فِي سَفَرٍ، وَمَعَهُ بِلَالٌ، فَأَرَادَ أَنْ يُقِيمَ، فَقَالَ: ((أَبْرِدْ))، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَبْرِدْ فِي الظُّهْرِ))، حَتَّى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى۔

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے، بلال رضی اللہ عنہ بھی ہمراہ تھے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہنا چاہی تو آپ نے فرمایا: ''ٹھنڈک ہونے دو'' انہوں نے پھر اذان کہنا چاہی تو آپ نے فرمایا: ''ظہر کو ٹھنڈا ہونے دو'' حتیٰ کہ ہم نے ٹیلوں کے سائے لیے، پھر اذان کہی تو آپ نے نماز پڑھی۔ (صحیح، أخرجه ابوداود: ٤٠١)

اس حدیث میں دلیل ہے کہ ابراد افضل عمل ہے اگرچہ کسی نے دور سے نہ آنا ہو۔ دیکھئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراد کا حکم دیا جبکہ لشکر سفر میں اکٹھا ہی تھا اور کسی کو دور سے نہ آنا تھا۔

(٣٦٤)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَنَا

(٣٦٣) أخرجه البخاري: ٥٣٩، و مسلم: ٦١٦

(٣٦٤) انظر الحديث رقم: ٣٦٢

أَبُـو حَـامِـدٍ أَحْـمَـدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ بِلالٍ، نَا أَبُو الأَزْهَرِ أَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ، نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ......

عَـنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَبْرِدُوا بِصَلاةِ الظُّهْرِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نمازِ ظہر کو ٹھنڈا کر کے ادا کرو، اس لیے کہ سخت گرمی جہنم کی بھاپ میں سے ہے۔''

شرح: ان احادیث کی حدیث نمبر (۳۵۸) سے جمع تطبیق کی صورت یہ ہو گی کہ اُس حدیث کے مطابق صحابہ نے یہ درخواست کی ہو گی کہ نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرنے کی رخصت دی جائے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ رخصت تو نہیں دی، البتہ نماز کو ٹھنڈا کر کے ادا کرنے کا حکم دے دیا۔

(8)...... بَابُ تَعْجِيلِ الْعَصْرِ

نماز عصر کو جلدی پڑھنا

(۳۶۵)۔ أَنْبَـأَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيْرَزِيُّ، أَنْبَأَ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَ أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَـالِكٍ، أَنَّـه قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْـعَـصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى قُبَاءَ فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عصر کی نماز پڑھتے، اس کے بعد کوئی شخص قبا جاتا اور جب وہاں پہنچ جاتا تو سورج ابھی بلند ہوتا تھا۔

(۳۶۶)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا أَبُو الْيَمَانِ، أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، ......

حَـدَّثَـنِـي أَنَـسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ الـلَّـهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّـمْـسُ مُـرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ، فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَـى الْـعَـوَالِي، فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ، وَبَـعْـضُ الْـعَـوَالِـي مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى أَرْبَعَةِ أَمْيَالٍ أَوْ نَحْوِهِ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عصر کی نماز پڑھتے تو سورج بلند اور تیز روشن ہوتا تھا۔ پھر ایک شخص مدینہ کے بالائی علاقہ کی طرف جاتا وہاں پہنچنے کے بعد سورج بلند رہتا تھا۔ (امام زہری نے کہا) مدینہ کے بالائی علاقے کے بعض مقامات تقریباً چار میل پر یا کچھ ایسے ہی واقع ہیں۔

(۳۶۵) أخرجه البخاري: ۵۵۱، و مسلم: ۶۲۱

(۳۶۶) أخرجه البخاري: ۵۵۰، و مسلم: ۶۲۱

شرح (حياة الشمس) کا معنی یہ ہے کہ سورج کی گرمی اور تپش ماند نہ پڑی ہو اور رنگ پھیکا نہ ہوا ہو۔ یہ دلیل ہے کہ نبی ﷺ اول وقت میں عصر پڑھ لیا کرتے تھے۔ ایک مثل سایہ سے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ دین میں سے اکثریت نے اسی بات کو پسند کیا ہے، مثلاً سیدنا عمر فاروق، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدہ عائشہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہم، امام عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ علیہم۔

فائدہ: مدینہ کے جنوب مشرق کی جانب کی آبادیوں کو "عوالی" (بالائی علاقے) اور شمال کی جانب کے علاقے کو "سافله" (نشیبی علاقہ) کہتے تھے۔ (ع،س)

(٣٦٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنِ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، نَا الأَوْزَاعِيُّ ، ثَنَا أَبُو النَّجَاشِيِّ...... قَالَ: سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْعَصْرَ ، فَنَنْحَرُ جَزُورًا ، فَتُقْسَمُ عَشْرَ قِسَمٍ ، فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيجًا قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور پھر ہم اونٹ ذبح کرتے تھے اور اس کے دس حصے تقسیم ہوتے تھے اور غروب آفتاب سے پہلے ہم پکا ہوا گوشت کھا لیتے تھے۔

شرح (رافع بن خديج) کی کنیت ابوعبداللہ ہے انصاری صحابی ہیں، قبیلہ اوس میں سے ہیں، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں فوت ہوئے۔ ابوالنجاشی کا نام عطاء بن صہیب ہے۔ آپ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔

فائدہ: اگر عصر کا ابتدائی وقت دو مثل سائے سے شروع ہوتا تو یقیناً یہ تمام کام تا وقت مغرب کر لینا ناممکن ہوتا۔ (ع،س)

اہل الرائے کا خیال ہے کہ نماز عصر تاخیر سے پڑھی جائے جب تک سورج سفید اور روشن ہو۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں: "رسول اللہ ﷺ تم سے زیادہ جلدی کرتے تھے۔ ظہر میں اور تم ان سے زیادہ جلدی کرتے ہو عصر میں"۔ (صحيح، ترمذی: ١٦١)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا: عصر کی نماز اس وقت پڑھو جب سورج سفید اور روشن ہو اتنا کہ (نماز عصر کے بعد) ایک اونٹنی سوار تین فرسخ (میل) سفر کر لے۔ (مؤطا امام مالك: ٨)

(٣٦٧) أخرجه البخاري: ٢٤٨٥ ، و مسلم: ٦٢٥

فائدہ: عصر کی نماز کا وقت مغرب تک ہے البتہ افضل و پسندیدہ وقت سورج زرد ہونے تک یا دو مثل سایہ ہونے تک ہے۔ (واضح رہے کہ ان دو باتوں میں کوئی تعارض نہیں ہے جب سایہ دو مثل ہوتا ہے تو اس کے بعد سورج زرد ہونا بھی شروع ہو جاتا ہے) جیسا کہ مغرب کی گزشتہ احادیث میں اس کی وضاحت ہے، لہٰذا ان اوقات کے بعد مغرب تک بلا عذر نماز پڑھنا مکروہ مگر جائز ہے۔ کیونکہ "مَنْ اَهْلَكَ رَكعَة مِنَ الْعَصْرِ" (مسلم: ٦١٢) سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ (ع،س)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کچا گوشت تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(9)...... بَابُ وَعِيْدِ مَنْ أَخَّرَ الْعَصْرَ إِلَى اِصْفِرَارِ الشَّمْسِ وَوَعِيْدِ مَنْ فَاتَهٗ

نماز عصر کو فوت کرنے اور سورج زرد ہونے تک مؤخر کرنے کی وعید

(٣٦٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنْبَأَ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنْبَأَ أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ......

عَنِ الْعَلاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بَعْدَ الظُّهْرِ، فَقَامَ يُصَلِّي الْعَصْرَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلاتِهِ، ذَكَرْنَا تَعْجِيلَ الصَّلاةِ، أَوْ ذَكَرَهَا، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((تِلْكَ صَلاةُ الْمُنَافِقِينَ، تِلْكَ صَلاةُ الْمُنَافِقِينَ، تِلْكَ صَلاةُ الْمُنَافِقِينَ، يَجْلِسُ أَحَدُهُمْ حَتَّى إِذَا اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ، وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ، أَوْ عَلَى قَرْنِ شَيْطَانٍ، قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا، لا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهِنَّ إِلا قَلِيلاً۔))

جناب علاء بن عبد الرحمان سے روایت ہے کہ وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر ظہر پڑھ کر گئے، تو وہ نماز عصر کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، جب نماز پڑھنے سے فارغ ہوئے تو ہم نے نماز کے جلدی پڑھنے کا ذکر کیا یا انہوں نے خود اس بات کا ذکر کیا، پھر کہنے لگے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: ''یہ نماز منافقوں کی ہے، یہ نماز منافقوں کی ہے، ان میں سے ایک شخص بیٹھا رہتا ہے یہاں تک کہ سورج زرد پڑ جاتا ہے اور شیطان کے دو سینگوں میں ہو جاتا ہے یا شیطان کے سینگ پر آ جاتا ہے، تو اٹھ کر چار ٹھونگیں مارتا ہے اس میں اللہ کو یاد نہیں کرتا مگر بہت تھوڑا۔''

(٣٦٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنْبَأَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنْبَأَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ثَنَا هِشَامٌ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي

(٣٦٨) أخرجه مسلم: ٦٢٢

(٣٦٩) أخرجه البخاري: ٥٥٣، ٥٩٤

كَثِيرٍ ، عَنْ أَبِى قِلابَةَ......

عَنْ أَبِى الْمَلِيحِ ، قَالَ: كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ فِى غَزْوَةٍ فِى يَوْمٍ ذِى غَيْمٍ ، فَقَالَ: بَكِّرُوا بِصَلاةِ الْعَصْرِ ، فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ تَرَكَ صَلاةَ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُهُ۔))

جناب ابو ملیح بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سفر جنگ میں تھے۔ ابرو بارش کا دن تھا۔ انھوں نے کہا: عصر کی نماز جلدی پڑھ لو۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی، اس کا عمل ضائع ہوگیا۔''

شرح: (أبو المليح) ان کا نام عامر بن اسامہ بن عمیر ہے آپ بصرہ شہر کے رہنے والے اور بنو ہذیل سے تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کا نام زید بن اسامہ بن عمیر ہے۔

(تکبّرا) کا معنی ہے: وقت شروع ہوتے ہی نماز ادا کردو۔ (التبکیر) وقت کے آغاز ہی میں کام کر گزرنے کو کہتے ہیں، خواہ دن کا آغاز ہو یا نہ ہو۔

(٣٧٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ ، أَنْبَأَ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَنْبَأَ أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَنْبَأَ أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الَّذِى تَفُوتُهُ صَلاةُ الْعَصْرِ كَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہو جائے گویا اس کا اہل اور مال ہلاک ہوگیا۔''

(٣٧١)۔ وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنْبَأَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَخْلَدِيُّ ، أَنْبَأَ أَبُو الْعَبَّاسُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ السَّرَّاجُ ، ثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ، ثَنَا اللَّيْثُ ، ثَنَا نَافِعٌ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الَّذِى يَفُوتُهُ الْعَصْرُ ، فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہو جائے، گویا اس کا اہل اور مال ہلاک ہوگیا۔''

شرح: ابوسلیمان الخطابی کہتے ہیں: (وُتِرَ) کا معنی ہے مال کا تباہ و برباد ہو جانا اور چھین لیا جانا اس طرح کہ آئندہ تن تنہا ہو جائے، نہ بیوی بچوں سے کچھ بچے اور نہ مال و دولت سے۔ ایک مسلمان کو نماز عصر چھوڑنے سے یوں ڈرنا چاہیے جس طرح وہ اپنے اہل وعیال اور مال و منال کی تباہی سے ڈرتا ہے، الغرض ''وتر'' کہتے ہیں کسی شخص کا کوئی

(٣٧٠) أخرجه البخاري: ٥٥٢ ، و مسلم: ٦٢٦

(٣٧١) انظر الحديث السابق

آدمی مار ڈالنا یا اس کا مال چھین لینا۔

(10)...... بَابُ تَعْجِيلِ الْمَغْرِبِ
نمازِ مغرب جلد ادا کرنا

(۳۷۲)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، نَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ......

عَنْ سَلَمَةَ ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ ، عَنْ قُتَيْبَةَ ، عَنْ حَاتِمِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ يَزِيدَ عَنْ سَلَمَةَ ، وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نماز مغرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وقت پڑھتے تھے جب سورج پردے میں چھپ جاتا۔ صحیح مسلم کی روایت میں الفاظ اس طرح ہیں۔ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز مغرب اس وقت پڑھتے جب سورج غروب ہو جاتا اور پردے میں چھپ جاتا۔

شرح: (تــوارت) سے مراد ہے آفتاب کا چھپ جانا، لفظ (تــوارت) کا فاعل سورج مذکور نہیں ہے، سامعین کے فہم پر اعتماد کرتے ہوئے ذکر نہیں کیا گیا۔ قرآن مجید میں بھی یونہی بیان ہے ﴿حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ﴾ .... ''یہاں تک کہ وہ پردے میں چھپ گیا یعنی سورج۔'' (سورۂ ص:۳۲)

(۳۷۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَرَجِ الْمُظَفَّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ التَّمِيمِيُّ الْجُرْجَانِيُّ ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ حَمْزَةُ بْنُ يُوسُفَ السَّهْمِيُّ ، أَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ ، نَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى ، نَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ ، عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْءَمَةِ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ ، ثُمَّ نَنْصَرِفُ إِلَى السُّوقِ ، فَلَوْ رُمِيَ بِنَبْلٍ أُبْصِرَتْ مَوَاقِعُهَا۔

سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم مغرب کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھ کر پھرتے اور ہم بازار جاتے، اگر اس وقت تیر پھینکا جاتا تو اس کے گرنے کی جگہ دیکھی جا سکتی تھی۔ (یعنی اتنی روشنی ہوتی تھی)

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ نے مغرب کی نماز کو جلد پڑھنا پسند کیا ہے۔

---

(۳۷۲) أخرجه البخاري: ٥٦١ ، و مسلم: ٦٣٦

(۳۷۳) أخرجه البخاري: ٥٥٩ ، و مسلم: ٦٣٧

اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ غروب آفتاب کے فوراً بعد نماز مغرب شروع ہو جاتی تھی۔

(٣٧٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَخْرُجُ نَتَنَاضَلُ حَتَّى نَدْخُلَ بُيُوتَ بَنِي سَلَمَةَ، نَنْظُرُ إِلَى مَوَاقِعِ النَّبْلِ مِنَ الإِسْفَارِ.

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم مغرب کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھ کر جب واپس ہوتے اور تیر اندازی کرتے یہاں تک کہ ہم بنوسلمہ کے محلّہ میں آ جاتے ہم تیر گرنے کی جگہ کو دیکھ لیتے روشنی کی بنا پر۔ (یعنی نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد بھی اتنا اجالا ہوتا تھا)

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: صحیح بات یہ ہے کہ نماز مغرب کے لئے دو وقت ہیں یعنی ایک غروب آفتاب اور دوسرا سرخی کا غائب ہونا، اوراس کا آخری وقت غروبِ شفق ہے۔

(11)...... بَابُ تَأْخِيرِ الْعِشَاءِ

نماز عشاء کو تاخیر سے پڑھنا

(٣٧٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا أَبُو الْيَمَانِ، أَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَعْتَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَمَةِ حَتَّى نَادَاهُ عُمَرُ: نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ غَيْرُكُمْ مِنْ أَهْلِ الأَرْضِ، وَلا يُصَلِّي يَوْمَئِذٍ إِلا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ عشاء کی نماز میں اتنی دیر کی کہ عمر رضی اللہ عنہ کو کہنا پڑا کہ عورتیں اور بچے سو گئے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (حجرے سے) تشریف لائے اور فرمایا: ”روئے زمین پر اس نماز کا (اس وقت) تمہارے سوا اور کوئی انتظار

(٣٧٤) أخرجه البخاري: ٥٥٩، ومسلم: ٦٣٧

(٣٧٥) أخرجه البخاري: ٨٦٤، و مسلم: ٦٣٨

بِالْمَدِينَةِ))، وَكَانُوا يُصَلُّونَ الْعَتَمَةَ فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ الأَوَّلِ۔ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ عَنْ حَرْمَلَةَ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ: وَلا يُصَلَّى يَوْمَئِذٍ إِلَّا بِالْمَدِينَةِ وَمَا بَعْدَهُ۔

نہیں کر رہا ہے۔" لوگ عشاء کی نماز شفق ڈوبنے کے بعد سے رات کی پہلی تہائی گزرنے تک پڑھا کرتے تھے۔ یہ روایت صحیح مسلم میں بھی ہے لیکن وہاں (ولا یصلّی یَوْمَئِذٍ إِلَّا بالمَدِيْنَةِ) اوراس کے بعد والے الفاظ مذکور نہیں۔

شرح: (أَعْتَمَ) کا معنی ہے تاخیر کی، رات کی سیاہی کو "عتمة اللیل" کہا جاتا ہے، چونکہ عشاء کی نماز تاریکی اور اندھیرے میں آتی ہے اس لئے نماز عشاء کو عتمة بھی کہا جاتا ہے۔

(۳۷۶)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنُ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، نَا يَزِيدُ هُوَ ابْنُ هَارُونَ، أَنَا حُمَيْدٍ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّهُ سُئِلَ: هَلِ اصْطَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا؟ قَالَ: نَعَمْ، أَخَّرَ الصَّلاةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ صَلاةَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، ثُمَّ صَلَّى، فَلَمَّا صَلَّى أَقْبَلَ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: ((إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلُّوا وَرَقَدُوا، وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلاةَ))، وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ خَاتَمِهِ۔

جناب حمید طویل کہتے ہیں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پہنی ہے؟ آپ نے کہا ہاں! ایک رات عشاء کی نماز میں آپ نے آدھی رات تک دیر تک۔ پھر نماز ادا کی، نماز کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: لوگ نماز پڑھ کر سو چکے ہوں گے۔ اور تم اس وقت تک نماز ہی کی حالت میں تھے جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہے (حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا) گویا اس وقت میں آپ کی انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں (یعنی آپ کی انگوٹھی کی چمک کا سماں میری آنکھوں کے سامنے ہے)

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے اپنی سند سے ایک روایت بیان کی کہ جناب ثابت کہتے ہیں، انہوں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا.... آگے وہی روایت ہے...ثابت کہتے ہیں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: گویا میں آپ کی انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں، اور انہوں نے اپنا بایاں ہاتھ بلند کیا۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ اور آئمہ دین رحمہم اللہ میں سے اکثر نے عشاء کی نماز کو تاخیر سے پڑھنا پسند کیا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اپنی امت پر مشقت ڈال دوں گا تو میں انہیں حکم دیتا کہ وہ عشاء کی نماز کو ایک تہائی رات تک یا آدھی رات تک مؤخر

(۳۷۶) أخرجه البخاري: ٦٦١، و مسلم: ٦٤٠

کریں۔" (صحیح مسلم: ٦٣٩)

امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنے ایک قول میں نماز عشاء جلدی پڑھنے کا خیال ظاہر کیا ہے کیونکہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء پڑھتے تھے جب سرخی غائب ہو جاتی۔

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں سب لوگوں سے بڑھ کر اس نماز یعنی عشاء کے وقت سے باخبر ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے تیسری رات کا چاند ڈوبنے کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

(صحیح، ابوداود: ٤١٩، ترمذی: ١٦٥، نسائی: ٥٢٧)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک عامل کو لکھا: نماز عشاء ادا کرو جب سرخی چھپ جائے تہائی رات تک، اگر آپ دیر کرنا چاہتے ہیں تو آدھی رات تک کرتے۔

فائدہ: نماز عشاء کا ابتدائی وقت شفق غائب ہونے سے شروع ہو جاتا ہے البتہ نماز عشاء کے آخری وقت میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ راجح بات یہ ہے کہ "نصف اللیل" تک ہی نماز عشاء کا آخری وقت ہے کیونکہ حدیث کے واضح الفاظ ہیں۔ یاد رہے کہ نماز عشاء کو تاخیر سے پڑھنا افضل ہے۔ (ع س)

(12)...... بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ تُسَمَّى الْعِشَاءُ عَتَمَةً

جس نے عشاء کو عتمۃ کہنا ناپسند کیا

(٣٧٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَنْبَأَ أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، ثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَبِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا يَغْلِبَنَّكُمُ الأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلاتِكُمْ هِيَ الْعِشَاءُ، أَلا إِنَّهُمْ يُعْتِمُونَ بِالإِبِلِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: آپ فرماتے تھے: "تم پر دیہاتی (گنوار) لوگ غالب نہ ہوں کہ تمہاری نماز عشاء کے نام کو مٹا دیں اس لئے کہ وہ اونٹوں کے دودھ دوہنے میں دیر کیا کرتے ہیں۔

تشریح: (يُعْتِمُوْنَ) کا معنی ہے اونٹنیوں کے دودھ دوہنے میں دیر کرنا، دیہاتی لوگ نماز عشاء کو عتمۃ کہتے دودھ تاخیر سے دوہنے کی وجہ سے۔ لغت میں عتمۃ دیر کرنے کو کہتے ہیں۔ عرب لوگ (فلانٌ عاتم القِری) کا لفظ اس وقت بولتے ہیں جب کسی مہمان کی خاطر مدارت میں تاخیر ہو جائے۔ اس حدیث مبارکہ کا ایک مطلب یہ بھی بیان کیا

(٣٧٧) أخرجه مسلم: ٦٤٤

جاتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو اعرابیوں کا دودھ دیر سے دوہنے کا عمل تمہیں غفلت اور دھوکے میں ڈال دے اور تم نماز میں حد درجہ تاخیر کرنے لگ جاؤ بلکہ نماز اپنے وقت پر ہی ادا کرو۔ امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: کچھ لوگ نماز عشاء کو ''عتمة'' کہنا ناپسند جانتے ہیں، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی شخص سے سنتے کہ وہ نماز عشاء کو ''عتمة'' کہہ رہا ہے تو سخت ناراض ہوتے اور کہتے بھئی! عشاء کہا کرو۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے یہی پسند ہے کہ اس نماز کا وہی نام لیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لیا ہے: ﴿وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ﴾ ..... ''اور نماز عشاء کے بعد''۔ (سورۂ نور: ۵۷)

کچھ علماء ایسے بھی ہیں جو نماز عشاء کو ''عتمة'' کہنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے، اس لئے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں لفظ ''العتمة'' استعمال ہوا ہے۔ دوسرے اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ سیدہ عائشہ کی روایت میں الفاظ (اَعْتَمَ بِالعِشاء) ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی لفظ ''العتمة'' ہے، کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ عتمة (عشاء) اور صبح کی نماز میں کتنا اجر وثواب ہے تو ان دونوں کے لئے سرین کے بل گھسٹتے ہوئے آتے۔'' (صحیح بخاری: ۶۵۴، صحیح مسلم: ۴۳۷)

مغرب کی نماز کو عشاء کہنے کی کراہت سیدنا عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بدّو لوگ نہ غالب آنے پائیں تمھاری مغرب کی نماز کے نام پر۔'' راوی کہتے ہیں: اعرابی مغرب کی نماز کو عشاء کہا کرتے تھے (اور عشاء کو **عتمة**) (صحیح بخاری: ۵۶۳)

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نماز صبح کو قرآن الفجر کہا ہے: ﴿وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ﴾ (سورۂ اسراء: ۷۸) اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرمان میں لفظ صبح استعمال فرمایا ہے: (وَمَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً) مجھے پسند نہیں کہ ان دو ناموں کے علاوہ کوئی تیسرا نام لیا جائے، جیسے صلاة الغداة وغیرہ۔

(13)...... بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ
نماز فجر اور عصر کی فضیلت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ سَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِبْكَارِ﴾ ...... ''اور صبح وشام اسی کی تسبیح بیان کرتے رہیے۔'' (سورۂ آل عمران: ۴۱)

لفظ (سَبِّحْ) کا معنی یہاں ''صلِّ'' ہے یعنی نماز پڑھ (صرف تسبیح کرنا مراد نہیں) عرب لوگ یہ جملہ بولتے ہیں: (فَرَغَ فُلَانٌ مِنْ سُبْحَتِهِ) فلاں شخص نماز پڑھنے سے فارغ ہوا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾ ...... ''اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی، یقیناً فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا ہے۔'' (سورۂ اسراء: ۷۸) اس آیت مبارکہ میں قرآن الفجر سے مراد نماز صبح ہے اور کان مشهودًا کا مطلب ہے کہ اس وقت رات اور دن کے فرشتے موجود ہوتے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: ﴿إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾ کا مطلب ہے کہ رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ (صحیح، بخاری: ٦٤٨)

(٣٧٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْحُمَيْدِيُّ ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بْنُ يَعْقُوبَ الشَّيْبَانِيُّ إِمْلاءً ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ السَّعْدِيُّ ، أَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ، فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ تَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ لا تَضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لا تُغْلَبُوا عَلَى صَلاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ ، وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ، فَافْعَلُوا)) ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾ [سورة ق: ٣٩]

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے چاند کی طرف نظر اٹھائی جو چودھویں رات کا تھا، پھر فرمایا: ''تم لوگ بلا شک اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو، اسے دیکھنے میں تم کو کسی قسم کی بھی مزاحمت نہ ہو گی، اس لئے اگر تم سے سورج کے طلوع اور غروب سے پہلے (فجر اور عصر) کی نمازوں کے پڑھنے میں کوتاہی نہ ہو سکے تو ایسا ضرور کرو۔'' پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''پس اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے سورج کے نکلنے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے۔''

(٣٧٩)۔ وَأَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَامُوَيْهِ ، أَنَا أَبُو سَعِيدِ بْنُ الأَعْرَابِيِّ ، أَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ ، نَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ ، بِهَذَا الإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ ، وَلَمْ يَقْرَأ الآيَةَ

ایک اور سند سے بھی یہ روایت مذکور ہے، البتہ اس میں آیت کا ذکر نہیں ہے۔

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

(٣٧٨) أخرجه البخاري: ٥٧٣ ، و مسلم: ٦٣٣

(٣٧٩) انظر الحديث السابق

اس حدیث میں رؤیت باری تعالیٰ کا اثبات ہے۔

حدیث میں مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں مثلاً (لَا تَضَامُوْن)، (لا تَضَارُّوْنَ فِي رؤيته) اور (لا تُضامُون) (لا تَمارُون) تاہم تمام الفاظ کے معنی قریب قریب ہیں یعنی جھگڑا نہیں کرو گے،، دھکم پیل نہیں کرو گے، دیکھنے میں مشقت نہیں اٹھاؤ گے، ایک دوسرے کی رویت کی نفی نہیں کرو گے، شک نہیں کرو گے۔

(کما ترون) میں تشبیہ من کل الوجوہ نہیں بلکہ صرف دیکھنے میں تشبیہ مراد ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "فإن استطعتم أن لا تُغلبوا . . . " کے الفاظ جو روایت کے آخر میں ذکر ہیں، سے معلوم ہوتا ہے کہ دیدار الٰہی ان دو وقتوں کے طفیل نصیب ہوگا۔ عصر اور فجر کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ دیدار الٰہی ان ہی وقتوں کے اندازے پر حاصل ہوگا یا جس طرح پانچ نمازوں میں سے "صلٰوۃ الوسطٰی" کا لقب نماز فجر اور عصر پر بولا جاتا ہے اسی طرح رؤیت کو بھی انہی دو کے ساتھ خاص کر دیا گیا ہے حالانکہ ایک ترتیب کے لحاظ سے پانچوں نمازیں ہی "صلٰوۃ وسطٰی" کہلانے کی حقدار ہیں۔

(۳۸۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلائِكَةٌ بِاللَّيْلِ، وَمَلائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، يَجْتَمِعُونَ فِي صَلاةِ الْفَجْرِ وَصَلاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ، وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ، كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رات اور دن میں فرشتوں کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی ہیں اور فجر اور عصر کی نمازوں میں (ڈیوٹی پر آنے والوں کا اور رخصت پانے والوں کا) اجتماع ہوتا ہے۔ پھر تمہارے پاس رہنے والے فرشتے جب اوپر چڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے، حالانکہ وہ ان سے بہت زیادہ اپنے بندوں کے متعلق جانتا ہے، کہ میرے بندوں کو تم نے کس حال میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے جب انہیں چھوڑا تو وہ (فجر کی) نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے پاس گئے تب بھی وہ (عصر کی) نماز پڑھ رہے تھے۔"

(۳۸۱)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، وَأَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

(۳۸۰) أخرجه البخاري: ۵۵۵، و مسلم: ٦٣٢

(۳۸۱) أخرجه البخاري: ۵۷٤، و مسلم: ٦٣٥

الصَّالِحِیُّ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ، أَنَا هَمَّامٌ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ......

أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ.))

جناب ابوبکر بن عبداللہ بن قیس اپنے والد سیدنا عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ٹھنڈے وقت کی دو نمازیں (وقت پر) پڑھیں (فجر اور عصر) تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

شرح: عبداللہ بن قیس ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا نام ہے اور ابوبکر ان کے صاحبزادے ہیں۔

(البَردَین) سے مراد فجر اور عصر کی نمازیں ہیں، اس لئے کہ وہ دن کے دو کناروں میں ہوتی ہیں ''بردان'' صبح اور شام کو کہا جاتا ہے۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ ان ہر دو نمازوں کو وقت پر پابندی کے ساتھ ادا کیا جائے، چونکہ ان اوقات میں اکثر غفلت ہوسکتی ہے، اس لئے اس خصوصیت سے ان کا ذکر کیا۔ عصر کا وقت کاروبار میں انتہائی مشغولیت اور فجر کا وقت میٹھی نیند سونے کا وقت ہے۔ مگر اللہ والے ان کی خاص طور پر پابندی کرتے ہیں۔ (ع،س)

(٣٨٢)۔ أَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، نَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، نَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ......

عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ الثَّقَفِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((أَلَا لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَقَبْلَ غُرُوبِهَا))

جناب ابوبکر بن عمارہ بن رویبہ ثقفی اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''سن لو! وہ شخص آگ میں نہیں جائے گا جس نے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے (فجر اور عصر) کی نمازیں پڑھیں''

(٣٨٣)۔ أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، نَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَامُوَيْهِ، أَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ الْمُقْرِءُ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ كَثِيرٍ الْحَرَّانِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ رَقَبَةَ بْنِ مَصْقَلَةَ......

(٣٨٢) أخرجه مسلم: ٦٣٤

(٣٨٣) انظر الحديث السابق

عَنْ أَبِی بَكْرِ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ الثَّقَفِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَنْ يَلِجَ النَّارَ مَنْ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَقَبْلَ غُرُوبِهَا.))

جناب ابو بکر بن عمارہ بن رویبہ ثقفی اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہرگز آگ میں داخل نہیں ہوگا جس نے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے (فجر اور عصر) کی نمازیں پڑھیں۔''

(14)...... فَضْلِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ فِی الْجَمَاعَةِ

نماز عشا اور نماز فجر باجماعت پڑھنے کی فضیلت

(٣٨٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنُ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِی بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِی صَالِحٍ السَّمَّانِ......

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِی بِطَرِيقٍ، وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ، فَأَخَّرَهُ، فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ، وَغَفَرَ لَهُ، وَقَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِی بِطَرِيقٍ، اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بِئْرًا، فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ، ثُمَّ خَرَجَ، فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: وَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِی بَلَغَنِی، فَنَزَلَ الْبِئْرَ، فَمَلأَ خُفَّهُ مَاءً، ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتَّى رَقِيَ، فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ))، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لَنَا مِنَ الْبَهَائِمِ لأَجْرًا؟ فَقَالَ: ((فِی كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ)) وَقَالَ: ((الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: الْمَبْطُونُ،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شخص کہیں جا رہا تھا، راستے میں اس نے کانٹوں کی بھری ہوئی ایک ٹہنی دیکھی، پس اسے راستے سے دور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ (صرف اسی بات پر) راضی ہو گیا اور اس کی بخشش کر دی۔'' اور آپ نے فرمایا: ''ایک شخص جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی۔ اس کو کنواں ملا، اس میں اتر کر پانی پیا۔ پھر باہر آیا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ آدمی نے (اپنے دل میں) کہا: یہ بھی اس وقت ایسی ہی پیاس میں مبتلا ہے جیسے ابھی مجھے پیاس لگی ہوئی تھی۔ (چنانچہ وہ پھر کنویں میں اترا اور) اپنے چمڑے کے موزے کو پانی سے بھر کر اسے اپنے منہ سے پکڑے ہوئے اوپر آیا، اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول کیا اور اس کی مغفرت فرمائی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا

(٣٨٤) أخرجه البخاری: ٦٥٢، ٦٥٣، ٦٥٤، ٢٣٦٣، ٢٤٦٦، و مسلم: ٤٣٧، ١٩١٤، ٢٢٤٤

وَالْمَطْعُونُ، وَالْغَرِيقُ، وَصَاحِبُ الْهَدْمِ، وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ))، وَقَالَ: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا إِلا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لاسْتَهَمُوْا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔))

ہمیں چوپاؤں پر بھی اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہر جاندار میں ثواب ہے''۔ اور آپ نے فرمایا: ''شہداء پانچ قسم کے ہوتے ہیں: ''پیٹ کے عارضے (ہیضے وغیرہ) میں مرنے والے، طاعون میں مرنے والے، ڈوب کر مرنے والے، جو دیوار وغیرہ کسی بھی چیز سے دب کر مر جائے اور اللہ کے راستے میں (جہاد کرتے ہوئے) شہید ہونے والے۔'' اور آپ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اذان کہنے اور پہلی صف میں نماز پڑھنے کا کیا ثواب ہے تو ان کے لئے قرعہ ڈالنے کے سوائے اور کوئی چارہ باقی نہ رہتا تو وہ اس پر قرعہ اندازی ہی کرتے اور اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ نماز کے لئے جلدی آنے میں کتنا ثواب ملتا ہے تو اس کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے اور اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ عشاء اور صبح کی نماز کا ثواب کتنا ملتا ہے، تو ضرور گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے ان کے لئے آتے۔''

شرح (اَلْاستِھام) کا معنی قرعہ اندازی کرنا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ﴾ .... ''پھر قرعہ ڈالا تو انہوں نے زک اٹھائی'' (سورۂ صافات: ۱۴۱)

یہ بھی کہا گیا ہے کہ (الاقتِراعُ) کا معنی تیروں کے ذریعے قرعہ نکالنا ہے، جو اہل عرب کا ایک خاص طریقہ تھا۔ قرعہ اندازی باہمی مشورے سے کی جا سکتی ہے جسے تسلیم کرنے کا سب لوگ وعدہ کرتے ہیں۔ اس لئے وعدے کو پورا کرنے کے لئے قرعہ اندازی سے جو فیصلہ ہوا سے تسلیم کرنا اخلاقاً بھی بے حد ضروری ہے۔

(التھجیر) کا معنی ہے: نماز ظہر کو جلد پڑھنا، یعنی زوال کے فوراً بعد۔ ''ھجیرا اور ھاجرۃ'' کا معنی ہے: دوپہر یعنی نصف النہار۔ اس لفظ کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہر نماز کو بروقت اور اول وقت پڑھنا، صرف دوپہر کو نکلنا مراد نہیں ہے۔ نضر بن شمیل، خلیل بن احمد نحوی سے حدیث میں مذکور لفظ (فَالْمُهَجِّرُ كَالْمُهْدِي بَدَنَةً) کا معنی بیان کرتے ہیں: جمعہ کے لئے جلد آنے والا شخص۔

(٣٨٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُويَهِ، نَا أَبُو نُعَيْمٍ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ......

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ نِصْفِ لَيْلَةٍ، وَمَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ۔))

سیدنا عثمان بن غفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تو گویا آدھی رات تک نفل پڑھتا رہا (یعنی ایسا ثواب پائے گا) اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی وہ گویا ساری رات نماز پڑھتا رہا“

(15)...... بَابُ الصَّلَاةِ الْوُسْطٰی

نمازِ وسطیٰ کا بیان

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ و الصَّلٰوةِ الوُسْطٰى﴾ ......”نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیان والی نماز کی۔“ (سورۂ بقرہ: ٢٣٨)

(والصّلاةِ الوُسْطٰى) آیت کے اس حصہ میں جو لفظ ”واؤ“ آیا ہے یہ خصوصیت اور فضیلت کے اظہار کے لئے ہے عطف کے لئے نہیں ہے یعنی صلوٰۃ وسطیٰ پانچ نمازوں میں سے ہی ایک ہے الگ سے کوئی نماز نہیں۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ کے ایک دوسرے فرمان میں ہے: ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰلَ﴾ ...... ”جو شخص اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہو“ (تو اللہ اس کا دشمن ہے) (سورۂ بقرہ: ٩٨)

اس آیت مبارکہ میں لفظ ”واؤ“ استعمال ہوا ہے اور اسی معنی میں ہے جو بیان کیا گیا ہے، جبریل و میکائیل جملہ فرشتوں میں شامل ہیں مگر ان کا ذکر بطورِ تخصیص کیا گیا ہے۔

ایک اور مثال ملاحظہ ہو، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّ نَخْلٌ وَّ رُمَّانٌ﴾ ....”ان دونوں میں میوے اور کھجور اور انار ہوں گے۔“ (سورۂ رحمٰن: ٦٨)

کھجوریں اور انار ”پھل“ میں داخل ہیں، مگر ان کا تذکرہ خاص طور سے کر دیا گیا ہے۔

---

(٣٨٥) أخرجه مسلم: ٦٥٦

(٣٨٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ......

عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: أَمَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا، وَقَالَتْ: إِذَا بَلَغْتَ هَذِهِ الْآيَةَ فَآذِنِّي ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾، فَلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا، فَأَمْلَتْ عَلَيَّ: حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

جناب ابو یونس جو مولیٰ ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے (یعنی آزاد کردہ غلام) کہتے ہیں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے حکم دیا: ایک قرآن میں ان کے لئے لکھ دوں، اور کہا: جب تم اس آیت ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ﴾ پر پہنچو تو مجھے اطلاع کرنا۔ پھر جب میں وہاں تک پہنچا تو میں نے ان کو خبر دی، انہوں نے مجھے بتایا کہ یوں لکھو: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَ الصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ یعنی: ''حفاظت کرو نمازوں کی اور نماز وسطیٰ اور نماز عصر کی اور اللہ کے آگے ادب سے کھڑے ہو۔'' اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا ہے۔

(٣٨٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، نَا أَبُو نُعَيْمٍ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ......

عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، قَالَ: قُلْنَا لِعُبَيْدَةَ: سَلْ عَلِيًّا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى، فَسَأَلَهُ، قَالَ: كُنَّا نَرَى أَنَّهَا صَلَاةُ الْفَجْرِ، حَتَّى سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ: ((شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى صَلَاةِ الْعَصْرِ، مَلَأَ اللَّهُ أَجْوَافَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا۔))

زرّ بن حبیش بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عبیدہ سے کہا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے نماز وسطیٰ کے بارے میں پوچھئے، سو انہوں نے پوچھا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارا خیال تھا کہ نماز فجر، صلوٰۃ وسطیٰ ہے۔ یہاں تک کہ میں نے خندق والے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ان کافروں نے ہم کو نماز وسطیٰ نماز عصر سے روک رکھا، اللہ تعالیٰ ان کے پیٹوں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔''

---

(٣٨٦) أخرجه مسلم: ٦٣٠

(٣٨٧) أخرجه البخاري: ٤٥٣٣، و مسلم: ٦٢٧

(۳۸۸)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ ، نَا أَبُو دَاوُدَ ، نَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، نَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ ، وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّان ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ ، عَنْ عُبَيْدَةَ......

عَنْ عَلِيٍّ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ: ((حَبَسُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى صَلَاةِ الْعَصْرِ ، مَلأَ اللَّهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا۔))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق والے دن فرمایا: ''ان کافروں نے ہمیں نماز وسطیٰ نماز عصر سے مشغول کر دیا، اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔''

شرح: عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الْعَصْرِ۔)) ...... سیدنا سمرہ بن جندب اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز وسطیٰ نماز عصر ہے۔''

(صحيح مسلم: ٦٢٨ عن عبد الله بن مسعود، ترمذی: ١٨٢ عن سمرة بن جندب)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد والے علماء کے مابین نماز وسطیٰ کے حوالے سے اختلاف پایا جاتا ہے، ایک گروہ کا خیال ہے کہ اس سے مراد نماز فجر ہے۔ صحابہ جن سے قول مروی ہے یہ ہیں: سیدنا عمر، سیدنا عبداللہ بن عمرو، سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا ابوموسیٰ، سیدنا معاذ، سیدنا جابر رضی اللہ عنہم، بعض نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہ قول نقل کیا ہے مگر صحیح قول ان سے نماز عصر کی بابت ہے۔ حضرات تابعین میں سے اس کے قائل جناب عطاء، جناب عکرمہ، جناب مجاہد، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ ہیں۔ اس قول کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت میں فرمایا ہے: ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ ''قیام کرو اللہ کے لئے عاجزی کرتے ہوئے'' (سورۂ بقرہ: ۲۳۸)

اور قنوت کا مطلب ہے: لمبا قیام۔ تو صبح کی نماز لمبے قیام کے لئے مخصوص ہے اور اس کی یہ وجہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نمازوں میں سے صرف اور صرف نماز فجر کا تذکرہ فرمایا ہے: ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾ ......: ''اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی، یقیناً فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا ہے۔'' (سورۂ اسراء: ۷۸)

دن اور رات کے فرشتے اس میں جمع ہوتے ہیں۔

اس کی تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ نماز رباعی نمازوں (چار رکعت والی) کے درمیان میں ہے اور نہ یہ قصر کی جا سکتی ہے اور نہ جمع (کسی اور نماز کے ساتھ) اور اس لئے بھی کہ یہ دن رات کے جھٹ پٹے میں پڑھی جاتی ہے نہ صحیح طور سے رات کی تاریکی ہوتی ہے اور نہ صبح کا اُجالا، گویا یہ دن رات کے سنگم میں ادا کی جاتی ہے تو یہ نماز وسطیٰ (درمیانی نماز) کہلانے

(۳۸۷) أخرجه انظر الحديث السابق

کی حقدار ہے۔

ایک گروہ کا خیال ہے کہ آیت میں مذکور صلوٰۃ وسطیٰ کا مصداق ظہر کی نماز ہے۔ یہ قول سیدنا زید بن ثابت، سیدنا ابو سعید خدری اور سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم سے روایت کیا گیا ہے، کیونکہ یہ دن کے وسط میں ادا کی جاتی ہے اور دن کی نمازوں میں درمیانے قیام کی حامل ہے۔ جمعہ والے روز اس کی بنا پر نماز ظہر کی جماعت موقوف کر دی گئی ہے اس لئے صلوٰۃ وسطیٰ کہلائے جانے کی یہ نماز حقدار ہے۔

(٣٨٩)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي حَكِيمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الزِّبْرِقَانَ يُحَدِّثُ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ، وَلَمْ يَكُنْ يُصَلِّي صَلَاةً أَشَدَّ عَلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ مِنْهَا، فَنَزَلَتْ: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ وَقَالَ: ((إِنَّ قَبْلَهَا صَلَاتَيْنِ وَبَعْدَهَا صَلَاتَيْنِ۔))

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز سخت دوپہر میں پڑھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے علاوہ کوئی نماز ایسی نہیں پڑھتے تھے جو حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر گراں گزرتی ہو۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ والصَّلَاةِ الْوُسْطٰى﴾ یعنی: ''نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیان والی نماز کی'' (سورۂ بقرہ: ٢٣٨) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک دو نمازیں اس سے پہلے ہیں اور دو اس کے بعد۔''

شرح: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور آئمۂ دین میں سے اکثریت کا یہ موقف ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد عصر ہے۔ ایک جم غفیر نے اس بات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ یہی موقف سیدنا علی، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا ابو ایوب، سیدنا ابو ہریرہ، سیدہ عائشہ، سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہم کا ہے، نیز تابعین میں سے اس کے قائل جناب ابراہیم نخعی، جناب زر بن حبیش، جناب قتادہ اور جناب حسن بصری رحمہم اللہ ہیں۔ اہل الرائے کا بھی یہی موقف ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی نماز کے بارے میں تاکید و تغلیظ فرمائی ہے۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے، آپ نے فرمایا: ''جس شخص نے نماز عصر چھوڑ دی اس کا عمل برباد ہو گیا۔''

(اسناده صحيح على شرط الشيخين، مسند احمد: ٢٣٠١٨)

یہ احادیث اس بات کا ثبوت ہیں کہ صلاۃ وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے اور اس کی حفاظت کا خصوصی ذکر کیا گیا ہے۔

(٣٨٩) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤١١

قبیصہ بن ذؤیب کہتے ہیں: صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد نماز مغرب ہے۔ اس لئے کہ اس کی رکعتیں تین ہیں، نہ چار اور نہ دو۔ یعنی نہ کم نہ زیادہ بلکہ درمیانی۔

سلف امت میں سے کسی سے بھی یہ مروی نہیں ہے کہ انہوں نے صلوٰۃ وسطیٰ کا مصداق نماز عشاء کو قرار دیا ہو۔ بعض متاخرین سے البتہ ایسا منقول ہے کہ یہ نماز دو ایسی نمازوں کے درمیان واقع ہے (مغرب اور فجر) جن کو قصر کر کے نہیں پڑھا جا سکتا لہٰذا یہ نماز وسطیٰ ہے۔

کچھ آئمہ کا یہ بھی خیال ہے کہ ہر نماز ہی صلوٰۃ وسطیٰ کی مصداق ہے کسی نماز کو خاص کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس معاملے کو مخفی رکھا ہے تاکہ لوگ تمام نمازوں کی ادائیگی میں بھرپور کوشش کریں، پوری رغبت دکھائیں اور مکمل جانفشانی اور مستعدی سے کام لیں۔ جیسا کہ لیلۃ القدر اور جمعہ والے دن قبولیت کی گھڑی کو مخفی رکھا گیا ہے۔

(16)...... بَابُ تعجيل الصَّلَاة إذا أَخَّرَ الإِمَامُ

نماز کو جلد پڑھنا جب امام نماز کو (وقت سے) مؤخر کرے

(٣٩٠)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْحَسَنِ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَنَا أَبُو عَوَانَةَ يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَافِظُ، نَا يُونُسُ بْنُ حَبِيبٍ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الصَّامِتِ يُحَدِّثُ......

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((سَيَكُونُ أُمَرَاءُ يُؤَخِّرُونَ الصَّلاةَ عَنْ مَوَاقِيتِهَا، أَلا صَلِّ الصَّلاةَ لِوَقْتِهَا، ثُمَّ ائْتِهِمْ، فَإِنْ كَانُوا قَدْ صَلَّوْا كُنْتَ أَحْرَزْتَ صَلاتَكَ، وَإِلَّا صَلَّيْتَ مَعَهُمْ، وَكَانَتْ لَكَ نَافِلَةً۔))

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کچھ حکام ہونگے جو نمازوں کو ان کے اوقات سے تاخیر کر کے پڑھیں گے، خبردار! تم نماز کو بروقت ادا کر لینا، پھر ان کے پاس جانا، اگر وہ نماز پڑھ چکے ہوں تو تم نے اپنی نماز محفوظ کر لی وگرنہ ان کے ساتھ پڑھ لینا اور وہ تیرے لئے نفل ہوگی۔''

شرح: ابوعمران کا نام عبدالملک بن حبیب الکندی بصری ہے۔

اس حدیث میں دلیل ہے کہ حکام جب تک نماز پڑھتے ہوں تب تک ان کے خلاف بغاوت درست نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کرنے کے باوجود اس کی اجازت نہیں دی، بلکہ ان کے ہمراہ نماز پڑھ لینے کا مشورہ دیا۔ وہ حکمران جو بروقت نماز پڑھنے کے عادی ہوں تو ان کے خلاف خروج و بغاوت کیسے درست ہو سکتی ہے؟

(٣٩٠) أخرجه مسلم: ٦٤٨

(٣٩١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي نَصْرٍ الْكُوفَانِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ التُّجِيبِيُّ الْمِصْرِيُّ بِهَا الْمَعْرُوفُ بِابْنِ النَّحَّاسِ، نَا أَبُو مَرْوَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ بَحْرِ بْنِ شَاذَانَ الْمَكِّيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الصَّائِغُ، نَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ......

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: أَوْصَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ: أَنْ أَسْمَعَ وَأُطِيعَ وَلَوْ لِعَبْدٍ مُجَدَّعِ الأَطْرَافِ، ((وَإِذَا صَنَعْتَ مَرَقَةً أَكْثِرْ مَاءَ هَا، ثُمَّ انْظُرْ إِلَى أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ جِيرَانِكَ، فَأَصِبْهُمْ مِنْهُ بِمَعْرُوفٍ، وَأَنْ أُصَلِّيَ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، فَإِنْ جِئْتَ وَقَدْ صَلَّى الإِمَامُ كُنْتَ قَدْ أَحْرَزْتَ صَلَاتَكَ، وَإِلَا صَلَّيْتَ مَعَهُمْ، وَكَانَتْ نَافِلَةً۔))

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی: ''یہ کہ میں بات سنوں اور اطاعت کروں خواہ (حاکم) غلام اور ہاتھ پاؤں کٹا ہو، اور یہ کہ جب سالن پکاؤں تو شوربا زیادہ کرلوں پھر اپنے پڑوسیوں میں نظر دوڑاؤں اور ان سے حسن سلوک کروں اور یہ کہ نماز کو اصل وقت پر پڑھ لوں۔ پھر اگر حاکم کو پاؤ کہ وہ نماز پڑھ چکا ہے تو تُو نے اپنی نماز پہلی محفوظ کر لی اور نہیں تو ان کے ساتھ پڑھ لے وہ تیرے لئے نفل ہوجائے گی۔''

(٣٩٢)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَنَا أَبُو عَوَانَةَ، نَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، نَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ، نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي نَعَامَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ......

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كَيْفَ بِكَ، أَوْ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا بَقِيتَ فِي قَوْمٍ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا؟ فَصَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، ثُمَّ إِنْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَصَلِّ مَعَهُمْ، فَإِنَّهَا زِيَادَةُ خَيْرٍ۔))

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیرا کیا حال ہوگا یا تو کیا کرے گا؟ جب ایسے لوگوں میں رل جائے گا جو نماز میں دیر کریں گے اس کے وقت سے۔ پس تم اپنے وقت پر نماز ادا کر لینا، پھر اگر نماز کھڑی ہوجائے تو ان کے ساتھ بھی پڑھ لو بلاشبہ یہ خیر میں اضافہ ہے'' تابعی ابونعامہ سعدی کا نام عبدربہ بصری ہے۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اکثر اہل علم کا یہی موقف ہے، جب حاکم یا اہل مسجد ''افضل اور مختار وقت'' کے علاوہ میں نماز ادا کرتے ہوں تو متبع سنت کو صحیح اور مختار وقت میں اکیلے ہی سنماز پڑھنی چاہیے اور جماعت کی

(٣٩١) أخرجه مسلم: ٦٤٨

(٣٩٢) أخرجه مسلم: ٦٤٨

غرض سے اولیٰ وقت ترک نہیں کرنا چاہیے۔

اگر انسان مسجد میں یا ان کی مجلس میں موجود ہو تو ان کے ساتھ مل کر بھی پڑھ لے تا کہ فتنہ نہ ہو اور وحدت قائم رہے۔
اہل علم کا یہ خیال ہے کہ اس کی پہلی نماز فرض ہو گی اور دوسری نفل، خواہ با جماعت ہی کیوں نہ پڑھی ہو۔

(17)...... بَابُ قَضَاءِ الْفَائِتَةِ

فوت شدہ نماز کی قضا

(٣٩٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَخْلَدِيُّ، أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ السَّرَّاجُ، نَا قُتَيْبَةُ، نَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ نَسِيَ صَلاةً، فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کوئی نماز پڑھنا بھول جائے تو جب بھی یاد آ جائے اس کو پڑھ لے۔''

(٣٩٤)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو عُمَرَ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ، نَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَفِيدُ، نَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ الْبَجَلِيُّ، نَا عَفَّانُ، نَا هَمَّامٌ، نَا قَتَادَةُ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ نَسِيَ صَلاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا، لا كَفَّارَةَ لَهَا إِلا ذَلِكَ))، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ بَعْدَ ذَلِكَ: ((أَقِمِ الصَّلاةَ لِذِكْرِي۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کوئی نماز پڑھنا بھول جائے تو جب بھی یاد آ جائے اس کو پڑھ لے۔ اس قضاء کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں''، پھر انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سنا اس کے بعد آپ پڑھ رہے تھے: ''نماز میرے یاد آنے پر قائم کیجیے۔''

(٣٩٥)۔ وَأَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ بِلالٍ، نَا أَبُو الأَزْهَرِ أَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ بْنِ مَنِيعٍ الْعَبْدِيُّ، نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَنَا سَعِيدٌ، وَهَمَّامٌ، وَأَبُو الْعَلاءِ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(٣٩٣) أخرجه البخاري: ٥٩٧، ومسلم: ٦٨٤

(٣٩٤) انظر الحديث السابق

(٣٩٥) أخرجه البخاري: ٥٩٧، مسلم: ٦٨٤

قَالَ: ((مَنْ نَامَ، أَوْ نَسِيَ صَلاةً، فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا))، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَيْسَ لَهُ كَفَّارَةٌ إِلا ذَاكَ۔

نے فرمایا: ''جو شخص سو جائے یا نماز پڑھنا بھول جائے تو جب بھی یاد آ جائے اس کو پڑھ لے'' اور کچھ راویوں نے یہ بھی کہا ہے: ''اس قضا کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں''

(٣٩٦)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ، نَا وَكِيعٌ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، وَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَاللَّهِ، مَا صَلَّيْتُ صَلاةَ الْعَصْرِ حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَغِيبَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَأَنَا وَاللَّهِ مَا صَلَّيْتُهَا بَعْدُ))، قَالَ: فَنَزَلَ إِلَى بُطْحَانَ، فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَابَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ بَعْدَهَا۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ غزوہ خندق کے دن کفار کو برا بھلا کہتے ہوئے آئے اور عرض کرنے لگے: اے اللہ کے رسول! سورج ڈوبنے ہی کو ہے اور میں نے تو اب تک عصر کی نماز نہیں پڑھی، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں نے بھی ابھی تک نہیں پڑھی، انہوں نے بیان کیا: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بطحان کی طرف گئے (جو مدینہ میں ایک میدان تھا)، وضو کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سورج غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھی، پھر اس کے بعد نماز مغرب پڑھی۔

شرح (لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَاكَ) امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس عبارت کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: پہلا قضا کے علاوہ اور کوئی کفارہ نہیں۔ دوسرا اس بنا پر اس کے ذمہ نہ تاوان ہے نہ نماز کی دوہری ادائیگی ہے اور نہ کفارے کے طور پر صدقہ کرنا لازم ہے، جیسے رمضان کا روزہ چھوڑنے والے یا مناسک حج میں سے کوئی چیز ترک کرنے والے پر بطور کفارہ خون یا مساکین کو کھانا کھلانا واجب ہو جاتا ہے بلکہ وہ صرف اور صرف چھوٹی ہوئی نماز ہی پڑھے گا۔ اس حدیث میں ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ قضا شدہ نماز دوبارہ پڑھے، ایک بار جب یاد آئے اور دوسری بار دوسرے دن اس کے وقت پر۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں: جس شخص کی نماز رہ جائے اور اسے بیس سال بعد یاد آئے تو صرف چھوٹی ہوئی نماز ادا کرے گا۔

(٣٩٦) أخرجه البخاري: ٩٤٥، ٤١١٢، و مسلم: ٦٣١

اس حدیث میں دلیل ہے کہ فوت شدہ نماز اگر مکروہ اوقات میں یاد آئے تو اسی وقت ادا کی جائے گی اور خواہ مخواہ لیٹ نہیں کی جائے گی۔

یہ حدیث دلیل ہے کہ جو نمازیں جنگ و جہاد کی مشغولیت یا اور کسی شرعی عذر کی وجہ سے چھوٹ جائیں ان کی قضا واجب ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز میں ایک شخص دوسرے کی نیابت نہیں کرسکتا جس طرح حج میں دوسرے کی نیابت جائز ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نماز کا کفارہ پیسے اور درہم دینار سے ادا نہیں ہوتا بلکہ نماز ہی پڑھنا پڑتی ہے، جیسے روزہ کی جگہ فدیہ ادا کیا جا سکتا ہے۔ اس پہلو سے یہاں اہل الرائے کی تردید ہوتی ہے جو فوت شدہ کی نمازوں کے عوض کھانا کھلا دینے کو کافی سمجھتے ہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ فوت ہونے والی نمازوں کو ترتیب کے ساتھ ادا کرنا واجب ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اسی بات کے قائل ہیں، کہتے ہیں: جو شخص کوئی نماز بھول جائے اور وہ امام کے ساتھ نماز ادا کر رہا ہو تو اسے یاد آ جائے کہ میری فلاں نماز رہتی ہے تو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد پہلے فوت شدہ نماز پڑھے گا پھر بقیہ نماز پوری کرے گا (یعنی نوافل کی ادائیگی لیٹ کر کے پہلے فوت شدہ نماز جو اَب یاد آئی ہے وہ پڑھے گا۔)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ نمازیں کیوں ترک ہوئیں؟ بعض بھول چوک کی وجہ بیان کرتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ نماز کا خیال تو ہوگا مگر طہارت کرنے کا موقع نہ ملا ہوگا۔ اور بعض جنگ کی تیزی اور مصروفیت کی وجہ بیان کرتے ہیں اور نسائی میں سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ یہ صلوٰۃ خوف کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے۔ (اور نماز خوف کی مختلف صورتوں کے نزول کے بعد آئندہ کے لیے جان بوجھ کر نماز کو لیٹ کرنے کا معاملہ ہی ختم ہو گیا ہے، لہٰذا اس نقطے پر غور کرنے کی ضرورت ہی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے یہ نمازیں کیوں رہ گئی تھیں۔)

(18)...... بَابُ مُرَاعَاةِ الْوَقْتِ

نماز کے وقت کی پابندی کرنا

(٣٩٧)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّفَّارُ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبٍ التَّمْتَامُ الضَّبِّيُّ، حَدَّثَنِي حَرَمِيُّ بْنُ حَفْصٍ الْقَسْمَلِيُّ، نَا عِكْرِمَةُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الأَزْدِيُّ، نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ......

(٣٩٧) ضعيف ......أخرجه البيهقي: ٢/ ٢١٤، ٢/ ٢١٥

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلاتِهِمْ سَاهُونَ، قَالَ: ((إِضَاعَةُ الْوَقْتِ۔))

جناب مصعب بن سعد اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا ان لوگوں کے متعلق جو نماز سے غافل ہیں (کہ اس سے کیا مراد ہے؟) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے وقت نماز پڑھنا''

فائدہ: گزشتہ سے پیوستہ حدیث فجر اور عصر کی نمازوں سے خاص تھی اور یہ حدیث ہر نماز کو شامل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جس نماز کی ایک رکعت بھی وقت گذرنے سے پہلے مل گئی تو گویا ساری نماز مل گئی، اب اس کی یہ نماز ادا ہی مانی جائے گی، قضا نہ مانی جائیگی۔ (ع،س)

(۳۹۸)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْقَفَّالُ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِدٍ الْهَرَوِيُّ، نَا طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّهَاوَنْدِيُّ، نَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى السَّاجِيُّ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلاءِ، نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ السَّكْسَكِيِّ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَوْفَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خِيَارُ عِبَادِ اللَّهِ الَّذِينَ يُرَاعُونَ الشَّمْسَ، وَالنُّجُومَ، وَالأَظِلَّةَ لِذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔))

سیدنا عبداللہ بن اُوفٰی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کریم کے پسندیدہ بندے وہ ہیں جو سورج، ستاروں اور سیاروں کا خیال رکھتے ہیں، اللہ کی عبادت کے لیے۔''

فائدہ: سورج، چاند اور ستارے اللہ تعالی کے وجود اور اس کی کاریگری، ہنرمندی اور قدرت پر دلالت کناں بہت بڑی نشانیاں ہیں، جن کو اپنے اپنے مداروں میں گھومتے گھومتے صدیاں بیت چکی ہیں، لیکن کیا مجال کہ کسی کے نظم ونسق میں کوئی فرق آیا ہو۔ دن کے اوقات کی نشاندہی کے لیے سورج، رات کے اوقات کے تعین کے لیے اور خشکی و بحری سفروں کے دوران سمتیں معلوم کرنے کے لیے ستارے اور تاریخوں کی نشاندہی کے لیے چاند خادمِ انسانیت کی حیثیت سے موجود ہیں۔ جب بصیرت و بصارت والے اس کی قسم کی نشانیوں پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ان کو حکمتوں اور کمالات والا ربّ یاد آجاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ o الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ

(۳۹۸) صحيح ......أخرجه ابن شاهين في "الأفراد" ق ۵/ ۱، البزار في "مسنده": ۱/ ۱۸۶/ ۳۶۶، والطبراني في "الدعاء": ۳/ ۱۶۳۷/ ۱۸۷۶، والحاكم: ۱/ ۵۱، ومن طريقه: البيهقي في "السنن": ۱/ ۳۷۹

وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ﴾ (سورۂ آل عمران : ۱۹۱) ......''بیشک آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ جو اللہ تعالی کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا۔'' (م،م)

(18)...... بَابُ مَنْ أَدْرَكَ شَيْئًا مِنَ الْوَقْتِ

جسے نماز کے لئے کچھ وقت مل جائے

(۳۹۹)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، وَعَنِ الأَعْرَجِ يُحَدِّثُونَهُ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ، وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے فجر کی ایک رکعت (جماعت کے ساتھ) سورج نکلنے سے پہلے پا لی اس نے فجر کی نماز (با جماعت کا ثواب) پا لیا۔ اور جس نے عصر کی ایک رکعت سورج ڈوبنے سے پہلے پالی، اس نے عصر کی نماز پالی۔''

فائدہ: اسے چاہیے کہ باقی نماز بلا تردد پوری کرے، اس کو نماز وقت ہی میں ادا کرنے کا ثواب حاصل ہوگا۔ (ع،س)

(۴۰۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ، فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ایک رکعت نماز (با جماعت) پا لی اس نے نماز (با جماعت کا ثواب) پالیا۔''

(۴۰۱)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا

(۳۹۹) أخرجه البخاري: ۵۷۹، و مسلم: ۶۰۸

(۴۰۰) أخرجه البخاري: ۵۸۰، و مسلم: ۶۰۷

(۴۰۱) انظر الحديث السابق

حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، نَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَدْرَكَ مِنْ صَلاةٍ رَكْعَةً، فَقَدْ أَدْرَكَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ نے فرمایا: ''جس نے ایک رکعت نماز (با جماعت) پالی اس نے نماز (با جماعت کا ثواب) پالیا۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں دلیل ہے کہ جس شخص کو ایک رکعت وقت کے اندر ادا کرنے کا موقع مل جائے تو وہ اس شخص کی مانند نہ ہوگا جس نے مکمل نماز ہی وقت گذر جانے کے بعد پڑھی ہو۔ ایسا شخص نماز سفر قصر کر سکتا ہے۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جس شخص پر دوران نماز سورج طلوع ہو (اور ایک رکعت پڑھ چکا ہو) تو اس کی نماز ضائع نہیں ہے۔

اس پر تمام ائمہ اور علما کا اجماع ہے۔ مگر حنفیوں نے آدھی حدیث کو لیا ہے اور آدھی کو چھوڑ دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عصر کی نماز تو صحیح ہو جائے گی لیکن فجر کی صحیح نہ ہوگی۔

فائدہ: ان کا قیاس حدیث کے برخلاف ہے، اس حدیث میں ہر شخص مراد ہے جس نے فجر کی ایک رکعت سورج نکلنے سے پہلے پالی اس کو ساری نماز کا ثواب ملے گا اور وہ نماز طلوع شمس سے باطل نہ ہوگی جیسا کہ کسی نے عصر کی ایک رکعت سورج غروب ہونے سے قبل پالی تو اس نے عصر کی نماز پالی اور وہ غروب شمس سے باطل نہ ہوگی۔ مگر حیرت ہے اہل الرائے پر کہ وہ اس کی دور از کار تاویلات کرتے ہیں۔ (ع،س)

(٤٠٢)۔ وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا أَبُو نُعَيْمٍ، نَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا أَدْرَكَ أَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِنْ صَلاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَلْيُتِمَّ صَلاتَهُ، وَإِذَا أَدْرَكَ سَجْدَةً مِنْ صَلاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلاتَهُ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر عصر کی نماز کی ایک رکعت بھی کوئی شخص سورج غروب ہونے سے پہلے پا سکا تو پوری نماز پڑھے اسی طرح اگر سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی نماز کی ایک رکعت بھی پالے تو نماز پوری کرے۔''

شرح: امام حاکم نے اپنی کتاب مستدرک میں یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے ان الفاظ کے

(٤٠٢) أخرجه البخاري: ٥٥٦، ومسلم: ٦٠٨

ساتھ ذکر کی ہے:((مَنْ صَلَّى رَكعَةً من صلاة الصبح ، ثم طَلَعَتِ الشَّمْسُ ، فَلْيُتِمَّ صَلاتَه)) یعنی (صَلَّى رَكعَةً) کے الفاظ ہیں بجائے (سجدةً) کے۔

(إِذَا أدركَ سَجدَةً) ''جب ایک سجدہ پالے'' سے مراد پوری ایک رکعت رکوع وسجود سمیت حاصل کر لینا ہے، پوری نماز پر قرآن مجید میں صرف لفظ رکوع یا سجدۃ بھی استعمال کیا گیا ہے ﴿وَ مِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ﴾ ...... ''رات کے وقت اللہ کی عبادت کیجئے'' (سورۂ دہر:۲۶) اور ﴿وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ﴾ ......''اور رکوع کیجئے عبادت گزاروں کے ساتھ مل کر'' (سورۂ بقرہ:۴۳) ان احادیث میں لفظ''سجدۃ'' بول کر رکعت مراد لی گئی ہے کیونکہ رکعت سجدہ اور رکوع کے بغیر مکمل نہیں ہو پاتی۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کسی نماز کا وقت ایک رکعت پڑھنے تک کا باقی ہو اور اس وقت کوئی کافر مسلمان ہو جائے یا کوئی لڑکا بالغ ہو جائے یا کوئی دیوانہ ہوش میں آجائے یا حائضہ پاک ہو جائے یا کسی عذر والے شخص کا عذر ختم ہو جائے تو اس نماز کا پڑھنا اس کے اوپر فرض ہوگا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا قول جدید یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو نماز کے وقت سے صرف اتنے لمحات میسر آجائیں کہ وہ تکبیر تحریمہ ادا کر سکے تو اسے مکمل نماز پڑھنا لازم ہے۔ بلکہ امام صاحب نے یہاں تک کہا کہ اگر کسی شخص کو نماز عصر کے آخری وقت میں تکبیر تحریمہ کی فرصت ملے تو اسے نماز ظہر بھی ادا کرنا ہوگی۔ اسی طرح اگر اسے صبح صادق سے پہلے تکبیر تحریمہ کا وقت مل جائے تو اسے نماز مغرب اور عشاء دونوں پڑھنا پڑیں گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان نمازوں کا وقت عذر (یعنی جو شخص سفر وغیرہ کے لئے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کرنا چاہے) ایک ہی ہے اور مسافر کے لئے جمع کرنا جائز ہے۔

تو اب ان تمام اعذار (یعنی حیض و نفاس، مسلمان ہونا، ہوش میں آنا، بالغ ہونا وغیرہ) میں (سفر پر قیاس کرتے ہوئے) دوسری نماز کے آخری وقت کو پا لینے والے شخص پہ ضروری ہے کہ وہ پہلی نماز کو بھی ادا کرے۔

اس بات کے قائل عطاء، طاؤس بن کیسان اور مجاہد رحمہم اللہ ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے، ابراہیم نخعی اور حکم کا بھی یہی قول ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر عورت عصر کے بعد پاک ہو جاتی ہے پھر تو ظہر وعصر دونوں ہی ادا کرے گی اور اگر غروب آفتاب سے کچھ پہلے اسے پاکی حاصل ہوتی ہے تو پھر عصر پڑھے گی، ظہر نہیں۔

اگر عورت کو غروب آفتاب کے بعد طہارت حاصل ہوتی ہے تو اس پر ظہر وعصر میں سے کسی نماز کا پڑھنا لازم نہیں اس بات پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے۔

حسن بصری ؒ کہتے ہیں: جس نماز کے وقت میں عورت کو طہارت حاصل ہوتی ہے صرف وہی ادا کرے گی دوسری نہیں۔

اگر عورت کو کسی نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد حیض آتا ہے اور اتنا وقت گذر چکا ہے جس میں نماز پڑھی جا سکتی تھی تو وہ اس نماز کی قضا دے گی اور اگر اتنا وقت نہیں گزرا تو قضا لازم نہیں ہے۔

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جب عورت کو کسی نماز کے وقت میں حیض آ گیا، ابھی اس نے وہ نماز ادا نہیں کی تو اس پر قضا نہیں ہے۔ واللہ اعلم

(20)...... بَابُ الْأَذَان وَ الإِقَامَةِ وَ أَنَّهُ مَثنى وَ الإِقَامَةُ فُرَادَى

اذان کے کلمات دو دو مرتبہ دہرائے جائیں اور اقامت کے کلمات ایک ایک دفعہ

(٤٠٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أحمد بن عبد الله النعيمى ، أَخْبَرَنَا محمد بن يوسف ، حدثنا محمد بن إسماعيل ، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ ......

عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: ذَكَرُوْا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ ، فَذَكَرُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى ، فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُوتِرَ الْإِقَامَةَ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آگ اور ناقوس کا ذکر کیا گیا، یہود و نصاریٰ کا ذکر ہوا۔ پس بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ کہیں اور تکبیر کے ایک ایک دفعہ کہیں۔

(٤٠٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّاسٍ الْحُمَيْدِيُّ ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ ، نَا أَبُو الْفَضْلِ الْحَسَنُ بْنُ يَعْقُوبَ الْعَدْلُ ، نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي طَالِبٍ ، نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ ، أَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ......

عَنْ أَنَسٍ ، أَنَّهُمْ ذَكَرُوا الصَّلَاةَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: نَوِّرُوا نَارًا ، وَاضْرِبُوا نَاقُوسًا ، فَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَشْفَعَ الأَذَانَ ، وَيُوتِرَ الإِقَامَةَ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل اقدس میں نماز کا (وقت بتانے کے لئے) باہمی طور پر تذکرہ کیا، بعض لوگوں نے کہا: اس کے لئے آگ روشن کی جائے یا ناقوس بجایا جائے، چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ ادا کریں اور

---

(٤٠٣) أخرجه البخاري: ٦٠٣ ، ٦٠٥ ، ومسلم: ٣٧٨

(٤٠٤) انظر الحديث السابق

اقامت کے الفاظ ایک ایک مرتبہ کہیں۔

(٤٠٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيِّ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقَاضِيُّ، أَنَا أَبُو الطَّاهِرِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمَشِ الزِّيَادِيُّ، أَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ بِلَالٍ، أَنَا أَبُو الْأَزْهَرِ أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ بْنُ مَنِيعِ الْعَبْدِيِّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يُشْفِعَ الأَذَانَ، وَيُوتِرَ الإِقَامَةَ، إِلَّا قَوْلَهُ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت کے ایک ایک بار کہے جائیں، سوائے ان الفاظ کے (قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ)۔

شرح: (أُمِرَ بِلَالٌ) "بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا" سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے حکم دیا چونکہ اذان اسلام کے خاص شعائر (علامات) میں سے ہے اس لئے نبی ﷺ کے زمانہ میں اس کا حکم آپ کے علاوہ کوئی اور نہیں دے سکتا۔

(يُوتِرُ الإِقَامَةَ) "اقامت کے الفاظ ایک ایک مرتبہ کہا کریں" مراد یہ ہے کہ تکبیر کے کلمات ایک ایک دفعہ کہے جائیں جو اذان میں دو دو مرتبہ کہے جاتے ہیں، یہ مطلب نہیں کہ (قد قامت الصلاة) کے الفاظ کو ایک مرتبہ کہا جائے یہ الفاظ اکہری اقامت میں بھی دو مرتبہ کہے جائیں گے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایات میں ایسے ہی ذکر ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ میں سے اکثر اہل علم اقامت اکہری کہنے کے قائل ہیں۔ حضرت عمر، حضرت ابن عمر، حضرت بلال، حضرت انس رضی اللہ عنہم اور امام حسن بصری، امام زہری، امام مالک، امام یحییٰ بن یحییٰ، امام ابوداود اور امام ابن منذر رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

سعد القرظ نے بھی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے یہی بات بیان کی ہے۔ یہ نبی ﷺ کی زندگی میں مسجد قبا میں اذان دیا کرتے تھے۔ جب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شام تشریف لے گئے تو انہیں اپنا جانشین مقرر کر گئے۔ یہ بھی اقامت اکہری کہا کرتے تھے۔ حرمین، حجاز، شام، یمن، مصر، مغرب اور دیگر بعید اسلامی ممالک میں اقامت کے الفاظ ایک ایک مرتبہ کہنے پر ہی عمل ہے۔

(٤٠٦)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ،

(٤٠٥) انظر الحديث السابق

(٤٠٦) أخرجه ابوداود: ٥١٠، والنسائی: ٦٦٨

نَـا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جعفرٍ، نَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جعفرٍ يُحَدِّثُ، عَنْ مُسْلِمٍ أَبِي الْمُثَنَّى......

عَـنِ ابْـنِ عُـمَرَ، قَالَ: إِنَّمَا كَانَ الأَذَانُ عَلَى عَهْـدِ رَسُـولِ الـلَّـهِ صَـلَّـى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَـرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَالإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً، غَيرَ أَنَّهُ، يَقُولُ: قَدْ قَامَتِ الصَّلاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلاةُ، فَـإِذَا سَمِعْنَا الإِقَامَةَ تَوَضَّأْنَا، ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الصَّلاةِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اذان کے کلمات دو دوبار کہے جاتے تھے اور اقامت کے ایک ایک بار۔ سوائے اس کے کہ مؤذن (قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ۔ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ) کہا کرتا تھا (یعنی دوبار) تو جب ہم اقامت سنتے تو وضو کر کے نماز کے لئے نکل پڑتے۔

فائدہ: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم عموماً اقامت سے پہلے مسجد میں تشریف لا کر نماز کا انتظار کیا کرتے تھے، مگر اتفاق سے کبھی کوئی چوک جاتا تو اقامت سنتے ہی جھٹ وضو کر کے نماز کے لئے آ جاتا۔ (ع،س)

شرح: امام شعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ابوجعفر سے اس حدیث کے علاوہ کوئی اور روایت نہیں سنی، ابو جعفر مسجد عریان کے مؤذن ہیں اور ابومثنیٰ مسجد اکبر کے۔ (مسجد عریان اور مسجد اکبر غالباً کوفہ کی دو مسجدوں کے نام ہیں) اس روایت میں اکہری تکبیر کا ذکر ہے، اکثر شہروں کے عوام اسی کے قائل ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ (قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ) کو ایک مرتبہ کہنے کے قائل ہیں، اس مسئلے میں سعد القرظ مختلف اقوال مروی ہیں۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اقامت دوہری ہی کہی جائے۔ امام سفیان ثوری، امام عبداللہ بن مبارک رحمہما اللہ اور اہل الرائے اسی کے قائل ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن زید بن عبد ربہ الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ سے جو خواب مروی ہے اس میں اقامت کے ذکر کے حوالے سے اختلاف پایا جاتا ہے، دوہری اقامت بھی مروی ہے صحیح ترین روایت اس سند (محمد بن إسحاق عن محمد بن إبراهيم بن الحارث التيمي عن محمد بن عبد الله بن زيد بن عبد ربّه عن أبيه) سے سنن ابوداود میں ہے۔ اس میں اکہری اقامت ہی مذکور ہے۔

سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اذان کے انیس اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے تھے۔ (صحیح مسلم: ۳۷۹)

ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے اکہری اقامت کا تذکرہ بھی ملتا ہے مگر دوہری اقامت اور ترجیع والی اذان (اس اذان میں کلمات شہادت کو دہرا کر کہا جاتا ہے) ان سے زیادہ مشہور ہے۔ امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے کہ

ترجیع والی اذان اور اقامت ہی کہی جائے۔

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ممکن ہے ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں اکہری تکبیر کا سلسلہ ان کی وفات کے بعد چل نکلا ہو، ہوسکتا ہے ابو محذورہ رضی اللہ عنہ (مکہ کے مؤذن) کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی دہری اقامت کے بعد اکہری کا حکم دے دیا ہو یا انہیں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ (مدینہ کے مؤذن) کی اکہری اقامت کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے از خود ایسا کرنا شروع کر دیا ہو۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جو اذان بلالی (اکہری اذان) کے قائل تھے، سے کہا گیا کہ کیا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اذان سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کے بعد نہیں سکھائی گئی؟ تو امام موصوف نے جواب دیا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ واپس آ کر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کو ہی برقرار نہیں رکھا؟

فائدہ: سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان، نماز کے مشروع ہوتے سکھائی گئی تھی تب سے وہ اذان کہتے آرہے تھے اور مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب سے مشہور تھے، جبکہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو جنگ حنین کے بعد ۸ ہجری میں سکھائی گئی لیکن جب آپ مدینہ تشریف لے گئے تو بلال رضی اللہ عنہ کو منع نہیں کیا۔ (ع،س)

(21)...... بَابُ التَّرْجِيعِ فِي الْأَذَانِ

ترجیع والی اذان

(٤٠٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَالِ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالَا: أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ......

أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَيْرِيزٍ أَخْبَرَهُ، وَكَانَ يَتِيمًا فِي حَجْرِ أَبِي مَحْذُورَةَ حِينَ جَهَّزَهُ إِلَى الشَّامِ، فَقُلْتُ لِأَبِي مَحْذُورَةَ: أَيْ عَمِّ، إِنِّي خَارِجٌ إِلَى الشَّامِ، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ أُسْأَلَ عَنْ تَأْذِينِكَ، فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أَبَا مَحْذُورَةَ، قَالَ لَهُ: نَعَمْ، خَرَجْتُ فِي نَفَرٍ،

جناب عبداللہ بن محیریز بیان کرتے ہیں، جو کہ یتیم تھے اور حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے زیر کفالت تھے، جب ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے انہیں ملک شام بھیجنا چاہا تو میں نے ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے چچا جان: میں شام کی جانب روانہ ہو رہا ہوں مجھے خدشہ ہے کہ لوگ مجھ سے آپ کی اذان کے متعلق سوال کریں گے۔ (اور میں نہ بتا سکوں) راوی کہتا ہے مجھے ابن محیریز نے بیان کیا، ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا: جی

(٤٠٧) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٥٠١، والنسائي: ٦٣٢، وابن ماجه: ٧٠٨، ورواه الترمذي: ١٩١، مختصرا

فَكُنَّا بِبَعْضِ طَرِيقِ حُنَيْنٍ ، فَقَفَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ ، فَلَقِينَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ ، فَأَذَّنَ مُؤَذِّنُ رَسُولِ اللَّهِ بِالصَّلاةِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْنَا صَوْتَ الْمُؤَذِّنِ وَنَحْنُ مُتَنَكِّبُونَ ، فَصَرَخْنَا نَحْكِيهِ وَنَسْتَهْزِءُ بِهِ ، فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا إِلَى أَنْ وُقِفْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيُّكُمُ الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ قَدِ ارْتَفَعَ؟)) فَأَشَارَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ إِلَيَّ ، وَصَدَقُوا ، فَأَرْسَلَ كُلَّهُمْ وَحَبَسَنِي ، فَقَالَ: ((قُمْ فَأَذِّنْ بِالصَّلاةِ)) ، فَقُمْتُ وَلا شَيْءَ أَكْرَهُ إِلَيَّ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلا مِمَّا يَأْمُرُنِي بِهِ ، فَقُمْتُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلْقَى عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّأْذِينَ هُوَ بِنَفْسِهِ فَقَالَ: ((قُلْ اَللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ ، اَللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلا اللَّهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ)) ، ثُمَّ قَالَ: ((ارْجِعْ فَامْدُدْ مِنْ صَوْتِكَ)) ، ثُمَّ قَالَ لِي: ((قُلْ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلا اللَّهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلا اللَّهُ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا

ہاں! میں کچھ لوگوں میں نکلا، ہم حنین کی راہ میں تھے، اتنے میں رسول اللہ ﷺ حنین سے واپس لوٹے، ہماری رسول اللہ ﷺ سے راستے میں ملاقات ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے آپ کے سامنے اذان کہی، ہم نے جو مؤذن کی آواز سنی اور ہم وہاں سے دُور تھے، تو چیخ چیخ کر نقل اتارنے لگے، اور مذاق کرنے لگے، نبی ﷺ نے سن لیا اور ہمیں بلا بھیجا، ہمیں آپ کے سامنے حاضر کر دیا گیا، نبی ﷺ نے پوچھا: ''وہ کون ہے تم میں سے جس کی میں نے آواز سنی تھی؟'' لوگوں نے میری طرف اشارہ کر دیا، اور انہوں نے سچ کہا (کیونکہ میں ہی چلایا تھا اور میں نے ہی نقل اتاری تھی) آپ نے سب کو جانے دیا مگر مجھے روک لیا، اور فرمایا: ''اٹھو! نماز کے لئے اذان کہو'' سو میں اٹھا تو ضرور لیکن خود نبی ﷺ اور جس کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا ان سے بڑھ کر کوئی چیز مجھے ناپسند نہیں تھی، میں آپ کے حضور کھڑا ہو گیا۔ رسول رحمت ﷺ نے بنفس نفیس مجھے اذان کے کلمات سکھلائے۔ آپ نے حکم فرمایا: کہو (اَللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ ، اَللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلا اللَّهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کلمات دوبارہ کہو اور بلند آواز سے کہو'' پھر آپ نے مجھے کہا: ''کہو (أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، حَيَّ

رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلاحِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ))، ثُمَّ دَعَانِي حِينَ قَضَيْتُ التَّأْذِينَ، فَأَعْطَانِي صُرَّةً فِيهَا شَيْءٌ مِنْ فِضَّةٍ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى نَاصِيَةِ أَبِي مَحْذُورَةَ، ثُمَّ أَمَرَّهَا عَلَى وَجْهِهِ، ثُمَّ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ، ثُمَّ عَلَى كَبِدِهِ، ثُمَّ بَلَغَتْ يَدُهُ سُرَّةَ أَبِي مَحْذُورَةَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ، وَبَارَكَ عَلَيْكَ))، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مُرْنِي بِالتَّأْذِينِ بِمَكَّةَ، فَقَالَ: ((قَدْ أَمَرْتُكَ بِهِ))، وَذَهَبَ كُلُّ شَيْءٍ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ كَرَاهِيَةٍ، وَعَادَ ذَلِكَ كُلُّهُ مَحَبَّةً لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمْتُ عَلَى عَتَّابِ بْنِ أَسِيدٍ عَامِلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذَّنْتُ بِالصَّلاةِ عَنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

عَلَى الْفَلاحِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ) جب میں نے اذان ختم کی تو آپ نے مجھے بلایا اور ایک تھیلی عنایت فرمائی جس میں کچھ چاندی تھی۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر رکھ دیا۔ پھر چہرے اور سینے سے گذارتے ہوئے ناف تک لے گئے، اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ دعا دی: ''اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت کرے اور تجھ پر برکت نازل فرمائے۔'' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے مکہ میں اذان کہنے پر مقرر کیجئے۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے مقرر کیا۔'' میرے دل سے آپ کی نفرت ختم ہوگئی بلکہ وہ آپ کی محبت میں بدل گئی، تو میں عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو رسول اللہ ﷺ کے عامل تھے اور میں نے اذان دی نماز کی رسول اللہ ﷺ کے حکم سے۔

شرح: امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے (ابراہیم) کو ملا وہ ایسے ہی اذان کہتے تھے جیسے جناب محیریز نے بیان کی ہے (یعنی ترجیع والی۔)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ترجیع کے باب میں صحیح ہے، اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح میں ذکر کیا ہے۔

(ابو محذورہ) آپ کا نام سَمُرۃ بن مِعیَرٗ ہے، بعض کہتے ہیں: جابر بن مِعیَر ہے۔ قبیلہ قریش کی شاخ بنو جمح سے نسبی تعلق تھا۔

(22)...... بَابُ التَّثْوِيبِ

تثویب کا مسئلہ

(٤٠٨)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْفَاشَانِيُّ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الأَشْعَثِ، نَا مُسَدَّدٌ، نَا الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلِّمْنِي سُنَّةَ الأَذَانِ، قَالَ: فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ، قَالَ: ((تَقُولُ: اَللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، اَللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، تَرْفَعُ بِهَا صَوْتَكَ، ثُمَّ تَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، تَخْفِضُ بِهَا صَوْتَكَ، ثُمَّ تَرْفَعُ صَوْتَكَ بِالشَّهَادَةِ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلاحِ، فَإِنْ كَانَ صَلاةُ الصُّبْحِ، قُلْتَ: الصَّلاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ۔))

جناب محمد بن عبدالملک بن ابی محذورہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا (سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اذان کا طریقہ سکھا دیجئے۔ چنانچہ آپ نے میرے سر کے اگلے حصہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ''یوں کہا کرو: (اَللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، اَللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ) اس میں تمہاری آواز خوب بلند ہونی چاہئے، پھر ذرا کم آواز میں کہو: أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ۔ پھر بلند آواز سے کہو: أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلاحِ۔ اگر فجر کی نماز ہو تو کہو: الصَّلاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، (نماز نیند سے بہتر ہے۔ نماز نیند سے بہتر ہے) اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ

تشریح: (تثویب) ''دہرانا'' اذان کہے جانے کے بعد نمازیوں کو بلانے کے لئے کوئی جملہ کہنا یا اعلان کرنا تثویب کہلاتا ہے جبکہ اذان میں (**حیّ علی الصلاۃ، حیّ علی الفلاح**) ''آؤ نماز کی طرف، آؤ فلاح کی طرف'' کہہ دیا گیا ہے۔ اقامت (تکبیر) کو بھی حدیث مبارکہ میں تثویب کہا گیا ہے آپ کا ارشاد گرامی ہے: ((إذا ثُوِّبَ بِالصَّلاةِ

(٤٠٨) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٥٠٠، ٥٠٤، والترمذي: ١٩١، والنسائي: ٦٢٨

فَلَا تَأْتُوْهَا تَسْعَوْنَ۔)) (مسلم:٦٠٢) ''جب نماز کے لئے اقامت ہو جائے تو دوڑتے ہوئے نہ آؤ'' (تثویب) کا لغوی معنی ہے بآواز بلند کسی کو خبردار کرنا، پکارنے والے کو عربی میں ''مثوب'' کہا جاتا ہے۔

تثویب سے مراد ایک تو وہ کلمہ ہے جو فجر کی اذان میں کہا جاتا ہے یعنی: اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ جیسا کہ سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں مذکور ہے اور یہی بات سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ امام ابن مبارک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ سے منقول ہے۔ یہ حق اور مسنون ہے۔

مسجد کی طرف راہ چلتے ہوئے کسی سوئے ہوئے کو جگانا یا غافل اور سست لوگوں کو متنبہ کر دینا کہ اٹھو نماز کے لئے چلو یا مؤذن کا امام کو آ کر اطلاع کرنا جیسا کہ بلال رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا کرتے تھے بلاشبہ جائز اور مطلوب ہے۔ یہ ممنوعہ تثویب میں شامل نہیں۔

امام اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان دو کے علاوہ تثویب جو ایجاد بندہ ہے وہ منع ہے یعنی وہ اعلانات وغیرہ جو اذان ہو جانے کے بعد لوگوں کو مسجد میں بلانے کے لیے کیے جاتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے کچھ حیلہ بھی کیا جاتا ہے مثلاً کہیں درود شریف پڑھا جاتا ہے اور کہیں تلاوتِ قرآن کی جاتی ہے۔ کہیں (حیّ علی الصلاۃ، حیّ علی الفلاح) کہا جاتا ہے، کہیں (قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ) بولا جاتا ہے اور کہیں صاف سیدھا اعلان بھی کیا جاتا ہے کہ جماعت میں اتنے منٹ باقی ہیں تو ایسی کوئی صورت بھی جائز نہیں، علمائے امت نے اس کو ناپسند جانا ہے کیونکہ یہ بدعت ہے۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ نماز کا وقت ہو جانے کے بعد بروقت نماز کے لئے حاضر ہوں۔

جناب مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی معیت میں ایک مسجد میں داخل ہوا، اذان ہو چکی تھی، مؤذن نے تثویب کی اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجاہد نکل چلو اس بدعتی کے یہاں سے، اور وہاں نماز نہ پڑھی۔ جناب مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ظہر یا عصر پر کسی نے تثویب کر دی تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں یہاں سے لے چلو ''یہ تو بدعت ہے'' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے انہی اعلانات کو برا جانا جو لوگوں نے شروع کر رکھے ہیں۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اولیٰ اور احسن یہی ہے کہ انسان باوضو ہو کر ہی اذان کہے، کیونکہ اذان بھی اللہ کا ذکر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات نہایت پسند تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا ذکر طہارت کی حالت میں کریں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اذان باوضو شخص ہی کہے، بعض نے اس کو مرفوعاً بیان کیا ہے، لیکن اس کا موقوف ہونا زیادہ صحیح ہے۔

امام عطاء، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ بے وضو انسان کی اذان ناپسند جانتے تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: جنبی آدمی کا اذان کہنا زیادہ ناپسند ہے بہ نسبت بے وضو اذان کہنے کے اور اقامت بے وضو کہنا زیادہ برا معلوم ہوتا ہے بہ نسبت اذان بے وضو کہنے کے۔

کچھ علماء نے رخصت کی بات کی ہے۔ امام ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بے وضو اذان کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

امام سفیان ثوری اور امام عبداللہ بن مبارک رحمہما اللہ کہتے ہیں: اگر کوئی شخص اثنائے اذان میں تھوڑی بہت بات کر لیتا ہے تو اسے اذان پوری کرنی چاہیے۔ جناب سلیمان بن صرد نے ایک مرتبہ اذان کہنے کے دوران کوئی بات کی تھی۔

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر اذان یا اقامت کہتے ہوئے کوئی ہنس پڑتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(23)...... بَابُ الالْتِوَاءِ فِي الأَذَانِ

اذان کہتے ہوئے دائیں بائیں گردن گھمانا

(٤٠٩)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ الْحِيْرِيِّ ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوْسِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ ، حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ...... عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ بِلَالٌ ، فَأَذَّنَ فَجَعَلَ هٰكَذَا يَحْرِفُ رَأْسَهُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا۔ قَالَ يُوْسُفُ: قَالَ عَوْنٌ عَنْ أَبِيْهِ: فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُ فَاهُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا۔

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، تو بلال رضی اللہ عنہ نکلے اور اذان کہی، انھوں نے اپنے سر کو دائیں اور بائیں جانب گھمایا۔

شرح: امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں: جناب عون اپنے والد سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں بھی اپنے چہرے کو دائیں اور بائیں پھیرنے لگا۔

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دیتے دیکھا، ان کی دونوں انگلیاں ان کے کانوں میں تھیں، جب وہ "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" پر پہنچے تو انھوں نے اپنی گردن دائیں اور بائیں طرف موڑی لیکن بالکل گھومے نہیں۔ (صحیح، ابو داود: ٥٢٠، ترمذی: ١٩٧)

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کا نام نامی وہب بن عبداللہ السلوائی ہے، کوفہ میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔

امام بغوی کہتے ہیں: اذان کہتے ہوئے اپنی شہادت کی دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں رکھنا بعض اہل علم کے نزدیک مستحب ہے، امام اوزاعی رحمہ اللہ اقامت میں بھی انگلیاں رکھنے کے قائل ہیں جبکہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ایسا نہیں کیا کرتے تھے۔

ائمہ رحمہم اللہ نے مستحب جانا ہے کہ اذان کہنے والا قبلہ رخ ہو (اس طرح اذان کہنا مشروع و ثابت ہے) اور صرف "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کہتے ہوئے دائیں اور بائیں گھومے، اس میں بھی صرف گردن

(٤٠٩) أخرجه البخاري: ٦٣٤ ، و مسلم: ٥٠٣

موڑے، بالکل نہ گھومے اور نہ پاؤں ہی کو حرکت دے۔

اذان کے آداب کے حوالے سے ایک ضعیف الاسناد حدیث جو کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے کہا: ''جب تم اذان دو تو ٹھہر ٹھہر کر اذان کے کلمات کہو اور جب تکبیر کہو تو جلدی جلدی کہو اور اذان و تکبیر میں اتنا فاصلہ کرو کہ کھانے والا کھانے سے اور پینے والا پینے سے فارغ ہو جائے اور پاخانہ کرنے والا جب داخل ہو قضائے حاجت کی غرض سے (تو فارغ ہو سکے) اور نہ کھڑے ہو جب تک مجھے نہ دیکھو۔'' (ضعیف، ترمذی: ۱۹۵، لیکن اس حدیث کا آخری جملہ صحیح ہے)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اذان ٹھہر ٹھہر کر کہنا، اذان کا ادب ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی ہے: ''جب تم اذان کہو تو ٹھہر ٹھہر کر اور جب تکبیر کہو تو جلدی جلدی۔''

اس روایت میں لفظ ''فاحذِمْ'' ہے اس کا معنی بھی جلدی جلدی کہنا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اذان ترتیل (خوبصورت آواز اور ٹھہر ٹھہر کر) کے ساتھ پڑھتے اور اقامت میں تیزی کرتے۔

جناب عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے اپنے مؤذن سے کہا: اذان سیدھی سادھی (خوبصورت) دیا کرو ورنہ ہم سے علیحدہ ہو جاؤ۔

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سوار ہو کر اذان دینے میں کوئی برائی نہیں (لیکن افضل یہی ہے کہ انسان باوضو قبلہ رخ کھڑا ہو کر اذان کہے)

(24)...... بَابُ فَضْلِ الْأَذَانِ

اذان دینے کی فضیلت

(٤١٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ......

أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، قَالَ لَهُ: إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ، فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ، أَوْ بَادِيَتِكَ، فَأَذَّنْتَ بِالصَّلاةِ، فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ، فَإِنَّهُ لا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ

جناب عبد الرحمٰن بن عبد اللہ مازنی اپنے والد (عبد اللہ) سے بیان کرتے ہیں، ان کے والد نے انہیں خبر دی کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں بکریوں اور جنگل میں رہنا پسند ہے۔ اس لئے جب تم

(٤١٠) أخرجه البخاري: ٦٠٩، ٣٢٩٦

جِنٌّ ، وَلا إِنْسٌ ، وَلا شَیْءٌ ، إِلا شَهِدَ لَهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ، قَالَ أَبُو سَعِیدٍ الْخُدْرِیُّ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

جنگل میں اپنی بکریوں کو لئے ہوئے موجود ہو اور نماز کے لئے اذان دو تو تم بلند آواز سے اذان دیا کرو۔ کیونکہ جن و انس بلکہ تمام چیزیں جو مؤذن کی آواز سنتی ہیں قیامت کے روز اس پر گواہی دیں گی۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

شرح: اہل علم کے ہاں بلند آواز سے اذان دینا مستحب اور موکد ہے۔ اذان میں جہاں تک ممکن ہو آواز خوب بلند کرنی چاہیے، تا کہ لوگ زیادہ سے زیادہ حاضر ہو سکیں۔ (یہ اسلام اور مسلمانوں کا شعار ہے لیکن رفع صوت کے ساتھ اس چیز کا خیال رکھا جائے کہ کراہت اور بھدا پن پیدا نہ ہو کیونکہ خوبصورت آواز مطلوب اور پسندیدہ ہے۔) (ع،س)

اونچی جگہ سے اذان کہنا مستحب ہے تا کہ آواز دور دراز پہنچ سکے، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بنونجار کی ایک خاتون کے گھر کی چھت پر چڑھ کر اذان دیا کرتے تھے، مسجد نبوی کے گردو پیش اسی کا گھر سب سے بلند تھا۔

اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر کہیں آدمی اکیلا ہو تو اذان و اقامت کہہ کر نماز پڑھنا اس کے لئے مستحب ہے۔

فائدہ: اگر چہ آج کل لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے اونچی آواز کا مسئلہ ختم ہو گیا ہے، لیکن کتنی اچھی بات ہو گی کہ مؤذن سپیکر بھی استعمال کرے، لیکن وہ مسجد میں اس جگہ پر کھڑا ہو، جہاں اس کے لیے کھڑا ہونا مسنون عمل ہے۔ (م،م)

(٤١١)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیزِ ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ ، أَنَا أَبُو عَلِیٍّ اللُّؤْلُئِیُّ ، نَا أَبُو دَاوُدَ ، نَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِیُّ ، نَا شُعْبَةُ ، عَنْ مُوسَى بْنَ أَبِی عُثْمَانَ ، عَنْ أَبِی یَحْیَى......

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْمُؤَذِّنُ یُغْفَرُ لَهُ مَدَى صَوْتِهِ ، وَیَشْهَدُ لَهُ كُلُّ رَطْبٍ وَیَابِسٍ ، وَشَاهِدُ الصَّلاةِ یُكْتَبُ لَهُ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ صَلاةً ، وَیُكَفَّرُ عَنْهُ مَا بَیْنَهُمَا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مؤذن کو جہاں تک اس کی آواز جاتی ہے بخش دیا جاتا ہے اور ہر خشک و تر چیز اس کے لئے گواہی دیتی ہے اور جو جماعت میں حاضر ہوتا ہے اس کے لئے پچیس نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے اور دو نمازوں کے درمیان میں ہونے والے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

فائدہ: مؤذن کا یہ شرف ہے کہ اس قدر وسیع مغفرت کا مستحق بنتا ہے۔ (ع،س)

---

(٤١١) صحیح ......أخرجه ابوداود: ٥١٥ ، وابن ماجه: ٧٢٤ ، والنسائی: ٦٤٥

(٤١٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا نُودِيَ لِلصَّلاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ، حَتَّى لا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ، حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلاةِ أَدْبَرَ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ، حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ، يَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا، اذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ إِنْ يَدْرِي كَمْ صَلَّى؟))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب نماز کے لئے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر پاد مارتا ہوا پلٹ جاتا ہے۔ (اور اتنی دور چلا جاتا ہے) حتیٰ کہ اذان نہیں سنتا، جب اذان مکمل ہو جاتی ہے تو لوٹ آتا ہے۔ پھر جب اقامت کہی جاتی ہے تو پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے اور جب اقامت ہو جاتی ہے تو لوٹ آتا ہے اور نمازی کے دل میں طرح طرح کے خیالات ڈالتا ہے اور کہتا ہے: یہ یاد کر، یہ یاد کر۔ ایسی ایسی باتیں یاد دلاتا ہے جو اسے یاد نہ آتی ہوں۔ حتیٰ کہ آدمی کو خیال ہی نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔''

فائدہ: شیطان کا ریح خارج کرنا دلیل ہے کہ اذان کے مبارک کلمات میں وزن ہے۔ (ع،س)

(٤١٣)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّفَّارُ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبٍ التَّمْتَامُ الضَّبِّيُّ، حَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ، نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، نَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا نُودِيَ بِالصَّلاةِ أَدْبَرَ وَلَهُ حُصَاصٌ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان وہاں سے پادتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔''

تشریح: جناب سہیل کہتے ہیں: مجھے والد گرامی (ابو صالح) نے بنو حارثہ کی طرف کسی کام کو بھیجا۔ جاتے وقت میرے ہمراہ ایک لڑکا بھی تھا۔ دوران مسافت باغ کی دیوار کے پرے سے لڑکے کا نام لے کر کسی نے پکارا تو اس نے دیوار پر سے جھانکا لیکن کوئی دکھائی نہ دیا، میں نے یہ ماجرا اباجی کو سنایا تو انہوں نے کہا، جب اس قسم کی آواز سنو اور

(٤١٢) أخرجه البخاري: ٦٠٨، ١٢٢٢، و مسلم: ٣٨٩

(٤١٣) أخرجه البخاري: ١٢٢٢، ومسلم: ٣٨٩

آواز دینے والا تمھیں دکھائی نہ دے تو اذان کہا کرو، کیونکہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سنا انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ''جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو وہاں سے شیطان پادتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔''

(الحصاص) ''زور سے ہوا خارج کرنا، تیز بھاگنا''

عاصم بن ابي النجود سے اس لفظ کا معنی پوچھا گیا تو انہوں نے بیان کیا، کانوں کو کھڑا کر کے دم اٹھا کے بھاگنا ''حصاص'' ہے۔

(٤١٤)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، نَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا نَادَى الْمُنَادِي بِالصَّلاةِ، هَرَبَ الشَّيْطَانُ حَتَّى يَكُونَ بِالرَّوْحَاءِ))، قَالَ: وَهِيَ ثَلاثُونَ مِيلًا مِنَ الْمَدِينَةِ۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ''جب مؤذن اذان کہتا ہے تو شیطان اتنی دور بھاگ جاتا ہے جیسے مقام روحا۔'' راوی کہتا ہے: روحا مدینہ سے تیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: زید بن اسلم کو بنو سُلیم کی کانوں پر عامل مقرر کیا گیا، وہاں سے لوگوں کو مسلسل شکایت تھی کہ جنّات تنگ کرتے ہیں، یہ شکوہ زید بن اسلم کے سامنے کیا گیا، انہوں نے بلند آواز سے اذان دینے کو کہا۔

حاضرین نے ایسا ہی کیا تو جنات کی شرارت کا سلسلہ رُک گیا۔

(٤١٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، أَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، نَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، نَا يَعْلَى بْنِ عُبَيْدٍ، نَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ......

قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ الْمُؤَذِّنِينَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔))

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: یقیناً قیامت کے روز مؤذن کی گردن سب سے زیادہ لمبی ہوگی۔''

شرح (أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا) ''گردن سب سے زیادہ لمبی ہوگی''

٤١٤) أخرجه مسلم: ٣٨٨

(٤١٥) أخرجه مسلم: ٣٨٧

ابن العربی کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے: مؤذن کے اعمال دوسرے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ اچھے ہونگے۔ بعض لوگوں نے کہا: اس کا معنی ہے مؤذن رحمت و فضل ربانی کے بہت زیادہ پُر امید ہونگے، اس لئے اوپر کی چیز دیکھنے کے باعث ان کی گردنیں سب سے زیادہ لمبی نظر آئیں گی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے اس سے مراد اللہ تعالی کا قرب ہے۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ قیامت کے روز جب کہ دوسرے لوگ پسینے میں ڈوب جائیں گے تو مؤذن کی گردن لمبی ہوگی وہ پسینے میں غرق نہ ہونگے بلکہ عذاب آخرت سے محفوظ رہیں گے۔

بعض نے کہا: اس کے معنی یہ ہیں کہ چونکہ اہل عرب پر سردار کو لمبی گردن والا (گردن فراز) کہتے ہیں اور مؤذن بھی قیامت کے دن گردن فراز یعنی سردار ہوں گے۔

بعض کا کہنا ہے: الاعناق کا معنی ہے ''ٹولیاں، دستے، گروہ'' عرب کہتے ہیں:

(جاء نی عنق الناس) ''وہ لوگوں کے گروہ میں آیا'' حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ مؤذن کا جتھا بھاری ہوگا اور ان کا گروہ کثیر۔ اس لیے کہ جن حضرات نے ان کی آواز پر لبیک کہا ہوگا وہ ان کے ہمراہ ہونگے۔

کچھ لوگوں نے حدیث کے لفظ (اعناقا) کو الف کے زبر سے لکھا ہے اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ دوسرے کی بہ نسبت مؤذن حضرات سب سے جلد جنت میں دوڑتے جائیں گے اور شاد و خرم رہیں گے۔

(٤١٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخبرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا سُفْيَانُ، نَا الأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الإِمَامُ ضَامِنٌ، وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ، اَللّٰهُمَّ فَأَرْشِدِ الأَئِمَّةَ، وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِينَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امام ضامن اور ذمہ دار ہے اور مؤذن امین اور قابل اعتماد ہے۔ اے اللہ اماموں کو (صحیح علم و عمل کی) توفیق دے اور مؤذنوں کو بخش دے۔''

شرح اس حدیث میں دلیل ہے کہ مؤذن ہونا افضل ہے بہ نسبت امام ہونے کے کیونکہ اس کا مقام و مرتبہ بلند ہے ضامن سے۔

(الامام ضامن) ''امام ضامن اور ذمہ دار ہے'' امام کی ذمہ داری یہ ہے کہ صحیح سنت کے مطابق نماز پڑھائے۔ دعاؤں میں اپنے مقتدیوں کو شامل رکھے اور صرف اپنے آپ ہی کو مخصوص نہ کرے وغیرہ۔ بعض علماء نے یہ مطلب بیان

(٤١٦) صحیح ......أخرجه الترمذی: ٢٠٧، وابوداود: ٥١٧، ٥١٨

کیا ہے کہ امام بعض اوقات مقتدی کی قراءت کا ذمہ دار ہوتا ہے اور جو رکوع میں آ کر ملے اس کے قیام کا بھی۔ (کیا رکوع میں آ کر ملنے والے کی رکعت ہو جاتی ہے؟ کتاب ہذا کا باب نمبر (۱۵۸) ملاحظہ فرمائیں، از مترجم)

فائدہ: مؤذن کا اذان دینا اعلان عام ہوتا ہے کہ سحر یا افطار کا وقت ہو گیا ہے۔ اس لیے اس پر اعتماد کیا جاتا ہے اور اس پر بھی واجب ہے کہ اپنی ذمہ داری کا خوب احساس کرے۔ (ع،س)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے سات سال اذان کہی ثواب کی غرض سے اس کے لیے آگ سے نجات لکھ دی جاتی ہے'' (ضعیف، ترمذی: ۲۰۶، ابن ماجہ: ۷۲۷)

اکثر اہل علم کے ہاں یہی بات پسندیدہ ہے کہ ایسا مؤذن مقرر کیا جائے جو اذان کہنے پر اجرت نہ لیتا ہو، (اگلی حدیث ملاحظہ فرمائیں)۔

(٤١٧)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا حَمَّادٌ، أَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي الْعَلاءِ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ......

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، قَالَ: قُلْتُ: وَقَالَ مُوسَى فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: إِنَّ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اجْعَلْنِي إِمَامَ قَوْمِي، قَالَ: ((أَنْتَ إِمَامُهُمْ، وَاقْتَدِ بِأَضْعَفِهِمْ، وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لا يَأْخُذُ عَلَى أَذَانِهِ أَجْرًا۔))

سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اپنی قوم کا امام بنا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: ''تم ان کے امام ہو اور ان کے ضعیف ترین کی رعایت کرنا اور مؤذن ایسا مقرر کرنا جو اپنی اذان پر اجرت نہ لے۔''

تشریح: سیدنا عثمان ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "إِنَّ مِنْ آخِرِ مَا عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ اتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لا يَأْخُذُ عَلَى أَذَانِهِ أَجْرًا" ...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے آخر میں جو عہد و پیمان مجھ سے لیا وہ یہ تھا کہ مؤذن ایسا مقرر کرنا جو اپنی اذان پر اجرت نہ لے۔ (صحیح، ترمذی: ۲۰۹)

امام مالک رحمہ اللہ نے رخصت کی بات کی ہے۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اجرت لینا ناپسند ہے بغیر مانگے دے دیا جائے تو کوئی برائی نہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ اجرت لینے کو ناپسند کرتے ہیں۔ اگر حاکم وقت مؤذن کو مال غنیمت یا مال فئے سے کچھ عنایت

(٤١٧) صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٥٣١، والنسائي: ٦٧١، وابن ماجه: ٩٨٧، والترمذي: ٢٠٩، ولفظه يأتي في الشرح

کردے تو کچھ مضائقہ نہیں اگر بغیر اجرت اذان دینے والا میسر نہ ہو۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر حاکم وقت کے علاوہ کوئی اور (مالدار) اسے عطا کردے تو جائز ہے۔

(٤١٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْفَضْلِ زِيَادُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنَفِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الشُّرَيْحِيُّ، أَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، نَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْفَضْلُوبِيُّ الْبُوشَنْجِيُّ بِهَا، أَنَا الْخَطِيبُ أَبُو الْحَسَنِ عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شَهِيدٍ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَامِدٍ الْمَالِينِيُّ، نَا أَبُو سَعِيدٍ عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ خَالِدٍ الدَّارِمِيُّ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ الْمِصْرِيُّ، نَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَذَّنَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَكُتِبَ لَهُ بِتَأْذِينِهِ فِي كُلِّ مَرَّةٍ سِتُّونَ حَسَنَةً، وَبِكُلِّ إِقَامَةٍ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص بارہ برس تک اذان دیتا ہے، اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے، اور اس کے لیے ہر اذان کے عوض ساٹھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر اقامت کے عوض تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔“

فائدہ:......محض اللہ کی رضا کے لیے پابندی کے ساتھ اذان کہنا ایک مشکل امر ہے جسے وہی شخص انجام دے سکتا ہے جس کے دل میں ایمان موجود ہو اور مسلسل بارہ سال تک یہ ذمہ داری نبھانا تو بہت ہی حوصلے کا کام ہے جسے اللہ تعالی کی خاص توفیق کے بغیر انجام دینا ممکن نہیں، اس لئے یہ فریضہ ادا کرنے والے کے لیے عظیم خوشخبری دی گئی ہے. یہ روایت بعض علماء کے نزدیک صحیح ہے۔ (ع،س)

(25)...... بَابُ إِجَابَةِ الْمُؤَذِّنِ

اذان کا جواب دینا

(٤١٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(٤١٨) صحيح ......أخرجه ابن ماجه: ٧٢٨

(٤١٩) أخرجه البخاري: ٦١١، و مسلم: ٣٨٣

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ.))

نے فرمایا: ''جب تم اذان سنو تو جس طرح مؤذن کہتا ہے اسی طرح تم بھی کہو۔''

(٤٢٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرَبْرِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ، نَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ......

عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ، حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ.))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اذان سن کر یہ دعا پڑھی: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ)) ''اے اللہ! اے اس کامل پکار اور قائم ہونے والی نماز کے رب! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انھیں اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے''۔ قیامت کے دن اس کے حق میں شفاعت کی اجازت مل جائے گی۔''

شرح (الوسیلہ) ''قُرب تلاش کرنا'' ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وابتغوا إليه الوسيلة﴾ ......''اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کرو۔'' (سورۂ مائدہ: ۳۵) ''وسیلہ'' جنت کے سب سے بلند اور عظیم ترین مقام کا نام ہے، جو کائنات کے عظیم ترین اور افضل ترین انسان، یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے ''مقام محمود'' سے مراد شفاعت کبریٰ کا وہ مقام ہے جو صرف خاتم النّبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہے۔ اس موقع پر تمام اولین وآخرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کریں گے۔

فائدہ: ......مسنون دعا صرف اس قدر ہے جو حدیث میں ذکر ہوئی۔ بعض لوگ مسنون دعاؤں میں اپنی طرف سے اضافہ کر لیتے ہیں یا مختلف مواقع کے لیے اپنی طرف سے دعائیں بنا لیتے ہیں۔ ایسی خود ساختہ دعاؤں اور اضافوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ (ع،س)

(٤٢١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

(٤٢٠) أخرجه البخاري: ٦١٤

(٤٢١) أخرجه مسلم: ٣٨٤

سَمْعَانَ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، نَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ، نَا حَيْوَةُ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ، فَقُولُوا كَمِثْلِ مَا يَقُولُ، ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا لِي الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لا يَنْبَغِي أَنْ تَكُونَ إِلا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ، وَأَنَا أَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ، حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم مؤذن کو سنو تو اسی طرح کہو جیسے وہ کہتا ہے، پھر مجھ پر درود پڑھو۔ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا، اللہ تعالی اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔ پھر میرے لئے اللہ سے وسیلہ طلب کرو۔ بلاشبہ یہ (وسیلہ) جنت میں ایک منزل کا نام ہے جو اللہ کے کسی ایک بندے کو ملے گی اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ سو جس نے میرے لئے اللہ سے وسیلہ طلب کیا اس کے لیے شفاعت حلال ہوگی۔''

(٤٢٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى الْمَازِنِيُّ، أَنَّ عِيسَى بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ......

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ، قَالَ: إِنِّي لَعِنْدَ مُعَاوِيَةَ، إِذْ أَذَّنَ مُؤَذِّنُهُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمَا قَالَ مُؤَذِّنُهُ، حَتَّى إِذَا قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلاةِ، قَالَ: لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ، وَلَمَّا قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلاحِ، قَالَ: لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ، ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذَلِكَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ ذَلِكَ۔

جناب علقمہ بن وقاص لیثی بیان کرتے ہیں: میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اتنے میں ان کے مؤذن نے اذان دینا شروع کی تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ویسے ہی کہتے گئے جیسے مؤذن کہتا رہا، جب مؤذن نے (حيّ على الصلاة) ''آؤ نماز کی طرف'' کہا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ (کسی برائی اور شر سے بچنا اور کسی نیکی کی توفیق، اللہ کے بغیر ممکن نہیں) کہا اور جب مؤذن نے حيّ على الفلاح کہا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کہا۔ اس کے بعد والے کلمات کا جواب (بھی)

(٤٢٢) أخرجه البخاري: ٦١٣

مؤذن کی طرح دیا۔ پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے فرماتے سنا ہے۔

شرح فائدہ: اذان کا جواب دینے کی فضیلت بہت زیادہ ہے حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلا بِاللّٰہِ کہنا ہے، گزشتہ حدیث میں یہ وضاحت نہ تھی کہ سننے والا ان کلمات کے جواب میں کیا کہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ، معاویہ رضی اللہ عنہ والی حدیث لائے ہیں جس میں بتایا گیا کہ ان کلمات کا جواب لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلا بِاللّٰہِ سے دینا چاہیے۔ (ع،س)

(٤٢٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمِنْبَرِ أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ، وَأَنَا، قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ مُعَاوِيَةُ، وَأَنَا، فَلَمَّا أَنْ قَضَى التَّأْذِينَ، قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى هَذَا الْمَجْلِسِ حِينَ أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ، يَقُولُ: مَا سَمِعْتُمْ مِنِّي مِنْ مَقَالَتِي۔

جناب ابوامامہ بن سہل بن حُنیف بیان کرتے ہیں: میں نے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ منبر پر تشریف فرما تھے، مؤذن نے اذان دی اللّٰہُ أَکْبَرُ اللّٰہُ أَکْبَرُ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللّٰہُ أَکْبَرُ اللّٰہُ أَکْبَرُ مؤذن نے کہا: أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللّٰہُ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مؤذن نے کہا (اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ) معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ جب مؤذن اذان کہہ چکا تو انھوں نے کہا: اے حاضرین مجلس! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اسی جگہ یعنی منبر پر آپ جلوہ گر تھے، مؤذن نے اذان دی تو آپ یہی فرما رہے تھے جو تم نے مجھ کو کہتے سنا۔

(٤٢٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ الدِّيزَقِيُّ، أَنَا أَبُو الْفَضْلِ مَنْصُورُ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ السَّمَرْقَنْدِيُّ الْكَاغِدِيُّ، نَا أَبُو أَحْمَدَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

(٤٢٣) أخرجه البخاري: ٩١٤

(٤٢٤) أخرجه مسلم: ٣٨٥

الْـمَرْزُبَان، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَكْرِيُّ الْغَازِيُّ، نَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْـنُ جَـعْـفَـرٍ، عَـنْ عُـمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسَافٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَـنْ جَدِّهِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَـلَّـى الـلَّـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الْـمُـؤَذِّنُ: اَلـلَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، قَالَ أَحَدُكُمْ: الـلَّـهُ أَكْبَـرُ، الـلَّـهُ أَكْبَـرُ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، ثُـمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ: أَشْهَـدُ أَنَّ مُـحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَـلَـى الـصَّـلاةِ، قَالَ: لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِـالـلَّـهِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلاحِ، قَالَ: لا حَـوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، الـلَّـهُ أَكْبَـرُ، قَـالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَـالَ: لا إِلَـهَ إِلا اللَّهُ، قَالَ: لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔))

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مؤذن کہے اَلـلَّـهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، تو سننے والا بھی کہے: اَلـلَّـهُ أَكْبَـرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، جب مؤذن أَشْهَـدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ کہے تو جواب دینے والا کہے: أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، جب وہ کہے: أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَـهَ إِلا الـلَّـهُ سننے والا بھی کہے: أَشْهَـدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا الـلَّـهُ، پھر وہ کہے: حَـيَّ عَـلَـى الصَّلاةِ اور یہ کہے لَا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِـالـلَّـهِ پھر وہ کہے: حَـيَّ عَلَى الْفَلاحِ اور یہ کہے: لَا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، پھر وہ کہے اَلـلَّـهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اور یہ کہے اَللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اور جب وہ لَا إِلَـهَ إِلا الـلَّـهُ کہے، تو یہ کہے لَا إِلَهَ إِلا اللَّهُ۔ دل کی گہرائی سے کہے، تو جنت میں جائے گا۔''

شرح: جواب اذان کا حکم استحباب پر محمول ہے اور شرعی عذر کے علاوہ تمام کیفیتوں میں اس کا جواب دینا چاہیے۔ حدث، جنابت اور حیض اس سے مانع نہیں ہیں، نیز اقامت کا جواب بھی مستحب ومشروع جانا گیا ہے اور وہ (إِذَا سَـمِـعْـتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ) ''جب تم نداء سنو تو اسی طرح کہو جیسے مؤذن کہتا ہے'' (بخاری: ٦١١، صحیح مسلم: ٣٨٣) سے مأخوذ ہے۔ اس حدیث میں لفظ ''نداء'' اذان واقامت دونوں کو شامل ہے. اور (مِثْـل مَـا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ) سے معلوم ہوتا ہے کہ قـد قامت الصلاة کے جواب میں بھی یہی الفاظ دہرائے جائیں گے، جس حدیث میں (قَـدْ قَـامَتِ الصَّلَاةِ) کے جواب میں (اَقَـامَهَـا الـلّٰهُ وَاَدَامَهَا) کہنے کا ذکر ہے وہ ضعیف ہے اس میں ہے کہ جب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہتے ہوئے (قَـدْ قَامَتِ الصَّلَاةِ) کہا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اَقَـامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا) کہا۔ (ضعیف، ابوداؤد: ٥٢٨)

(25)...... بَابُ الدُّعَاءِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ

اذان اور اقامت کے درمیان دعا کی اہمیت

(٤٢٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، نَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، نَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ، عَنْ أَبِي إِيَاسٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ سُفْيَانُ: لا أَعْلَمُهُ إِلا وَقَدْ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((لا يُرَدُّ الدُّعَاءُ بَيْنَ الأَذَانِ وَالإِقَامَةِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ (امام سفیان علیہ السلام کہتے ہیں مجھے یہی معلوم ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اسے مرفوع بیان کیا ہے) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اذان اور اقامت کے مابین دعا رد نہیں ہوتی''

تشریح: حدیث کے راوی زید العمی کا پورا نام ابولحواری زید بن الحواری بصری آپ ہراۃ میں قاضی تھے۔

فائدہ: معلوم ہوا یہ وقت انتہائی قیمتی ہوتا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور اسے ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ (ع،س)

(٤٢٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ، أَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلالُ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي حُيَيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَجُلا، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ الْمُؤَذِّنِينَ فَضَلُونَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قُولُوا كَمَا يَقُولُونَ، فَإِذَا فَرَغْتَ، فَسَلْ تُعْطَهْ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! مؤذن کو ہم سے زیادہ فضیلت حاصل ہے (تو ہمیں بھی کوئی کام بتایئے جس سے ہم ان کے مقام تک رسائی پائیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جیسے وہ کہتا ہے تم بھی کہو، جب جواب ختم ہو جائے، تو دعا کرو جو مانگو گے تمھیں عنایت کر دیا جائے گا۔''

(٤٢٧)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا

(٤٢٥) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ٥٢١، والترمذي: ٢١٢، والترمذي: ٣٥٩٤

(٤٢٦) هذا حديث حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ٥٢٤

(٤٢٧) انظر الحديث السابق

أَبُـودَاوُدَ، نَـا ابْـنُ السَّـرْحِ، وَمُـحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالا: نَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ حُيَيٍّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَـنْ عَبْـدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَجُلا، قَالَ: يَا رَسُـولَ الـلَّهِ! إِنَّ الْمُؤَذِّنِينَ يَفْضُلُونَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قُلْ كَمَا يَقُولُونَ، فَإِذَا انْتَهَيْتَ، فَسَلْ تُعْطَ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! مؤذن ہم سے بڑھ کر مقام و مرتبہ رکھتے ہیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جیسے مؤذن کہتا ہے تم بھی کہو، جب جواب مکمل ہو جائے، تو مانگ، تجھے عطا کیا جائے گا۔''

(٤٢٨)۔ أَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، نَـا حُـمَيْـدُ بْـنُ زَنْـجُوَيْهِ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا الأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ......

عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا نَادَى الْمُنَادِي فُتِـحَـتْ أَبْـوَابُ السَّـمَاءِ، وَأَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَاسْتُجِيبَ الدُّعَاءُ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مؤذن اذان کہتا ہے تو آسمان اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دعا شرف قبولیت پاتی ہے۔''

(٤٢٩)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِـدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، نَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، نَا طَلْحَةُ......

عَـنْ عَـطَاءٍ، قَالَ: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: إِنَّ أَبْـوَابَ السَّـمَـاءِ تُفْتَحُ عِنْدَ زَحْفِ الصُّفُوفِ فِـي سَبِيـلِ اللَّهِ، وَعِنْدَ نُزُولِ الْغَيْثِ، وَعِنْدَ الإِقَامَةِ لِلصَّلاةِ الْمَكْتُوبَةِ، فَاغْتَنِمُوا الدُّعَاءَ۔

جناب عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے: بلا شبہ آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کے راستے میں صفیں دشمن کے مقابل ہوں، جب بارش برستی ہے، اور جب فرض نماز کے لیے تکبیر ہوتی ہے، پس (ان اوقات میں) دعا کو غنیمت سمجھو۔

---

(٤٢٨) حسن لغيره ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ١٤٦٩٥

(٤٢٩) منكر عن ابى هريرة...... فى إسناده طلحة، وهو ابن عمرو بن عثمان الحضرمى المكى، متروك الحديث، ضعيف جدًّا وقد رواه الصقعب بن زهير وهو أحسن حالاً من طلحةعن عطاء من قوله

شرح اسی مفہوم کی حدیث کہ دعا رد نہیں ہوتی، سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: مختلف احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ان تین اوقات میں دعا قبول ہوتی ہے، ایک حدیث درج ذیل ہے:

عَـنْ مَكْحُوْلٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ: ((اُطْـلُبُـوْا إِجَابَةَ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْتِقَاءِ الْجُيُوْشِ وَإِقَامَةِ الـصَّلَاةِ وَنُـزُوْلِ الْـمَطَرِ.)) ......مکحول کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس وقت قبولیتِ دعا کا مطالبہ کرو جب (میدانِ جنگ میں اسلام اور کفر کے) لشکر آپس میں ٹکرا رہے ہوں، نماز کے لیے اقامت کہی جا رہی ہو اور بارش کا نزول ہو رہا ہو۔'' (أخرجه الشافعي في "الأم" ١/٢٢٣ـ ٢٢٤، الصحيحة: ١٤٦٩) (م،م)

(27)...... بَابُ الصَّلَاةِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ

اذان اور اقامت (تکبیر) کے مابین نماز پڑھنا

(٤٣٠)ـ أَخْبَـرَنَـا أَبُو سَعْدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْحُمَيْدِيُّ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَيُّوبَ الطُّوسِيُّ، نَا أَبُو يَحْيَى بْنُ أَبِي مَسَرَّةَ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ، نَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّـى الـلَّـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَـلاةٌ))، ثَلاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: ((لِمَنْ شَاءَ.))

سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔'' یہ کلمات تین مرتبہ کہے اور تیسری مرتبہ آپ نے فرمایا ''اگر کوئی پڑھنا چاہے۔''

شرح سیدنا عبد اللہ بن مغفل مُزنی رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں۔ آپ کی کنیت ابو زیاد یا ابو سعید تھی، بصرہ فروکش ہو گئے تھے ۵۷ھ ''میں وفات پائی .سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ ٦١ میں فوت ہوئے۔

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: (اذانَیـن) ''دو اذانوں'' سے مراد اذان اور تکبیر ہے ہوسکتا ہے بطور غلبہ یہ لفظ استعمال کیا گیا ہو۔ زبان عربی میں اس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً کھجور اور پانی کو (اسودین) ''دو کالی چیزیں'' کہہ دیا جاتا ہے حالانکہ ان میں کالی چیز تو ایک ہی ہے، اسی طرح سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حوالہ دیتے وقت (سـیـرة الـعمرین) کہہ دیا جاتا ہے۔ یا ان دو کے زمانہ خلافت کو بیان کرتے وقت عـهـد عمرین) ''عمرین کا زمانہ'' کہہ اور لکھ دیا جاتا ہے کیونکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور حکومت طویل ہے ایسا تغلیباً کہا جاتا ہے۔

(٤٣٠) أخرجه البخاري: ٦٢٧، و مسلم: ٨٣٨

اذان واقامت دونوں پر لفظ ''اذان'' بولا جاتا ہے اس لئے کہ عربی لغت میں لفظ اذان کا معنی ہے: اطلاع دینا اور آگاہ کرنا، تو اذان اطلاع ہے نماز کے وقت کی اور اقامت اطلاع ہے جماعت کھڑی ہونے کی۔

(28)...... بَابُ أَذَانِ الْمُسَافِرِ

مسافر کا اذان دینا

(٤٣١)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ ، نَا وَكِيعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ خَالِدٍ الْحِذَّاءِ ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ......

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِي ، فَقَالَ: ((إِذَا سَافَرْتُمَا ، فَأَذِّنَا ، وَأَقِيمَا ، وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا۔))

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے چچا کا بیٹا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا: ''جب تم سفر میں نکلو تو (نماز کے وقت راستے میں) اذان دینا، پھر اقامت کہنا، پھر جو شخص تم میں بلحاظ عمر بڑا ہے وہ نماز پڑھائے۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اہل علم نے یہی بات پسند کی ہے کہ سفر میں اذان کا اہتمام کیا جائے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: دوران سفر اذان نہ کہنا بہ نسبت حالت حضر کے خفیف ہے، اس لئے کہ سفر میں عبادات کے مسئلہ میں تخفیف رکھی گئی ہے مثلاً نماز قصر پڑھنے اور جمع کرنے کی اجازت، روزہ افطار کرنے کی رخصت وغیرہ۔

اہل الرائے کا خیال ہے کہ حالت حضر میں اذان ترک کر دینا آسان ہے بجائے حالت سفر کے، کچھ علماء کا خیال ہے کہ سفر میں صرف تکبیر کہی جائے گی، اذان چونکہ لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لئے ہوتی ہے اور سفر میں نکلے ہوئے لوگ مل کر ہی چلتے ہیں اس لئے اذان کہنے کی ضرورت نہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اثنائے سفر میں نمازوں کے لیے صرف تکبیر ہی کہلواتے تھے البتہ نماز فجر میں اذان وتکبیر دونوں کا اہتمام کرتے اور کہا کرتے تھے: اذان تو امام کو مطلع کرنے کے لیے دی جاتی ہے جس کی طرف لوگوں نے جمع ہونا ہے۔

فائدہ: آداب سفر میں سے ہے کہ امیر سفر کے ساتھ ساتھ امام ومؤذن کا بھی تقرر کرلیا جائے۔ تاکہ سفر میں نماز باجماعت کا اہتمام کیا جا سکے، احادیث نبویہ کا یہی منشا ہے اور آئمہ حدیث نے اپنی کتب میں جو تبویب کی ہے اس کا بھی یہی مقصد ہے کہ مسلمان مسافروں کی جب ایک جماعت موجود ہو تو وہ اذان، تکبیر اور جماعت اسی طرح کرائیں جس

(٤٣١) أخرجه البخاري: ٦٣٠ ، و مسلم: ٦٧٤

طرح حالت اقامت میں کرتے ہیں۔(ع،س)

(٤٣٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ ، وَأَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ، أَنَا الرَّبِيعُ ، أَنَا الشَّافِعِيُّ ، أَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ ، عَنْ أَيُّوبَ......

عَنْ أَبِي قِلابَةَ ، نَا أَبُو سُلَيْمَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي ، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلاةُ ، فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ ، وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ۔))

سیدنا ابو سلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا: ''اسی طرح نماز پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک اذان کہے، اور جو بڑا ہے وہ نماز پڑھائے۔''

(29)...... بَابُ الْأَذَانِ لِلصُّبْحِ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ

طلوع فجر سے پہلے صبح کی اذان کہنا

(٤٣٣/ ١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ بِلالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ)) ، قَالَ: وَكَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ رَجُلا أَعْمَى لا يُنَادِي حَتَّى يُقَالَ لَهُ: أَصْبَحْتَ ، أَصْبَحْتَ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلال رضی اللہ عنہ رات ہی کو (سحری سے قبل) اذان دیتے ہیں، اس لئے تم لوگ کھاتے پیتے رہو۔ یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دیں۔'' راوی کہتا ہے: ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے اور اس وقت تک اذان نہیں دیتے تھے جب تک ان سے کہا نہ جاتا کہ صبح ہوگئی، صبح ہوگئی۔

(٤٣٣/ ٢)۔ وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَخْلَدِيُّ ، أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ السَّرَّاجُ ، نَا قُتَيْبَةُ ، نَا اللَّيْثُ......

---

(٤٣٢) أخرجه البخاري: ٦٥٨ ، و مسلم: ٦٧٤

(٤٣٣/ ١) أخرجه البخاري: ٦١٧ ، و مسلم: ١٠٩٢

(٤٣٣/ ٢) انظر الحديث السابق

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ، وَقَالَ: ((إِنَّ بِلالا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى تَسْمَعُوا تَأْذِينَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ.))

گزشتہ سند سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلال تو رات رہے اذان دیتے ہیں، کھاؤ پیو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم کی اذان سنو۔''

(٤٣٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ: ((إِنَّ بِلالا يُنَادِي بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ.))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلال تو رات رہے اذان دیتے ہیں، اس لئے تم لوگ کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دیں۔''

(٤٣٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا هَنَّادٌ، وَيُوسُفُ بْنُ عِيسَى، قَالا: نَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبِي هِلالٍ، عَنْ سَوَادَةَ بْنِ حَنْظَلَةَ......

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سُحُورِكُمْ أَذَانُ بِلالٍ، وَلا الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيلُ، وَلَكِنِ الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيرُ فِي الأُفُقِ.))

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلال کی اذان تمھیں سحری کھانے سے نہ روکے، (وہ صبح صادق سے پہلے اذان دیا کرتے تھے) اور نہ ہی لمبی صبح۔ بلکہ (تم انتظار کرو) اس فجر کا جو افق پہ عرض کے بل پھیل جاتی ہے۔''

شرح ''المستطیر'' وہ روشنی جو افق مشرق میں چوڑائی کے رخ پر پھیلتی ہے، قرآن مجید کی آیت ﴿كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا﴾ ''اس کی برائی پھیلی ہوئی ہے'' (سورۂ دہر: ۷) میں یہی معنی پائے جاتے ہیں۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث مبارکہ میں دلیل ہے کہ طلوع فجر سے پہلے دی گئی صبح کی اذان کافی ہے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ امام مالک، امام اوزاعی، امام ابن المبارک، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق، امام ابوثور رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

امام سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اذان دوبارہ دینی پڑے گی اور طلوع فجر سے قبل دی گئی اذان

(٤٣٤) انظر الحديث السابق

(٤٣٥) أخرجه مسلم: ١٠٩٤

کافی نہ ہوگی۔ نماز فجر کے علاوہ دیگر نمازوں اور جمعۃ المبارک میں وقت سے پہلے دی گئی اذان شمار نہ ہوگی۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بلال رضی اللہ عنہ اس وقت اذان دیا کرتے تھے جب سورج ڈھل جاتا۔

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: نماز فجر کے لیے وقت سے قبل اذان کہنے کا معمول تو تسلسل سے جاری ہے مگر باقی نمازوں کے لیے قبل از وقت اذان کہنا ہم نے نہیں دیکھا (احادیث کے دفتر اور امت مسلمہ کے عمل میں)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: دو مؤذن مقرر کرنا مستحب ہے، ایک فجر سے پہلے اذان کہے جبکہ دوسرا فجر طلوع ہونے کے بعد جس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ کچھ لوگوں میں اذان کہنے کے بارہ میں کشیدگی اور تناؤ پیدا ہوگیا تو سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس کے حل کے لیے قرعہ ڈالا۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: فجر کی دو اقسام ہیں: فجر کاذب اور فجر صادق: فجر کاذب آسمان کے کنارے پہ لمبائی کے رخ پھوٹتی ہے جس کو عرب بھیڑیے کی دم سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اس فجر کے وقت نماز صبح کا ٹائم نہیں ہوتا اور نہ روزہ دار پہ کھانا پینا ہی حرام ہوتا ہے، پھر فجر کاذب کی علامات ختم ہو جاتی ہیں اور فجر صادق نمودار ہوتی ہے، اس کی نشانی یہ ہے کہ افق پہ روشنی چوڑے رخ پر (دائیں بائیں) پھیلتی ہے یہ نماز فجر کا وقت ہوتا ہے اور روزہ دار پہ کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔

اذان کہنے والا اقامت کہنے کا زیادہ حقدار ہے۔

اگر دو اشخاص نے اذان کہی ہو (بڑی مسجد کے دو کناروں پہ بیک وقت دو اذانیں ہوسکتی ہیں) تو جس نے پہلے اذان کہی وہ اقامت کہے گا، زیاد بن حارث صدائی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نماز فجر کہنے کا حکم دیا، میں نے اذان کہی، بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہنا چاہی، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صداء قبیلہ کے فرزند نے اذان کہی اور جو اذان کہے وہی تکبیر کہے۔'' (ضعیف، ابوداود: ۵۱۴، ترمذی: ۱۹۹، ابن ماجہ: ۷۱۷)

اکثر اہل علم اسی بات کو پسند کرتے ہیں کہ اذان کہنے والا ہی اقامت کہے (اگر چہ کسی دوسرے شخص کے لیے اقامت کہنے کی اجازت ہے۔)

سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ جنہیں خواب میں اذان سکھائی گئی، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلال رضی اللہ عنہ کو اذان سکھلاؤ'' انہوں نے اذان سکھائی اور بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی۔ اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے! جی اذان کو خواب میں تو میں نے سیکھا ہے اس لیے میں اذان کہنا چاہتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اقامت کہہ لینا۔'' (ضعیف، ابوداود: ۵۱۲) ثابت ہوا کہ دوسرا شخص اقامت کہہ سکتا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: مؤذن کا یا کسی دوسرے شخص کا اقامت کہنا ایک جیسا ہے۔

فائدہ: عہدِ نبوی میں عملی سنت یہی رہی ہے کہ مؤذن ہی اقامت کہتا تھا، لہٰذا اسی طریقۂ کار کو ترجیح دینی چاہیے۔ (م،م)

(30)...... بَابُ الْأَذَانِ لِلْفَائِتَةِ وَالْإِقَامَةِ لَهَا
فوت شدہ نماز کے لیے اذان اور تکبیر کہنا

(٤٣٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: حُبِسْنَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ عَنِ الصَّلاةِ، حَتَّى كَانَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ هُوِيًّا مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى كُفِينَا، وَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: ﴿وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا﴾، فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِلالا، فَأَمَرَهُ، فَأَقَامَ الظُّهْرَ، فَصَلاهَا، فَأَحْسَنَ صَلاتَهَا، كَمَا كَانَ يُصَلِّيهَا فِي وَقْتِهَا، ثُمَّ أَقَامَ الْعَصْرَ، فَصَلاهَا كَذَلِكَ، ثُمَّ أَقَامَ الْمَغْرِبَ فَصَلاهَا كَذَلِكَ، ثُمَّ أَقَامَ الْعِشَاءَ فَصَلاهَا أَيْضًا كَذَلِكَ، قَالَ: وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ فِي صَلاةِ الْخَوْفِ ﴿فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا﴾۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: غزوۂ خندق میں ہم نماز (ظہر) سے روک دیے گئے یہاں تک کہ مغرب کے بعد کا وقت ہوگیا، رات کا ایک حصہ بیت گیا تب جا کر جنگ سے کفایت بخشی کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيزًا﴾ (سورۂ احزاب: ۲۵) ''اللہ تعالیٰ مومنوں کو لڑائی سے کافی ہو گیا اور اللہ تعالیٰ مضبوط اور غالب ہے۔'' میں سی بات کا تذکرہ ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا، انھیں اذان کہنے کا حکم فرمایا، پھر ظہر کی تکبیر کہی اور نماز پڑھی، اسے خوبصورت انداز میں پڑھا جس طرح وقت پر پڑھتے تھے، پھر عصر کی تکبیر کہی اور اسے بھی ایسے ہی ادا کیا، پھر مغرب کی تکبیر کہی اور اسے بھی ایسے ہی ادا کیا۔ پھر عشاء کی تکبیر کہی اور اسے بھی یونہی ادا کیا، راوی نے کہا: ایسا (نمازوں کا جمع کرنا) صلوٰۃ خوف کے احکام نازل ہونے سے پہلے ہوا ﴿فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا﴾ (سورۂ بقرہ: ۲۳۹) ''نماز پڑھو پیدل ہو یا سوار۔''

شرح امام بغوی کہتے ہیں:

(٤٣٦) صحيح ......أخرجه النسائی: ٦٦٠

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ''مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو جنگ خندق والے دن چار نمازوں سے روک دیا حتیٰ کہ رات کا اتنا حصہ گذر گیا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا، پھر آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم دیا، بعد اذاں اقامت کہی اور نماز ظہر ادا کی، پھر اقامت کہی اور عصر پڑھی، پھر اقامت کہی اور مغرب کی نماز ادا کی، پھر اقامت کہی اور عشاء کی نماز پڑھی۔ (ضعیف، نسائی: ٦٦٣)

(٤٣٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَازِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حِينَ قَفَلَ مِنْ خَيْبَرَ أَسْرَى، حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ عَرَّسَ، وَقَالَ لِبِلَالٍ: ((اكْلَأْ لَنَا الصُّبْحَ۔)) وَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَأَصْحَابُهُ، وَكَلَأَ بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهُ، ثُمَّ اسْتَنَدَ إِلَى رَاحِلَتِهِ وَهُوَ مُقَابِلُ الْفَجْرِ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ، فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بِلَالٌ، وَلَا أَحَدٌ مِنَ الرَّكْبِ، حَتَّى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ، فَفَزِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((يَا بِلَالُ!))، فَقَالَ بِلَالٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اقْتَادُوا، فَبَعَثُوا رَوَاحِلَهُمْ))، فَاقْتَادُوا شَيْئًا، ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِلَالًا، فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى لَهُمُ الصُّبْحَ، ثُمَّ قَالَ حِينَ قَضَى الصَّلَاةَ: ((مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا

جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ خیبر سے واپس ہوئے تو رات کو سفر کیا۔ یہاں تک کہ رات کا آخر ہوا تو پڑاؤ ڈالا اور بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاگتے رہنا اور صبح کا خیال رکھنا، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ آرام کرنے لگے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے خیال کیا جب تک ہو سکا وہ اپنے اونٹ سے تکیہ لگائے مطلع فجر کی جانب منہ کئے بیٹھے تھے کہ آنکھ لگ گئی تو نہ رسول اللہ ﷺ جاگے نہ بلال رضی اللہ عنہ ہی ہوشیار ہوئے اور نہ کوئی اور ہی قافلے میں سے بیدار ہوا یہاں تک کہ دھوپ پڑنے لگی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے گھبرا کر اٹھے اور بلال رضی اللہ عنہ کو آواز دی: بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! روکے رکھا میری جان کو اس ذات نے جس نے آپ کی ذات کو روکے رکھا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا: ''سواریوں کو ہٹاؤ'' قافلے والوں نے سواریاں اٹھالیں اور کچھ لے کر چلے، پھر آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انہوں نے تکبیر کہی اور صبح کی نماز پڑھائی، جب نماز پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا: ''جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے تو یاد آنے پر یہ پڑھ لے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے

(٤٣٧) أخرجه مسلم: ٦٨٠ عن سعید بن المسیب عن ابی هريرة

إِذَا ذَكَرَهَا ، فَإِنَّ اللَّهَ ، يَقُولُ: أَقِمِ الصَّلاةَ لِذِكْرِي))۔

ہیں: ﴿اَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ (طہ:١٤) ''اور نماز قائم کرو جب یاد آئے۔''

شرح امام مالک رحمہ اللہ نے اس روایت کو مرسلاً ذکر کیا ہے، محدث سفیان بن عیینہ نے بھی روایت کیا ہے۔ محدث عبدالرزاق نے مرسل ذکر کیا ہے، ابان بن العطار کی مسند روایت میں ''فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ وَ أَقَامَ وَ صَلَّى'' کے الفاظ ہیں۔ صحیح مسلم میں اس حدیث میں (اذان) کے الفاظ نہیں ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ پھر آپ نے پانی منگوا کر وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی، پھر تکبیر کہی گئی اور صبح کی نماز ادا کی۔

(عرّس) ''پڑاؤ ڈالا'' امام خطابی کہتے ہیں: کسی جگہ پر عارضی طور پر ٹھہرنا ''تعریس'' کہلاتا ہے۔

(فَزِعَ رسول الله ﷺ) 'آپ ﷺ جاگے، نیند سے بیدار کرنے یا بیدار ہونے کے لئے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

(٤٣٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ، نَا حُصَيْنٌ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: سِرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْلَةً ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((أَخَافُ أَنْ تَنَامُوا عَنِ الصَّلاةِ)) ، فَقَالَ بِلالٌ: أَنَا أُوقِظُكُمْ ، فَاضْطَجَعُوا ، وَأَسْنَدَ بِلالٌ ظَهْرَهُ إِلَى رَاحِلَتِهِ ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ ، فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ ، فَقَالَ: ((يَا بِلالُ أَيْنَ مَا قُلْتَ؟)) ، قَالَ: مَا أُلْقِيَتْ عَلَيَّ نَوْمَةٌ مِثْلُهَا قَطُّ ، قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِينَ شَاءَ ، وَرَدَّهَا عَلَيْكُمْ حِينَ شَاءَ ، يَا بِلالُ! قُمْ فَأَذِّنْ لِلنَّاسِ بِالصَّلاةِ فَتَوَضَّأَ)) ،

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم (خیبر سے لوٹ کر) نبی کریم ﷺ کے ساتھ رات میں سفر کر رہے تھے، کسی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ اب پڑاؤ ڈال دیتے تو بہتر ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہیں نماز کے وقت بھی تم سوتے نہ رہ جاؤ۔ اس پر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بولے کہ میں آپ سب لوگوں کو جگا دوں گا۔ چنانچہ سب لوگ لیٹ گئے اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی پیٹھ کجاوے سے لگالی اور ان کی بھی آنکھ لگ گئی۔ جب نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے تو سورج کے اوپر کا حصہ نکل چکا تھا۔ آپ نے فرمایا: بلال! تو نے کیا کہا تھا؟ وہ بولے: آج جیسی نیند مجھے کبھی نہیں آئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تمھاری ارواح کو جب چاہتا ہے قبض کر لیتا ہے اور جس

(٤٣٨) أخرجه البخاري: ٥٩٥

فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَاضَّتْ، قَامَ فَصَلَّى۔

وقت ہے اور جس وقت چاہتا ہے واپس کر دیتا ہے۔ اے بلال! اٹھ اور اذان دے۔'' پھر آپ نے وضو کیا اور جب سورج بلند ہو کر روشن ہو گیا تو آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی۔

(٤٣٩)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْفَاشَانِيُّ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ الأَنْصَارِيِّ......

نَا أَبُو قَتَادَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ لَهُ، فَمَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِلْتُ مَعَهُ، فَقَالَ: ((انْظُرْ))، فَقُلْتُ: هَذَا رَاكِبٌ، هَذَانِ رَاكِبَانِ، هَؤُلَاءِ ثَلَاثَةٌ، حَتَّى صِرْنَا سَبْعَةً، فَقَالَ: ((احْفَظُوا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا))، يَعْنِي: صَلَاةَ الْفَجْرِ، فَضُرِبَ عَلَى آذَانِهِمْ، فَمَا أَيْقَظَهُمْ إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ، فَقَامُوا، فَسَارُوا هُنَيَّةً، ثُمَّ نَزَلُوا، فَتَوَضَّئُوا، وَأَذَّنَ بِلَالٌ، فَصَلَّوْا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، ثُمَّ صَلَّوْا الْفَجْرَ وَرَكِبُوا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: قَدْ فَرَّطْنَا فِي صَلَاتِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّهُ لَا تَفْرِيطَ فِي النَّوْمِ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ، فَإِذَا سَهَا أَحَدُكُمْ عَنْ صَلَاةٍ، فَلْيُصَلِّهَا حِينَ يَذْكُرُهَا، وَمِنَ الْغَدِ لِلْوَقْتِ))

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔ آپ راستے سے ایک طرف ہو گئے۔ میں بھی اسی طرف ہو لیا، آپ نے فرمایا: ''دیکھ'' میں نے کہا: یہ ایک سوار ہے، یہ دو ہیں، یہ تین ہیں، یہاں تک کہ ہم سات آدمی ہو گئے، آپ نے فرمایا: ''فجر کی نماز کا خیال رکھنا۔'' ان کے کان بند ہو گئے (یعنی سو گئے) کسی چیز نے ان کو نہ جگایا سوائے آفتاب کی حرارت کے، پھر بیدار ہوئے اور تھوڑی دیر چلے، پھر اترے اور وضو کیا اور بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور فجر کی دوسنتوں کو سب نے پڑھا پھر نماز فجر ادا کی اور سوار ہوئے۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے: ہم نے کمی کی ہے نماز میں۔ آپ نے فرمایا: ''سونے میں کچھ کمی نہیں، کمی یہ ہے کہ انسان جاگتا ہو اور نماز نہ پڑھے۔ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنا بھول جائے تو جس وقت یاد آئے اس وقت پڑھ لے اور دوسرے دن اپنے وقت پر پڑھے۔''

شرح (و مِنَ الغَدِ للوَقت) امام خطابی کہتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ فقہاء میں سے کوئی چھوٹی ہوئی نماز کو ''دوسرے دن اپنے وقت پر پڑھے'' کی بنا پر دوسرے دن پڑھنے کے وجوب کا قائل ہو۔ یہ حکم استحبابی ہے تاکہ قضاء نماز پڑھنے والا بروقت نماز پڑھنے کی فضیلت کو حاصل کر سکے۔ واللہ اعلم

(٤٣٩) أخرجه مسلم: ٦٨١

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ممکن ہے (وَمِنَ الْغَدِ لِلْوَقْتِ) کا مفہوم یہ ہو کہ کل کی نماز کو تاخیر سے نہ پڑھا جائے بلکہ وقت پر ادا کیا جائے اور لیٹ کرنا عادت نہ بنا لی جائے۔ سو کر اٹھنے کے بعد والا وقت اسی نماز کا ہے کل کی نماز کا نہیں، اس لئے یہ نماز کل مشروع وقت میں ادا کی جائے۔

(فَضَرَبَ عَلٰی آذانھم) ''ان کے کان بند ہو گئے'' یہ عربی زبان کا ایک فصیح و بلیغ کلمہ ہے، اس کا معنی ہے: آواز اور آہٹ کو ان کے کانوں سے روک دیا گیا کہ کہیں وہ اٹھ نہ جائیں۔ قرآن مجید میں یہ لفظ اسی معنی کے لئے آیا ہے: ﴿فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِهِمْ فِی الْكَهْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا﴾ ...... ''ہم نے غار میں کئی سال تک کے لئے ان کے کان بند کر دیئے۔'' (سورۂ کہف: ۱۱)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اذان اور اقامت نماز پنجگانہ کے لئے شریعت کا حکم ہے جب اپنے اپنے اوقات میں ادا کی جائیں اور اذان دین اسلام کی امتیازی علامات (یعنی شعائر) میں سے ہے۔ اگر کسی شہر کے باشندے اذان نہ کہنے پر اتفاق کر لیں تو اسلامی حاکم کو چاہیے کہ ان سے جنگ کرے کیونکہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم پر دھاوا بولتے تو صبح ہونے کا انتظار فرماتے، اگر اس بستی سے اذان کی آواز سنتے تو حملہ نہ کرتے اور اگر اذان کی آواز سنائی نہ دیتی تو حملہ کر دیتے۔ (صحیح بخاری: ٦١٠، صحیح مسلم: ٣٨٢)

اگر کوئی سفر و حضر میں اذان و اقامت کہے بغیر نماز پڑھ لے تو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ اکثر اہل علم اسی بات کے قائل ہیں۔ امام عطاء اور امام مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اقامت بھول جانے کی صورت میں نماز لوٹائی جائے گی۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر کوئی اذان و اقامت دونوں بھول جائے اور نماز کا وقت موجود ہو تو نماز دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر چکا ہو تو دہرانے کی ضرورت نہیں۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اہل علم کے ہاں اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ قضا (فوت شدہ) نماز کے لئے اذان کہی جائے یا نہ، البتہ اس بات پر اتفاق ہے کہ اقامت کہی جائے گی۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا اظہر قول یہ ہے کہ اقامت کہی جائے گی۔

اگر ایک سے زائد نمازیں رہ جائیں تو ادا کرتے ہوئے ترتیب ملحوظ رکھی جائے گی اور ہر ایک کی تکبیر کہی جائے گی۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کا ذکر موجود ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ اور اصحاب رائے کا خیال ہے کہ اذان اور اقامت دونوں کہی جائیں گی کیونکہ اس کا ذکر سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور جب زیادہ نمازیں چھوٹ جائیں تو ادا کرتے ہوئے ترتیب کا خیال رکھا جائے۔ پہلی نماز کے لئے اذان و اقامت دونوں کا اہتمام کیا جائے اور باقیوں کے لئے صرف اقامت کہی جائے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں دلیل ہے کہ فوت شدہ نمازیں ترتیب وار ادا کی جائیں، البتہ واجب ہونے میں اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور کچھ دیگر اہل علم ترتیب کو واجب اور ضروری قرار نہیں دیتے۔

کچھ لوگ قضا نمازوں میں ترتیب رکھنے کو واجب قرار دیتے ہیں، اہل الرائے کا بھی یہی قول ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر نماز چھوٹ جانے میں دانستہ طور پر سستی اور غفلت کا دخل نہ ہو تو ادائیگی میں مزید تاخیر کی جا سکتی ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ضائع ہونے کے مقام سے کوچ کر جانے کا حکم دیا تھا (اور نماز آگے پڑھی تھی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ کو کیوں چھوڑا؟ اس بارے میں اہل علم کے مابین اختلاف ہے۔

جو فوت ہونے والی نمازوں کو مکروہ اوقات میں ادا کرنے کے قائل نہیں وہ اس کی یہی وجہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے سورج بلند ہونے اور وقت کراہت نکل جانے کے انتظار میں اس جگہ کو چھوڑا اور جو فوت ہونے والی نمازوں کو اوقات مکروہہ میں ادا کرنے کے قائل ہیں (ان علماء کی تعداد زیادہ ہے) وہ کہتے ہیں آپ نے مناسب نہیں سمجھا کہ جس مقام پر تمام لشکر والوں کو غفلت ونسیان نے آ لیا وہاں نماز ادا کی جائے۔ جناب امام زہری رحمہ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بیان کرتے ہیں: ''اس جگہ کو چھوڑ دو جہاں تمھیں یہ غفلت لاحق ہوئی۔'' (صحیح، ابو داود: ٤٣٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بیان کرتے ہیں: ''ہر شخص اپنی سواری کو لے چلے، یہ ایسی جگہ ہے جہاں ہمارے پاس شیطان گھس آیا ہے۔'' (صحیح مسلم: ٦٨٠)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اذان واقامت صرف فرض نمازوں کے لئے کہی جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مسعود میں ان کے علاوہ کہیں اذان واقامت (پابندی کے ساتھ) کہنا ثابت نہیں۔

(31)...... بَابُ مَتٰى يُقِيمُ الْمُؤَذِّنَ وَمَتٰى يَقُومُ الْقَوْمُ

مؤذن تکبیر کب کہے اور لوگ کب کھڑے ہوں؟

(٤٤٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي خَرَجْتُ۔))

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز کی تکبیر ہو تو جب تک مجھے دیکھ نہ لو کھڑے نہ ہو۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کی آمد سے پہلے تکبیر کہی جا سکتی ہے البتہ صف بندی امام کے آنے پر کی جائے گی۔ امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں

(٤٤٠) أخرجه البخاري: ٦٣٨، و مسلم: ٦٠٤

مذکور ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ جب سورج ڈھل جاتا (یعنی زوال ہو جاتا) تو اذان کہہ دیتے اور اقامت اس وقت تک نہ کہتے جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لے آتے۔ (صحیح مسلم: ٦٠٦)

اس مسئلہ کے متعلق بعض اہل علم نے کہا ہے: مؤذن اذان کا اختیار رکھتا ہے اور امام اقامت کا۔

اہل علم کی ایک جماعت نے کھڑے ہو کر امام کے انتظار کو ناپسند جانا ہے۔

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سلف کھڑے ہو کر امام کے انتظار کو اچھا نہیں جانتے تھے، البتہ بیٹھ کر انتظار کیا جا سکتا ہے۔ سلف کہتے تھے کہ کھڑے ہو کر انتظار کرنا السُّمـود ہے۔ سمود کا معنی غفلت برتنا اور کسی چیز کے مقام و مرتبہ کا لحاظ نہ رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَ اَنْتُمْ سَامِدُوْنَ﴾ ......"اور تم غفلت برتتے ہو" (سورۂ نجم: ٦١) میں یہی معنی پائے جاتے ہیں۔

علماء کی ایک جماعت جن میں امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ بھی شامل ہیں کا کہنا ہے کہ جب امام مسجد میں موجود ہو تو لوگ "قد قامت الصلٰوۃ" کے الفاظ پہ کھڑے ہوں گے۔

امام مالک رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ جب تکبیر کہی جا رہی ہو تو لوگ کب کھڑے ہوں؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے اس مسئلہ میں کوئی تحدید نہیں سنی۔ میرا خیال ہے کہ اس چیز کو لوگوں کی طاقت پر چھوڑ دیا جائے کیونکہ ان میں دبلے پتلے بھی ہیں اور بھاری بھرکم بھی (سب کو ایک لفظ پر کھڑے ہونے کا مکلّف کرنا دشواری کا باعث ہوگا۔)

ایک قول یہ بھی ہے کہ لوگ (حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ) پر کھڑے ہوں گے اور جب مکبر (قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ) پر پہنچے تو امام (اَللّٰهُ اَكْبَرُ) کہہ دے۔ جناب سُوید بن غفلہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب تکبیر کہنے والا (قَـدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ) پر پہنچتا تو وہ (اَللّٰهُ أَكبر) کہہ دیتے۔ ان سے اس بارے میں استفسار کیا گیا تو انھوں نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یونہی کیا کرتے تھے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نماز کے لئے تکبیر کہہ دی جاتی، لوگ صفیں درست کرنے لگتے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اپنی جگہ پر تشریف فرما ہوتے۔ امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان ڈھیر سارے بظاہر مختلف اقوال میں تطبیق و توفیق یوں ہے: (١) امام جب مصلے کی طرف چل پڑے تو مکبر اقامت کہنا شروع کر دے، لوگ صفیں بنانے لگ جائیں یہاں تک کہ امام جائے نماز تک پہنچ جائے۔ واللہ اعلم (٢) اگر اقامت ہو چکنے کے بعد امام بغرض ضرورت چلا گیا ہے تو ایسی حالت میں لوگوں کا کھڑے ہو کر انتظار کرنا بہتر ہے کیونکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: اقامت کہہ دی گئی آپ کے آنے سے قبل صفیں سیدھی ہو گئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، ابھی جائے نماز پر کھڑے ہی ہوئے تھے کہ آپ کو یاد آیا میں تو جنبی ہوں، آپ تشریف لے گئے اور ہم سے یہ کہہ گئے: ٹھہرے رہو، ہم کھڑے انتظار کرتے رہے تا آنکہ آپ تشریف لائے۔ آپ نہائے ہوئے تھے اور پانی آپ کے سر مبارک سے ٹپک رہا تھا۔ آپ نے اللّٰـه أكبر کہہ کر نماز پڑھانا شروع کی۔ (صحیح بخاری: ٦٣٩)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کی آمد سے قبل تکبیر کہنا جائز ہے (اگر چہ ادب یہی ہے کہ امام کے آنے پر تکبیر کہی جائے) ثانیاً: اقامت ہو جانے کے بعد امام کا بغرض طہارت یا کسی اور مجبوری کے پیش نظر مسجد سے نکلنا جائز ہے۔ بغیر کسی عذر کے اذان ہونے کے بعد مسجد سے نکلنا اکثر اہل علم کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔ ابو الشعثاء بیان کرتے ہیں: اذان عصر کے بعد ایک آدمی مسجد سے باہر چلا گیا، اس کو دیکھ کر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس شخص نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اذان مسجد سے نکلنے سے منع فرمایا ہے اور یہ چلا گیا ہے۔) (صحیح مسلم: ٦٥٥)

امام مالک رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: مؤذن کا بعد اذان امام کو سلام کرنا اور نماز کے لئے بلانا کیسا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: سلام کرنے کے حوالے سے قرن اول سے مجھ تک کچھ نہیں پہنچا (البتہ بلال رضی اللہ عنہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کی نماز کے لئے بلانا اور اطلاع دینا ثابت ہے۔)

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے ناپسند ہے کہ حاکموں کو اذان ہو جانے کے بعد جا کر اطلاع دی جائے۔

(32)...... بَابُ مَنْ لَا يُسْرِعُ بَعْدَ الْإِقَامَةِ

اقامت کے بعد تیز نہ دوڑا جائے (جماعت سے ملنے کے لئے)

(٤٤١)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعَوْنَ، وَلَكِنِ ائْتُوهَا تَمْشُونَ، وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ، فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو دوڑتے ہوئے مت آؤ بلکہ معمولی چال سے چلو۔ سکون اور وقار کو لازم پکڑے رکھو، پھر نماز کا جو حصہ ملے اسے پڑھ لو اور جو نہ مل سکے اسے بعد میں پورا کرلو۔''

(٤٤٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، وَإِسْحَاقَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا، سَمِعَا......

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(٤٤١) أخرجه البخاري: ٩٠٨، و مسلم: ٦٠٢

(٤٤٢) انظر الحديث السابق

عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلاةِ فَلا تَأْتُوهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ، وَائْتُوهَا وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ فِي صَلاةٍ مَا كَانَ يَعْمِدُ إِلَى الصَّلاةِ۔))

نے فرمایا: ''جب نماز کے لئے تکبیر کہی جائے تو دوڑتے ہوئے نہ آؤ، اس حال میں آؤ کہ تم پرسکون اور پر وقار ہو۔ پھر نماز کا جو حصہ ملے اسے پڑھ لو اور جو نہ مل سکے اسے بعد میں پورا کر لو۔ تمھارا ایک نماز ہی میں ہوتا ہے جب نماز کے ارادے سے چل پڑتا ہے۔''

شرح (إذا ثُوِّبَ بالصلاة) ''جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے'' عربی زبان میں ہر بندے کو بلانے کو مُثوِّب کہا جاتا ہے، اقامت کہنے والا بھی نماز کی طرف بلاتا ہے۔

حدیث میں مذکور ''سعی'' سے مراد جلدی کرنا، دوڑتے ہوئے اور بھاگم بھاگ آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ﴾ (سورۂ جمعہ:۹) میں جو جمعہ کے متعلق ہے لفظ "اسعوا" استعمال ہوا ہے (جبکہ حدیث میں "سعی" سے روکا گیا ہے) اس سے مراد دوڑنا اور بھاگنا نہیں ہے بلکہ جمعہ کا اہتمام کرنا اور اس کے آداب ولوازم کا خیال رکھنا ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے ابن شہاب زہری رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (سورۂ جمعہ:۹) کے متعلق پوچھا تو امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس جگہ (فَامْضُوْا إِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ) ''اللہ کے ذکر کی طرف چلو'' پڑھا کرتے تھے۔

(مؤطا امام مالك: ٢٤٠)

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: کتاب اللہ میں استعمال ہونے والے لفظ "سعی" کا معنی اہتمام کرنا، دلچسپی سے کام کرنا، رغبت اور شوق و ذوق ظاہر کرنا ہے۔ دوڑنا اور بھاگنا مقصود نہیں ہے۔

فرمان الٰہی: ﴿وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِي الْاَرْضِ﴾ ...... ''جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتا ہے'' (سورۂ بقرہ: ۲۰۵) ﴿اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰی﴾ ......''یقیناً تمھاری کوشش مختلف قسم کی ہے۔'' (سورۂ لیل: ۴) میں یہی معنی مراد ہیں۔ سعي کا لفظ کبھی چلنے کے معنی میں ہوتا ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ .... ''تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو۔'' کبھی دوڑنے اور تیز چلنے کے معنی میں، جیسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ﴿وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَی الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰی﴾ ......''اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا۔'' (سورۂ قصص: ۲۰) کبھی عمل و کردار کے معنی میں، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾ ......''اور یہ کہ ہر انسان کے لئے صرف وہی ہے جس کی کوشش خود اس نے کی۔'' (سورۂ نجم: ۳۹) کبھی تصرف و اختیار کے معنی میں، جیسے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ﴾ .... ''پھر جب وہ بچہ اتنی عمر کو پہنچا کہ اس کے ساتھ

چلے پھرے۔‘‘ (سورۂ صافات:۱۰۲)

اہل علم کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے کہ جس شخص کو تکبیر اولیٰ ضائع ہو جانے کا ڈر ہو کیا وہ تیز چل سکتا ہے؟ بعض نے کہا یہ تیز چل سکتا ہے۔ کچھ علماء نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ وہ دوڑ سکتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے، انہوں نے تکبیر کی آواز سنی اور وہ بقیع میں تھے تو تیز چلتے ہوئے مسجد کی جانب آئے۔ ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے جناب اسود بن یزید رحمہ اللہ کو مسجد کی طرف دوڑ کے آتے دیکھا۔

کچھ اہل علم نے تیز چل کر آنے کو برا جانا ہے اور اسی بات کو پسند کیا ہے کہ نمازی پر وقار انداز سے چل کر آئے۔ امام احمد اور امام اسحاق رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔ ان کی دلیل سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے۔ امام اسحاق رحمہ اللہ نے تکبیر اولیٰ فوت جانے کی صورت میں جلدی چلنے میں کوئی حرج نہیں جانا۔

(وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا) ”جو رہ جائے اسے پورا کرو“ زبیدی، ابن ابی ذئب، ابراہیم بن سعد، شعیب بن ابی حمزہ نے امام زہری رحمہ اللہ سے یہی الفاظ نقل کئے ہیں۔ معمر اور اعرج نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی بیان کیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (فَأَتِمُّوا) کے الفاظ ہی ذکر کئے ہیں۔

صرف ابن عیینہ نے امام زہری رحمہ اللہ سے (فاقضوا) کے الفاظ ذکر کئے ہیں۔

اس حدیث میں دلیل ہے کہ امام کے ساتھ بعد میں ملنے والے شخص کی نماز اس کی ابتدائی نماز ہوگی اگرچہ امام کی رکعت آخری ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اتمام کا لفظ ایسی چیز پر بولا جاتا ہے جس کا آغاز ہو۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے، تابعین میں سے سعید بن مسیّب، حسن بصری، مکحول اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا یہی خیال ہے۔ امام زہری، امام اوزاعی، امام شافعی اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

امام مجاہد، ابن سیرین، سفیان ثوری، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اہل الرائے کا مذہب یہ ہے کہ جو نماز امام کے ساتھ پڑھی گئی وہ آخری نماز سمجھی جائے گی اور جو بعد از امام الگ سے پڑھی جائے گی وہ شروع والی نماز ہوگی۔ ان حضرات کی دلیل ابن عیینہ رحمہ اللہ کی بیان کردہ حدیث میں الفاظ (وما فاتکم فاقضوا) ہیں۔ (تو قضا اس چیز کی ہوتی ہے جو چھوٹ جائے) اکثر راوی (فأتمُّوا) کے الفاظ ہی بیان کرتے ہیں۔

(فاقضوا) کا معنی ادا کرنا اور مکمل کرنا بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا﴾ (سورۂ جمعہ:۱۰) اور ﴿فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ﴾ میں یہی معنی پائے جاتے ہیں، چھوٹی ہوئی چیز کی ادائیگی کا مفہوم مراد نہیں۔ لہٰذا لفظ ”فاقضوا“ کو بھی ”فاتمُّوا“ کے معنی میں سمجھنا چاہیے یعنی مکمل کرو اور پورا کرو۔

(33)...... بَابُ الْكَلَامِ بَعْدِ الْإِقَامَةِ

تکبیر ہو چکنے کے بعد کسی سے باتیں کرنا

(٤٤٣)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ الْمُؤَذِّنَ كَانَ يُقِيمُ، فَعَرَضَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَجُلٌ، فَحَبَسَهُ حَتَّى نَعَسَ بَعْضُ الْقَوْمِ، ثُمَّ صَلَّى بِهِمْ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: موذن نماز کے لئے تکبیر کہہ رہا تھا اسی دوران میں ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے آکر روک لیا یہاں تک کہ لوگ اونگھنے لگ گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں نماز پڑھائی۔

تشریح: اس حدیث میں دلیل ہے کہ اقامت ہو جانے کے بعد ضروری گفتگو کی جا سکتی ہے۔ حدیث میں مذکور ہے کہ مسجد میں تکبیر ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر حاضرین کو تھوڑا محسوس کرتے تو بیٹھ کر انتظار فرماتے اور اگر تعداد پوری ہوتی تو نماز پڑھا دیتے۔ (ضعیف، ابوداود: ٥٤٥)

(34)...... بَابُ تَحْوِيلِ الْقِبْلَةِ مِنْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ إِلَى الْكَعْبَةِ

بیت المقدس سے کعبہ کی طرف قبلہ تبدیل ہونے کا بیان

لفظ قبلہ کا معنی ہے ''سامنے ہونا'' قبلہ چونکہ نمازی کے سامنے ہوتا ہے اس لئے اس کو قبلہ کہا جاتا ہے ''أين قبلتُكَ'' کا معنی ہے: آپ کا چہرہ کس سمت ہے؟

(٤٤٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا هَنَّادٌ، نَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمَدِينَةَ، صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز

(٤٤٣) أخرجه البخاري: ٦٤٢، و مسلم: ٣٧٦

(٤٤٤) أخرجه البخاري: ٣٩٩، ٤٤٩٢، و مسلم: ٥٢٥

يُوَجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ، فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا، فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ فَوُجِّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ، وَكَانَ يُحِبُّ ذَلِكَ، فَصَلَّى رَجُلٌ مَعَهُ الْعَصْرَ، ثُمَّ مَرَّ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَقَالَ: هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ قَدْ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ، فَانْحَرَفُوا وَهُمْ رُكُوعٌ۔

پڑھیں، آخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''ہم آپ کا آسمان کی طرف بار بار چہرہ اٹھانا دیکھتے ہیں، اب ہم آپ کو اس قبلہ کی جانب متوجہ کریں گے جس سے آپ خوش ہو جائیں گے، آپ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں۔'' (البقرۃ: ۱۴۴) پھر آپ نے کعبہ کی جانب چہرہ کیا اور آپ اس کو پسند فرماتے تھے (جب قبلہ بدلا تو) تو ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی، پھر وہ چلا اور انصار کی ایک جماعت پر اس کا گذر ہوا جو عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھ رہے تھے۔ اس شخص نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ وہ نماز پڑھی جس میں آپ نے موجودہ قبلہ (کعبہ) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی، چنانچہ وہ جماعت (نماز کی حالت ہی میں) مڑ گئی۔

(٤٤٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الحسن الشيرزى، أَخْبَرَنَا زاهر بن أحمد، أَخْبَرَنَا أبو إسحاق الهاشمى، أَخْبَرَنَا أبو مصعب، عن مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَائَهُمْ آتٍ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ، وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ، فَاسْتَقْبَلُوهَا، وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ، فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ قبا میں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک آنے والا آیا۔ اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ پر کل وحی نازل ہوئی ہے اور انھیں کعبہ کی طرف (نماز میں) چہرہ کرنے کا حکم ہو گیا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے بھی کعبہ کی جانب چہرہ کر لئے جبکہ اس وقت وہ شام کی جانب چہرہ کئے ہوئے تھے، اس سے وہ سب کعبہ کی جانب گھوم گئے۔

شرح: حافظ بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث مبارکہ میں دلیل ہے کہ اگر آدمی کو کسی مسئلہ کے منسوخ ہونے کا علم نہ ہو تو وہ اس بارے میں شرعی حکم کا مکلّف نہیں ہے۔ دیکھئے قبا والے منسوخ ہو جانے کے بعد بھی بیت

(٤٤٥) أخرجه البخارى: ٤٠٣، و مسلم: ٥٢٦

المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ وہ اس طرح کہ نسخ والی آیت ظہر وعصر کے درمیانی وقفہ میں نازل ہوئی، آپ ﷺ نے کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے سب سے پہلے نماز عصر ادا کی جبکہ قبا والوں کو تحویل قبلہ کی اطلاع نماز فجر میں پہنچی تو بیت اللہ کی طرف پلٹ گئے، نماز جاری رکھی اور پڑھی ہوئی نماز کو لوٹایا نہیں (اور نہ نبی ﷺ نے انھیں عصر، مغرب، عشاء اور صبح کی ایک رکعت کو لوٹانے کا حکم فرمایا)

اس حدیث سے علماء نے یہ مسئلہ بھی اخذ کیا ہے کہ وکیل (جس کے سپرد کوئی کام کیا جائے) اپنے منصب وکالت سے کالعدم نہ سمجھا جائے گا جب تک اسے معزول ہونے کی اطلاع نہ پہنچ جائے۔ اہل الرائے کا یہی موقف ہے۔

اس حدیث سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ اگر ایک شخص پر قبلہ کا معاملہ خلط ملط ہو جائے اور اپنے اجتہاد سے چار نمازیں مختلف سمتوں کی طرف منہ کر کے پڑھ لے تو اس پر نمازوں کا لوٹانا واجب نہیں ہے۔

اگر نماز کے دوران ہی اس کا ذہن دوسری سمت کی طرف مائل ہو جاتا ہے تو اس طرف مڑ جائے اور اپنی نماز جاری رکھے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ ...... ''مشرق ومغرب کا مالک اللہ ہی ہے۔ تم جدھر بھی منہ کرو ادھر ہی اللہ کا منہ ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۱۵) کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ نبی ﷺ کے ان چند صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی جو سفر پہ نکلے تو موسم ابر آلود ہو گیا، نماز کے وقت کے لئے انہوں نے اپنا اپنا اجتہاد کیا، کچھ نے مشرق کی طرف نماز ادا کی کچھ نے مغرب کی جانب، مدینہ آنے پہ رسول اللہ ﷺ کو صورت حال سے آگاہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (حسن، ترمذی: ٣٤٥، ابن ماجہ: ١٠٢٠)

(فَثَمّ وجه اللّٰه) ''ادھر ہی اللہ کا چہرہ ہے'' کہا گیا ہے کہ ساری سمتیں اللہ ہی کی ہیں، عبادت کے وقت امت محمدیہ کے افراد جس طرف بھی منہ کریں اس سمت کا مالک اللہ عزوجل ہے۔

ایک آدمی اپنے اجتہاد سے ایک جانب منہ کر کے نماز پڑھتا ہے، پھر اسے اپنی غلطی کا یقین ہو جاتا ہے تو کیا اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے؟ اور اگر اسے نماز کے دوران ہی میں اپنی غلطی کا احساس ہو جائے تو کیا گزشتہ نماز درست ہو گی یا نہیں؟ اس مسئلہ کے متعلق علماء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے ظاہر قول کے مطابق وہ شخص پڑھی ہوئی نماز لوٹائے گا اور نئے سرے سے معاملہ کرے گا، امام اوزاعی رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

کچھ علماء کا خیال ہے کہ نماز درست ہے۔ جناب سعید بن مسیّب، امام شعبی، امام سفیان ثوری، امام عبد اللہ بن مبارک، امام احمد، امام اسحاق رحمہم اللہ اور اہل الرائے کا یہی موقف ہے۔ امام مزنی رحمہ اللہ نے بھی اسی بات کو پسند کیا ہے۔ ان سب کی دلیل یہ ہے کہ قبا والوں کو جب نسخ کی اطلاع پہنچی تو وہ گھوم گئے اور پہلی نماز کو برقرار رکھا۔

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر وقت باقی ہو تو نماز لوٹا لے۔

اگر مکمل سمت تبدیل نہیں ہوئی بلکہ کچھ دائیں بائیں انحراف ہو گیا ہے تو بالاتفاق نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

اس حدیث مبارکہ میں خبر واحد کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی دلیل ہے۔ بشرطیکہ اطلاع دینے والا ثقہ اور عادل ہو اور اگر فاسق ہو تو قبول نہ کی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوْا﴾ ......''اگر تمھیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو۔'' (سورۂ حجرات:۶)

(35)...... بَابُ قِبْلَةِ مَنْ غَابَ عَنْ مَكَّةَ

مکہ سے دور رہنے والے شخص کا قبلہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ ......''اور آپ جہاں کہیں ہوں اپنا چہرہ اسی طرف پھیرا کریں۔'' (سورۂ بقرہ:۱۴۴)

(٤٤٦)[1]۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا الْحَسَنُ بْنُ بَكْرٍ الْمَرْوَزِيُّ، نَا الْمُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ، عَنْ عُثْمَانَ الأَخْنَسِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مشرق اور مغرب کے مابین قبلہ ہے۔''

شرح: صحابہ کی ایک کثیر تعداد اس حدیث مبارکہ کو بیان کرتی ہے: (مَابَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ .)......''مشرق اور مغرب کے مابین قبلہ ہے۔'' اس حدیث کے رواۃ میں سے سیدنا عمر فاروق، سیدنا ابن عباس، سیدنا علی اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم ہیں۔

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کہا حدیث (مَابَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ .) یہ مشرق کی سمت رہنے والے لوگوں کے لئے ہے۔ ابن مبارک رحمہ اللہ نے اہل مرو کے لئے بائیں جانب رخ کرنے کو پسند کیا ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ جب قبلہ کی جانب منہ کر کے کھڑے ہوں اس طرح کہ مغرب کی جہت دائیں جناب ہو اور مشرق کی جہت آپ کے بائیں جانب تو ان دونوں کے درمیان قبلہ ہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حدیث میں مذکور مشرق و مغرب سے مراد موسم سرما کی مشرق اور موسم گرما کی مغرب ہے (یعنی موسم سرما میں سب سے چھوٹے دن کو جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے اور موسم گرما کے سب سے بڑے دن کو جہاں سورج غروب ہوتا ہے) ویسے تو ہر روز طلوع آفتاب

[1] (٤٤٦) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٣٤٤، وابن ماجه: ١٠١١

اور ہر شام غروب آفتاب کے اعتبار سے مشرقین اور مغربین بہت زیادہ ہیں۔قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ﴾ ..... ''میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی''

مشرقوں میں سے سب سے پہلی مشرق موسم گرما کی ہے سال کے طویل ترین دن کا سورج جہاں سے طلوع ہوتا ہے۔اس دن سورج سماک رامح (سیارے) کے مطلع سے بالکل قریب ہوتا ہے۔صرف اتنا فرق ہوتا ہے کہ شمال کی جانب کچھ بلندی پر طلوع ہوتا ہے۔

اور مشرقوں میں سے سب سے آخری مشرق موسم سرما کی ہے۔سال کے مختصر ترین دن کا سورج جہاں سے طلوع ہوتا ہے۔اس دن سورج کا طلوع ہونا قلب العقرب کے نزدیک ہوتا ہے۔صرف اتنا فرق ہوتا ہے کہ تھوڑا سا جنوب کی سمت کچھ نشیب میں ہوتا ہے۔مغربوں میں سے سب سے پہلی مغرب موسم گرما کی ہے۔اس روز سورج کی ٹکیا، سماک رامح کے غروب ہونے کی جگہ کے قریب غروب ہوتی ہے۔

اور مغربوں میں سے سب سے آخری مغرب موسم سرما کی ہے۔اس دن سورج کی ٹکیا قلب العقرب کے پاس غروب ہوتی ہے۔ہماری اس مذکورہ تفصیل کے مطابق ہی سورج کا طلوع وغروب ہوتا ہے۔

باشندگان مشرق میں سے جو شخص پہلی مغرب کو دائیں طرف رکھے گا اور آخری مشرق کو بائیں طرف رکھے گا تو اس کا چہرہ سیدھا قبلہ رخ ہو جائے گا، اس کے برعکس جو شخص پہلی مشرق اور آخری مغرب کے درمیان کھڑا ہوگا تو اس کا چہرہ شام کی طرف ہو جائے گا۔سال کے طویل ترین دن میں اگر آپ نصف (النہار) قبلہ رخ کھڑے ہو جائیں تو سورج کی ٹکیا عین آپ کی گدی پر ہوگی اور آپ کا سایہ قبلہ کی جانب ہوگا۔اور زوال کے وقت سایہ آپ کی پیشانی کے قریب ہوگا اور غروب کے وقت سایہ آپ کے دائیں طرف جھک جائے گا اور سال کے مختصر ترین دن میں سورج طلوع کے وقت آپ کے بائیں طرف ہوگا اور زوال کے وقت آپ کی بائیں آنکھ پر ہوگا اور غروب کے وقت آپ کے دائیں ابرو پر ہوگا۔

موسم بہار اور موسم خزاں میں جب دن رات برابر ہو جاتے ہیں تو زوال کے وقت سورج آپ کی بائیں آنکھ کی نچلی جانب ہوتا ہے اور غروب کے وقت آپ کے دائیں ابرو سے نکلتا ہوا ہوتا ہے۔یہ ٹائم ٹیبل خاص طور پر اہل مشرق کے لئے ہے۔اہل مشرق کے لئے قبلہ کی سمت معلوم کرنے کا ایک قوی طریقہ قطب شمالی کی پہچان ہے۔قطب شمالی ایک چھوٹا ستارہ ہے جو چھوٹی کہکشاں (بنات النعش) میں پایا جاتا ہے اس طرح کہ فرقدین (دو ستارے جو بہت دور ہوتے ہیں) اور جدی کے بیچ میں ہوتا ہے، چھوٹی کہکشاں اور بڑی کہکشاں اس کے گرداگرد گھومتی ہے۔

اگر آپ مشرق کے علاقے میں ہوں اور قبلہ رخ کھڑے ہو جائیں تو قطب شمالی آپ کے دائیں کان کے پیچھے ہوگا اور اگر آپ گھوم جائیں تو قطب شمالی آپ کی بائیں آنکھ کے پیچھے رہ جائے گا۔

قبلہ معلوم کرنے کا ایک اور طریقہ بھی ہے:نِسران (دو مشہور ستارے) جب آسمان کے درمیان میں دائرہ بنالیں

تو قبلہ ان کے درمیان ہوتا ہے۔ نمازی کو چاہیے کہ اس وقت نسر الواقع کو اپنی دائیں جانب رکھے اور نسر الطائر کو بائیں طرف کر لے۔ عیوق ستارے کی پہچان سے بھی قبلہ معلوم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ عیوق ایک روشن ستارہ ہے جو ثریا ستارے سے پہلے طلوع ہوتا ہے اور کچھ شمال کی طرف ہوتا ہے۔ عیوق ستارہ اپنے طلوع کے وقت نمازی کی گدی پر ہوتا ہے۔ اسی طرح "رأس الناقة" ستارہ جس کو "الكف الخضيب "بھی کہتے ہیں یہ عیوق سے کچھ پہلے نکلتا ہے اور عین نمازی کی گدی پر ہوتا ہے۔

"شعری العبور" یہ بھی ایک چمکدار اور روشن ستارہ ہے یہ نکلتے وقت نمازی کی بائیں طرف ہوتا ہے۔

امام بغوی کہتے ہیں: عین قبلہ کی طرف منہ کرنا یہ اہل مکہ کے لئے تو واجب ہے لیکن جو مکہ سے دور رہائش پذیر ہیں ان کے لئے نہیں۔ مسلمانوں کی ایک بستی، دیہات یا شہر کے لوگ ایک سمت کو قبلہ قرار دیں تو نو وارد کو اجتہاد کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسے متفق علیہ سمت کی پیروی ہی کرنی چاہیے البتہ دائیں بائیں تھوڑا بہت مڑنے میں اجتہاد کی گنجائش ہے۔

اگر کوئی شخص بیابان یا مشرکوں کے علاقے میں ہے اور قبلہ کی سمت پتہ نہیں چل رہی تو اس پر اجتہاد کرنا واجب ہے۔ وہ مختلف ذرائع کو قبلہ سمت معلوم کرنے میں بروئے کار لائے۔ اپنی سی پوری کوشش کرے پھر جس سمت پر اس کا دل مطمئن ہوتا ہے یا اس کا اجتہاد راہنمائی کرتا ہے اس طرف نماز ادا کرے اور اس پر کوئی اعادہ نماز لازم نہیں آتا، کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ ...."اور مشرق و مغرب کا مالک اللہ ہی ہے۔ تم جدھر بھی چہرہ کرو ادھر ہی اللہ کا چہرہ ہے"

جناب مزنی بیان کرتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اس آیت کا مطلب بیان کیا ہے کہ اسی طرف وہ جہت ہے جس کی طرف چہرہ کرنے کا تمھیں اللہ نے حکم دیا ہے۔

امام مجاہد نے کہا: (وجه الله) سے مراد اللہ کا قبلہ ہے۔

کہا گیا ہے کہ یہ حدیث شریف (مابين المشرق والمغرب قبلةٌ) مسافر کے لئے ہے، جب اس پر قبلہ خلط ملط ہو جائے اور سمت کا تعین نہ ہو رہا ہو۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اجتہاد کا مطلب یہ ہے کہ عین قبلہ کی طرف منہ کیا جائے۔ امام ثوری اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ کے نزدیک قبلہ کی سمت کی طرف منہ کر لینا کافی ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: بیت اللہ قبلہ ہے مسجد حرام میں نماز پڑھنے والوں کا اور مسجد حرام قبلہ ہے حدود حرم میں نماز پڑھنے والوں کا اور حرم قبلہ ہے اہل مشرق و مغرب کا۔ امام مالک رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ واللہ اعلم

(36)......بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْكَعْبَةِ

کعبۃ اللہ میں نماز پڑھنا

(٤٤٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ، وَبِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ، فَأَغْلَقَهَا عَلَيْهِ، وَمَكَثَ فِيهَا، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: فَسَأَلْتُ بِلَالًا حِينَ خَرَجَ، مَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ؟ فَقَالَ: جَعَلَ عَمُودًا عَنْ يَسَارِهِ، وَعَمُودَيْنِ عَنْ يَمِينِهِ، وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ وَرَائَهُ، وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ، ثُمَّ صَلَّى۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور اسامہ بن زید، عثمان بن طلحہ حجبی اور بلال بن رباح رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے کعبہ کا دروازہ بند کر دیا اور آپ اس میں ٹھہرے رہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب آپ باہر نکلے تو میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر کیا کیا؟ انہوں نے کہا: ''آپ نے ایک ستون کو بائیں طرف چھوڑا اور دو کو دائیں طرف اور تین کو پیچھے۔ اور اس زمانے میں خانہ کعبہ میں چھ ستون تھے، پھر آپ نے نماز پڑھی''

شرح: اس حدیث مبارکہ میں دلیل ہے کہ کعبۃ اللہ کے اندر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ اکثر اہل علم کا یہی قول ہے۔ جس طرف چاہے منہ کر کے نماز پڑھی جائے۔ اگر بیت اللہ کے دروازے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے جبکہ دروازہ بند ہو تو جائز ہے اور اگر دروازہ کھلا ہو تو جائز نہیں، الا یہ کہ دہلیز پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہو۔ کعبۃ اللہ کی چھت پر بھی نماز اسی صورت میں درست ہے جب نماز کے سامنے کعبہ کی عمارت پالان کی لکڑی کے برابر موجود ہو۔

امام مالک رحمہ اللہ کعبہ کے اندر فرض نماز ادا کرنا ناپسند جانتے ہیں البتہ نفل نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ خیال نہیں کرتے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دو ستونوں کے بیچ (اکیلے) نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

اس حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! دو رکعت ان دو ستونوں کے درمیان پڑھی تھی جو کعبہ میں داخل ہوتے وقت بائیں طرف واقع ہیں۔ پھر جب باہر تشریف لائے تو کعبہ کے سامنے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ (صحيح بخاري: ٣٩٧)

(٤٤٧) أخرجه البخاري: ٥٠٥، ١١٦٧، و مسلم: ١٣١٩

اہل علم کی ایک جماعت نے ستونوں کے بیچ صف بندی کرنے کو ناپسند جانا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ کا یہی قول ہے کیونکہ عبدالحمید بن محمود بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ایک حاکم کی اقتداء میں نماز پڑھی اور دو ستونوں کے مابین پڑھی۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس بات سے بچتے تھے۔

(صحیح، ابو داود: ٦٧٣، ترمذی: ٢٢٩، نسائی: ٨٢٠، ابن ماجه: ١٠٠٢)

فائدہ: دوستونوں کے درمیان اگر ایک شخص، یا چند اشخاص جو ستونوں کے درمیان سما جائیں نماز پڑھیں تو کوئی حرج نہیں، ستون حائل ہونے سے صف ٹوٹتی ہو تو پھر درست نہیں، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اسی چیز سے بچا کرتے تھے۔ (ع،س)

(٤٤٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ......

عَنْ عَطَاءٍ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا، وَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ، فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي قُبُلِ الْكَعْبَةِ، وَقَالَ: ((هَذِهِ الْقِبْلَةُ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر تشریف لے گئے تو اس کے چاروں کونوں میں آپ نے دعا کی اور نماز نہیں پڑھی۔ پھر جب باہر تشریف لائے تو دو رکعت نماز کعبہ کے سامنے پڑھی اور فرمایا: ''یہی قبلہ ہے۔''

شرح: علمائے کرام نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ والی گزشتہ روایت کو پسند کیا ہے کیونکہ اس میں تفصیل ہے۔

فائدہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ذکر موجود نہیں، مولانا داود راز دہلوی رحمہ اللہ نے تطبیق دی ہے کہ آپ کعبہ کے اندر شاید کئی دفعہ داخل ہوئے بعض دفعہ آپ نے نماز پڑھی، بعض دفعہ صرف دعا پر اکتفا کیا۔ (ع،س)

(هذه القبلة) ''یہی قبلہ ہے'' امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ بیت اللہ مستقل قبلہ ہونا قرار دیا گیا ہے اور یہ اب کبھی منسوخ نہیں ہوگا۔ اب ہمیشہ اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو یہی تمھارا قبلہ ہے۔ ایک دوسرا مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم میں امام کے کھڑے ہونے کی جگہ کی رہنمائی فرمائی کہ حرم کے تینوں گوشوں کو چھوڑ کر آپ مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہوئے اگرچہ کعبہ میں ہر جگہ نماز پڑھنا درست اور جائز ہے۔

(٤٤٨) أخرجه البخاري: ٣٩٨، و مسلم: ١٣٣٠

(37)......بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ وَالْأَقْصٰى

مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے کی فضیلت

(٤٤٩/ ١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ، وَعُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عبد الله، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الأَغَرِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((صَلاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں ہزار نماز پڑھنے سے بہتر ہے سوائے حرم (یعنی بیت اللہ) کے۔''

(٤٤٩/ ٢)۔ وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَد الْمَخْلَدِيُّ، أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ السَّرَّاجُ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، أَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ، وَقَالَ: أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلاةٍ وأَبُو عَبْدِ اللَّهِ الأَغَرُّ: اسْمُهُ سَلْمَانُ، وَعُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُهُ يَرْوِي عَنْهُ هَذَا حَدِيثٌ مُتَّفَقٌ عَلَى صِحَّتِهِ، أَخْرَجَهُ مُحَمَّدٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُوسُفَ، عَنْ مَالِكٍ، وَأَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ مِنْ طُرُقٍ أُخْرَى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَادَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَإِنِّي آخِرُ الأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں انبیائے کرام میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔''

(٤٥٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرَبْرِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، نَا شُعْبَةُ، نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ قَزَعَةَ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، وَكَانَ غَزَا

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

(٤٤٩/ ١) أخرجه البخاري: ١١٩٠، و مسلم: ١٣٩٤

(٤٤٩/ ٢) انظر الحديث السابق

(٤٥٠) أخرجه البخاري: ١٩٩٥، و مسلم: ١٨٢٧

مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَاثْنَتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً، قَالَ: سَمِعْتُهُ أَرْبَعًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَعْجَبَتْنِي، قَالَ: ((لا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ مَسِيرَةَ يَوْمَيْنِ إِلا وَمَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ، وَلا صَوْمَ فِي يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ، وَالأَضْحَى، وَلا صَلاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَلا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ، وَلا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلا إِلَى ثَلاثَةِ مَسَاجِدَ، مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الأَقْصَى، وَمَسْجِدِي هَذَا۔))

کے ساتھ بارہ غزوات میں شریک رہے۔ کہتے ہیں: میں نے چار حدیثیں نبی ﷺ سے سنی ہیں جو مجھے بہت پسند ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’عورت اپنے شوہر یا کسی محرم کے بغیر دو دن کا بھی سفر نہ کرے اور دوسری یہ کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ دونوں دن روزے نہ رکھے جائیں۔ تیسری حدیث یہ کہ صبح کی نماز کے بعد سورج کے نکلنے تک اور عصر کے بعد سورج چھپنے تک کوئی نفل نماز نہ پڑھی جائے۔ چوتھی یہ کہ تین مسجدوں کے سوا کسی کے لئے پالان نہ کسے جائیں۔ مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری مسجد (یعنی مسجد نبوی)۔‘‘

(٤٥١)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا تَشُدُّوا الرِّحَالَ إِلا إِلَى ثَلاثَةِ مَسَاجِدَ، مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ، وَمَسْجِدِي، وَمَسْجِدِ الأَقْصَى۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تین مسجدوں کے سوا کسی کے لئے کجاوے نہ باندھو! (یعنی سفر نہ کرو) ایک مسجد حرام، دوسری مسجد نبوی اور تیسری مسجد اقصیٰ۔‘‘

تشریح ان تین مساجد کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب مساجد ہیں اور ہمیں ان کی پیروی اور اقتداء کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ ...... ’’سو آپ بھی ان ہی کے طریق پر چلتے رہیں۔‘‘ (سورۂ انعام: ۹۰)

اگر کوئی شخص ان تین مساجد میں سے کسی ایک میں نماز پڑھنے کی نذر مان لیتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ وہاں جائے اور نماز ادا کرے۔ کسی اور مسجد میں نماز پڑھنے سے اس کی نذر ہرگز پوری نہ ہو گی اور وہ اپنی نذر سے عہدہ برآ نہیں ہو گا۔

البتہ اگر وہ کسی مسجد کو متعین نہیں کرتا تو جہاں چاہے نماز پڑھ کر اپنی نذر پوری کر لے۔

(٤٥١) أخرجه البخاري: ١١٨٩، و مسلم: ١٣٣٨

(٤٥٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي۔))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی زمین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر قیامت کے روز میرے حوض پر ہوگا۔''

(٤٥٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ۔))

سیدنا عبد اللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے گھر اور میرے اس منبر کے درمیان کا حصہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔''

تشریح: اس حدیث مبارکہ کا ایک مفہوم یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس مقام میں نماز پڑھنا اور ذکر واذکار میں مشغول رہنا جنت کے باغیچہ میں پہنچ جانے کا ذریعہ بنتا ہے اور جو شخص منبر رسول کے پاس عبادت و ریاضت میں لگا رہتا ہے اسے بروز قیامت حوض کوثر سے پلایا جائے گا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے: ((عائد المریض علی مخارف الجنة۔)) ''بیمار پرسی کرنے والا شخص جنت کے بالا خانوں میں ہے'' (صحیح مسلم: ۲۵٦۸)

یعنی مریض کی عیادت کرنا وہاں تک پہنچا دے گا، نیز حدیث میں آتا ہے: (اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ) ''جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔'' (صحیح بخاری: ۲۸۱۸)

مراد یہ ہے کہ جہاد کرنا جنت تک پہنچے کا سبب ہے۔

دوسرا مفہوم یہ ہے کہ منبر اور آپ کے گھر کے مابین جگہ جنت کے باغیچہ کے بالکل سامنے ہے۔ آپ کے دوسرے فرمان سے بھی اس معنی کی تائید ہوتی ہے: ((مِنْبَرِيْ عَلٰى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ .)) ...... ''میرا منبر جنت کی پھلواڑی کے متوازن ہے۔'' (اگلی حدیث ملاحظہ ہو)

(٤٥٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بُوَيْهِ الزَّرَّادُ، نَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ

---

(٤٥٢) أخرجه عن ابی هريرة البخاری: ١١٩، و مسلم: ١٣٩١

(٤٥٣) أخرجه البخاری: ١١٩٥، و مسلم: ١٣٩٠

(٤٥٤) اسناده صحيح على شرط الشيخين ......أخرجه الامام احمد فی المسند: ٨٧٢١، والنسائی فی الكبرى: ٤٢٨٨

أَحْـمَدَ الْخُزَاعِيُّ، نَا أَبُو سَعِيدٍ الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، نَا عِيسَى بْنُ أَحْمَدَ الْعَسْقَلَانِيُّ أَبُو أَحْمَدَ، أَنَا يَـزِيـدُ بْـنُ هَارُونَ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، نَا أَبُو بَكْرٍ أَحْـمَـدُ بْـنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مِنْبَرِي هَذَا عَلَى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میرا یہ منبر جنت کے گلستانوں میں سے ایک گلستان پر ہے''

شرح (التـرعة) ابوعبید اس لفظ کا معنی بیان کرتے ہیں: ایسا باغ جو بلند و بالا مقام پر ہو، اگر محفوظ مقام پر ہو تو اسے ''روضة'' کہتے ہیں۔

ابوعمرو لفظ (ترعة) کا معنی سیڑھی اور درجہ بیان کرتے ہیں۔ حدیث مبارکہ (إن قَـدَمي على ترعَةٍ مِنَ تُرَعِ الحَوْضِ) ''میرا قدم حوض کی سیڑھی پر ہے'' میں لفظ ''ترعة'' کا یہی معنی ہے۔

الزہری کہتے ہیں: ''ترعة'' حوض کے دھانے کو کہتے ہیں۔

(٤٥٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا قُتَيْبَةُ، نَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أُنَيْسِ بْنِ أَبِي يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ......

عَـنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: امْتَرَى رَجُلٌ مِـنْ بَـنِـي خُدْرَةَ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَـوْفٍ فِـي الْـمَسْـجِـدِ الَّـذِي أُسِّـسَ عَلَى التَّـقْوَى، فَقَالَ الْخُدْرِيُّ: هُوَ مَسْجِدُ رَسُولِ اللَّـهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم، وَقَالَ الآخَرُ: هُوَ مَسْجِدُ قُبَاءَ، فَأَتَيَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ فِـي ذَلِكَ، فَقَالَ: ((هُوَ هَذَا يَعْنِي: مَسْجِدَهُ، وَفِي ذَلِكَ خَيْرٌ كَثِيرٌ۔))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خُدرہ قبیلہ اور عمرو بن عوف قبیلہ کے دو افراد نے بحث و تکرار کیا کہ وہ مسجد کونسی ہے جس کی بنیاد تقویٰ اور پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے، خدری نے کہا: اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کی مسجد ہے (یعنی مسجد نبوی) دوسرا بولا: وہ مسجد قبا ہے (جو مدینہ سے کچھ فاصلے پر ہے اور ہجرت کے موقع پر آپ وہیں اترے تھے) دونوں اس مسئلہ کے حل کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ نے فرمایا: ''وہ یہ والی مسجد ہے'' یعنی آپ کی مسجد ''اس میں بہت خیر ہے۔''

(٤٥٥) أخرجه مسلم: ١٣٩٨، ولفظه مختلف

(38)...... بَابُ الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰی

مسجد اقصیٰ

(٤٥٦)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، نَا النُّفَيْلِيُّ، نَا مِسْكِينٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنِ ابْنِ أَبِي سَوْدَةَ......

عَنْ مَيْمُونَةَ مَوْلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَأَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفْتِنَا فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَقَالَ: ((إِيتُوهُ فَصَلُّوا فِيهِ، وَكَانَتِ الْبِلَادُ إِذْ ذَاكَ حَرْبًا، فَإِنْ لَمْ تَأْتُوهُ وَتُصَلُّوا فِيهِ، فَابْعَثُوا بِزَيْتٍ يُسْرَجُ فِي قَنَادِيلِهِ۔))

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیت المقدس کے بارے میں ارشاد فرمائیے، آپ نے فرمایا: ''وہاں جاؤ، اس میں نماز پڑھو اور اس زمانے میں تمام علاقوں میں جنگ پھیلی ہوئی تھی (آپ نے فرمایا:) اگر وہاں نہ جا سکو اور نماز نہ پڑھ سکو تو تیل بھیج دو اس کی قندیلوں میں جلایا جائے۔''

(39)......بَابُ مَسْجِدِ قُبَاءَ

مسجد قبا کا بیان

(٤٥٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا، وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَفْعَلُهُ۔ وَزَادَ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: فَيُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ.

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ ہر ہفتہ کو مسجد قباء آتے، کبھی پیدل کبھی سواری پر اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے۔ جناب نافع نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ زیادہ بیان کئے ہیں: رسول اللہ ﷺ وہاں دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔

(٤٥٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ......

---

(٤٥٦) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٤٥٧، وابن ماجه: ١٤٠٧

(٤٥٧) أخرجه البخاري: ١١٩٣، و مسلم: ١٣٩٩

(٤٥٨) انظر الحديث السابق

عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ مَاشِيًا وَرَاكِبًا۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قباء تشریف لاتے کبھی پیدل اور کبھی سواری پر۔

(٤٥٩)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُـو عُثْـمَـانَ الضَّبِّيُّ ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ ، أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ ، حَـدَّثَـنَا أَبُو عِيسَى ، نَا أَبُو كُرَيْبٍ ، وَسُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ ، قَالَا: نَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ ، نَا أَبُو الأَبْرَدِ مَوْلَى بَنِي خَطْمَةَ......

أَنَّـهُ سَـمِعَ أُسَيْدَ بْنَ ظُهَيْرٍ الأَنْصَارِيَّ ، وَكَانَ مِـنْ أَصْـحَـابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُـحَـدِّثُ ، عَـنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ كَعُمْرَةٍ۔))

جناب ابو الأبرد (مولیٰ بنی خطمہ) کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا اسید بن ظہیر انصاری رضی اللہ عنہ صحابی سے سنا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا: ''مسجد قباء میں نماز پڑھنا ایک عمرہ کرنے کی طرح ہے۔''

شرح (أبو الأبرد) کا نام زیاد مدنی ہے۔

فـائده: قبا شہر مدینہ سے ۳ میل کے فاصلے پر ایک مشہور گاؤں ہے جہاں ہجرت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز قیام فرمایا تھا اور یہاں آپ نے اولین مسجد کی بنیاد رکھی جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ آپ کو اس مسجد سے اس قدر پیار تھا کہ ہفتہ میں ایک دفعہ یہاں ضرور تشریف لاتے اور اس میں دو رکعت تحیۃ المسجد ادا فرمایا کرتے تھے۔ ان دو رکعتوں کا بڑا ثواب ہے، مسجد قباء کی حاضری مسجد نبوی ہی کی زیارت کا ایک حصہ سمجھنا چاہیے، لہٰذا اسے حدیث (**لا تشد الرحال**) کے تحت نہیں لایا جا سکتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (ع، س)

(40)......بَابُ فَضْلِ الْمَسَاجِدِ
مساجد کی فضیلت

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ ...... ''اور یہ کہ مسجدیں صرف اللہ ہی کے لئے خاص ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو'' (سورۂ جن: ۱۸)

(٤٦٠/ ١)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِـدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَـمْـعَـانَ ، حَـدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ ، نَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ ، حَدَّثَنِي أَبُو ضَمْرَةَ ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مِهْرَانَ ، مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ......

(٤٥٩) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٣٢٤ ، والنسائي: ٦٩٨ ، وابن ماجه: ١٤١١

(٤٦٠/ ١) أخرجه مسلم: ٦٧١

عَـنْ أَبِـى هُـرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَ: ((أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللَّـهِ مَسَاجِدُهَا، وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ أَسْوَاقُهَا))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہروں میں پیاری جگہ اللہ کے نزدیک مسجدیں ہیں اور سب سے بری جگہ اللہ کے نزدیک بازار ہیں۔''

(٤٦٠/ ٢)۔ وَأَخْبَـرَنَـا أَبُـو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُـحَـمَّدٍ الضَّحَّاكِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْـنُ إِبْـرَاهِيـمَ بْـنِ مُـحَـمَّـدِ بْنِ يَحْيَـى بْنِ سَـخْتُوَيْهِ، أَنَا أَبُو سَهْلٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْـدِ الـلَّـهِ بْنِ زِيَادٍ الْقَطَّانُ، نَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْـدِ الْـوَاحِدِ، أَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، نَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، بِهَذَا الإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

ایک اور سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

(41)...... بَابُ ثَوَابِ مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا

مسجد بنانے والے کا اجر و ثواب

(٤٦١/ ١)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، نَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، نَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنِي أَبِي......

عَـنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، أَرَادَ بِـنَـاءَ الْـمَسْـجِـدِ، فَكَرِهَ النَّاسُ ذَلِكَ، وَأَحَبُّوا أَنْ يَدَعَهُ، قَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَـلَّـى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا، بَنَى اللَّهُ لَهُ كَهَيْأَتِهِ فِي الْجَنَّةِ۔))

جناب محمود بن لبید کہتے ہیں کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسجد کی تعمیر (نو) کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس پروگرام کو ناپسند جانا اور یہ چاہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اس ارادے کو چھوڑ دیں۔ اس پر عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''جس نے (اللہ کی رضا کی خاطر) مسجد بنائی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ویسا ہی ایک مکان جنت میں بنائے گا۔''

(٤٦١/ ٢)۔ وَأَخْبَـرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَنَا

(٤٦٠/ ٢) انظر الحديث السابق

(٤٦١/ ١) أخرجه البخارى: ٤٥٠، و مسلم: ٥٣٣

(٤٦١/ ٢) انظر الحديث السابق

مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الدَّارَبَجِرْدِيُّ......

نَـا أَبُـو عَاصِمٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: ((بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔))

جناب ابو عاصم نے حدیث یوں بیان کی ہے ((بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔)) ''اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔''

(٤٦٢)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ الأَنْصَارِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ......

عَـنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِلَّهِ بَنَى اللَّهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ۔))

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو اللہ کی رضا کی خاطر مسجد تعمیر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ویسا ہی (ایک گھر) جنت میں بنائے گا۔''

(٤٦٣)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْفَاشَانِيُّ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا ابْنُ دَاوُدَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ، أَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي فَزَارَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الأَصَمِّ......

عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا أُمِرْتُ بِتَشْيِيدِ الْمَسَاجِدِ۔)) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَتُزَخْرِفُنَّهَا، كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے مساجد کو پختہ، بلند و بالا اور نقش و نگار والا بنانے کا حکم نہیں دیا گیا۔'' سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: تم بھی مساجد کی اسی طرح آرائش و زیبائش کرو گے جس طرح یہود و نصاریٰ نے کی۔

شرح: (التشييد) کا معنی ہے عمارت کو اونچا اور بلند و بالا تعمیر کرنا۔ فرمان الٰہی ﴿فِيْ بُرُوْجٍ مُشَيَّدَةٍ﴾ میں یہی معنیٰ پائے جاتے ہیں، یعنی ایسے قلعے جن کی عمارت بہت دراز بنائی گئی ہے۔

دوسرا معنیٰ ''البروج المُشيدة'' کا مضبوط اور ناقابل تسخیر ہونا ہے۔ ''الشيد'' کا معنیٰ چونا ہے (پرانے دور میں عمارتوں کی پختگی کے لئے سیمنٹ کی جگہ چونا استعمال ہوتا تھا)

(٤٦٢) انظر الحديث السابق

(٤٦٣) صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٤٤٨، وذكر البخارى قول ابن عباس معلقا

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا تو کہا: میں لوگوں کو بارش سے بچانا چاہتا ہوں اور مسجدوں پر سرخ اور زرد رنگ مت کرو کہ اس سے لوگ فتنے میں پڑ جائیں گے۔(صحیح البخاری معلقا: کتاب الصلاۃ، باب بنیان المسجد)

بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک مسجد میں چونے سے بنا ایک سنگترہ لٹکا ہوا دیکھا تو اسے کاٹ دینے کا حکم صادر کیا اور اسے کاٹ دیا گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد نبوی کچی اینٹوں سے بنائی گئی تھی۔ اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اور ستون اسی کی کڑیوں کے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کسی قسم کی زیادتی نہیں کی۔ البتہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بڑھایا اور اس کی تعمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنائی ہوئی بنیادوں کے مطابق کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے کی اور اس کے ستون بھی کڑیوں ہی کے رکھے۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی تعمیر کو بدل دیا اور اس میں بہت سا اضافہ کیا۔ اس کی دیواریں منقش پتھروں اور گچھ سے بنائیں۔ اس کے ستون بھی منقش پتھروں سے بنوائے اور چھت ساگوان کی لکڑ سے بنائی۔ (صحیح بخاری: ٤٤٦)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مساجد کی زیادہ ٹیپ ٹاپ کرنا اچھا نہیں جانا اور مساجد کی ایسی آرائش وزیبائش اور سج دھج جس میں مضبوطی اور استحکام کا بھی کوئی پہلو نہ ہو جائز نہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے فرمان کہ ''تم بھی مساجد کی اسی طرح زیبائش کرو گے جس طرح یہود و نصاریٰ نے کی'' کا مطلب یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ نے جب اپنے دین میں بگاڑ پیدا کر لیا، اپنے دین کی اصل سے ہٹ گئے اور تحریف کر لی تو مسجدوں کو آراستہ کرنے لگے، بے فائدہ نقش و نگار میں پڑ گئے، تم بھی اس طرح ہو جاؤ گے، مساجد دکھلاوے اور فخر و مباہات کے لئے بناؤ گے، خوبصورت کرنے اور مضبوط بنانے کی ایک دوڑ لگ جائے گی۔

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اے مسلمانو! جب تم مصاحف کو سجانے اور مساجد کو آراستہ کرنے لگو گے تو تباہی تمھارا مقدر بن جائے گی۔

(وضاحت: یعنی دین کی روح ''عمل'' ختم ہو جائے گا اور صرف ظاہر داری رہ جائے گی۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنا پیسہ نیک کاموں اور اسلام کی ترقی میں صرف کریں۔ مثلاً دین کی کتابیں چھپوائیں، غریب طالب علموں کی خبر گیری کریں، مدارس اور لائبریریاں قائم کریں۔ مساکین اور محتاجوں کو کھلائیں، یتیموں، بیواؤں، مجبوروں اور بے کسوں کی مدد کریں۔ (ع،س)

(٤٦٤)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخُزَاعِيُّ، نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ،

(٤٦٤) صحیح ......أخرجه ابوداود: ٤٤٩، وابن ماجه: ٧٣٩، والنسائی: ٦٨٩

وَعَنْ قَتَادَةَ......

عَـنْ أَنَـسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَـالَ: ((لا تَـقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی، تا آنکہ لوگ مسجدیں بنانے میں فخر کرنے لگیں۔''

(٤٦٥)۔ أَخْبَـرَنَـا الإِمَـامُ أَبُـو عَـلِـيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُـحَمَّدٍ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ التُّرَابِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُـمَرَ بْنِ بِسْطَامَ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَيَّارٍ الْقُرَشِيُّ، نَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلابَةَ......

عَـنْ أَنَـسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّمَ: ((إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ، أَنْ يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ لوگ مساجد تعمیر کرنے میں فخر کرنے لگیں گے۔''

(٤٦٦)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُـو الْـحَسَـنِ مُـحَـمَّـدُ بْـنُ مُـحَمَّدٍ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ السَّرَخْسِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ زَنْجُويَهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ اللَّبَّادُ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعِ بْنِ أَبِي زَيْدٍ الْـقُشَيْـرِيُّ، نَـا سَـعِيـدُ بْـنُ عَـامِـرٍ ح وَأَخْبَـرَنَـا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْمُظَفَّرِيُّ السَّـرَخْسِـيُّ، أَنَـا أَبُـو سَـعِيدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ الْفَقِيهُ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنُ بْنُ الْـحَسَـنِ الـنَّضْرِيُّ، نَا أَبُو الْفَضْلِ الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ، نَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ الضَّبُعِيُّ، نَا صَالِحُ بْنُ رُسْتُمَ......

قَالَ: قَالَ أَبُو قِلابَةَ: غَدَوْنَا مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ إِلَـى الـزَّاوِيَةِ، فَـحَـضَـرَتْ صَلاةُ الصُّبْحِ، فَـمَـرَرْنَا بِمَسْجِدٍ، فَقَالَ أَنَسٌ: لَوْ صَلَّيْنَا فِي هَذَا الْمَسْجِدِ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: حَتَّى نَأْتِيَ الْـمَسْـجِـدَ الآخَرَ، فَقَالَ أَنَسٌ: أَيُّ مَسْجِدٍ؟ قَـالُوا: مَسْجِدًا أُحْدِثَ الآنَ، فَقَالَ أَنَسٌ: إِنَّ

جناب ابو قلابہ کہتے ہیں: ہم نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں رات گذاری، نماز فجر ادا کرنے کے لئے نکلے، ایک مسجد کے پاس سے گزر رہے تھے تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہیں نماز پڑھ لیتے ہیں۔ ساتھیوں میں سے ایک نے کہا: دوسری مسجد میں چلے چلتے ہیں، سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کونسی مسجد؟ ساتھ والوں نے کہا: یہ مسجد جو ابھی ابھی

(٤٦٥) صحيح ...... انظر الحديث السابق

(٤٦٦) حسن وله طرق ...... أخرجه ابن خزيمة: ١٣٢١ و رواه البخارى معلقا: كتاب الصلاة، باب بنيان المسجد

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((سَيَأْتِي عَلَى أُمَّتِي زَمَانٌ يَتَبَاهَوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ، وَلا يَعْمُرُونَهَا إِلَّا قَلِيلاً۔))

تعمیر ہوئی ہے۔ اس پر انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت پر ضرور ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ مساجد (کی تعمیر) میں فخر کریں گے اور ان کی آبادی کی بہت کم فکر کریں گے۔''

فائدہ: مساجد کی آبادی یہ ہے کہ وہاں درس کا اہتمام ہو، ترجمۃ القرآن پڑھایا جاتا ہو، ناظرہ قرآن کا بندوبست ہو، لوگوں کو احکام دین بتلائے جاتے ہوں، نیز عقائد کی درستگی، معاملات میں سنہری اخلاقیات کے نکھار، عبادات میں رسوخ پیدا کرنے اور اسلامی تہذیب وتمدن کے خدوخال واضح کرنے میں پوری کوشش جاری ہو۔ ایسا تب ہی ممکن ہے کہ ایک مستند اور امت کی اصلاح کے جذبے سے سرشار عالم کا انتظام کیا جائے، اس کی جملہ ضروریات پوری کی جائیں اور مسجد کی انتظامیہ اس کے کندھے سے کندھا ملا کر کام کرے۔ واللہ الموفق۔ (ع،س)

(42)......بَابُ فَضْلِ إِتْيَانِ الْمَسَاجِدِ

مساجد میں آنے کی فضیلت

(٤٦٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَاحَ، أَعَدَّ اللَّهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، كُلَّمَا غَدَا وَرَاحَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مسجد میں صبح شام بار بار حاضری دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جنت میں اس کی مہمانی کا سامان کرے گا وہ صبح شام جب بھی مسجد میں جائے۔''

(٤٦٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، نَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، ......

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَعْظَمُ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں ثواب کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر وہ

(٤٦٧) أخرجه البخاري: ٦٦٢، و مسلم: ٦٦٩

(٤٦٨) أخرجه البخاري: ٦٥١، و مسلم: ٦٦٢

أَبْعَدُهُمْ ، فَأَبْعَدُهُمْ مَمْشًى ، وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الإِمَامِ ، أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّي ، ثُمَّ يَنَامُ.))

شخص ہوتا ہے، جو (مسجد میں نماز کے لئے) زیادہ سے زیادہ دور سے آئے اور جو شخص نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا اور پھر امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اس شخص سے اجر میں بڑھ کر ہے جو (پہلے ہی) نماز پڑھ کر سو جائے۔''

(٤٦٩)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمِ بْنِ مَلاسٍ النُّمَيْرِيُّ ، نَا مَرْوَانُ الْفَزَارِيُّ ، نَا حُمَيْدٌ......

عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: أَرَادَتْ بَنُو سَلِمَةَ أَنْ يَتَحَوَّلُوا إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ ، فَكَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَعْرَى الْمَدِينَةُ ، فَقَالَ: ((يَا بَنِي سَلِمَةَ! أَلا تَحْتَسِبُونَ آثَارَكُمْ.)) فَأَقَامُوا.

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنو سلمہ نے چاہا کہ اپنے دور والے مقامات چھوڑ کر مسجد نبوی سے قریب اقامت اختیار کر لیں تو رسول اللہ ﷺ نے یہ پسند نہیں کیا کہ مدینہ کے کسی حصہ سے بھی رہائش ترک کی جائے، آپ نے فرمایا: ''اے بنو سلمہ ! تم اپنے قدموں کا ثواب نہیں چاہتے۔'' چنانچہ بنو سلمہ نے وہیں رہائش باقی رکھی۔

شرح سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: ((يَا بَنِي سَلَمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبُ آثَارُكُمْ ، دِيَارَكُمْ تُكْتَبُ آثَارُكُمْ.)) ...... ''اے بنو سلمہ! اپنے گھروں میں ہی رہو، تمھارے نشانات قدم لکھے جاتے ہیں، اپنے گھروں ہی میں رہو تمھارے نشانات قدم لکھے جاتے ہیں۔'' (صحيح مسلم: ٦٦٥)

(تعرى المدينة) ''مدینہ کا کوئی حصہ غیر آباد ہو جائے'' عراء کھلی جگہ کو کہتے ہیں۔ (آثارهم) قدموں کے نشان۔

(٤٧٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، أَوْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات قسم کے آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے (عرش کے) سایہ میں رکھے گا جس دن اس کے سوا اور کوئی سایہ نہ

(٤٦٩) أخرجه البخاري: ١٨٨٧

(٤٧٠) أخرجه البخاري: ١٤٢٣ ، و مسلم: ١٠٣١

ظِـلَّ إِلا ظِـلُّــهُ ، إِمَـامٌ عَـادِلٌ ، وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللَّهِ ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَـرَجَ مِـنْـهُ حَتَّى يَعُودَ إِلَيْهِ ، وَرَجُلانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ ، اجْتَمَعَا عَلَى ذَلِكَ وَتَفَرَّقَا ، وَرَجُلٌ ذَكَـرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْـرَأَـةٌ ذَاتُ حَسَـبٍ وَجَـمَـالٍ ، فَـقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ۔))

ہو گا۔ انصاف کرنے والا حاکم، وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں جوان ہوا ہو، وہ شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہے جب مسجد سے نکلتا ہے (اسے چین نہیں آتا) پلٹ آتا ہے۔ دو ایسے شخص جو اللہ تعالیٰ کے لئے محبت رکھتے ہیں، اسی پر وہ جمع ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے، وہ شخص جو اللہ کو تنہائی میں یاد کرے اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بہنے لگ جائیں۔ ایسا شخص جسے کسی خوبصورت اور عزت دار عورت نے بلایا لیکن اس نے یہ جواب دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، وہ انسان جو صدقہ کرے اور اسے اس درجہ چھپائے کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔''

شرح (يُـظِّلُّـهُـمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ) اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت میں جگہ دیں گے اور ان کی نگہبانی فرمائیں گے'' دوسرا معنی ''اپنے عرش عظیم کا سایہ نصیب کریں گے'' دوسرے معنی کی تائید دیگر احادیث سے ہوتی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ایک سند میں ہے: ((سَبْـعَةٌ يُـظِـلُّـهُـمُ الـلَّـهُ تَـحْـتَ ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلا ظِـلُّـهُ۔)) ...... ''سات قسم کے آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایہ میں رکھے گا جس دن اس کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہو گا۔'' (الاسماء والصفات للبیهقی: ص۔ ۳۷۱) اس روایت میں (تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ) کے الفاظ موجود ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ((التَّـاجِرُ الصَّدُوقُ مَعَ السَّبْعَةِ ، فِي ظِلِّ عَرْشِ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔))...... ''سچا تاجران سات قسم کے لوگوں کے ساتھ ہو گا جو قیامت کے روز اللہ کے عرش کے سائے میں ہوں گے''

(منقطع، الاسماء والصفات للبیهقی: ص۔ ۳۷۱)

(٤٧١)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْـنُ يُـوسُفَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ، نَا الأَعْمَشُ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ......

يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((صَلاةُ الرَّجُلِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی کی جماعت کے ساتھ نماز گھر میں یا بازار

(٤٧١) أخرجه البخاري: ٦٤٧ ، ٢١١٩ ، و مسلم: ٦٤٩

فِی الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلَی صَلاتِهِ فِی بَیْتِهِ، وَفِی سُوقِهِ خَمْسَةً وَعِشْرِینَ ضِعْفًا، وَذٰلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ، فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَی الْمَسْجِدِ، لا یُخْرِجُهُ إِلا الصَّلاةُ، لَمْ یَخْطُ خُطْوَةً إِلا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ، وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِیئَةٌ، فَإِذَا صَلَّی، لَمْ تَزَلِ الْمَلائِكَةُ تُصَلِّی عَلَیْهِ مَا دَامَ فِی مُصَلاهُ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، وَلا یَزَالُ أَحَدُكُمْ فِی صَلاةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلاةَ۔)) وَأَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ، عَنْ أَبِی بَكْرِ بْنِ أَبِی شَیْبَةَ، عَنْ أَبِی مُعَاوِیَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، وَقَالَ: ((وَالْمَلائِكَةُ یُصَلُّونَ عَلَی أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِی مَجْلِسِهِ الَّذِی صَلَّی فِیهِ، یَقُولُونَ: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَیْهِ، مَا لَمْ یُؤْذِ فِیهِ مَا لَمْ یُحْدِثْ فِیهِ۔))

میں نماز پڑھنے سے پچیس درجہ زیادہ بہتر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص وضو کرتا ہے اور اس کے تمام آداب کو ملحوظ رکھ کر اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر مسجد کا راستہ پکڑتا ہے اور سوائے نماز کے اور کوئی دوسرا ارادہ اس کا نہیں ہوتا، تو ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بڑھتا ہے اور ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے اور جب وہ نماز سے فارغ ہو جاتا ہے تو فرشتے اس وقت تک اس کے لئے برابر دعائیں کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنے مصلے پر بیٹھا رہے۔ وہ کہتے ہیں: اے اللہ! اس پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم کر اور جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہو گویا تم نماز ہی میں مشغول ہو۔'' صحیح مسلم کی روایت میں الفاظ اس طرح ہیں: ''فرشتے مسلسل اس شخص کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں جب تک وہ وضو کی حالت میں بیٹھا رہتا ہے۔ کہتے ہیں: اے اللہ! اس پر اپنی رحمتیں فرما۔ اے اللہ! اسے معاف کر دے۔ اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔ (فرشتوں کی یہ دعائیں اس وقت تک جاری رہتی ہیں) جب تک وہ تکلیف نہیں دیتا یا وہ بے وضو نہیں ہوتا۔''

(٤٧٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِیحِیُّ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ سَمْعَانَ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّیَّانِیُّ، نَا حُمَیْدُ بْنُ زَنْجُوَیْهِ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوسُفَ، نَا الْهَیْثَمُ بْنُ حُمَیْدٍ، أَخْبَرَنِی یَحْیَی بْنُ الْحَارِثِ، عَنِ الْقَاسِمِ أَبِی عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ أَبِی أُمَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ مَشَی إِلَی صَلاةٍ مَكْتُوبَةٍ وَهُوَ مُتَطَهِّرٌ، فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ، وَمَنْ مَشَی إِلَی تَسْبِیحِ الضُّحَی لا

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے گھر سے فرض نماز کے لئے نکلے گا وہ باوضو ہوگا، تو اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا احرام باندھ کر حج کرنے والے شخص کو ملتا ہے اور جو شخص اشراق کی نماز ادا

(٤٧٢) حسن ......أخرجه ابو داود: ٥٥٨

يُنْصِبُهُ إِلا إِيَّاهُ، فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ، وَصَلاةٌ عَلَى إِثْرِ صَلاةٍ لا لَغْوَ بَيْنَهُمَا، كِتَابٌ فِي عِلِّيِّينَ۔))

کرنے کے لئے نکلے وہ صرف اسی کے لیے تکلیف اٹھاتا ہے تو اس کو عمرہ کرنے والے کا ثواب ملے گا اور جو نماز کے بعد دوسری نماز ادا کرے اور درمیان میں لغو اور برا کام نہ کرے تو وہ نماز علیین میں لکھی جائے گی۔

شرح: (إلٰی تسبیح الضُّحٰی) اس سے مراد نماز اشراق ہے ہر نفل نماز کو "تسبیح" یا "سُبحةٌ" کہا جاتا ہے۔

(لا ینصبه) "نہیں وہ تھکاوٹ برداشت کرتا۔" نہیں وہ اٹھتا مگر اسی غرض سے "نصب" کا معنی کسی کام کے لئے مشقت اور تکلیف برداشت کرنا ہے۔

(٤٧٣)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْفَاشَانِيُّ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، نَا أَبُو عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ أَبُو سُلَيْمَانَ الْكَحَّالُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَوْسٍ......

عَنْ بُرَيْدَةَ الأَسْلَمِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) قَالَ النَّخَعِيُّ: كَانُوا يَرَوْنَ الْمَشْيَ إِلَى الْمَسْجِدِ فِي اللَّيْلَةِ الْمُظْلِمَةِ مُوجِبَةً۔

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خوشخبری دے دیجئے! اندھیرے میں مسجدوں کی طرف چل کر آنے والوں کو قیامت کے دن پوری روشنی کی۔" ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سلف صالحین تاریک رات میں مسجد کی طرف چل کر آنے کو رحمت خداوندی کے نزول کا موجب سمجھتے تھے۔

(٤٧٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ، أَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلالُ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ لَهِيعَةَ، حَدَّثَنِي أَبُو قَبِيلٍ، عَنْ أَبِي عُشَّانَةَ الْمَعَافِرِيِّ......

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص گھر سے مسجد کی طرف چلتا ہے تو اس کا

(٤٧٣) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٥٦١، والترمذی: ٢٢٣

(٤٧٤) حديث صحيح ......أخرجه الامام احمد فی المسند: ١٧٤٤٠

الْمَسْجِدِ، كَتَبَ لَهُ كَاتِبُهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَالْقَاعِدُ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ كَالْقَانِتِ، وَيُكْتَبُ مِنَ الْمُصَلِّينَ، حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ۔))

لکھنے والا (فرشتہ) ہر قدم کے عوض جو وہ مسجد کی طرف چلتا ہے دس نیکیاں لکھتا ہے، مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو مسلسل نفل پڑھتا ہے، اسے نمازیوں میں ہی شمار کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ گھر لوٹ آئے۔"

تشریح سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ مسجد میں نماز کے انتظار میں (باوضو) بیٹھنے والا شخص نماز کی حالت میں نہیں ہوتا نمازی صرف وہی ہوتا ہے جو کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو ایسا شخص عقل وشعور سے عاری ہے۔

حکیم بن زریق کہتے ہیں: میرے والد محترم نے جناب سعید بن المسیب سے پوچھا، میں نے ان کی یہ گفتگو سماعت کی: کیا آپ کو جنازہ میں شرکت پسند ہے یا مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنا؟ سعید بن مسیّب کہنے لگے: جنازہ پڑھنے والے کو ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور جو قبر میں اتارنے تک موجود رہتا ہے اسے دو قیراط ثواب ملتا ہے۔ مسجد میں بیٹھنا مجھے محبوب ہے، آدمی سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھتا ہے، لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے اور استغفار کرتا ہے۔ فرشتے جواباً آمین کہتے ہیں اور کہتے ہیں: اے اللہ! اس کو معاف کر دے۔ اے اللہ اس پر رحم فرما۔ اے زریق جب تو ایسا کرے تو کہہ: اے اللہ! سعید بن مسیّب کو معاف کر دے۔

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں: جنازے میں حاضر ہونا مجھے زیادہ پسند ہے مسجد میں بیٹھنے سے۔

(43)......بَابُ الْهَدْيِ فِي الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ
نماز کی طرف چل کر جانے کا انداز

(٤٧٥)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عَمْرٍو حَدَّثَهُمْ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي أَبُو ثُمَامَةَ الْحَنَّاطُ......

أَنَّ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ أَدْرَكَهُ وَهُوَ يُرِيدُ الْمَسْجِدَ، قَالَ: فَوَجَدَنِي وَأَنَا مُشَبِّكٌ بِيَدَيَّ، فَنَهَانِي عَنْ ذَلِكَ، وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ وُضُوئَهُ، ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا

ابو ثمامہ سے روایت ہے کہ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں مسجد جاتے ہوئے پایا اور وہ تشبیک کئے ہوئے تھے۔ انہوں نے منع کیا اور کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی اچھی طرح وضو کر کے مسجد کے ارادے سے نکلے تو تشبیک نہ کرے گویا وہ نماز کے اندر ہے۔"

(٤٧٥) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٥٦٢، والترمذی: ٣٨٦

إِلَـى الْـمَسْـجِدِ، فَلا يُشَبِّكَنَّ يَدَيْهِ، فَإِنَّهُ فِي صَلاةٍ۔))

فـــائـده: (تشبيك) کا مطلب ہے: ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا۔ اسی طرح انسان انگلیاں چٹخاتا ہے یہ بھی آداب نماز کے منافی فعل ہے یا سستی اور بیکاری کا شکار ہو جاتا ہے تو یہ بھی درست نہیں کیونکہ جو شخص نماز کے قصد سے نکلا ہے تو اس کو نماز کا ثواب مل رہا ہے۔ اس لئے اسے سنجیدہ اور باوقار رہنا چاہیے۔ (ع،س)

(44)......باب

(٤٧٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْفَاشَانِيُّ، أَنَا أَبُو عُمَرَ الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ الْـوَاحِـدِ الْهَـاشِـمِـيُّ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الأَشْـعَـثِ، نَا رَجَاءُ بْنُ الْمُرَجَّى، نَا أَبُو هَمَّامٍ، نَا سَعِيدُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيَاضٍ......

عَـنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى الـلَّـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ، أَمَرَهُ أَنْ يَجْعَلَ مَسْجِدَ الطَّائِفِ حَيْثُ كَانَ طَوَاغِيَتُهُمْ۔

سیدنا عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ طائف میں وہاں مسجد تعمیر کرو جہاں مشرکوں کے بت نصب ہیں۔

(45)......بَابُ الْحَصَى فِي الْمَسْجِدِ وَكَنْسِهِ
مسجد میں کنکریاں ڈالنا اور اس کی صفائی کرنا

(٤٧٧)۔ أَخْبَـرَنَـا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، نَا سَهْلُ بْنُ تَمَّامِ بْنِ بَزِيعٍ، نَا عُمَرُ بْنُ سُلَيْمٍ الْبَاهِلِيُّ......

عَـنْ أَبِي الْوَلِيدِ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ، عَنِ الْـحَـصَـى الَّـذِي فِي الْمَسْجِدِ، قَالَ: مُطِرْنَا ذَاتَ لَيْـلَـةٍ، فَـأَصْبَـحَـتِ الأَرْضُ مُبْتَـلَّةً، فَـجَـعَـلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالْحَصَى فِي ثَوْبِهِ، فَيَبْسُطُهُ تَحْتَهُ، فَلَمَا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

جناب ابو الولید سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مسجد کی کنکریوں کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے کہا: ایک رات بارش برسی تو زمین گیلی ہو گئی۔ ایک شخص اپنے کپڑے میں کنکریاں لا کر اپنے نیچے زمین پر بچھاتا تھا۔ (اس طرح لوگوں نے نماز ادا کرنے کے لئے زمین کو خشک

(٤٧٦) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٤٥٠، وابن ماجه: ٧٤٣

(٤٧٧) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٤٥٨

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الصَّلاةَ، قَالَ: ((مَا أَحْسَنَ هَذَا۔)) کر لیا) جب رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کر لی تو فرمایا: ''یہ کس قدر خوب ہے۔''

(٤٧٨)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ أَبُو بَكْرٍ، نَا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ، نَا شَرِيكٌ، نَا أَبُو حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ أَبُو بَدْرٍ: أُرَاهُ قَدْ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ: ((إِنَّ الْحَصَى لَتُنَاشِدُ الَّذِي يُخْرِجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (ابو بدر راوی کہتے ہیں میرے خیال میں انہوں نے یہ حدیث مرفوع بیان کی ہے) کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کنکریاں واسطہ ڈالتی ہیں اس شخص کو جو انہیں مسجد سے نکالتا ہے۔''

(٤٧٩)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الْحَكَمِ الْخَزَّازُ، نَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَبٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُورُ أُمَّتِي، حَتَّى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوبُ أُمَّتِي، فَلَمْ أَرَ ذَنْبًا أَعْظَمَ مِنْ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ، أَوْ آيَةٍ أُوتِيهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر میری امت کے ثواب پیش کئے گئے یہاں تک کہ وہ تنکا جو انسان مسجد سے نکالتا ہے اور میرے اوپر میری امت کے گناہ پیش کئے گئے، تو میں نے کوئی گناہ نہیں دیکھا جو اس سے بڑھ کر ہو کہ کسی کو قرآن کی کوئی سورت یا آیت یاد ہو پھر وہ اس کو بھلا دے۔''

(46)...... بَابُ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ

تحیۃ المسجد کا بیان

(٤٨٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ السَّامِرِيُّ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَامِرِ

(٤٧٨) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٤٦٠

(٤٧٩) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٤٦١، والترمذي: ٢٩١٦

(٤٨٠) أخرجه البخاري: ٤٤٤، و مسلم: ٧١٤

بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ......

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ السُّلَمِيِّ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ۔))

سیدنا ابوقتادہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اہل علم کی ایک جماعت کا یہی موقف ہے کہ مسجد میں آنے والا پہلے دو رکعت نفل پڑھے پھر بیٹھے (چاہیے کوئی بھی وقت ہو) امام ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، امام حسن بصری، امام مکحول، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس صورت میں نماز نہ پڑھے بلکہ یوں ہی بیٹھ جائے۔ امام ابن سیرین و امام عطاء بن ابی رباح، امام نخعی، امام قتادہ، امام مالک، امام سفیان ثوری رحمہم اللہ اور اہل الرائے کا بھی یہی قول ہے۔ (پہلا قول ہی زیادہ صحیح اور حدیث کے موافق ہے اور منع کرنے والوں کا قول صحیح نہیں ہے۔ (ع،س)

(47)...... بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ

مسجد میں داخل ہوتے وقت کیا پڑھا جائے

(٤٨١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى ، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ، أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ لَيْثٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ ، عَنْ أُمِّهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ......

عَنْ جَدَّتِهَا فَاطِمَةَ الْكُبْرَى ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ ، صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ وَقَالَ: ((رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي ، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ)) ، وَإِذَا خَرَجَ ، صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ وَقَالَ: ((رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي ، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ۔))

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے اور کہتے: (رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوبِيْ ، وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ فَضْلِكَ) ''اے رب! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اور جب نکلتے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے اور کہتے: ((رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي ، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ)) ''اے رب! میرے گناہ معاف کر دے اور میرے لئے اپنی رحمت

(٤٨١) صحيح ......أخرجه الترمذی: ٣١٤، وابن ماجه: ٧٧١

کے دروازے کھول دے۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں، صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ سے یوں مروی ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی مسجد میں آئے تو کہے: "اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" (اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے) اور جب نکلے تو کہے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔" (اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں)۔ (صحيح مسلم: ٧١٣)

ایک روایت میں ہے: ''جب کوئی مسجد میں آئے تو نبی ﷺ پر سلام بھیجے پھر کہے: "اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" (اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے)۔'' (صحیح، ابوداود: ٤٦٥، ابن ماجه: ٧٧٢)

(48)...... بَابُ فَضْلِ الْقُعُوْدِ فِي الْمَسْجِدِ لِانْتِظَارِ الصَّلَاةِ

نماز کے لئے مسجد میں بیٹھنے کی فضیلت

(٤٨٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، نَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ، أَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ، فَتَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ))، وَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتْ تَحْبِسُهُ، وَلَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَّا انْتِظَارُهَا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے تم میں سے کسی ایک کے لئے اس وقت تک برابر دعائیں کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنے مصلے پر بیٹھا رہے، کہتے ہیں: ''اے اللہ! اس کو معاف کر دے، اے اللہ! اس پر اپنی رحمتیں نازل فرما، جب تک نمازی بے وضو نہیں ہوتا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نماز ہی میں مشغول ہوتے ہو جب تک تم کو نماز روکے رکھے، اور وہ مسجد سے نماز کے انتظار کی غرض سے نہیں نکلتا۔''

(٤٨٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

(٤٨٢) أخرجه البخاري: ٦٤٧، و مسلم: ٦٤٩

(٤٨٣) انظر الحديث السابق

عَـنْ أَبِـی هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا، وَقَالَ: ((مَا دَامَتِ الصَّلَاةُ تَـحْبِسُـهُ، وَلَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کے الفاظ روایت کئے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تک نماز اسے روکے رکھتی ہے اور اسے گھر لوٹ جانے سے صرف نماز روکے ہوئے ہے۔''

(٤٨٤)۔ أَخْبَـرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِی تَوْبَةَ الْكُشْمِيهَنِیُّ، أَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْـمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِیُّ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَنَا أَبُـو إِسْحَـاقَ إِبْـرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلَّالُ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنِی ابْنُ أَنْعُمٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ مَسْعُودٍ......

أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ، أَتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللَّهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ائْذَنْ لَنَا فِی الِاخْتِصَاءِ، فَـقَـالَ رَسُـولُ الـلَّـهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَيْـسَ مِـنَّـا مَـنْ خَصَى وَلَا اخْتَصَى، إِنَّ خِصَاءَ أُمَّتِی الصِّيَامُ))، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ائْـذَنْ لَـنَـا فِی السِّيَاحَةِ، فَقَالَ: ((إِنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتِـی الْـجِـهَـادُ فِـی سَبِيـلِ الـلَّـهِ))، قَالَ: يَا رَسُـولَ الـلَّـهِ! ائْـذَنْ لَنَا فِی التَّرَهُّبِ، فَقَالَ: ((إِنَّ تَـرَهُّبَ أُمَّتِی الْجُلُوسُ فِی الْمَسَاجِدِ، انْتِظَارَ الصَّلَاةِ۔))

سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: ''ہمیں خصی ہو جانے کی اجازت دیجئے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو خصی ہو جائے یا خصی ہونے کی کوشش کرے، میری امت کا خصی ہونا روزے رکھنا ہے'' پھر انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں سیر و سیاحت کی اجازت مرحمت فرمایئے۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''میری امت کی سیر و سیاحت اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہے'' پھر کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں راہب بن جانے کی اجازت دے دیجئے، تو آپ نے فرمایا: ''میری امت کا راہب بننا نماز کے انتظار کے لئے مسجد میں بیٹھنا ہے۔''

تشریح: فائدہ: سنن ابوداود کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے سیرو سیاحت کی اجازت دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک میری امت کی سیاحت اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کرنا ہے۔''

ایک روایت میں آتا ہے: (لَا رَهْبَانِيَةَ فِی الْإِسْلَامِ) ''اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔''

یعنی خصی ہو جانا، اپنے آپ کو زنجیروں میں باندھ لینا اور اس قسم کے دیگر ہتھکنڈے استعمال کرنا جو عیسائی

(٤٨٤) ضعیف، وهو مرسل ايضا...... أخرجه عبد الله بن مبارك فی "الزهد": ٨٤٥، وابن عبد البر فی "التمهيد": ٢١/ ٢٢٦ ......وأخرج ابوداود: ٢٤٨٦ عن ابی امامة بذكر فقرة السياحة فقط وهو حسن

رہبانیت کی پیداوار اور ایجاد کردہ ہیں۔ امت محمدیہ میں ان کی کوئی گنجائش نہیں۔

(49)......بَابُ كَرَاهِيَةِ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ فِي الْمَسَاجِدِ
مسجد میں لین دین کرنا مکروہ ہے

(٤٨٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الضَّبِّيُّ ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ ، نَا قُتَيْبَةُ ، نَا اللَّيْثُ ، عَنِ ابْنِ عَجْلانَ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ تَنَاشُدِ الأَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ ، وَعَنِ الْبَيْعِ وَالاشْتِرَاءِ فِيهِ ، وَأَنْ يَتَحَلَّقَ النَّاسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلاةِ۔

جناب عمر بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا (سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص) رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں اشعار پڑھنے سے، خرید و فروخت سے، اور اس بات سے منع فرمایا کہ لوگ جمعہ والے روز نماز جمعہ سے پہلے ٹولیاں بنا کر بیٹھیں۔

شرح: ابن عجلان کی روایت میں یہ الفاظ (وأنْ يُنْشَدَ فيه ضَالَّةً ، و أَنْ يُنْشَدَ فيه الشِّعْرُ) ”یہ کہ مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کیا جائے اور شعر و شاعری کی جائے“ زیادہ ہیں۔

اہل علم کی ایک جماعت نے مسجد کے اندر خرید و فروخت کو ناپسند سمجھا ہے، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ کا یہی خیال ہے۔ بعض تابعین نے رخصت کی بات کی ہے۔ جناب عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے جب ان کے پاس مسجد میں کوئی فروخت کنندہ گذرتا تو کہتے: دنیاوی بازار میں جا کر یہ شغل کرو یہ (مسجد) تو آخرت کی تجارت گاہ ہے۔ سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد کے پہلو میں ایک چبوترہ بنا دیا تھا جس کو بُطیحاہ کا نام دیا اور حکم صادر کیا کہ جس کو ادھر ادھر کی باتیں کرنا ہوں یا شعر و شاعری کے ذوق کو تسکین دینا مقصود ہو یا آوازیں بلند کرنے کا شوق پورا کرنا ہو تو وہ اس چبوترہ پر آ جائے۔ (مؤطا امام مالك : ٤٢٤)

اچھے با مقصد اور شائستہ اشعار مسجد میں پڑھنے کی اجازت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوئی ہے۔ جناب سعید بن المسیب سے روایت کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قریب سے گزرے، وہ مسجد میں شعر و شاعری کر رہے تھے۔ (عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منع کیا) اس پر انہوں نے کہا: میں اس وقت شاعری مسجد میں کیا کرتا تھا جب وہ ہستی مبارک زندہ تھی جو اے عمر تجھ سے بہتر ہے۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا: میں تجھے

(٤٨٥) حسن ......أخرجه ابوداود: ١٠٧٩ ، وابن ماجه: ٧٤٩ ، ٧٦٦ ، والترمذي: ٣٢٢ ، والنسائي: ٧١٤ ، ٧٥١

اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ((أجب عني ، اَللّٰھُمَّ أَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُس۔))؟ (اے حسان! میری طرف سے (مشرکین) کو جواب دو، اے اللہ! اس کی روح القدس (جبرئیل علیہ السلام) سے مدد فرما۔)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں۔ (صحیح بخاری: ۳۲۱۲، صحیح مسلم: ۲۴۸۵)

جمعہ والے دن نماز جمعہ سے پہلے حلقہ بنا کر بیٹھنا منع ہے خواہ ایسا علمی مذاکرے کے طور پر ہی کیوں نہ کیا جائے۔ لوگوں کو چاہیے کہ وہ ذکر واذکار، قیام، قعود اور تسبیح ومناجات میں مشغول رہیں اور خاموشی سے خطبہ کا انتظار کریں البتہ نماز جمعہ کے بعد ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مسجد میں گم شدہ چیز کا علان کرنا اور آوازیں بلند کرنا، شور وشغب ڈالنا مکروہ ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ سَمِعَ رَجُلًا یَنْشُدُ ضَالَّۃً فِي الْمَسْجِدِ فَلْیَقُلْ لَا رَدَّھَا اللہُ عَلَیْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِھٰذَا۔)) ......"جو کسی شخص کو سنے جو مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کررہا ہو تو کہے: اللہ تعالیٰ تجھے یہ چیز نہ لوٹائے، یقیناً مسجدیں اس مقصد کے لئے نہیں بنائی گئیں۔"

(صحیح مسلم: ۵۶۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا رَأَیْتُمْ مَنْ یَبِیعُ أَوْ یَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقُولُوا: لَا أَرْبَحَ اللّٰہُ تِجَارَتَكَ۔)) ......"جب تم کسی کو مسجد میں خرید وفروخت کرتے ہوئے دیکھو تو کہو: اللہ تیری تجارت کو نفع بخش نہ کرے۔" (صحیح، ترمذی: ۱۳۲۱)

بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے طائف کے دو باشندوں کو کہا، جنہوں نے مسجد نبوی میں آوازیں بلند کی تھیں: "لَوْ کُنْتُمَا مِنْ أَھْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُکُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَکُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" ......اگر تم مدینہ کے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیئے بغیر نہ چھوڑتا۔ رسول کریم ﷺ کی مسجد میں آواز اونچی کرتے ہو۔ (صحیح بخاری: ۴۷۰)

بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو مسجد میں شور کرتے ہوئے سنا تو کہا: تجھے معلوم ہے کہ تو کس مقام پر ہے؟

ابو سلیمان خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حکم میں ہر وہ معاملہ داخل ہے جو مسجد کے آداب واحترام کے منافی ہو اور جو مساجد کے مقصد کے خلاف ہو۔ مثلاً لوگوں سے لین دین کرنا وغیرہ۔

سلف کی ایک جماعت نے مسجد کے اندر بھیک مانگنے اور سوال کرنے کو ناپسند جانا ہے۔ بعض تو یہاں تک کہتے ہیں کہ مسجد میں اپیل کرنے والے کو صدقہ (چندہ) ہرگز نہ دیا جائے۔

مسجدوں کے اندر شرعی حدود قائم کرنے کی بھی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے شخص کے بارے میں حکم دیا جس پر حد لازم ہو چکی تھی: اسے مسجد سے باہر نکالا

جائے۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا مذکور ہے۔سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: مساجد کو پانچ امور سے پاک رکھا جائے:

۱: شرعی حدود قائم کرنے سے ۲: زخموں کا قصاص لینے سے

۳: شعروشاعری کرنے سے ۴: گم شدہ چیز کا اعلان کرنے سے

۵: بازار بنانے سے

بعض نے مسجد کے اندر فیصلہ کرنے میں کوئی حرج نہیں جانا۔اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عجلانی اور اس کی بیوی کے درمیان لعان مسجد کے اندر ہی کرایا تھا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لعان کرایا۔ قاضی شریح، امام شعبی اور امام یحییٰ بن یعمر رحمہم اللہ نے مسجد میں فیصلے کئے۔(البتہ حد مسجد میں قائم نہیں کی جائے گی)

حسن بصری رحمہ اللہ اور زرارہ بن اُوفی مسجد کے باہر چبوترے پر فیصلے کیا کرتے تھے۔

(50)...... بَابُ النَّوْمِ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں سونا

(٤٨٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ، وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الأُخْرَى۔

جناب عباد بن تمیم اپنے چچا (عبد اللہ بن زید بن عاصم مازنی رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا۔آپ اپنا ایک پاؤں دوسرے پر رکھے ہوئے تھے۔

شرح ابن شہاب زہری سے مروی ہے کہ سیدنا عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما سے اس طرح لیٹنا بکثرت آیا ہے، امام زہری نے کہا: اس حدیث میں دلیل ہے کہ ٹیک لگانا، سو جانا اور آرام کی وہ ساری صورتیں جو گھر میں جائز ہیں، مسجد میں بھی جائز ہیں، سوائے پیٹ کے بل لیٹنے کے۔کیونکہ اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہی وارد ہوئی ہے اور آپ نے فرمایا: ''یہ ایسا لیٹنا ہے جس کو اللہ تعالیٰ برا جانتے ہیں۔'' (صحیح، ابوداود: ٥٠٤٠، ترمذی: ٢٧٦٨)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ آدمی ایک پاؤں دوسرے پر رکھے جبکہ وہ چت لیٹا ہو۔ (صحیح مسلم: ٢٠٩٩)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ممانعت اس صورت میں ہے جب شرمگاہ کے بے پردہ ہونے کا خطرہ ہو یعنی ایک

(٤٨٦) أخرجه البخاري: ٤٧٥، ٥٩٦٩، ومسلم: ٢١٠٠

پاؤں دوسری ٹانگ کے گھٹنے پہ رکھے جبکہ ازار بند موجود نہ ہو اور اگر ہو تو تنگ ہو جس سے ننگا ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ اگر کوئی شخص ستر پوشی کا پورا اہتمام کرتا ہے پھر اس طرح چت لیٹتا ہے تو سونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(٤٨٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النَّعِيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ......

حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ ، أَنَّهُ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ شَابٌّ أَعْزَبُ لَا أَهْلَ لَهُ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنی جوانی میں جب کہ ان کے بیوی بچے نہیں تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں سویا کرتے تھے۔

شرح: اہلِ علم کی ایک جماعت نے مسجد کے اندر سونے کی اجازت دی ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے: مسجد کو قیلولہ کرنے اور رات گزارنے کی جگہ نہ بنایا جائے۔ کچھ علماء اس طرف گئے ہیں۔

(51)......بَابُ كَرَاهِيَةِ الْبُزَاقِ فِي الْمَسْجِدِ وَنَحْوِ الْقِبْلَةِ

قبلہ کی طرف اور مسجد میں تھوکنے کی ممانعت

(٤٨٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ، نَا شُعْبَةُ ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے (زمین میں) چھپا دینا ہے۔''

(٤٨٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ ، نَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ ، نَا أَبُو النُّعْمَانِ السَّدُوسِيُّ ، حَدَّثَنِي الْمَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ ، نَا وَاصِلٌ مَوْلَى أَبِي عُيَيْنَةَ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ

(٤٨٧) أخرجه البخاري: ٤٤٠

(٤٨٨) أخرجه البخاري: ٤١٥ ، و مسلم: ٥٥٢

(٤٨٩) أخرجه مسلم: ٥٥٣

عُقَيْلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ، عَنْ أَبِي الأَسْوَدِ الدُّؤَلِيِّ......

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا، فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الأَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ، وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِءِ أَعْمَالِهَا، النُّخَاعَةُ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ لا تُدْفَنُ.))

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے سامنے میری امت کے اچھے برے سب اعمال پیش کئے گئے تو میں نے ان کے نیک کاموں میں یہ بھی دیکھا راستے سے ایذا دینے والی چیز (جیسے کانٹا، پتھر، نجاست وغیرہ) ہٹانا اور ان کے برے اعمال میں میں نے دیکھا بلغم کو جو مسجد میں ہو اور اسے دفن نہ کیا جائے۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حدیث میں آتا ہے (إنّ المسجد لينزوي من النُّخَاعَةِ كما تَنْزَوِي الجِلْدَةُ في النَّار.) ...... ''مسجد بلغم اور رینٹ سے یوں سکڑتی ہے جس طرح کھال آگ لگنے سے۔''

(اهل المسجد) ''مسجد والے'' سے مراد اللہ کے فرشتے ہیں۔

(٤٩٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، نَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُوهُرَيْرَةَ، عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلاةِ، فَلا يَبْسُقْ أَمَامَهُ، فَإِنَّهُ يُنَاجِي اللَّهَ مَا دَامَ فِي مُصَلاهُ، وَلا عَنْ يَمِينِهِ، فَإِنَّ عَنْ يَمِينِهِ مَلَكًا، وَلَكِنْ لِيَسْبُقْ عَنْ شِمَالِهِ، أَوْ تَحْتَ رَجْلِهِ فَيَدْفِنْهَا.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہو تو سامنے نہ تھوکے کیونکہ وہ جب تک اپنی نماز کی جگہ میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کرتا رہتا ہے اور دائیں طرف بھی نہ تھوکے کیونکہ اس طرف فرشتہ ہوتا ہے، البتہ بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوک لے اور اسے مٹی میں چھپا دے۔''

(٤٩١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ

(٤٩٠) أخرجه البخاري: ٤١٦، و مسلم: ٥٥٠

(٤٩١) أخرجه البخاري: ٤٠٥، ٤١٧، و مسلم: ٥٥١

بْنُ جَعْفَرٍ، نَا حُمَيْدٌ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ، فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ، حَتَّى رُئِيَ فِي وَجْهِهِ، فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهِ، وَقَالَ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلاتِهِ، فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ، أَوْ إِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، فَلا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ فِي قِبْلَتِهِ، وَلَكِنْ عَنْ يَسَارِهِ، أَوْ تَحْتِ قَدَمِهِ))، قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَصَقَ فِيهِ، ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ، وَقَالَ: ((أَوْ يَفْعَلَ هَكَذَا۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف (دیوار پر) بلغم دیکھا، جو آپ کو ناگوار گذرا اور یہ ناگواری آپ کے چہرہ مبارک پر دکھائی دینے لگی، پھر آپ اٹھے اور خود اپنے ہاتھ سے اسے کھرچ ڈالا اور فرمایا: ''جب کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو گویا وہ اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے، یا یوں فرمایا کہ اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔اس لئے کوئی شخص قبلہ کی طرف نہ تھوکے۔البتہ بائیں طرف یا اپنے پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔'' پھر آپ نے اپنی چادر کا کنارہ لیا، اس پر تھوکا، پھر اس کو الٹ پلٹ کیا اور فرمایا: ''یا اس طرح کر لیا کرو۔''

شرح: (أو إنّ ربه بينه و بين القبلة) ''اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے'' مطلب یہ کہ نمازی جب قبلہ رخ ہوتا ہے تو اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے تو گویا اس کا مقصود و مسجود (اللہ تعالیٰ) اس کے سامنے ہوتا ہے اس لئے حکم دیا گیا کہ قبلہ کی طرف تھوکا نہ جائے۔

(و لا عن يمينه فإنَّ عن يمينِه مَلَكًا) ''دائیں طرف بھی نہ تھوکے کیونکہ اس طرف فرشتہ ہوتا ہے'' مطلب یہ ہے کہ فرشتے کا احترام ملحوظ رکھا جائے اگر نمازی کے بائیں جانب کوئی کھڑا ہو تو اس طرف بھی تھوکا نہ جائے۔ ہاں البتہ پاؤں کے نیچے یا کپڑے میں تھوک لے۔

(وضاحت: ابتدائے اسلام میں مساجد کچی تھیں اور فرش مٹی یا ریت کے تھے جن میں تھوک لینا اور تھوک کو چھپا دینا ممکن تھا۔ آج مساجد پختہ اور ان کے فرش سنگ رخام کے ہوتے ہیں ان حالات میں رمال کا استعمال ہی مناسب ہے جیسا کہ دوسری روایات میں اس کا ذکر موجود ہے۔ (ع،س)

(٤٩٢)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو عُمَرَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ، نَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَفِيدُ، نَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ الْبَجَلِيُّ، نَا عَفَّانُ، نَا هَمَّامٌ، نَا قَتَادَةُ......

حَدَّثَنَا أَنَسٌ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(٤٩٢) صحيح...... أخرجه الامام احمد: ١٣٥٦٧، وابو يعلى فى مسنده: ٣١٠٧

وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا بَزَقَ أَحَدُكُمْ فَلا يَبْزُقْ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَلا عَنْ يَمِينِهِ، وَلْيَبْزُقْ عَنْ شِمَالِهِ، أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى.))

فرمایا: ''اگر تم میں سے کسی کو تھوکنا ہو تو اپنے سامنے یا اپنے دائیں طرف نہ تھوکا کرے، البتہ اپنے بائیں طرف یا اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوک سکتا ہے۔''

(٤٩٣)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، نَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصَرَ فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ نُخَامَةً، فَحَكَّهَا بِحَصَاةٍ، ثُمَّ نَهَى أَنْ يَبْصُقَ الرَّجُلُ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَعَنْ يَمِينِهِ، وَقَالَ: ((يَبْصُقُ عَنْ يَسَارِهِ، أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى.))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ والی دیوار پر بلغم دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری کے ساتھ اسے کھرچ دیا پھر منع فرمایا کہ کوئی اپنے سامنے اور دائیں طرف نہ تھوکے اور فرمایا: ''کوئی شخص تھوکے تو اپنے بائیں طرف یا اپنے پاؤں کے نیچے۔''

(٤٩٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى بُصَاقًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ، فَحَكَّهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي، فَلا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهِ، فَإِنَّ اللَّهَ قِبَلَ وَجْهِهِ إِذَا صَلَّى.))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی دیوار پر تھوک دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھرچ ڈالا پھر آپ نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا: ''جب کوئی شخص نماز میں ہو تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے کیونکہ نماز میں منہ کے سامنے اللہ عزّ وجلّ ہوتا ہے۔''

(52)......بَابُ مَنْ أَكَلَ الثُّوْمَ فَلَا يَقْرَبِ الْمَسْجِدَ

لہسن کھانے والا مسجد میں نہ آئے

(٤٩٥)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، وَأَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ

(٤٩٣) أخرجه البخاري: ٤٠٨، ٤٠٩، و مسلم: ٥٤٨

(٤٩٤) أخرجه البخاري: ٤٠٦، و مسلم: ٥٤٧

(٤٩٥) أخرجه مسلم: ٥٦٣

مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ……

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ هَذِهِ الشَّجَرَةَ، يَعْنِي: الثُّومَ، فَلا يُؤْذِينَا فِي مَسْجِدِنَا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اس درخت میں سے کھائے یعنی لہسن کے درخت کو وہ ہم کو مسجد میں آکر نہ ستائے۔“

شرح عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ، فَلا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ الْمَلائِكَةَ تَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ الإِنْسُ۔)) …… سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو کوئی اس بد بودار درخت میں سے کھائے وہ ہماری مسجد کے پاس نہ آئے اس لیے کہ فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے جس سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔“ (صحیح مسلم: ٥٦٤)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حدیث میں لہسن کو درخت کہا گیا ہے، عرف میں درخت اسے کہتے ہیں جس کا تنا اور شاخیں ہوں اور اگر تنا نہ ہو تو وہ نجم (بوٹی) کہلاتی ہے جیسے قرآن میں ہے: ﴿وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ﴾…… ”انگوری اور درخت دونوں سجدہ کرتے ہیں۔“ (سورۂ رحمٰن: ١٦)

عربی لغت میں جس چیز کی جڑیں زمین میں کئی سال تک موجود رہیں اور موسم آنے پہ از خود اُگ آئیں اسے درخت کہا جاتا ہے۔ کپاس کا پودا ”درخت“ ہے کیونکہ بعض علاقوں میں ایک دفعہ بونے سے کئی سال تک جھاڑ وصول کیا جاتا ہے (ہمارے ہندو پاک میں کماد کی فصل اس کی مثال ہے) بینگن بھی اسی طرح ہی ہے۔ اور جس انگوری کا بیج دوبارہ نہ پھوٹے اور خشک ہو جائے، اگلے موسم میں از سر نو کاشت ہو تو وہ النجم یعنی انگوری کہلاتی ہے۔ جیسے کدو اور نیاز بو (خوشبودار پھول) وغیرہ۔ یہ باریک فرق تو لغت کے اعتبار سے ہے۔ قسم کھانے والے شخص کو چاہیے کہ وہ عرف کو ملحوظ رکھے کیونکہ گہرے فرق سے عوام بے خبر ہوتے ہیں۔

(٤٩٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، نَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ زَعَمَ عَطَاءٌ……

أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، زَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلا فَلْيَعْتَزِلْنَا))، أَوْ قَالَ: ((فَلْيَعْتَزِلْ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو لہسن یا پیاز کھائے ہوئے ہو تو وہ ہم سے دور رہے، یا یہ کہا کہ اسے ہماری مسجد سے دور رہنا

(٤٩٦) أخرجه البخاري: ٨٥٥، و مسلم: ٥٦٤

مَسْجِدَنَا، أَوْ لِيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ))، وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِقِدْرٍ فِيهِ خُضَرٌ فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا، فَسَأَلَ، فَأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبُقُولِ، فَقَالَ: قَرِّبُوهَا إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ، فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا، قَالَ: ((كُلْ فَإِنِّي أُنَاجِي مَنْ لا تُنَاجِي.))

چاہیے، یا اسے اپنے گھر میں ہی بیٹھنا چاہیے۔'' نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک ہانڈی لائی گئی جس میں کئی قسم کی ترکاریاں تھیں (پیاز، تھوم یا گندنا بھی) آپ نے اس میں بومحسوس کی اور اس کے متعلق دریافت کیا۔ اس سالن میں جتنی ترکاریاں ڈالی گئی تھیں وہ آپ کو بتا دی گئیں۔ آپ ﷺ نے اپنے کسی صحابی کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس کی طرف یہ سالن بڑھا دو۔ آپ نے اسے کھانا پسند نہیں فرمایا اور فرمایا: ''تم لوگ کھا لو۔ میری جن سے سرگوشی رہتی ہے تمھاری نہیں رہتی۔'' (یعنی فرشتوں سے)

شرح: (أتـي ببدَر) بعض روایات میں "ببدر" کے الفاظ ہیں بجائے "قدر" کے۔ بدر کے معنی گول طشتری اور پلیٹ کے ہیں، یعنی ایسی گول پلیٹ جیسے چودھویں کا چاند ''بدر'' ہوتا ہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: بعض علماء نے کچے لہسن اور پیاز کھانے کو نماز باجماعت سے پیچھے رہ جانے کے لئے ایک عذر جانا ہے۔ جس طرح بارش عذر ہے لیکن ان کی یہ بات درست نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے انہیں مسجد نہ آنے کا جو حکم دیا ہے یہ بطور ڈانٹ کے ہے اس سے اجازت مراد لینا درست نہیں، یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ لہسن پیاز کھانا تو ترک نہ کریں البتہ باجماعت نماز کو چھوڑ دیں۔ صحیح مفہوم یہ ہے کہ اگر کھانے کی ضرورت پڑ گئی ہے تو نماز کے اوقات کا لحاظ رکھ کر کھائیں تا کہ مسجد والوں کو تکلیف اور گھن محسوس نہ ہو۔

فائدہ: کسی بھی بدبودار چیز کو مسجد میں لے جانا یا اس کے کھانے کے بعد مسجد میں جانا برا ہے کیونکہ مسجد پاک اور مقدس جگہ ہے جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ آج کل سگریٹ اور نسوار والوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ منہ صاف کر کے اور بدبو دور کر کے مسجد میں آئیں۔ اگر نمازیوں کو ان کی بدبو سے تکلیف ہوتی ہے تو ظاہر ہے یہ باعث گناہ ہوگا۔ موجودہ دور کے علماء نے ان چیزوں کو لہسن پیاز پر ہی قیاس کیا ہے بلکہ ان اشیاء کی حرمت لہسن پیاز سے زیادہ شدید ہے لہسن پیاز کو پکا کر استعمال کیا جا سکتا ہے، مگر انھیں نہیں۔ (ع س)

(53)......بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمِنْبَرِ

منبر پر نماز پڑھنا

(٤٩٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، نَا سُفْيَانُ......

(٤٩٧) أخرجه البخاري: ٣٧٧، ٤٤٨، و مسلم: ٥٤٤

نَـا أَبُـو حَازِمٍ ، سَأَلُوا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ: مِنْ أَيِّ شَـيْءٍ الْـمِـنْبَـرُ؟ فَقَالَ: مَا بَقِيَ بِالنَّاسِ أَعْلَمُ مِـنِّي ، هُوَ مِنْ أَثْلِ الْغَابَةِ ، عَمِلَهُ فُلانٌ مَوْلَى فُـلانَةَ ، لِـرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيـنَ عُـمِـلَ ، وَوُضِـعَ ، فَـاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ ، كَبَّرَ ، وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهُ ، فَقَرَأَ وَرَكَعَ ، فَرَكَعَ الـنَّاسُ خَلْفَهُ ، ثُمَّ رَفَعَ ، ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى ، فَسَـجَـدَ عَلَى الأَرْضِ ، ثُمَّ عَادَ إِلَى الْمِنْبَرِ ، ثُـمَّ قَـرَأَ ، ثُمَّ رَكَعَ ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ، ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ بِالأَرْضِ ، فَهٰذَا شَأْنُهُ۔ عَـنْ اَبِي حَازِمٍ: فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ ، فَقَالَ: ((يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوْا وَلِتَعَلَّمُوْا صَلاتِي))

جناب ابو حازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا کہ لوگوں نے سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ منبر نبوی کس چیز کا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ اب اس کے متعلق مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا ہے۔ منبر غابہ کے جھاؤ سے بنا تھا۔ فلاں عورت کے فلاں غلام نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بنایا تھا۔ جب وہ تیار کر کے (مسجد میں) رکھا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوئے اور آپ نے قبلہ کی طرف اپنا منہ کیا اور تکبیر کہی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ نے قرآن مجید کی آیتیں پڑھیں اور رکوع کیا۔ آپ کے پیچھے تمام لوگ بھی رکوع میں چلے گئے۔ پھر آپ نے سر اٹھایا۔ پھر اسی حالت میں الٹے پاؤں پیچھے ہٹے، پھر زمین پر سجدہ کیا، پھر منبر پر دوبارہ تشریف لائے اور قراءت کی، پھر رکوع سے سر اٹھایا اور قبلہ ہی کی طرف رخ کئے ہوئے پیچھے لوٹے اور زمین پر سجدہ کیا۔ یہ ہے منبر کا قصہ۔ جناب ابو حازم (تابعی) کی روایت میں ہے کہ جب آپ نماز پڑھا چکے تو لوگوں کی طرف رخ انور کیا اور فرمایا: ''اے لوگو! میں نے یہ اس لئے دکھلایا ہے تا کہ تم میری اقتدا کرو اور نماز کے متعلق میرے طریقے کو جان لو۔''

شرح: (الأثل) ''جھاؤ کا درخت'' عربی زبان میں اس درخت کا دوسرا نام ''الطرفاء'' ہے۔

(الغابة) ''درختوں کا جھنڈ'' اس لفظ کی جمع ''غابات'' یا ''غابٌ''

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں کچھ فوائد ہیں: امام مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ کچھ علماء نے اس صورتحال کو برا جانا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے مدائن میں لوگوں کی امامت اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر شروع کی ہی تھی تو ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے انھیں قمیض سے کھینچا (مگر انہوں نے نماز کا آغاز کر دیا) جب نماز سے فارغ ہوئے تو ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہنے لگے: آپ

جانتے نہیں کہ ہمیں اس کیفیت سے منع کیا جاتا تھا؟ اس پر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں! جب آپ نے کھینچا تھا تو مجھے اسی وقت یاد آ گیا تھا۔(صحیح، ابوداود: ۵۹۷)

سیدنا سہل رضی اللہ عنہ والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل قلیل نماز کو باطل نہیں کرتا خواہ وہ قصداً ہی کیوں نہ ہو۔ نمازی کے آگے سے گذرنے والے کو روکنے کا حکم صحیح روایت میں آتا ہے، سانپ اور بچھو کو نماز کے اندر مار دینے کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کی دو سیڑھیاں تھیں۔ منبر سے اترنا اور چڑھنا دو قدم بنتے تھے اور یہ عمل قلیل تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے الٹے پاؤں اترے تا کہ قبلہ کی طرف چہرہ رہے اور پیٹھ نہ ہو۔ اگر خطبہ جمعہ کے دوران سجدہ تلاوت کی غرض سے اترنا پڑے تو جائز ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا تھا البتہ اترتے ہوئے چہرہ لوگوں کی طرف ہی رہے۔(صحیح بخاری: ۱۰۷۷)

اگر منبر سے اتر کر خطیب سجدہ تلاوت نہ کرے اور خطبہ جاری رکھے تو بھی جائز ہے، امام شافعی رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ اہل الرائے کا کہنا ہے کہ ضرور اترے اور سجدہ بجالائے۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: اترنے کی ضرورت نہیں، خطبہ جاری رکھے۔

(54)......بَابُ الْمَسَاجِدِ فِي الْبُيُوْتِ وَتَنْظِيفِهَا

گھروں میں جائے نماز مقرر کر لینا اور اسے صاف ستھرا رکھنا

(٤٩٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ الْبَابَانِيُّ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلَّالُ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَهُ......

قَالَ: حَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ، زَعَمَ أَنَّهُ عَقَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا مِنْ دَلْوٍ كَانَتْ فِي دَارِهِمْ، قَالَ: سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ، ثُمَّ أَحَدَ بَنِي سَالِمٍ، يَقُولُ: كُنْتُ أُصَلِّي لِقَوْمِي بَنِي سَالِمٍ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

جناب زہری کہتے ہیں کہ ہمیں سیدنا محمود بن الربیع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا وہ سمجھتے ہیں کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا یاد ہے اور آپ کا وہ کلی کرنا بھی یاد ہے جو آپ نے ہمارے محلّہ کے کنویں کے ڈول سے کی۔ کہتے ہیں: میں نے عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کو سنا، وہ کہہ رہے تھے: میں اپنی قوم بنو سالم کو نماز پڑھایا کرتا تھا، میں

(٤٩٨) أخرجه البخاري: ٤٢٤، و مسلم: ٣٣

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي قَدْ أَنْكَرْتُ بَصَرِي، وَإِنَّ السُّيُولَ تَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِي، فَلَوَدِدْتُ أَنَّكَ جِئْتَ فَصَلَّيْتَ فِي بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مَسْجِدًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ))، قَالَ: فَغَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ مَعَهُ بَعْدَمَا اشْتَدَّ النَّهَارُ، فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ، فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى قَالَ: ((أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ))، فَأَشَرْتُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهُ، ثُمَّ سَلَّمَ: وَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ فَحَبَسْنَاهُ عَلَى خَزِيرٍ صُنِعَ لَهُ، فَسَمِعَ بِهِ أَهْلُ الدَّارِ، فَثَابُوا حَتَّى امْتَلأَ الْبَيْتُ، فَقَالَ رَجُلٌ: أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُمِ؟ قَالَ رَجُلٌ مِنَّا: ذَلِكَ رَجُلٌ مُنَافِقٌ لا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلا تَقُولُونَهُ، يَقُولُ: لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ))، قَالَ: أَمَّا نَحْنُ، فَنَرَى وَجْهَهُ وَحَدِيثَهُ إِلَى الْمُنَافِقِينَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا: ((أَلا تَقُولُونَهُ، يَقُولُ: لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ))، قَالَ: بَلَى أُرَى يَا رَسُولَ اللَّهِ!، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَنْ يُوَافِيَ عَبْدٌ يَوْمَ

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول ! میری بینائی میں کچھ فرق آ گیا ہے اور بارشیں میرے اور میری قوم کی مسجد کے درمیان رکاوٹ بن جاتی ہیں۔ میری خواہش ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں اور (کسی جگہ) نماز پڑھ دیں تا کہ میں اسے نماز پڑھنے کی جگہ بنا لوں۔ رسول اللہ ﷺ نے عتبان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ان شاء اللہ میں تمہاری اس خواہش کو پورا کروں گا۔ عتبان نے کہا کہ (دوسرے دن) رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب دن چڑھا تو تشریف لے آئے اور رسول اللہ ﷺ نے اندر آنے کی اجازت چاہی، میں نے اجازت دے دی۔ جب آپ گھر میں تشریف لائے تو بیٹھے بھی نہیں اور پوچھا ''تم اپنے گھر کے کس حصہ میں مجھ سے نماز پڑھنے کی خواہش رکھتے ہو۔'' عتبان نے کہا: میں نے گھر میں ایک کونے کی طرف اشارہ کیا جہاں مجھے نماز پڑھنا پسند تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ (اس جگہ) کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی۔ پھر آپ نے سلام پھیرا اور ہم نے بھی آپ کے بعد سلام پھیر دیا۔ پس ہم نے آپ کو تھوڑی دیر کے لئے روکا اور آپ کی خدمت میں حلیم پیش کیا جو آپ ہی کے لئے تیار کیا گیا تھا، محلّہ والوں نے آپ کی آمد کے متعلق سن لیا۔ سب دوڑے چلے آئے یہاں تک کہ ایک مجمع گھر میں لگ گیا۔ ایک شخص بولا: مالک بن دخشم کہاں ہے؟ اس پر کسی دوسرے نے کہا: وہ تو منافق ہے جسے اللہ اور رسول سے کوئی محبت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: ''کیا تم اس کے بارے میں یہ نہیں کہتے کہ وہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے اور اس سے مقصود خالص اللہ

الْقِيَامَةِ وَهُوَ يَقُولُ: لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ، إِلا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّارَ))، قَالَ مَحْمُودٌ: فَحَدَّثْتُ قَوْمًا فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ الأَنْصَارِيُّ، صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَتِهِ الَّتِي تُوُفِّيَ فِيهَا مَعَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيَّ، وَقَالَ: مَا أَظُنُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا قُلْتَ قَطُّ، فَكَبُرَ ذَلِكَ عَلَيَّ، فَجَعَلْتُ لِلَّهِ عَلَيَّ إِنْ سَلَّمَنِي اللَّهُ حَتَّى أَقْفُلَ مِنْ غَزْوَتِي، أَنْ أَسْأَلَ عَنْهَا عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ إِنْ وَجَدْتُهُ، فَأَهْلَلْتُ مِنْ إِيلْيَاءَ بِحَجٍّ، أَوْ عُمْرَةٍ، حَتَّى قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ، فَإِذَا عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ، شَيْخٌ كَبِيرٌ، قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ، وَهُوَ إِمَامُ قَوْمِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ مِنْ صَلاتِهِ، جِئْتُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، وَأَخْبَرْتُهُ مَنْ أَنَا، فَحَدَّثَنِي بِهِ، كَمَا حَدَّثَنِي بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ۔

تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنا ہے'' تب منافقت کا الزام لگانے والا بولا: ہم تو بظاہر اس کی توجہات اور گپ شپ منافقوں کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمھارا یہ خیال نہیں کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے اور اس سے مقصود خالص اللہ کی رضا مندی حاصل کرنا ہے؟'' اس شخص نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول، اسے (لا الٰہ الا اللہ پڑھتے تو) دیکھا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے لا الٰہ الا اللہ کہنے والے پر اگر اس کا مقصد خالص اللہ کی رضا حاصل کرنا ہو دوزخ کی آگ حرام کر دی ہے۔'' سیدنا محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث کچھ لوگوں کو سنائی ان میں سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ جو نبی ﷺ کے صحابی ہیں موجود تھے۔ یہ اس غزوہ کی بات ہے جو یزید بن معاویہ کی سرکردگی میں لڑا گیا اور جس میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تھے۔ انہوں نے اس حدیث کا انکار کیا اور کہا: میرے خیال میں نبی ﷺ نے ایسا کبھی نہیں کہا۔ آپ کی یہ بات مجھ پر بڑی شاق گزری۔ میں نے اللہ کے لئے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے زندگی بخشی اور میں غزوہ سے صحیح سلامت واپس آ گیا تو عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کو ضرور ملوں گا۔ پس اس مقصد کے لئے میں نے (ایلیا) بیت المقدس سے حج اور عمرہ کا احرام باندھا اور مدینہ منورہ آ پہنچا۔ سیدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ بہت ضعیف ہو چکے تھے۔ آنکھوں کی بینائی جاتی رہی تھی اور وہ اپنی قوم کی امامت کر رہے تھے۔ جب انہوں نے نماز سے پھیرا۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کہا، اور میں نے اپنا تعارف کرایا تو انہوں نے

ویسے ہی حدیث سنائی جیسے پہلی بار سنائی تھی۔امام زہری کہتے ہیں: ہم نہیں جانتے کہ یہ حکم (کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے سے جہنم کا حرام ہو جانا) قرآن مجید میں فرائض کی تفصیل نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی کتاب میں اس کلمہ کا اقرار کرنے والے شخص پر فرائض کی ادائیگی کو ضروری قرار دیا ہے۔ ہمیں سخت اندیشہ ہے کہ معاملے کو کہیں ظاہر پر محمول نہ کیا جائے جو شخص ظاہر پہ محمول نہ کر کے دھوکہ (عملی تغافل) سے بچنا چاہتا ہے اسے بچنا ہی چاہیے۔ (اور لا الٰہ الا اللہ کے اقرار کے بعد عمل صالح سے سستی اور غفلت نہ برتے۔)

شرح (خزیرۃ) ایک قسم کا نمکین کھانا جس میں گندم کی بھوسی ڈالی جاتی ہے۔

(حریرۃ) ایک قسم کا حلوہ جو دودھ اور آٹے سے تیار ہوتا ہے۔

قتیبی کہتے ہیں: (خزیرۃ) ایک قسم کا کھانا جو گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو ابال کر پکانے اور آٹا ڈالنے سے بنتا ہے۔ جس طرح آج کل حلیم تیار کیا جاتا ہے۔ اگر گوشت نہ ہو تو اسی کھانے کو "عَصِیْدَۃ" کہتے ہیں۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آیا ہے کہ اس نے نبی ﷺ کے لئے "خطیفۃً" بنایا۔ یہ چیز دودھ اور آٹے سے مل کر بنتی ہے۔ لوگ چاٹ چاٹ کر کھاتے ہیں اور ایک دوسرے سے چھین چھین کر نوش کرتے ہیں۔

(سَمِعَ بہ أھل الدار) "محلّہ والوں نے سنا" جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے: ((خیرُ دُور الأنصار بَنو النَّجار)) ...... آپ ﷺ نے محلوں میں مساجد تعمیر کرنے کا حکم دیا۔" یعنی ایسی جگہوں پہ جہاں گھر اور مکانات ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے: ﴿سَأُرِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ﴾ ...... "اب بہت جلد تم لوگوں کو ان بے حکموں کا مقام دکھلاتا ہوں۔" (سورۂ اعراف: ۱۴۵)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جن مقامات میں رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا فرمائی ان کا قصد کرنا مستحب ہے۔ موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں: میں نے سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ ان مقامات کی ٹوہ لگایا کرتے تھے جن کو آپ ﷺ نے عبادت سے مشرف فرمایا تھا اور بیان کرتے ہیں کہ میرے والد محترم بھی ان مقامات میں نماز ادا کرنے کی پوری کوشش کرتے جہاں انہوں نے پیارے نبی ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔ (صحیح بخاری: ۴۸۳)

اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ گھر کی مسجد بندے کی ملکیت میں ہی رہتی ہے۔

مسجد میں ایک جگہ کو مخصوص اور مقرر نہ کرنے کا حکم گھر کی مسجد کے ساتھ نہیں بلکہ محلّہ کی مسجد کے ساتھ ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث سے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے چھوٹے بچے کا بچپن میں حدیث سن کر بیان کرنے پر دلیل پکڑی ہے جسے محدثین کی اصطلاح میں ''سماع صغیر'' کہتے ہیں کیونکہ محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلی کرنا یاد ہے جو آپ نے میری طرف کی جبکہ میں پانچ سال کا تھا۔

(مَجَّهَا) ''پھینکا'' جو پانی منہ میں لیکر دور پھینکا جائے وہ ''مَجّ'' کہلاتا ہے۔

(٤٩٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْبَغْدَادِيُّ، نَا عَامِرُ بْنُ صَالِحٍ الزُّبَيْرِيُّ، نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فِي الدُّورِ، وَأَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مسجدیں بنانے کا حکم فرمایا اور یہ کہ انہیں صاف ستھرا رکھا جائے اور خوشبو لگائی جائے۔

شرح اس حدیث میں دلیل ہے کہ کوئی جگہ صرف نام رکھنے سے مسجد کے حکم میں نہیں آجاتی جب تک کہ وہاں تعمیر نہ ہو اور اگر مسجد بن جائے تو مالک کا حق ختم ہو جاتا ہے۔

(٥٠٠)۔ أَخْبَرَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالِحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الشَّيْخِ، نَا أَبُو خَلِيفَةَ، نَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، نَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ......

عَنْ عَمِّهِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، وَمَعَهُ أَصْحَابُهُ، إِذْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ، فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَهْ مَهْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تُزْرِمُوهُ))، ثُمَّ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے، آپ کے صحابہ بھی موجود تھے، اتنے میں ایک دیہاتی شخص آیا اور مسجد میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کہا: رک جاؤ، رک جاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کا پیشاب مت روکو۔'' پھر آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''مسجدیں

(٤٩٩) هذا حديث صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤٥٥، والترمذي: ٥٩٤، وابن ماجه: ٧٥٨

(٥٠٠) أخرجه البخاري: ٢١٩، ومسلم: ٢٨٥

دَعَاهُ، فَقَالَ: ((إِنَّ هَذِهِ الْمَسَاجِدَ لا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنَ الْقَذَرِ، وَالْبَوْلِ، وَالْخَلاءِ، وَإِنَّمَا هِيَ لِقِرَائَةِ الْقُرْآنِ، وَذِكْرِ اللَّهِ، وَالصَّلاةِ))، ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَسَنَّهُ عَلَيْهِ۔

پیشاب، پاخانہ اور نجاست کے لائق نہیں یہ تو قرآن پڑھنے، اللہ کا ذکر کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے بنائی گئی ہیں۔'' پھر آپ نے ایک ڈول پانی کا منگایا اور اس پر بہا دیا۔

شرح: (لاتُزرِموہ) ''اس کا پیشاب مت روکو'' (سَنَّهُ عَلیه) ''اوپر بہا دیا''

(55)......بَابُ الصَّلاةِ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَأَعْطَانِ الإِبِلِ

بکریوں اور اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھنا

(٥٠١)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا آدَمُ، نَا شُعْبَةُ، أَنَا أَبُو التَّيَّاحِ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُصَلِّي قَبْلَ أَنْ يُبْنَى الْمَسْجِدُ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی تعمیر سے پہلے نماز بکریوں کے باڑے میں پڑھ لیا کرتے تھے۔

(٥٠٢)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الأَصَمُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامِ بْنِ مَلاسٍ النُّمَيْرِيُّ......

نَا حَرْمَلَةُ الْجُهَنِيُّ، حَدَّثَنِي عَمِّي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ رَبِيعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((صَلُّوا فِي مُرَاحِ الْغَنَمِ، وَلا تُصَلُّوا فِي مُرَاحِ الإِبِلِ۔)) وَبِهَذَا الإِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مُرُوا

جناب حرملہ الجہنی کہتے ہیں: مجھے میرے چچا عبدالملک بن ربیع نے بیان کیا وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا (سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا: ''بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیا کرو اور اونٹوں کے باڑے میں نماز نہ پڑھا کرو۔'' اسی سند کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے:

---

(٥٠١) أخرجه البخاري: ٢٣٤، و مسلم: ٥٢٤

(٥٠٢) الحديث الاول: صحيح ...... أخرجه ابن ماجه: ٧٧٠، والامام احمد: ١٥٣٤١

الحديث الثاني: حسن ...... أخرجه ابوداود: ٤٩٤، والامام احمد: ١٥٣٣٩

الحديث الثالث: حسن ...... أخرجه الامام احمد: ١٥٣٤٠، وابن أبي شيبة: ١/٢٧٨، و ابن خزيمة: ٨١٠

الصَّبِیَّ بِالصَّلاةِ ابْنَ سَبْعٍ، وَاضْرِبُوا عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرٍ)) وَبِهٰذَا الإِسْنَادِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اسْتَتِرُوْا فِي صَلاتِكُمْ وَلَوْ بِسَهْمٍ۔))

''بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو نماز نہ پڑھنے کی صورت میں سرزنش کرو۔'' اس سند کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے: ''نماز میں سترہ رکھو خواہ تیر ہی کیوں نہ ہو۔''

شرح: (حــرملة) سند میں مذکورہ شخص حرملہ کا نسب نامہ حرملہ بن عبدالعزیز بن الربیع بن سُبرہ بن معبد الجہنی ہے۔ ان کے چچا سے مراد عبدالملک بن الربیع ہیں۔

(٥٠٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا أَبُو كُرَيْبٍ، نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((صَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، وَلا تُصَلُّوْا فِي أَعْطَانِ الإِبِلِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیا کرو اور اونٹوں کے باڑے میں نماز نہ پڑھو۔''

شرح: (الأعطان) اس کا واحد ''عَطَنٌ'' ہے، کنویں کے قریب کی وہ جگہ جہاں اونٹ پانی پینے کے بعد بیٹھے رہتے ہیں تاکہ دوسرے اونٹ پانی پی سکیں۔

(المُراح) وہ مقام جہاں رات کو اونٹ بٹھائے جاتے ہیں۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھنے کی ممانعت اس لئے ہے کہ ان کی طبیعت میں بدکنا اور نفرت پائی جاتی ہے۔ خدشہ رہتا ہے کہ کب وہ مست ہو جائیں اور نمازی کو نقصان پہنچا دیں، نماز خراب کر دیں۔ کم از کم اتنا تو ضرور ہے کہ وہاں نماز ادا کرنے والے کو یکسوئی اور کامل توجہ نصیب نہیں ہوتی۔ اگر نماز کی ادائیگی کی جگہ پاک وصاف ہو (اور اونٹ نہ ہوں) تو اکثر اہل علم کے نزدیک (باڑے میں) نماز پڑھنا درست ہے۔

(٥٠٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ كُرَيْزٍ، عَنِ الْحَسَنِ......

---

(٥٠٣) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٣٤٨، وابن ماجه: ٧٦٨

(٥٠٤) صحيح ......أخرجه ابوداود: ١٨٤، والنسائي: ٧٣٤، وابن ماجه: ٧٦٩، والترمذي: ٨١

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا أَدْرَكْتُمُ الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ فِي مُرَاحِ الْغَنَمِ، فَصَلُّوا فِيهَا، فَإِنَّهَا سَكِينَةٌ وَبَرَكَةٌ، وَإِذَا أَدْرَكْتُمُ الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ، فَاخْرُجُوا مِنْهَا، فَصَلُّوا، فَإِنَّهَا جِنٌّ مِنْ جِنٍّ خُلِقَتْ، أَلَا تَرَوْنَهَا إِذَا نَفَرَتْ كَيْفَ تَشْمَخُ بِأَنْفِهَا۔))

سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب نماز کا وقت ہو جائے اور تم بکریوں کے باڑے میں ہو تو وہیں نماز پڑھ لو۔ کیونکہ وہ سکینت اور برکت کی جگہ ہے۔ اور اگر تم اونٹوں کے باڑے میں ہو تو وہاں سے باہر نکل کر نماز پڑھو اس لئے کہ وہ ''جن'' ہے اور جنات ہی سے پیدا کیا گیا ہے، کیا تم دیکھتے نہیں کہ جب شریر ہو جاتا ہے تو کیسے اپنے ناک کو کھینچتا ہے اور خراٹے لیتا ہے؟

شرح: امام نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ ایک اونٹ کو سترہ بنا کر نماز پڑھ رہے تھے اور انھوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ (صحیح بخاری: ۴۳۰)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام مالک، امام احمد، امام اسحاق اور امام ابو ثور رحمہم اللہ کا خیال ہے کہ اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھنا درست نہیں، ان حضرات کی دلیل حدیث مبارکہ کے ظاہر الفاظ ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: ایسی جگہ میں جہاں اونٹوں کا پیشاب تو ہو مگر اونٹ نہ ہوں نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ حدیث میں نہی اور ممانعت کا تعلق اونٹوں کے بیٹھنے والی جگہ کے ساتھ ہے۔ ان تمام حضرات نے گائیوں کے باڑے کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جانا اور اس کا حکم بکریوں کے باڑے کا ہی سمجھا ہے۔ اکثر اہل علم کا یہی خیال ہے کہ ماکول اللحم (جس جانور کا گوشت کھانا حلال ہے) کا پیشاب پاک ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سات سال کے بچے کو نماز پڑھنے کا حکم دیا تاکہ اسے عادت ہو، جب وہ اپنی عمر کے دسویں برس کو پہنچ جائے اور نماز چھوڑ دے تو اسے مار پیٹ کی جائے کیونکہ اب وہ بالغ ہو چکا ہے اور ڈانٹ ڈپٹ سہنے کے قابل ہو گیا ہے (بلوغت کی علامت لڑکے کے حق میں احتلام کا ہونا اور لڑکی کے حق میں ماہواری آنا ہے)

امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ دس سال کی عمر کا بچہ جو نماز ترک کرے گا اس کی قضا دے گا۔

(۵۰۵)۔ أَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ سَوَّارٍ أَبِي حَمْزَةَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ سَوَّارُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو حَمْزَةَ الْمُزَنِيُّ الصَّيْرَفِيُّ......

(۵۰۵) حسن صحیح ......أخرجه ابو داود: ۴۹۵

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مُرُوا أَوْلادَكُمْ بِالصَّلاةِ، وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ۔))

عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور شعیب اپنے دادا (سیدنا عبد اللہ بن عمرو) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں اور انہیں نماز کے سلسلہ میں (سستی پر) مارو جب وہ دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں اور ان کے بستر ے جدا جدا کر دو۔''

شرح اس سند سے یہ الفاظ بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((وَإِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُمْ خَادِمَهُ عَبْدَهُ أَوْ أَجِيرَهُ، فَلا يَنْظُرُ إِلَى مَا دُونَ السُّرَّةِ وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ۔)) ...... ''جب تم اپنی لونڈی کی شادی کر دو تو اس کے ستر کو نہ دیکھو، ستر ناف سے نیچے اور گھٹنوں سے اوپر تک ہے'' (حسن، ابو داود: ٤٩٦)

فائدہ: ایک لونڈی جب معاہدے کے تحت دوسرے شخص کی بیوی بن جاتی ہے تو یہ پابندی اس وقت عائد ہوتی ہے، وہ لونڈی تو مالک کی رہے گی مگر اس کی عصمت وعزت معاہدۂ نکاح کے ساتھ دوسرے شخص کی ملکیت ہوگی۔ (ع،س)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسے بچے کی نماز جو باتمیز ہے درست ہے۔

اہل علم کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا ایسے بچے کا اسلام لانا درست ہے یا نہیں؟

(بالغ ہونے کے بعد اسے دوبارہ کلمہ طیبہ پڑھنا پڑے گا یا نہیں) بعض کا خیال ہے کہ درست نہیں جیسا کہ بلوغت سے قبل اس کے مالی تصرفات اور خرید وفروخت کے معاہدے صحیح نہیں (بلکہ بلوغت کے بعد اسے اپنے اسلام کی تجدید کرنا ہوگی) یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ اور اہل الرائے کا یہ موقف ہے کہ اس عمر میں اس کا اسلام لانا درست اور قابل تسلیم ہے۔ اہل الرائے کا موقف ہے کہ اگر وہ اس عرصہ میں مرتد ہو جاتا ہے تو اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

اگر نابالغ بچہ کوئی فرض حکم وقت ادا کے آغاز ہی میں ادا کر گزرتا ہے، پھر وقت کے اختتام تک وہ بالغ ہو کر جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ دیتا ہے تو ایسی صورت میں اہل الرائے (اہل کوفہ) نے اعادہ (دوبارہ ادا کرنا) ضروری قرار دیا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے ظاہر قول کے مطابق اعادہ واجب نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کی اسلامی تربیت کا اہتمام کریں، انہیں طہارت اور نماز کے احکام سے روشناس کریں۔ جب وہ عقل وشعور کی منزل میں قدم رکھ دیں تو ان پر سختی کی جائے، گاہے گاہے مارنے پیٹنے کی نوبت آ جائے تو گریز نہ کیا جائے۔ جو بچہ احتلام کے تجربہ سے دوچار ہو جائے اور جو بچی مبتلائے حیض ہو جائے یا دونوں کا کاروان عمر پندرہویں سال کی تکمیل تک پہنچ جائے تو شریعت کے احکام ان پر فرض ہو جاتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے عکرمہ (مشہور تابعی) کو قرآن، سنن اور فرائض کی تعلیم دینے پہ مقرر کیا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اپنے بچوں کو اسلامی آداب واحکام سکھاؤ، والد سے اولاد کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے باز پرس ہوگی اور اولاد سے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری اور ادب واحترام کی بابت پوچھ گچھ ہوگی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوْآ أَنْفُسَكُمْ وَ أَهْلِيكُمْ نَارًا﴾...... ''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔'' (سورۂ تحریم:۶)

اولاد کو دین کے احکام سکھانے، اوامر ونواہی کی تعلیم دینے ہی میں جہنم کی آگ سے حفاظت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا: ﴿وَ أْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾...... ''اپنے گھرانے کے لوگوں کو نماز کی تاکید کیجیے اور خود بھی اس پر ڈٹ جایئے۔'' (سورۂ طٰہٰ:۱۳۲)

اللہ تعالیٰ نے جناب اسماعیل علیہ السلام کی اس خوبی پر تعریف فرمائی: ﴿وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَ الزَّكَاةِ﴾...... ''وہ اپنے گھر والوں کو برابر نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا۔'' (سورۂ مریم:۵۵) ایک قول ہے کہ (اَهْلَهُ) سے مراد صرف گھر والے نہیں بلکہ پوری امت ہے، ہر نبی کا اہل اس کی امت ہوتی ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿قُوْآ أَنْفُسَكُمْ وَ أَهْلِيكُمْ نَارًا﴾...... ''تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔'' (سورۂ تحریم:۶) کے بارے میں کہا: اپنی اولاد کو تعلیم دو اور انہیں زیور ادب سے مزین کرو۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ امام ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سلف اس بات کو ناپسند جانتے تھے کہ بچوں کو سن تمیز سے قبل قرآن پڑھایا جائے (یعنی کم از کم بچوں میں اتنا شعور ہو کہ وہ اللہ کی کتاب کے آداب ملحوظ رکھ سکیں)۔

(56)......بَابُ الْمَوَاضِعِ الَّتِي نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا

جن جگہوں پر نماز پڑھنا ممنوع ہے

(۵۰۶)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، وَأَبُو عَمَّارٍ، قَالَا: نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ،

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زمین ساری نماز پڑھنے کی جگہ ہے سوائے قبرستان

(۵۰۶) هذا حديث صحيح ......أخرجه ابوداود: ۴۹۲، والترمذی: ۳۱۷، وابن ماجه: ۷۴۵

إِلا الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ۔)) اور حمام کے“

(۵۰۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلانَ، نَا الْمُقْرِءُ، نَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ جَبِيرَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُصَلِّيَ فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ، فِي الْمَزْبَلَةِ، وَالْمَجْزَرَةِ، وَالْمَقْبَرَةِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ، وَفِي الْحَمَّامِ، وَفِي مَعَاطِنِ الإِبِلِ، وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللَّهِ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مقامات پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا: (۱) گندگی پھینکنے کی جگہ (۲) جانور ذبح کرنے کی جگہ (۳) قبرستان (۴) شارع عام (۵) حمام (۶) اونٹوں کا باڑہ (۷) بیت اللہ کی چھت۔

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اہل علم کے ہاں قبرستان اور حمام میں نماز ادا کرنے کے مسئلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔سلف کی کثیر تعداد ان دو مقامات میں نماز ادا کرنے کو ناپسند جانتی ہے خواہ جگہ پاک وصاف ہی کیوں نہ ہو کیونکہ حدیث کے الفاظ کا یہی تقاضا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔“ (صحیح بخاری: ۴۳۲)

اس حدیث کے الفاظ دلالت کناں ہیں کہ قبرستان نماز پڑھنے کا محل و مقام ہی نہیں۔بعض کا خیال ہے ان مقامات میں نماز کی ادائیگی جائز ہے جب جگہ پاک وصاف ہو۔

مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو ایک قبر کے پاس نماز پڑھتے دیکھا تو کہا: دیکھئے قبر ہے قبر، لیکن انہیں نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا۔

جناب حسن بصری رحمہ اللہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے قبرستان میں نماز پڑھی۔ امام مالک رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: گھر اور قبرستان کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ عام طور پر حمام گندے اور نجاست سے اٹے ہوتے ہیں اور قبرستان میں مردوں کے گوشت، ہڈیوں اور پیپ وغیرہ کا اندیشہ رہتا ہے اس لئے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: گندگی کے ڈھیر، ذبح خانے اور شارع عام میں نماز پڑھنے کے حکم کا تعلق بھی نجاست ہی سے ہے البتہ سڑک کے حوالے سے ایک اور بات بھی ہے کہ گزرنے والوں کی کثرت نماز کی یکسوئی اور توجہ کے لئے مانع ہے۔

بیت اللہ کی چھت پر نماز پڑھنا درست نہیں، اگر نمازی کے آگے اونٹ کے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر دیوار نہ ہو

(۵۰۷) ضعیف ......أخرجه الترمذي: ۳۴۶، وابن ماجه: ۷۴۶

اگر ہو تو درست ہے۔

اہل الرائے نے دیوار نہ ہونے کی صورت میں بھی نماز کے جواز کی بات کی ہے جس طرح کوئی ابوقبیس پہاڑ پر چڑھ کر قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھے تو جائز ہے حالانکہ اس کا چہرہ بیت اللہ کے اوپر والی فضا کی سیدھ میں ہوگا۔

جن علماء نے ان مقامات میں صاف ستھرا ہونے کی صورت میں نماز پڑھنے کی بات کی ہے ان کی دلیل سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمام زمین میرے لئے نماز پڑھنے اور پاکی حاصل کرنے کی جگہ بنائی گئی ہے۔'' (صحیح بخاری: ٤٣٨، صحیح مسلم: ٥٢١)

(ان حضرات کا استدلال یوں ہے کہ ہر مقام پہ اصلاً نماز پڑھنا جائز ہے الا یہ کہ طہارت مفقود ہو۔ گزشتہ مذکور مقامات پہ جب طہارت پائی جائے گی تو نماز پڑھنا درست ہے)

یہ بھی کہا گیا ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں امت محمدیہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ ان کے لئے زمین کو پاک قرار دیا گیا ہے (وہ اس سے تیمّم کر سکتے ہیں) اور نماز کی مخصوص جگہوں (مساجد) کے علاوہ بھی جہاں چاہیں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ پہلی امتوں کو یہ رخصت نصیب نہ تھی بلکہ ان پر لازم تھا کہ وہ عبادت کی انجام دہی کے لئے گرجا گھروں اور معبد خانوں ہی میں پہنچیں۔

امت محمدیہ کو دی گئی اس عمومی رعایت میں کچھ مقامات کی تخصیص ممکن ہے۔ اس سے فضیلت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ (اور ان سات مقامات میں نماز نہ ادا کی جائے جن کو خاص کر لیا گیا ہے) اگر مسجد راستے میں تعمیر کی جائے جس سے گزرنے والوں کو کوئی گزند نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ امام حسن بصری، ایوب سختیانی اور امام مالک رحمہم اللہ کا یہی خیال ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلے پہل تو مسجد گلی میں بنائی پھر کچھ خیال آیا تو گھر کے اندر تعمیر کی، وہ اس میں نماز پڑھتے تھے۔

گرجا گھروں کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایسے گرجے میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے جہاں تصویریں اور مورتیاں نہ ہوتیں۔ اگر یہ چیزیں ہوتیں تو باہر نکل آتے، ایک دفعہ تو باہر بارش میں نماز ادا کی لیکن اندر نہ پڑھی۔ (صحیح بخاری معلقا: کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی البیعۃ)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ہم تمھارے کلیساؤں میں نماز مورتیوں اور تصویروں کی وجہ سے نہیں پڑھتے۔ (ایضاً)

بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بابل کے خسف شدہ (دھنسے ہوئے) علاقے میں نماز پڑھنا اچھا نہیں جانتے تھے۔ (صحیح بخاری معلقا: کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی مواضع الخسف والعذاب)

اگر ایک شخص ایسی جگہ نماز پڑھتا ہے جس کے قریب نجاست ہے تو اس کی نماز درست ہے بشرطیکہ نماز کی جگہ پاک ہو۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ایسے ہی مقام پہ نماز پڑھی اور کہا: اس جگہ اور کہیں اور نماز پڑھنا ایک جیسا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے برف پر نماز پڑھی۔ جناب حسن بصری رحمہ اللہ برف پر اور پل پر نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں جانتے تھے خواہ پل کے نیچے سے پیشاب بہہ رہا ہو۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی جا سکتی ہے اگر گرنے کا ڈر نہ ہو اور ساتھیوں کے لیے مشقت کا باعث نہ ہو۔ بصورت دیگر بیٹھ کر پڑھی جائے۔

(57)...... بَابُ كَرَاهِيَةِ أَنْ يُتَّخَذَ الْقَبْرُ مَسْجِدًا

قبر کو سجدہ گاہ بنانے کی کراہت

(٥٠٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ هِلَالٍ الْوَزَّانِ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: ((لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ، وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا۔)) قَالَتْ: وَلَوْلَا ذَلِكَ لَأَبْرَزْتُ قَبْرَهُ، غَيْرَ أَنِّي أَخْشَى أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں فرمایا: ''یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر ایسا ڈر نہ ہوتا تو آپ کی قبر کھلی رہتی (اور حجرہ میں نہ ہوتی) کیونکہ مجھے ڈر اس کا ہے کہ کہیں آپ کی قبر بھی مسجد نہ بنا لی جائے۔

(٥٠٩/ ١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا كَانَ مَرِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ بَعْضُ نِسَائِهِ كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ، وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ، وَأُمُّ حَبِيبَةَ، قَدْ أَتَتَا أَرْضَ الْحَبَشَةِ، فَذَكَرْنَ كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ، يُقَالُ لَهَا: مَارِيَةُ، وَذَكَرْنَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پڑے تو آپ کی بعض بیویوں (سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا) نے ایک گرجے کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا جس کا نام ماریہ تھا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا دونوں حبش کے ملک میں گئی تھیں، انہوں نے اس کی خوبصورتی اور اس میں رکھی ہوئی تصاویر کا بھی ذکر کیا۔ اس

(٥٠٨) أخرجه البخاري: ١٣٣٠، و مسلم: ٥٢٩

(٥٠٩/ ١) أخرجه البخاري: ١٣٤١، و مسلم: ٥٢٨

مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِيرَ فِيهَا، فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: ((إِنَّ أُولَئِكَ إِذَا مَاتَ مِنْهُمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ، بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا، ثُمَّ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ، أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ۔))

پر نبی کریم ﷺ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی صالح شخص مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد تعمیر کر دیتے پھر اس کی مورت اس میں رکھتے۔ اللہ کے نزدیک یہ لوگ مخلوق میں سب سے برے ہیں۔''

(۵۰۹/ ۲)۔ وَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، نَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، بِهَذَا الإِسْنَادِ مِثْلَهُ

سابقہ حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔

(۵۱۰)۔ أَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا قُتَيْبَةُ، نَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ، وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں، قبروں کو سجدہ گاہ بنانے اور ان پر چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی۔

تشریح: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبرستان بار بار جانے والی خواتین پر لعنت فرمائی۔ (حسن، ترمذی: ۱۰۵۶، ابن ماجہ: ۱۵۷٦)

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ عورتوں کے حق میں یہ سختی قبرستان جانے کی عمومی رخصت سے پہلے تھی۔ جب آپ ﷺ نے رخصت عنایت فرما دی تو یہ سہولت مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی حاصل ہوگئی اور وہ لعنت کا مستحق نہ رہیں کچھ اہل علم کا خیال ہے کہ آپ نے عورتوں کا قبرستان جانا (اجازت کے باوجود) ناپسند فرمایا ہے کیونکہ عورتیں صبر و حوصلہ سے محروم اور زیادہ رونے والی اور واویلا کرنے والی ہوتی ہیں۔

(۵۰۹/ ۲) انظر الحدیث السابق

(۵۱۰) ھذا حدیث حسن ......أخرجه ابوداود: ۳۲۳٦، والترمذی: ۳۲۰، والنسائی: ۲۰۴۲، وابن ماجه: ۱۵۷۵

(58)......بَابُ السَّتْرِ فِي الصَّلَاةِ

نماز کا ستر

ارشادِ ربانی ہے: ﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ ...... ''تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔'' (سورۂ اعراف:۳۱)

جناب مجاہد نے کہا: جو چیز آپ کا ننگ ڈھانپ دے وہ ستر ہے خواہ ''عبا'' ہی کیوں نہ ہو (''عبا'' عربوں کی مخصوص لمبی قمیص کو کہتے ہیں جو وہ اوپر پہنتے ہیں)

(59)......بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

ایک کپڑے میں نماز ادا کرنا

(٥١١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ؟))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سائل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''بھلا کیا تم میں سے ہر شخص کے پاس دو کپڑے ہیں؟''

شرح (أَوَ لِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ) ''بھلا کیا تم میں ہر شخص کے پاس دو کپڑے ہیں۔''

امام خطابی کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انداز استفہامیہ ہے۔ ان الفاظ میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی تنگی اور عسرت کا تذکرہ ہے کہ اس زمانہ میں ہر کسی کے پاس کپڑوں اور لباس کی قلت تھی۔ پیرایہ گفتگو میں ہی فتویٰ بھی دے دیا گیا ہے کہ ایک کپڑے میں نماز درست ہے وہ اس طرح کہ شرمگاہ کا چھپانا واجب وضروری ہے اور بالخصوص نماز میں اور ہر کسی کو دو کپڑے میسر بھی نہیں ہوتے پھر ایک کپڑے میں نماز کا جائز ہونا تمھیں کیوں سمجھ نہیں آتا؟

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے ایک تہبند میں نماز پڑھی اور گُدی کے پیچھے اسے گرہ لگا رکھی تھی اور ان کے باقی کپڑے کھونٹی پہ لٹکے ہوئے تھے۔ (صحیح بخاری: ٣٥٢، صحیح مسلم: ٣٠٠٨)

(انھوں نے ایسا اس لئے کیا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ایک کپڑے میں مرد کی نماز ہو جاتی ہے۔)

(٥١٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا

(٥١١) أخرجه البخاري: ٣٥٨، و مسلم: ٥١٥

(٥١٢) أخرجه البخاري: ٣٥٥، و مسلم: ٥١٧

أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ۔

سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا، کپڑے کے دونوں کناروں کو آپ نے دونوں کندھوں پر ڈال رکھا تھا۔

(٥١٣)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ الْقَاضِي، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، أَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْهِ۔

سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، کپڑے کے دونوں کناروں کو آپ نے دونوں کندھوں پر ڈال رکھا تھا۔

(٥١٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْخَرَقِيُّ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا حُمَيْدٌ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: آخِرُ صَلاةٍ صَلاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الْقَوْمِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر مبارک کی آخری نماز جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں پڑھی وہ ایک کپڑے میں تھی، اس طرح کہ کپڑے کو گردن کے پیچھے سے گذار کر سینے پر باندھا ہوا تھا۔

فائدہ: توشح کا مطلب ہے کہ کپڑے کا وہ کنارہ جو دائیں مونڈھے پر ہو اس کو بائیں ہاتھ کے بغل سے اور جو بائیں مونڈھے پر ڈالا ہو اس کو داہنے ہاتھ کی بغل کے نیچے سے نکال کر دونوں کناروں کو ملا کر سینے پر باندھ لیا جائے۔

(ع،س)

---

(٥١٣) انظر الحديث السابق

(٥١٤) صحيح ......أخرجه النسائي: ٧٨٥، والترمذي: ٣٦٣

(٥١٥)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالِ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، نَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، لَيْسَ عَلَى عَاتِقَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی شخص کو بھی ایک کپڑے میں نماز اس طرح نہیں پڑھنی چاہیے کہ اس کے کندھوں پر کچھ نہ ہو۔''

شرح: یہ نہی بطور ادب ہے کہ کندھوں پر کپڑے کے بغیر نماز نہ پڑھی جائے۔ اہل علم کا اتفاق ہے کہ ایک شخص اگر ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا حصہ ڈھانپ لیتا ہے تو اس لباس میں اس کا نماز پڑھنا درست ہے اور سنت یہ ہے کہ تہہ بند اور چادر (اوپر والے جسم پر) میں نماز پڑھی جائے اگر میسر ہوں۔

(٥١٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا أَبُو نُعَيْمٍ، نَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ......

عَنْ عِكْرِمَةَ، سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ، فَلْيُخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے اسے کپڑے کے دونوں کناروں کو اس کے مخالف سمت کے کندھے پر ڈال لینا چاہیے۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کپڑا کندھوں کے درمیان میں نہ کسا جائے کہ کندھے ننگے رہ جائیں بلکہ چادر کو اس طرح باندھا جائے کہ کندھے چھپ جائیں اور ایک ہی چادر اوپر اور نیچے والے دھڑ کو ایک ساتھ ڈھانپ لے اور ایسا اسی صورت میں ممکن ہے جب چادر کشادہ ہو، اگر چادر تنگ ہو تو اسے گدی کے نیچے باندھ لیا جائے۔

مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو ایک کپڑے کے متعلق فرمایا: ''اگر کپڑا کشادہ ہو تو اسے پورے جسم پہ لپیٹ لے اور اگر تنگ ہو تو صرف تہبند باندھ لے۔'' (صحیح، ابوداود: ٦٣٥)

التحاف سے مراد چادر کو کندھوں پر اس طرح لینا ہے کہ کنارے دائیں بائیں نکل جائیں اور ان کو کمر پر باندھ دیا جائے

(٥١٥) أخرجه البخاري: ٣٥٩، و مسلم: ٥١٦

(٥١٦) أخرجه البخاري: ٣٦٠

یا بڑی چادر کے ایک حصے سے تہہ بند کا کام لیا جائے اور دوسرے سے اوپر والے جسم کو ڈھانپ لیا جائے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں: اگر کسی شخص کو دو کپڑے دستیاب ہوں تو ان میں نماز پڑھے اور اگر ایک ہی کپڑا میسر ہو تو اس کا تہبند باندھ لے اور یہودیوں کی طرح نہ اوڑھے۔

امام خطابی کہتے ہیں (اشتمال الیہود) ''یہودیوں کی طرح چادر اوڑھنا'' یہ ہے کہ چادر کندھے پر ڈالی جائے اور دونوں کنارے دونوں طرف سے لٹکتے رہیں اور انہیں کہیں اڑسا نہ جائے۔''اشتمال صمّاء'' جس کا تذکرہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ چادر اپنے کندھوں پر ڈالی جائے، پھر ایک طرف کی چادر اٹھا کر کندھے پر لی جائے کہ ایک کنارے سے شرمگاہ کھل جائے (اور کوئی دوسرا کپڑا وہاں نہ ہو)

اشتمال صماء کی یہ وضاحت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں آئی ہے۔(صحیح بخاری: ٥٨٢٠)

فقہاء بھی اس کی یہی تعریف کرتے ہیں۔

فن لغت کے امام اصمعی اشتمال صماء کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عربوں کے نزدیک وہ یہ ہے کہ کوئی شخص ایک کپڑے کو اپنے جسم پر اس طرح لپیٹ لے کہ نہ تو وہ اس سے کسی جانب کو بلند کرتا ہو اور نہ اتنی جگہ ہی باقی ہو کہ اس سے اس کا ہاتھ نکل سکے اور بسا اوقات وہ اسی حالت میں لیٹ جائے۔

ابو عبید کہتے ہیں: اس سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہاتھ بند ہو جاتے ہیں اور گرنے یا کسی غرض سے جب ہاتھ کے استعمال کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ تو کپڑے کے اندر ہوتے ہیں۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صماء سے منع کرتے ہوئے فرمایا: ''صماء یہود کا اشتمال ہے۔''

تو اس حدیث میں آپ نے صماء اور یہودیوں کے اشتمال (جس کا ذکر ابھی گزرا ہے) کو ایک ہی چیز قرار دیا ہے۔

(٥١٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَّالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا عَطَّافُ بْنُ خَالِدٍ، وَالدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ......

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نَكُونُ فِي الصَّيْدِ، أَفَيُصَلِّي أَحَدُنَا فِي الْقَمِيصِ الْوَاحِدِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَلْيَزُرَّهُ،

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم شکار کھیلتے ہیں تو کیا ہم ایک قمیص میں نماز پڑھ لیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ہاں لیکن اس

(٥١٧) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ٦٣٢، والنسائی: ٧٦٤، ورواه البخاری معلقا

وَلَوْ لَمْ يَجِدْ إِلا أَنْ يَخُلَّهُ بِشَوْكَةٍ۔)) کو باندھ لے، اگرچہ باندھنے کے لئے کانٹے کے علاوہ کوئی چیز نہ ملے۔

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کانٹا لگانے کا حکم تب ہے جب قمیص کا گریبان کھلا ہو اور اس سے شرمگاہ کے نظر آنے کا اندیشہ ہو۔

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے یہ بات پسند ہے کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے والا شخص اپنے کندھوں کو ضرور ڈھانپ لے۔

(60)......بَابُ السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ
نماز میں کپڑا لٹکانا

(٥١٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا هَنَّادٌ، نَا قَبِيصَةُ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عِسْلِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلاةِ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سدل سے منع کیا ہے۔

(٥١٩)۔ وَأَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاءِ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الأَحْوَلِ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ إِبْرَاهِيمُ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلاةِ، وَأَنْ يُغَطِّيَ الرَّجُلُ فَاهُ، وَالسَّدْلُ هُوَ إِرْسَالُ الثَّوْبِ حَتَّى يُصِيبُ الأَرْضَ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سدل سے منع کیا اور اس سے کہ آدمی اپنا منہ ڈھانپ لے۔ سدل یہ ہے کہ کپڑے کو اس قدر چھوڑ دینا کہ زمین تک پہنچ جائے۔

شرح علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے بعض کا خیال ہے کہ نماز میں سدل ناپسندیدہ ہے اور ایسا یہودی کیا کرتے تھے۔ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نماز اور غیر نماز دونوں حالتوں میں اس کو ناپسند کرتے ہیں، امام عطاء، امام حسن بصری، امام ابن سیرین، امام مکحول، امام زہری اور امام مالک رحمہم اللہ نماز میں بھی سدل کی رخصت کے قائل ہیں۔

(٥١٨) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ٦٤٣، والترمذی: ٣٧٨

(٥١٩) انظر الحديث السابق

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ممکن ہے جن علماء نے نماز میں سدل کی رخصت اور نماز کے علاوہ منع ہونے کی بات کی ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ نماز میں آدمی ایک جگہ موجود رہتا ہے (تو سدل میں تکبر کا اندیشہ نہیں) جبکہ نماز کے علاوہ آدمی چلتا پھرتا رہتا ہے تو تکبر میں پڑنے کا قوی امکان رہتا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: نماز میں سدل اس وقت منع ہے جب آدمی صرف ایک کپڑا پہنے ہوئے ہو اور اگر قمیص زیب تن کی ہوئی ہو تو سدل میں کوئی حرج نہیں۔ جو علماء سدل کو مطلقاً ناجائز سمجھتے ہیں اور اس قسم کے فرق نہیں کرتے ان کی دلیل سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے نماز میں تکبر سے چادر کو لٹکایا، اللہ تعالیٰ نہ اس کے لئے جنت حلال کرے گا اور نہ اس پر دوزخ حرام کرے گا۔'' (صحیح، ابوداود: ٦٣٧)

(وان يُغَطِّي الرَّجُلُ فاه) ''اور یہ کہ آدمی اپنا منہ ڈھانپ لے'' امام ابوسلیمان خطابی کہتے ہیں: عربوں کی یہ عادت تھی کہ وہ پگڑیوں سے منہ ڈھانپ لیا کرتے تھے (یعنی ڈھاٹا باندھ لیا کرتے تھے) تو نماز کی حالت میں اس کیفیت سے منع کر دیا گیا، البتہ اگر نمازی کو جمائی آئے تو وہ اپنا منہ ڈھانپ سکتا ہے کیونکہ حدیث میں اس کی اجازت آئی ہے۔

(61)......بَابُ الصَّلَاةِ فِي لُحُفِ النِّسَاءِ

عورتوں کی اوڑھنی (پردے کی چادر) میں نماز پڑھنا

(٥٢٠)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الطَّحَّانُ، أَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشٍ، أَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَكِّيُّ، أَنَا أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلامٍ، نَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لا يُصَلِّى فِي شُعُرِنَا، وَلا فِي لُحُفِنَا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے شعار یا لحاف میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔

شرح: ابوعبید کہتے ہیں: لفظ شعار کی جمع شُعُرٌ ہے۔ شعار وہ کپڑا ہے جو انسان کے بدن سے لگا رہے اور **دُثار** اس کپڑے کو کہتے ہیں جو شعار کے اوپر پہنا جاتا ہے۔ سردی سے بچاؤ کے لئے **لحاف** اوڑھنے کی چادر کو کہتے ہیں۔

فائدہ: ممکن ہے کہ ان چادروں کے ساتھ حیض کا خون لگ جاتا ہو یا ان کا رنگ ایسا ہو جو مردوں کے لیے ممنوع ہو، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان چادروں کو استعمال نہ کرتے ہوں۔ (م،م)

(٥٢٠) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٣٦٧، والترمذى: ٦٠٠، والنسائى: ٥٣٦٦

(٥٢١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى، نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ أَشْعَثَ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي فِي لُحُفِ نِسَائِهِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں کے لحاف (چادروں) میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔

شرح: عورتوں کے کپڑوں میں نماز پڑھنے کی رخصت کا تذکرہ بھی آیا ہے۔ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ لیا کرتے تھے ایسی چادر میں جس کا کچھ حصہ میرے اوپر ہوتا اور باقی آپ اوڑھے ہوئے ہوتے جبکہ میں حیض والی ہوتی۔(صحیح بخاری: ٥١٨، صحیح مسلم: ٥١٣)

(٥٢٢)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ، أَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ......

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، أَنَّهُ سَأَلَ أُخْتَهُ أُمَّ حَبِيبَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُهَا فِيهِ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، إِذَا لَمْ يَرَ فِيهِ أَذًى۔

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بہن سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کپڑے میں نماز پڑھ لیتے تھے جو پہن کر ان سے صحبت کرتے تھے۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہاں جب اس میں نجاست معلوم نہ ہوتی۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جس عالم نے عورتوں کے کپڑوں میں نماز پڑھنے کو ناپسند جانا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ حیض وغیرہ سے آلودہ ہونے کا خدشہ رہتا ہے جس طرح یہود ونصاریٰ کے لباس میں نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھا گیا ہے۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ نے مجوسیوں کے بنے ہوئے کپڑے میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جانا۔

معمر کہتے ہیں: میں نے امام زہری کو دیکھا وہ یمن کے بنے ہوئے کپڑوں میں نماز پڑھ رہے تھے، جن کو پیشاب سے رنگا گیا تھا۔

فائدہ: ممکن ہے کہ پیشاب حلال جانوروں کا ہو، بہرحال جس کپڑے کو پیشاب سے رنگا جاتا ہے، استعمال کے

(٥٢١) انظر الحديث السابق

(٥٢٢) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٣٦٦، وابن ماجه: ٥٤٠، والنسائي: ٢٩٤

وقت تو اس میں پیشاب کے اثرات باقی نہیں ہوتے۔(م،م)

(62)......بَابُ كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ فِي ثَوْبٍ لَهُ أَعْلَامٌ

تصویروں والے کپڑے میں نماز پڑھنا ممنوع ہے

(٥٢٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ، فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: ((اذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هَذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ، وَائْتُونِي بِإِنْبِجَانِيَّةِ أَبِي جَهْمٍ، فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آنِفًا عَنْ صَلَاتِي۔))

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر میں نماز پڑھی جس میں نقش ونگار تھے۔آپ نے انہیں ایک مرتبہ دیکھا۔ پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:"میری یہ چادر ابوجہم (عامر بن حذیفہ) کے پاس لے جاؤ اور ان کی انبجانیہ چادر لے آؤ، کیونکہ اس چادر نے ابھی نماز سے مجھ کو غافل کر دیا تھا۔"

شرح (الخميصة) "کالی چادر" کبھی دھاریاں بھی ہوتی ہیں، ریشم یا اون کی بنی ہوتی ہے۔

(الإنبجانية) ایک شہر کی طرف نسبت ہے جہاں چادریں بنتی تھیں۔

(ألهتني) "غافل کر دیا، مشغول کر دیا" حدیث مبارکہ میں اشارہ ہے کہ نماز ادا کرتے ہوئے ہر اس چیز سے نظر کو محفوظ رکھا جائے جس کے بارے میں ڈر ہو کہ نماز سے توجہ ہٹا دے گی۔

(٥٢٤)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ، نَا سَعِيدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَدَنِيُّ، مَوْلَى آلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجِسَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمًا وَعَلَيْهِ نَمِرَةٌ لَهُ، فَقَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ: ((أَعْطِنِي نَمِرَتَكَ وَخُذْ نَمِرَتِي))، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!

سیدنا عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز پڑھی، آپ پر چادر تھی۔ آپ نے اپنے صحابہ میں سے ایک شخص سے کہا:"اپنی چادر دے دو اور میری چادر آپ لے لو" صحابی نے کہا: اے اللہ

---

(٥٢٣) أخرجه البخاري: ٣٧٣، و مسلم: ٥٥٦

(٥٢٤) سنده حسن ...... أخرجه الضياء في "المختارة": ٣٨٣، والطبراني في المعجم الاوسط: ١٦٩٠

نَمِرَتُكَ أَجْوَدُ مِنْ نَمِرَتِي ، قَالَ: ((أَجَلْ ، وَلَكِنْ فِيهَا خَيْطٌ أَحْمَرُ ، فَخَشِيتُ أَنْ أَنْظُرَ إِلَيْهَا ، فَيَفْتِنَنِي فِي صَلَاتِي أَوْ يَلْفِتَنِي۔))

کے رسول! آپ کی چادر میری چادر سے قیمتی ہے، آپ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے لیکن میری چادر میں سرخ دھاریاں ہیں مجھے ڈر ہے کہ میں ان کے دیکھنے سے نماز سے مشغول نہ ہو جاؤں یا یہ فرمایا کہ میری توجہ نہ بٹ جائے۔''

شرح بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک خوبصورت پرندہ اڑا اور باغ سے باہر نکلنے کے لئے درختوں کی شاخوں میں سے راستہ تلاش کرنے لگا۔ گھنے اور گنجان درختوں کی شاخوں سے وہ باہر نہ نکل سکتا تھا، اس طرح ایک دلکش نظارہ پیدا ہو گیا۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کچھ دیر کے لئے اس پر فریب منظر کو دیکھنے میں محو ہو گئے اور نماز کی رکعات بھول گئے۔ دل میں خیال آیا کہ اس مال کی وجہ سے میں آزمائش میں پڑ گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئے اور کہا: میرا فلاں باغ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے آپ جیسا چاہیں اس کا استعمال فرمائیں۔ (منقطع، مؤطا امام مالك: ۲۲۲)

مروی ہے کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ باغات میں نماز پڑھنا پسند فرماتے تھے۔ (ضعیف، ترمذی: ۳۳٤)

(٥٢٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أحمد بن عبد الله النعيمى ، أَخْبَرَنَا محمد بن يوسف ، حَدَّثَنَا محمد بن إسماعيل ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ......

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قَدْ أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوجُ حَرِيرٍ ، فَلَبِسَهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا كَالْكَارِهِ لَهُ ، ثُمَّ قَالَ: ((لَا يَنْبَغِي هَذَا لِلْمُتَّقِينَ۔))

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشم کی قبا تحفے میں دی گئی۔ اسے آپ نے پہنا اور نماز پڑھی لیکن آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو بڑی تیزی کے ساتھ اسے اتار دیا۔ گویا آپ اسے پہن کر ناگواری محسوس کر رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''یہ پرہیز گاروں کے لائق نہیں۔''

شرح (الفَرُّوج) ایسی قبا (کوٹ) کو کہتے ہیں جس کی پچھلی جانب چیرا ہو۔

فائدہ: یہ کوٹ آپ نے اس وقت پہنا ہوگا جب تک مردوں کو ریشمی کپڑے کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی۔ بعد میں آپ نے سونے اور ریشم کے لئے اعلان فرما دیا کہ یہ دونوں میری امت کے مردوں کے لئے حرام ہیں۔ (ع،س)

---

(٥٢٥) أخرجه البخاري: ٥٨٠١، و مسلم: ٢٠٧٥

(63)......بَابُ فِي كَمْ تُصَلِّي الْمَرْأَةُ مِنَ الثِّيَابِ

عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہے

(٥٢٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ قُنْفُذٍ، عَنْ أُمِّهِ، أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا تُصَلِّي فِيهِ الْمَرْأَةُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَتْ: تُصَلِّي فِي الْخِمَارِ وَالدِّرْعِ السَّابِغِ الَّذِي يُغَيِّبُ ظُهُورَ قَدَمَيْهَا۔

محمد بن زید بن قنفذ اپنی والدہ سے بیان کرتے ہیں، ان کی والدہ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ سے پوچھا کہ عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہے؟ انہوں نے کہا: ایک دو پٹہ اور ایک قمیص میں پڑھ سکتی ہے جب وہ قمیص اتنی لمبی ہو کہ پاؤں کے اوپر والے حصے کو چھپا لے۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نماز میں شرمگاہ کا چھپانا فرض ہے اور جو شخص قدرت و استطاعت کے باوجود شرمگاہ کو چھپائے بغیر نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔ مرد کا ستر ناف اور گھٹنے کا درمیانی حصہ ہے۔ آزاد عورت کا ستر نماز میں چہرہ اور ہاتھوں کے علاوہ سارا جسم ہے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی مروی ہے، نیز امام اوزاعی رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی قول ہے۔ اگر عورت کے چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ جسم کا کوئی اور حصہ ننگا ہو جاتا ہے تو وہ نماز لوٹائے گی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر عورت کے قدموں کی اوپر والی جانب ظاہر ہو جائے تو نماز درست ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں عورت کے بال یا پاؤں کا اگلا حصہ ننگا ہو گیا تو اگر وقت موجود ہے تو نماز لوٹائے گی۔ اہل الرائے کا کہنا ہے اگر چوتھائی سے کم کوئی عضو ظاہر ہو جاتا ہے تو اس پر اعادہ لازم نہیں۔

یہ حدیث ان کے خلاف حجت ہے کیونکہ اس میں ذکر ہے کہ قمیص اتنی کھلی اور لمبی ہو کہ قدموں کے اوپر والے حصے کو ڈھانپ لے (یعنی حدیث میں تو کوئی استثناء نہیں ہے۔)

(٥٢٧)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، نَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، نَا حَمَّادٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ الْحَارِثِ......

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(٥٢٦) ضعيف موقوف ......أخرجه ابوداود: ٦٣٩

(٥٢٧) هذا حديث صحيح ......أخرجه ابوداود: ٦٤١، والترمذى: ٣٧٧، ابن ماجه: ٦٥٥

وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((لا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلاةَ حَائِضٍ إِلا بِخِمَارٍ۔))

''اللہ تعالیٰ بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں فرماتے۔''

شرح حدیث میں مذکور لفظ (**حائض**) سے مراد بالغ اور جوان عورت ہے۔اس حدیث میں دلیل ہے کہ جوان عورت کا سر ستر ہے۔اگر وہ ننگے سر نماز پڑھتی ہے تو اس کی نماز درست نہیں۔ یہ آزاد عورت کے ستر کا بیان ہے۔ باقی رہی لونڈی تو وہ ننگے سر نماز پڑھ سکتی ہے اور اس کا ستر مرد کی طرح ناف اور گھٹنوں کا درمیانی حصہ ہے۔

(یاد رہے کہ یہ ستر صرف مالک کے لئے اپنی شادی شدہ لونڈی کا بیان ہوا ہے نہ کہ ہر شخص کے لئے۔عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ والی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُم عَبْدَه أَمَتَهٗ فَلا يَنْظُرَنَّ إِلٰى عَوْرَتِها))...... ''جب تم میں سے کوئی اپنے غلام کی شادی یعنی لونڈی سے کر دے تو اس (لونڈی) کے ستر کو نہ دیکھے۔'' ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ (فَلا يَنْظُرَنَّ إِلٰى مَا دُوْنَ السُّرَّةِ وَالرُّكْبَةِ) ''وہ (اس لونڈی کی) ناف سے نیچے اور گھٹنے سے اوپر ہرگز نہ دیکھے۔'' (ع،س)

اگر لونڈی نماز کے دوران آزاد ہو جائے اور کپڑا اس کے قریب ہو تو وہ سر ڈھانپ لے گی اور نماز جاری رکھے گی، اگر کپڑا نزدیک نہ ہو تو نماز دوبارہ پڑھے گی۔

مروی ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون کو بڑی چادر میں نقاب کی حالت میں دیکھا۔ پوچھنے پہ بتایا گیا کہ یہ لونڈی ہے۔عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: لونڈی کو آزاد عورت کی مشابہت نہیں کرنا چاہیے۔

(64)......بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْخُمْرَةِ وَالْحَصِيْرِ

مصلے اور چٹائی پر نماز پڑھنا

(٥٢٨)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شُرَيْحٍ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَنَا هُشَيْمٌ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ......

عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ۔

ام المؤمنین سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ بیان کرتی ہیں: آپ (کھجور کے پتوں سے بنے ہوئے چھوٹے سے) مصلے پر نماز پڑھتے تھے۔

(٥٢٩)۔أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الطَّحَّانُ، أَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشٍ،

(٥٢٨) أخرجه البخاري: ٣٧٩، ومسلم: ٥١٣

(٥٢٩) انظر الحديث السابق، لكن رواه الشيخان بلفظ: يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ

أَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا أَبُو عُبَيْدٍ، نَا هُشَيْمٌ، وَعَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ......

عَنْ مَيْمُونَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَسْجُدُ عَلَى الْخُمْرَةِ۔

ام المومنین سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم مصلے پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

شرح: (الْخُمْرَةُ) خمرہ چھوٹے مصلے اور جائے نماز کو کہا جاتا ہے۔لفظ خُمْرۃ کا معنیٰ ڈھانپ لینا اور چھپا لینا ہے۔کپڑے یا کسی چیز کے بنے ہوئے اس مصلّے کو جس پر نماز پڑھی جاتی ہے خمرہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ نمازی کے چہرے کو زمین سے چھپا لیتا ہے۔

ابوعبید کہتے ہیں: خمرۃ کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی کو کہتے ہیں جس پر بمشکل نماز پڑھی جاتی ہے اور حصیر اس طول طویل بوریا کو کہتے ہیں جس پر لیٹا اور سویا بھی جا سکتا ہے اور نماز بھی ادا کی جاتی ہے، یعنی چھوٹی چٹائی خمرہ اور بڑی حصیر کہلاتی ہے۔

افادہ: ہر دو پر نماز جائز ہے۔اس حدیث میں ان لوگوں کی تردید ہے جو سجدہ کے لئے زمین کی مٹی کو شرط قرار دیتے ہیں۔

(۵۳۰)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ، نَا حَمَّادٌ، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَّى عَلَى حَصِيرٍ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹائی پر نماز ادا کی۔

(۵۳۱)۔ أَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، بِمَعْنَى الْإِسْنَادِ وَالْحَدِيثِ، قَالَا: نَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، عَنْ يُونُسَ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُصَلِّي عَلَى الْحَصِيرِ، وَالْفَرْوَةِ الْمَدْبُوغَةِ۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی (بوریئے) پر اور مدبوغ چمڑے پر نماز پڑھ لیتے۔

شرح: بعض سلف جانوروں کی اون اور بالوں سے بنے ہوئے مصلے پر نماز پڑھنے کو ناپسند جانتے تھے اور

---

(۵۳۰) أخرجه مسلم: ٦٦١

(۵۳۱) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٦٥٩

گھاس پھونس کے بنے ہوئے مصلے پر نماز پڑھنا صحیح سمجھتے تھے۔

بعض علماء جائے نماز پر نماز پڑھنے کو ناپسند سمجھتے تھے اور زمین پر نماز پڑھنے کو جائز کہتے تھے۔ تمام اہل الحدیث مصلے اور چٹائی پر نماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں جانتے۔ حدیث اتباع اور عمل کے زیادہ لائق ہے۔

افادہ: صحیح احادیث میں خمرہ، فروۃ، حصیر اور فراش (بستر) پر نماز پڑھنے کا تذکرہ موجود ہے، سجدے کے لئے زمین کی مٹی کا بطور شرط ہونا ضروری نہیں ہے۔ سجدہ بہرحال زمین ہی پر ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ بستر، چٹائی یا مصلیٰ زمین پر بچھا ہوتا ہے۔ (ع،س)

(65)......بَابُ الصَّلَاةِ فِي النِّعَالِ

جوتوں سمیت نماز پڑھنا (جائز ہے)

(٥٣٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ......

عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ أَبِي مَسْلَمَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَكَانَ النَّبِيُّ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ۔

جناب ابومسلمہ سعید بن یزید ازدی کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: جی ہاں۔

(٥٣٣)۔ حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَنَا أَبُو الشَّيْخِ الْحَافِظُ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ الْعُقَيْلِيُّ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى حَافِيًا وَمُتَنَعِّلًا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتا پہن کر اور ننگے پاؤں (دونوں طرح) نماز پڑھی۔

(٥٣٤)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، نَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ هِلَالِ بْنِ مَيْمُونٍ الرَّمْلِيِّ......

عَنْ يَعْلَى بْنِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

جناب یعلی بن شداد اپنے والد شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہود کی مخالفت

---

(٥٣٢) أخرجه البخاري: ٣٨٦، و مسلم: ٥٥٥

(٥٣٣) حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ٦٥٣، والنسائي: ١٣٦٠، وابن ماجه: ١٠٣٨

(٥٣٤) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٦٥٢

((خَالِفُوا الْيَهُودَ، فَإِنَّهُمْ لا يُصَلُّونَ فِي نِعَالِهِمْ، وَلا فِي خِفَافِهِمْ۔)) کرو، وہ جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے۔

فائدہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ نعل عربوں کا ایک خاص جوتا تھا اور ان عام جوتوں میں نماز جائز نہیں، خواہ وہ پاک صاف بھی ہوں۔ دلائل کی رو سے ایسا کہنا صحیح نہیں ہے۔ جوتوں میں نماز بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ بشرطیکہ وہ پاک صاف ہوں، گندگی کا ذرا بھی شبہ ہو تو ان کو اتار دینا چاہیے۔ (ع، س)

(66)......بَابُ سُتْرَةِ الْمُصَلِّي

نمازی کے سترے کا بیان

(٥٣٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ......

عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ، وَرَأَيْتُ بِلالا أَخَذَ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُونَ ذَلِكَ الْوَضُوءَ، فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ مِنْهُ، وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا، أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ، ثُمَّ رَأَيْتُ بِلالا أَخَذَ عَنَزَةً وَرَكَزَهَا، وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مُشَمِّرًا، صَلَّى بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ، وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَمُرُّونَ بَيْنَ يَدَيِ الْعَنَزَةِ۔

جناب عون بن ابی جحیفہ اپنے والد ابوجحیفہ (معصب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں: انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک سرخ چمڑے کے خیمہ میں دیکھا اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو وضو کرا رہے ہیں اور ہر شخص آپ کے وضو کا پانی حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اگر کسی کو تھوڑا سا بھی پانی مل جاتا تو وہ اسے اپنے اوپر مل لیتا اور اگر کوئی باقی نہ پا سکتا تو اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری ہی حاصل کرنے کی کوشش کرتا۔ پھر میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک برچھی اٹھائی (جس کے نیچے لوہے کا پھل لگا ہوا تھا) اور اسے انہوں نے گاڑ دیا۔ نبی کریم ﷺ ایک سرخ پوشاک پہنے ہوئے تہ بند اٹھائے ہوئے باہر تشریف لائے اور لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی، میں نے دیکھا کہ آدمی برچھی کے سامنے سے گزر رہے تھے۔

شرح: (العنزة) ''برچھی'' آدھے نیزے یا اس سے کچھ بڑی ہوتی ہے۔ اس میں بھی نیزے کی طرح پر

(٥٣٥) أخرجه البخاري: ٣٧٦، ٤٩٩، و مسلم: ٥٠٣

ہوتے ہیں۔ عکازہ لاٹھی کو کہتے ہیں جو اسی قدر لمبی ہوتی ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں دلیل ہے کہ مـاءِ مستعمل (استعمال شدہ پانی) طاہر ہے اور یہ کہ نمازی کے آگے سترے کا ہونا مستحب ہے اور مقتدی کے لئے امام کا سترہ ہی کافی ہے۔

(67)......بَابُ الدُّنُوِّ مِنَ السُّتْرَةِ

سترہ کے قریب کھڑا ہونا چاہیے

(٥٣٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ سَهْلٍ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ مُصَلَّى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مَمَرُّ الشَّاةِ۔

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قبلہ کے مابین ایک بکری گزرنے کا فاصلہ ہوتا تھا۔

(٥٣٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْخَرَقِيُّ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا دَاوُدَ بْنُ قَيْسٍ الْفَرَّاءُ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنْ سَهْلٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ، وَلْيَقْتَرِبْ مِنَ السُّتْرَةِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ۔))

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو سترہ رکھے، اور سترے کے قریب کھڑا ہو، بلا شبہ شیطان اس کے آگے سے گزرتا ہے۔''

تشریح: اہل علم سترہ کے نزدیک کھڑے ہونے کو پسند جانتے ہیں اتنا کہ سجدہ ہو سکے، دوصفوں کے درمیان بھی فاصلہ اتنا ہی رکھا جائے۔

سہل بن ابی صمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی سترے کی آڑ میں نماز پڑھے تو سترے سے نزدیک ہو جائے تا کہ شیطان اس کی نماز نہ توڑے۔'' (صحیح، ابوداود: ٦٩٥، نسائی: ٧٤٧)

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں: سترے اور نماز کے مابین فاصلہ تین بازوؤں کا ہو تو یہ قریب کھڑا ہونا ہے،

(٥٣٦) أخرجه البخاري: ٤٩٦، و مسلم: ٥٠٨

(٥٣٧) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٦٩٥، والنسائي: ٧٤٧

امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے اور سترے کو قدرے بائیں یا دائیں جانب رکھا جائے۔ (اس کا حکم اگلی حدیث میں دیکھیں)

(٥٣٨)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ ، نَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ الْوَلِيدُ بْنُ كَامِلٍ ، عَنْ الْمُهَلَّبِ بْنِ حُجْرٍ......

عَنْ ضُبَاعَةَ بِنْتِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ ، عَنْ أَبِيهَا ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَى عُودٍ وَلَا عَمُودٍ وَلَا شَجَرٍ إِلَّا جَعَلَهُ عَلَى حَاجِبِهِ الْأَيْمَنِ أَوْ الْأَيْسَرِ وَلَا يَصْمُدُ لَهُ صَمْدًا۔

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے جب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ٹہنی یا ستون یا درخت کی جانب نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو اسی طرح دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے بالکل اپنے سامنے نہیں بلکہ قدرے بائیں یا دائیں جانب کیے ہوتے تھے۔

(67)......بَابُ قَدْرِ السُّتْرَةِ

سترے کی لمبائی کتنی ہونی چاہیے

(٥٣٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ ، نَا قُتَيْبَةُ ، وَهَنَّادٌ ، قَالَا: أَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ......

عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤَخِّرَةِ الرَّحْلِ ، فَلْيُصَلِّ ، وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذَلِكَ۔))

جناب موسیٰ بن طلحہ اپنے والد طلحہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص اپنے سامنے اونٹ کے پالان کے پچھلے حصے کی لمبائی کے برابر کوئی چیز رکھ لے تو نماز پڑھے اور کسی کے گزرنے کی پروانہ کرے (سترہ کے پیچھے سے)۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں سترے کی اتنی مقدار مستحب ہے۔

(٥٤٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ ، نَا مُعْتَمِرٌ ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ،

(٥٣٨) هذا حديث ضعيف ...... أخرجه ابوداود: ٦٩٣

(٥٣٩) أخرجه مسلم: ٤٩٩

(٥٤٠) أخرجه البخاري: ٥٠٧ ، ومسلم: ٥٠٢

عَنْ نَافِعٍ......

عَـنِ ابْـنِ عُـمَـرَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَعْرِضُ رَاحِلَتِهِ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا قُـلْـتُ: أَفَـرَأَيْتَ إِذَا هَبَّتِ الرِّكَابُ؟ قَالَ: كَانَ يَأْخُذُ الرَّحْلَ ، فَيَعْدِلُهُ فَيُصَلِّي إِلَى آخِرَتِهِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ اپنی سواری کو سامنے عرض کے بل بٹھا لیتے اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ میں نے پوچھا (عبداللہ بن عمر نے نافع سے پوچھا) کہ جب سواری اچھلنے کودنے لگتی تو اس وقت آپ کیا کیا کرتے تھے؟ نافع نے کہا کہ آپ اس وقت کجاوے کو اپنے سامنے کر لیتے۔ اور اس کے آخری حصے (جس پر سوار ٹیک لگاتا ہے ایک کھڑی سی لکڑی کی) طرف منہ کر کے نماز پڑھتے۔

شرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ نمازی کتنی مقدار کا سترہ رکھے؟ انہوں نے کہا: (اونٹ کے) پالان کے پچھلے حصے کے برابر (اونچا ہو اور) خواہ دھاگے سے زیادہ باریک ہی کیوں نہ ہو۔

(٥٤١)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ ، نَا أَبُو دَاوُدَ ، نَـا مُسَـدَّدٌ ، نَـا بِشْـرُ بْـنُ الْـمُـفَـضَّـلِ ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ ، حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرِو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حُرَيْثٍ ، أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهِ حُرَيْثًا يُحَدِّثُ......

عَـنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَ: ((إِذَا صَـلَّـى أَحَدُكُمْ فَـلْيَـجْـعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئًا ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ ، فَـلْيَـنْـصِبْ عَصَاهُ ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ عَصًا ، فَلْيَخْطُطْ خَطًّا ، ثُمَّ لا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ أَمَامَهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے چہرے کے سامنے کوئی چیز رکھ لے، اگر کچھ نہ ہو تو لکڑی گاڑ لے، اگر لکڑی بھی میسر نہ ہو تو ایک لکیر کھینچ لے، پھر جو بھی اس کے سامنے سے گزر جائے اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔''

شرح امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ خط کس طرح کھینچا جائے؟ امام صاحب نے کہا: چوڑائی کے بل چاند کی طرح۔ ابن داؤد کہتے ہیں: خط لمبائی کے رخ پر کھینچا جائے۔

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں: میں نے شریک کو دیکھا انہوں نے اپنے سامنے ٹوپی رکھ کر ہمیں نماز پڑھائی۔

---

(٥٤١) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٦٨٩ ، ٦٩٠ ، وابن ماجه: ٩٤٣

(68)...... باب قَدْرِ السُّتْرَةِ

سترے کی مقدار کا بیان

(٥٤٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ ، نَا عُبَيْدُ اللَّهِ ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ أَمَرَ بِالْحَرْبَةِ ، فَتُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ ، فَيُصَلِّي إِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَائَهُ ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ ، فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب عید کے دن (مدینہ سے) باہر تشریف لے جاتے تو چھوٹے نیزے (برچھی) کو گاڑنے کا حکم دیتے وہ جب آپ کے آگے گاڑ دیا جاتا تو آپ اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے۔ یہی آپ سفر میں بھی کیا کرتے تھے۔(مسلمانوں کے) خلفاء نے اس وجہ سے برچھی ساتھ رکھنے کی عادت بنالی ہے۔

شرح: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب آپ ﷺ عید کے روز صبح عیدگاہ جاتے تو برچھی آپ کے سامنے لے جائی جاتی اور آپ کے آگے گاڑ دی جاتی اور آپ اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے۔(صحیح بخاری: ٩٧٣)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے: نمازی مسجد کے ستون استعمال کرنے کے زیادہ حقدار ہیں بہ نسبت باتیں کرنے والوں کے۔ (صحیح بخاری معلقا: کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ الی الاسطوانۃ)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو دوستونوں کے درمیان نماز پڑھ رہا تھا۔ انہوں نے اسے ایک ستون کے قریب کر دیا اور کہا: اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے متعلق بسند صحیح آیا ہے کہ آپ کعبۃ اللہ کے اندر داخل ہوئے تو ایک ستون دائیں اور دو بائیں رکھ کر آپ نے نماز پڑھی۔

(69)...... بَابُ كَرَاهِيَةِ الْمُرُوْرِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ وَإِبَاحَةِ دَفْعِهِ

نمازی کے سامنے سے گزرنے کی کراہت اور اسے روکنے کا جواز

(٥٤٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَنَا

(٥٤٢) أخرجه البخاري: ٣٩٣ ، و مسلم: ٥٠١

(٥٤٣) أخرجه البخاري: ٥١٠ ، و مسلم: ٥٠٧

أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ......

أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ، أَرْسَلَهُ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ، يَسْأَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي؟ قَالَ أَبُو جُهَيْمٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ، لَكَانَ أَنْ يَقِفَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ))، قَالَ أَبُو النَّضْرِ: لا أَدْرِي، قَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، أَوْ شَهْرًا، أَوْ سَنَةً۔

جناب بُسر بن سعید کہتے ہیں کہ زید بن خالد نے انہیں ابوجہیم عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان سے یہ بات پوچھنے کے لئے بھیجا کہ انہوں نے نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گزرنے والے کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے؟ ابوجہیم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا جانتا کہ اس کا کتنا بڑا گناہ ہے تو اس کے سامنے سے گزرنے پر چالیس تک وہیں کھڑے رہنے کو ترجیح دیتا۔'' ابونضر نے کہا کہ مجھے یاد نہیں کہ بسر بن سعید نے چالیس دن کہا یا مہینہ یا سال۔

شرح وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((لَأَنْ يَقِفَ أَحَدُكُمْ مِائَةَ عَامٍ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْ أَخِيهِ وَهُوَ يُصَلِّي۔)) ......مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی شخص سو سال تک کھڑا رہے تو اس کے حق میں بہتر ہے اس سے کہ وہ اپنے نمازی بھائی کے آگے سے گزرے۔'' (ضعیف، ابن ماجہ: ۹٤٦)

(٥٤٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، نَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، حَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ، فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَلْيَدْفَعْ فِي نَحْرِهِ، فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ۔)) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ وَقَالَ: ((فَلْيَدْفَعْهُ فِي نَحْرِهِ، فَإِنْ أَبَى، فَلْيُقَاتِلْهُ، فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ۔))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب کوئی شخص نماز کسی چیز کی طرف منہ کر کے پڑھے اور اس چیز کو آڑ بنا رہا ہو پھر بھی اگر کوئی سامنے سے گزرے تو اسے سینے کے بل دھکیل دے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

راوی سلیمان بن مغیرہ کی سند میں آخری الفاظ یوں ہیں: ''اسے سینے کے بل روک دے۔ اگر پھر بھی اسے اصرار

(٥٤٤) أخرجه البخاري: ٥٠٩، و مسلم: ٥٠٥

ہو تو اس سے لڑنا چاہیے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

شرح (انما هو الشيطان) ''وہ شیطان ہے'' امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان الفاظ کا مطلب ہے کہ شیطان اسے نمازی کے آگے سے گزرنے پر ابھار رہا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے اسے حقیقت میں شیطان کہا ہو کیونکہ شیطان جنوں اور انسانوں دونوں میں ہوتے ہیں۔ (اگر گزرنے والا قصداً یہ حرکت کر رہا ہو تو وہ یقیناً شیطان ہے)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنا ناپسندیدہ ہے (بعض حرمت کے قائل ہیں) اگر کوئی نمازی اور سترے کے درمیان سے گزرنا چاہے تو نمازی کو روک دینا چاہیے اور پہلی مرتبہ روکنے میں سختی سے کام نہ لے۔ اگر اسے اصرار ہو اور باز نہ آئے تو روکنے میں سختی کی جائے۔ حدیث میں مذکور لفظ (فليقاتله) ''اس سے لڑائی کرے'' کا مطلب ہے کہ اسے سختی سے منع کرے، یعنی یہ حکم مبالغہ پر محمول ہے یہ مطلب نہیں کہ لڑائی کرے اور قتل و غارت گری پر اتر آئے۔ (جمہور روکنے کے عمل کو مستحب اور غیر واجب قرار دیتے ہیں سوائے بعض اہل ظاہر کے) یہ حکم بھی اس صورت میں ہے جب گزرنے والا سترے اور نمازی کے درمیانی فاصلے سے گزرنے لگے اور اگر نمازی نے سترے کا اہتمام نہیں کیا تو پھر گزرنے والے کو روکنا کیسا! سترہ نہ رکھ کے سستی اور غفلت کا مظاہرہ تو نمازی نے کیا ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ بات بھی پتہ چلی کہ عمل قلیل سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

(68)......بَابُ لَا يَقْطَعُ صَلَاتَهُ مَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ

کس چیز کا گزرنا نماز کو نہیں توڑتا

(٥٤٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ، فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي، فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، وَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا، قَالَتْ: وَالْبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ بیان کرتی ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سو جاتی اور میرے پاؤں آپ کے قبلہ میں ہوتے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو میرے پاؤں کو آہستہ سے دبا دیتے۔ میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی اور آپ جب کھڑے ہو جاتے تو میں انہیں پھر پھیلا دیتی۔ ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے تھے۔

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو عورت (بیوی) کو مجرد چھونے سے

(٥٤٥) أخرجه البخاري: ٣٨٢، ٥١٣، و مسلم: ٥١٢

وضو ٹوٹ جانے کے قائل نہیں ہیں۔

(٥٤٦)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ، نَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، نَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ، وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز (تہجد) پڑھ رہے ہوتے تھے اور میں آپ اور قبلہ کے درمیان اس طرح لیٹی ہوتی جس طرح جنازہ رکھا جاتا ہے۔''

(٥٤٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَ الْأَعْمَشُ: وَحَدَّثَنِي مُسْلِمٌ، عَنْ مَسْرُوقٍ......

عَنْ عَائِشَةَ، ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ، فَقَالَتْ: شَبَّهْتُمُونَا بِالْحُمُرِ وَالْكِلَابِ، وَاللَّهِ! لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَإِنِّي عَلَى السَّرِيرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةً، فَتَبْدُو لِي الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَجْلِسَ فَأُوذِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَيْهِ۔

جناب مسروق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے سامنے ان چیزوں کا ذکر ہوا جو نماز کو توڑ دیتی ہیں، یعنی کتا، گدھا اور عورت۔ اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم لوگوں نے ہمیں گدھوں اور کتوں کے برابر کر دیا ہے حالانکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح نماز پڑھتے تھے کہ میں چارپائی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قبلہ کے بیچ میں لیٹی رہتی تھی۔ مجھے کوئی ضرورت پیش آتی اور چونکہ یہ بات مجھے پسند نہ تھی کہ آپ کے سامنے (جب کہ آپ نماز پڑھ رہے ہوں) بیٹھوں اور اس طرح آپ کو تکلیف ہو اس لئے میں آپ کے پاؤں کی طرف سے خاموشی کے ساتھ نکل جاتی تھی۔

(٥٤٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا

(٥٤٦) أخرجه البخاري: ٣٨٣، و مسلم: ٥١٢

(٥٤٧) أخرجه البخاري: ٥١٤، ٥١٩، و مسلم: ٥١٢

(٥٤٨) أخرجه البخاري: ٧٦، ٤٩٣، ٨٦١، و مسلم: ٥٠٤

أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى أَتَانٍ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الاحْتِلَامَ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ بِمِنًى، فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ، فَأَرْسَلْتُ الأَتَانَ تَرْتَعُ، وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ، فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا۔ ان دنوں میں بالغ ہونے والا ہی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ لیکن دیوار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہ تھی۔ میں صف کے بعض حصے سے گزر کر سواری سے اترا اور میں نے گدھی کو چرنے کے لئے چھوڑ دیا اور خود صف میں داخل ہو گیا۔ پس کسی نے مجھ پر اعتراض نہ کیا۔

شرح (ناهَزْتُ الاحتِلام) کا معنی ہے: ''میں بالغ ہونے کے قریب تھا۔''

(٥٤٩)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ......

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي بَادِيَةٍ لَنَا وَمَعَهُ عَبَّاسٌ، فَصَلَّى فِي صَحْرَاءَ، لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ، وَحِمَارَةٌ لَنَا وَكَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَمَا بَالَى ذَلِكَ۔

سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم جنگل میں تھے اور آپ کے ساتھ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے صحراء میں نماز پڑھی۔ آپ کے سامنے سترہ نہ تھا اور گدھی اور کتیا آپ کے سامنے کھیلتی تھیں، آپ نے کچھ پروا نہ کی۔

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ احادیث اس امر کی دلیل ہیں کہ عورت اگر نمازی کے سامنے سے گزر جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد کے ادوار میں اکثر اہل علم کا یہی موقف ہے کہ کسی چیز کا گزرنا نماز نہیں توڑتا۔

(٥٥٠)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(٥٤٩) هذا حديث ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٧١٨، والنسائي: ٧٥٢

(٥٥٠) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٧١٩

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يَقْطَعُ الصَّلاةَ شَيْءٌ، وادْرَءُ وْا مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ۔)) فرمایا: ''نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی اور جہاں تک ہو سکے (گزرنے والے کو) روکو، وہ شیطان ہے۔''

شرح: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے یہ موقف سیدنا علی، سیدنا عثمان اور سیدنا عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور تابعین میں سے جناب سعید بن مسیّب، جناب شعبی اور جناب عروہ رحمۃ اللہ علیہ اس کے قائل ہیں۔ اور ائمہ میں سے امام مالک، امام نووی، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اہل الرائے کا یہی خیال ہے۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر سترہ نہ رکھا ہو تو عورت، گدھے اور کالے کتے کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ صحابہ میں سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور تابعین میں سے جناب حسن بصری رحمہ اللہ کا یہ موقف ہے کیونکہ مندرجہ ذیل ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ایسا ہی مذکور ہے۔

(٥٥١)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، نَا شُعْبَةُ، أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ الْمُغِيرَةِ أَخْبَرَهُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلالٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ......

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَقْطَعُ صَلاةَ الرَّجُلِ إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ قَيْدُ آخِرَةِ الرَّحْلِ، الْحِمَارُ، وَالْكَلْبُ الأَسْوَدُ، وَالْمَرْأَةُ))، فَقُلْتُ: مَا بَالُ الأَسْوَدِ، مِنَ الأَحْمَرِ، مِنَ الأَصْفَرِ، مِنَ الأَبْيَضِ؟ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَمَا سَأَلْتَنِي، فَقَالَ: ((الْكَلْبُ الأَسْوَدُ شَيْطَانٌ))۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی کی نماز کو جب کہ اس کے سامنے پالان کے پچھلے حصے کے برابر سترہ نہ ہو عورت، گدھا اور کالا کتا توڑ دیتا ہے۔'' میں نے کہا: کالے کتے کی کیا خصوصیت ہے؟ سرخ، زرد یا سفید ہو تو کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: اے بھتیجے! تو نے مجھ سے وہ بات پوچھی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی تھی، آپ نے فرمایا: ''کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔''

شرح: ایک گروہ کا خیال ہے کہ بالغ عورت اور کالا کتا نماز توڑ دیتا ہے۔ یہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا موقف ہے اور جناب عطاء بن ابی رباح کا بھی۔

ایک گروہ کا خیال ہے کہ صرف کالا کتا ہی نماز توڑتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی مروی ہے۔ امام احمد اور امام

---

(٥٥١) أخرجه مسلم: ٥١٠

اسحاق رحمہما اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ گدھے اور عورت کے نماز توڑنے کے حوالے سے میرے دل میں اضطراب ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت اس کے معارض ہے۔ جس میں عورت اور گدھے کے گزر جانے سے نماز نہ ٹوٹنے کا تذکرہ ہے۔ اب صرف ایک چیز یعنی کالا کتا باقی رہ گیا ہے جس کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اس کے معارض کوئی روایت نہیں۔ واللہ اعلم

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوئے ہوئے شخص اور باتیں کرنے والے شخص کی اوٹ میں نماز نہ پڑھی جائے۔'' (حسن، ابوداود: ٦٩٤، ابن ماجه: ٩٥٩)

اس بات کی نفی آئی ہے کہ دو آدمی باتوں میں مشغول ہو جائیں جبکہ ان کے درمیان ایک شخص نماز پڑھ رہا ہو۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ناپسند جانتے تھے کہ اگر نماز میں خلل پڑتا ہو تو ایک شخص نمازی کے مقابل (رُو بہ رو) نہ بیٹھے، خلل نہ پڑنے کی صورت میں بیٹھا اور لیٹا جا سکتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا جبکہ میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان چارپائی پر لیٹی ہوتی تھی۔ (دیکھیں حدیث نمبر ٥٤٧)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے: مجھے کچھ پروا نہیں، مرد کی نماز مرد کے سامنے آنے سے نہیں ٹوٹتی۔

(صحیح بخاری معلقا)

فائدہ: سترے کے آگے سے کوئی شے بھی گزر جائے تو کوئی نقصان نہیں۔ سترے اور نمازی کے درمیان سے گزر جانے میں اختلاف ہے۔ کتے، گدھے اور عورت کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جانے والی روایت بھی صحیح ہے۔ ادھر امام بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے (اس شخص کی دلیل جس نے یہ کہا کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑ سکتی۔ باب ۱۰۵) اور اس کے تحت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث لے کر آئے ہیں۔ اس سے مقصد یہ بتانا ہے کہ ان چیزوں کے سامنے سے گزرنے سے نماز کے خشوع وخضوع میں فرق پڑتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ واقعی ان کا سامنے سے گزرنا نماز کو توڑ دیتا ہے اور باطل کرتا ہے۔ چونکہ بعض لوگوں نے ظاہری الفاظ پر ہی حکم لگا دیا تھا۔ اس لئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی تردید کی ضرورت سمجھی۔ اس کے علاوہ نماز ٹوٹ جانے والی حدیث سے یہ بھی شبہ ہوتا تھا کہ نماز کسی دوسرے کے عمل سے بھی ٹوٹ سکتی ہے۔ اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے عنوان قائم کیا (بَابُ مَنْ قَالَ لَا یَقْطَعُ الصَّلَاۃَ شَيْءٌ) یعنی کسی دوسرے کا کوئی عمل خاص طور پر سامنے سے گزرنا نماز نہیں توڑتا۔ واللہ اعلم۔

(ع،س)

(71)......بَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ

نماز کا طریقہ

(٥٥٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، نَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلا دَخَلَ الْمَسْجِدَ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ، فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ))، فَرَجَعَ فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ: ((وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ))، فَقَالَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الَّتِي بَعْدَهَا: عَلِّمْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ!، فَقَالَ: ((إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ، ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا۔)) وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَنَا أَبُو أُسَامَةَ، نَا عُبَيْدُ اللَّهِ بِهَذَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ اس نے نماز پڑھی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک گوشہ میں تشریف فرما تھے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سلام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: ''وعلیک السلام واپس جا اور پھر نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی'' وہ شخص واپس گیا اور نماز پڑھی۔ پھر آ کر سلام کیا، آپ نے فرمایا: ''اور تجھ پر بھی سلامتی ہو، واپس جا اور دوبارہ نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی'' اس شخص نے (دوسری یا تیسری مرتبہ) کہا، آپ مجھے نماز سکھا دیجئے۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو مکمل (اچھی طرح) وضو کر، پھر قبلہ رخ ہو جا اور تکبیر کہہ، پھر آسانی کے ساتھ جتنا قرآن تجھ کو یاد ہو اس کی تلاوت کرو، اس کے بعد رکوع کر، اچھی طرح سے رکوع ہو لے تو پھر سر اٹھا کر پوری طرح کھڑا ہو جا۔ اس کے بعد سجدہ کر پورے اطمینان کے ساتھ۔ پھر سر اٹھا اور اچھی طرح بیٹھ جا، پھر سجدہ کر پورے اطمینان کے ساتھ۔ پھر سر اٹھا اور اچھی طرح بیٹھ جا، اسی طرح اپنی تمام نماز پوری کر۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ کچھ الفاظ یوں بیان کئے ہیں پھر اس شخص نے سلام کہا آپ نے فرمایا: ''تجھ پر بھی،

(٥٥٢) أخرجه البخاري: ٧٥٧، ٧٩٣، ٦٢٥١، و مسلم: ٣٩٧

الإِسْنَادِ، ثُمَّ سَلَّمَ فَقَالَ: ((وَعَلَيْكَ، ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ))، وَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ: فَأَعْلِمْنِي، وَقَالَ بَعْدَ السُّجُودِ الأَخِيرِ: ((ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِي قَائِمًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلاتِكَ كُلِّهَا۔))

واپس جا اور پھر نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی، اس نے تیسری بار کہا: آپ مجھے سکھا دیجئے، آپ نے آخری سجدے کے بعد فرمایا: ''پھر سر اٹھا کر پوری طرح کھڑا ہو جا، اور اسی طرح اپنی تمام نماز پوری کر۔''

شرح (بمـا تَيَسَّرَ مِنَ القُرآن) ''پھر آسانی کے ساتھ جتنا قرآن تجھ کو یاد ہو اس کی تلاوت کر'' قراءت قرآن کے اس حکم سے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا مراد ہے (کیونکہ قرآن مجید میں سب سے زیادہ آسانی کے ساتھ یاد ہونے والی سورہ فاتحہ ہے) اس کے پڑھنے کا آپ نے حکم فرمایا اور سنت رسول کی وضاحت سے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ہی مراد ہے جب اچھی طرح آتی ہو۔ (قرآن مجید کی آیت ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾ (مزمل: ۲۰) میں بھی سورۂ فاتحہ ہی کا پڑھنا مراد ہے اور حدیث کی مزید وضاحت (لَا صَلَاةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ) کی بنا پر سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے۔

قربانی کے ﴿فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ (سورۂ بقرہ: ۱۹۶) میں بھی اوپر والی آیت کی طرح عموم و اختیار ہے مگر سنت و حدیث کے بیان سے ''بکری'' مراد ہے۔

اس حدیث میں دلیل ہے کہ نماز میں اطمینان و سکون اور تعدیل ارکان واجب ہے کیونکہ امر وجوب کے لیے ہوتا ہے۔

(ثُمَّ افعَلْ ذلك في صَلاتِك كلِّها) ''اسی طرح اپنی تمام نماز پوری کر'' کے حکم میں دلیل ہے کہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ہر رکعت میں واجب و ضروری ہے جس طرح ہر رکعت میں رکوع و سجود واجب ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: نماز کے ارکان پہلی رکعت میں سولہ ہیں:

(۱) نماز کے آغاز میں نیت کرنا (۲) تکبیر تحریمہ (۳) قیام کرنا (۴) سورۂ فاتحہ پڑھنا (۵) رکوع کرنا (۶) رکوع میں اطمینان و سکون کرنا (۷) رکوع کے بعد سر اٹھا کر پوری طرح کھڑا ہونا (۸) قومہ میں اطمینان کرنا (۹) پہلا سجدہ کرنا (۱۰) سجدے میں ٹھہراؤ پیدا کرنا (۱۱) سجدے سے اٹھ کر پوری طرح بیٹھنا (۱۲) بیٹھتے ہوئے اطمینان کرنا (۱۳) دوسرا سجدہ کرنا (۱۴) دوسرے سجدے کو پورے اطمینان سے کرنا (۱۵) ترتیب ملحوظ رکھنا (۱۶) پے در پے ارکان نماز کو بجالانا۔

دوسری رکعت کے چودہ ارکان ہیں، مذکورہ بالا تمام سوائے نیت اور تکبیر اولیٰ کے آخری تشہد کے چار ارکان ہیں:

(۱) تشہد کی حالت میں بیٹھنا (۲) تشہد پڑھنا (۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا (۴) پہلا سلام پھیرنا۔

ہر دو رکعت والی نماز کے چونتیس رکن ہیں، مغرب کی نماز کے اڑتالیس رکن ہیں اور چار رکعت والی نماز میں باسٹھ

رکن ہیں۔ یہ گنتی امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب کے مطابق ہے۔

علماء نے ان ارکان کے شمار میں اختلاف کیا ہے، کچھ نے زیادہ گنوائے ہیں اور کچھ نے کم۔ تفصیل ان شاء اللہ اپنے مقام پر درج کی جائے گی۔

نماز کی شرائط یہ ہیں: (۱) وقت کا ہونا (۲) طہارت حاصل کرنا (۳) ستر ڈھانپنا (۴) قبلہ رخ ہونا۔

(۵۵۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلادِ بْنِ رَافِعِ الزُّرَقِيِّ، عَنْ جَدِّهِ......

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا، قَالَ رِفَاعَةُ: وَنَحْنُ مَعَهُ، إِذْ جَائَهُ رَجُلٌ كَالْبَدَوِيِّ، فَصَلَّى فَأَخَفَّ صَلاتَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَعَلَيْكَ، فَارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ))، فَرَجَعَ فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((وَعَلَيْكَ، فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ))، فَفَعَلَ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاثًا، كُلُّ ذَلِكَ يَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَقُولُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَعَلَيْكَ، فَارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ))، فَعَافَ النَّاسُ، وَكَبُرَ عَلَيْهِمْ أَنْ يَكُونَ مَنْ أَخَفَّ صَلاتَهُ لَمْ يُصَلِّ، فَقَالَ الرَّجُلُ فِي آخِرِ ذَلِكَ: فَأَرِنِي وَعَلِّمْنِي، فَإِنَّمَا

سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں تشریف فرما تھے۔ رفاعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم آپ کی مجلس میں تھے۔ ایک شخص آیا جو دیکھنے سے گنوار معلوم ہوتا تھا۔ اس نے نماز پڑھی اور نہایت ہلکی نماز پڑھی۔ پھر جانے کے لئے اٹھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تجھ پر بھی سلام ہو، واپس جا اور پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی'' وہ شخص واپس گیا اور پہلے کی طرح نماز پڑھی اور پھر آکر سلام کیا، آپ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا کہ تجھ پر بھی سلامتی ہو، واپس جا اور پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' اس نے ایسا دو مرتبہ یا تین مرتبہ کیا، ہر بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا، سلام کرتا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: اور تجھ پر بھی سلام ہو، واپس جا اور پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ لوگوں پر یہ معاملہ بڑا بھاری اور گراں گزرا کہ جس نے نماز ہلکی (مختصر) پڑھی کہیں ایسا نہ ہو۔ اس کی نماز ہی نہ ہو آخر اس شخص نے کہا: آپ مجھے نماز سکھا دیجئے یا پڑھ کر بتا دیجئے۔ میں انسان ہوں مجھ سے کمی کوتاہی اور بھول چوک

(۵۵۳) صحیح ...... أخرجه الترمذی: ۳۰۲، ورواه ابوداود مجزءا وباسانید عدۃ: ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۶۰، ۸۶۱

أَنَـا بَشَرٌ أُصِيبُ وَأُخْطِءُ ، فَقَالَ: ((أَجَلْ ، إِذَا قُـمْـتَ إِلَى الصَّلاةِ ، فَتَوَضَّأْ كَمَا أَمَرَكَ اللَّهُ ، ثُـمَّ تَشَهَّـدْ ، وَأَقِـمْ ، فَـإِنْ كَـانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَـاقْـرَأْ ، وَإِلا فَاحْمَدِ اللَّهَ وَكَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ ، ثُمَّ ارْكَـعْ فَـاطْمَئِنَّ رَاكِعًا ، ثُمَّ اعْتَدِلْ قَائِمًا ، ثُمَّ اسْـجُدْ وَاعْتَدِلْ سَاجِدًا ، ثُمَّ اجْلِسْ فَاطْمَئِنَّ جَـالِسًـا ، ثُـمَّ قُـمْ ، فَـإِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ ، فَقَدْ تَـمَّـتْ صَـلاتُكَ ، فَـإِنِ انْتَقَصْتَ مِنْهُ شَيْئًا ، انْتَـقَـصْـتَ مِنْ صَلاتِكَ)) ، قَالَ: فَكَانَ هَذَا أَهْوَنَ عَلَيْهِمْ مِنَ الأُولَى ، أَنَّهُ مَنِ انْتَقَصَ مِنْ ذَلِكَ شَيْـئًـا انْتَقَصَ مِنْ صَلاتِهِ ، وَلَمْ يَذْهَبْ كُلُّهَا۔

ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو وضو کر جیسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا فرمایا، پھر کلمہ شہادت (یعنی اشهد ان لا إله الا الله وحدهٗ لا شريك لـه و أشهد أن محمدا عبده و رسوله) پڑھ، پھر قیام کر، اگر قرآن کا کچھ حصہ آتا ہے تو اس کی تلاوت کر بصورت دیگر اللہ تعالیٰ کی تحمید، تکبیر اور تہلیل بیان کر، پھر رکوع کر یہاں تک کہ رکوع میں پوری طرح اطمینان پالے، پھر پوری طرح سیدھا کھڑا ہو جا، پھر سجدہ کر اور سجدے میں اعتدال کر (یعنی سجدہ کرتے ہوئے ہر عضو اپنی اپنی جگہ تک جائے) پھر بیٹھ جا اور اچھی طرح بیٹھ جا۔ (دوسرے سجدہ کا تذکرہ باقی سندوں میں موجود ہے) پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو۔ جب تو اس انداز سے نماز پڑھے گا تو تیری نماز مکمل ہوگی۔ اگر تو نے اس سے کمی کی تو تیری نماز ناقص رہ جائے گی۔ راوی کہتا ہے: نبی ﷺ کے آخری الفاظ (تیری نماز ناقص رہ جائے گی) جو اس حدیث میں ہیں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر خفیف تھے بہ نسبت پہلے الفاظ (تو نے نماز نہیں پڑھی) کے کیونکہ ان میں ثواب کم ہو جانے کی بات ہے بالکل محروم رہ جانے کا ذکر نہیں۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں دلیل ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ اگر ایک شخص کو فاتحہ بخوبی یاد ہے تو اس کے لئے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے (لا صَلاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ فيها بفاتحة الـكتاب) ''اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورۂ فاتحہ نماز میں نہیں پڑھی'' اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ تو اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا البتہ کوئی دوسرا مقام اسے خوب یاد ہے تو اس کے لئے اس مقام سے سات آیات کا پڑھنا واجب ہے۔ اگر وہ کسی جگہ سے بھی قرآن نہیں پڑھ سکتا تو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے کلمات سے نماز ادا کرے گا۔

سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، کہنے لگا: میں قرآن مجید یاد نہیں کرسکتا۔ آپ مجھے ایسے کلمات لکھ دیں جو قرآن پاک کا بدل ہوسکیں۔ آپ نے فرمایا: کہہ ''سُبْـحَـانَ اللّٰـهِ ،

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو اللہ تعالیٰ کے تعریفی کلمات ہیں میرے لئے کیا؟ آپ نے فرمایا: "اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَ عَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ" (اے اللہ مجھ پر رحم فرما، مجھے صحت و عافیت سے نواز، مجھے ہدایت سے بہرہ مند فرما اور مجھے رزق عطا کر)۔

(حسن، ابوداود: ۸۳۲، نسائی: ۹۲٤)

اگر کوئی شخص نماز پڑھتے ہوئے سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول گیا تو وہ نماز دوبارہ پڑھے گا۔

مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ لوگوں کو مغرب پڑھائی تو اس میں کچھ نہ پڑھا، جب سلام پھیرا تو آپ سے کہا گیا: آپ نے قراءت نہیں کی، انہوں نے کہا: بتاؤ رکوع اور سجدہ کیسا تھا؟ لوگوں نے کہا: خوب جھکاؤ والے تھے، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تب کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ بات بے حوالہ اور بغیر سند کے ہے۔ سورۂ فاتحہ کی فرضیت اور رکنیت پہ بے شمار احادیث موجود ہیں۔ ان کی موجودگی میں اس اثر کی کوئی اہمیت نہیں۔ (ع،س)

(٥٥٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بُوَيْهِ الزَّرَّادُ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، نَا أَبُو سَعِيدٍ الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، نَا عِيسَى بْنُ أَحْمَدَ الْعَسْقَلَانِيُّ أَبُو أَحْمَدَ، أَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَادٍ......

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ، وَرَجُلٌ يُصَلِّي، فَلَمَّا انْصَرَفَ، أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَعِدْ صَلاتَكَ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ))، فَرَجَعَ فَصَلَّى كَنَحْوٍ مِمَّا صَلَّى، فَلَمَّا انْصَرَفَ، أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَعِدْ صَلاتَكَ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ))،

سیدنا رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (اور آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا۔ جب نماز پڑھ چکا تو نبی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: "اپنی نماز لوٹاؤ تم نے نماز نہیں پڑھی" وہ شخص گیا اور پہلے کی طرح نماز پڑھی۔ سلام پھیرنے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: "اپنی نماز لوٹاؤ تم نے نماز نہیں پڑھی" وہ شخص گویا ہوا: اے اللہ کے رسول! مجھے سکھلا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: "جب نماز کے لئے تکبیر ہو جائے تو اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر نماز شروع کر، پھر سورۂ فاتحہ پڑھ اور جو

(٥٥٤) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ٨٥٧

فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَعَلِّمْنِي ، قَالَ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَكَبِّرْ ، ثُمَّ اقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ ، ثُمَّ ارْكَعْ ، فَإِذَا رَكَعْتَ ، فَاجْعَلْ رَاحَتَيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ ، فَامْدُدْ ظَهْرَكَ ، وَمَكِّنْ لِرُكُوعِكَ ، وَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ ، فَقُمْ حَتَّى تَرْجِعَ الْعِظَامُ إِلَى مَفَاصِلِهَا ، ثُمَّ اسْجُدْ ، فَإِذَا سَجَدْتَ ، فَمَكِّنْ لِسُجُودِكَ ، فَإِذَا رَفَعْتَ ، فَاجْلِسْ عَلَى فَخِذِكَ الْيُسْرَى ، ثُمَّ اصْنَعْ ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَسَجْدَةٍ۔))

قرآن تجھے آتا ہو (وہ پڑھ) پھر رکوع کر اور اپنی ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھ، اپنی پشت کو کھینچ اور رکوع جم کر کر، اور جب تو سر اٹھائے تو کھڑا ہوتا آنکہ ہر ہڈی اپنے جوڑ میں واپس آ جائے۔ پھر سجدہ کر، اور تو ٹھہر جا اپنے سجدے میں اور جب تو سر اٹھائے تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ جا، پھر ہر رکعت میں ایسے ہی کر۔

شرح: اس حدیث میں دلیل ہے کہ سورۂ فاتحہ ہر رکعت میں پڑھنا فرض ہے جیسے رکوع اور سجدہ ہر رکعت میں فرض ہیں، لیکن اہل الرائے نے آخری دو رکعت میں سورۂ فاتحہ کی بجائے تسبیحات پڑھنے کو جائز بتلایا ہے۔

حارث اعور والی سند سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ آخری دو رکعات میں "سُبْحَانَ اللّٰهِ" پڑھا کرتے تھے، مگر یہ درست نہیں۔

(٥٥٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ، قَالَا: نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، نَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ......

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ ، قَالَ: سَمِعْتُهُ وَهُوَ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَحَدُهُمْ أَبُو قَتَادَةَ بْنُ رِبْعِيٍّ ، يَقُولُ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالُوا: مَا كُنْتَ أَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً ، وَلَا أَكْثَرَنَا لَهُ إِتْيَانًا ، قَالَ: بَلَى ، قَالُوا: فَاعْرِضْ ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ

جناب محمد بن عمرو بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو سنا، انہوں نے اصحاب رسول میں سے دس افراد کی جماعت میں کہا: ... اور ان میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے... کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق تم سب سے زیادہ باخبر ہوں، انہوں نے کہا: تم ہم سے زیادہ قدیم الصحبت تو نہیں ہو اور نہ ہم سے زیادہ آپ کے ہاں آنے جانے والے ہو، انہوں نے

(٥٥٥) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٣٠٤، وابوداود: ٧٣٠، وابن ماجه: ١٠٦١

صَـلَّـى الـلَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلاةِ اعْتَـدَلَ قَائِمًا ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَـنْكِبَيْهِ ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُـحَـاذِيَ بِهِـمَـا مَنْكِبَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ ، وَرَكَـعَ ، ثُمَّ اعْتَدَلَ ، فَلَمْ يُصَبِّ رَأْسَهُ ، وَلَمْ يُـقْـنِـعْ ، وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ ، وَاعْتَدَلَ حَتَّـى يَـرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلا ، ثُـمَّ هَوَى إِلَى الأَرْضِ سَاجِدًا ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ ، ثُـمَّ جَافَى عَضُدَيْهِ عَنْ إِبْطَيْهِ ، وَفَتَخَ أَصَـابِـعَ رِجْـلَيْـهِ ، ثُـمَّ ثَنَى رِجْلَهُ الْيُسْرَى ، وَقَـعَـدَ عَـلَيْهَـا ، ثُـمَّ اعْتَدَلَ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عُـضْـوٍ فِـي مَـوْضِـعِـهِ مُـعْتَدِلا ، ثُمَّ هَوَى سَـاجِدًا ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ ، ثُمَّ ثَنَى رِجْلَهُ ، وَقَـعَدَ ، وَاعْتَدَلَ ، حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عُضْوٍ فِي مَـوْضِـعِـهِ ، ثُمَّ نَهَضَ ، ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّـانِيَةِ مِثْـلَ ذَلِكَ ، حَتَّـى إِذَا قَـامَ مِـنَ السَّـجْـدَتَيْـنِ ، كَبَّـرَ ، وَرَفَـعَ يَـدَيْـهِ ، حَتَّى يُـحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ، كَمَا صَنَعَ حِينَ افْتَتَحَ الـصَّـلاةَ ، ثُـمَّ صَـنَـعَ كَذَلِكَ ، حَتَّى كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِي تَنْقَضِي فِيهَا صَلاتُهُ ، أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْـرَى ، وَقَـعَـدَ عَـلَـى شِـقِّهِ مُتَوَرِّكًا ، ثُمَّ سَلَّمَ۔

کہا: کیوں نہیں۔صحابہ نے کہا: اچھا تو بیان کرو۔ (ابوحمید نے) کہا: رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو سیدھے اطمینان سے کھڑے ہو جاتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے، حتیٰ کہ وہ آپ کے کندھوں کے برابر آ جاتے، پھر جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ دونوں کندھوں کے برابر آ جاتے، پھر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) کہتے ہوئے رکوع میں چلے جاتے اور اطمینان واعتدال سے رکوع کرتے، سرکو جھکاتے اور نہ اوپر اٹھاتے، اوراپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے۔ پھر(**سمع اللّٰہ لمن حمدہ**) کہتے، پھراپنے ہاتھ اٹھاتے اوراعتدال وسکون سے کھڑے ہوتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک طرح سے ٹک جاتی۔ پھر اللّٰہ أکبر کہتے اورزمین کی طرف جھکتے اور (سجدے میں) اپنے ہاتھوں کواپنے پہلوؤں سے دور رکھتے۔ اور سجدے میں اپنے پاؤں کی انگلیاں (قبلہ رخ) موڑ لیتے، اور (سجدہ سے اٹھ کر) اپنا بایاں پاؤں موڑ کراس پر بیٹھ جاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ پر لوٹ آتی۔ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے زمین کی طرف جھکتے، (اور دوسرا سجدہ کرتے، پھر اٹھ کر) اپنا بایاں پاؤں موڑ کر اس پر بیٹھ جاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ پرلوٹ آتی۔ پھر (دوسری رکعت) کے لئے اٹھتے، اور دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کرتے، پھر جب دو رکعتوں سے (تیسری کے لئے) اٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے، حتیٰ کہ آپ کے کندھوں کے برابر آ جاتے جیسے کہ نماز شروع کرتے وقت اٹھائے تھے۔ (یعنی رفع الیدین کرتے) پھر بقیہ نماز میں اسی طرح کرتے حتیٰ کہ جب اس رکعت میں ہوتے جس

میں نماز مکمل ہو جاتی ہے (تو تشہد میں) اپنے بائیں پاؤں کو آگے کر دیتے اور بائیں سرین کے حصے پر بیٹھ جاتے، پھر سلام پھیر دیتے۔

شرح (اذا قام مِنَ السجدتين رَفَع يديه) ''جب دو سجدوں سے اٹھتے تو رفع الیدین کرتے'' امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہاں سجدتین سے مراد رکعتین ہے (یعنی جب دو رکعات پڑھ کر تیسری کے لئے اٹھتے تو رفع الیدین کرتے۔)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام ترمذی رحمہ اللہ کا بیان کردہ مطلب درست ہے کیونکہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے اہل علم میں سے کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں کہ طاق رکعات (پہلی اور تیسری) کے بعد اٹھ کر رفع الیدین کیا جائے۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور جامع ترمذی والی سند میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: قالوا: صَدَقْتَ، هَكَذا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ۔ (حاضرین نے کہا: آپ نے سچ کہا، نبی ﷺ کی نماز ایسے ہی تھی۔)

(لَمْ يُصَبِّ رأسَهٗ ولَمْ يُقْنِعْ) ''نہ سر نیچا کیا اور نہ ہی بلند'' جب کوئی شخص اپنے سر کو بہت سارا جھکا دے تو عرب (صَبَّى الرَّجُلْ رأسَهٗ) کہتے ہیں۔ قرآن مجید کے الفاظ ﴿أَصْبُ إِلَيْهِنَّ﴾ (سورۂ یوسف: ۳۳) ''میں ان کی طرف مائل ہو جاتا'' میں بھی یہی معنیٰ پائے جاتے ہیں یعنی جھکنے، مائل ہونے، ایک طرف مڑ جانے کا مفہوم۔ امام زہری کہتے ہیں: یہ لفظ ''يُصوِّب'' پڑھنا صحیح اور درست ہے بعض اہل لغت اس لفظ کا مادہ مہموز سے يُصَبِّیءُ بتلاتے ہیں جس کا معنی ہے: بے دین ہو جانا، اپنی قوم کے معتقدات کو چھوڑ دینا ''صَابِیءٌ'' وہ شخص ہے جو ایک دین سے دوسرے دین کی طرف مائل ہو جائے۔

(لَمْ يُقْنِعْ) '' نہ سر کو بلند کیا، ''الإقناعُ'' کا معنیٰ ہے: سر کو اٹھانا۔ مراد یہ ہے کہ رکوع کرتے ہوئے سر کمر سے برابر رہے، اٹھا ہوا نہ ہو۔ اس لفظ کے معنی سر کو نیچا اور پست کرنے کے بھی آتے ہیں۔ یہ حرف ''اضداد'' میں سے ہے (یعنی عربی لغت کے ایسے الفاظ میں سے ہے جن میں بیک وقت دونوں معنی پائے جاتے ہیں)

(جَافَى عَضُدَيْه عَنْ إِبطَيْهِ) ''اپنے بازوؤں کو بغلوں سے ہٹایا'' جَفاء کے معنی دور کرنے کے ہیں۔ ''جَفاء بين الناس'' کے معنی لوگوں میں دوری اور پھوٹ ڈالنے کے ہیں۔

(وفَتَخَ أصابعَ رِجلَيْهِ) ''آپ نے اپنے پاؤں کی انگلیوں کو نرم کیا تا آنکہ وہ قبلہ کی طرف مُڑ گئیں'' ''فتخ'' اس نرمی، لچک، مڑ جانے اور گھوم جانے کو کہتے ہیں جو پرندے کے پر میں ہوتی ہے۔ عرب عقاب کو فتخاء بھی کہتے ہیں کیونکہ جب وہ بلندی سے پستی کی جانب آتا ہے تو اپنے پروں کو توڑ کر پیچھے کی طرف کر لیتا ہے۔

(٥٥٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، نَا اللَّيْثُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ ح وَأَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، وَيَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا صَلاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ: أَنَا كُنْتُ أَحْفَظَكُمْ لِصَلاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ، فَإِذَا رَكَعَ، أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ، اسْتَوَى حَتَّى يَعُودَ كُلُّ فَقَارٍ إِلَى مَكَانِهِ، فَإِذَا سَجَدَ، وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلا قَابِضِهِمَا، وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ، فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى، وَنَصَبَ الْيُمْنَى، فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ، قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَنَصَبَ الأُخْرَى، وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ۔

جناب محمد بن عمرو بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ میں اصحاب رسول ﷺ کی جماعت میں بیٹھا تھا، ہمارے درمیان نبی ﷺ کی نماز کا تذکرہ چل نکلا تو سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز تم سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوں۔ میں نے آپ کو دیکھا، جب اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر کرتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر خوب جماتے، پھر اپنی کمر توڑتے (یعنی پشت کو سیدھا اور برابر کرتے) پھر رکوع سے سر اٹھاتے تو خوب اعتدال و سکون سے کھڑے ہوتے اس طرح کہ ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ آ جاتی، اور جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں کو زمین پر اس طرح رکھتے کہ نہ بچھے ہوئے ہوتے اور نہ سمٹے ہوئے اور انگلیوں کا رخ سیدھا قبلے کی طرف ہوتا۔ جب دو رکعت پڑھ لیتے تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دائیں کو کھڑا کر لیتے اور جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو اپنا بایاں پاؤں آگے نکال لیتے اور دائیں کو کھڑا کر لیتے اور سرین پر بیٹھتے۔

تشریح: (هَصَرَ ظَهْرَهُ) کمر اور گردن میں برابری اور ہمواری پیدا کرنے کے لئے اس کو شدید موڑا "هَصْرٌ" جس چیز میں لچک اور نرمی ہو اس کو اچھی طرح موڑنے اور گھمانے کو کہتے ہیں، جیسے درخت کی تر شاخ مگر یہ کہ ٹوٹنے نہ پائے۔

(وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِش) "اپنے ہاتھ رکھتے پھیلائے بغیر" مراد یہ ہے کہ زمین پر اپنے بازو بچھاتے نہ تھے

(٥٥٦) أخرجه البخاري: ٨٢٨

بلکہ زمین سے کہنیاں بلند رکھتے تھے۔

(وَلَا قَابِضِهِمَا) ''نہ ان کو سکیڑتے تھے'' مراد یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں کی انگلیاں بھیجتے نہ تھے۔ یہ معنی بھی ممکن ہے: اپنے بازوؤں کو پہلو کے ساتھ ہلاتے نہ تھے، بلکہ فاصلہ رکھتے تھے۔ جیسا کہ دوسرے فرمان نبوی میں ہے: (وَنَحّی يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ) ''آپ اپنے ہاتھوں کو پہلو سے دور رکھتے۔''

(72)...... بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ

نماز شروع کرتے وقت ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہنا

(٥٥٧)۔ أَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَالُ ، أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ ، قَالَا: أَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ ، نَا الْأَصَمُّ ، أَنَا الرَّبِيعُ ، أَنَا الشَّافِعِيُّ ، أَنَا سَعِيدُ بْنُ سَالِمٍ ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُقَيْلٍ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الْوُضُوءُ ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ۔))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز کی کنجی وضو ہے، اس کی تحریم تکبیر ہے اور اس کی تحلیل سلام ہے۔''

(٥٥٨)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ ، نَا أَبُو دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيُّ ، نَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، نَا وَكِيعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ......

عَنِ ابْنِ عُقَيْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ ، وَقَالَ: ((مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ۔))

ایک اور سند سے ''مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ'' (نماز کی چابی وضو ہے) کے الفاظ بھی آتے ہیں، باقی روایت سابقہ ہی ہے۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد کے ادوار میں علماء کا یہی موقف رہا ہے اور اسی پر امت مسلمہ میں عمل جاری ہے کہ تکبیر (اَللّٰهُ اَكْبَرُ) کہے بغیر کوئی شخص نماز میں داخل نہیں ہوسکتا اور سلام کہے بغیر خارج نہیں ہوسکتا۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ، امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا آغاز تکبیر سے اور قراءت کا آغاز ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

(٥٥٧) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٦١ ، والترمذي: ٣ ، وابن ماجه: ٢٧٥

(٥٥٨) انظر الحديث السابق

الْعَالَمِيْنَ﴾ سے کرتے اور سلام کے ذریعے سے نماز کو ختم کرتے۔(صحیح مسلم: ۲۴۰)

امام حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں جو شخص پہلی تکبیر کہنا بھول جائے اسے رکوع والی تکبیر کفایت کر جائے گی۔

اہل الرائے کا خیال ہے کہ اللہ کے ناموں میں سے کسی نام کے لینے سے نماز منعقد ہو جاتی ہے (بلکہ کوئی لفظ جو اللہ کی تعظیم پر دلالت کرے کافی ہے) البتہ یہ شرط ہے کہ وہ نام ندا یا دعا کے انداز میں لیا جائے، جیسے یا اللہ کہا جائے یا اللّٰھم پکارا جائے (مگر احادیث واردہ کی بنا پر یہ خیال صحیح نہیں ہے۔مترجم)

نماز سے نکلنے کے لئے ان کے نزدیک سلام کہنا ضروری (واجب) نہیں ہے بلکہ اتنا کافی ہے کہ نمازی تشہد پڑھنے کی مقدار جتنا بیٹھ جائے پھر (بغیر سلام پھیرے) اٹھ کر چل دے یا کوئی ایسا کام کرے جو نماز کے منافی ہو، مثلاً کسی سے گفتگو کر لے، یا وضو توڑ دے تو اس کی نماز پوری ہوگئی۔

امام اسحاق کہتے ہیں: اگر ایک شخص تشہد میں بیٹھ جاتا ہے اور سلام نہیں پھیرتا تو اس کی نماز درست ہے، ان کی دلیل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تشہد سکھایا تو فرمایا: ''جب تو اتنا پڑھ چکے تو تیری نماز مکمل ہوگئی، اگر تو اٹھنا چاہے تو اٹھ جا'' یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے، بالفرض اگر اسے مرفوع حدیث تسلیم کر لیا جائے تو اس کی مفہوم ومعنی یہ ہوگا کہ تو نے اپنی نماز سے نکلنا ویسے ہی ہوگا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں بیان کیا گیا ہے: ''اور اس کی تحلیل سلام ہے۔''

(73)......بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ تَكْبِيرِ الْإِفْتِتَاحِ وَعِنْدَ الرَّكُوْعِ وَالْإِرْتِفَاعِ عِنْهُ وَالْقِيَامِ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ

تکبیر تحریمہ میں، رکوع جاتے ہوئے، رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے اور دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے وقت ہاتھوں کو اٹھانا

(۵۵۹)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ، وَقَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ،

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے، اسی طرح جب رکوع جاتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور رکوع سے سر مبارک اٹھاتے ہوئے ''سمع اللّٰہ لمن

(۵۵۹) أخرجه البخاري: ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، و مسلم: ۳۹۰

وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ۔

حمدة، ربنا ولك الحمد" کہتے تھے۔ سجدہ میں جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(٥٦٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْحُمَيْدِيُّ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، حَدَّثَنِي أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْجِيرَمِيُّ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ بِشْرِ بْنِ مَنْصُورٍ، نَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ……

عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز میں داخل ہوتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے۔ اسی طرح جب وہ رکوع کرتے تب اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب قعدہ اولیٰ سے اٹھتے تب بھی رفع یدین کرتے، آپ نے اس فعل کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا۔

(٥٦١)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُؤِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ، نَا بَقِيَّةُ، نَا الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ……

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ، وَهُمَا كَذٰلِكَ، فَيَرْكَعُ، ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْفَعَ صُلْبَهُ رَفَعَهُمَا حَتَّى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ))، وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي السُّجُودِ، وَيَرْفَعُهُمَا فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ يُكَبِّرُهَا قَبْلَ الرُّكُوعِ، حَتَّى تَنْقَضِي صَلَاتُهُ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے اٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھا کر لے جاتے، پھر تکبیر کہتے اور ہاتھ اسی طرح اٹھے ہوئے رہتے، پھر رکوع کرتے، پھر جب رکوع سے (سر) اٹھاتے تو ہاتھوں کو کندھوں تک لے جاتے، پھر فرماتے "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" اور سجدوں میں ہاتھ نہ اٹھاتے اور رکوع سے پہلے ہر تکبیر میں اپنے ہاتھ اٹھاتے، حتیٰ کہ آپ کی نماز پوری ہو جاتی۔

(٥٦٠) أخرجه البخاري: ٧٣٩، ومسلم: ٣٩٠

(٥٦١) صحيح ……انظر الحديث السابق

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: رفع الیدین یعنی دونوں ہاتھوں کا کندھوں تک اٹھانا نماز میں چار جگہ (۱) شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت (۲) رکوع سے قبل (۳) رکوع کے بعد اور (۴) تیسری رکعت کی ابتدا میں ثابت ہے بلکہ ساری امت کا اس کی صحت پر اجماع ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد اسی سنت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہے مثلاً سیدنا عمر فاروق، سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا وائل بن حجر، سیدنا انس، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا مالک بن الحویرث، سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہم، (مؤخر الذکر صحابی نے دس صحابہ کی جماعت میں یہ حدیث بیان کی تھی)۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت رفع الیدین کی قائل ہے مثلاً سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا علی، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا ابوسعید الخدری، سیدنا جابر، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا انس اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ۔

تابعین عظام، ائمہ کرام اور علمائے اسلام کی اکثریت (حتیٰ کہ اہل بیت) سب ان مقامات پر رفع الیدین کے قائل ہیں۔ مثلاً: جناب حسن بصری، جناب ابن سیرین، جناب عطا بن ابی رباح، جناب طاؤس، جناب مجاہد، جناب قاسم بن محمد، جناب سالم بن عبداللہ، جناب سعید بن جبیر، جناب نافع، جناب قتادہ، جناب مکحول رحمہم اللہ وغیرہ، امام اوزاعی، امام مالک (آخری قول کے مطابق) امام عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ وغیرہ۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ سے قعدہ اولیٰ سے اٹھنے کے بعد رفع یدین کرنا مذکور نہیں ہے اس لئے کہ انہیں صرف ابن شہاب عن سالم کی سند سے حدیث پہنچی ہے (جس میں تیسری رکعت کی ابتداء میں رفع یدین کرنے کا تذکرہ نہیں) انہوں نے اپنے قول کی بنیاد اسی حدیث پر رکھی ہے مگر یہ بات ذہن نشین رہے کہ امام موصوف کا مذہب اتباع سنت ہے جب ثابت ہو جائے اور تیسری رکعت کی ابتدا میں رفع یدین کرنا عبیداللہ بن عمر عن نافع کی سند اور دیگر روایات کی بنیاد پر ثابت ہے۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ رفع الیدین صرف تکبیر تحریمہ کے موقع ہی پر کیا جائے (دیگر مقامات مذکرہ پر رفع الیدین نہیں ہے) اس بات کے قائل امام شعبی، امام نخعی، امام ابن یعلیٰ، امام سفیان ثوری رحمہم اللہ اور اہل الرائے ہیں ان کی دلیل سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے انہوں نے کہا: ''کیا میں تمھیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ بتاؤں؟ انہوں نے نماز پڑھی اور ہاتھ نہ اٹھائے مگر پہلی مرتبہ۔ (ضعیف، ابو داود: ۷۴۸، ترمذی: ۲۵۷)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز شروع کی تو کانوں کے قریب تک ہاتھ اٹھایا اور پھر یہ عمل نہیں دوہرایا۔ (ضعیف، ابو داود: ۷۵۰)

فائدہ: امام ابوداود رحمہ اللہ اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں: "لیس ھو بصحیح علی ھذا للفظ." یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔ (ابو داود: ۷۴۸)

دارالسلام ریاض اور بیت الافکار الدولیہ کی شائع کردہ ابوداود اور مشکاۃ المصابیح میں یہ تبصرہ موجود ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے: "لم یثبت حدیث ابن مسعود" سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ترک رفع الیدین کی حدیث ثابت نہیں ہے۔

امام بخاری، امام احمد، امام یحییٰ بن آدم اور ابوحاتم رحمہم اللہ نے اس کو ضعیف کہا ہے۔(مسند احمد ۳/۱٦)

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس کے ضعف پر تمام محدثین کا اتفاق ہے، لہٰذا یہ قابل حجت نہیں اور اسے دلیل میں پیش کرنا صحیح نہیں ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے، اسے سفیان بن عیینہ، امام شافعی، امام بخاری کے استاد امام حمید اور امام احمد بن حنبل جیسے ائمہ الحدیث رحمہم اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔

کیونکہ یزید بن ابی زیاد پہلے (لم یعد) نہیں کہتا تھا، اہل کوفہ کے پڑھانے پر اس نے یہ الفاظ بڑھا دیئے۔مزید برآں یزید بن ابی زیاد ضعیف اور شیعہ بھی تھا۔آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا (تقریب) نیز مدلس تھا۔(ع،س)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: چار مقامات میں رفع الیدین کرنے والی روایات صحیح ترین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ ہیں۔ان پر عمل کرنا ہی اولیٰ ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا قول ہے: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ترک رفع الیدین کی حدیث ثابت نہیں ہے۔

امام خطابی کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس بات کو ایسا ہی سمجھا جائے جیسے ان کا موقف رکوع کرتے ہوئے تطبیق کرنا ہے (گھٹنوں میں دونوں ہاتھ دے دینے کو تطبیق کہتے ہیں) تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان کا موقف الگ اور جدا ہے، یعنی یہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تفردات کے قبیل سے ہے۔سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں (ثم لا یعود) کے الفاظ ان شریک عن یزید بن ابی زیاد والی سند میں ہیں۔امام ابوداود سجستانی کہتے ہیں: یزید بن ابی زیاد کے باقی شاگرد، ہشیم، خالد اور ابن ادریس ان الفاظ کو ذکر نہیں کرتے۔محدث سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ کوفہ جانے سے پہلے یزید نے انہیں یہ حدیث بیان کی تو (ثم لا یعُود) کے الفاظ ذکر نہیں کئے جب واپس ہوئے تو یہ الفاظ بیان کرنے لگے، لہٰذا اس چیز کو بھول جانے اور حافظہ کی خرابی پر محمول کیا جائے گا۔

رفع الیدین کرتے ہوئے ہاتھ کتنے بلند کئے جائیں اس بارے میں روایات مختلف ہیں۔سیدنا علی، سیدنا ابوحمید الساعدی اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کی مرویات میں کاندھوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ کانوں کے برابر تک ہاتھ اٹھاتے تھے۔

(صحیح مسلم: ٤٠١)

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ کانوں کے اوپر والے حصے تک پہنچاتے

تھے۔(صحیح مسلم: ۳۹۱)

رفع الیدین کرتے ہوئے ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں؟ اس میں اہل علم کے مابین اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانے کی بات کرتے ہیں۔ امام سفیان ثوری اور اہل الرائے کا خیال ہے کہ نمازی کانوں تک ہاتھ اٹھائے۔ ابوثور رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے دونوں احادیث کے درمیان یہ تطبیق دی ہے کہ رفع الیدین کرتے ہوئے ہتھیلیاں کندھوں کے برابر کرتے اور انگلیوں کے کنارے کانوں کے برابر۔ امام صاحب کی تاویل کے درست ہونے پر شاہد مندرجہ ذیل روایت ہے۔

(٥٦٢)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، نَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ النَّخَعِيِّ......

عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى كَانَتَا بِحِيَالِ مَنْكِبَيْهِ، وَحَاذَى إِبْهَامَيْهِ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ۔

جناب عبدالجبار بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے حتیٰ کہ وہ کندھوں کے مقابل ہو گئے اور انگوٹھے کانوں کے برابر آ گئے۔ پھر آپ نے ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہا۔

(٥٦٣)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُسَدَّدٌ، نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: قُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي، قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَكَبَّرَ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ، فَلَمَّا

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: میں بالضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھوں گا کہ آپ کیسے پڑھتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، قبلے کی طرف رخ کیا اور اللّٰہ أکبر کہا، پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے حتیٰ کہ آپ کے کانوں کے برابر آ گئے، پھر آپ نے اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیا، جب رکوع کرنا چاہا تو اپنے دونوں ہاتھ پہلے کی طرح اٹھائے اور پھر انہیں اپنے گھٹنوں پر رکھا۔

(٥٦٢) صحيح ......أخرجه ابوداود مختصرا: ٧٢٥

(٥٦٣) هذا حديث صحيح ......أخرجه ابوداود: ٧٢٦، وابن ماجه: ٨٦٧، ٨٨٢

سَجَدَ وَضَعَ رَأْسَهُ بِذَلِكَ الْمَنْزِلِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ، ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُسْرَى، وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الأَيْمَنَ عَلَى فَخْذِهِ الْيُمْنَى، وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ، وَحَلَّقَ حَلْقَةً، وَرَأَيْتُهُ، يَقُولُ: هَكَذَا، وَحَلَّقَ بِشْرٌ الإِبْهَامَ وَالْوُسْطَى، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ۔

جب رکوع سے سر اٹھایا تو دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھایا (یعنی رفع الیدین کیا) جب سجدہ کیا تو اپنا سر زمین پر اپنے ہاتھوں کے درمیان اسی مقام پر رکھا (یعنی سر اور ہاتھوں کا فاصلہ اتنا ہی تھا جتنا کہ رفع الیدین کے وقت تھا۔) پھر بیٹھے اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لیا اور اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا اور دائیں ہاتھ کی کہنی کو دائیں ران سے علیحدہ اور اونچا رکھا۔ اپنی دو انگلیوں (چھنگلی اور ساتھ والی) کو بند کر لیا اور باقی سے حلقہ بنا لیا (مسدد کہتے ہیں کہ) میں نے اپنے شیخ بشر کو دیکھا کہ انہوں نے انگوٹھے اور درمیانی انگلی سے حلقہ بنایا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا۔

(٥٦٤)۔ أَخبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُسَدَّدٌ، نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: قُلْتُ: لأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔وَبِهَذَا الإِسْنَادِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، نَا شَرِيكٌ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حِينَ افْتَتَحَ الصَّلاةَ، رَفَعَ يَدَيْهِ حِيَالَ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ أَتَيْتُهُمْ فَرَأَيْتُهُمْ يَرْفَعُونَ أَيْدِيهِمْ إِلَى صُدُورِهِمْ فِي افْتِتَاحِ الصَّلاةِ، وَعَلَيْهِمْ بَرَانِسُ وَأَكْسِيَةٌ۔

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے جب نماز شروع کی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک اٹھایا۔ میں پھر ان (صحابہ) کے پاس آیا میں نے انھیں کو دیکھا کہ وہ نماز شروع کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو سینوں تک اٹھاتے تھے اور وہ جبے اور کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔

تشریح: (برانس) بُرنس کی جمع ہے۔ برنس ہر وہ کپڑا ہے جس میں ٹوپی لگی ہو۔ جبہ ہو یا قمیص یا بارانی کوٹ بعض نے کہا: لمبی ٹوپی جس کو لوگ شروع اسلام میں پہنا کرتے تھے۔ (لغات الحدیث، علامہ وحید الزمان) (ع،س)

(٥٦٥)۔ وَبِهَذَا الإِسْنَادِ قَالَ أَبُو دَاود: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ

(٥٦٤) صحيح ......أخرج منه الحديث الثاني ابو داود: ٧٢٨، وانظر للحديث الاول الحديث السابق

(٥٦٥) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٧٢٩

شَرِيكٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ......

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشِّتَاءِ، فَرَأَيْتُ أَصْحَابَهُ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي ثِيَابِهِمْ فِي الصَّلَاةِ۔

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، سردی کا موسم تھا، میں نے صحابۂ کرام کو دیکھا کہ وہ کپڑوں کے اندر سے نماز میں اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے (یعنی رفع الیدین کرتے تھے۔)

(٥٦٦)۔ وَبِهَذَا الإِسْنَادِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: نَا مُسَدَّدٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دَاوُدَ، عَنْ فِطْرٍ......

عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَرْفَعُ إِبْهَامَيْهِ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ۔

جناب عبد الجبار بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز میں اپنے انگوٹھوں کو کانوں کی لوتک اونچا کرتے تھے۔

شرح وَقَالَ زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ، وَجَعَلَ مِرْفَقَهُ الأَيْمَنَ عَلَى فَخْذِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ قَبَضَ ثِنْتَيْنِ، فَحَلَّقَ حَلْقَةً، ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ، فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُو بِهَا۔ ...... عاصم بن کلیب والی سند میں ہے: ''اور دائیں ہاتھ کی کہنی کے کنارے کو اپنی دائیں ران پر رکھا اور دو انگلیوں کو بند کر کے حلقہ بنالیا، پھر آپ نے انگشت (شہادت) اٹھائی پس میں نے دیکھا آپ اسے حرکت دیتے اور اس کے ساتھ دعا مانگتے تھے۔ (صحیح، ابوداود: ٩٥٧، نسائی: ٢/ ١٢٦)

(شحمة الأذنين) ''کانوں کے نیچے کا نرم گوشت۔''

(٥٦٧)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ......

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، حَتَّى يَبْلُغَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ۔

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ تکبیر (تحریمہ) کہتے تو رفع الیدین کرتے، اور جب رکوع کو جاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی اپنے ہاتھ اٹھاتے اور وہ آپ کی کانوں کی لوؤں تک پہنچ جاتے۔

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: رفع الیدین کرتے ہوئے انگلیوں کا کھلا رکھنا مستحب ہے، اس بارے

(٥٦٦) ضعیف ......أخرجه ابوداود: ٧٣٧

(٥٦٧) صحیح ......أخرجه ابوداود: ٧٤٥

میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث بھی مروی ہے لیکن وہ صحیح نہیں۔

(74)......باب وَضْعِ الْيُمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں دایاں ہاتھ بائیں پر رکھنا

(٥٦٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عن أبي حازم......

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ۔

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں کلائی پر رکھیں۔

(٥٦٩)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ، نَا وَكِيعٌ، نَا مُوسَى بْنُ عُمَيْرٍ الْعَنْبَرِيُّ......

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعًا يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ۔

جناب علقمہ بن وائل اپنے والد (سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پہ رکھے ہوئے تھے۔

(٥٧٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا قُتَيْبَةُ، نَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ......

عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَا، فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ۔

جناب قبیصہ بن ہلب اپنے والد (ہلب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھاتے تو اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں سے پکڑ لیتے۔

شرح: صحابیٔ رسول ہلب رضی اللہ عنہ کا نام یزید بن قنافہ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد والے علماء میں سے اکثر کا یہی موقف ہے کہ نماز میں ہاتھ باندھے جائیں۔ وہ ہاتھوں کو کھلا چھوڑ دینے کے قائل نہیں ہیں۔ پھر بعض اس بات کے قائل ہیں کہ دایاں ہاتھ بائیں پہ رکھا جائے اور کچھ کا خیال ہے کہ

(٥٦٨) أخرجه البخاري: ٧٤٠

(٥٦٩) اسناده صحيح ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ١٨٨٤٦، وابن ابى شيبة: ١/ ٣٩٠

(٥٧٠) هذا حديث حسن ......أخرجه الترمذى: ٢٥٢، والامام احمد: ٢١٩٦٨

بائیں ہاتھ کی کلائی کو دائیں ہاتھ سے تھاما جائے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ ناف سے اوپر ہاتھوں کو رکھا جائے۔ امام شافعی کا قول یہی ہے جبکہ بعض ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔ اہل الرائے کا یہی موقف ہے۔

(٥٧١)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ، نَا وَكِيعٌ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ......

عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعًا يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ۔

جناب قبیصہ بن ہُلب اپنے والد سے بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت نماز میں دایاں ہاتھ بائیں پر رکھے ہوئے دیکھا۔

شرح: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے وقت پاؤں زیادہ کھولتے، نہ انہیں سکیڑ ہی لیتے تھے۔

(اَلْفَرْشَحَة) ابو عبید کہتے ہیں: اس لفظ کا معنی ہے کہ ٹانگوں کو کشادہ کر لیا جائے، یعنی ایک کو دوسری سے فاصلے پر رکھا جائے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ایسا نہیں کرتے تھے اور نہ ایسا کرتے کہ پاؤں قریب قریب رکھ لیتے بلکہ درمیانی کیفیت رکھتے۔

(75)......باب مَا يَسْتَفْتِحُ بِهِ الصَّلَاةَ مِنَ الدُّعَاءِ

کس دعا سے نماز کا آغاز کیا جائے؟

(٥٧٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ الْجُرْجَانِيُّ، أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَارِسِيُّ، أَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ، نَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، نَا أَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْقُشَيْرِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، نَا يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونَ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: ((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں کھڑے ہوتے تو وَجَّهْتُ سے اَتُوْبُ اِلَيْكَ تک پڑھتے، یعنی میں نے اپنا چہرہ یکسو ہو کر

(٥٧١) صحيح لغيره ...... انظر الحديث السابق

(٥٧٢) أخرجه مسلم: ٧٧١

السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ حَنِيفًا ، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ، إِنَّ صَلاتِي ، وَنُسُكِي ، وَمَحْيَايَ ، وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ، لا شَرِيكَ لَهُ ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ ، وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ ، لا إِلَهَ إِلا أَنْتَ ، أَنْتَ رَبِّي ، وَأَنَا عَبْدُكَ ، ظَلَمْتُ نَفْسِي ، وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي ، فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا ، إِنَّهُ لا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلا أَنْتَ ، وَاهْدِنِي لأَحْسَنِ الأَخْلاقِ ، لا يَهْدِي لأَحْسَنِهَا إِلا أَنْتَ ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا ، لا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلا أَنْتَ ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ، وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ ، وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ ، أَنَا بِكَ ، وَإِلَيْكَ ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)) ، وَإِذَا رَكَعَ ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ ، وَبِكَ آمَنْتُ ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِي ، وَبَصَرِي ، وَمُخِّي ، وَعَظْمِي ، وَعَصَبِي)) ، وَإِذَا رَفَعَ ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ ، وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا ، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)) ، وَإِذَا سَجَدَ ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ ، وَبِكَ آمَنْتُ ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ ، تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ)) ، ثُمَّ يَكُونُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ:

اس کی طرف کیا جس نے آسمان وزمین بنایا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں، یقیناً میری نماز، میری قربانی، میری زندگی، میری موت اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کو پالنے والا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور اسی بات کا مجھے حکم کیا گیا ہے، اور میں مسلمانوں میں سے ہوں، اے اللہ! تو بادشاہ ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو میرا پالنے والا ہے، میں تیرا غلام ہوں، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، سو میرے سب گناہوں کو بخش دے، اس لیے کہ گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخشتا اور سکھا دے مجھے اچھی عادتیں، تیرے سوا اچھی عادتیں کوئی نہیں سکھاتا، اور دور کر دے مجھ سے بُری عادات، نہیں دور رکھ سکتا مگر تو ہی، اے اللہ! میں حاضر ہوں اور تیرا فرمانبردار ہوں، اور ساری بھلائیاں تیرے ہاتھ میں ہیں، اور شر تیری طرف منسوب نہیں ہوتا (یا شر سے تیری قربت حاصل نہیں کی جا سکتی) میری توفیق تیری طرف سے ہے اور میری التجا تیرے آگے ہے، تو بڑی برکت والا ہے اور بلند ذات والا ہے۔ میں تجھ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں اور تیری طرف لوٹتا ہوں۔'' اور جب رکوع کرتے تو پڑھتے: ''اے اللہ! میں تیرے لئے جھکتا ہوں، اور تجھ پر یقین رکھتا ہوں، جھک گئے تیرے لئے میرے کان، میری آنکھیں، میرا مغز، میری ہڈیاں اور میرے پٹھے'' اور جب سر اٹھاتے تو فرماتے: ''اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! حمد وتعریف تیرے ہی لیے ہے۔ آسمانوں اور زمین بھرنے کے بقدر اور ان کے درمیانی خلا بھرنے کے بقدر اور اس کے بعد جو چیز تو چاہے اس کے بھرنے کے بقدر'' اور جب سجدہ کرتے تو پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ، وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لا إِلَهَ إِلا أَنْتَ۔)) عَنِ الأَعْرَجِ بِهَذَا الإِسْنَادِ، وَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلاةَ كَبَّرَ، ثُمَّ قَالَ: ((وَجَّهْتُ وَجْهِي، وَقَالَ: وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ))، وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ)) إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ۔

''اے اللہ! میں نے تیرے لئے ہی سجدہ کیا اور تجھ پر یقین کیا اور میں تیرا فرمانبردار ہوں، میرے چہرے نے سجدہ کیا اُس ہستی کے لئے جس نے اسے پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی اور کھولے اس کے کان اور آنکھیں، بڑی برکت والا ہے اللہ بہت اچھا پیدا کرنے والا'' پھر آخر میں تشہد اور سلام کے درمیان میں کہتے: ''اے اللہ! بخش دے، میرے وہ تمام گناہ جو میں نے آگے کئے یا پیچھے کئے، چھپا کر کئے یا ظاہر کئے اور جو حد سے زیادہ کئے اور جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو سب سے پہلے تھا اور سب کے بعد رہے گا، تیرے سوا کوئی معبود نہیں'' اعرج نے اسی سند سے بیان کیا کہ ''رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اللّٰه أكبر کہتے پھر وجهت وجهی پڑھتے اور انا اوّلُ المسلمين کہتے اور جب سلام کہتے تو اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ ...... آخر حدیث تک پڑھتے۔

شرح (وَجَّهْتُ وَجهي) کا معنی ہے: اے اللہ! میری عبادت و ریاضت اور توحید کا مقصود اصلی تو ہی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ﴾...... ''پس اپنا رخ اس سچے اور سیدھے دین کی طرف ہی رکھیں'' یعنی اپنا قصد و ارادہ سیدھا رکھ۔ (سورۂ روم: ۴۳)

(حنيفًا) ابوعبید کہتے ہیں: عربوں کے نزدیک حنیف وہ شخص ہے جو دین ابراہیم کا پیروکار ہو، اور کہا گیا ہے کہ لفظ ''حَـنَف'' کا معنیٰ استقامت یعنی درستگی اور شنواری کے ہیں، عرب لنگڑے شخص کو بطور تفاؤل احنف کہتے ہیں کہ اللہ کرے اس کی ٹانگ درست اور سیدھی ہو جائے۔

''الحنيفية فی الإسلام'' کا ایک معنیٰ یہ بھی کیا گیا ہے کہ اسلام کی طرف جھکنا اور مائل ہونا، نیز اسلام کے عہد پر برقرار رہنا اور عربی لغت میں حَنَف قدم پر قدم رکھ کر چلنے کو کہتے ہیں۔

(إن صلاتي و نُسُكِي) ان دو الفاظ سے مراد ہر وہ قول وعمل ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہوتا ہے۔ ''فلانٌ ناسكٌ'' کا معنی ہے کہ وہ عبادت گزاروں میں سے ہے، یعنی طاعات وقربات اور امور خیر میں سے ہر وہ

کام بجالاتا ہے جس کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں رسائی اور قرب نصیب ہوتا ہے۔ کہا گیا ہے "النُّسُكُ" سے مراد اوامر شریعت ہیں اور "الوَرَعُ" سے مراد نواہی شریعت ہیں۔

(یعنی ہر وہ کام جس کے کرنے کا شریعت نے حکم کیا ہے وہ منسك میں داخل ہے اور ہر وہ کام جس سے شریعت نے منع فرمایا ہے وَرَعْ کہلاتا ہے۔(ع،س)

(لبَّيك) "میں بار بار حاضر ہوں"

(سعديك) "اے اللہ! میں تیری اطاعت وفرمانبرداری کے لئے ہر بار حاضر و تیار ہوں۔"

(الشَّرُّ ليس إليْك) خلیل نحوی کہتے ہیں: اس عبارت کا مطلب ہے: شر اور برائی سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ ایک معنیٰ یہ بھی کیا گیا ہے کہ شر تیری طرف نہیں چڑھتا جیسے کلمہ طیبہ اور عمل صالح چڑھتے ہیں۔ یا شر اکیلا تیری طرف تعظیماً منسوب نہیں ہوتا، مثلاً خالق الشر ، خالق القِرَدَة والخنازير نہیں کہا جاتا۔ اگرچہ ان ہر دو چیزوں کا خالق حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اسی طرح! اے نقصان دینے والے اور اے ذلیل کرنے والے ایسے کر دے، نہیں کہا جائے گا بلکہ یوں پکارا جائے گا: اے نفع ونقصان کے مالک اور اے عزت وذلت سے ہمکنار کرنے والے! ایسے فرما دے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے متعلق خبر دی کہ انھوں نے کہا: ﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ﴾...... "اور جب میں بیمار پڑ جاؤں تو مجھے شفا عطا فرماتا ہے" (سورۂ شعراء: ۸۰) جناب ابراہیم علیہ السلام نے بیماری کو اپنی جانب منسوب کیا اور شفا وتندرستی کو اللہ تعالیٰ کی طرف۔ اللہ تعالیٰ نے جناب خضر علیہ السلام کے متعلق بتایا کہ انہوں نے کشتی کو عیب دار کرنے کے عمل کی نسبت اپنی جانب کی ﴿فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا﴾ ...... "میں نے اس میں کچھ توڑ پھوڑ کرنے کا ارادہ کیا۔" (سورۂ کہف) اور شفقت ومہربانی کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا: ﴿فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا...﴾ ...... "تو تیرے رب کی چاہت تھی کہ یہ دونوں یتیم اپنی جوانی کی عمر میں آکر اپنا یہ خزانہ تیرے رب کی مہربانی سے نکال لیں۔" (سورۂ کہف: ۸۲)

(۵۷۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ ، نَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ ، وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى ، قَالَا: نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ أَبِي الرِّجَالِ ، عَنْ عَمْرَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ، قَالَ: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، وَتَبَارَكَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو (تکبیر تحریمہ کے بعد) یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، وَتَبَارَكَ

(۵۷۳) أخرجه ابوداود: ۷۷٦، والترمذی: ۲٤۳ ، وابن ماجه: ۸۰٦

اسْمُكَ ، وَتَعَالَى جَدُّكَ ، وَلا إِلَهَ غَيْرُكَ۔)) اسْـمُكَ ، وَتَـعَـالَـى جَدُّكَ ، وَلا إِلَـهَ غَيْرُكَ'' (پاک ہے تو اے اللہ! اور تیری ہی حمد ہے اور بابرکت ہے تیرا نام اور بلند ہے تیری شان اور نہیں کوئی عبادت کے لائق تیرے سوا)۔

شرح: (وَبِحَمْدِكَ) ایک معنی یہ ہے: ''تیری حمد وستائش سے میں آغاز کرتا ہوں'' جس طرح بسم اللہ میں لفظ ''با'' شروع کرنے کے لئے ہے، یعنی میں اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ یا اے اللہ! تیرے لیے تعریف ہے اس بات پر کہ تو نے مجھے اپنی تسبیح بیان کرنے کی توفیق ارزانی فرمائی ہے۔ اہل علم کے درمیان اختلاف ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد کونسی دعا پڑھی جائے۔ امام شافعی رحمہ اللہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ دعائے استفتاح پڑھنے کے قائل ہیں جبکہ امام سفیان، امام احمد، امام اسحاق رحمہم اللہ، اہل الرائے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی دعا پڑھنے کے قائل ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کے بارے میں آتا ہے کہ آپ تکبیر تحریمہ کے بعد: ''سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ ......'' پڑھا کرتے تھے۔

امام مالک رحمہ اللہ کوئی دعا بھی نہیں پڑھا کرتے تھے۔ تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً سورۂ فاتحہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ شروع کر لیتے۔

مذکورہ صدر تین دعاؤں کے علاوہ بھی کچھ اذکار و ادعیہ دعائے استفتاح کے طور پر مذکور ہیں۔ یہ اختلاف جائز اور مباح اختلاف کی قسم سے ہے۔ جو دعا بھی پڑھ لی جائے، جائز ہے۔

(٥٧٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ طَاهِرُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الرَّوْقِيُّ الطُّوسِيُّ بِهَا ، أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ ، نَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ حِسَابٍ ، وَأَبُو كَامِلٍ ، قَالا: نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ ، نَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: سَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَائَةِ إِسْكَاتَةً ، قَالَ: حَسِبْتُهُ ، قَالَ: هُنَيْهَةً ، قَالَ: قُلْتُ: بِأَبِي ، وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَأَيْتَ إِسْكَاتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَائَةِ ، مَا تَقُولُ؟ قَالَ: أَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان تھوڑی دیر خاموش رہتے تھے۔ ابو زرعہ نے کہا: میں سمجھتا ہوں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ''هُنَيْهَةً'' کہا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ اس تکبیر اور قراءت کے درمیان کی خاموشی کے بیچ میں کیا

(٥٧٤) أخرجه البخاري:٧٤٤، و مسلم:٥٩٨

خَطَايَايَ، كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ، كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالثَّلْجِ، وَالْمَاءِ، وَالْبَرَدِ.))

پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں پڑھتا ہوں: ''اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ، كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ، كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالثَّلْجِ، وَالْمَاءِ، وَالْبَرَدِ.'' (اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری کر دے جتنی مشرق ومغرب میں ہے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر جیسے سفید کپڑا میل سے پاک ہوتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال)۔

شرح: (إسكاتَكَ) اس لفظ کا معنیٰ بالکل خاموش ہو جانا نہیں ہے بلکہ اونچا نہ پڑھنا اور زیر لب پڑھتے رہنا مراد ہے۔

(اغسلني بالثّلجِ والماء والبرَد) ''اے اللہ! مجھے برف، پانی اور اولوں سے دھو دے'' یعنی مجھے گناہوں سے صاف کر دے۔ پانی کے علاوہ باقی چیزوں کا ذکر، طہارت و لطافت کے لئے، وگرنہ برف اور اولوں کے ذکر کی ضرورت نہیں۔

(یا اس معنی میں ہے کہ یہ پانی زمینی آلودگیوں سے پاک وصاف ہوتا ہے تو اس سے صفائی اور بھی عمدہ ہوگی۔ ع، س)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رکعت سے اٹھتے تو قراءت ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ سے شروع فرماتے اور خاموش نہ ہوتے۔ (صحیح مسلم: ۵۹۹)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سکتے یاد ہیں: ایک سکتہ جب آپ اللہ اکبر کہتے اور دوسرا سکتہ جب آپ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّالِّيْنَ﴾ پڑھ کر فارغ ہوتے۔

یونس جناب حسن بصری رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں، ایک سکتہ جب امام تکبیر کہتا ہے اور دوسرا جب وہ فاتحہ اور سورت کی قراءت سے فارغ ہو کر رکوع کرنا چاہتا ہے مگر سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار کیا تو ان دونوں نے یہ مسئلہ مدینہ میں سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف لکھ بھیجا تو انہوں نے سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کی تصدیق فرمائی۔

(ضعیف، ابوداود: ۷۷۷، ابن ماجہ: ۸۴۴)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اہل علم کی ایک جماعت مثلاً امام اوزاعی، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ مستحب جانتے ہیں کہ امام ان دو مقامات پر سکتات کرے ایک تکبیر تحریمہ کے بعد اور دوسرا جب وہ فاتحہ کی قراءت سے فارغ ہو جائے تاکہ مقتدی پڑھ سکیں اور ان کی قراءت نہ الجھے۔

جناب قتادہ رحمہ اللہ کو یہ بات پسند تھی کہ سورت کی قراءت سے فارغ ہو کر سکتہ کیا جائے تاکہ سانس بحال ہو جائے۔

امام مالک رحمہ اللہ اور اہل الرائے کا خیال ہے کہ سکتہ کرنا مکروہ ہے۔

(76)......باب التَّعَوُّذِ

شیطان سے پناہ مانگنا

(٥٧٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، سَمِعْتُ عَاصِمًا......

عَنِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُصَلِّي، قَالَ: فَكَبَّرَ، فَقَالَ: ((اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا))، ثَلاثَ مَرَّاتٍ، ((وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا))، ثَلاثَ مَرَّاتٍ، ((وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلا))، ثَلاثَ مَرَّاتٍ، ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ، وَنَفْخِهِ، وَنَفْثِهِ۔))

جناب ابن جبیر بن مطعم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تو آپ نے تکبیر کہی پھر اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا تین بار کہا۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا تین بار کہا۔ اور (وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّ أَصِيلًا) ''اور وہ سب عیوب سے پاک ہے۔ صبح وشام اس کی یہ ثنا ہے'' تین بار کہا۔ اور ''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ'' (میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان کے جنون، دم اور پھونک سے) پڑا۔

شرح: جناب عمرو بن مرہ کہتے ہیں: الموتة کا مفہوم تکبر کی انگیخت ہے اور نفث سے مراد لغو قسم کی شعرو شاعری ہے اور هَمَزَة کا معنی جنون ہے۔

ابو عبید کہتے ہیں: (الموتة) سے مراد جنون و دیوانگی ہے اس کو ھمز کہا گیا کیونکہ یہ شیطان کے چوکا لگانے سے ہوتی ہے۔ شعر وشاعری کو نفث کہا گیا ہے کیونکہ یہ منہ سے ادا کی جاتی اور پڑھی جاتی ہے اور نفث کا لغوی معنی ہے

(٥٧٥) ضعيف ...... أخرجه ابوداود: ٧٦٤، وابن ماجه: ٨٠٧

کسی چیز کا منہ سے اُگلنا اور پھینکنا ہے۔ اس سے مراد گندی، بے مقصد اور فحش شاعری بھی ہے کیونکہ اچھی شعر و شاعری کی اجازت مروی ہے۔

اور (نفخ) سے مراد یہ ہے کہ شیطان آدمی کے پیٹ میں ہوا بھر دیتا ہے تا کہ وہ اپنے آپ کو بہت اونچا شخص سمجھنے لگتا ہے، اس طرح وہ تکبر کا عادی بن جاتا ہے۔

(اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا) ''اللہ سب سے بڑا اور بہت بڑا ہے'' لفظ (کبیرًا) منصوب ہے الگ اعتبار سے (یعنی پچھلی عبارت سے اس کا کوئی اعرابی تعلق نہیں) یہ لفظ نکرہ ہے جو معرفہ سے نکلا ہے یا (کثیرًا) منصوب ہے محذوف فعل کی بنا پر اور وہ (أُكَبِّرُ)۔

(77)......باب وُجُوبِ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

سورۂ فاتحہ کی قراءت نماز میں واجب ہے

(٥٧٦)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالِ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ...... عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا صَلاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)) وَأَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْحُمَيْدِيُّ، نَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، نَا أَبُو النَّضْرِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ الْفَقِيهُ، نَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَيُّوبَ، قَالا: نَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ، نَا سُفْيَانُ بِهَذَا

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص سورۂ فاتحہ نماز میں نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔'' امام بغوی ایک اور سند ذکر کر کے یہی حدیث لائے ہیں۔ جناب سفیان بن عیینہ سے آخر تک وہی مروی ہے کہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی۔''

(٥٧٦) أخرجه البخاري: ٧٥٦، و مسلم: ٣٩٤

الإِسْنَادِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا صَلاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔))

(۵۷۷)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا مَعْمَرٌ......

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الإِسْنَادِ، قَالَ: ((لا صَلاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَصَاعِدًا۔))

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص سورۂ فاتحہ اور کچھ مزید نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد والے ادوار میں اکثر اہل علم کا یہی موقف ہے کہ نماز سورۂ فاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی، جس نمازی کو سورۂ فاتحہ اچھی طرح یاد ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں اس کے قائل سیدنا عمر فاروق، سیدنا علی، سیدنا جابر اور سیدنا عمران بن الحصین رضی اللہ عنہم ہیں۔ نیز امام شافعی، امام عبداللہ بن مبارک، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔ اہل الرائے کا خیال ہے کہ نمازی پر خاص سورۂ فاتحہ کا ہی پڑھنا ضروری نہیں (وہ قرآن پاک کا کوئی بھی حصہ تلاوت کر لے تو کافی ہے۔) ان کی دلیل ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾ ...... ''جتنا قرآن پڑھنا تمہارے لیے آسان ہو اتنا ہی پڑھو۔'' (سورۂ مزمل: ۲۰)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان جو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ نے ایک اعرابی سے کہا تھا: ((ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ۔)) ...... ''پڑھ جو قرآن تجھے آتا ہے۔''

دوسرے علماء کے نزدیک قرآن مجید کی اس آیت (اور اعرابی والی حدیث) کا تعلق اس شخص کے ساتھ ہے جسے سورۂ فاتحہ اچھی طرح نہیں آتی یا یہ آیت مجمل ہے۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ممکن ہے آپ نے اس سے مخصوص سورہ (فاتحہ) مراد لی ہو یا قرآن مجید کا کوئی حصہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ تو پھر اس مجمل کی تفسیر خود فرمان رسول، یعنی سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے ساتھ کر دی گئی ہے۔

(۵۷۸)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا السَّائِبِ، مَوْلَى هِشَامِ بْنِ

(۵۷۷) انظر الحديث السابق

(۵۷۸) أخرجه مسلم: ۳۹۵

زُهْرَةَ......

يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ صَلَّى صَلاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ، فَهِيَ خِدَاجٌ، هِيَ خِدَاجٌ، هِيَ خِدَاجٌ، غَيْرُ تَمَامٍ))، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، إِنِّي أَحْيَانًا أَكُونُ وَرَاءَ الإِمَامِ، فَغَمَزَ ذِرَاعِي، وَقَالَ: اقْرَأْ بِهَا يَا فَارِسِيُّ فِي نَفْسِكَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((قَالَ اللَّهُ: قَسَمْتُ الصَّلاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ، فَنِصْفُهَا لِي، وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ))، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اقْرَءُوا، يَقُولُ الْعَبْدُ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ يَقُولُ اللَّهُ: حَمِدَنِي عَبْدِي، وَيَقُولُ الْعَبْدُ: ﴿الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ يَقُولُ اللَّهُ: أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي، وَيَقُولُ الْعَبْدُ: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ يَقُولُ اللَّهُ: مَجَّدَنِي عَبْدِي، يَقُولُ الْعَبْدُ: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ هَذِهِ الآيَةُ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، يَقُولُ الْعَبْدُ: ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ، وَلا الضَّالِّينَ﴾ فَهَؤُلاءِ لِعَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز پوری نہیں ہوئی، پوری نہیں ہوئی، پوری نہیں ہوئی بلکہ اس کی نماز ناقص رہی۔'' راوی کہتا ہے، میں نے کہا: اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ)! بسا اوقات میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو میں کیا کروں؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے میرے بازو کو دبایا اور کہا: اے فارس کے رہنے والے، اس وقت تو آہستہ سورۂ فاتحہ پڑھ لیا کر، کیونکہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عز وجل کا یہ فرمان تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے: ''نماز میرے اور میرے بندے کے مابین آدھی آدھی تقسیم ہو چکی ہے، نماز کا نصف میرے لئے ہے اور دوسرا نصف میرے بندے کے لئے ہے اور میرا بندہ جو سوال کرتا ہے وہ پورا کیا جاتا ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سورۂ فاتحہ پڑھو، جب بندہ کہتا ہے: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ''ہر طرح کی ستائشیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی، اور نمازی جب کہتا ہے: ﴿الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ ''بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میرے بندے نے میری توصیف کی۔'' اور نمازی جب کہتا ہے: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ ''بدلے کے دن (یعنی قیامت) کا مالک ہے'' تو اللہ پاک فرماتے ہیں: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ اور نمازی جب پڑھتا ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ ''ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے

ہیں۔'' تو اللہ عز وجل فرماتا ہے: یہ آیت میرے اور میرے بندے کا درمیانی معاملہ ہے اور میرا بندہ جو سوال کرے گا وہ اس کو ملے گا۔ پھر جب نمازی اپنی نماز میں ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ، وَ لَا الضَّآلِّينَ﴾ کہتا ہے: ''ہمیں سیدھی راہ دکھا، ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی۔'' تو اللہ تعالیٰ جواباً فرماتے ہیں: یہ سب کلمات میرے اس بندے کے لئے ہیں اور جو کچھ طلب کرے گا وہ اسے دیا جائے گا۔''

شرح سورۂ فاتحہ کا ایک نام ام القرآن ہے کیونکہ یہ سورۃ قرآن کا آغاز اور اس کے مضامین کا خلاصہ اور اصل ہے۔ مکہ مکرمہ کا نام اُمُّ القریٰ ہے کیونکہ زمین بنانے کا آغاز اسی جگہ سے ہوا۔ یہ تمام دنیا کا درمیانی اور روحانی مرکز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَعِنْدَهُ اُمُّ الْكِتَابِ﴾...... ''اور لوح محفوظ اسی کے پاس ہے۔'' (سورۂ رعد: ۳۹) میں بھی لفظ ''ام'' سے مراد اصل کتاب ہے جو کہ اللہ عز وجل کے پاس ہے۔

فائدہ: لفظ ''ام'' عربی میں اصل، مرکز اور ماں کے معنیٰ میں مستعمل ہے۔ ماں تمام بچوں کا مرکز ہوتی ہے درخت کی جڑ کو بھی ''ام الشجرۃ'' کہتے ہیں کہ درخت کی زندگی کا انحصار اسی پر ہوتا ہے۔ (ع،س)

امام خطابی کہتے ہیں: لفظ ''خداج'' کا معنی ایسا ناقص ہونا ہے جس سے فساد و بطلان لازم آتا ہو۔ عرب لوگ ''أخْدَجت الناقة'' کا جملہ اس وقت بولتے ہیں جب اونٹنی پورا اور کامل بچہ جننے کے بجائے خون کا لوتھڑا گرا دے۔ لفظ خداج، اسم مبنی ہے۔

کہا گیا ہے: فهي خداج کا معنی کمی و نقص والا ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ لفظ خداج، مُخْدَجَةٌ کے معنی میں ہے، یعنی مصدر سے فعل کا معنی لیا گیا ہے۔ جیسے کوئی کہے: ''عبد الله إقبال و إدبارٌ'' تو اس عبارت کا معنی ہوگا: عبداللہ آنے اور جانے والا ہے۔ بعض یہ فرق کرتے ہیں کہ ''خَدَجَتِ الناقة'' کا معنی جب مجرد کا صیغہ ہو تو یہ ہے: اونٹنی وغیرہ کا قبل از وقت بچہ جَن دینا، اگرچہ بچہ مکمل ہو۔ اور ''اخدجته'' بصیغہ مزید فیہ کا معنی ہوگا: اونٹنی وغیرہ کا ناقص اور غیر مکمل بچہ جننا اگرچہ حمل کی مدت پوری ہو۔

جس شخص کا بازو کٹا ہوا ہو اسے ''مخدج الید'' کہا جاتا ہے، یعنی ناقص بازو والا۔

(الغرض لفظ خداج کے تمام اطلاقات لغت عربی میں، کمی، نقص، فساد وخرابی، ادھورا اور باطل ہونے کا پتہ دیتے ہیں۔ (ع،س)

(قَسَمْتُ الصَّلاۃَ بيني و بينَ عَبْدِي نصفَين) ''میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر دیا ہے'' یہاں ''الصلاۃ'' سے مراد سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کے فرمان میں یہ لفظ قراءت کے معنی میں استعمال ہوا ہے: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ ...... ''نہ تو تُو اپنی قراءت بہت بلند آواز سے کر اور نہ بالکل پوشیدہ۔'' (سورۂ اسراء: ۱۱۰) اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ قُرْآنَ الْفَجْرِ﴾ ...... ''اور فجر کا قرآن پڑھنا'' (سورۂ اسراء: ۷۸) سے مراد نماز فجر ہے گویا بعض دفعہ نماز کو قرآن کہہ دیا جاتا ہے اور کبھی قرآن پڑھنے کو نماز کے لفظ سے تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ اس تقسیم (بندے اور اس کے رب کے مابین) سے سورۂ فاتحہ کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔

(کیونکہ سورہ فاتحہ نماز کا وہ جزو اعظم ہے جس کو ''الصلاۃ'' کہا گیا ہے اور جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ (ع،س))

یہ تقسیم معنوی اعتبار سے ہے نہ کہ لفظی اعتبار سے، لہٰذا اس طرح نصف نصف تقسیم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ نصف سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف وتحمید ہے اور نصف میں وہ دعا ہے جس کے فوائد نمازی کو حاصل ہوتے ہیں، ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ کے جملہ تک اللہ کریم کی ثنا بیان ہوئی ہے اور اس کے بعد آخر تک بندے کے لئے دعا ہے۔

جو لوگ بسم اللہ...الخ کو سورۂ فاتحہ سے علیحدہ تصور کرتے ہیں وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے کہ اگر بسم اللہ...الخ اس سورت میں داخل ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اس کو بھی بیان فرماتے اور ﴿الحمد لله﴾ سے قراءت کا آغاز نہ فرماتے، اہل علم کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ علمائے امت کی کثیر تعداد اس موقف کی قائل ہے کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کا حصہ نہیں ہے، مثلاً سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ امام مالک، امام اوزاعی رحمہما اللہ، اہل الرائے، مدینہ اور بصرہ کے قاری صاحبان کا یہی موقف ہے۔ علماء کی ایک جماعت کا یہ موقف بھی ہے کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کا حصہ ہے۔ اس بات کے قائل سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم، جناب سعید بن جبیر، جناب عطاء بن ابی رباح، امام سفیان ثوری، امام عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق رحمہم اللہ، مکہ اور کوفہ کے قراء اور حجاز مقدس کے اکثر فقہائے کرام ہیں۔ ان لوگوں کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

(۵۷۹)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، نَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، نَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أُنْزِلَتْ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر ابھی ابھی ایک سورۃ نازل ہوئی

(۵۷۹) أخرجه مسلم: ۴۰۰

عَلَيَّ آنِفًا سُورَةٌ، فَقَرَأَ: ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ حَتَّى خَتَمَهَا، قَالَ: ((هَلْ تَدْرُونَ مَا الْكَوْثَرُ؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((فَإِنَّهُ نَهَرٌ وَعَدَنِيهِ رَبِّي فِي الْجَنَّةِ.))

ہے۔'' آپ نے ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ پوری سورت پڑھ کر سنائی۔ آپ نے پوچھا: ''جانتے ہو کوثر کیا ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ ایک نہر ہے جس کا میرے رب عز وجل نے مجھ سے جنت میں وعدہ فرمایا ہے۔''

(٥٨٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، نَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبِي......

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ قَالَ: هِيَ أُمُّ الْقُرْآنِ، قَالَ أَبِي: وَقَرَأَهَا عَلَى سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ حَتَّى خَتَمَهَا، ثُمَّ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيمِ الآيَةُ السَّابِعَةُ، قَالَ سَعِيدٌ: قَرَأَهَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا قَرَأْتُهَا عَلَيْكَ ثُمَّ قَالَ: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيمِ﴾ الْآيَةُ السَّابِعَةُ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَذَخَرَهَا لَكُمْ فَمَا أَخْرَجَهَا لِأَحَدٍ قَبْلَكُمْ۔

جناب ابن جریج بیان کرتے ہیں، مجھے میرے والد محترم نے جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بیان کیا: ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ ...... ''یقیناً ہم نے آپ کو سات آیتیں دے رکھی ہیں کہ دہرائی جاتی ہیں اور عظیم قرآن بھی دے رکھا ہے۔'' (سورۂ حجر: ٨٧) اس سے مراد سورۂ فاتحہ ہے۔ میرے والد کہتے ہیں جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے مجھے مکمل سورۂ فاتحہ پڑھ کر سنائی۔ پھر کہا: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ سورۂ فاتحہ کی ساتویں آیت ہے، سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ سورۃ مجھے اسی طرح پڑھ کر سنائی تھی جیسے میں نے آپ کو پڑھ کر سنائی ہے، پھر سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کی ساتویں آیت ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کو امت مسلمہ کے لئے چھپا کر رکھا، ان سے قبل کسی امت کو اس جیسی سورۃ عطا نہیں کی گئی۔

(٥٨٠) ليّن ...... أخرجه الامام الشافعي في المسند: ١٤٢

شرح امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۃ کی آیت ہے، سوائے سورۂ توبہ کے۔ باقی علماء کہتے ہیں کہ صرف سورۂ فاتحہ کی ایک آیت ہے دیگر سورتوں کے درمیان تو اسے صرف فاصلہ اور دوسری سورت سے ممتاز کرنے کے لئے لکھا جاتا ہے۔

(78)......باب افْتِتَاحِ الْقِرَاءَةِ بِالْفَاتِحَةِ وَتَرْكِ الْجَهْرِ بِالتَّسْمِيَةِ

تکبیر تحریمہ کے بعد قراءت کو سورۂ فاتحہ سے شروع کرنا اور بسم اللہ کا بلند آواز سے پڑھنا

(٥٨١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عبدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو عُمَرَ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ، نَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَفِيدُ الْعَبَّاسِ بْنِ حَمْزَةَ، نَا أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ الْبَجَلِيُّ، نَا عَفَّانُ، نَا حَمَّادٌ، أَنَا قَتَادَةُ، وَثَابِتٌ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ كَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ الصَّلَاةَ: بِـ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم نماز ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ سے شروع کرتے تھے۔

(٥٨٢)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ أَبِي بَكْرٍ، وَخَلْفَ عُمَرَ، وَلَمْ يَجْهَرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ بِـ ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ان میں سے کسی نے بھی ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ کو بلند آواز سے نہیں پڑھا۔

(٥٨٣)۔ وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ: قُمْتُ وَرَاءَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَكُلُّهُمْ كَانَ لَا يَقْرَأُ: ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نماز پڑھنے کے لئے ابوبکر، عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم کے پیچھے کھڑا ہوا۔ یہ سب حضرات نماز کے آغاز میں ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ نہیں پڑھتے تھے۔

---

(٥٨١) أخرجه البخاري: ٧٤٣، و مسلم: ٣٩٩

(٥٨٢) انظر الحديث السابق

(٥٨٣) صحيح ......أخرجه الامام مالك فى المؤطأ: ١٧٩

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم میں سے اکثر اہل علم کا خیال ہے کہ بسم اللہ الخ کو اونچی آواز سے نہ پڑھا جائے بلکہ آہستہ اور مخفی پڑھا جائے۔

سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی رضی اللہ عنہم، جناب ابراہیم نخعی، امام مالک، امام ثوری، امام عبد اللہ بن مبارک، امام احمد، امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہم اور اہل الرائے کا موقف یہی ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے مروی ہے کہ والد محترم نے مجھے قراءت کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کرتے ہوئے سن لیا تو کہا: اے بیٹے! بدعت سے بچ، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں، میں نے ان میں سے کسی شخصیت کو بسم اللہ پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔ لہٰذا جب تو نماز پڑھے تو تو بھی نہ پڑھ بلکہ ﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ﴾ سے قرآن شروع کر۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بسم اللہ کو بآواز بلند سورۂ فاتحہ اور ہر سورۃ کے آغاز میں پڑھا جائے۔ صحابہ میں سے اس کے قائل سیدنا ابوہریرہ، سیدنا عبد اللہ بن عمر، سیدنا عبد اللہ بن عباس اور سیدنا ابو الزبیر رضی اللہ عنہم ہیں۔ جناب سعید بن جبیر، عطاء بن ابی الرباح، طاؤس بن کیسان، مجاہد اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی موقف ہے۔ ان حضرات کی دلیل مندرجہ ذیل روایت ہے۔

(٥٨٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، نَا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، نَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَمَّادٍ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ بِـ ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ﴾۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز ﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ پڑھنے سے شروع کرتے تھے۔

شرح: امام شافعی رحمہ اللہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ والی حدیث کہ "وہ نماز کا آغاز ﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ﴾ سے کرتے تھے" کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وہ کوئی دوسری سورۃ پڑھنے سے پہلے سورۂ فاتحہ سے قراءت کی ابتدا کرتے تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہی نہیں تھے، یہ ادائیگی اظہار کا ایک انداز ہے جیسے کوئی کہے: میں نے سورۂ بقرہ اور آل عمران کو پڑھا تو مراد یہ ہوگا کہ وہ سورۃ جس میں گائے کا ذکر ہے اور وہ سورۃ جس میں عمران کی آل کا تذکرہ ہے اس کو پڑھا۔ تو اس سے بسم اللہ کے پڑھنے کی نفی نہیں ہوتی۔ اور ان حضرات کی ایک دلیل مندرجہ ذیل حدیث بھی ہے۔

---

(٥٨٤) ضعيف الاسناد ......أخرجه الترمذي: ٢٤٥

(٥٨٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ (ح) وأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ قَالَا: أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمِّ ، أَخْبَرَنَا اَبُو الرَّبِيعِ ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، حَدَّثَنِى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ ، عَنْ إِسْمَاعِيلِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ ، عَنْ أَبِيهِ......

أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَصَلَّى بِهِمْ وَلَمْ يَقْرَأْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِ وَلَمْ يُكَبِّرْ إِذَا خَفَضَ وَإِذَا رَفَعَ فَنَادَاهُ الْمُهَاجِرُوْنُ حِيْنَ سَلَّمَ وَالْاَنْصَارُ: أَيْ مُعَاوِيَةَ سَرَقْتَ صَلَاتَكَ أَيْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِ ، وَأَيْنَ التَّكْبِيْرُ إِذَا خَفَضْتَ وَإِذَا رَفَعْتَ ، فَصَلّٰى بِهِمْ صَلَاةً أُخْرٰى فَقَالَ: ذٰلِكَ فِيْهَا الَّذِيْ عَابُوْا عَلَيْهِ۔

جناب اسماعیل بن عبید اپنے باپ (عبید بن رفاعہ) سے بیان کرتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ جب مدینہ تشریف لائے (شام سے) تو لوگوں کو نماز پڑھائی اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بلند آواز سے نہ کہا، نہ ہی جھکتے اور اٹھتے ہوئے "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہا۔ سلام پھیرنے کے بعد مہاجرین وانصار نے آواز دی: اے معاویہ! آپ نے نماز میں چوری (کمی) کی ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِ کہاں گئی؟ اور اٹھتے، بیٹھتے تکبیر کا کیا ہوا؟ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ نماز پڑھائی۔ انہوں نے ایسا اس لئے کیا کہ لوگوں نے ان پر نماز میں کمی کا عیب لگایا تھا۔

شرح: جناب نافع سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ بسم اللہ اور کوئی دوسری سورت پڑھنے سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِ کا پڑھنا نہیں چھوڑتے تھے۔ (مسند شافعی: ١٤٧)

(79)......باب الْجَهْرِ بِالتَّأْمِيْنِ فِي صَلَاةِ الْجَهْرِ

جہری نمازوں میں آمین کو بلند آواز سے کہنا

(٥٨٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ ، نَا بُنْدَارٌ ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، قَالَا: نَا سُفْيَانُ ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ ، عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ......

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

(٥٨٥) حسن ...... أخرجه الامام الشافعى فى المسند: ١٤٤

(٥٨٦) هذا حديث حسن ......أخرجه الترمذى: ٢٤٨ ، وابوداود: ٩٣٢ ، وابن ماجه: ٨٥٥

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقَالَ: ((آمِينَ))، مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ۔ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدِيثُ سُفْيَانَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ، وَأَرَادَ بِهِ أَنَّهُ رَوَى شُعْبَةُ، عَنْ سَلَمَةَ، وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ۔

کو ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ پڑھتے ہوئے سنا، تو آپ نے ''آمین'' کہا اور اس کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کرتے۔

شرح: امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں ''مَدَّ بِهَا صَوْتَه'' والی روایت جو سفیان رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ شعبہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ اس بات سے مقصود یہ تھا کہ شعبہ جو سلمہ کی سند سے ''وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَه'' کے الفاظ بیان کرتے ہیں وہ صحیح نہیں ہیں۔

فائدہ: سفیان شعبہ سے زیادہ بڑے حافظ ہیں، جیسا کہ امام ترمذی نے امام ابوزرعہ رحمہ اللہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: ''حديث سفيان في هذا أصح من حديث شعبة'' اس مسئلے میں سفیان کی حدیث شعبہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔'' (ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما جآء فی التامین)

نیز شعبہ کی یہ روایت شاذ ہے۔ دیکھئے: (ضعیف ترمذی: کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی التامین) (ع،س)

حجر بن عیسیٰ کی کنیت ابوسکن ہے۔ سلمہ بن کہیل ۱۰ محرم (عاشورا) والے دن ۱۲۱ھ کو فوت ہوئے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام رحمہم اللہ اور بعد والے علماء میں سے ایک جماعت کا یہ موقف ہے کہ آمین کو اونچی آواز سے کہا جائے، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام اسحاق رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ مشہور ثقہ تابعی امام عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں: میں نے حرم مکی کے آئمہ (سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور دیگر) کو سنا وہ آمین کہتے تھے اور مقتدی بھی آمین کہا کرتے تھے یہاں تک کہ مسجد گونج اٹھتی۔

(80)......بَابُ فَضْلِ التَّأْمِيْنِ
آمین کہنے کی فضیلت

(٥٨٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أنهما أخبراه......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(٥٨٧) أخرجه البخاري: ٧٨٠، و مسلم: ٤١٠

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا أَمَّنَ الإِمَامُ فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلائِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔))

فرمایا: ''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گئی اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

شرح (فَإِنَّه مَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنَهُ) اس جملے کا عطف ایک پوشیدہ عبارت پر ہے اور وہ ہے ملائکہ کا امین کہنا جیسا کہ دوسری حدیث میں وضاحت موجود ہے (فَإِنَّ الْمَلائِكَةَ تُؤَمِّنُ)

(۵۸۸)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، نَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمِّنُوا، فَإِنَّ الْمَلائِكَةَ تُؤَمِّنُ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلائِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب پڑھنے والا (امام) آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ یقیناً فرشتے بھی آمین کہتے ہیں، جس کا آمین کہنا فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گیا تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔''

(۵۸۹)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، وَأَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، قَالا: أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الإِمَامُ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾، فَقُولُوا: آمِينَ، فَإِنَّ الْمَلائِكَةَ، تَقُولُ: آمِينَ، وَإِنَّ الإِمَامَ يَقُولُ: آمِينَ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے، تو جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گئی اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے

(۵۸۸) أخرجه البخاري: ٦٤٠٢، و مسلم: ٤١٠

(۵۸۹) هذا حديث صحيح ......أخرجه ابوداود: ٩٣٥، والنسائي: ٩٢٩، وابن ماجه: ٨٤٦

الْمَلائِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ جائیں گے۔''

شرح: جب امام کہے: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ﴾ تو کہو (آمین) اس کا مطلب یہ ہے کہ جب امام ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کا لفظ کہہ کر آمین کہہ لے تو تم آمین کہو۔ اس بات کی دلیل سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی گزشتہ روایت ہے۔

(٥٩٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِينَ، وَقَالَتِ الْمَلائِكَةُ فِي السَّمَاءِ: آمِينَ، فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے آمین کہے اور فرشتوں نے بھی اسی وقت آسمان پر آمین کہی۔ اس طرح ایک کی آمین دوسرے کی آمین کے ساتھ مل گئی تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔''

(٥٩١)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا إسحاق بن إبراهيم بن راهوية، أَخْبَرَنَا وكيع، عن سفيان، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ......

عَنْ بِلالٍ، أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لا تَسْبِقْنِي بِآمِينَ۔

جناب ابوعثمان سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے آمین کہنے کا موقع فراہم کیجئے۔

شرح: سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی گزارش کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ جس جگہ کھڑے ہو کر تکبیر کہا کرتے تھے وہ مقام صفوں کے پیچھے تھا۔ تکبیر کہہ کر محل نماز تک آنے میں دیر لگ جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ قراءت گزر جاتی۔ اس پر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اس قدر مہلت کا مطالبہ کیا کہ مجھ سے قراءت اور آمین کہنا چھوٹ نہ جائے اور دوسرے لوگوں کے ساتھ یہ فضیلت مجھے بھی حاصل ہو۔ مروی ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ امام کو کہہ دیا کرتے تھے: دیکھنا! مجھے آمین سے محروم نہ رکھنا۔ (مصنف عبد الرزاق: ٢٦٣٧، صحیح بخاری معلقا)

بعض علماء نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة) کے ساتھ ہی تکبیر تحریمہ کہہ

(٥٩٠) أخرجه البخاري: ٧٨١، و مسلم: ٤١٠

(٥٩١) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٩٣٧

دیتے تھے تو اس طرح بسا اوقات قراءت کا کچھ حصہ گزر جاتا۔

لفظ (آمین) کی میم کو تشدید کے ساتھ پڑھا جائے۔آمین کے الف کو لمبا (ممدودۃ) اور چھوٹا (مقصورہ) بروزن فعیل دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے۔لفظ آمین کا معنی كذلكَ فليكن ''اللہ کرے اسی طرح ہو جائے'' ہے۔یا یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔اور بعض آثار میں منقول ہے کہ آمین کا لفظ رب العالمین کی مہر ہے یا یہ کہ اس لفظ کی برکت سے اللہ تعالیٰ لوگوں سے آفات و بلیات ٹال دیتا ہے گویا یہ لوگوں کے لئے حفاظت و صیانت کی مُہر ہے جس طرح خط کے آخر میں مہر لگ جانے سے وہ حک واضافہ اور تبدیلی وفساد سے محفوظ ہو جاتا ہے اور کوئی اس کے مندرجات میں ردو بدل کا مجاز نہیں رہتا۔

(81)......باب القِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالعَصرِ

ظہر اور عصر میں قراءت کرنا

(۵۹۲)۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ هَوَازِنَ الْقُشَيْرِيُّ، إِمْلاءً، أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ الْخَفَّافُ، أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ السَّرَّاجُ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، وَأَبَانُ بْنُ يَزِيدَ جَمِيعًا، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ، وَالْعَصْرِ، بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ، وَيُسْمِعُنَا الآيَةَ أَحْيَانًا، وَيَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ، أَخْرَجَهُ مُحَمَّدٌ، عَنْ مُوسَى بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ هَمَّامٍ، وَزَادَ: وَيُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى، مَا لا يُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، وَهَكَذَا فِي الصُّبْحِ۔

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور ایک اور سورۃ پڑھتے تھے،کبھی کبھی کوئی آیت ہمیں سنا بھی دیا کرتے تھے، اور آخری دو رکعات میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے۔ایک سند میں یہ الفاظ زیادہ ہیں''اور پہلی رکعت میں قراءت دوسری رکعات سے زیادہ کرتے تھے۔اسی طرح صبح کی نماز میں بھی آپ کا معمول تھا۔

---

(۵۹۲) أخرجه البخاري: ۷۷٦، و مسلم: ٤٥١

(٥٩٣)۔ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، نَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، نَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخٍ، نَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْوَلِيدِ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً، وَفِي الأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً، أَوْ قَالَ: نِصْفَ ذَلِكَ، وَفِي الْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، قَدْرَ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً، وَفِي الأَخْرَيَيْنِ قَدْرَ نِصْفٍ مِنْ ذَلِكَ، وَيُرْوَى عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: حَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ قَدْرَ قِرَائَةِ الم تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں تیس آیتوں کے برابر قراء ت کرتے تھے، اور بعد والی دو رکعتوں میں پندرہ آیتوں کے برابر یا یوں کہا: اس کا آدھا تلاوت کرتے اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں پندرہ آیتوں کے برابر اور بعد والی دو رکعتوں میں اس تلاوت کا نصف۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں آپ کے قیام کا اندازہ کرتے تھے جتنی دیر میں ﴿الٓمٓ تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ﴾ (سورۂ سجدہ) پڑھی جائے۔

(٥٩٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِـ ﴿السَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ، والسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ﴾ وَشِبْهِهِمَا، وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ: كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ ب اللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَنَحْوِهَا، وَفِي الْعَصْرِ نَحْوَ ذَلِكَ، وَفِي الصُّبْحِ أَطْوَلَ مِنْ ذَلِكَ۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر میں ﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ﴾ اور ﴿وَالسَّمَاءِ والطَّارِقِ﴾ اور ان سے ملتی جلتی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ شعبہ سماک سے بیان کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر میں ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ اور اس جیسی سورتیں تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ جبکہ صبح کی نماز میں ان سے لمبی سورتیں۔

---

(٥٩٣) أخرجه مسلم: ٤٥٢

(٥٩٤) حسن صحيح ......أخرجه الترمذی: ٣٠٧، وابوداود: ٨٠٥، والنسائی: ٩٧٩

شرح: جناب نافع سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ جب اکیلے نماز پڑھتے تو چاروں رکعات میں سورۂ فاتحہ اور کوئی اور سورت تلاوت کرتے۔ بسا اوقات آپ فرض نماز کی ایک ہی رکعت میں دو دو اور تین تین سورتیں پڑھ جاتے۔(مؤطا امام مالك: ١٧٥)

(82)......باب الإِسْرَارِ بِالْقِرَائَةِ فِي الظُّهْرِ وَ الْعَصْرِ

ظہر اور عصر میں آہستہ (مخفی) قراءت

(٥٩٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يوسُفَ ، أَخْبَرَنَا سفيان ، عَنِ الأَعْمَشِ ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ......

عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ ، قُلْتُ لِخَبَّابِ بن الأرت: أَكَانَ النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ: نَعَم: قُلْتُ: بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ قِرَائَتَهُ؟ قَالَ: بِاضْطِرَابِ لَحْيَيْهِ۔

جناب ابو معمر کہتے ہیں: میں نے سیدنا خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا نبی کریم ﷺ ظہر اور عصر کی نمازوں میں قراءت کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: جی ہاں! میں نے کہا: نبی کریم ﷺ کے پڑھنے کو آپ لوگ کس طرح معلوم کر لیتے تھے؟ سیدنا خباب نے کہا: آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کے ہلنے سے۔

(83)......باب الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ

نماز مغرب میں قراءت

(٥٩٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ السَّامِرِيُّ الْهَاشِمِيُّ ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ سَمِعَتْهُ ، يَقْرَأُ: ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ ، فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّ ، لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَائَتِكَ هَذِهِ السُّورَةَ ، أَنَّهَا لآخِرُ مَا

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے انہیں ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ پڑھتے ہوئے سنا، تو کہا: اے بیٹے! تم نے اس سورت کی تلاوت کر کے یاد دلا دیا۔ میں آخر عمر میں نبی کریم ﷺ

(٥٩٥) أخرجه البخاري: ٧٦١

(٥٩٦) أخرجه البخاري: ٧٦٣، و مسلم: ٤٦٢

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ۔ کومغرب میں یہی سورت پڑھتے ہوئے سنتی تھی۔

(۵۹۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ۔

جناب محمد بن جبیر اپنے والد (جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب میں سورۂ طور پڑھتے ہوئے سنا تھا۔

تشریح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب کی دو رکعتوں میں مکمل سورۂ اعراف پڑھی۔ (صحیح، نسائی: ۲/ ۱۷۰، ترمذی معلقا: ۳۰۸)

اس حدیث مبارکہ میں دلیل ہے کہ باقی نمازوں کی طرح نماز مغرب کے بھی دو وقت ہی ہیں۔

فائدہ: یعنی غروب آفتاب سے وقت شروع ہوتا ہے اور اور سرخی کے غائب ہونے تک جاری رہتا ہے۔ مغرب کی نماز میں عموماً چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھی جاتی ہیں لیکن کبھی بڑی سورت بھی پڑھ دی جائے تو یہ بھی مسنون طریقہ ہے۔ نبی ﷺ سے سورۂ طور اور المرسلات پڑھنا ثابت ہے۔ (ع س)

ابوعبداللہ صنابحی کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں مغرب کی نماز پڑھی۔ انہوں نے پہلی دو رکعات میں سورۂ فاتحہ اور ایک سورۃ قصار مفصل سورتوں میں سے پڑھی، پھر جب وہ تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو میں ان کے نزدیک ہوگیا، میں نے سنا آپ نے سورۂ فاتحہ اور یہ آیت ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ۔﴾ (سورۂ آل عمران: ۸) پڑھی۔

امام مالک رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ مغرب کی نماز میں سورۂ طور اور سورۂ مرسلات جیسی لمبی سورتیں پڑھنا ناپسند جانتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ناپسند تو کجا، میں تو مستحب سمجھتا ہوں۔

(84)......باب الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَاءِ

نماز عشاء میں قراءت کرنا

(۵۹۸)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ

(۵۹۷) أخرجه البخاري: ۷۶۵، و مسلم: ٤٦٣

(۵۹۸) أخرجه البخاري: ۷۶۹، ٤٩٥٢، ۷٥٤٦، و مسلم: ٤٦٤

بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا أَبُو الْوَلِيدِ، نَا شُعْبَةُ......

عَنْ عَدِيٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ، فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ فِي إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِـ ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾.

جناب عدی بن ثابت کہتے ہیں: میں نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے کہ عشاء کی پہلی دو رکعات میں سے کسی رکعت میں آپ نے سورۂ تین پڑھی۔

(٥٩٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ......

يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْعِشَاءَ، أَوِ الْعَتَمَةَ، ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّيهَا بِقَوْمِهِ فِي بَنِي سَلَمَةَ، قَالَ: فَأَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، قَالَ: فَصَلَّى مُعَاذٌ مَعَهُ، ثُمَّ رَجَعَ، فَأَمَّ قَوْمَهُ، فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ، فَتَنَحَّى رَجُلٌ مِنْ خَلْفِهِ، فَصَلَّى وَحْدَهُ، فَقَالُوا لَهُ: أَنَافَقْتَ؟ قَالَ: لا، وَلَكِنِّي آتِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّكَ أَخَّرْتَ الْعِشَاءَ، وَإِنَّ مُعَاذًا صَلَّى مَعَكَ، ثُمَّ رَجَعَ فَأَمَّنَا، فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ، فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ تَأَخَّرْتُ، فَصَلَّيْتُ، وَإِنَّمَا نَحْنُ أَصْحَابُ نَوَاضِحَ، نَعْمَلُ بِأَيْدِينَا، فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مُعَاذٍ، فَقَالَ: ((أَفَتَّانٌ أَنْتَ يَا مُعَاذُ؟ أَفَتَّانٌ أَنْتَ يَا

جناب عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں: میں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا: سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء (یا عتمہ) کی (فرض) نماز پڑھتے، پھر واپس جا کر اپنی قوم کے لوگوں (بنی سلمہ) کو وہی نماز پڑھایا کرتے تھے، کہا: ایک بار عشاء کی نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لیٹ کر دی۔ راوی نے کہا: معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر واپس آ کر اپنی قوم کی امامت کرائی تو انہوں نے سورۂ بقرہ شروع کی (مقتدیوں میں سے) ایک شخص نے نماز توڑ دی اور اکیلے نماز پڑھ لی، لوگوں نے اسے کہا: کیا تو منافق ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، لیکن میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گا، پھر وہ شخص آپ کی خدمت میں آیا، اور کہا: اے اللہ کے رسول! (ایک دن) آپ نے عشاء کی نماز میں دیر کر دی، معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر واپس آ کر ہماری امامت کرائی اور سورۂ بقرہ پڑھنا شروع کر دی، جب میں نے یہ صورت حال دیکھی تو پیچھے ہٹ کر اپنی (الگ) نماز پڑھ

(٥٩٩) أخرجه البخاري: ٧٠٠، ٧٠١، ٧١١، و مسلم: ٤٦٥

مُعَاذُ؟ اقْرَأْ بِسُورَةِ كَذَا، وَسُورَةِ كَذَا))

لی۔ ہم پانی اٹھانے والے اونٹوں کے مالک ہیں۔ اپنے ہاتھوں سے کام کرتے ہیں (یعنی ہمارا پیشہ بڑا مشقت طلب ہے اور دن بھر کی اس محنت سے ہم تھک کر چور ہو جاتے ہیں) نبی کریم ﷺ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''معاذ! کیا تم لوگوں کو فتنے میں ڈالتے ہو؟ معاذ! کیا تم لوگوں کو آزمائش میں ڈالتے ہو؟ فلاں، فلاں سورت پڑھا کرو۔''

شرح قَالَ الشَّافِعِيُّ: أَنَا سُفْيَانُ، نَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ مِثْلَهُ، وَزَادَ فِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: ((اقْرَأْ بِ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى، وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى، وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَنَحْوِ هَذَا))، قَالَ سُفْيَانُ: فَقُلْتُ لِعَمْرٍو: إِنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ، يَقُولُ: قَالَ لَهُ اقْرَأْ بِ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى﴾...... سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ والی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى﴾ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ ﴿وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ﴾ اور اس جیسی سورتیں پڑھا کرو' سفیان کہتے ہیں: میں نے عمرو بن دینار سے کہا: ابوالزبیر تو یوں کہتا ہے کہ آپ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''پڑھا کرو!'' ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى﴾ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ ﴿وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ﴾ '' اس پر عمرو بن دینار نے کہا: ایسے ہی یا اسی کی مثل فرمایا۔ (یعنی عمرو بن دینار کچھ بھول سے گئے کہ کونسی سورتوں کا آپ نے نام لیا۔) (ایضاً)

شرح (نحن أصحاب نواضح) ''ہم اونٹوں پر پانی بھرنے والے لوگ ہیں۔'' ناضح ایسے اونٹ کو کہتے ہیں جس پر پانی لایا جاتا ہے یا جو رہٹ پر جوتا جاتا ہے۔

(أَفَتَّانٌ أَنْتَ) ''کیا تو لوگوں کو فتنے میں ڈالتا ہے'' یعنی لوگوں کو دین سے برگشتہ کرنے کا سبب بنتا ہے اور گمراہی کی جانب دھکیلتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ﴿وَمَآ أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ﴾ ''کسی ایک کو بھی تم گمراہ نہیں کر سکتے۔'' (سورۂ صافات: ۱۶۲) میں بھی یہی معنی پائے جاتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص عذر کی بنا پر امام کی اقتدا چھوڑ دیتا ہے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ نبی ﷺ نے اس شخص کو نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا حالانکہ اس نے بتایا تھا کہ میں نے معاذ رضی اللہ عنہ کو حالت نماز ہی میں چھوڑ دیا تھا۔

یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ امام کو ہلکی نماز پڑھانی چاہیے اور کمزور مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

اس حدیث مبارکہ میں اس بات کا جواز ہے کہ فرض نماز پڑھنے والے شخص کی نماز متنفل (نفل نماز پڑھنے والے) کے پیچھے ہو جاتی ہے کیونکہ معاذ رضی اللہ عنہ فرض نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے، پھر واپس جا کر اپنی قوم کی امامت کرواتے تھے۔ وہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی تو نفل نماز ہوتی جبکہ مقتدیوں کی فرض ہوتی۔

(صحیح بخاری: ۷۰۵، صحیح مسلم: ٤٦٥)

(٦٠٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخُزَاعِيُّ، نَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، نَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ بِ ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾ وَنَحْوِهَا مِنَ السُّوَرِ۔

جناب عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد (سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء میں ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾ اور اس جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

(٦٠١)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ......

عَنْ جَابِرٍ، ذَكَرَ قِصَّةَ مُعَاذٍ، قَالَ: وَقَالَ، يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْفَتَى: ((كَيْفَ تَصْنَعُ يَا ابْنَ أَخِي إِذَا صَلَّيْتَ؟)) قَالَ: أَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَأَسْأَلُ اللَّهَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ، وَإِنِّي لا أَدْرِي مَا دَنْدَنَتُكَ وَدَنْدَنَةُ مُعَاذٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي وَمُعَاذًا حَوْلَ هَاتَيْنِ أَوْ نَحْوَ ذَا۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوان سے پوچھا: ''اے بھتیجے! تم نماز میں کیا کہتے ہو؟'' اس نے کہا: میں سورۂ فاتحہ پڑھتا ہوں، پھر اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں، اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی گنگناہٹ کو اچھی طرح نہیں سمجھتا (یعنی آپ اور معاذ کیا دعا مانگتے ہیں؟ آواز تو سنتا ہوں، لیکن واضح الفاظ سمجھ میں نہیں آتے) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اور معاذ بھی (جنت اور دوزخ) کے گرد ہی گنگناتے ہیں۔'' یا فرمایا: ''اسی قسم کی دعا

(٦٠٠) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٣٠٩

(٦٠١) هذا حديث صحيح ......أخرجه ابوداود: ٧٩٢، ٧٩٣

کرتے ہیں (یعنی جنت اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔)

شرح ایک روایت میں (حَوْلَهُمَا نُدَنْدِنُ) ''ہم ان دونوں کے گرد گنگناتے ہیں'' کے الفاظ ہیں۔ الدَّنْدَنَة کا مفہوم یہ ہے کہ آواز کی گنگناہٹ تو محسوس ہو مگر الفاظ واضح نہ ہوں۔ لفظ (هَيْمَنَةٌ) کا معنی بھی یہی ہے۔

(85)......باب الْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ
نماز فجر میں قراءت

سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر میں ساٹھ سے سو آیات کی تلاوت کرتے تھے۔

(صحيح بخاری: ٧٧١، صحيح مسلم: ٤٦١)

(٦٠٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ......

عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلاقَةَ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ: ﴿وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ﴾۔

جناب زیاد بن علاقہ اپنے چچا (قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فجر میں ﴿وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ﴾ پڑھتے سنا۔ (یعنی سورۂ قٓ)۔

شرح زیاد بن علاقہ کے چچا کا نام قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ ہے۔

قبیصہ جناب سفیان رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نماز فجر کی پہلی رکعت میں ﴿والنَّخلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

یہ سورۂ ق کی آیت ہے۔

(٦٠٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، أنا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، نَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مِسْعَرِ بْنِ كِدَامٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ سَرِيعٍ......

(٦٠٢) أخرجه مسلم: ٤٥٧

(٦٠٣) أخرجه مسلم: ٤٥٦

عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ﴾.

سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز فجر میں ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ﴾ پڑھتے سنا۔
امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یعنی سورت ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ پڑھتے سنا۔

(٦٠٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ، وَعَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ سُفْيَانَ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو، وَالْعَابِدِيُّ ح وَأَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، وَأَبُو عَاصِمٍ، قَالا: أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ سُفْيَانَ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْعَابِدِيُّ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ بِمَكَّةَ، فَاسْتَفْتَحَ سُورَةَ الْمُؤْمِنِينَ حَتَّى إِذَا جَاءَ ذِكْرُ مُوسَى وَهَارُونَ، أَوْ ذِكْرُ عِيسَى، أَخَذَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْلَةٌ، فَرَكَعَ، وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: فَحَذَفَ، فَرَكَعَ، قَالَ: وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ السَّائِبِ حَاضِرٌ.

سیدنا عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مکہ مکرمہ میں فجر کی نماز پڑھائی اور سورۂ مومنون شروع کی یہاں تک کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ہارون علیہ السلام کا ذکر آیا یا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا تو آپ کو کھانسی چھڑ گئی، اس پر آپ رکوع میں چلے گئے۔ حسن بن علی نے کہا: آپ نے قراءت موقوف کر دی اور رکوع کر دیا۔ راوی نے کہا: سیدنا عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ اس وقت موجود تھے۔

شرح: عابدی کا پورا نام عبداللہ بن مسیّب عابدی ہے۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی چلا رہا تھا، آپ نے مجھ سے فرمایا: اے عقبہ! کیا میں تجھے دو بہترین پڑھی جانے والی سورتیں نہ سکھلاؤں؟ تو آپ نے مجھے ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ کی تعلیم دی۔ جب صبح کی نماز کے لیے آپ اترے تو لوگوں کو نماز پڑھاتے وقت آپ نے ان دو سورتوں کی تلاوت فرمائی۔ (صحیح، ابوداود: ١٤٦٢)

سلیمان بن یسار سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں: انہوں نے کہا: میں نے کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جو

٦٠٤) أخرجه مسلم: ٤٥٥، وذكره البخاري معلقا: كتاب الاذان، باب الجمع بين السورتين في الركعة

رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ ملتی جلتی ہو سوائے فلاں صاحب کے جو مدینہ منورہ کے امیر رہے۔سلیمان کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز پڑھی، آپ ظہر کی پہلی دو رکعات لمبی کرتے اور آخری دو رکعات ہلکی، عصر کی نماز مختصر پڑھاتے ، مغرب کی پہلی دو رکعات میں قصار مفصل سورتیں پڑھتے ،عشاء کی پہلی دو رکعات میں اوساط مفصل سورتیں پڑھتے اور صبح کی نماز میں طوال مفصل سورتیں پڑھتے ۔(صحیح، نسائی : ۲/ ۱٦٦)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا: نمازِ صبح میں طوال مفصل پڑھا کرو، ظہر میں اوساط مفصل اور مغرب کی نماز میں قصار مفصل کی تلاوت کیا کرو۔

(ترمذی معلقا: ٣٠٦، ٣٠٧، ٣٠٨)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں مذکور ہے کہ آپ نماز عشاء میں اوساط مفصل سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

(ترمذی معلقا: ٣٠٩)

امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ سے تلاوت کے مذکورہ بالا معمول سے کم یا زیادہ ثابت ہے، ان کے نزدیک اس مسئلہ میں وسعت اور کشادگی تھی۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: احسن واولیٰ یہ ہے کہ صبح کی نماز میں طوال مفصل سورتیں پڑھی جائیں، نماز عصر اور عشا میں اوساط مفصل اور مغرب کی نماز میں قصار مفصل سورتوں کی تلاوت کی جائے۔ امام شافعی، امام عبد اللہ بن مبارک، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ کا یہی کہنا ہے۔

بعض آئمہ کا خیال ہے کہ عصر کی نماز اور مغرب کی نماز میں قراءت ایک جیسی ہونی چاہیے۔یعنی دونوں میں قصار مفصل سورتیں پڑھی جائیں۔ جناب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے ایسے ہی مروی ہے۔ مزید ان کا کہنا ہے کہ ظہر کی نماز عصر کی نماز سے چار گنا لمبی ہونی چاہیے۔

فائدہ: قرآن کریم کی سورتیں چار قسم کی ہیں:

(١) طِوَال : سات ہیں، بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف اور انفال اور براءت (سورۂ انفال اور سورۂ براءت) کو ایک شمار کیا گیا ہے۔

(٢) المِئِیْنَ: جن سورتوں کی آیات (١٠٠) سے زائد یا اس کے قریب ہیں۔

(٣) الْمَثَانِی : وہ سورتیں جو تعداد میں مئین کے بعد آتی ہیں، ان کو مثانی اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کو طوال اور مئین کی بہ نسبت بار بار پڑھا جاتا ہے۔

(٤) المُفصَّل: ان کی ابتداء سورۂ ق یا سورۂ حجرات سے ہوتی ہے، یہ مزید تین حصوں میں تقسیم کی جاتی ہیں:

طِوال مُفصَّل: سورۂ ق یا سورۂ حجرات سے لے کر سورۂ نباء یا سورۂ بروج تک۔

اَوْسَاط مُفصَّل: سورہ نباء یا سورۂ بروج سے لے کر سورۂ ضحیٰ یا سورۂ بینہ تک۔

قِصَار مُفصَّل: سورۂ ضحیٰ یا سورۂ بینہ سے آخرِ قرآن تک۔ (م،م)

(٦٠٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا أَبُو نُعَيْمٍ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: ﴿الم تَنْزِيلُ﴾ و ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز نماز فجر میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر پڑھا کرتے تھے۔

شرح: ابراہیم بن سعد اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۂ دہر پڑھتے تھے۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی رات نماز مغرب میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے اور نماز عشاء میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

(ضعیف، ابن حبان: ١٨٤١)

(86)......باب الْقِرَاءة خَلْفَ الْإِمَامَ وَ مَنْ قَالَ: لَا يَقْرَأُ إِذَا جَهَرَ الْإِمَامُ

امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا اور نہ پڑھنا (جب امام بلند پڑھ رہا ہو)

(٦٠٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا هَنَّادٌ، نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ......

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ، فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَائَةُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: ((إِنِّي أَرَاكُمْ تَقْرَءُونَ وَرَاءَ إِمَامِكُمْ))، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِي وَاللَّهِ، قَالَ: ((لَا

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (ایک دفعہ) صبح کی نماز پڑھائی تو آپ پر قراءت بوجھل ہوگئی، جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ''میرا خیال ہے تم امام کے پیچھے کچھ پڑھتے ہو'' راوی کہتا ہے: ہم نے کہا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول! آپ نے

(٦٠٥) أخرجه البخاري: ٨٩١، و مسلم: ٨٨٠

(٦٠٦) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٨٢٣، والترمذي: ٣١١، والنسائي: ٩٢٠

تَفْعَلُوا إِلا بِأُمِّ الْقُرْآنِ، فَإِنَّهُ لا صَلاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا۔))

فرمایا: ''اُمّ القرآن (سورۂ فاتحہ) کے علاوہ کچھ نہ پڑھا کرو، کیونکہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو اسے نہیں پڑھتا۔''

شرح امام زہری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو بیان کیا۔ محمود بن الربیع عن عبادہ رضی اللہ عنہ کی سند سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا صَلاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔))...... ''اس شخص کی نماز نہیں جس نے فاتحہ نہیں پڑھی'' امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث زیادہ صحیح ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث مقتدی کے لئے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہے، امام بلند آواز میں قراءت کرے خواہ پست آواز میں۔

(٦٠٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلاةٍ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَائَةِ، فَقَالَ: ((هَلْ قَرَأَ مَعِي أَحَدٌ مِنْكُمْ آنِفًا؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللَّهِ!، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي أَقُولُ: مَا لِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ؟)) قَالَ: فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَائَةِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِرَائَةِ مِنَ الصَّلاةِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ مبارک لوگوں کی جانب کیا ایسی نماز کے بعد جس میں قراءت اونچی آواز سے کی جاتی ہے اور فرمایا: ''کیا تم میں سے کسی نے ابھی میرے ساتھ قراءت کی ہے؟'' ایک آدمی نے عرض کیا: جی ہاں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''میں بھی کہتا تھا: مجھے کیا ہوا، قرآن پڑھنا مجھ پر کیوں دشوار ہو گیا۔'' راوی کہتا ہے: لوگوں نے جب آپ کی بات سنی تو ان نمازوں میں قراءت سے باز آ گئے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کا آخری جملہ، جس میں لوگوں کے باز آنے کی بات کی جا رہی ہے، یہ امام زہری کا قول ہے، جو مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (م،م)

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ حدیث میں مذکور تابعی ابن اکیمہ اللیثی کا نام عمارہ ہے اور کہا جاتا ہے

(٦٠٧) صحيح، وأما قوله في آخر الحديث ''فانتهى الناس ......'' فالاشهر انه من قول الزهري۔......أخرجه الترمذي: ٣١٢، وابوداود: ٨٢٦، وابن ماجه: ٨٤٨، والنسائي: ٩١٩

کہ عمرو بن اکیمہ ہے۔امام زہری رحمہ اللہ کے کچھ شاگردوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا کہ امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: جب لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سنی تو قراءت سے رک گئے۔

اس حدیث مبارکہ سے قراءت خلف الامام (امام کے پیچھے پڑھنے کو درست سمجھنے والے) کے قائلین پر کچھ اعتراض نہیں ہوسکتا اس لئے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: ''جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز ناقص ہے۔'' حدیث سننے والے نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: میں کبھی امام کے پیچھے ہوتا ہوں (تو کیا کروں؟) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: امام کے پیچھے سورہ فاتحہ دل میں پڑھ لیا کرو۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اکثر علمائے صحابہ اور تابعین نیز جو ان کے بعد تھے انہوں نے امام کے پیچھے (فاتحہ) پڑھنے کے مسئلہ میں اختلاف کیا ہے۔ ایک گروہ وجوب کا قائل ہے، امام بآواز بلند پڑھے خواہ بآواز پست۔ سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا ابن عباس، سیدنا معاذ، سیدنا اُبي بن کعب رحمہم اللہ نیز امام مکحول، امام اوزاعی، امام شافعی، امام ابوثور رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے، اگر مقتدی کے لئے امام کے سکتات کے دوران پڑھنا ممکن ہو تو ٹھیک ہے وگرنہ امام کے ساتھ ساتھ پڑھے گا۔

ایک گروہ کا خیال ہے کہ جن نمازوں میں امام بلند آواز سے پڑھتا ہے ان میں تو نہیں البتہ جن میں قراءت مخفی ہوتی ہے ان میں مقتدی پڑھے گا، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہی قول بتایا جاتا ہے۔ عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، نافع بن جبیر رحمہم اللہ سے یہی بات مروی ہے، نیز امام زہری، امام مالک، امام ابن مبارک، امام احمد، امام اسحاق اور امام شافعی رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

ایک گروہ کا خیال ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے کچھ نہیں پڑھے گا، امام اونچی آواز سے پڑھے یا دھیمی آواز سے۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی بیان کیا جاتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: جب کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اسے امام کا پڑھنا کافی ہے۔

سفیان ثوری اور اہل الرائے کا قول بھی یہی ہے۔ ان حضرات کی دلیل سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت ہے (مالي أنازَعُ القرآن) ''مجھے کیا ہوا! قرآن مجید مجھ سے کیوں الجھتا ہے؟''

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اکثر علماء ومحدثین اس جملے کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ مقتدی ہونے کی دلیل وہ حدیث مبارکہ ہے جس کے راوی سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ظہر کی نماز پڑھائی، جب سلام پھیر کر مقتدیوں کی جانب متوجہ ہوئے تو فرمایا: کس نے پڑھا ہے؟ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ ایک شخص نے کہا: میں نے۔ تو آپ نے فرمایا: ''مجھے معلوم ہوا کہ تم میں سے کوئی مجھ سے قرآن کریم چھین رہا ہے۔''

(صحیح مسلم : ۳۹۸)

المخالجة کا معنی کھینچا تانی کا ہے اور یہ لفظ دیگر احادیث میں آنے والے لفظ نازعنیھا کے قریب المعنی ہے۔ لفظ (خلج) کے لغوی معنی کھینچنے اور چھیننے کے ہیں، گویا کہ دوسرا شخص (مقتدی بلند پڑھنے ولا) امام کی زبان سے الفاظ چھین لیتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو بآواز بلند قرآن کریم پڑھنے کی ممانعت ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیچھے مقتدی کو بآواز بلند قرآن پڑھنے سے باز رکھا۔ واقعہ یہ ہے کہ کچھ لوگ سری نماز یعنی ظہر وعصر میں بھی امام کے پیچھے بحثیت مقتدی الحمد کے بعد کوئی اور سورت پڑھا کرتے تھے جس کی بابت رحمت عالم ﷺ نے منع فرمایا کہ تم یہ بہ آواز بلند نہ پڑھو، البتہ دیگر صحیح احادیث کی بنا پر سورۂ فاتحہ کا پڑھنا مستثنیٰ ہے۔ (ع،س)

(٦٠٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ التَّمَّارِ......

عَنِ الْبَيَاضِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَقَدْ عَلَتْ أَصْوَاتُهُمْ بِالْقِرَائَةِ، فَقَالَ: ((إِنَّ الْمُصَلِّيَ مُنَاجٍ رَبَّهُ، فَلْيَنْظُرْ بِمَا يُنَاجِيهِ بِهِ، وَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ بِالْقُرْآنِ۔))

جناب ابو حازم تمّار، سیدنا بیاضی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پاس تشریف لائے تو وہ بلند آواز سے قراءت کرتے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، آپ نے فرمایا: ''نمازی اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے، پس دیکھنا چاہیے، وہ کس چیز کے ساتھ مناجات کرتا ہے، اورتمھارا ایک دوسرے پر قرآن اونچی آواز میں نہ پڑھے۔''

تشریح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام کے پیچھے قراءت کرنے کا یہی سنت طریقہ ہے بلکہ امام کے پیچھے کیے جانے والے ہر ذکر و دعا کا یہ انداز ہونا چاہیے کہ صرف اپنے آپ کو سنایا جائے اور کسی کے لئے باعث تشویش نہ بنا جائے۔ امام شعبی رحمہ اللہ کہتے: جب تو قرآن پڑھے تو اس طرح کہ اپنے کانوں کو سنائے اور دل کو سمجھائے یقیناً کان زبان اور دل کے مابین ایک واسطہ ہے۔

(87)......باب مَا يُجْزِئُ الأُمِّيَّ وَالْعَجَمِيَّ مِنَ الْقِرَاءَةِ
ان پڑھ اور عجمی آدمی کو کس قدر قراءت کافی ہوسکتی ہے؟

(٦٠٩)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْفَاشَانِيُّ، أَنَا أَبُو عُمَرَ الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ

(٦٠٨) صحيح ...... أخرجه الامام مالك فى المؤطأ: ١٧٨، والبيهقى: ٤٧٠٤

(٦٠٩) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٨٣٠

الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرٍو اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الأَشْعَثِ، نَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، أَنَا خَالِدٌ، عَنْ حُمَيْدٍ الأَعْرَجِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَفِينَا الأَعْرَابِيُّ، وَالأَعْجَمِيُّ، فَقَالَ: ((اقْرَئُوا فَكُلٌّ حَسَنٌ، وَسَيَجِيءُ أَقْوَامٌ يُقِيمُونَهُ كَمَا يُقَامُ الْقِدْحُ، يَتَعَجَّلُونَهُ وَلا يَتَأَجَّلُونَهُ۔))

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مجلس میں تشریف لائے جب کہ ہم قرآن پڑھ رہے تھے، ہم میں دیہاتی بھی تھے اور غیر عرب بھی۔ آپ نے فرمایا: ''پڑھے جاؤ، سب ہی بہتر ہے، عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو اسے (قراءت قرآن کو) ایسے سیدھا کریں گے جیسے کہ تیر سیدھا کیا جاتا ہے۔ اس کا اجر (دنیا میں) جلد ہی لینا چاہیں گے اور (آخرت تک) موخر نہیں کریں گے۔''

(٦١٠)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، نَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ الدَّالانِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ السَّكْسَكِيِّ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي لا أَسْتَطِيعُ أَنْ آخُذَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا، فَعَلِّمْنِي مَا يُجْزِئُنِي، قَالَ: ((قُلْ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلا إِلَهَ إِلا اللَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ))، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذَا لِلَّهِ؟ فَمَا لِي؟ قَالَ: ((قُلْ: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي، وَعَافِنِي، وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي))، فَلَمَّا قَامَ، قَالَ هٰكَذَا بِيَدِهِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَّا هَذَا فَقَدْ مَلأَ يَدَيْهِ مِنَ الْخَيْرِ۔))

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں قرآن سے کچھ یاد نہیں کر سکتا، مجھے کچھ سکھا دیجئے جو میرے لیے (قراءت قرآن سے) کفایت کرے۔ آپ نے فرمایا: ''تم سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَ لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰه پڑھا کرو۔'' اللہ پاک ہے، اس کی تعریف ہے، اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ برائیوں سے بچنا اور نیکی کی توفیق ملنا، اللہ کے سوا کسی سے ممکن نہیں۔'' وہ شخص کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! یہ تو اللہ کے لئے ہوا، میرے لئے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

(٦١٠) حسن ......أخرجه ابوداود: ٨٣٢، والنسائی: ٩٢٤

”کہا کرو: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَارْزُقْنِي وَ عَافِنِيْ وَاهْدِنِي “اے اللہ! مجھ پر رحم فرما، مجھے رزق دے، راحت و عافیت سے نواز اور ہدایت سے سرفراز فرما۔“ چنانچہ جب وہ کھڑا ہوا تو اپنے ہاتھوں سے ایسے اشارہ کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس نے اپنے ہاتھ خیر سے بھر لئے ہیں۔“

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سابقہ صحیح احادیث سے ثابت ہوا کہ کم از کم قراءت فاتحہ واجب ہے لہٰذا جو کوئی از حد عاجز ہو اور کسی بھی معقول سبب سے سورۂ فاتحہ نہ پڑھ سکتا ہو تو وہ قرآن مجید کے کسی دوسرے مقام سے سات آیات پڑھ لیا کرے اور اگر قرآن مجید پڑھنے یا یاد رکھنے پر قادر نہ ہو تو اسے مذکورہ بالا ذکر سے اپنی نماز پوری کرنی چاہیے یا اس قسم کے دیگر کلمات طیبات پڑھنے چاہئیں۔

فائدہ: بوڑھے مردوں، عورتوں اور کمزور عقل افراد کے لئے رخصت ہے کہ وہ اس قسم کے ذکر سے اپنی نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ان میں قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے کی صلاحیت نہ ہو۔ (ع، س)

(88)......باب التَّكْبِيرِ عِنْدَ الرُّكُوعِ

رکوع کرتے وقت تکبیر کہنا

(٦١١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَانِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ، فَإِذَا انْصَرَفَ قَالَ: وَاللَّهِ! إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

جناب ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو جب بھی جھکتے یا اٹھتے تو تکبیر ضرور کہتے۔ پھر جب فارغ ہوتے تو فرماتے کہ میں نماز پڑھنے میں تم سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز سے مشابہت رکھنے والا ہوں۔

(٦١٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا قُتَيْبَةُ، نَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ

(٦١١) أخرجه البخاري: ٧٨٥، و مسلم: ٣٩٢

(٦١٢) هذا حديث حسن صحيح ......أخرجه الترمذي: ٢٥٣، والنسائي: ٣٦٦

عَلْقَمَةَ، وَالأَسْوَدِ……

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ، وَرَفْعٍ، وَقِيَامٍ، وَقُعُودٍ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما ہر جھکنے، اٹھنے اور قیام وقعود کے موقع پر تکبیر ضرور کہتے۔

(٦١٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، نَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ……

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُولُ: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ))، حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ، ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ: ((رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ))، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا، حَتَّى يَقْضِيَهَا، وَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوسِ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے، پھر جب رکوع کرتے تب بھی تکبیر کہتے تھے۔ پھر جب سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ پھر کھڑے ہی کھڑے ربنا لك الحمد کہتے۔ پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے (سجدے کے لئے) جھکتے، پھر جب سر اٹھاتے تو اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے، پھر جب (دوسرے) سجدے کے لئے جھکتے تب تکبیر کہتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تب بھی تکبیر کہتے۔ اسی طرح آپ نماز پوری کر لیتے تھے۔ قعدہ اولیٰ سے اٹھنے پر بھی تکبیر کہتے تھے۔

شرح: تمام امت کا ان تکبیرات انتقال (ایک رکن سے دوسرے میں جاتے ہوئے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنے) پر اتفاق ہے۔ چار رکعات والی نماز میں بائیس تکبیرات بنتی ہیں، تمام کی تمام سنت ہیں سوائے پہلی تکبیر کے کہ وہ فرض ہے، اس کے بغیر نماز شروع ہی نہیں ہوتی۔ رکوع کی تکبیر کہتے وقت سنت طریقہ یہ ہے کہ قیام کی حالت میں تکبیر کہنا شروع کیا جائے اور اسے جھکتے ہوئے لمبا کیا جائے۔ سجدہ کرتے وقت بھی یوں ہی کیا جائے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مروی ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ جھکتے ہوئے تکبیر کہتے تھے۔ (صحیح، ترمذی: ٢٥٤)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ تکبیر جزم ہے اور سلام بھی جزم ہے (یعنی دونوں کے آخر میں آواز کو نہ کھینچے بلکہ وقف کرے) آخر میں اعراب نہ پڑھا جائے بلکہ ساکن پڑھا جائے اور حرف ”راء“ کے اوپر ضمہ نہ پڑھا جائے یعنی یوں کہا جائے اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔

---

(٦١٣) أخرجه البخاري: ٧٨٩، و مسلم: ٣٩٢

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حذف سلام سنت ہے۔

فائدہ: یہ پوری حدیث اس طرح ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَذْفُ السَّلَامِ سُنَّةٌ۔ ......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سلام کی تخفیف سنت ہے۔''
(ضعیف، مسند احمد: ۱۰۸۹۸، ابوداود: ۱۰۰۴، امام ابوداود نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد کہا: عبد اللہ بن مبارک نے مجھے اس حدیث کو مرفوع بیان کرنے سے منع کیا۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ سلام کے الفاظ کو لمبا کر کے ادا نہ کیا جائے، بلکہ امام کو چاہیے کہ وہ جلدی سے سلام کہہ دے۔ اہل علم نے اسی صورت کو مستحب سمجھا ہے۔ (م،م)

امام ابن مبارک نے کہا: سلام کہنے میں مَدّ نہ کی جائے۔

(89)......باب هَيْئَةِ الرُّكُوعِ
رکوع کا طریقہ

سیدنا ابوحمید رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں: رکوع کرتے ہوئے آپ نے سر نہ تو اٹھایا ہوتا اور نہ نیچا کیا ہوتا۔

(٦١٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا بُنْدَارٌ، نَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، نَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ......

نَا عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ، قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ، وَأَبُو أُسَيْدٍ، وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَ، فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا، وَوَتَّرَ يَدَيْهِ، فَنَحَّاهُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ۔

جناب عباس بن سہل نے کہا کہ سیدنا ابوحمید، ابو اُسید، سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم جمع تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ذکر آ گیا تو سیدنا ابوحمید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں تم سب سے زیادہ آگاہ ہوں، رسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھا گویا انہیں پکڑے ہوئے ہوں اور اپنے ہاتھوں کو تانت بنایا (جو کہ کمان پر ہوتا ہے) اور اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھا۔

شرح: ابوحمید رضی اللہ عنہ کا نام عبدالرحمٰن بن سعید بن منذر ہے۔ ابو اُسید رضی اللہ عنہ کا نام مالک بن ربیعہ ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حدیث میں بیان کردہ رکوع کا طریقہ تمام اہل علم کے نزدیک سنت ہے اس طرح

(٦١٤) هذا حديث حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ٧٣٤، والترمذي: ٢٦٠، وابن ماجه: ٨٦٣،

کہ رکوع میں گھٹنوں کو انگلیاں کھول کر پکڑنا اور انگلیاں پھیلا کر گھٹنے کو پکڑنا نیز بازوؤں کو رکوع میں پہلوؤں سے دور رکھنا، کمر، گردن اور سر کو سیدھ میں رکھنا۔

حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے نماز میں گدھے کی طرح سر جھکانے سے منع فرمایا۔ حدیث میں مذکور لفظ (التذبیح) کا معنی یہ ہے کہ رکوع کرتے ہوئے سر کو پیٹھ سے زیادہ جھکا دیا جائے۔ حافظ بغوی کہتے ہیں کہ یہ لفظ لغت عرب میں دال کے ساتھ التدبیح اور ذال کے ساتھ التذبیح دونوں طرح رائج ہے مگر دال کے ساتھ زیادہ معروف ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے نماز سکھلائی، جب رکوع کیا تو تطبیق کی یعنی اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں میں دبوچ لیا۔(صحیح مسلم : ٥٣٤)

(تطبیق) دونوں ہاتھ اکٹھے کر کے گھٹنوں کے مابین رکھ لینے کو تطبیق کہتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رکوع میں اس کیفیت کے قائل تھے اور یہ ان کے تفردات میں شمار کیا جاتا ہے۔ (ع،س)

یہ کیفیت تمام اہلِ علم کے نزدیک منسوخ ہے۔ جناب مصعب بن سعد سے روایت کیا گیا ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد کے پہلو میں نماز پڑھی اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر رانوں کے درمیان رکھ لیا۔ اس پر میرے والد گرامی نے مجھے ٹوکا اور فرمایا کہ ہم بھی پہلے اسی طرح کرتے تھے لیکن بعد میں اس سے روک دیئے گئے اور حکم ہوا کہ ہم اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رکوع کرتے وقت گھٹنوں کو پکڑنا تمھارے لئے مسنون قرار دیا گیا ہے، پس گھٹنوں کو پکڑا کرو۔(صحیح الاسناد، ترمذی: ٢٥٨، نسائی: ٢/ ١٨٥)

(90)......باب وَعِيدِ مَنْ لَا يَتِمُّ رُكُوعَهُ وَ سُجُودَهُ وَ وُجُوبِ الطُّمَأْنِينَةِ فِي الْاِعْتِدَالِ

اچھی طرح رکوع وسجود نہ کرنے والے کے لیے وعید اور اعتدال میں طمانینت فرض ہے

(٦١٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا غُنْدَرٌ، نَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَقِيمُوا الرُّكُوعَ

سید انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا: ''رکوع اور سجود پوری طرح کیا کرو۔ اللہ

(٦١٥) أخرجه البخاري: ٧٤٢، و مسلم: ٤٢٥

وَالسُّجُودَ، فَوَاللَّهِ! إِنِّي لأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِي)) وَرُبَّمَا، قَالَ: ((مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي، إِذَا رَكَعْتُمْ وَسَجَدْتُمْ۔))

کی قسم! میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ یا اس طرح کہا: پیٹھ کے پیچھے سے۔ جب تم رکوع کرتے ہو اور سجدہ کرتے ہو۔"

(٦١٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ......

عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ: رَأَى حُذَيْفَةُ رَجُلًا لَا يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، قَالَ: مَا صَلَّيْتَ، وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلَى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللَّهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا۔

جناب سلیمان (اعمش) کہتے ہیں: میں نے زید بن وہب سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں کرتا۔ اس لئے آپ نے اس سے کہا: تم نے نماز نہیں پڑھی اور اگر تم مر گئے تو تمہاری موت اس سنت پر نہیں ہوگی جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔

فائدہ: جو لوگ سنت رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں سوء انجام سے ڈرنا چاہیے اور تعصب وہٹ دھرمی سے باز آ کر اپنی نمازوں کو طریقہ رسول کے مطابق ادا کرنا چاہیے، الحمد للہ اہل حدیث کا طرز عمل بہت اچھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچھ شرمندگی نہ ہوگی احادیث پر عمل بغیر چون و چراں کے ان کا وطیرہ اور شعار ہے۔ (ع،س)

(٦١٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَحْمَدَ الْقَفَّالُ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِدٍ الْهَرَوِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ، نَا الْحُسَيْنُ بْنُ أَبِي مَعْشَرٍ، أَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ الْمُقْرِءُ، أَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدَةَ، نَا الأَعْمَشُ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ......

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُجْزِيءُ صَلَاةٌ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ فِيهَا صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ، وَالسُّجُودِ))

سیدنا ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس آدمی کی نماز کفایت نہیں کرتی جو رکوع اور سجدے میں اپنی کمر کو برابر نہیں کرتا۔"

تشریح: سیدنا ابومسعود البدری انصاری رضی اللہ عنہ کا نام عقبہ بن عمرو ہے۔ ابومعمر کا نام عبداللہ بن سخبرۃ ہے۔

(٦١٦) أخرجه البخاري: ٧٩١

(٦١٧) هذا حديث حسن صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٨٥٥، والترمذي: ٢٦٥، وابن ماجه: ٨٧٠، والنسائي: ١٠٢٧

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث مبارکہ میں دلیل ہے کہ رکوع اور سجدے میں اپنی کمر کو برابر کرنا واجب ہے، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ انہوں نے کہا: اگر آدمی رکوع اور سجدے میں کمر کو برابر کرنا اور اعتدال واطمینان کو ترک کر دے تو اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اعرابی کو کہا تھا: (علماء و محدثین کی زبان پہ وہ حدیث ''حدیث مسیئ الصلوٰۃ'' کے نام سے مشہور ومعروف ہے، یعنی وہ آدمی جس نے غلط انداز میں نماز پڑھی تھی) اس کا نام خلاد بن رافع رضی اللہ عنہ ہے) ''جاؤ، نماز پڑھو! تم نے نماز نہیں پڑھی۔'' پھر اس سے کہا: ''رکوع کرو، حتیٰ کہ رکوع میں خوب اطمینان کرلو، پھر سر اٹھاؤ، حتیٰ کہ درست انداز میں کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو۔ حتیٰ کہ سجدے میں خوب اطمینان کرلو، پھر سر اٹھاؤ، حتیٰ کہ تسلی سے بیٹھ جاؤ۔'' (دیکھیں احادیث نمبر ۵۵۲، ۵۵۳)

اہل الرائے کا خیال ہے کہ نماز میں طمانیت واجب نہیں ہے اور نہ رکوع اور دو سجدوں کے درمیان اعتدال واطمینان ہی واجب ہے۔

فائدہ: اہل الرائے کا یہ موقف صریح احادیث کے خلاف ہے، لہٰذا قابل اعتنا نہیں، ائمہ احناف میں سے امام طحاوی رحمہ اللہ نے بھی وجوب اطمینان کی صراحت کی ہے۔ (ع،س)

(91)......بَابُ مَا يَقُولُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

رکوع وسجود کے اذکار

(٦١٨)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، نَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ح وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، نَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: ((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي))، يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں کثرت سے یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ'' (پاک ہے تو اے اللہ! اے ہمارے رب! اور اپنی حمد کے ساتھ۔ اے اللہ! مجھے بخش دے۔)

(٦١٨) أخرجه البخاري: ٧٩٤، ٤٩٦٧، و مسلم: ٤٨٤

آپ ﷺ اس دعا سے قرآنی تعلیم پر علم فرماتے تھے۔

تشریح: (یَتَأَوَّلُ الْقُرْآن) ''قرآنی تعلیم پر عمل فرماتے'' اس دعا کا پس منظر یہ ہے کہ جب سورت ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ﴾ نازل ہوئی تو اس میں یہ ارشاد ہوا کہ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾.... ''سو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے اور اس سے استغفار کیجیے بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔'' تو نبی ﷺ نے مذکورہ دعا کو رکوع اور سجدے میں اپنا معمول بنا لیا۔ (ع،س)

(٦١٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ الْقَنْطَرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الثَّقَفِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: افْتَقَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ قَدْ ذَهَبَ إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ، فَتَجَسَّسْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ، فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ، يَقُولُ: ((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، لا إِلَهَ إِلا أَنْتَ))، قَالَتْ: فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، إِنِّي لَفِي شَأْنٍ، وَإِنَّكَ لَفِي آخَرَ۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو اپنے پاس نہ پایا تو میں سمجھی شاید آپ کسی اور بیوی کے پاس گئے ہیں، سو میں نے تلاش کیا، پھر لوٹی تو آپ رکوع یا سجدے میں تھے اور فرما رہے تھے: ''سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ'' (پاک ہے تو اے اللہ! اور اپنی حمد کے ساتھ، نہیں کوئی معبود مگر تو ہی)۔ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں کس خیال میں تھی اور آپ کس کام میں مصروف ہیں۔

(٦٢٠)۔ أَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا أَحْمَدُ بْنُ السَّرْحِ، أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ سُمَيٍّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ، دِقَّهُ وَجِلَّهُ، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، عَلانِيَتَهُ وَسِرَّهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنے سجدوں میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: (اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّهُ وَ جِلَّهُ، وَ أَوَّلَهُ وَ آخِرَهُ، عَلَانِيَتَهُ وَ سِرَّهُ.)...... ''اے اللہ! میرے سب گناہ معاف

(٦١٩) أخرجه مسلم: ٤٨٥

(٦٢٠) أخرجه مسلم: ٤٨٣

فرما دے، چھوٹے بڑے، پہلے پچھلے اور جو ظاہر یا چھپے ہوئے ہیں۔''

(٦٢١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ ، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ، أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَزِيدَ الْهُذَلِيِّ ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ......

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ ، فَقَالَ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ، ثَلاثَ مَرَّاتٍ ، فَقَدْ تَمَّ رُكُوعُهُ ، وَذَلِكَ أَدْنَاهُ ، وَإِذَا سَجَدَ ، فَقَالَ فِي سُجُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى ، ثَلاثَ مَرَّاتٍ ، فَقَدْ تَمَّ سُجُودُهُ ، وَذَلِكَ أَدْنَاهُ۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو رکوع میں تین دفعہ کہے: ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ'' تو اس کا رکوع پورا ہو گیا اور یہ کم سے کم تعداد ہے۔ اور جب سجدہ کرے تو کہے: ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی'' تین بار، تو اس کا سجدہ پورا ہو گیا اور یہ کم سے کم تعداد ہے۔ امام ابوعیسیٰ (ترمذی) کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے۔ عون بن عبداللہ کی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں۔

تشریح: رکوع اور سجدے میں تسبیحات تین سے کم نہ کہی جائیں، اہلِ علم کا عمل اسی بات پر ہے نیز وہ اسی کو مستحب جانتے ہیں۔

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: امام کے لئے پانچ تسبیحات کہنا مستحب ہے تاکہ مقتدیوں کو تین تسبیحات بآسانی کہنے کا موقع میسر آ سکے۔ امام اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اہل علم کا اختلاف ہے کہ کیا رکوع اور سجدے میں تسبیحات کہنا واجب ہے یا نہیں۔ جناب حسن بصری رحمہ اللہ وجوب کے قائل ہیں اور امام احمد اور امام اسحاق رحمہما اللہ بھی یہی موقف رکھتے ہیں۔ جبکہ دوسرے فقہاء سنت قرار دیتے ہیں اور یہ کہ رکوع اور سجود میں تسبیحات چھوڑ دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

فائدہ: اس قسم کی تقسیم کہ تسبیحات پڑھنا واجب ہے یا سنت، ان کے چھوڑ دینے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں، فقہاء کی تقسیم ہے۔ اس سے عمل رسول کی اہمیت کم ہوتی ہے۔ سیدھی سی بات ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے، کسی حدیث میں آپ سے ترک ثابت نہیں، لہٰذا ہمیں تسبیحات پڑھنا چاہئیں۔ صحیح احادیث سے یہ تسبیحات ثابت ہیں مگر تعداد کم از تین ہو، اس سلسلے میں شاید ہی کوئی حدیث صحیح ہو۔ سب ضعیف ہیں۔ البتہ کثرت تعداد سے انہیں کچھ تقویت ملتی ہے۔

(٦٢١) ضعيف ......أخرجه الترمذی: ٢٦١ ، وابوداود: ٨٨٦ ، وابن ماجه: ٨٩٠

(دیکھئے مرعاۃ المفاتیح : حدیث : ۸۸۶) شیخ البانی رحمہ اللہ نے متعدد طرق کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کی فعلی حدیث یعنی جس میں تین تین تسبیحات کہنے کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے عملاً ملتا ہے اسے صحیح قرار دیا ہے، جبکہ وہ روایات جن میں تین تین بار تسبیحات کہنے کا حکم ہے انھیں ضعیف قرار دیا ہے۔ (دیکھئے صفۃ صلاۃ النبی ﷺ : ص۔ ۱۳۲، ۱۳۵)

اس طرح گویا فعل رسول اللہ ﷺ سے مذکورہ تسبیحات کا تین تین مرتبہ کہنے کا اثبات ہوتا ہے۔ (ع،س)

(٦٢٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلانَ، نَا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ......

عَنْ حُذَيْفَةَ، أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ))، وَفِي سُجُودِهِ: ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى))، وَمَا أَتَى عَلَى آيَةِ رَحْمَةٍ إِلا وَقَفَ وَسَأَلَ، وَمَا أَتَى عَلَى آيَةِ عَذَابٍ إِلا وَقَفَ وَتَعَوَّذَ۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ اور سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی پڑھتے تھے۔ اور اثنائے قراءت میں جب کسی آیتِ رحمت سے گزرتے تو وہاں رکتے اور سوال کرتے اور جس کسی آیتِ عذاب سے گزرتے تو وہاں رکتے اور پناہ مانگتے۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: تلاوت قرآن کے دوران میں آیاتِ رحمت پر سوال کیا جائے اور آیات عذاب پر پناہ مانگی جائے، نیز آیات تسبیح پر اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کی جائے۔ (اور یہ تبھی ممکن ہے جب اس کا ترجمہ و مفہوم آتا ہو، لہٰذا علم حاصل کرنا چاہیے۔ ع،س)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ ''اپنے رب اعلیٰ کی تسبیح بیان کیجئے'' کی تلاوت کرتے تو پڑھتے: ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی'' (پاک ہے میرا رب جو سب سے بلند و بالا ہے۔)

(صحیح، ابوداود: ۸۸۳)

(٦٢٣)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ، نَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَعْرَابِيًّا، يَقُولُ:......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ قَرَأَ مِنْكُمْ بِـ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تم میں سورۂ تین پڑھے اور اس کے آخر میں

(٦٢٢) أخرجه مسلم من حديث طويل: ٧٧٢

(٦٢٣) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٨٨٧، ورواه الترمذي مختصرا: ٣٣٤٧

﴿التِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾، فَانْتَهَى إِلَى آخِرِهَا ﴿أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ﴾، فَلْيَقُلْ: بَلَى، وَأَنَا عَلَى ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ، وَمَنْ قَرَأَ: ﴿لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ فَانْتَهَى إِلَى: ﴿أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى﴾، فَلْيَقُلْ: بَلَى، وَمَنْ قَرَأَ: ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ﴾ فَبَلَغَ ﴿فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ﴾، فَلْيَقُلْ: آمَنَّا بِاللَّهِ۔))

﴿أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ﴾.... ''کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے؟'' پر پہنچے تو کہے: (بَلٰى وَ أَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ) ''کیوں نہیں! اور میں اس کی گواہی دینے والوں میں سے ہوں۔'' اور جو سورۂ قیامہ پڑھے اور اس کے آخر میں ﴿اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلٰى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى﴾.... ''کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر سکے؟'' تو چاہیے کہ کہے: (بَلٰى) ''کیوں نہیں، وہ قادر ہے'' اور جو شخص سورۂ مرسلات پڑھتے ہوئے اس آیت پر پہنچے: ﴿فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''یہ لوگ اس کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے؟'' تو چاہیے کہ کہے: (آمَنَّا بِاللّٰهِ) ''ہم اللہ پر ایمان لائے۔''

(٦٢٤)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شُعْبَةُ......

عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَوْقَ بَيْتِهِ، فَكَانَ إِذَا قَرَأَ: ﴿أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى﴾، قَالَ: سُبْحَانَكَ فَبَلَى، فَسَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

موسیٰ بن ابی عائشہ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ (صحابہ میں سے) ایک صاحب اپنے گھر کی چھت پر نماز پڑھاتے تھے۔ تو جب وہ (سورۂ قیامہ کی آخری آیت) ﴿اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلٰى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى﴾.... ''کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر سکے؟'' پڑھتے تو (جواب میں) کہتے: (سُبْحَانَكَ فَبَلٰى) ''اے اللہ! تو پاک ہے، تو یقیناً قدرت رکھتا ہے۔'' لوگوں نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

شرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ جب انھوں نے تہجد کی نماز میں یہ آیت پڑھی:

﴿اَفَرَاَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗ اَمْ نَحْنُ الْخَالِقُوْنَ﴾ ......''اچھا پھر یہ تو بتلاؤ کہ جو منی تم ٹپکاتے

(٦٢٤) اسناده ضعيف ...... أخرجه ابو داود: ٨٨٤

ہو، کیا اس کا (انسان) تم بناتے ہو یا پیدا کرنے والے ہم ہی ہیں؟'' (سورۂ واقعہ: ۵۸، ۵۹) تو (جواباً) کہا: (بَلٰى اَنْتَ يَـــا رَبِّ) ''کیوں نہیں! اے پالنے والے تو ہی قادر ہے۔'' تین بار، اسی طرح سورۂ واقعہ کی دیگر آیات کا جواب بھی دیتے ﴿أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ﴾ ...... ''یا ہم اگانے والے ہیں؟'' ﴿اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ﴾ ...... ''یا ہم مینہ برساتے ہیں''

(٦٢٥)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، نَا هِشَامٌ، نَا قَتَادَةُ ح وَأَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ التَّاجِرُ، نَا السَّرِيُّ بْنُ خُزَيْمَةَ، نَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، نَا سَلامٌ هُوَ ابْنُ أَبِي مُطِيعٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ......

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: ((سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلائِكَةِ وَالرُّوحِ۔))

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اپنے سجدہ اور رکوع میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ((سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلائِكَةِ وَالرُّوْحِ)) ''میرا رب شراکت، ساجھے داری اور دیگر تمام نقائص و عیوب سے بالکل پاک ہے۔ فرشتوں اور روح (القدس) کا رب۔''

شرح: (القدوس) ''طاہر اور پاک''

(92)......باب النَّهْيِ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

رکوع اور سجدے میں تلاوت قرآن پاک کرنا منع ہے

(٦٢٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبَدٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَشَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّتْرَ، وَرَأْسُهُ مَعْصُوبٌ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ))، ثَلاثَ مَرَّاتٍ، ((إِنَّهُ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے مرض وفات کے دنوں میں پردہ ہٹایا، آپ کا سر کپڑے سے بندھا ہوا تھا، آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! کیا میں نے تیرا پیغام (دین) پہنچا دیا ہے؟'' تین بار فرمایا۔

(٦٢٥) أخرجه مسلم: ٤٨٧

(٦٢٦) أخرجه مسلم: ٤٧٩

لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ، يَرَاهَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ، أَوْ تُرَى لَهُ، أَلا وَإِنِّي قَدْ نُهِيتُ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، فَإِذَا رَكَعْتُمْ، فَعَظِّمُوا اللَّهَ، وَإِذَا سَجَدْتُمْ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ، فَإِنَّهُ قَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ۔))

(پھر فرمایا:) ''نبوت کی خوشخبریوں میں سے صرف اچھا خواب ہی باقی رہ گیا ہے جسے نیک آدمی دیکھ لیتا ہے یا (کسی کے لئے) اسے دکھا دیا جاتا ہے اور مجھے رکوع یا سجدے کی حالت میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ رکوع میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور سجدے میں دعا خوب کیا کرو۔ یہ اس لائق ہوتی ہے کہ قبول کر لی جائے۔''

شرح (قَمِنٌ) ''قبولیت کے لائق ہوتی ہے'' یہ لفظ عربی کے الفاظ ''جَدِيْرٌ و حَرِيٌّ'' کے ہم معنی ہے، کہا جاتا ہے: فَلَانَ قَمِنٌ أَنْ يَفْعَلَ كذا ''فلاں شخص یہ کام کرنے کا اہل ہے'' یہ لفظ بطور مصدر ''قَمَنٌ'' اور بطور صفت ''قَمِنٌ'' دونوں طرح مستعمل ہے۔

اس لفظ کو قَمِيْنٌ بھی پڑھا گیا ہے۔

(٦٢٧)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، نَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ، وَعَنْ لِبَاسِ الْقَسِّيِّ، وَعَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، وَعَنْ لِبَاسِ الْمُعَصْفَرِ۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی، ریشمی اور کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہننے اور رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا۔

شرح (الْقَسِّيِّ) قَس مصر کے ایک شہر کا نام ہے جس میں کپڑے بنتے تھے، کپڑوں کو اس شہر کی طرف منسوب کر دیا گیا، یہاں مراد کپڑوں کی ایسی قسم ہے جس میں ریشم کی آمیزش ہوتی اور اس وجہ سے ان کے استعمال سے منع کیا گیا۔

(الْمُعَصْفَر) عصفر ایک قسم کا گھاس ہے اس گھاس (بوٹی) سے کپڑے رنگے جاتے تھے تو کپڑوں پر چڑھنے والا رنگ زرد اور پکے ہوئے مالٹوں کے رنگ جیسا ہوتا۔

---

(٦٢٧) أخرجه مسلم: ٢٠٧٨

(92)......بَابُ الْإِعْتِدَالِ عَنِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

رکوع اور سجدے سے اٹھ کر اعتدال کرنا

(یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا اور سجدے کے بعد صحیح ہو کر بیٹھنا)

(٦٢٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ، نَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى......

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُودُهُ، وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُودَ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع و سجود، دونوں سجدوں کا درمیانی وقفہ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے، تو تقریباً سب برابر تھے، سوائے قیام اور تشہد کے۔

(٦٢٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ))، يَقُومُ حَتَّى نَقُولُ: قَدْ أَوْهَمَ، وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ مِثْلَ ذَلِكَ، وَقَالَ: مَا صَلَّيْتُ خَلْفَ رَجُلٍ أَوْجَزَ صَلَاةٍ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَمَامٍ، وَقَالَ: كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَقَارِبَةً، وَصَلَاةُ أَبِي بَكْرٍ مُتَقَارِبَةً، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ مَدَّ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر کھڑے ہوتے (تو اس قدر لمبا قیام کرتے کہ) ہم سمجھتے شاید آپ کو وہم ہو گیا ہے اور دو سجدوں کے درمیان بھی آپ ایسا ہی کرتے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جس کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی نماز) سے بڑھ کر مختصر اور کامل ہو۔ اور انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز قریب قریب ہوتی (یعنی ہر ایک رکن جیسے قیام، رکوع اور سجود، یہ سب ایک دوسرے کے برابر ہوتے) سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ

(٦٢٨) أخرجه البخاري: ٧٩٢، ٨٢٠، و مسلم: ٤٧١

(٦٢٩) أخرجه مسلم: ٤٧٣

کی نماز بھی ایسی تھی۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا تو انھوں نے فجر کی نماز کو لمبا کر دیا۔

(94)......باب مَايَقُوْلُ بَعْدَ الاعتِدَالِ عَنِ الرُّكُوْعِ

رکوع سے اٹھتے وقت کیا کہنا چاہیے؟

(٦٣٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الإِمَامُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقَالُوا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلائِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد کہو۔ کیونکہ جس کے یہ کلمات فرشتوں کے قول کے موافق ہو گئے، اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“

(٦٣١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلانَ، نَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ، حَدَّثَنِي عَمِّي، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، قَالَ: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ، وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ۔))

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو کہتے: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَ الأَرْضِ، وَ مِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا، وَ مِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ) ”سن لیا اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی آواز کو جس نے اس کی حمد بیان کی، اے ہمارے رب! تیری ہی تعریف ہے جس سے آسمان بھر جائیں، زمین بھر جائے، ان دونوں کا درمیانی خلا بھر جائے

---

(٦٣٠) أخرجه البخاري: ٧٩٦، و مسلم: ٤٠٩

(٦٣١) أخرجه مسلم: ٧٧١

اوراس کے علاوہ جوتو چاہے بھر جائے۔''

شرح (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ) ''اللہ تعالیٰ نے اس کا حمد بیان کرنا قبول فرمالیا'' کہا جاتا ہے: (اِسَمعْ دُعَائِي) ''میری پکارسن'' تو اس کا مطلب ہوتا ہے میری بات سن کر عمل کر، جیسے میں کہتا ہوں ویسا کر کیونکہ سوال کرنے والے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کی غرض کو پورا کیا جائے تو ان کلمات میں لفظ سَمِعَ کا معنی سننا نہیں بلکہ مقصود کو پورا کرنے اور مراد عطا کرنے کے ہیں۔ قرآن مجید کی آیت ﴿اِنِّيْ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ﴾ ''میری سنو! میں تو (سچے دل سے) تم سب کے رب پر ایمان لا چکا'' (سورۂ یٰسین: ۲۵) میں بھی یہی معنی پائے جاتے ہیں یعنی میری بات سن کر اس کے موافق عمل کرو، حدیث مبارکہ کے جملہ (أَعُوْذُبِكَ مِنْ دُعَاءٍ لاَ يُسْمَعُ) ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس دعا سے جو قبول نہ ہو'' میں بھی لاَ يُسْمَعُ کے معنی لَا يُجَابُ کے ہیں۔

(رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) ''اے ہمارے رب! اور تیری ہی تعریف ہے'' میں واو عاطفہ ہے اور اس کا عطف ایک پوشیدہ عبارت پر ہے پورا جملہ گویا یوں ہے: اے اللہ! تو نے جو ہمیں اچھے کلمات ادا کرنے اور اعمال صالحہ کی توفیق بخشی ہے اس پر تیری تعریف وتحمید ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہر نمازی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه اور رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کے دونوں کلمات کہے گا (خواہ امام ہو، مقتدی ہو یا منفرد) اہل علم میں سے کچھ اس کے قائل ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے نیز ان کا کہنا ہے کہ فرض اور نفل دونوں میں یہ کلمات کہے جائیں گے۔ اہلِ کوفہ میں سے بعض کا موقف ہے کہ صرف نفل نمازوں میں ایسا کہا جائے گا فرض میں نہیں۔

علماء نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے کہ مقتدی رکوع سے سر اٹھا کر کیا کہے؟ علماء میں سے ایک طبقے کا خیال ہے کہ امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه کہے گا اور مقتدی صرف رَبَّنَالَكَ الْحَمْد کہے گا جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث مبارکہ میں ہے امام شعبی، امام مالک، امام احمد اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کا یہ موقف ہے۔ جبکہ کچھ علماء کا خیال ہے کہ مقتدی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه کے ساتھ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد دونوں جملے امام کی طرح کہے گا اس کے قائل امام ابن سیرین، امام عطاء، امام شافعی اور امام اسحاق رحمہم اللہ ہیں۔

(٦٣٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجَمِّرِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا

سیدنا رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ

(٦٣٢) أخرجه البخاري: ٧٩٩

يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ، وَقَالَ: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ))، قَالَ رَجُلٌ وَرَائَهُ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، حَمْدًا كَثِيرًا، طَيِّبًا، مُبَارَكًا فِيهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنِ الْمُتَكَلِّمُ آنِفًا؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ!، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَقَدْ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ۔))

ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، جب رسول اللہ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه کہا تو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ایک آدمی نے کہا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ ''اے ہمارے رب! اور تیری ہی تعریف ہے، بہت ساری حمد، پاکیزہ، بابرکت۔'' اس آدمی نے کہا: میں نے اے اللہ کے رسول! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تیس سے کچھ اوپر فرشتوں کو دیکھا ہے جو ان کلمات کی طرف سبقت کر رہے تھے کہ کون ان کو پہلے لکھتا ہے۔''

(٦٣٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو عُمَرَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَفِيدُ، نَا أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ عُمَرَ الْبَجَلِيُّ، نَا عَفَّانُ، نَا حَمَّادٌ، أَنَا قَتَادَةُ، وَحُمَيْدٌ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلا جَاءَ، فَدَخَلَ الصَّفَّ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ، فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاتَهُ، قَالَ: ((أَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ))، فَأَرَمَّ الْقَوْمُ، قَالَ: ((أَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِهَا، فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: جِئْتُ وَقَدْ حَفَزَنِي النَّفَسُ، فَقُلْتُهَا، قَالَ: ((لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا، أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا۔)) فَزَادَ حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص آیا اور نماز کی صف میں مل گیا جبکہ اس کا سانس پھولا ہوا تھا تو اس نے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حمدًا كثيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيه ''ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، بہت ساری حمد، پاکیزہ اور بابرکت'' تو جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا: ''یہ کہنے والا کون تھا جس نے یہ کلمات کہے؟ سب لوگ خاموش رہے، پھر آپ نے فرمایا: ''کس نے یہ کلمات کہے؟ اس نے کوئی بری بات نہیں کی'' تو ایک شخص نے عرض کی: میں آیا اور میرا سانس چڑھا ہوا تھا، تو میں نے یہ کلمات کہے۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے بارہ

(٦٣٣) أخرجه مسلم: ٦٠٠

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَمْشِ نَحْوَ مَا كَانَ يَمْشِي، فَلْيُصَلِّ مَا أَدْرَكَ، وَلْيَقْضِ مَا سَبَقَهُ۔))

فرشتوں کو دیکھا جو جلدی کر رہے تھے کہ کون ان کلمات کو اللہ تعالیٰ کے پاس پہلے لے جائے۔'' حمید (تابعی) نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ زیادہ بیان کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی (نماز کے لئے) آئے تو چلتا ہوا آئے (بھاگ کر نہ آئے) نماز کا جو حصہ مل جائے اسے پڑھ لے اور جو چھوٹ جائے اسے بعد میں ادا کرے۔''

شرح (حفزہ النَّفْسُ) ''اس کا سانس پھولا ہوا تھا'' (أَرَمَّ القوم) ''لوگ خاموش ہو گئے اور کسی نے کوئی جواب نہ دیا'' بعض کا خیال ہے کہ یہ لفظ (أَزَمَ القوم) ہے۔ اس کا معنی بھی پہلے لفظ کی طرح ہے صرف اس قدر اضافہ ہے کہ گفتگو کے ساتھ ساتھ کھانے پینے سے بھی رک جانا، بخار کو ''أزمًا'' اسی لئے کہتے ہیں کہ مریض گفتگو اور اکل وشرب دونوں کو ترک کر دیتا ہے۔

(٦٣٤)۔ وَأَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا حَمَّادٌ، عَنْ قَتَادَةَ، وَثَابِتٍ، وَحُمَيْدٍ......

عَنْ أَنَسٍ بِهَذَا، وَقَالَ: إِنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى الصَّلَاةِ، وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ، فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا ......۔ إِلَى آخِرِهِ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نماز کے لئے آیا اور اس کی سانس پھولی ہوئی تھی۔ اس نے کہا: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مباركًا فِيْه (ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، بہت ساری حمد، پاکیزہ اور بابرکت) ...... آخر تک۔

(95)...... بَابُ الْقُنُوتِ

قنوت نازلہ کرنا

(٦٣٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، نَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ عَاصِمٍ......

عَنْ أَنَسٍ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

(٦٣٤) انظر الحديث السابق

(٦٣٥) أخرجه البخاري: ١٠٠٢، ٦٣٩٤، و مسلم: ٦٧٧

سَرِيَّةً ، يُقَالُ لَهُمْ: الْقُرَّاءُ ، فَأُصِيبُوا ، فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلَى شَيْءٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ ، فَقَنَتَ شَهْرًا فِي صَلاةِ الْفَجْرِ ، وَيَقُولُ: إِنَّ عُصَيَّةَ عَصَوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔))

جماعت (سریہ) بھیجی، جنھیں قاریوں کی جماعت کہا جاتا تھا، تو انھیں شہید کر دیا گیا۔ میں نے نبی ﷺ کو کبھی اتنا غمگین نہیں دیکھا جتنا ان قراء کے شہید ہونے پہ دیکھا، آپ نے ایک مہینہ تک نماز فجر میں قنوت پڑھی اور فرماتے تھے: ''بلا شبہ عصیہ قبیلے نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔''

(٦٣٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ، أَنَا الرَّبِيعُ ، أَنَا الشَّافِعِيُّ ، أَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الصُّبْحِ ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ ، وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ ، وَالْمُسْتَضْعَفِينَ بِمَكَّةَ ، اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ ، وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز صبح کی دوسری رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے: ''اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعۃ اور مکہ میں موجود تمام کمزور مسلمانوں کو نجات دے، اے اللہ! قبیلہ مضر کے لوگوں کو سختی کے ساتھ کچل دے، اور ان پر ایسا قحط مسلط کر دے جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانے میں آیا تھا۔''

شرح (أشدد وطأتك) ''اپنی پکڑ کو سخت کر دے'' (وطأة) کا معنی ہے سزا دیتے ہوئے خوب لتاڑنا، اچھی طرح روندنا اور جھاڑنا۔ عرب کہتے ہیں: وَطِئنا العدُوَّ وطأةً شَدِيدةً ''ہم نے اپنے دشمن کو خوب خوب کچلا'' ارشادِ باری تعالیٰ میں بھی اس لفظ کے یہی معنی پائے جاتے ہیں: ﴿لَمْ تَعْلَمُوهُمْ أَنْ تَطَئُوهُمْ﴾ ''اور اگر ایسے (بہت سے) مسلمان مرد اور (بہت سی) مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کی تم کو خبر نہ تھی یعنی ان کے پس جانے کا احتمال نہ ہوتا...'' (سورۂ فتح: ٢٥)

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا﴾ مقصور پڑھنے کی صورت میں۔ ''بیشک رات کا اٹھنا دل جمعی کے لئے انتہائی مناسب ہے'' (سورۂ مزمل: ٦) کا مطلب ہے کہ رات کا قیام بہ نسبت دن کے قیام کے انسان کی طبیعت پر زیادہ گراں اور مشکل ہے کیونکہ رات جامد اور پرسکون ہوتی ہے اس لئے نیند کا غلبہ ہوتا ہے۔

حدیث مبارکہ میں بھی لفظ (وَطْأَةٍ) کا معنی یہی ہے۔ فرمان نبوی ہے: ((اِنْ أَخِرَ وَطأَةٍ وَطِئَهَا الرَّحْمٰنُ

(٦٣٦) أخرجه البخاري: ٨٠٤، ١٠٠٦، و مسلم: ٦٧٥

بِـوَجَّ) ''اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو آخری ضرب مقام وج میں لگائی۔'' مراد یہ ہے کہ وہاں ان کو سخت مار پڑی گویا اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر ٹوٹ پڑا۔ جناب علی بن مہدی کہتے ہیں: اہلِ نظر کے ہاں حدیث کے اس جملہ کا معنی و مطلب یہ ہے کہ غزوۂ طائف وہ آخری غزوہ ہے جس میں آپ ﷺ بنفس نفیس شریک ہوئے اور اس میں دشمن کی خوب درگت بنی اور مشرکین کو ذلت آمیز شکست ہوئی اس طرح کہ ان کی قوت روند ڈالی گئی اور ان کا دم خم جاتا رہا۔

(وَجْ) طائف کے قلعہ کے پاس ایک وادی کا نام ہے۔

((وَاجْعَلها عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِني يُوْسُفَ)) ''ان پر ایسا قحط نازل فرما جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانے میں آیا تھا'' اس سے مراد خشک سالی اور فصلوں کی بربادی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ﴾ ''اور ہم نے فرعون والوں کو مبتلا کیا قحط سالی میں۔'' (سورۂ اعراف: ۱۳۰) میں بھی یہی معنی پائے جاتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں دعا یا بددعا کسی مستحق حقیقی کا نام لے کر بھی کی جا سکتی ہے اور اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(٦٣٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، نَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُو عَلَى أَحَدٍ، أَوْ يَدْعُو لأَحَدٍ، قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ، فَرُبَّمَا، قَالَ: إِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، وَاجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ))، يَجْهَرُ بِذَلِكَ، وَكَانَ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلاةِ الْفَجْرِ: ((اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلانًا وَفُلانًا))، لأَحْيَاءٍ مِنَ الْعَرَبِ، حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب کسی پر دعا یا بد دعا کا ارادہ کرتے تو رکوع کے بعد قنوت فرماتے، جب آپ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہہ چکتے تو بسا اوقات یہ الفاظ کہتے: ''اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے، اے اللہ! قبیلہ مضر کے لوگوں کو سختی کے ساتھ کچل دے اور ان پر ایسا قحط مسلط کر دے جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانے میں آیا تھا'' ان الفاظ کو آپ باآواز بلند پڑھتے، اور آپ کبھی کبھی نماز صبح کی کسی رکعت میں کہتے: ''اے اللہ! فلاں اور فلاں پر لعنت فرما'' آپ ﷺ عرب کے کچھ قبائل کا نام لیتے تا آنکہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿لَيْسَ

(٦٣٧) أخرجه البخاري: ٤٥٦٠، و مسلم: ٦٧٤

وَتَعَالَى: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ.﴾ ﴿لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ﴾ ''اے پیغمبر! آپ کے اختیار میں کچھ نہیں۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: صحیح روایات سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بئر معونہ کے واقعہ کے بعد تمام نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھی۔ عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نماز فجر میں مسلسل ایک ماہ تک قنوت فرمائی۔ آپ ہر نماز کی آخری رکعت میں (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه) کہنے کے بعد قبیلہ رعل، ذکوان اور عصیہ پر بددعا کرتے جو بنو سُلیم کے ذیلی قبائل ہیں اور مقتدی آمین کہتے۔

اہلِ علم کا صبح کی نماز کے علاوہ باقی تمام فرض نمازوں میں قنوت نازلہ کے چھوڑ دینے پر اتفاق ہے۔ انس بن سیرین اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک مہینے تک بددعا کرتے رہے پھر اسے ترک کر دیا۔ البتہ علماء نے نماز صبح کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما، امام عبداللہ بن مبارک اور اہل الرائے کا خیال ہے کہ صبح کی نماز میں قنوت نہ کی جائے۔

(٦٣٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ......

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ، قَالَ قُلْتُ لأَبِي: يَا أَبَةِ، إِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ هٰهُنَا بِالْكُوفَةِ نَحْوًا مِنْ خَمْسِ سِنِينَ، كَانُوا يَقْنُتُونَ؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ مُحْدَثٌ۔

جناب ابو مالک اشجعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے اپنے والد (سیدنا طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ) سے کہا: اباجان! آپ نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بھی نمازیں پڑھی ہیں اور سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے بھی اور یہاں کوفہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی تقریباً پانچ سال نمازیں پڑھی ہیں، کیا یہ حضرات نماز میں قنوت کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: بیٹا! یہ بدعت ہے۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اکثر اہل علم کا عمل اسی پر ہے۔

شرح: ابو مالک اشجعی رحمہ اللہ کا نام سعد بن طارق بن اشیم ہے۔

---

(٦٣٨) صحيح ...... أخرجه الترمذي: ٤٠٢، والنسائي: ٢/ ٢٠٣، وابن ماجه: ١٢٤١

فائدہ: سیدنا طارق رضی اللہ عنہ نے مطلقاً قنوت کو بدعت نہیں کہا بلکہ فجر کی نماز میں قنوت ہمیشہ پڑھنے کو بدعت کہا، اس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات کام اصل میں سنت ہوتا ہے لیکن اسے غلط طریقے سے انجام دینے یا اس کو اس کی اصل حیثیت سے گھٹا بڑھا دینے کی وجہ سے وہ بدعت بن جاتا ہے، یعنی اس عمل کی وہ خاص کیفیت بدعت ہوتی ہے اگرچہ اصل عمل بدعت نہ ہو۔ (ع،س)

علماء کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ نماز فجر میں دائمی طور پر قنوت پڑھی جائے۔ بعض نے یہ مؤقف سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی اور سیدنا ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بیان کیا ہے۔ نیز جناب عروہ، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت آ جائے تو تمام نمازوں میں قنوت نازلہ کی جائے۔ ان حضرات کے نزدیک (ثُم تَرَكَهُ) ''پھر اسے (قنوت نازلہ کو) ترک کر دیا'' کا مطلب یہ ہے کہ ان قبائل کے خلاف بددعا اور لعنت کرنا بند کر دی (کیونکہ جن کمزور مسلمانوں کے حق میں دعا کی جاتی تھی، انھیں نجات مل گئی) یا صبح کی نماز کے علاوہ باقی چاروں نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھنا ترک کر دیا، اس پر دلیل آئندہ مذکورہ روایت ہے۔

(٦٣٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحُمَيْدِيُّ، أَنَا الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، نَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الشَّافِعِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ السُّلَمِيُّ، نَا أَبُو نُعَيْمٍ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، عَنِ الرَّبِيعِ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: مَا زَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْنُتُ فِي صَلاةِ الصُّبْحِ حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز صبح میں قنوت فرماتے رہے تا آنکہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

شرح عَنِ الْبَرَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقْنُتُ فِي الصُّبْحِ۔ ......

سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں قنوت پڑھتے رہے تھے۔ (صحیح مسلم: ٦٧٨، مسلم کی روایت میں نماز مغرب کا بھی ذکر ہے)

جناب اسود رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں سفر و حضر میں ان گنت مرتبہ نماز پڑھی۔ آپ نماز فجر میں قنوت پڑھتے تھے۔

جناب عرفجہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو انھوں نے قنوت نہیں پڑھی۔ جبکہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی تو انھوں نے قنوت نازلہ پڑھی۔

امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے کہا: کسی پیش آمدہ مصیبت کی وجہ سے نماز فجر میں امام قنوت کرے اس کے علاوہ

---

(٦٣٩) اسناده ضعيف ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ١٢٦٥٧، والدار قطنى: ٢/ ٣٩

نہیں۔ مصیبت اور پریشانی کے موقع پر امام کو چاہیے کہ لشکر اسلام کے واسطے دعائیں کرے۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا: اگر صبح کی نماز میں قنوت کرلیا جائے تو اچھا ہے مگر مجھے قنوت نہ کرنا پسند ہے۔

جن علماء کے نزدیک قنوت پڑھنا مختار اور پسندیدہ ہے ان کے نزدیک قنوت نازلہ نماز صبح میں رکوع کے بعد کی جائے گی۔ جناب عروہ کہتے ہیں: قراءت ختم ہونے کے بعد رکوع سے قبل قنوت پڑھی جائے گی۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے صبح کی نماز میں قنوت پڑھنے کا مسئلہ دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: ہم رکوع سے پہلے بھی قنوت پڑھ لیا کرتے تھے اور رکوع کے بعد بھی۔ (صحیح، ابن ماجہ: ۱۱۸۳)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: دعائے قنوت کو بلند آواز سے پڑھا جائے کیونکہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ایسا ہی مذکور ہے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے پیش نظر مقتدی امام کے پیچھے آمین کہیں گے۔

قنوت وتر اور اس کے محل (رکوع سے قبل یا بعد) کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ دعائے قنوت رکوع سے پہلے قراءت ختم کرنے کے بعد پڑھی جائے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور جناب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا یہ موقف ہے نیز امام سفیان ثوری، امام عبداللہ بن مبارک، امام اسحاق رحمہم اللہ اور اہل الرائے کا بھی۔

بعض کا خیال ہے کہ دعائے قنوت، رمضان المبارک کے صرف آخری پندرہ دنوں میں رکوع کے بعد کی جائے گی۔ اس موقف کے قائلین سیدنا اُبی بن کعب، سیدنا معاذ اور سیدنا معاذ القاری رضی اللہ عنہم، امام زہری، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ ہیں۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نماز صبح کے بارے میں روایت کیا جاتا ہے کہ قنوت کرتے وقت ہاتھ سینے تک اٹھاتے تھے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان المبارک میں قنوت کرتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔ امام نافع رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتاتے ہیں کہ وہ کسی نماز میں بھی دعائے قنوت نہیں پڑھتے تھے۔

(96)......بَابُ الدُّعَاءِ فِي الْقُنُوْتِ

نماز وتر میں دعائے قنوت

(٦٤٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا قُتَيْبَةُ، نَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ......

قَالَ: قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: عَلَّمَنِي رَسُولُ

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے کہا: مجھے

(٦٤٠) صحیح ...... أخرجه الترمذي: ٤٦٤، وابوداود: ١٤٢٥، وابن ماجه: ١١٧٨، والنسائي: ٣/ ٢٤٨

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي الْوِتْرِ: ((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ۔))

جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ الفاظ سکھائے تھے کہ انھیں قنوت وتر میں پڑھا کروں: (اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ)...... ''اے اللہ! جنھیں تو نے ہدایت دی ان میں (شامل کر کے) مجھے بھی ہدایت دے اور جنھیں تو عافیت بخشتا ہے، مجھے بھی ان میں (شامل کر کے) عافیت بخش، اور جن سے تو محبت رکھتا ہے، ان میں (شامل کر کے) مجھ سے محبت رکھ اور جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اس میں برکت عطا فرما، اور تو نے جو بھی فیصلہ کیا ہے، اس کے شر سے مجھے محفوظ فرما، یقیناً تو ہی فیصلہ کرتا ہے، تیرے مقابلے میں کوئی فیصلہ نہیں ہوتا اور جسے تو دوست رکھے وہ کہیں ذلیل نہیں ہو سکتا، اے ہمارے رب! تو پاک ہے، تو برکتوں والا اور رفعتوں والا ہے''

شرح امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ابوالحوراء راوی کی سند ہی سے جانتے ہیں۔ ابوالحوراء کا نام ربیع بن شیبان ہے۔

نبی کریم ﷺ سے دعائے قنوت وتر کے بارے میں اس سے بہتر کوئی حدیث ہمارے علم میں نہیں ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور محمد بن علی (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے جو ابن حنیفہ کے لقب سے مشہور تھے) سے روایت کیا گیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ قنوت وتر اور قنوت نماز فجر میں انھیں کلمات کو پڑھا کرتے تھے۔

حافظ بغوی کہتے ہیں: امام کو چاہیے کہ یہ کلمات ادا کرتے ہوئے جمع کے صیغے استعمال کرے مثلاً (اَللّٰهُمَّ اهْدِنا وعافِنا و تَوَلَّنَا، وَ بارك لنا، وَقِنَا) کے الفاظ کہے اور صرف اپنے آپ تک دعائیہ کلمات کو محدود نہ رکھے۔

(٦٤١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِي حَيٍّ الْمُؤَذِّنِ الْحِمْصِيِّ......

عَنْ ثَوْبَانَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا يَحِلُّ لامْرِءٍ أَنْ يَنْظُرَ فِي جَوْفِ بَيْتِ امْرِءٍ حَتَّى يَسْتَأْذِنَ، فَإِنْ نَظَرَ، فَقَدْ دَخَلَ، وَلا يَؤُمُّ قَوْمًا، فَيَخُصُّ نَفْسَهُ بِالدَّعْوَةِ دُونَهُمْ، فَإِنْ فَعَلَ، فَقَدْ خَانَهُمْ، وَلا يَقُومُ إِلَى الصَّلاةِ وَهُوَ حَاقِنٌ۔))

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی آدمی کو روا نہیں کہ اجازت ملنے سے پہلے ہی کسی کے گھر کے اندر جھانکے۔ اگر ایسا کیا تو گویا (بغیر اجازت) اندر داخل ہوا۔ کوئی شخص کسی قوم کی امامت کرائے تو اہل جماعت کو چھوڑ کر خاص اپنے لئے دعا نہ کرے۔ اگر ایسا کیا تو اس نے خیانت کی۔ کوئی شخص پیشاب پاخانہ روکے ہوئے نماز نہ پڑھے حتیٰ کہ فراغت حاصل کر لے۔ اسی سند سے مذکور ہے کہ ''تین کام کسی کو روا نہیں ہیں'' پوری حدیث ایسے ہی مذکور ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص پیشاب یا پاخانہ روکے ہوئے نماز نہ پڑھے حتیٰ کہ فراغت حاصل کر لے۔''

شرح: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ رکوع کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ، وَانْصُرْهُمْ عَلَى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ، اَللّٰهُمَّ الْعَنْ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ، الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ، وَيُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ، وَيُقَاتِلُونَ أَوْلِيَائَكَ، اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمِهِمْ، وَزَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ، وَأَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِي لا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ، وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَلا نَكْفُرُكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ، اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ، وَنَخْشَى عَذَابَكَ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔...... الٰہی! بخشش فرما ہماری اور سب مومنوں کی اور سب مومن عورتوں کی اور سب مسلمان مردوں کی اور مسلمان عورتوں کی اور اُلفت ڈال ان کے دلوں کے درمیان اور اصلاح فرما ان کے درمیان اور ان کی مدد فرما اپنے اور ان کے دشمن کے خلاف۔ اے اللہ! لعنت کر اہل کتاب کے کافروں پر جو روکتے

(٦٤١) هذا حديث حسن ......أخرجه الترمذي: ٣٥٧، وابوداود: ٩٠، وابن ماجه: ٦١٧

ہیں آپ کے راستے سے اور جھٹلاتے ہیں آپ کے رسولوں کو اور لڑائی کرتے ہیں آپ کے دوستوں سے۔ اے اللہ! اختلاف ڈال ان کے درمیان اور ڈگمگا دے ان کے قدموں کو اور اتار ان پر اپنا ایسا عذاب جس کو نہیں پھیرتا تو مجرموں کی قوم سے۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اے اللہ! ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ اور تجھ ہی سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ اور ہم تیری اچھی تعریف کرتے ہیں۔ اور تیرے ساتھ کفر نہیں کرتے اور ہم اس سے قطع تعلقی کرتے ہیں اور اسے چھوڑتے ہیں جو تیری نافرمانی کرتا ہے۔ اے اللہ! ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں، تیرے لئے ہی نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں۔ تیری طرف ہی ہم کوشش اور جلدی کرتے ہیں، ہم تیری ہی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں، بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

(صحیح، ابن ابی شیبہ: ۷۰۲۷، سنن بیھقی: ۲۹۶۳)

(نَتْرُكَ مَنْ يَّفْجُرُكَ) ''اے اللہ! جو تیری نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے اور تیرے احکام کی مخالفت کرتا ہے، ہم اس سے قطع تعلقی کرتے ہیں۔''

(نَحْفِدُ) ''تیری اطاعت وفرمانبرداری کرنے اور احکام الٰہیہ بجالانے میں جلدی کرتے ہیں، حَفَدَان کا معنی ہے عجلت اور تیزی کرنا۔ کام میں لگے رہنے اور خدمت میں مصروف رہنے کو حفد کہتے ہیں یعنی ہم ہمہ وقت تیرے اوامر و نواہی کی بجا آوری میں مشغول رہتے ہیں۔

(مُلْحِقٌ) ''چمٹنے والا اور لاحق ہونے والا ہے'' یہاں مزید فیہ (اَلْحَقَ) لَحِقَ (مجرد) کے معنی دے رہا ہے جس طرح قرآن مجید میں (أنبَتَ) مزید فیہ کے باب (نبَت) مجرد کے معنی میں استعمال ہوا ہے ان قراء (عبداللہ بن کثیر مکی اور ابوعمرو بن العلاء البصری) کی قراءت کے مطابق جو (تُنْبِتُ بِالدُّهْنِ) ت کے ضمہ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے لوگوں کو یہ عمل رمضان کے آخری نصف میں کرتے ہوئے پایا اور کافروں پر لعنت کرنے والے ان کلمات (پر مقتدی آمین کہتے تھے۔ آج کل کا جو طرز عمل ہے کہ شروع رمضان سے آخر تک دعا جاری رہتی ہے ایسا بالکل نہ تھا۔

(97)...... باب الْهَوِيِّ إِلَى السُّجُودِ وَ إِنَّهُ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ
سجدوں کے لئے جھکتے ہوئے جانا اور گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھنا

(٦٤٢)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، وَأَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، قَالا: أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ،

(٦٤٢) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ٢٦٨، وابوداود: ٨٣٨، وابن ماجه: ٨٨٢، والنسائي: ١٠٨٩

عَنْ أَبِيهِ......

عَـنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ۔

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جب سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے تھے اور جب اٹھتے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے تھے۔

شرح علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ سجدہ کرتے وقت پہلے گھٹنے ٹیکے جائیں یا ہاتھ لگائے جائیں۔ اکثر کا خیال ہے کہ پہلے زمین پر گھٹنے لگائے جائیں ہاتھ بعد میں رکھے جائیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھا کرتے تھے، امام اوزاعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی ترجیح بھی یہی ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے اونٹ کی مشابہت سے بچتے ہوئے پہلے ہاتھ زمین پر رکھنے چاہئیں اور معلوم حقیقت ہے کہ حیوان کے گھٹنے اس کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں اور اونٹ جب بیٹھنے کے لئے جھکتا ہے تو پہلے اپنے گھٹنے ہی رکھتا ہے۔ عام محدثین اور حنابلہ اسی کے قائل ہیں، مگر احناف اور شوافع حضرات سیدنا وائل رضی اللہ عنہ والی (ضعیف) روایت پر عامل ہیں اور پہلے گھٹنے رکھتے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے تحفۃ الاحوذی۔ (ع،س)

(٦٤٣)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَسَنٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ، فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ، وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو ایسے نہ بیٹھے جیسے اونٹ بیٹھتا ہے، بلکہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے۔''

شرح ابوسلیمان خطابی کہتے ہیں: سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث پائیدار ہے بہ نسبت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے۔ کچھ علماء کا خیال ہے کہ ہاتھوں کو زمین پر پہلے رکھنے والی بات منسوخ ہے۔ اس مسئلہ کے متعلق ایک حدیث بھی بیان کی جاتی ہے جناب سلمہ بن کہیل رحمہ اللہ سیدنا مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، انھوں نے کہا: ہم (سجدہ کرتے ہوئے) ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھتے تھے پھر ہمیں ہاتھوں سے قبل گھٹنے زمین پر لگانے کا حکم دیا گیا۔

---

(٦٤٣) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٨٤٠، والترمذي: ٢٦٩، والنسائي: ١٠٩١

فائدہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند ''جید'' ہے، جیسا کہ امام نووی اور زرقانی نے لکھا ہے۔ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حدیث وائل کی نسبت قوی تر قرار دیا ہے۔ (دیکھئے: تمام المنة : ص ۱۹۳۔ ۱۹۴) اس لئے راجح یہی ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے زمین پر پہلے ہاتھ رکھے جائیں اور پھر گھٹنے۔ (ع،س)

(98)......بَابُ السُّجُودِ علی سَبْعَةِ أَعْضَاءٍ

سات اعضاء پر سجدہ کرنا

(٦٤٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْحُمَيْدِيُّ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، نَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الْهِلالِيُّ، وَالسَّرِيُّ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالا: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، نَا وُهَيْبٌ، عَنْ عَبْدِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْضَاءٍ، عَلَى الْجَبْهَةِ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَيْهِ، وَالْيَدَيْنِ، وَالرُّكْبَتَيْنِ، وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ، وَلا أَكُفَّ الثَّوْبَ، وَلا الشَّعْرَ.))

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے: پیشانی پر اور اپنے ہاتھ سے (ناک) کی طرف اشارہ کیا اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیوں پر، نیز یہ کہ میں نہ کپڑے سمیٹوں نہ بال۔''

(٦٤٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أُمِرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَسْجُدَ مِنْهُ عَلَى سَبْعَةٍ، يَدَيْهِ، وَرُكْبَتَيْهِ، وَأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ، وَجَبْهَتِهِ، وَنُهِيَ أَنْ يَكْفِتَ مِنْهُ الشَّعْرَ وَالثِّيَابَ.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے، (دونوں) پاؤں کی انگلیاں اور پیشانی پر اور اس بات سے منع کیا گیا کہ بال اور کپڑے سمیٹے جائیں۔

شرح (وَنُهِيَ أَن يكْفِتَ منه الشعرَ والثيابَ) ''بال اور کپڑے سمیٹ کر سجدہ کرنے سے روکا گیا۔'' اللہ تعالیٰ کے فرمان میں بھی یہی معنی پائے جاتے ہیں: ﴿اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا﴾ ''کیا ہم نے زمین کو

(٦٤٤) أخرجه البخاري: ٨٠٩، و مسلم: ٤٩٠

(٦٤٥ انظر الحديث السابق

سمیٹنے والی نہیں بنایا'' (سورۂ مرسلات: ۲۵) یعنی تمام انسانوں کو اپنے اندر جمع کرنے والی۔ حدیث مبارکہ میں ہے: (اِكْفِتُوا صِبْيَانَكُمْ) ''اپنے بچوں کو اپنے پاس جمع کر لیا کرو۔'' یعنی شام ہوتے ہی جنات روئے زمین پر پھیل جاتے ہیں اور بچوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں لہٰذا انھیں اپنے پاس جمع کر لیا کرو۔

بالوں اور کپڑوں کو سمیٹتے رہنے کے بجائے انھیں ایسی حالت پر چھوڑ دینے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ نمازی کے ساتھ اس کے بال اور کپڑے بھی سجدہ کریں۔ فرمان نبوی: ((وَلَا أَكُفَّ الشَّعْرَ وَالثَّوْبَ)) ''میں بالوں اور کپڑوں کو نہیں سمیٹتا'' کا یہی مطلب ہے۔ مراد یہ ہے کہ میں نماز پڑھتے وقت ان کو مٹی لگنے سے نہیں بچاتا۔ اسی لئے علماء نے ناپسند جانا ہے کہ آدمی بالوں کا گچھا بنا کر نماز ادا کرے۔

(٦٤٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، نَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّهُ مَرَّ بِالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، وَهُوَ يُصَلِّي، وَقَدْ عَقَصَ ضَفْرَتَهُ فِي قَفَاهُ فَحَلَّهَا، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الْحَسَنُ مُغْضَبًا، فَقَالَ: أَقْبِلْ عَلَى صَلَاتِكَ وَلَا تَغْضَبْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((ذَلِكَ كِفْلُ الشَّيْطَانِ۔))

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ (مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے مروی ہے کہ وہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور انھوں نے اپنی گدی میں اپنے بالوں کا جوڑا بنا رکھا تھا۔ پس ابو رافع نے ان کے بال کھول دیے۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے غصے سے ان کی طرف دیکھا، تو ابو رافع نے کہا: اپنی نماز پڑھیے اور ناراض مت ہوئیے۔ بلا شبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: ''جوڑے کا یہ مقام شیطان کی بیٹھک ہے''

شرح (كِفْل الشيطان) ''شیطان کے بیٹھنے کی جگہ'' اس لفظ کا اصلی معنی یہ ہے کہ اونٹ کی کوہان پر موٹا سا کپڑا رکھ کر بیٹھا جائے۔ (عَقْصُ) ''جوڑا'' بالوں کے کناروں کو موڑ کر جڑوں میں دے دینا۔ علماء نے کپڑوں کے اوپر سے کمر کو باندھ کر نماز پڑھنے کو بھی ناپسند جانا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بال حلق کے گڑھے تک پہنچتے تھے جب نماز ادا کرنے لگتے تو انھیں کانوں کے پیچھے ڈال دیتے۔

فائدہ: مردوں کے لئے بالوں کا جوڑا بنانا بالخصوص نماز میں جائز نہیں۔ انھیں ایسے ہی لمبا چھوڑ دیا جائے اور سجدے کی حالت میں زمین پر لگنے دیا جائے جیسا کہ دوسری حدیث میں صراحت ہے۔ جن بزرگوں کے متعلق آیا

(٦٤٦) حسن ......أخرجه ابوداود: ٦٤٦، والترمذي: ٣٨٤، وابن ماجه: ١٠٤٢

ہے کہ انھوں نے جوڑا بنایا ہوا تھا تو شاید انھیں یہ ارشادِ نبوی معلوم نہ تھا۔ (ع،س)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اکثر اہلِ علم اس طرف گئے ہیں کہ سجدہ کرتے وقت پیشانی زمین پر لگانا واجب ہے۔ ناک نہ بھی لگائے تو گزارہ ہو جائے گا۔ باقی رہا ہاتھوں، گھٹنوں اور قدموں کو زمین پر لگانا تو امام شافعی رحمہ اللہ کے ظاہر قول کے مطابق ان اعضاء کا زمین پر لگانا واجب ہے، جناب مسروق نے ایک آدمی کو پاؤں اوپر اٹھا کر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تو کہا: اس شخص کی نماز مکمل نہیں۔ جناب سفیان رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: کیا وہ نماز لوٹائے گا۔ انھوں نے کہا: نہیں۔

علماء کے مابین اختلاف ہے کہ کیا پیشانی کو ننگا رکھنا واجب ہے یا نہیں؟ علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ پیشانی کو جائے نماز پر ننگا رکھنا واجب ہے۔ اگر کوئی سر کے اگلے حصے پر یا پگڑی پر یا آستین کے کنارے پر یا کسی ایسے کپڑے پر جو نیچے بچھا ہوا نہیں بلکہ نمازی کے لباس کا حصہ ہے، پر سجدہ کرتا ہے تو جائز نہیں۔ یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے جبکہ اکثر علماء جواز کی طرف گئے ہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو ہم میں سے کوئی شخص اپنے کپڑے کا کنارہ سجدے کی جگہ بچھا لیتا، ایسا گرمی کی شدت سے بچنے کے لئے کیا جاتا۔(صحیح بخاری: ۳۸۵، صحیح مسلم: ۶۲۰)

حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ لوگ عمامہ (پگڑی) اور کنٹوپ پر سجدہ کیا کرتے تھے اور ان کے دونوں ہاتھ آستینوں میں ہوتے تھے۔ یہ موقف امام مالک، امام اوزاعی، اہل الرائے، امام احمد امام اسحاق اور اکثر فقہا کا ہے۔ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی پگڑی کی پٹی یا تہہ پر سجدہ کرنا ثابت نہیں ہے، مگر کچھ صحابہ کے آثار ضرور ثابت ہیں۔ دیکھئے نیل الاوطار ۲/ ۲۹۰)

سجدے میں انسان کی پیشانی ننگی ہو اور براہ راست زمین یا مصلے پر لگے تو راجح اور افضل ہے، نیز پیشانی کے ساتھ ناک بھی زمین پر لگانی چاہیے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی ہتھیلیاں اس کپڑے پر رکھتے جس پر پیشانی رکھتے تھے۔(مؤطا امام مالک: ۳۹۰)

اکثر فقہاء کا خیال ہے کہ پاؤں کی طرح، ہاتھوں کو ننگا رکھنا واجب نہیں ہے۔

جناب عکرمہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اپنا ناک زمین پر لگائے کیونکہ تمھیں ناک زمین پر لگانے کا حکم دیا گیا ہے۔

ابوشعثاء کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ سجدہ کرتے ہوئے ناک زمین سے دور رکھے ہوئے تھے۔ میں نے اس کے متعلق کچھ کہا تو انھوں نے جواباً کہا: میرا ناک میرے چہرے کی زینت (افضل اور عمدہ حصہ) ہے، میں نہیں چاہتا کہ اپنا چہرہ عیب دار کروں۔

(حرّ الوجه) کا معنی ہے: چہرے کا ظاہری حصہ، عمدہ مٹی کو حرالرمل کہا جاتا ہے۔

فائدہ: یہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ذاتی رائے ہے شاید انھیں اس مسئلہ سے متعلق احادیث نہ پہنچی ہوں گی وگرنہ سجدے

کے لئے پیشانی اور ناک دونوں کو زمین پر لگانا ضروری ہے۔اس کی وجہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّا يَمَسُّ أَنْفُهُ الْأَرْضَ مَا يَمَسُّ الْجَبِيْنُ۔)) ...... ”اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس کے ناک نے اس طرح زمین کو نہ چھوا جیسے پیشانی نے چھوا ہے“ یہ حدیث بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔ (دیکھیں تمام المنة : صـ ١٧٠) (ع،س)

(99)......بَابُ هَيْئَةِ الْسُّجُوْدِ

سجدے کی کیفیت

(٦٤٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، نَا بُنْدَارٌ، نَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، نَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ......

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَجَدَ أَمْكَنَ أَنْفَهُ وَجَبْهَتَهُ عَلَى الأَرْضِ، وَنَحَّى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ۔

سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب سجدہ فرماتے تو ناک اور پیشانی اچھی طرح زمین پر لگاتے اور اپنے ہاتھ اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے اور سجدہ کرتے وقت اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر رکھتے۔

تشریح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: علماء کی کثیر تعداد کا یہ موقف ہے کہ اگر آدمی سجدہ کرتے وقت پیشانی زمین پر لگائے جبکہ ناک نہ لگائے تو سجدہ ہو جائے گا۔بعض علماء نے دونوں چیزوں کا زمین پر لگانا واجب قرار دیا ہے۔ تمام علماء اس امر پر متفق ہیں کہ سجدہ کرتے وقت ہاتھ کندھوں سے کچھ اوپر کانوں کے قریب رکھے جائیں۔

(٦٤٨)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ، نَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يَسْجُدُ وَيَدَيْهِ قَرِيبَتَيْنِ مِنْ أُذُنَيْهِ۔

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ کے دونوں ہاتھ کانوں کے قریب تھے۔

تشریح: وَرُوِيَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: قُلْتُ لِلْبَرَاءِ: أَيْنَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ وَجْهَهُ إِذَا سَجَدَ؟ قَالَ: بَيْنَ كَفَّيْهِ۔ ...... سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نبی ﷺ کا چہرہ

(٦٤٧) هذا حديث حسن صحيح......أخرجه الترمذي: ٢٧٠

(٦٤٨) أخرجه مسلم من حديث طويل: ٤٠١

مبارک سجدہ کرتے وقت کہاں ہوتا تھا؟ تو انھوں نے کہا: دونوں ہتھیلیوں کے درمیان۔(صحیح، ترمذی: ٢٧١)

وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: اعْتَمَدَ الْبَرَاءُ عَلَى الأَرْضِ، وَرَفَعَ عَجِيزَتَهُ، وَقَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ۔ ...... جناب ابواسحاق بیان کرتے ہیں کہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے ہمیں سجدہ کر کے دکھایا۔ یوں کہ انھوں نے (پہلے) اپنے ہاتھ رکھے، اپنے گھٹنوں پر ٹیک لگائی اور اپنی سرین کو اونچا کیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ اس طرح سجدہ کیا کرتے تھے۔ (ضعیف، ابوداود: ٨٩٦، نسائی: ٢/٢١٢)

(٦٤٩)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَعْتَدِلْ، وَلا يَفْتَرِشْ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو صحیح طرح (سکون) سے کرے اور کتے کی طرح اپنے ہاتھ نہ پھیلائے۔''

شرح (افتراش الکلب) ''کتے کی طرح پھیلانا'' جس طرح کتا اپنے بازوں کو زمین پر پھیلا کر لیٹ جاتا ہے۔ سنت طریقہ یہ ہے کہ آدمی سجدہ کرتے وقت اپنی ہتھیلیاں زمین پر لگائے اور کہنیاں اوپر اٹھا کر رکھے۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو سجدہ کرے تو ہتھیلیاں زمین پر رکھ اور کہنیاں اوپر اٹھا کے رکھ۔'' (صحیح مسلم: ٤٩٤)

جناب عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے کہا: زمین پر آہستگی اور مرضی سے سجدہ کیا کرو۔ ابوعبید نے کہا: جناب عطاء کا مطلب یہ ہے کہ سجدہ پرسکون انداز میں ہونا چاہیے، اپنے اوپر بوجھ ڈالنے کی ضرورت نہیں نہ ماتھا رگڑنے کی حاجت ہے کہ پیشانی پہ داغ ہی پڑ جائیں۔

(٦٥٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا سُفْيَانُ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ الْفَرَّاءِ......

(٦٤٩) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٢٧٥، وابن ماجه: ٨٩١، ورواه البخاري عن انس: ٨٢٢، ومسلم: ٤٩٣
(٦٥٠) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٢٧٤، وابن ماجه: ٨٨١، والنسائي: ١١٠٨

عَـنْ عُبَيْـدِ الـلَّـهِ بْـنِ عَبْـدِ الـلَّـهِ بْنِ أَقْـرَمَ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّـى الـلَّـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاعِ مِنْ نَمِرَةَ سَاجِدًا فَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ.

سیدنا عبد اللہ بن اقرم خزاعی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نمرہ کے میدان میں قاع کے مقام پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

(٦٥١)۔ أَخْبَـرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الطَّحَّانُ، أَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشٍ، أَنَا أَبُو عُبَيْدٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ......

عَـنْ عُبَيْـدِ الـلَّـهِ بْـنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَقْرَمَ، عَنْ أَبِيـهِ، عَـنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَـانَ إِذَا سَـجَدَ جَافَى عَضُدَيْهِ حَتَّى يَرَى مَنْ خَلْفَهُ عُفْرَةَ إِبْطَيْهِ.

سیدنا عبداللہ بن اقرم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے تھے حتیٰ کہ آپ کے پیچھے نماز پڑھنے والا آدمی آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھتا۔

شرح: (العفرۃ) ''سفیدی'' مگر سخت سفید رنگ نہ ہو بلکہ کچھ مٹیالا سا ہو (خاکستری رنگ) ''عفر الارض'' زمین کی اوپر والی تہہ کو کہتے ہیں۔

(حدیث مبارکہ میں بغلوں کی سفیدی کے لئے (عُـفْـرَۃ) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔اس سے مراد ایسا سفید رنگ ہے جس میں سیاہی کی ہلکی سی آمیزش ہو۔اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کی جلد مبارک کا رنگ بالکل سفید تھا اور بالوں کے اگتے ہوئے سرے سیاہ رنگ کے تھے۔ان دونوں کے ملنے سے بغلوں کا رنگ سیاہی مائل سفید نظر آتا تھا۔(ع،س)

(٦٥٢)۔ أَنَـا عُـمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا قُتَيْبَةُ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ......

عَنْ مَيْمُونَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَـانَ إِذَا سَـجَدَ جَافَى بَيْنَ يَدَيْهِ، حَتَّى لَوْ أَنَّ بَهْمَةً أَرَادَتْ أَنْ تَمُرَّ تَحْتَ يَدِهِ مَرَّتْ.

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے تھے حتیٰ کہ اگر بکری کا بچہ آپ کے ہاتھوں کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔

شرح: جناب عامر بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (سجدہ کرتے وقت) ہاتھوں کو زمین پر رکھنے اور قدم کھڑے کرنے کا حکم دیا۔بعض نے عامر بن سعد عن ابیہ عن النبی ﷺ کی سند سے اس حکم کو متصل بھی

(٦٥١) اسناده صحيح ......انظر الحديث السابق

(٦٥٢) أخرجه مسلم: ٤٩٦

بیان کیا ہے مگر مرسل ہونا زیادہ صحیح ہے اور عام اہلِ علم اسی کے قائل ہیں۔

(100)......بابُ فضلِ السُّجُودِ

سجدے کی فضیلت

(٦٥٣)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، نَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ، اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي، فَيَقُولُ: يَا وَيْلَتُهُ! أُمِرَ هَذَا بِالسُّجُودِ، فَسَجَدَ، فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ، فَعَصَيْتُ، فَلِي النَّارُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب آدم کا بیٹا سجدۂ تلاوت والا مقام پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان الگ ہوکر رونے لگتا ہے اور کہتا ہے: ہائے افسوس! اس کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا، تو اس نے کرلیا۔ اب اسے جنت ملے گی۔ مجھے سجدہ کرنے کا حکم ہوا تھا مگر میں نے نافرمانی کی، میرے لئے آگ ہے۔“

(٦٥٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، نَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا الأَوْزَاعِيُّ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ هِشَامٍ......

عَنْ مَعْدَانَ، قَالَ: سَأَلْتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: حَدِّثْنِي حَدِيثًا يَنْفَعُنِي اللَّهُ سُبْحَانَهُ بِهِ، فَسَكَتَ، ثُمَّ قُلْتُ: حَدِّثْنِي حَدِيثًا يَنْفَعُنِي اللَّهُ سُبْحَانَهُ بِهِ، فَسَكَتَ، ثُمَّ قُلْتُ: حَدِّثْنِي حَدِيثًا يَنْفَعُنِي اللَّهُ سُبْحَانَهُ بِهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ

جناب معدان بن ابوطلحہ یعمری رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہا: (جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ تھے) مجھے کوئی حدیث سنائیے جس سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچائے۔ وہ خاموش رہے۔ میں نے دوبارہ عرض کیا تو وہ خاموش رہے۔ میں نے تین بار یہی کہا تو انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: ”جو بندہ

(٦٥٣) أخرجه مسلم: ٨١

(٦٥٤) أخرجه مسلم: ٤٨٨

يَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً، إِلا رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً۔))

اللہ کے لئے ایک سجدہ کرتا ہے، اس کی وجہ سے اللہ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک غلطی معاف کر دیتا ہے۔''

(٦٥٥)۔ أَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، نَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، نَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَرَّانِيُّ، نَا الأَوْزَاعِيُّ، نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآتِيهِ بِوَضُوئِهِ وَبِحَاجَتِهِ، فَكَانَ، يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَقُولُ: ((سُبْحَانَ رَبِّي وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ رَبِّي وَبِحَمْدِهِ، الْهَوِيَّ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ، سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ))، قَالَ: فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَلْ لَكَ حَاجَةٌ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مُرَافَقَتُكَ فِي الْجَنَّةِ، قَالَ: ((أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ؟)) قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ، قَالَ: ((فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ۔))

سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رات کو رسول اللہ ﷺ کے پاس رہا کرتا تھا اور آپ کے پاس وضو اور حاجت کا پانی لایا کرتا، آپ جب رات کو اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے: ''پاک ہے میرا رب! اور اپنی تعریف کے ساتھ، پاک ہے میرا رب! اور اپنی حمد کے ساتھ، کچھ وقت تک آپ یہ پڑھتے رہے۔ پاک اور بے عیب ہے تمام جہانوں کا پروردگار، پاک اور بے عیب ہے تمام جہانوں کا پالنے والا۔'' سیدنا ربیعہ نے کہا: ایک بار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھاری کوئی ضرورت ہو تو کہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''کچھ اور'' میں نے عرض کیا بس یہی، آپ نے فرمایا: ''کثرت سجود سے تو میری مدد کر۔''

(٦٥٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، نَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْطَاَةَ......

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، رَأَى فَتًى، وَهُوَ يُصَلِّي قَدْ أَطَالَ صَلَاتَهُ

جناب جُبیر بن نُفیر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک جوان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، وہ نماز خوب

(٦٥٥) أخرجه مسلم: ٤٨٩

(٦٥٦) رواه الهيثمي في الزوائد: ٢/ ١٢٢، وقال: رواه الطبراني في الكبير وفيه عبد الله بن صالح، وقال عبد الملك بن شعيب: ثقة مأمون وضعّفه الجماعة احمد وغيره

وَأَطْنَبَ فِيهَا، فَقَالَ: مَنْ يَعْرِفُ هَذَا؟ قَالَ رَجُلٌ: أَنَا، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: لَوْ كُنْتُ أَعْرِفُهُ، لَأَمَرْتُهُ أَنْ يُطِيلَ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي أُتِيَ بِذُنُوبِهِ، فَجُعِلَتْ عَلَى رَأْسِهِ وَعَاتِقَيْهِ، فَكُلَّمَا رَكَعَ وَسَجَدَ، تَسَاقَطَتْ عَنْهُ.))

تسلی سے لمبی کر کے پڑھ رہا تھا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اس جوان کو کون جانتا ہے؟ ایک آدمی نے کہا: میں، اس پر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میری اس سے جان پہچان ہوتی تو میں اس کو ضرور کہتا کہ رکوع اور سجدے کو لمبا کر کے ادا کرے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''بلا شبہ آدمی جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے گناہوں کو لا کر اس کے سر اور دونوں کندھوں پر ڈال دیا جاتا ہے، جب نمازی رکوع اور سجدہ کرتا ہے تو وہ گناہ اس کے سر سے گر جاتے ہیں۔''

(٦٥٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، نَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، نَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، نَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ، نَا عُتْبَةُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ، نَا طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ......

حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَا: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِمَّا أَمَرَ بِعِذْقٍ، فَقُطِعَ، وَإِمَّا كَانَ مَقْطُوعًا قَدْ هَاجَ وَرَقُهُ، وَبِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضِيبٌ فَضَرَبَهُ فَجَعَلَ وَرَقُهُ يَتَنَاثَرُ، فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرُونَ مَا مَثَلُ هَذَا؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((إِنَّ مَثَلَ هَذَا مَثَلُ أَحَدِكُمْ إِذَا قَامَ إِلَى صَلَاتِهِ، جُعِلَتْ خَطَايَاهُ فَوْقَ رَأْسِهِ، وَإِذَا خَرَّ سَاجِدًا، تَنَاثَرَتْ عَنْهُ، كَمَا يَتَنَاثَرُ وَرَقُ هَذَا الْعِذْقِ.))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے، آپ نے کھجور کی شاخ کاٹنے کا حکم دیا، سو اسے کاٹا گیا یا کھجور کی ایک شاخ کٹی ہوئی پڑی تھی جس کے پتے مرجھائے ہوئے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چھڑی تھی، آپ نے چھڑی کو شاخ پر مارا جس سے پتے جھڑنے لگے، آپ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو یہ کس چیز کی مثال ہے؟'' صحابہ نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس ٹہنی کی مثال تم میں سے اس شخص کی ہے جو نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو غلطیاں اس کے سر پہ ڈال دی جاتی ہیں

(٦٥٧) سنده حسن ...... أخرجه الطبرانی فی "مسند الشاميين": ٧٣٣

اور جب وہ سجدہ کرنے کے لئے جھکتا ہے تو وہ اس سے گر جاتی ہیں جیسے اس شاخ کے پتے گر گئے۔

تشریح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اہل علم نے اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے لمبا قیام کرنا افضل ہے یا رکوع و سجود کی کثرت۔ بعض کا خیال ہے کہ رکوع اور سجود زیادہ کرنا افضل عمل ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان: ﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾ ...... ''اور سجدہ کر اور قریب ہو جا۔'' (سورۂ علق: ۱۹)

فائدہ: اس مفہوم کی ایک حدیث درج ذیل ہے:

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَأَخَذَ بِغُصْنَيْنِ مِنْ شَجَرَةٍ قَالَ: فَجَعَلَ ذَلِكَ الْوَرَقُ يَتَهَافَتُ قَالَ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّ الصَّلَاةَ يُرِيدُ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا يَتَهَافَتُ هَذَا الْوَرَقُ عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ۔)) ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سردیوں کے موسم میں باہر نکلے، یہ پت جھڑ کا موسم تھا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کی دو ٹہنیوں کو پکڑا اور پتے گرنے لگ گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوذر!'' انھوں نے کہا: جی میں حاضر ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک مسلمان بندہ جب اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس سے اس کے گناہ یوں جھڑتے ہیں جیسے اس درخت سے یہ پتے جھڑ رہے ہیں۔'' (حسن، مسند احمد: ۲۱۵۵٦) (م،م)

(٦٥٨)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، أَنَا أَبُو دَاوُدَ، نَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ سُمَيٍّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ، وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، لہٰذا سجدے میں بہت زیادہ دعا کیا کرو۔''

تشریح: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: نماز پڑھتے ہوئے قیام طویل کرنا افضل عمل ہے یا سجدہ لمبا کرنا؟ تو آپ نے جواب دیا: بلا شبہ انسان کی غلطیاں سر میں ہوتی ہیں (کیونکہ عقل و شعور کا تعلق سر کے ساتھ ہے)

(٦٥٨) أخرجه مسلم: ٤٨٢

اور سجدہ کرنا خطاؤں کو گرا دیتا ہے۔

کچھ علماء کا کہنا ہے کہ لمبا قیام کرنا افضل عمل ہے ان کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ ہے۔

(٦٥٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((طُولُ الْقُنُوتِ۔))

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کونسی نماز افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”لمبے قیام والی۔“

(٦٦٠)۔ وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((طُولُ الْقُنُوتِ۔))

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کونسی نماز افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”لمبے قیام والی۔“

شرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملے میں دو طرح کی احادیث مروی ہیں، پھر انھوں نے کوئی حتمی رائے نہیں دی۔

امام اسحاق نے کہا: دن کے وقت کثرت رکوع و سجود افضل ہے جبکہ رات کی نماز (نماز تہجد) میں طویل قراءت (قیام) افضل ہے اِلا یہ کہ کوئی شخص رات کو مخصوص وقت قیام کرنے کا عادی ہو تو اس کے حق میں رکوع و سجدہ کی بہتات مجھے زیادہ پسند ہے۔ کیونکہ اسے اپنا مقرر شدہ وظیفہ پورا کرنا ہے اور یہ کثرت رکوع و سجود ہی سے ممکن ہے اور اس کے حق میں مفید بھی۔

امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: امام اسحاق نے یہ فرق اس لئے کیا ہے کہ احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد کا جو ذکر آیا ہے اس میں طویل قیام (پاؤں سوجھ جانے وغیرہ) کا ذکر ملتا ہے۔ دن کے نوافل کے متعلق ایسی تفصیلات نہیں ملتیں۔

---

(٦٥٩) أخرجه مسلم: ٧٥٦

(٦٦٠) انظر الحديث السابق

(101)......بَابُ الْقُعُودِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

دوسجدوں کے درمیان بیٹھنا

(٦٦١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَلِيٍّ الْكركانى الطُّوسِيُّ بِهَا ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ الأَصْبَهَانِيُّ ، أَنَا أَبُو سَعِيدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الْبَصْرِيُّ بِمَكَّةَ ، أَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ ، نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، أَنَا إِسْرَائِيلُ ، نَا أَبُو إِسْحَاقَ ، عَنِ الْحَارِثِ......

عَنْ عَلِيٍّ ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا عَلِيُّ! أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِي ، وَأَكْرَهُ لَكَ مَا أَكْرَهُ لِنَفْسِي ، لا تَقْرَأْ وَأَنْتَ رَاكِعٌ ، وَلا وَأَنْتَ سَاجِدٌ ، وَلا تُصَلِّ وَأَنْتَ عَاقِصٌ شَعْرَكَ ، فَإِنَّهُ كِفْلُ الشَّيْطَانِ ، وَلا تُقْعِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ، وَلا تَعْبَثْ بِالْحَصَا ، وَلا تَفْتَرِشْ ذِرَاعَيْكَ ، وَلا تَفْتَحْ عَلَى الإِمَامِ ، وَلا تَخَتَّمْ بِالذَّهَبِ ، وَلا تَلْبَسِ الْقَسِّيَّ ، وَلا تَرْكَبْ عَلَى الْمَيَاثِرِ۔))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے علی! میں تیرے لئے وہ پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں، اور تیرے لئے اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں جسے اپنے لئے ناپسند جانتا ہوں، تو رکوع اور سجدے میں قرآن نہ پڑھ، بالوں کا جوڑا بنا کر نماز نہ پڑھ کیونکہ یہ شیطان کی بیٹھک ہے، دوسجدوں کے درمیان اقعاء نہ کر۔ (نماز میں) کنکریوں کے ساتھ نہ کھیل، اپنے بازوؤں کو نہ پھیلا، امام کے نماز میں لقمہ مت دو، سونے کی انگوٹھی نہ پہن، قَبس کے بنے ہوئے (ریشمی) کپڑے نہ پہن اور (ریشمی) گدیلوں پر مت بیٹھ۔''

شرح: امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: بعض اہل علم نے حارث اعور کو ضعیف کہا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کے ایک راوی حارث بن عبداللہ کوفی، ابوزہیر الاعور کو کئی محدثین نے کذاب کہا ہے۔اس کے مقابلے میں امام کو لقمہ دینے والی صحیح حدیث سیدنا اُبي رضی اللہ عنہ والی موجود ہے، لہٰذا امام اگر قراءت میں بھول رہا ہو تو اسے بتا دینا چاہیے۔(ع،س)

فائدہ: اس حدیث کی اور سنن کی مذکورہ احادیث کی سندیں تو ضعیف ہیں لیکن اس حدیث میں مذکورہ تمام مسائل دوسری احادیث سے ثابت ہیں، ماسوائے امام کو لقمہ دینے کے، کیونکہ جب امام بھول جائے تو اس کو لقمہ دینا درست ہے۔

---

(٦٦١) اسانيد السنن ضعيفة ......أخرج ابوداود طرفا منه: ٩٠٨ بلفظ "يا علی! لا تفتح علی الامام فی الصلاة"، وروى الترمذی طرفا آخر منه: ٢٨٢ بلفظ "ياعلی! احب لك ما احب لنفسی واكره لك ما اكره لنفسی ، لاتقع بين السجدتين۔" وروى ابن ماجه طرفا منه: ٨٩٤ بلفظ "يا علی! لا تقع اقعاء الكلب۔" وبقية فقرات الحديث رويت متفرقة

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں بہت سے فوائد ہیں:

ا: رکوع اور سجدے میں قرآن مجید کی قراءت کرنا منع ہے۔

۲: نمازی کو بالوں کا جوڑا بنا کر نماز پڑھنا درست نہیں (عورتوں کو بھی اس کا لحاظ رکھنا چاہیے) بلکہ کھلا چھوڑ دینا چاہیے تاکہ وہ سجدہ کے مقام پر گر جائیں جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں اور کپڑوں کو سمیٹنے سے منع فرمایا۔

۳: ''اِقعاء'' کو دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہوئے مستقل عادت بنا لینا ناپسندیدہ ہے۔ اکثر اہل علم کا یہی خیال ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ''عقبة الشيطان'' اور ''اقعاء'' سے منع کرتے تھے۔ ''اقعاء'' دو قسم کا ہے: ایک ناجائز ہے اور دوسرا جائز ہے (کبھی کبھار)

(ا) ابو عبیدہ کہتے ہیں: ''اقعاء'' یہ ہے کہ انسان اپنی پنڈلیوں کو کھڑا کر لے اور سرین پر بیٹھ جائے، نیز اپنے ہاتھ زمین پر رکھ لے، جیسے کتے اور دوسرے درندے بیٹھتے ہیں۔ اس جگہ یہ ''اقعاء'' مراد نہیں کیونکہ یہ تو ناجائز ہے اسی کو دیگر احادیث میں ''عقبة الشيطان'' کہا گیا ہے۔

(ب) ''اقعاء على القدمين'' ایڑیوں پر بیٹھنے کو ''اقعاء'' کہتے ہیں: دو سجدوں کے درمیان کبھی کبھار اس طرح بیٹھنا جائز ہے۔ اہلِ علم کی ایک جماعت اس طرح بیٹھنا جائز سمجھتی ہے۔

جناب طاؤس کہتے ہیں: ہم نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایڑیوں پر بیٹھنے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: ''هِيَ سُنَّةٌ'' یہ سنت سے ثابت عمل ہے۔ طاؤس کہتے ہیں: میں نے عبادلہ ثلاثہ کو ایسے بیٹھتے دیکھا ہے یعنی عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو۔

امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا: مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں سے کہا: ''اقعاء'' کرنے میں تم میری پیروی نہ کرنا، میں تو بڑھاپے کی بنا پر ایسا کرنے لگا ہوں۔

فائدہ: محدثین نے ''اقعاء على القدمين'' کے جواز پر اپنی کتابوں میں تبویب فرمائی ہے۔ (دیکھئے صحیح مسلم: باب جواز الاقعاء على العقبين، سنن ابو داود: باب الاقعاء بين السجدتين، جامع ترمذی: باب ما جاء في الرخصه في الاقعاء)

کبھی کبھار کسی عارضہ کی بنا پر یا بڑھاپے کی وجہ سے ایسا کرنے کا جواز ہے۔ یاد رہے کہ دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا اصلی طریقہ پاؤں کو بچھا کر اوپر بیٹھنے کا ہے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔ عام طور پر اسی طریقے کو اپنایا جائے۔ امام بغوی نے مذکورہ شرح میں ''عقبة الشيطان'' کو ''اقعاء على القدمين'' باور کرایا ہے اور اسے اہل الحدیث کی طرف

منسوب کیا ہے۔ ہمارے خیال کے مطابق یہ درست نہیں ہے۔ اقعاء کی دوسری کیفیت (یعنی انسان اپنی پنڈلیوں کو کھڑا کرلے اور سرین پر بیٹھ جائے، نیز ہاتھ زمین پر رکھ لے) ہی ”عقبة الشيطان“ ہے اور یہی ناجائز ہے۔ واللہ اعلم۔ (ع،س)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ آپ اقعاء کرتے تھے اور ہاتھ زمین سے نہیں اٹھاتے تھے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ آپ جب سجدہ کرتے وقت ہاتھ زمین پر رکھتے تو دوسجدوں کے مابین بھی ہاتھ سجدے کے مقام پر ہی رہتے گو خود کچھ اوپر ہو جاتے، اسی حالت میں دوسرا سجدہ کرتے۔ اقعاء کرنے والے کا انداز بھی یہی ہوتا ہے۔

فائدہ: ناجائز اقعاء میں ہاتھ سرین کے پاس رکھے جاتے ہیں نہ سجدہ کے مقام پر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایسا کمزوری کی بنا پر کرتے تھے، جیسا کہ خود علامہ خطابی نے ذکر کیا ہے اور ہاتھ موضع السجود پر ہی رہتے، لہٰذا اس کیفیت کا ناجائز اقعاء سے کوئی تعلق نہیں۔ (ع،س)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے طریقے کے متعلق جو صحیح روایات سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ اور سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں ان میں دوسجدوں کے درمیان آپ کے بیٹھنے کا طریقہ یوں بیان ہوا ہے کہ آپ بایاں پاؤں بچھا کر اس کے اوپر بیٹھتے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد سے ”اقعاء علی القدمین“ کی کراہت مروی ہے۔ امام نخعی، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق رحمہم اللہ، اہل الرائے اور دیگر بہت سارے اہل علم سے بھی کراہت منقول ہے۔ البتہ کبھی کبھار اس طرح بیٹھنا جائز ہے۔ (ع،س)

۴: نماز کی ادائیگی کے دوران کنکریوں سے کھیلتے رہنا یا بار بار درست کرنا، ناپسندیدہ ہے۔ البتہ ایک آدھ مرتبہ سجدے کی جگہ سے درست کرنے کا تذکرہ حدیث میں آیا ہے۔ (ع،س)

(٦٦٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ، نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ......

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ، فَلَا يَمْسَحِ الْحَصَى، فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ۔))

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: ”جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو (اللہ کی) رحمت اس کے روبرو ہوتی ہے، لہٰذا کنکریاں نہ چھوا کرے“

(٦٦٢) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٩٤٥، والترمذي: ٣٧٩، وابن ماجه: ١٠٢٧، والنسائي: ١١٩١

(٦٦٣)۔ وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْفَرَجِ الْمُظَفَّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ التَّمِيمِيُّ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ حَمْزَةُ بْنُ يُوسُفَ السَّهْمِيُّ، أَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، نَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ......

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اسْتَقْبَلَتْهُ الرَّحْمَةُ، فَلَا يَمْسَحِ الْحَصَاةَ، وَلَا يُحَرِّكْهَا۔))

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں: ''جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو (اللہ کی) رحمت اس کے روبرو ہوتی ہے، لہٰذا کنکریاں نہ چھوا کرے اور نہ ہی انھیں حرکت دے۔''

شرح: اکثر اہل علم نے نماز میں کنکریوں کو چھیڑتے رہنا اور انہیں بار بار درست کرنا ناپسند جانا ہے۔ نمازی کو چاہیے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے اپنی جگہ صاف کر لے اور مصلّٰی وغیرہ درست کر کے کھڑا ہو، نماز کے دوران میں یہ عمل جائز نہیں، اگر کرنا بھی ہو تو صرف ایک بار کی رخصت ہے۔ البتہ امام مالک رحمہ اللہ نے ایک سے زائد مرتبہ درست کرنے کی رخصت کی بات کی ہے۔

(٦٦٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا أَبُو نُعَيْمٍ، نَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ......

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، حَدَّثَنِي مُعَيْقِيبٌ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ: ((إِنْ كَانَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً۔))

سیدنا معیقیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اس آدمی کے متعلق فرمایا جو سجدے کی جگہ سے مٹی درست کرتا تھا: ''اگر ایسا کرنا ہی ہے تو ایک بار کر لے۔''

شرح: (لا تفتح علی الإمامِ) ''امام کو نماز میں لقمہ مت دینا'' امام کو نماز میں لقمہ دینے کے مسئلہ میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ سیدنا عثمان اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما امام کو لقمہ دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ جناب عطاء، حسن بصری، ابن سیرین، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے کیونکہ مندرجہ ذیل روایت میں اس کا تذکرہ ہے۔

فائدہ: بشری تقاضوں کے تحت نبی ﷺ کو بھی قراءت میں کچھ بھول ہو جاتی جس سے ایک تو آپ کی بشریت کا اثبات ہوا۔ دوسرے آپ کا بھولنا امت کے لئے تعلیم وتشریح کا ذریعہ بن گیا۔ امام اگر قراءت میں بھولے تو اسے وہ آیات بتائی جائیں۔ اگر دوسرے ارکان بھول گیا ہو تو ''سُبْحَانَ اللّٰہ'' کہا جائے۔ اور عورت الٹے ہاتھ پر تالی بجا کر

(٦٦٣) هذا حديث حسن ......أخرجه الامام احمد فی المسند: ٢١٦٠٩

(٦٦٤) أخرجه البخاري: ١٢٠٧، و مسلم: ٥٤٦

متنبہ کرے۔ بہر حال صحیح احادیث میں امام کو لقمہ دینے کا ذکر موجود ہے۔ (ع،س)

فائدہ: ضرورت کے وقت امام کو لقمہ دینا درست ہے، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

(٦٦٥)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ ، أَنَا أَبُو دَاوُدَ ، نَا يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيُّ ، نَا هِشَامُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلاءِ بْنِ زَبْرٍ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلاةً فَقَرَأَ فِيهَا ، فَلُبِّسَ عَلَيْهِ ، فَلَمَّا انْصَرَفَ ، قَالَ لِأُبَيٍّ : ((أَصَلَّيْتَ مَعَنَا؟)) قَالَ: نَعَمْ ، قَالَ: ((فَمَا مَنَعَكَ؟))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک نماز پڑھی اور اس میں قراءت کی، تو کچھ خلط ہو گیا۔ جب فارغ ہوئے تو سیدنا اُبی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''تو تمھیں کس چیز نے روکا تھا (کہ مجھے بتا دیتے'')

فائدہ: احناف کا مسلک ہے کہ لقمہ دینے سے نماز باطل ہو جائے گی، الّا یہ کہ لقمہ دینے والا تلاوت کرنے کا ارادہ کر لے۔

یہ فرق کرنا خواہ مخواہ کا تکلف ہے، اس لیے کہ نبی ﷺ نے ایک طرف نماز میں جان بوجھ کر دوسرے سے کلام کرنے سے منع قرار دیا، تو دوسری طرف امام کو لقمہ دینے کو مشروع قرار دیا۔

درج ذیل روایت زیادہ واضح ہے:

سیدنا مسور بن یزید اسدی مالکی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور قراءت کرتے وقت قرآن مجید کا کچھ حصہ چھوڑ گئے، پھر جب ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے فلاں فلاں آیت چھوڑ دی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((هَلَّا أَذْكَرْتَنِيهَا۔)) ......''تو پھر تو نے (لقمہ دے کر) مجھے یاد کیوں نہیں کروایا تھا۔'' (حسن، ابوداود: ٩٠٧)

امام شوکانی نے کہا: دلائل کا تقاضا یہ ہے کہ امام کی جہری قراءت میں بھولنے کی صورت میں اس کو لقمہ دینا مشروع ہے، تاکہ اسے وہ آیت یاد آ جائے اور جب وہ ارکان وغیرہ میں بھول جائے تو مرد ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' کہہ کر اور عورت تالی بجا کر اس کو متنبہ کریں۔ واللہ اعلم۔ (نیل الاوطار: ٢/٣٧٣) شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک امام کو لقمہ دینا درست ہے۔ (م،م)

---

(٦٦٥) صحیح ......أخرجه ابوداود: ٩٠٧

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: (حدیث نمبر ۶۶۱) میں امام کو لقمہ نہ دینے کی بات تھی، لیکن اس حدیث سے پتہ چلا کہ لقمہ دینا درست ہے اور یہ حدیث سند کے اعتبار سے عمدہ ہے۔

عبدالرحمٰن سلمی خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے کہا: (إِذَا اسْتَطْعَمَكُمُ الْإِمَامُ فَأَطْعِمُوْهُ) ''جب امام (قراءت) میں لقمہ طلب کرے تو اسے لقمہ دو۔'' عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے امام کو لقمہ دینے کی کراہت مروی ہے۔ امام شعبی، امام سفیان، امام نووی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہم سے بھی کراہت مذکور ہے۔

باقی رہا سونے کی انگوٹھی پہننا تو یہ مردوں کے اوپر حرام ہے۔ (الْقَسِيُّ) ریشم کے بنے ہوئے کپڑے جو مصر سے منگوائے جاتے تھے۔ ریشم کا پہننا بھی مردوں پر حرام ہے۔ (مِيثَرَة) عربی لغت میں لفظ ''وَثَارَت'' کے معنی نرم و گداز ہونے کے ہیں۔ گدیلوں کو میثرہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ نرم و نازک اور گداز ہوتے ہیں۔ بسا اوقات یہ ریشم کے بنائے جاتے ہیں تو یہ حرام ہوئے۔

اگر روئی، پولیسٹر یا فوم وغیرہ کے ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ (ع،س)

بعض احادیث میں سرخ رنگ کے گدیلوں کی ممانعت کا ذکر بھی آیا ہے۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں ارغوانی گدیلوں پر نہیں بیٹھتا۔''

(صحیح، ابو داود: ٤٠٤٨)

اصل میں ارغوانی رنگ بہت شوخ ہوتا ہے، اس کے استعمال سے زیب و زینت اور سج دھج کا اظہار ہوتا ہے اور دنیا دار ہونے کا تصور ابھرتا ہے، یہ رنگ ایک نیک شخص کے وقار اور سنجیدگی کے لئے مناسب نہیں، نیز یہ کہ عجمی لوگ اپنی نشست و برخاست میں استعمال کرتے ہیں۔

(٦٦٦)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، نَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ مَحْمُودٍ......

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شِبْلٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَلاثٍ، عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ، وَافْتِرَاشِ السَّبُعِ، وَلا يُوطِنُ الرَّجُلُ الْمَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ كَمَا يُوطِنُ الْبَعِيرُ۔

سیدنا عبد الرحمان بن شبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں سے منع فرمایا ہے: کہ (نماز میں) کوے کی طرح ٹھونگیں مارے جائیں یا درندے کی مانند پھیل کر بیٹھا جائے یا کوئی شخص مسجد میں (اپنے لئے) جگہ خاص کر لے جیسے اونٹ خاص کر لیتا ہے۔

(٦٦٦) أخرجه ابوداود: ٨٦٢، والنسائي: ١١١٢، وابن ماجه: ١٤٢٩،

شرح (نَقرة الغراب) ''کوے کی طرح ٹھونگیں مارنا'' یعنی اچھی طرح جم کر سجدہ نہ کرنا، سجدہ کرتے وقت پوری طرح اطمینان حاصل نہ کرنا بلکہ صرف ناک اور پیشانی کو زمین سے مس کرتے ہی اٹھ جانا، جیسے پرندے دانہ چگتے وقت کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ جلدی جلدی نماز پڑھنے کو کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔

(افتراش السبع) ''درندے کی مانند پھیل کر بیٹھنا'' مراد یہ ہے کہ سجدے میں انسان اپنی کہنیاں زمین پر بچھا لے۔

(ایطان البعیر) ''اونٹ کی طرح جگہ خاص کر لینا'' ابوسلمان خطابی نے کہا: اس جملے کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: ایک تو یہ کہ مسجد میں نماز کے لئے اپنے لئے جگہ مخصوص کر لینا، جس طرح اونٹ باڑے کے اندر ایک مقام کو مخصوص کر لیتا ہے اور پھر اسی جگہ پہ ہی بیٹھتا ہے، یہ ممنوع ہے۔ دوسرے یہ کہ سجدہ کرتے وقت پہلے گھٹنے ٹیکنا اور ہاتھ نہ لگانا جس طرح اونٹ بیٹھتے وقت انداز اختیار کرتا ہے۔ یہ بھی ممنوع ہے۔

فائدہ: نماز کے بعد علمی حلقے کے لئے جگہ خاص کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (ع، س)

(102)......بَابُ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

دو سجدوں کے درمیان کی دعا

(٦٦٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، نَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، عَنْ كَامِلٍ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ، يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاجْبُرْنِي، وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي۔))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھا کرتے تھے: (اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ) ''اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، اے اللہ! ٹوٹی ہوئی حالت کو جوڑ دے اور ہدایت دے اور مجھے رزق دے۔'' الخ

شرح ایک روایت میں (وَعَافِنِي) ''اے اللہ! مجھے عافیت دے'' کے الفاظ ہیں (وَاجْبُرْنِيْ) کے بجائے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق رحمہم اللہ سے فرائض اور نوافل میں یہ دعا پڑھنا منقول ہے۔

(وَاجْبُرْنِيْ) کا مفہوم ہے ''اے اللہ! ٹوٹی ہوئی حالت کو جوڑ دے۔'' عرب کہتے ہیں: ''جَبَرَ الله مصيبَتَكَ'' اللہ تعالیٰ آپ کو نعم البدل دے جو نقصان ہوا ہے وہ پورا فرما دے۔ مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی آدمی

(٦٦٧) حسن ......أخرجه الترمذي: ٢٨٤، وابوداود: ٨٥٠، وابن ماجه: ٨٩٨

مسلمان ہوتا، نبی ﷺ اسے نماز سکھاتے تو یہ کلمات پڑھنے کے لئے فرماتے: (اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَ عَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ) ''اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، ہدایت دے، عافیت دے اور مجھے رزق دے۔''

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دو سجدوں کے درمیان (رَبِّ اغْفِرْلِيْ) ''اے میرے رب! مجھے بخش دے'' پڑھتے تھے۔ (اس حدیث میں اس دعا کے بار بار پڑھنے کا ذکر ہے)۔ (صحیح، ابوداود: ۸۷٤)

(103)...... بَابُ الْجُلُوْسِ عَقِيْبَ السَّجْدَتَيْنِ فِى الْأُوْلٰى وَالثَّالِثَةِ

پہلی اور تیسری رکعت میں سجدوں کے بعد تھوڑی دیر بیٹھنا

(جلسہ استراحت کا بیان)

(٦٦٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ خَالِدِ الْحِذَاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ......

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِيِّ، أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي، فَكَانَ إِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلَاتِهِ، لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِسًا۔

سیدنا مالک بن حویرث لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ ﷺ طاق رکعت میں ہوتے تو اس وقت تک نہ اٹھتے جب تک تھوڑی دیر بیٹھ نہ لیتے۔

تشریح: نمازی طاق رکعتوں کے بعد یعنی پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدے سے جب اٹھے تو تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر اٹھنا، اس کو جلسہ استراحت کہتے ہیں جو سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور بعض دیگر اہل علم اس کے قائل ہیں۔

امام مالک، امام ثوری، امام احمد، امام اسحاق رحمہم اللہ اور اہل الرائے کا خیال ہے کہ جلسہ استراحت نہ کیا جائے۔

دوسرے سجدے سے اٹھ کر قیام تک جاتے ہوئے بالاتفاق صرف ایک دفعہ ہی ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہا جائے گا۔ (یعنی جلسہ استراحت کے بعد دوبارہ تکبیر نہیں کہی جائے گی)

(104)......بَابُ كَيْفِيَّةِ النُّهُوْضِ

رکعت سے اٹھتے وقت کی کیفیت

(٦٦٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا

(٦٦٨) أخرجه البخاري: ٨٢٣

(٦٦٩) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ٢٨٨

أَبُوعِيسَى، نَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، نَا خَالِدُ بْنُ إِلْيَاسَ، عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْئَمَةِ...... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: خَالِدُ بْنُ إِلْيَاسَ، وَيُقَالُ: خَالِدُ بْنُ إِيَاسٍ، ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنے پاؤں کی انگلیوں پر ہی سیدھے کھڑے ہوتے تھے۔ امام ترمذی نے کہا: خالد بن الیاس یا خالد بن ایاس راوی محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ صالح مولیٰ التوامہ راوی صالح بن ابوصالح ہیں۔ اور ابوصالح کا نام نبہان مدنی ہے۔

شرح ابوعیسیٰ نے کہا: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل اہل علم نے پسند کیا ہے۔ یعنی آدمی پاؤں کی انگلیوں پر اٹھ کھڑا ہو۔

فائدہ: سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ عَنِ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ جَلَسَ وَاعْتَمَدَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ قَامَ۔ ”جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو تھوڑی دیر بیٹھتے اور زمین کا سہارا لے کر پھر اٹھتے۔“ (صحیح بخاری: ۸۲٤)

یعنی جلسہ استراحت کر کے پھر دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر اٹھتے جیسے بوڑھا شخص کرتا ہے۔ حنفیہ نے جو اس کے خلاف ترمذی کی حدیث سے دلیل لی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاؤں کی انگلیوں پر کھڑے ہوتے تھے۔ یہ حدیث ضعیف ہے، علاوہ ازیں اس حدیث سے زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلسۂ استراحت کیا اور کبھی نہیں کیا۔ اہل حدیث کا یہی مذہب ہے کہ جلسہ استراحت مستحب ہے۔ فللہ الحمد (ع س)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اٹھتے وقت ایک ٹانگ کو آگے کر لینا ناپسندیدہ ہے۔ یہ مسئلہ خالد بن معدان عن معاذ بن جبل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سند سے مروی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اس صورتحال کو ناپسند جانا ہے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: ”اونٹ کی طرح نہ اٹھو اور آمین کو تکبر کے انداز میں نہ کہو۔“ یعنی اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ آدمی سجدے سے اٹھتے وقت ٹانگ کو آگے کرے۔ لفظ خبط کا اصلی معنی ہے: اونٹ کا اگلے پاؤں سے کسی چیز کو ٹھوکر مارنا۔

(105)......بَابُ تَخْفِيفِ الْقُعُودِ لِلتَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ
پہلے تشہد میں کچھ دیر بیٹھنا

(٦٧٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَّالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالَا: أَنَا

(٦٧٠) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٩٩٥، والترمذي: ٣٦٦، والنسائي: ١١٧٦

أَبُـو بَـكْـرٍ أَحْـمَـدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَـنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِيـهِ، قَـالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّـمَ فِـي الـرَّكْعَتَيْنِ كَأَنَّهُ عَلَى الرَّضْفِ، قُلْتُ: حَتَّى يَقُومَ؟ قَالَ: ذَلِكَ يُرِيدُ۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے تو یوں لگتا گویا آپ گرم پتھروں پر بیٹھے ہوئے ہیں (یعنی بہت جلد اٹھتے)۔ (شعبہ) میں نے کہا: یہاں تک کہ آپ اٹھ کھڑے ہوتے؟ انھوں (سعد) نے کہا: یہی میری مراد ہے۔

شرح قَالَ أَبُـو عِيسَـى: هَـذَا حَـدِيـثٌ حَسَنٌ، إِلا أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ، وَالْعَـمَـلُ عَـلَـى هَـذَا عِـنْـدَ أَهْـلِ الْعِلْمِ، يَخْتَارُونَ أَنْ لا يُطِيلَ الرَّجُلُ الْقُعُودَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ، وَلا يَزِيدُ عَلَى التَّشَهُّدِ شَيْئًا، وَقَالُوا: إِنْ زَادَ، فَعَلَيْهِ سَجْدَتَا السَّهْوِ، هَكَذَا رُوِيَ عَنِ الشَّـعْبِـيِّ وَغَيْرِهِ۔...... امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث حسن ہے لیکن ابوعبیدہ کا اپنے باپ سے سماع ثابت نہیں۔ اہل علم کا عمل اسی بات پر ہے، وہ پسند کرتے ہیں کہ آدمی قعدہ اولیٰ میں دیر تک نہ بیٹھا رہے اور یہ کہ قعدہ اولیٰ میں تشہد سے زیادہ کچھ نہ پڑھے اور کہتے ہیں اگر زیادہ پڑھ لیا تو سجدہ سہو کرے، امام شعبی وغیرہ سے ایسا ہی مروی ہے۔

(رَضف) "گرم پتھر" واحد رَضْفَةٌ ہے۔

(٦٧١)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَـنِ ابْـنِ عُمَرَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى الـلَّـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّـمَ أَنْ يَجْلِسَ الرَّجُلُ فِي الـصَّـلاةِ، وَهُـوَ مُـعْتَمِدٌ عَلَى يَدِهِ۔ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: نَـا مُـحَـمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْغَزَّالُ، نَا عَبْـدُ الـرَّزَّاقِ، بِهَذَا الإِسْنَادِ، وَقَالَ: نَهَى أَنْ يَـعْـتَـمِـدَ الـرَّجُـلُ عَلَى يَدَيْهِ، إِذَا نَهَضَ فِي الصَّلاةِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ آدمی نماز میں اس حال میں بیٹھے کہ وہ اپنے ہاتھ کا سہارا لئے ہوئے ہو۔ ایک اور سند سے مروی ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس بات سے کہ آدمی نماز میں اپنے ہاتھوں کا سہارا لے کر کھڑا ہو۔

شرح رُوِيَ عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَأَى رَجُلا يَتَّكِءُ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى وَهُوَ قَاعِدٌ فِي

(٦٧١) صحيح، لكن لفظه "نَهَى أَنْ يَعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلَى يَدَيْهِ، إِذَا نَهَضَ فِي الصَّلاةِ۔" منكر ......أخرجه ابوداود: ٩٩٢

الصَّلاةِ، فَقَالَ: لا تَجْلِسُ هَكَذَا، فَإِنَّ هَكَذَا يَجْلِسُ الَّذِينَ يُعَذَّبُونَ۔...... سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو نماز میں بائیں ہاتھ پر ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا تو آپ نے کہا: ایسے مت بیٹھو۔ ایسے تو وہ بیٹھیں گے جنھیں عذاب سے دوچار کیا جائے گا۔

(106)......بَابُ كَيْفِيَّةِ الْقُعُودِ لِلتَّشَهُّدَيْنِ

تشہد اول اور ثانی میں بیٹھنے کا طریقہ

(٦٧٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا بُنْدَارٌ، نَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، نَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَدَنِيُّ......

حَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ السَّاعِدِيُّ، قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ، وَأَبُو أُسَيْدٍ، وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، فَذَكَرُوا صَلاةَ صَلاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ، يَعْنِي لِلتَّشَهُّدِ، فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَأَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنَى عَلَى قِبْلَتِهِ، وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى، وَكَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ، يَعْنِي السَّبَّابَةَ۔

جناب عباس بن سہل ساعدی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو حمید، سیدنا ابو اُسید، سیدنا سہل بن سعد اور سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم جمع ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر چل نکلا تو ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو جانتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشہد کے لئے بیٹھتے تو اپنا بایاں پاؤں بچھا لیتے اور دائیں پیر کی انگلیاں قبلے کی طرف کر لیتے اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی دائیں ران پر اور بائیں ہتھیلی بائیں ران پر رکھ لیتے اور سبابہ انگلی (کلمے والی) سے اشارہ فرماتے۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہم تک سیدنا ابوحمید رضی اللہ عنہ کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ پہنچا ہے۔ اس میں یہ بیان ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے اور جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو بائیں پاؤں کو آگے کر لیتے اور دائیں کو کھڑا کر دیتے اور مقعد (سرین) پر بیٹھتے۔

(صحيح بخاري: ٨٢٨)

امام بغوی کہتے ہیں: تشہد میں بیٹھنے کی کیفیت کے بارے میں اہل علم کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے، اکثر اہل علم کا

(٦٧٢) هذا حديث حسن صحيح ...... أخرجه الترمذي: ٢٩٣، وابوداود: ٧٣٤، وابن ماجه: ٨٦٣

یہ موقف ہے کہ تشہد اول اور دوسجدوں کے درمیان حالت افتراش میں بیٹھا جائے۔ حالت افتراش یہ ہے کہ بائیں پاؤں کے اوپر بیٹھا جائے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھا جائے۔ اور آخری تشہد میں حالت تورک میں بیٹھا جائے اس طرح کہ بایاں پاؤں دائیں ران کے نیچے سے آگے بڑھا دیا جائے اور دایاں پاؤں کھڑا کر کے انگلیاں قبلہ رخ کر لی جائیں جبکہ دونوں سرین زمین سے ملا کر بائیں ران پر بیٹھا جائے۔

امام شافعی، امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ دونوں تشہدوں میں تورک کے قائل ہیں۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ اور اہل الرائے کا کہنا ہے کہ دونوں تشہدوں میں تورک نہ کیا جائے۔ مروی ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو چارزانوں (آلتی پالتی مارے) بیٹھے دیکھا تو ناراض ہوئے، اس شخص نے کہا: آپ بھی تو ایسا کرتے ہیں، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بیماری کی بنا پر ایسا کرتا ہوں۔ (مؤطا امام مالك: ۲۰۰)

فائدہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آخری عمر میں کمزوری کی وجہ سے تشہد میں چارزانوں بیٹھتے تھے، یہ محض عذر کی وجہ سے تھا ورنہ مسنون طریقہ یہی ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا رہے اور بائیں کو پھیلا کر اس پر بیٹھا جائے اسے تورک کہتے ہیں۔ عورتوں کے لئے بھی یہی مسنون ہے۔ (ع،س)

یہ تشہد میں بیٹھنے کی کیفیت بیان ہو رہی ہے، وگرنہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھتے تو چارزانو یعنی آلتی پالتی مار کر بیٹھتے تھے۔ (صحیح، نسائی: ۱۶۶۱) (م،م)

(107)......بَابُ كَيْفِيَّةِ وَضْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّشَهُّدَيْنِ
دونوں تشہدوں میں ہاتھوں کی کیفیت

(٦٧٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلانَ، وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى، قَالا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلاةِ، وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَرَفَعَ أُصْبُعَهُ الَّتِي تَلِي الإِبْهَامَ الْيُمْنَى يَدْعُو بِهَا، وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ بَاسِطَهَا عَلَيْهِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے تو اپنا ہاتھ (دایاں) اپنے (دائیں) گھٹنے پر رکھتے اور وہ انگلی اٹھاتے جو دائیں انگوٹھے کے پاس ہے، اس سے دعا کرتے اور اپنا بایاں ہاتھ اپنے بائیں گھٹنے پر انگلیاں کھولے ہوئے رکھتے۔

(٦٧٣) أخرجه مسلم: ٥٨٠

(٦٧٤)۔ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَارِسِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، نَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، نَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، نَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ، وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى، وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَخَمْسِينَ، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشہد کے لئے بیٹھتے تو اپنا بایاں ہاتھ اپنے بائیں گھٹنے پر اور دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھتے اور ترپن کی گرہ لگاتے اور اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔

(٦٧٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُعَاوِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: رَآنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، وَأَنَا أَعْبَثُ بِالْحَصَا فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ نَهَانِي، وَقَالَ: اصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ، قُلْتُ: وَكَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ؟ قَالَ: كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا، وَأَشَارَ بِأُصْبُعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ، وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى۔

جناب علی بن عبد الرحمان معاوی بیان کرتے ہیں، مجھے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نماز کے دوران کنکریوں سے کھیلتے ہوئے دیکھا، جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھ کو منع کیا اور کہا: ایسا کیا کر جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔ میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: آپ جب نماز میں بیٹھتے تو داہنی ہتھیلی دائیں ران پر رکھتے اور اپنی تمام انگلیاں بند کر لیتے اور انگوٹھے کے ساتھ ملی ہوئی انگلی سے (یعنی شہادت والی انگلی سے) اشارہ کرتے اور بائیں ہتھیلی بائیں ران پر رکھتے۔

شرح عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَأَشَارَ بِأُصْبُعِهِ السَّبَّابَةِ، وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلَى أُصْبُعِهِ الْوُسْطَى، وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرَى رُكْبَتَهُ۔ ......

(٦٧٤) انظر الحديث السابق

(٦٧٥) انظر الحديث السابق

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بحالتِ قعدہ دعا کرنے کے لئے بیٹھتے تو دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھتے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنا انگوٹھا درمیان والی انگلی پر رکھتے اور بائیں ہتھیلی سے بائیں گھٹنے کو لقمہ بنا لیتے (یعنی گھٹنے اچھی طرح پکڑ لیتے)۔(صحیح مسلم: ۵۷۹)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: بعض اہل علم نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ تشہد میں شہادت کی انگلی کے علاوہ دائیں ہاتھ کی باقی تمام انگلیوں کو بند کر کے مٹھی سی بنا لی جائے۔

کچھ علماء نے کہا: چھوٹی دونوں انگلیاں بند رکھی جائیں اور انگوٹھے کو درمیانی انگلی کے ساتھ ملا کر حلقہ بنایا جائے (اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا جائے)

ایک طریقہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ درمیانی انگلی کو انگوٹھے کے دو پوروں کے درمیان رکھ لیا جائے۔سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا جو طریقہ مروی ہے اس میں ہے کہ آپ نے دو انگلیوں کو بند کر کے حلقہ بنا لیا۔

(صحیح، ابوداود: ۹۵۷، ابن ماجہ: ۹۱۲)

صحابہ و تابعین میں سے اکثر اہل علم نے یہ بات پسند کی ہے کہ دائیں ہاتھ کی شہادت والی انگلی سے اشارہ کیا جائے اور اشارہ کلمہ تہلیل لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پہ کیا جائے۔

فائدہ: ابتدائے تشہد سے لے کر انتہائے تشہد تک شہادت کی انگلی سے اشارہ صحیح احادیث سے ثابت ہے صرف (لا اله) پہ بطور نفی اور (الا الله) پہ بطور اثبات خاص طور پر اشارہ کرنا جیسا کہ اہل الرائے کا مذہب ہے صحابہ و تابعین اور تبع تابعین سے قطعاً ثابت نہیں۔(ع،س)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنا دایاں ہاتھ ران پہ رکھتے اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی سے قبلہ کی جانب اشارہ کرتے تھے اور اشارے کی طرف ہی دیکھتے تھے اور کہتے: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔

(حسن صحیح، نسائی: ۲/ ۲۳۶)

عراق کے بعض علماء تشہد میں سرے سے اشارہ کے قائل ہی نہیں۔

(٦٧٦)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ ، نَا أَبُو دَاوُدَ ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِصِّيصِيُّ ، نَا حَجَّاجٌ ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، عَنْ زِيَادٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُشِيرُ بِأُصْبُعِهِ إِذَا دَعَا وَلَا

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب دعا کرتے تو اپنی انگلی سے اشارہ کرتے اور اسے

(٦٧٦) صحيح ، لكن قوله "ولا يحركها" شاذ...... أخرجه ابوداود: ٩٨٩ ، والنسائي: ١٢٧٠

يُحَرِّكُهَا۔قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: وَزَادَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: أَخْبَرَنِي عَامِرٌ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو كَذَلِكَ، وَيَتَحَامَلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى۔

حرکت نہیں دیتے تھے۔ ابن جریج نے کہا: عمرو بن دینار نے مزید کہا کہ مجھے عامر نے اپنے والد سے بیان کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ اس طرح اشارہ کیا کرتے تھے۔ اور نبی ﷺ اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا کرتے تھے۔

(٦٧٧)۔ وَأَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُودَاوُدَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا يَحْيَى، نَا ابْنُ عَجْلَانَ......

عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: لا يُجَاوِزُ بَصَرُهُ إِشَارَتَهُ۔

جناب عامر بن عبد اللہ بن زبیر اپنے والد سے انھوں نے یہ حدیث بیان کی اور کہا: آپ ﷺ کی نظر آپ کے اشارے سے آگے نہ بڑھتی تھی اور حجاج کی حدیث اس سے زیادہ کامل ہے۔

شرح: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی اپنی دو انگلیوں کے ساتھ دعا کر رہا تھا (یعنی تشہد کے دوران دو انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک انگلی سے اشارہ کرو۔“

(حسن صحیح، ترمذی: ٣٥٥٧)

فائدہ: انگلی سے اشارہ تشہد میں ہوتا ہے، سجدوں کے درمیان جلسے میں نہیں۔ نیز تشہد میں بایاں ہاتھ اسی طرح رکھا جائے گا جس طرح سجدوں کے درمیان جلسہ میں ہوتا ہے۔ (ع،س)

(108)......بَابُ قِرَاءَةِ التَّشَهُّدِ

تشہد میں کیا پڑھنا چاہیے؟

(٦٧٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرَبْرِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ، نَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، نَا أَبِي، نَا الأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي شَقِيقٌ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا: السَّلامُ عَلَى اللَّهِ

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب ہم (ابتدائے سلام میں) نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تو کہتے: اللہ پر

(٦٧٧) أخرجه ابوداود: ٩٩٠، والنسائی: ١٢٧٥

(٦٧٨) أخرجه البخاری: ٨٣٥، ٦٢٣٠، و مسلم: ٤٠٢

قَبْلَ عِبَادِهِ، السَّلامُ عَلَى جِبْرِيلَ، السَّلامُ عَلَى مِيكَائِيلَ، السَّلامُ عَلَى فُلان، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلامُ، فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلاةِ، فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذَلِكَ، أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدُ مِنَ الْكَلامِ مَا شَاءَ۔)) قَالَ مُحَمَّدُ الْبُخَارِيُّ: نَا مُسَدَّدٌ، نَا يَحْيَى، عَنِ الأَعْمَشِ، بِهَذَا الإِسْنَادِ، وَقَالَ: ((لا تَقُولُوا: السَّلامُ عَلَى اللَّهِ، فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلامُ))، وَقَالَ: ((ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُو۔))

سلام ہو اس کے بندوں کی طرف سے، جبریل پر سلام ہو، میکائیل پر سلام، فلان پر سلام ہو، پھر (ایک مرتبہ) جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''اللہ ہی سلام ہے، اس لئے جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو پڑھا کرے: (التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ) ''تمام تعظیمات اللہ ہی کے لئے ہیں، پاکیزہ اذکار اور مالی عبادات اللہ ہی کے لئے خاص ہیں، اے نبی! آپ پر اللہ کی طرف سے سلامتی، رحمت اور برکت ہو، اللہ کی طرف سے سلامتی ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر ہو۔'' کیونکہ جب وہ یہ دعا پڑھے گا تو آسمان و زمین کے ہر صالح بندے کو اس کی یہ دعا پہنچے گی (اس کے بعد کہے:) (أشهد أن لا إلــه إلا اللّٰه وَأَشهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ) ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' اس کے بعد اسے اختیار ہے جو دعا چاہیے پڑھے۔ (مگر یہ درود شریف پڑھنے کے بعد ہے) ایک اور سند سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم یہ مت کہو: اللہ پر سلام ہو، کیونکہ اللہ ہی سلام ہے'' اور آپ نے فرمایا: ''پھر اپنے لئے خوبصورت سی دعا پسند کر لے اور اللہ تعالیٰ سے مانگ لے۔''

شرح (التحيات لِلّٰهِ) یعنی بادشاہت اور حکومت اللہ کے لئے ہے یا بقاء، دوام اور ہمیشگی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ عرب لوگ ایک دوسرے کو بطورِ دعا یہ کہتے ہیں: ''حَيَّاكَ اللّٰه'' اللہ تجھے زندگی دے، کبھی لفظ ''تَحِيَّة''

سلام کہنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

جناب قتیبی نے کہا: ہر قسم کے تحیات وتعظیمات اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، پرانے دور میں دنیا کے بادشاہوں کو مختلف الفاظ کے ساتھ درباروں کے اندر پکارا جاتا تھا۔کسی کو اس کے عوام "اَبیتَ اللعن" تو لعنت کے کام سے محفوظ رہے" کہہ کر بات شروع کرتے،کسی کو "اَسلَمْ واَنْعَمْ" آفات ومصیبات سے محفوظ رہے اور عیش وعشرت میں زندگی گزارے" کہہ کر پکارتے اور کسی کو "عِشْ الفَ سنة" "تو ہزار سال زندہ رہے۔" کہتے۔ہمیں مولیٰ کریم سے مخاطب ہونے کے لئے "التحیات لِلّٰه" کہنے کا حکم دیا گیا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ ہر وہ لفظ جو حکومت، سرداری، عظمت و بادشاہت، بے عیب ہونا، اور بقاء و دوام پر دلالت کرتا ہے وہ سب اللہ پاک کے لئے سزوار ہے اور ان الفاظ وحروف کا حقیقی مصداق اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہی ہے یعنی یہ لفظ تعظیم کے تمام تر معانی پر مشتمل ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: وہ الفاظ جن کے ساتھ دنیاوی بادشاہوں کو مخاطب کیا جاتا تھا اور آداب شاہی میں ان کا استعمال ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ کے لئے ان کا استعمال درست اور مناسب نہیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ "التحیات لِلّٰه" سے مراد اللہ تعالیٰ کے چند ناموں (اَلسَّلَامُ، الْمُؤْمِنُ، الْمُهَيْمِنُ، الْحَيُّ، الْقَيُّوْمُ، الأَحَدُ، الصَّمَدُ) کا تحفہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے یعنی یہ نام اپنے اصل معنی کے اعتبار سے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پر بولے جاسکتے ہیں کسی اور پر نہیں۔ الصلوٰت لِلّٰه کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس کے بندوں پر۔اس لفظ کا یہی معنی قرآن مجید کی آیت میں پایا جاتا ہے: ﴿أُولَـٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ﴾ "ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں" (سورۂ بقرہ: ۱۵۷)

اس آیت کریمہ میں لفظ "صَلوات" اور "رحمة" کا ایک ہی معنی ہے۔عطف الفاظ مختلف ہونے کی بنا پر دیا گیا ہے۔ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہر قسم کی دعائیں صرف اللہ ہی سنتا ہے۔

(الطَّيِّبَات) یعنی ہر اچھا کلمہ، بہترین بات اور خوبصورت گفتگو کا اصل مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس طرح قرآن مجید کے الفاظ ﴿الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ﴾ (سورۂ نور: ۲۶) کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اچھی کلام اچھے لوگوں ہی سے صادر ہوتی ہے۔

(٦٧٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا قُتَيْبَةُ، نَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَطَاوِسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى — سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(٦٧٩) أخرجه مسلم: ٤٠٣

اللَّـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ، وَكَانَ يَقُولُ: ((التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، سَلامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، سَلامٌ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ۔))

ہمیں تشہد اس اہتمام سے سکھاتے تھے جیسے کہ قرآن، اور آپ کے الفاظ یہ ہوتے تھے: "التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، سَلامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، سَلامٌ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ" (تمام بابرکت عظمتیں اور پاکیزہ اذکار اللہ ہی کے لئے خاص ہیں، سلامتی ہو آپ پر اے اللہ کے نبی! اور اس کی رحمتیں اور برکتیں، سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے صالح بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔)

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حدیث کی گہری معرفت اور بصیرت رکھنے والے حضرات کا کہنا ہے کہ نبی ﷺ سے تشہد کے سلسلہ میں مروی احادیث میں سے سب سے زیادہ صحیح حدیث سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے، صحابہ، تابعین اور ان کے بعد کے اکثر اہل علم نے اسی تشہد کو پسند کیا ہے۔ امام سفیان ثوری، امام ابن مبارک، امام احمد، امام اسحاق رحمہم اللہ اور اہل الرائے کا بھی پسند فرمودہ تشہد یہی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد کو پسند کیا ہے کیونکہ اس میں (المبارکاتُ) کے الفاظ زیادہ ہیں اور ان کی قرآن مجید کے الفاظ سے موافقت ہے: ﴿فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً﴾ "تم اپنے گھر والوں کو سلام کر لیا کرو، دعائے خیر ہے جو بابرکت اور پاکیزہ ہے۔" (سورۂ نور: ٦١)

فائدہ: سب تشہدوں کے جواز پر علماء کا اتفاق ہے مگر راجح بات یہ ہے کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا تشہد افضل ہے کیونکہ یہ صحیحین کی روایت سے ثابت ہے۔ (ع،س)

امام مالک رحمہ اللہ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد کو پسند کیا ہے۔ جو انھوں نے لوگوں کو منبر پر بیٹھ کر سکھایا تھا۔ وہ اس طرح ہے: التحيات لله، الزاكيات لله، الطيبات الصلوات - باقی الفاظ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد کی مانند ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جو تشہد پڑھتے تھے اس کے الفاظ یہ ہیں: بسم الله، التحيات لله - سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تشہد میں یہ دعا پڑھتی تھیں: التحيات الطيبات الصّلوات، الزاكياتُ

لِـلّٰـهِ، اَشَهـدُ اَنْ لا إلـه إلا الله، و اَنَّ مُحَمَّدًا عبدهُ وَ رَسُولُه، السلام عليكم) ''پاکیزہ عظمتیں، پاکیزہ کلمات، اذکار اور دعائیں اللہ کے لئے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، سلامتی ہو آپ پر اے اللہ کے نبی! اور اس کی رحمتیں اور برکتیں، سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے صالح بندوں پر۔ اور آخر میں السلام علیکم کہے''

علماء کے مابین اختلاف ہے کہ تشہد میں کچھ پڑھنا (ذکر الٰہی کرنا) واجب ہے یا نہیں، کچھ علماء کا موقف ہے کہ تشہد میں بیٹھنا اور اس میں ذکر الٰہی کرنا واجب ہے۔ اگر کوئی آدمی چھوڑ دیتا ہے تو اس کی نماز درست نہیں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، امام حسن بصری، امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم سے ایسے ہی منقول ہے۔ جبکہ امام زہری، امام قتادہ اور امام حماد رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر کوئی آدمی تشہد ترک کر دے اور سلام پھیر دے تو اس کی نماز مکمل ہو گئی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: اگر کوئی آدمی تشہد نہیں بیٹھا اور سلام پھیر دیا تو اس کی نماز کفایت کر جائے گی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک مرتبہ دو رکعتیں پڑھ کر تشہد کئے بغیر کھڑے ہو گئے تھے تو آپ نے اپنی نماز جاری رکھی تھی (یعنی تشہد کے لئے واپس ہوئے نہ اعادہ فرمایا، بلکہ سجدہ سہو کیا)

اہل الرائے کا خیال ہے کہ تشہد پڑھنے کی مقدار بیٹھنا واجب ہے، باقی رہا تشہد میں کچھ پڑھنا تو یہ مستحب ہے۔ جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے مروی ہے: جب نمازی آخری سجدے سے سر اٹھاتا ہے تو اس کی نماز مکمل اور پوری ہو جاتی ہے۔

فائدہ: اکثر علماء کے نزدیک درمیانی تشہد اور درمیانی تشہد کا قعدہ (بیٹھنا) دونوں سنت ہیں، لیکن راجح بات یہ ہے کہ یہ دونوں واجب ہیں اور اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(۱): سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إذا قعدتم في كل ركعتين فقولوا التحيات . . .)) ''جب تم ہر دو رکعتوں میں بیٹھو تو (یہ الفاظ) کہو ''التحیات . . . إلخ'' (صحیح نسائی: ۱۱۱٤، مسنداحمد: ۱/ ٤٢٧، ابن خزیمه: ٧٢٠، ابن حبان: ۱۹۵۱، شرح معانی الآثار: ۱/ ٢٦٣)

(۲): سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فَـإِذَا جَلَسْتَ فِيْ وَسطِ الصَّلَاةِ فَاطْمَئِنَّ وَ افْتَرِشْ فَخِذَكَ الْيُسْرٰى ثُمَّ تَشَهَّدْ)) ''جب تم نماز کے درمیان میں بیٹھو تو اطمینان سے بیٹھو اور اپنی بائیں ران کو بچھا لو، پھر تشہد پڑھو۔'' (صحیح ابو داود: ٧٦٦، تمام المنة ص ١٧٠)

جن علماء کے نزدیک درمیانہ تشہد اور درمیانہ قعدہ واجب نہیں ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔ سیدنا عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ قَامَ مِنَ اثْنَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ لَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُمَا) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی دو رکعتوں کے متصل بعد کھڑے ہو گئے (یعنی درمیانہ تشہد نہ پڑھا) اور ان کے درمیان نہ بیٹھے، جب

آپ ﷺ نے اپنی نماز مکمل کی تو دو سجدے کرنے کے بعد سلام پھیر دیا۔" (صحیح بخاری: ۱۲۲۵، ۱۲۲٤)

امام ابن حزم رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ یہ استدلال کچھ اہمیت نہیں رکھتا کیونکہ جس سنت سے تشہد کا وجوب ثابت ہوتا ہے اسی سنت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسے بھول جانے سے (صرف دو سجدے کر لینے پر ہی) نماز ہو جاتی ہے۔

(المحلی بالآثار: ۲/ ۳۰۱)

خوانندگان محترم! راجح بات یہ ہے کہ درمیانہ تشہد اور درمیانہ قعدہ آخری تشہد اور قعدے کی طرح واجب ہے لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ درمیانہ تشہد و قعدہ اگر (بھول کر) رہ جائے تو سجدہ سہو اس سے کفایت کر جاتا ہے جبکہ آخری تشہد میں ایسا نہیں ہوتا۔ (ع،س)

اکثر علماء کا موقف یہ ہے کہ تشہد اول درود پڑھنے کا محل اور مقام نہیں ہے البتہ دوسرے تشہد میں مستحب ہے، فرض نہیں ہے۔ (ائمہ اربعہ میں سے) اکیلے امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ آخری تشہد میں درود پڑھنا فرض ہے۔ اگر کوئی آدمی نہیں پڑھتا تو اس کی نماز درست نہ ہوگی۔ امام شافعی اور ان کے ہمنوا علماء کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ صَلُّوا۟ عَلَيْهِ﴾ "اے ایمان والو! تم ان پر درود بھیجو۔" (سورۂ احزاب: ۵٦)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اپنے نبی ﷺ پر درود پڑھنے کا حکم فرمایا ہے اور امر وجوب کے لئے ہوتا ہے، اس حکم کو نماز سے متعلق سمجھا جائے گا اور فرض قرار دیا جائے گا اگر نماز کے علاوہ پر محمول کیا جائے تو درود پڑھنا مندوب اور مستحب عمل قرار دیا جائے گا کیونکہ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ نماز کے علاوہ درود پڑھنا فرض نہیں ہے تو اس سے سمجھ آیا کہ قرآن کا امر نماز سے متعلق ہے اور درود پڑھنا فرض ہے۔

فائدہ: مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر کچھ وضاحت پیش خدمت ہے، قارئین محترم! درمیانے تشہد میں درود پڑھنا مشروع ہے اور صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ سیدنا سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے ام المومنین: (عائشہ رضی اللہ عنہا) آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے وتر کے متعلق بتائیں تو انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے لئے مسواک اور طہارت کے لئے پانی تیار کر دیتے۔ رات کے وقت جب اللہ تعالیٰ چاہتا آپ ﷺ کو اٹھا دیتا۔ آپ ﷺ مسواک کرتے اور وضو کرتے (ثم يصلي تسع ركعات لا يجلس فيهن إلا عند الثامنه فيدعو ربه و يصلي على نبيه ﷺ و يدعو ثم يسلم تسليما) "پھر آپ ﷺ نو رکعتیں ادا کرتے آپ آٹھویں رکعت کے سوا کسی رکعت میں نہیں بیٹھتے تھے، پھر آپ اس میں اپنے رب سے دعا کرتے اور اس کے نبی پر درود بھیجتے پھر کھڑے ہو جاتے اور سلام نہیں پھیرتے تھے پھر نویں رکعت ادا کر کے بیٹھتے اور اللہ کی حمد اور اس کے نبی پر درود بھیجتے اور دعا کرتے، پھر سلام پھیر دیتے۔" (صحیح، صحیح نسائی: ۱٦۲۳، ابو عوانہ ۲/ ۳۲٤)

علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں واضح ثبوت موجود ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے تشہد میں بھی اپنی ذات پر اسی طرح درود پڑھا جس طرح دوسرے تشہد میں پڑھا...اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ تو قیام اللیل کے متعلق ہے کیونکہ ہم کہیں گے اصل بات یہ ہے کہ جو چیز کسی ایک نماز میں مشروع کی گئی ہے وہ دیگر نمازوں میں بھی بغیر فرض و نفل کی تفریق کے مشروع ہے اور جس نے کسی فرق کا دعویٰ کیا اس پر دلیل پیش کرنا لازم ہے۔

(تمام المنة: صـ ٢٢٤ـ ٢٢٥)

دوسرا مسئلہ آخری تشہد کے بعد درود پڑھنا فرض ہے، اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے:

(۱) سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! (أَمَرَنَا اللّٰهُ أَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ) ”اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم فرمایا ہے ﴿صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ لہٰذا ہم کس طرح آپ پر درود بھیجیں؟ کچھ توقف کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح کہا کرو: (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ .) اور آخر میں آپ نے فرمایا: ”اور سلام اُسی طرح جیسا کہ تمھیں علم ہے“

(صحيح مسلم: ٤٠٥، ابو داود: ٩٨٠، احمد: ٥/٢٧٣، ترمذی: ٣٢٢٠، نسائی: ٣/٤٥)

صحیح ابن خزیمہ اور مسند احمد کی روایت میں ہے کہ سائل نے کہا: (فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا عَلَيْكَ فِيْ صَلَاتِنَا؟) ”جب ہم اپنی نمازوں میں آپ پر درود بھیجیں تو کس طرح بھیجیں۔“

(۲) سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو اپنی نماز میں اس طرح دعا کرتے سنا، کہ نہ تو اس نے اللہ کی حمد بیان کی اور نہ نبی کریم ﷺ پر درود ہی بھیجا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص نے جلدی کی۔“ پھر آپ ﷺ نے اسے اپنے پاس بلایا اور سمجھایا کہ (إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيْدِ رَبِّهٖ وَ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَدْعُوْ لِمَا شَاءَ) ”تم میں سے کوئی جب دعا مانگنے لگے تو پہلے اسے اپنے رب کی حمد و ثنا کرنی چاہیے پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا چاہیے پھر اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے۔“

(صحيح، صحيح ابو داود ٤/ ١٣، ترمذی: ٣٤٧٧، نسائی: ١٢٣٨٤، ابن خزيمه: ٧١٠)

یہ دو احادیث وجوب کے قائل حضرات کے لئے ترجیح کا باعث ہیں۔

علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: وجوب کا قول برحق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی ﷺ پر ان الفاظ میں درود پڑھنے کا حکم دیا ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ پھر صحابہ نے آپ ﷺ سے اس درود کے متعلق دریافت کیا جسے پڑھنے کا انھیں حکم دیا گیا تھا تو آپ ﷺ نے انھیں معروف درود ابراہیمی کے الفاظ سکھا دیئے...صحابہ نے آیت سے سمجھا کہ آپ ﷺ پر درود پڑھنے کا حکم تشہد کے بعد ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے بھی

انھیں اسی پر قائم رکھا اور وہ ہمیشہ اسی پر عمل کرتے رہے حالانکہ ان کے درمیان وحی نازل ہو رہی تھی اور ہم نے یہ چیز ان کے تواتر عمل سے حاصل کی ہے۔ صحابہ کا سوال اور آپ ﷺ کا ان کے لئے وضاحت کرنا پھر صحابہ کا اُس (عمل) پر دوام جس کا انھیں حکم دیا گیا تھا قرآن میں وارد کلمہ کی تفسیر ہے اور یہ (دلیل) وجوب) کے اثبات کے) قوی دلائل میں سے ہے۔ (صفة صلاة النبی للالبانی: ص۔ ۱۸۱، ۱۸۲) (ع،س)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (ثم لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدعاءِ أعجبَهُ إِلَيْهِ) درود پڑھنے کے بعد ''پھر نمازی اپنے لئے ایسی دعا کا انتخاب کرے جو اسے سب سے زیادہ اچھی لگے۔''

اس حدیث میں دلیل ہے کہ نماز پڑھنے والے آدمی کو تشہد کے بعد دعائیں کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ وہ اپنے لئے دنیا و آخرت کی خیر و برکات کا سوال کر سکتا ہے اور نمازی کو ایسی ڈھیر ساری دعائیں کرنی چاہئیں جن میں دین و دنیا کی شادکامیوں کو طلب کیا جائے اور دنیا و آخرت کی آزمائشوں، مصیبتوں اور فتنوں سے پناہ مانگی جائے، البتہ گناہ پر مبنی دعائیں نہ کی جائیں۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل پکڑی ہے جو تشہد میں درود پڑھنا واجب نہیں سمجھتے، وہ اس طرح کہ نبی ﷺ نے تشہد کے بعد مختلف دعائیں کرنے کا نمازی کو اختیار دیا ہے اگر تشہد کے بعد آپ ﷺ پر درود پڑھنا واجب ہوتا تو یہ اختیار نہ دیا جاتا۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: نمازی کو چاہیے کہ تشہد کے بعد آپ ﷺ پر درود پڑھے پھر جو مناسب سمجھے اپنے حق میں دعائیں کرے اور کوشش کرے کہ ماثور (نبی ﷺ سے مروی) دعائیں ہی کی جائیں (کیونکہ ان کے الفاظ میں جو جامعیت اور خیر و برکت ہے وہ کسی دوسرے کے الفاظ میں نہیں) اسی طرح نماز کے علاوہ بھی ہر دعا کرنے والے آدمی کو چاہیے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تحمید و تمجید اور مدح و ثنا کی جائے پھر آقائے نامدار ﷺ پر درود پڑھا جائے اور پھر اپنی ضرورت و حاجت کا سوال کیا جائے کیونکہ سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، ایک شخص (مسجد میں) آیا، نماز پڑھنے لگا اور دعا کی: اے اللہ! مجھے معاف کر دے اور میرے اوپر رحم فرما۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے نمازی! تو نے جلد بازی سے کام لیا ہے۔ جب تو نماز پڑھے اور (تشہد میں) بیٹھ جائے تو اللہ کی تعریف کر جس کا وہ اہل ہے، پھر مجھ پر درود بھیج اور پھر مولیٰ کریم سے دعا کر۔'' راوی نے کہا: اس کے بعد ایک اور آدمی نے نماز پڑھی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''دعا کر، تیری دعا قبول ہوگی۔'' (صحیح، ترمذی: ۳۴۷۶)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: دعا آسمان و زمین کے مابین رُک جاتی ہے اوپر بالکل نہیں چڑھتی، تا آنکہ تو اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجے۔ (حسن، ترمذی: ۴۸۶)

(109)......بَابُ إِخْفَاءِ التَّشَهُّدِ

تشہد کو پست آواز سے پڑھنا

(٦٨٠)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ، نَا يُونُسُ، يَعْنِي: ابْنَ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُخْفَى التَّشَهُّدُ۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: سنت یہ ہے کہ تشہد کو خاموشی سے پڑھا جائے۔

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہی اکثر اہل علم کا موقف ہے۔

(110)...... بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ (درود)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾.... ”اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو۔“ (سورۂ احزاب:٥٦)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: يُصَلُّوْنَ کا معنی ہے ”وہ برکت کی دعا کرتے ہیں“ ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کے درود پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرشتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا و تعریف کرتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتیں بھیجتا ہے اور فرشتوں کے درود بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلندی درجات کی دعا کرتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ صلاۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو رحمت کرنا مراد ہوتا ہے، فرشتوں کی طرف ہو تو استغفار کرنا اور مومنوں کی طرف ہو تو دعا کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ﴾ .... ”ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں۔“ (سورۂ بقرہ:١٥٧)

اس آیت کریمہ میں آنے والے الفاظ صَلَوٰت اور رَحْمَةٌ کا معنی ایک ہی ہے، واو عاطفہ مغایرت معنی کے لئے نہیں بلکہ مغایرت لفظی کے لئے آئی ہے۔

(٦٨١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْحُمَيْدِيُّ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ

(٦٨٠) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٩٨٦، والترمذي: ٢٩١

(٦٨١) أخرجه البخاري: ٣٣٧٠، ومسلم: ٦١٤

عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْفَقِيهُ ، بِبَغْدَادَ ، نَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرِ بْنِ حَرْبٍ ، نَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَبُو سَلَمَةَ ، نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ ، نَا أَبُو فَرْوَةَ ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِيسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى......

سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى ، يَقُولُ: لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ ، فَقَالَ: أَلا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقُلْتُ: بَلَى ، فَاهْدِهَا لِي ، قَالَ: سَأَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ الصَّلاةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ؟ قَالَ: ((قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔))

جناب عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میری ملاقات ایک مرتبہ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو انھوں نے کہا: کیوں نہ میں تمھیں (حدیث کا) ایک تحفہ پہنچا دوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں مجھے یہ تحفہ ضرور عنایت فرمائیں۔ انھوں نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں کہا کرو: ''اے اللہ! اپنی رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد پر جیسا کہ تو نے اپنی رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور آل ابراہیم پر۔ بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما محمد پر اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور آلِ ابراہیم پر۔ بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بڑی عظمت والا ہے۔''

شرح: حدیث کی سند میں آنے والے راوی ابوفروہ کا نام مسلم بن سالم ہمدانی ہے۔

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ یوں ہے: کعب بن عجرہ بن امیہ بن عدی انصاری السُّلَمی ہے ان کی کنیت ابو محمد ہے، ایک قول کے مطابق آپ اصلاً بنوخزرج سے تھے جبکہ ایک قول ہے کہ آپ بنوخزرج کے حلیف تھے آپ کی وفات ۵۲ ہجری میں ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر پچپن (۵۵) یا ستاون (۵۷) برس تھی۔

(٦٨٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ ، عَنْ أَبِيهِ......

(٦٨٢) أخرجه البخاري: ٦٣٦٠ ، و مسلم: ٤٠٧

عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، فِي أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَأَزْوَاجِهِ، وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَأَزْوَاجِهِ، وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔))

سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یوں کہا کرو: اے اللہ! اپنی رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی ازواج مطہرات اور اولاد پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی آلِ ابراہیم پر اور برکت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی بیویوں اور اولاد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی آل ابراہیم پر۔ بے شک تو انتہائی خوبیوں والا اور عظمت والا ہے۔''

(٦٨٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجْمِرِ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ الأَنْصَارِيَّ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ هُوَ الَّذِي أُرِيَ النِّدَاءَ بِالصَّلَوَاتِ أَخْبَرَهُ......

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللَّهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ، ثُمَّ قَالَ: ((قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ۔))

سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے چنانچہ بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے اس لئے بتائیے کہ ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ یہ سننے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل خاموش رہے اور میں نے تمنا کی کہ کاش ہم آپ سے نہ پوچھتے، پھر تھوڑی دیر بعد آپ نے فرمایا: اس طرح درود پڑھا کرو: ''اے اللہ! اپنی رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسا کہ تو نے اپنی رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور اے اللہ برکت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر

٦٨٣) أخرجه مسلم: ٤٠٥

جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔
جہانوں میں بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے
اور سلام بھیجنے کا طریقہ تم کو معلوم ہی ہے۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں خاصا اختلاف ہے۔ایک قول یہ ہے کہ آل سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر زکوٰۃ حرام ہے اور صدقہ کے بجائے انھیں مال غنیمت اور مال فئ سے خمس (پانچواں حصہ) دیا جاتا ہے اور وہ خالص بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب ہیں۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صدقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد کے لئے جائز نہیں۔'' (صحیح مسلم: ۱۰۷۲)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کون لوگ مراد ہیں؟ تو انھوں نے کہا: سیدنا علی، سیدنا جعفر، سیدنا عباس اور سیدنا عقیل رضی اللہ عنہم کی اولادیں۔ (صحیح مسلم: ۲۴۰۸)

ایک قول یہ بھی ہے کہ آل سے مراد امت محمدیہ کا ہر مومن اور متقی شخص ہے۔ یہ مفہوم ایک مرفوع حدیث میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا: آل سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ایک قول کے مطابق اگر آدمی درمیانے درجے کے لوگوں میں سے ہے تو لفظ آل سے مراد اس کے گھر والے ہیں اور اگر اس شخص کا تعلق رؤسا اور سربرآوردہ لوگوں میں سے ہے تو لفظ آل سے مراد اس کے پیروکار، اس کی ڈگر پر چلنے والے، اس کے معاون اور خدمت گار اور متبعین ہیں۔

(111)......بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت

(٦٨٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ

(٦٨٤) أخرجه مسلم: ٤٠٨

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔))

تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔''

شرح: جامع ترمذی کی روایت میں الفاظ (مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلاةً) ''جس نے مجھے پر درود بھیجا'' کے ہیں۔

(٦٨٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلالُ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ، مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ......

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالْبِشْرُ يُرَى فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ: ((إِنَّهُ جَاءَنِي جِبْرِيلُ، فَقَالَ: أَمَا يُرْضِيكَ يَا مُحَمَّدُ! أَنْ لا يُصَلِّيَ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِكَ إِلا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا، وَلا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِكَ إِلا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔))

سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ کے چہرہ مبارک پر خوشی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا: (اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں) اے محمد! کیا آپ خوش نہیں ہوئے کہ آپ کی امت میں سے جو بھی آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر دس بار رحمت بھیجوں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر دس بار سلام کروں گا۔''

(٦٨٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا بُنْدَارٌ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَثْمَةَ، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيُّ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَيْسَانَ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ شَدَّادٍ أَخْبَرَهُ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلاةً۔))

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت والے دن میرے سب سے زیادہ قریب مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھنے والے ہوں گے۔''

(٦٨٧)۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ يَحْيَى بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَنَا جَنَاحُ بْنُ نَذِيرٍ الْمُحَارِبِيُّ

(٦٨٥) حسن ......أخرجه النسائي: ١٢٨٣

(٦٨٦) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ٤٨٤

(٦٨٧) صحيح ......أخرجه النسائي: ١٢٨٢

بِـالْـكُـوفَةِ، أَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِيُّ، نَا أَحْمَدُ بْنُ حَازِمٍ، أَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، وَأَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَاذَانَ......

عَـنْ عَبْـدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ لِلَّهِ مَلائِكَةً سَيَّـاحِيـنَ فِـى الأَرْضِ، يُبَـلِّغُونِى عَنْ أُمَّتِى السَّلامَ۔))

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین میں گھوما کرتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔''

(٦٨٨)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، نَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِى شُرَيْحٍ، أَنَـا أَبُـو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمٍ هُوَ ابْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ......

سَـمِـعْـتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيـهِ، أَنَّـهُ سَـمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ يَـقُـولُ: ((مَـنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلاةً، صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلائِكَةُ مَا صَلَّى عَلَيَّ، فَلْيُقِلَّ الْعَبْدُ مِنْ ذَلِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ۔))

سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مسلمان مجھ پر درود پڑھتا ہے، فرشتے اس وقت تک اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ مجھ پر درود پڑھتا رہتا ہے۔ اب بندہ چاہے یہ عمل کم کرے یا زیادہ کرے (اس کی مرضی ہے۔)''

(٦٨٩)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِى، نَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ بْـنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَامُوَيْهِ الأَصْبَهَانِيُّ، أَنَا أَبُو سَعِيدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الْبَصْرِيُّ، أَنَا الْحَسَنُ بْـنُ مُـحَـمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ، نَا رِبْعِيُّ بْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِى سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ......

عَـنْ أَبِى هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى الـلَّـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ، وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَتَى عَلَيْهِ شَهْرُ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ، وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ الْكِبَرُ فَلَمْ يُدْخِلاهُ الْجَنَّةَ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس آدمی کا ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے، اور اس آدمی کا ناک خاک آلود ہو جس کی زندگی میں رمضان المبارک آئے اور اسے معاف نہ کیا جائے اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو

---

(٦٨٨) حسن ......أخرجه ابن ماجه: ٩٠٧

(٦٨٩) حسن صحيح ......أخرجه الترمذي: ٣٥٤٥

جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور والدین اس کے جنت میں داخل ہونے کا سبب نہ بنے۔"

شرح حدیث کی سند میں آنے والا راوی ربعی بن علیہ کا پورا نام یوں ہے: ربعی بن علیہ بن ابراہیم بن علیہ۔ یہ مشہور محدث اسماعیل بن ابراہیم بن علیہ کے بھائی ہیں اور ثقہ عالم ہیں۔

(٦٩٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ ذَكْوَانَ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يُصَلُّوا فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ۔

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگ کسی مجلس میں نہیں بیٹھتے جس میں وہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھیں تو وہ محفل ان کے لئے باعث حسرت اور افسوس ہوگی خواہ جنت میں داخل ہو جائیں۔

(112)...... بَابُ الدُّعَاءِ قَبْلَ السَّلَامِ

(تشہد کے بعد) سلام پھیرنے سے پہلے کی دعائیں

(٦٩١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا أَبُو الْيَمَانِ، أَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا، وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ

جناب عروہ بن زبیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں، انھوں نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا پڑھتے تھے: "اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں، دجال کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں، زندگی اور موت کے فتنوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں گناہوں اور

(٦٩٠) صحيح ......أخرجه ابن حبان: ٥٩١ من حديث ابي هريرة

(٦٩١) أخرجه البخاري: ٨٣٢، ٨٣٣، ٢٣٩٧، و مسلم: ٥٨٩

بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ))، فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيذُ مِنَ الْمَغْرَمِ؟ فَقَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ، وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ.))

قرض سے۔کسی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: آپ تو قرض سے بہت ہی زیادہ پناہ مانتے ہیں! اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی جب مقروض ہو جائے تو وہ جھوٹ بولنے لگتا ہے اور وعدہ خلافی کرتا ہے۔''

(٦٩٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هَذَا الدُّعَاءَ، كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.))

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ انھیں یہ دعا اس اہتمام سے سکھاتے تھے جیسے قرآن مجید کی سورتیں سکھاتے تھے۔آپ فرماتے: ''اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں، دجال کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں، زندگی اور موت کے فتنوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

(٦٩٣)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَائِشَةَ......

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الأَخِيرِ، فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ أَرْبَعٍ، مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آخری تشہد سے فارغ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اللہ سے چار چیزوں کی پناہ طلب کرے۔ یعنی عذاب جہنم، عذاب قبر، زندگی و موت کے فتنے اور مسیح دجال کے شر سے۔''

---

(٦٩٢) أخرجه مسلم: ٥٩٠

(٦٩٣) أخرجه البخاري: ١٣٧٧، ومسلم: ٥٨٨

(٦٩٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ ، نَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ ، نَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو......

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ ، أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي؟ قَالَ: قُلْ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا ، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ ، وَارْحَمْنِي ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔))

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیجئے جسے میں نماز میں پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا: یہ دعا پڑھا کرو: ''اے اللہ! میں نے اپنی جان پر (گناہ کر کے) بہت زیادہ ظلم کیا، میرے گناہوں کو تیرے سوا کوئی دوسرا معاف کرنے والا نہیں۔ مجھے اپنے پاس سے بھرپور مغفرت فرما اور مجھ پر رحم کر، بلاشبہ تو ہی بہت مغفرت کرنے والا اور بے حد رحم کرنے والا ہے۔''

(٦٩٥)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ ، نَا أَبُو دَاوُدَ ، نَا مُسَدَّدٌ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دَاوُدَ ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ......

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ تَطَوُّعٍ ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ ، وَوَيْلٌ لِأَهْلِ النَّارِ۔))

جناب عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، کہا کہ میں نے (ایک بار) رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھی۔ میں نے آپ کو سنا فرماتے تھے: ''أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ ، وَوَيْلٌ لِأَهْلِ النَّارِ'' (آگ سے اللہ کی پناہ، ہلاکت ہے دوزخیوں کے لئے۔)

(113)......بَابُ التَّسْلِيمِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں سلام پھیرنے کے احکام ومسائل

(٦٩٦)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ ، نَا أَبُو دَاوُدَ ،

(٦٩٤) أخرجه البخاري: ٨٣٤، و مسلم: ٢٧٠٥

(٦٩٥) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٨٨١، وابن ماجه: ١٣٥٢

(٦٩٦) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٩٩٧

نَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا مُوسَى بْنُ قَيْسٍ الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ......

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ: ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ))، وَعَنْ شِمَالِهِ: ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ.))

جناب علقمہ بن وائل اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ اپنی دائیں طرف سلام پھیرتے تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰہ کہتے اور اپنی بائیں طرف اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰہ)۔

(٦٩٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا بُنْدَارٌ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ: ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ.))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (نماز کے اختتام پر) اپنی دائیں اور بائیں طرف سلام کیا کرتے تھے، (اور کہتے تھے:) اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰہ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰہ۔

(٦٩٨)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِيُّ، نَا أَحْمَدُ بْنُ حَازِمٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانٍ الْأَزْدِيُّ، نَا أَبُو مَعْشَرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ......

عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: كُنْتُ أَرَى صَفْحَتَيْ خَدَّيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ: ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ.))

جناب عامر بن سعد اپنے والد سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، کہا کہ میں آپ کے رخساروں کی سفیدی دیکھتا جب اپنی دائیں اور بائیں طرف سلام کرتے (اور کہتے تھے:) اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰہ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰہ۔

(٦٩٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَّالُ، نَا

---

(٦٩٧) هذا حديث حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ٩٩٦، والترمذى: ٢٩٥، وابن ماجه: ٩١٤

(٦٩٨) أخرجه مسلم: ٥٨٢

(٦٩٩) أخرجه مسلم: ٤٣١

أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ، أَنَا الرَّبِيعُ ، أَنَا الشَّافِعِيُّ ، أَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ مِسْعَرٍ ، عَنِ ابْنِ الْقِبْطِيَّةِ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا سَلَّمَ قَالَ أَحَدُنَا بِيَدِهِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ: السَّلامُ عَلَيْكُمْ ، السَّلامُ عَلَيْكُمْ ، فَأَشَارَ بِيَدِهِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا بَالُكُمْ تَرْمُونَ بِأَيْدِيكُمْ ، كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ ، أَوَلا يَكْفِي أَحَدُكُمْ ، أَوْ إِنَّمَا يَكْفِي أَحَدُكُمْ ، أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخْذِهِ ، ثُمَّ يُسَلِّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ: السَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔))

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو نماز کے اختتام پر دائیں بائیں "السلام علیکم" کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے (یہ دیکھ کر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمھیں کیا ہے، تم لوگ اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے ہو جیسے بدکے ہوئے گھوڑوں کی دمیں حرکت کرتی ہیں، کیا تم میں سے کسی ایک کو یہ کافی نہیں۔ یا۔ تم میں سے کسی کو تو اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنا ہاتھ ران پر رکھے، پھر اپنے دائیں اور بائیں جانب یوں سلام کہے: اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔"

شرح (خیل شمس) "سرکش گھوڑا" عرب لوگ "شَمسَ الفَرَسُ" کا لفظ اس وقت بولتے ہیں جب گھوڑا اپنے اوپر سوار نہ ہونے دے، نفرت کرے، بدکے، آواز نکالے اور دم ہلائے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: صحابہ، تابعین اور بعد والے اکثر اہل علم کا خیال ہے کہ دو طرف سلام پھیرا جائے، ایک دائیں طرف اور دوسرا بائیں جانب۔

کچھ علماء کا خیال ہے کہ صرف ایک طرف سلام پھیرا جائے۔ جناب سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی مروی ہے کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ایک سلام پھیرتے، سامنے کی طرف تھوڑا سا دائیں طرف چہرہ موڑ لیتے۔

اس حدیث کی سند میں کلام ہے، سلام پھیرنے والی روایتوں میں زیادہ صحیح دو طرف سلام پھیرنے والی احادیث ہیں۔

فائدہ: صرف ایک طرف سلام پھیرنا بھی درست ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ وتر میں ایک ہی سلام پر اکتفا کیا۔ (صحیح مسلم: ۷۴۶) (م،م)

(٧٠٠)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ أَبُو الْجَمَاهِرِ، نَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ سَمُرَةَ، قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَرُدَّ عَلَى الإِمَامِ، وَأَنْ نَتَحَابَّ، وَأَنْ يُسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ۔

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا: کہ امام کو (اس کے سلام کا) جواب دیں، اور یہ کہ آپس میں محبت رکھیں اور ایک دوسرے کو سلام کیا کریں۔

فائدہ: ''امام کو سلام کا جواب دیں'' کا مطلب ہے کہ مقتدی سلام پھیرتے وقت امام کو سلام کا جواب دینے کی نیت کریں، لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے جس سے کسی حکم کا اثبات نہیں ہو سکتا، تاہم حدیث کے اگلے حصے میں مذکورہ دونوں باتیں صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ (ع،س)

(٧٠١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ الْقُهُسْتَانِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ، نَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، نَا الأَوْزَاعِيُّ، عَنْ قُرَّةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: حَذْفُ السَّلَامِ سُنَّةٌ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سلام کو لمبا کیے بغیر کہنا سنت ہے۔''

شرح: امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کہا کہ سلام کو بہت زیادہ کھینچ کر (لمبا کر کے) نہ کہے۔

فائدہ: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ سلام کے الفاظ کو لمبا کر کے ادا نہ کیا جائے، بلکہ امام کو چاہیے کہ وہ مناسب جلدی کے ساتھ سلام کہہ دے۔ اہل علم نے اسی صورت کو مستحب سمجھا ہے۔ (م،م)

(114)......بَابُ الْإِنْصِرَافِ عَنِ الصَّلَاةِ

نماز سے فارغ ہو کر کس طرف منہ کرے؟

(٧٠٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالَا: أَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنِ الأَسْوَدِ......

---

(٧٠٠) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ١٠٠١، وابن ماجه: ٩٢٢

(٧٠١) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ١٠٠٤، والترمذي: ٢٩٧

(٧٠٢) أخرجه البخاري: ٨٥٢، و مسلم: ٧٠٧

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: لا يَجْعَلَنَّ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ مِنْ صَلاتِهِ جُزْءًا يَرَى أَنَّ حَتْمًا عَلَيْهِ أَنْ لا يَنْفَتِلَ إِلا عَنْ يَمِينِهِ، فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مَا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهِ۔

جناب اسود بن یزید بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: کوئی آدمی ہرگز اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ بنائے اس طرح کہ دائیں طرف ہی لوٹنا اپنے اوپر ضروری قرار دے، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر بائیں طرف سے مڑتے دیکھا ہے۔

شرح: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: كَانَ أَكْثَرَ انْصِرَافِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلاتِهِ عَلَى شِقِّهِ الأَيْسَرِ إِلَى حُجْرَتِهِ۔...... سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: اکثر وبیشتر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کر (مقتدیوں کی جانب منہ) بائیں طرف سے کرتے، اپنے حجرے کی جانب (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مسجد نبوی کے بائیں جانب تھا)۔(صحیح، مسند احمد: ٤٣٨٣)

(٧٠٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا قُتَيْبَةُ، نَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ......

عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَا فَيَنْصَرِفُ عَنْ جَانِبَيْهِ جَمِيعًا، عَلَى يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ۔

سیدنا ہلب طائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھاتے تھے تو دونوں طرف سے پھرتے تھے۔ دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے۔

شرح: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دائیں طرف سے بھی گھوم کر مقتدیوں کی طرف منہ کرتے اور بائیں طرف سے بھی۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نماز پڑھا کر دائیں طرف سے بھی گھومتے اور بائیں طرف سے بھی۔ اور اس شخص کو ڈانٹتے جو صرف دائیں طرف سے ہی گھومتا ہے۔(صحیح بخاری معلقا)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جیسے آپ کو پسند ہو گھوم جایئے، دائیں طرف خواہ بائیں طرف۔

(مؤطا امام مالك: ٤٠٩)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انھوں نے کہا: اگر امام کو ضرورت دائیں طرف مڑنے کی ہو تو دائیں طرف مڑ جائے اور اگر بائیں طرف کی ہو تو بائیں طرف گھوم جائے۔(رواہ الترمذی معلقا بعد الحدیث: ٣٠١)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر کسی طرف کوئی ضرورت وحاجت درپیش ہو تو اسی سمت منہ کر لیا جائے۔ اگر ایسا نہ ہو

---

(٧٠٣) حسن صحيح ......أخرجه الترمذی: ٣٠١، وابوداود: ١٠٤١، وابن ماجه: ٩٢٩

تو جس طرف دل چاہے منہ پھیر لیا جائے۔ نماز سے فارغ ہو کر امام کا قبلے سے رخ پھیر کر مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مسنون ہے اس مقصد کے لئے دونوں طرف منہ کرنا درست ہے مگر دائیں طرف افضل و اولیٰ ہے کیونکہ نبی ﷺ دائیں طرف کو پسند کرتے تھے۔ اگر مسجد سے نکلنا مقصود ہو تو دائیں طرف سے مڑ کر مقتدیوں کی جانب منہ کر کے بیٹھا جائے کیونکہ مندرجہ ذیل حدیث میں اسی بات کا تذکرہ ہے۔

(٧٠٤)۔ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، نَا أَبُو كُرَيْبٍ، نَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ ابْنِ الْبَرَاءِ......

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ، يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، قَالَ: فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ، أَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ۔))

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو پسند کرتے کہ آپ کی دائیں جانب کھڑے ہوں کہ آپ (بعد از سلام) ہماری طرف رخ کریں گے۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے آپ کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا: اے میرے رب! مجھے اس دن کے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔ یا۔ جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا۔

شرح: ابن براء: ان کا پورا نام ربیع بن البراء بن عازب ہے۔

وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً، أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ۔...... سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو ہماری جانب اپنا چہرہ انور کر لیتے۔ (صحیح بخاری: ٨٤٥، ١١٤٣)

(٧٠٥)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُسَدَّدٌ، نَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ انْحَرَفَ۔

جناب براء بن یزید بن اسود اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو (دیکھا کہ) آپ جب نماز سے فارغ ہوتے تو قبلے کی

(٧٠٤) أخرجه مسلم: ٧٠٩

(٧٠٥) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٦١٤، والنسائي: ١٣٣٤

طرف سے (مقتدیوں کی طرف) پھر جایا کرتے تھے۔

شرح: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ لَا يَتَطَوَّعُ الْإِمَامُ فِي مَكَانِهِ وَلَمْ يَصِحَّ۔ ...... امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ''امام اپنی (فرض پڑھنے کی) جگہ پر نفل نہ پڑھے'' اور یہ صحیح نہیں ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (نفل) اسی جگہ پڑھتے تھے جس جگہ فرض پڑھتے اور قاسم بن محمد بن ابی بکر نے بھی اسی طرح کیا ہے۔ (صحیح بخاری: ۸٤۸)

عطاء خراسانی سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امام نے جس جگہ نماز پڑھائی اسی جگہ (سنت یا نفل) نہ پڑھے حتیٰ کہ وہاں سے ہٹ جائے۔'' (صحیح، ابوداود: ۶۱۶، ابن ماجہ: ۱۴۲۸)

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے کہ عطاء خراسانی نے مغیرہ بن شعبہ کو نہیں پایا۔

(٧٠٦)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، نَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ لَيْثٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ، أَوْ عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم اس بات سے عاجز ہو کہ (فرضوں کے بعد) آگے، پیچھے یا دائیں بائیں ہو جاؤ (یعنی نفل پڑھنے کے لئے)۔''

فائدہ: جس جگہ فرض پڑھے ہوں، نفل پڑھنے کے لئے وہاں سے کسی قدر جگہ بدل لینی چاہیے۔ دیگر روایات سے بھی اس کا اثبات ہوتا ہے اور علماء کا اصول ہے کہ وہ شریعت کے ایک مقام کو دوسرے مقام پر پیش کر کے شریعت کی اصل کو پہچان لیتے ہیں۔ صحیح مسلم میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''جب تم جمعہ پڑھ لو تو اس کے بعد اسے دوسری نماز سے مت ملاؤ، حتیٰ کہ بات کر لو یا وہاں سے نکل جاؤ۔'' اسی روایت میں آگے یہ بھی ہے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ ہم کسی نماز کو کسی نماز کے ساتھ نہ ملائیں، حتیٰ کہ گفتگو کر لیں یا اس جگہ سے نکل جائیں۔'' اس حدیث کے الفاظ میں عموم ہے جس سے مسئلہ زیر بحث کے لئے استدلال کرنا صحیح ہے۔

(صحیح مسلم: ٨٨٣)

حکمت اس میں یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ جگہوں پر سجدہ ثبت ہو۔ یہ مقامات قیامت کے روز گواہی دیں گے۔ مگر

(٧٠٦) هذا حديث صحيح ......أخرجه ابوداود: ١٠٠٦، وابن ماجه: ١٤٢٧

آگے، پیچھے یا دائیں بائیں ہوتے ہوئے نمازیوں کے آگے سے گزرنے سے بچا جائے۔ ہمارے خیال کے مطابق حدیث کے الفاظ ''گفتگو کر لیں'' سے مراد عام گفتگو کے بجائے ذکر الٰہی مراد لینا زیادہ ٹھیک ہے، یعنی فرض کے بعد فوراً نفل پڑھنا شروع نہ کر دیں جیسا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو ایسا کرتے دیکھا اور منع کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے خطاب کے بیٹے! اللہ نے تجھے درست بات کی توفیق بخشی ہے۔'' (ع،س)

(115)......بابُ الرجل يَنْصَرِفُ قَبْلَ الإمَامِ

امام سے پہلے اٹھ کر جانے کا مسئلہ

(٧٠٧)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ ، نَا أَبُو دَاوُدَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاءِ ، أَنَا حَفْصُ بْنُ بُغَيْلٍ ، نَا زَائِدَةُ ، عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ......

عَنْ أَنَسٍ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَضَّهُمْ عَلَى الصَّلاةِ ، وَنَهَاهُمْ أَنْ يَنْصَرِفُوا قَبْلَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلاةِ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو نماز کی ترغیب دی اور انھیں منع فرمایا کہ آپ کے اٹھ کر جانے سے پہلے اٹھیں۔

فائدہ: سلام کے بعد اگرچہ اٹھنا جائز ہے مگر چونکہ اس دور میں صحابیات بھی نماز میں حاضر ہوا کرتی تھیں، اس لئے ہدایت فرمائی کہ مرد کچھ دیر انتظار کر لیں تا کہ خواتین پہلے مسجد سے نکل جائیں، نیز راستے میں اختلاط نہ ہو، نیز یہ بھی کہ سلام کے بعد مسنون اذکار سے غفلت نہ کریں۔ آج کل مساجد میں سلام کے بعد جھٹ سے اٹھ جانے کے ساتھ جو افراتفری پیدا ہو جاتی ہے، بالخصوص ان مساجد میں جو بازار اور مارکیٹ میں ہوتی ہیں اس سے حد درجہ تشویش ناک صورت حال پیدا ہو جاتی ہے، سنتیں پڑھنے والوں کے لئے مصیبت کھڑی ہو جاتی ہے، گزرنے والوں کا تانتا بندھ جاتا ہے جس سے مسجد کا تقدس اور نمازیوں کا سکون غارت ہو کر رہ جاتا ہے، ذکر وفکر کی کیفیت باقی نہیں رہتی۔ ائمہ مساجد کو اس طرف بھرپور توجہ دلانی چاہیے اور عوام الناس کو بھی مجتنب رہنا چاہیے۔ فَإِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى۔ (ع، س)

(116)......بابُ مَكْثِ الإمَامِ بِالْمُصَلَّى حَتَّى يَنْصَرِفَ النِّسَاءُ

سلام کے بعد امام کا عورتوں کے چلے جانے تک جائے نماز پر ٹھہرے رہنا

(٧٠٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ، أَنَا الرَّبِيعُ ، أَنَا الشَّافِعِيُّ ، أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ

(٧٠٧) هذا حديث صحيح ......أخرجه ابو داود: ٦٢٤

(٧٠٨) أخرجه البخاري: ٨٣٧ ، ٨٦٦

سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ......

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ: مِنْ صَلاتِهِ، قَامَ النِّسَاءُ حِينَ يَقْضِي تَسْلِيمَهُ، وَمَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَكَانِهِ يَسِيرًا، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَنَرَى مَكْثَهُ ذٰلِكَ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ، لِكَيْ يَنْفُذَ النِّسَاءُ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُنَّ مَنِ انْصَرَفَ مِنَ الْقَوْمِ۔ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ، أَخْرَجَهُ مُحَمَّدٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَالَ: وَثَبَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ صَلَّى مَعَهُ مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللَّهُ، فَإِذَا قَامَ رَسُولُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ الرِّجَالُ۔

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو عورتیں سلام پھیرنے کے فوراً بعد (باہر جانے کے لئے) اٹھ جاتی تھیں جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے تھے۔ ابن شہاب نے کہا: اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ آپ اس لئے ٹھہرتے تھے تاکہ عورتیں پہلے چلی جائیں اور نماز سے فارغ ہونے والے مرد انھیں نہ پا سکیں۔ امام زہری رحمہ اللہ نے یہ بھی کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مرد نماز کے بعد اپنی جگہ بیٹھے رہتے جب تک اللہ کو منظور ہوتا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے تو دوسرے مرد بھی کھڑے ہو جاتے۔

(117)......بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْجُلُوْسِ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ

نماز فجر کے بعد مسجد میں بیٹھنا مستحب ہے

(٧٠٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، نَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ، جَلَسَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَقَالَ: كَانُوا يَجْلِسُونَ فَيَتَحَدَّثُونَ وَيَأْخُذُونَ فِي أَمْرِ

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھنے کے بعد سورج نکلنے تک اپنی جگہ بیٹھے رہتے اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی بیٹھتے، مختلف باتیں کرتے، کفر کے زمانے کی باتیں کر کے ہنستے رہتے

(٧٠٩) أخرجه مسلم: ٦٧٠

الْجَاهِلِيَّةِ، فَيَضْحَكُونَ، وَيَبْتَسِمُ مَعَهُمْ إِذَا ضَحِكُوا، يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اور نبی ﷺ بھی ان کے ساتھ مسکراتے رہتے تھے۔

(٧١٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ الْبَصْرِيُّ، نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، نَا أَبُو ظِلَالٍ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ، ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللَّهَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ)) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَامَّةٍ، تَامَّةٍ، تَامَّةٍ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے صبح کی نماز باجماعت ادا کی، پھر بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہا حتیٰ کہ سورج چڑھ آیا، پھر دو رکعتیں ادا کیں، اسے ایک حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پورے حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا، پورے حج وعمرہ کا ثواب ملے گا، پورے حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا۔''

(٧١١)۔ حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، نَا أَبُو بَكْرِ بْنُ مُكْرَمٍ، نَا عُبَيْدُ اللَّهِ الْقَوَارِيرِيُّ، نَا بِشْرُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ لَمْ يَبْرَحْ مِنْ مَجْلِسِهِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز ادا فرما لیتے تو اپنی جگہ پر تشریف فرما رہتے تا آنکہ سورج خوب نکل آتا۔ جناب علقمہ بن قیس کہتے ہیں: ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ نماز صبح کے بعد عالم آدمی کے سونے کی وجہ سے زمین اللہ تعالیٰ سے چیخ چیخ کر شکوہ کرتی ہے۔

(118)......بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

نماز کے بعد ذکر الٰہی کرنا

(٧١٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَالُ، حَدَّثَنَا

(٧١٠) هذا حديث حسن ......أخرجه الترمذي: ٥٨٦

(٧١١) أخرجه مسلم: ٦٧٠

(٧١٢) أخرجه البخاري: ٨٤٢، و مسلم: ٥٨٣

أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ أَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيرِ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز ختم ہونے کو تکبیر کی وجہ سے سمجھ جاتا تھا۔

(٧١٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ يُوسُفَ الْجُوَيْنِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ شَرِيكٍ الشَّافِعِيُّ الْخداشاهي، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ أَبُو بَكْرٍ الْجُورَبَذِيُّ، نَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ، عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ: مِنَ الصَّلاةِ لَمْ يَقْعُدْ إِلا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلامُ، وَمِنْكَ السَّلامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلالِ وَالإِكْرَامِ۔))

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے سلام پھیرتے تو صرف اس قدر بیٹھتے کہ یہ دعا پڑھتے: ”اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلامُ وَمِنْكَ السَّلامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلالِ وَالإِكْرَامِ“ (اے اللہ! تو سب عیوب سے پاک ہے، اور تجھ ہی سے سلامتی و بقا ہے (یعنی تمام عالم کی) اے بزرگی اور عزت والے! تو بڑی برکت والا ہے۔)

(٧١٤)۔ أَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، نَا الأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِي شَدَّادٌ أَبُو عَمَّارٍ، حَدَّثَنِي أَبُو أَسْمَاءَ الرَّحَبِيُّ......

قَالَ: حَدَّثَنِي ثَوْبَانُ، مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ (مولیٰ رسول اللہ ﷺ) بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو

(٧١٣) أخرجه مسلم: ٥٩٢

(٧١٤) أخرجه مسلم: ٥٩١

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ مِنْ صَلاتِهِ، اسْتَغْفَرَ ثَلاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: ((أَنْتَ السَّلامُ، وَمِنْكَ السَّلامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلالِ وَالإِكْرَامِ۔))

تین بار استغفار کرتے اور کہتے: ''اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلامُ وَمِنْكَ السَّلامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلالِ وَالإِكْرَامِ'' (اے اللہ! تو سب عیبوں سے پاک ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے، اے بزرگی اور عزت والے! تو بڑی برکت والا ہے۔)

شرح ابو عمار کا نام شداد بن عبداللہ ہے۔

(٧١٥)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّاوُدِيُّ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى الصَّلْتُ، نَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْهَاشِمِيُّ، نَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطٍ، نَا أَبِي، نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ ح وَأَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، نَا السَّيِّدُ أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْعَلَوِيُّ، نَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ دِلُّوَيْهِ الدَّقَّاقُ، نَا أَبُو الأَزْهَرِ السُّلَيْطِيُّ، نَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الْوَرَّادِ......

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاةٍ: ((لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ لا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔))

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے: لا إِلٰـــــه إلا اللّٰـه . . . الجدُّ) ''اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے اور تمام تعریف اسی کے لئے ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! جسے تو دے اس سے روکنے والا کوئی نہیں اور جسے تو نہ دے اسے دینے والا کوئی نہیں اور کسی مالدار کو اس کا مال دولت تیری بارگاہ میں کوئی نفع نہ پہنچا سکے گا۔''

شرح (ولا ينفع ذا الجد منك الجدُّ) ''اور کسی شان والے کو اس کی شان تیرے ہاں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔'' لفظ ''الجدّ'' کو جیم کے فتحہ کے ساتھ پڑھا جائے تو معنی ہے ''مالدار، کشائش رزق، شان وشوکت'' مراد ہے کہ کسی کی مالداری اسے تیری بارگاہ میں کوئی نفع نہ پہنچا سکے گی اس کو فائدہ اعمال صالحہ اور اطاعت وفرمانبرداری ہی سے ہوگا یہ معنی قرآن مجید کی اس آیت کے مطابق ہے: ﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ﴾.... ''جس دن کہ مال اور اولاد کچھ

(٧١٥) أخرجه البخاري: ٨٤٤، و مسلم: ٥٩٣

کام نہ آئے گی'' (سورۂ شعراء:۸۸)

ابوعمرو نے کہا: بعض علماء کا خیال ہے کہ دعا میں آنے والا یہ لفظ ''جیم'' کے کسرہ کے ساتھ ہے، یعنی (الجِدّ) ''کام کرنے میں خوب محنت وکوشش کرنا'' حدیث کے لفظ کا یہ مفہوم درست نہیں۔ یہ معنی قرآن مجید میں وارد اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہے، مولیٰ کریم تو مومنوں سے کہہ رہے ہیں: ﴿وَاعْمَلُوْا صَالِحًا﴾ ''اور نیک عمل کرو'' (سورۂ مومنون:۵۱)

اس آیت مبارکہ میں اللہ جل شانہ نے عمل صالح پہ ابھارا ہے اور خوب محنت وکوشش کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ قرآن مجید میں تو اعمال صالحہ بجا لانے پہ اکسایا اور شوق دلایا جائے پھر کہا جائے کہ ان کا کچھ فائدہ نہیں۔

(٧١٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ......

عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلاتِهِ يَقُولُ بِصَوْتِهِ الأَعْلَى: ((لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ، وَلا نَعْبُدُ إِلا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ، وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔))

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا سلام پھیرنے کے بعد بلند آواز سے پڑھتے: لا إله إلا اللّٰه وحدهٗ . . . الْكَافِرُوْنَ ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، نہ بچنے کی طاقت نہ کچھ کرنے کی قدرت ہے مگر اللہ کی مدد کے ساتھ، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے سوا ہم کسی کی عبادت نہیں کرتے، اسی کے لئے نعمت ہے اور اسی کے لئے فضل ہے اور اسی کے لئے اچھی تعریف ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہم اپنی بندگی اسی کے لئے خاص کرنے والے ہیں خواہ کافروں کو برا ہی لگے۔''

(٧١٦) أخرجه مسلم: ٥٩٤

(٧١٧)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّفَّارُ الأَصْبَهَانِيُّ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبِ بْنِ حَرْبٍ التَّمْتَامُ الضَّبِّيُّ، حَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ، نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، نَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلَا وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ، صَحِبُوكَ كَمَا صَحِبْنَا، وَيَجِدُونَ أَمْوَالًا يُنْفِقُونَهَا وَلَا نَجِدُهَا، قَالَ: ((أَفَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ أَدْرَكْتُمْ بِهِ مَنْ قَبْلَكُمْ إِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ مَا تَقُولُونَ، تُسَبِّحُونَ، وَتُكَبِّرُونَ، وَتَحْمَدُونَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ۔)) قَالَ سُهَيْلٌ: إِحْدَى عَشْرَةَ، فَجَمِيعُ ذَلِكَ كُلُّهُ ثَلَاثَةٌ وَثَلَاثُونَ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نادار مفلس لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: امیر اور مالدار لوگ بلند درجات اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں حاصل کر چکے حالانکہ جس طرح ہم آپ کے ساتھ رہتے ہیں، وہ بھی آپ کے ساتھ رہتے ہیں لیکن ان کے پاس مال و دولت ہے جسے وہ خرچ کرتے ہیں اور ہم وہ نہیں پاتے، آپ نے فرمایا: ”میں تمھیں ایک ایسا عمل بتاتا ہوں اگر تم اس کو (پابندی) سے کرو گے تو جو لوگ تم سے آگے بڑھ چکے ہیں انھیں تم پالو گے اور تمھارے مرتبے تک کوئی نہیں پہنچ سکتا سوائے ان کے جو یہی عمل شروع کر دیں۔ نماز کے بعد تینتیس تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا کرو۔ سہیل راوی نے کہا: گیارہ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ گیارہ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور گیارہ مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہو، یہ کل تینتیس بار ہو جائیں گے۔

شرح: (الدُّثور) ”کثیر مال“ الدَّثر واحد ہے۔

(٧١٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ طَاهِرُ بْنُ الْحُسَيْنِ الرَّوْقِيُّ الطُّوسِيُّ بِهَا، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَيُّوبَ، أَنَا مُسَدَّدٌ، نَا خَالِدٌ، نَا سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(٧١٧) أخرجه البخاري: ٨٤٣، و مسلم: ٥٩٥

(٧١٨) أخرجه مسلم: ٥٩٧

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ سَبَّحَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاةٍ ثَلاثًا وَثَلاثِينَ، وَكَبَّرَ ثَلاثًا وَثَلاثِينَ، وَحَمِدَ اللَّهَ ثَلاثًا وَثَلاثِينَ، فَذَلِكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ، ثُمَّ قَالَ تَمَامَ الْمَائَةِ: لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، غُفِرَتْ خَطَايَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.))

نے فرمایا: ''جس آدمی نے ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھا اور تینتیس مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَر پڑھا اور تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰه پڑھا، یہ کل ننانوے کلمات ہو گئے پھر اس نے سو کا عدد پورا کرنے کے لئے لا إِلٰـه إلا اللّٰـه وَحدَهٗ لا شريك لهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَ هو على كل شيءٍ قدير ''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔'' اس کی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

شرح: اس حدیث کی صحیح مسلم میں آنے والی سند کے ایک راوی ابو عبید المذحجی ہیں، یاد رہے کہ ''مَذْحِج'' میم کے فتحہ کے ساتھ پڑھنا ہے اور یہ یمن کا ایک قبیلہ ہے۔

(۷۱۹)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ شَهِيدٍ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالا: نَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، وَعِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَاءَ الْفُقَرَاءُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ الأَغْنِيَاءَ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَلَهُم أَمْوَالٌ يُعْتِقُونَ وَيَتَصَدَّقُونَ؟ قَالَ: ((فَإِذَا صَلَّيْتُمْ، فَقُولُوا: سُبْحَانَ اللَّهِ ثَلاثًا وَثَلاثِينَ مَرَّةً، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ ثَلاثًا وَثَلاثِينَ مَرَّةً، وَاللَّهُ أَكْبَرُ أَرْبَعًا وَثَلاثِينَ مَرَّةً، وَلا إِلَهَ إِلا اللَّهُ عَشْرَ مَرَّاتٍ، فَإِنَّكُمْ تُدْرِكُونَ بِهِ مَنْ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نادار اور فقیر لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! امیر و رئیس لوگ نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں اور جیسے ہم روزے رکھتے ہیں وہ بھی رکھتے ہیں اور ان کے پاس مال و دولت ہے جس کی وجہ سے وہ غلام آزاد کرتے ہیں اور صدقے دیتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''جب تم نماز پڑھ لو تو کہو: تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہو اور تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہو اور تینتیس مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہو اور دس مرتبہ لا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو۔ تم اس

(۷۱۹) ضعيف الاسناد، والتهليل عشرا فيه منكر ......أخرجه الترمذى: ٤١٠، وانظر الحديث السابق والحديث الآتى

سَبَقَكُمْ، وَلا يَسْبِقُكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ۔))

عمل کے ذریعے سے ان لوگوں کو پا لو گے جو تم سے آگے بڑھ گئے اور تمھارے مرتبے تک بعد والوں میں کوئی نہیں پہنچ سکتا۔"

(۷۲۰)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَنَا إِسْحَاقُ، أَنَا يَزِيدُ، أَنَا وَرْقَاءُ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالدَّرَجَاتِ وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ، قَالَ: ((كَيْفَ ذَاكَ؟))، قَالُوا: صَلَّوْا كَمَا صَلَّيْنَا، وَجَاهَدُوا كَمَا جَاهَدْنَا، وَأَنْفَقُوا مِنْ فُضُولِ أَمْوَالِهِمْ، وَلَيْسَتْ لَنَا أَمْوَالٌ، قَالَ: ((أَفَلا أُخْبِرُكُمْ بِأَمْرٍ تُدْرِكُونَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَتَسْبِقُونَ مَنْ جَاءَ بَعْدَكُمْ، وَلا يَأْتِي أَحَدٌ بِمِثْلِ مَا جِئْتُمْ بِهِ إِلا مَنْ جَاءَ بِمِثْلِهِ؟، تُسَبِّحُونَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاةٍ عَشْرًا، وَتَحْمَدُونَ عَشْرًا، وَتُكَبِّرُونَ عَشْرًا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (نادار) صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! مال و دولت والے لوگ درجات اور ہمیشہ رہنے والی جنت حاصل کر چکے، آپ نے فرمایا: وہ کیسے؟ انھوں نے کہا: جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں، اور جس طرح ہم جہاد کرتے ہیں وہ بھی جہاد کرتے ہیں، اور اس کے ساتھ وہ اپنا زائد مال بھی (اللہ کے راستے میں) خرچ کرتے ہیں اور ہمارے پاس مال نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمھیں ایک ایسا عمل نہ بتلاؤں جس سے تم اپنے آگے کے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ اور اپنے پیچھے آنے والوں سے آگے نکل جاؤ اور کوئی شخص اتنا ثواب نہ حاصل کر سکے جتنا تم نے کیا ہو، سوائے اس صورت کے کہ وہ بھی وہی عمل کرے جو تم کرو گے (اور وہ عمل یہ ہے) کہ ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھا کرو، دس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھا کرو اور دس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھا کرو۔"

(۷۲۱)۔ أَنَا طَاهِرُ بْنُ الْحُسَيْنِ الرَّوْقِيُّ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ بْنُ يَعْقُوبَ، أَنَا أَبُو النَّضْرِ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ الْفَقِيهُ، نَا الْفَضْلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، نَا مَالِكُ بْنُ سُلَيْمَانَ، أَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى......

(۷۲۰) أخرجه البخاري: ٦٣٢٩

(۷۲۱) أخرجه مسلم: ٥٩٦

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مُعَقِّبَاتٌ لا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ، أَوْ فَاعِلُهُنَّ: ثَلاثٌ وَثَلاثُونَ تَسْبِيحَةً، وَثَلاثٌ وَثَلاثُونَ تَحْمِيدَةً، وَأَرْبَعٌ وَثَلاثُونَ تَكْبِيرَةً فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاةٍ۔))

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز کے بعد کچھ ایسی دعائیں پڑھنے کے لائق ہیں کہ ان کا پڑھنے والا یا ان کے بجالانے والا ہر فرض نماز کے بعد کبھی ثواب سے یا بلند درجات سے محروم نہیں ہوتا۔ تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰهِ، تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور چونتیس بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا۔''

شرح: (مُعَقِّبات) اس سے مراد مذکورہ بالا تسبیحات ہیں، ان کو معقبات اس لئے کہا گیا ہے کہ ان کو بار بار پڑھا جاتا ہے، ''تعقیب'' کا معنی ایک کام کو کر لینے کے بعد دوبارہ کرنے کے ہیں ارشاد الٰہی میں یہی معنی پائے جاتے ہیں: ﴿وَلَّى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ﴾.... ''موسیٰ علیہ السلام پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پلٹ کر بھی نہ دیکھا'' (سورۂ نمل: ١٠)

شمر لغوی نے کہا: ہر پلٹنے والی چیز کو مُعَقِّب کہا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿لَهٗ مُعَقِّبَاتٌ﴾ ''اس کے پہرے دار انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں'' میں یہ معنی موجود ہیں یعنی انسان کی حفاظت کے لئے فرشتے مقرر ہیں جو باری باری ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں، دن کے فرشتے جاتے ہیں تو شام کے آجاتے ہیں، شام کے جاتے ہیں تو دن کے آجاتے ہیں۔ مُعَقِّبَة کی جمع مُعَقّبات ہے۔

صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں کو یہ کلمات سکھلاتے تھے، جیسے استاد بچوں کو یاد کرواتا ہے اور کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعے سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔)) ''اے اللہ! بزدلی سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں، اور بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ عمر کے سب سے ذلیل حصے میں پہنچا دیا جاؤں اور تیری پناہ مانگتا ہوں میں دنیا کے فتنوں سے اور قبر کے عذاب سے۔'' (صحیح بخاری: ٢٨٢٢)

(119)......بَابُ تَحْرِيمِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں گفتگو کرنا حرام ہے

(٧٢٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ

(٧٢٢) أخرجه البخاري: ١٢٠٠، ٤٥٣٤، و مسلم: ٥٣٩

شُبَيْلٍ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: كُنَّا نَتَكَلَّمُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ، يُكَلِّمُ الرَّجُلُ مِنَّا صَاحِبَهُ إِلَى جَنْبِهِ، حَتَّى نَزَلَتْ ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ (الْبَقَرَة: ٢٣٨) فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ، وَنُهِينَا عَنِ الْكَلَامِ.

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پہلے ہم نماز پڑھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بات بھی کر لیا کرتے تھے۔کوئی بھی شخص اپنے دوسرے بھائی سے بات کر لیتا تھا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ ''اور اللہ کے سامنے فرمانبرداری کی طرح خاموش ہو کر کھڑے ہوا کرو'' اس آیت کے ذریعے سے ہمیں نماز میں چپ رہنے کا حکم دیا گیا، اور باتیں کرنے سے روک دیا گیا۔

شرح: لفظ قنوت کے تین معانی ہیں: (۱) نماز پڑھنا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں ہے: ﴿اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَائِمًا﴾.... ''بھلا جو شخص راتوں کے اوقات سجدے اور قیام کی حالت میں (نماز اور عبادت میں) گزارتا ہو''

(۲) ''لمبا قیام کرنا'' جیسا کہ حدیث مبارکہ میں مذکور ہے: ((اَفْضَلُ الصَّلَاةِ طُولُ الْقُنُوتِ)) ''افضل نماز وہ ہے جس میں طویل قیام کیا جائے۔''

(۳) ''اطاعت وفرمانبرداری'' جیسا کہ فرمان الٰہی میں ہے: ﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ ''اور اللہ کے سامنے خاموش کھڑے ہوا کرو۔''

ان تین معانی کے علاوہ ایک معنیٰ ''ذکر کرنے والا'' بھی کیا گیا ہے۔خاموش رہنا تو قنوت کی کوئی معنی خیز تفسیر نہیں ہے، خاموش رہ کر بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔دراصل مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ نماز میں دنیاوی بات چیت نہ کریں اور خشوع وخضوع کے ساتھ یاد الٰہی میں منہمک رہیں۔امام خطابی نے کہا: آیت میں قنوت سے نماز میں خاموش رہنا مراد ہے۔

(۷۲۳)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالَا: أَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَّالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم

(۷۲۳) حسن صحیح ......أخرجه ابوداود: ٩٢٤، والنسائي: ١٢٢١، وابن ماجه: ١٠١٩

وَهُوَ فِي الصَّلاةِ قَبْلَ أَنْ نَأْتِيَ أَرْضَ الْحَبَشَةِ، فَيَرُدُّ عَلَيْنَا وَهُوَ فِي الصَّلاةِ، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ، أَتَيْتُهُ لأُسَلِّمَ عَلَيْهِ، فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، فَأَخَذَنِي مَا قَرُبَ وَمَا بَعُدَ، فَجَلَسْتُ حَتَّى إِذَا قَضَى صَلاتَهُ أَتَيْتُهُ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ، وَإِنَّ مِمَّا أَحْدَثَ اللَّهُ أَنْ لا تَكَلَّمُوا فِي الصَّلاةِ۔)) وَيُرْوَى: فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلامَ.

رسول اللہ ﷺ کو سلام کہتے تھے جبکہ آپ نماز میں ہوتے تو آپ ہمیں سلام کا جواب دیتے، یہ حبشہ جانے سے پہلے کی بات ہے۔ پس جب ہم حبشہ کے علاقے سے آئے تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تاکہ سلام کر سکوں، میں نے آپ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا، میں نے آپ کو سلام کیا، لیکن آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ اس سے مجھے بہت غم لاحق ہوا اور دور نزدیک کے اندیشوں نے آلیا۔ میں بیٹھ گیا، جب آپ نے نماز مکمل کر لی تو میں آپ کے پاس آیا، آپ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل اپنے احکام میں جو چاہتا ہے تبدیلی کرتا ہے۔ اس نے اب یہ حکم دیا ہے کہ نماز کے دوران میں بات چیت نہ کیا کرو۔'' اور ایک روایت میں ہے: تب آپ نے میرے سلام کا جواب دیا۔

شرح ''شرح السنۃ'' کی اِس روایت میں الفاظ (ما قَرُبَ وَمَا بَعُدَ) کے الفاظ ہیں جبکہ سنن ابوداود کی روایت میں (مَا قَدُمَ وَ مَا حَدُثَ) کے لفظ آئے ہیں۔ اہلِ عرب یہ الفاظ اس وقت بولتے ہیں جب ایک شخص انتہائی پریشان، بہت بوکھلایا ہوا اور غم و اندوہ سے دوچار ہو اور کسی معاملے سے حد درجہ قلق و اضطراب محسوس کر رہا ہو۔ اسی کیفیت میں عرب ایک اور جملہ بھی بولا کرتے ہیں: اخذه المُقِيم والمُقْعِدُ۔ اس کو دور پرے کے اندیشے اور قرب و جوار کے وساوس دامن گیر ہو لئے۔ امام خطابی کہتے ہیں: اس قسم کے الفاظ کا مطلب فقط پریشانی اور حزن و ملال کا لاحق ہونا ہے۔ یعنی ذہن کبھی اندیشہ ہائے دور دراز کی طرف ملتفت ہوتا ہے اور کبھی غم ہائے جدیدہ کی طرف عنان توجہ مڑ جاتی ہے کہ ناراضی کی فلاں وجہ ہوسکتی ہے اگر وہ نہیں تو پھر یہ ضرور ہے وغیرہ وغیرہ۔

(٧٢٤)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِيُّ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْحَاقَ الْقَاضِي الزُّهْرِيُّ، نَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ هُرَيْمٍ وَهُوَ ابْنُ سُفْيَانَ الْبَجَلِيُّ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ......

(٧٢٤) أخرجه البخاري: ١١٩٩، و مسلم: ٥٣٨

عَـنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنْتُ أُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللَّـهِ صَلَّى اللَّـهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلاةِ، فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا، فَلَمْ يَرُدَّ، فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ: ((إِنَّ فِي الصَّلاةِ لَشُغْلا۔))

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتا تھا اور آپ مجھے جواب دیتے جبکہ آپ نماز میں ہوتے۔ جب ہم نجاشی کے پاس سے واپس آئے اور ہم نے آپ کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جواب نہ دیا، آپ سے اس بارے میں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''نماز میں ایک اور ہی مشغولیت ہے''۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: نماز کے اندر سلام کا جواب دینے کے بارے میں اہل علم کے مابین اختلاف ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بابت مروی ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے وہ سلام کا جواب دیتے اور اس قدر بلند آواز سے کہتے کہ سنا جاتا۔ جابر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ جناب سعید بن مسیّب، حسن بصری اور قتادہ رحمہم اللہ بھی اثنائے نماز میں بآواز بلند سلام کا جواب دینے میں کوئی حرج نہیں جانتے تھے۔ ان بزرگوں کے علاوہ باقی فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ زبان سے سلام کا جواب نہیں دیا جائے گا، اگر کسی نے زبان سے سلام کا جواب دے دیا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی، البتہ وہ ہاتھ کے اشارے سے جواب دے گا۔

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا جبکہ آپ نماز میں تھے۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے انگلی کے اشارے سے جواب دیا۔

فائدہ: زبان سے سلام کا جواب دینا منسوخ ہو گیا ہے مگر اشارے سے جواب دینا جائز اور مسنون ہے جیسا کہ صحیح روایات میں مذکور ہے، دوران نماز میں بات کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ نمازی کو سلام کہنے میں کوئی حرج نہیں البتہ آواز مناسب ہونی چاہیے مگر وہ اشارے سے جواب دے، اشارے کا تذکرہ احادیث صحیحہ میں موجود ہے البتہ کیفیت مذکور نہیں۔ واللہ اعلم۔ (ع،س)

(٧٢٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلانَ، نَا وَكِيعٌ، نَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ......

عَـنِ ابْـنِ عُمَرَ، قَالَ: قُلْتُ لِبِلالٍ: كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِينَ كَـانُـوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الصَّلاةِ؟ قَالَ: كَانَ يُشِيرُ بِيَدِهِ۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم انھیں کس طرح جواب دیتے تھے جبکہ آپ نماز پڑھ رہے ہوتے اور لوگ آپ کو سلام کہتے تھے؟ انھوں نے کہا: اپنے ہاتھ کے اشارے سے۔

(٧٢٥) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٣٦٨

شرح: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: سلام کا جواب اشارے سے دیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: سلام کا جواب آواز اور اشارہ دونوں سے نہیں دیا جائے گا۔ جناب عطاء، نخعی اور سفیان ثوری رحمہم اللہ کا کہنا ہے کہ جب نماز سے فارغ ہو تو سلام کا جواب دے۔

امام خطابی کہتے ہیں: نماز سے فارغ ہو کر سلام کا جواب دینا سنت نبوی سے ثابت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سلام کا جواب نماز مکمل کرنے کے بعد دیا تھا مگر دوران نماز میں اشارے سے جواب دینا بہتر ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: چھینک مارنے والے کا جواب اثنائے نماز میں دینا جائز نہیں۔ جس نے ایسا کیا تو اس کلام سے اس کی نماز باطل ہوگئی، اگر کسی نے بھولے سے نماز میں گفتگو کر ڈالی یا نیا نیا مسلمان ہونے کی بنا پر نماز کے احکام سے نابلد ہے یا دیہات کا رہنے والا ہے اور نماز کے احکام سے ناواقف ہے تو ایسی صورتوں میں اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔

(٧٢٦)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُسَدَّدٌ، نَا يَحْيَى، عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ، فَقُلْتُ: واثُكْلَ أُمَّاهُ، مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ؟ فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ أَيْدِيَهُمْ عَلَى أَفْخَاذِهِمْ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ يُصَمِّتُونَنِي، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَبِي هُوَ وَأُمِّي مَا ضَرَبَنِي، وَلَا كَهَرَنِي، وَلَا سَبَّنِي، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَحِلُّ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ، إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ، وَالتَّكْبِيرُ، وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ))، أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

سیدنا معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، قوم میں سے ایک آدمی نے چھینک ماری، تو میں نے کہا: **یَرْحَمُكَ اللّٰہ** ''اللہ تم پر رحم فرمائے'' اس پر لوگوں نے مجھے تیز نظروں سے دیکھا تو میں نے کہا: افسوس میری ماں کا مجھے گم پانا! تمھیں کیا ہوا ہے کہ مجھے اس طرح دیکھ رہے ہو؟ (اس پر) ان لوگوں نے اپنے ہاتھ اپنی زانوں پر مارنے شروع کر دیئے، تب مجھے معلوم ہوا کہ یہ مجھے خاموش کرا رہے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ لی، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ نے مجھے مارا نہ ڈانٹا، نہ سخت سست، بلکہ فرمایا: ''یہ نماز ہے، اس میں لوگوں کی سی عام بات چیت جائز نہیں ہے۔ اس میں تسبیح ہوتی ہے، تکبیر ہوتی ہے اور قرآن پڑھا

(٧٢٦) أخرجه مسلم: ٥٣٧

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا قَوْمٌ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ، وَقَدْ جَائَنَا اللَّهُ بِالْإِسْلَامِ، وَمِنَّا رِجَالٌ يَأْتُونَ الْكُهَّانَ، قَالَ: فَلَا تَأْتِهِمْ، قَالَ: قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُونَ؟ قَالَ: ((ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ فَلَا يَصُدُّهُمْ))، قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّونَ، قَالَ: ((كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ، فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ،)) قَالَ: قُلْتُ: جَارِيَةٌ لِي كَانَتْ تَرْعَى غُنَيْمَاتٍ قِبَلَ أُحُدٍ وَالْجَوَّانِيَّةِ، إِذِ اطَّلَعْتُ عَلَيْهَا اطِّلَاعَةً، فَإِذَا الذِّئْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْهَا، وَأَنَا مِنْ بَنِي آدَمَ آسَفُ كَمَا يَأْسَفُونَ، لَكِنِّي صَكَكْتُهَا صَكَّةً، فَعَظُمَ ذَاكَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: أَفَلَا أُعْتِقُهَا؟ قَالَ: ((ائْتِنِي بِهَا)) فَجِئْتُ بِهَا، فَقَالَ: ((أَيْنَ اللَّهُ؟)) قَالَتْ: فِي السَّمَاءِ، قَالَ: ((مَنْ أَنَا))، قَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ: ((أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ۔))

جاتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے اسی قسم کی بات فرمائی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم لوگ نئے نئے جاہلیت سے باہر آئے ہیں اور اللہ نے ہمیں اسلام (کی نعمت) سے نوازا ہے تو ہم میں کچھ لوگ ہیں جو کاہنوں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم ان کے پاس نہ جایا کرو۔'' میں نے عرض کیا: ہم میں کچھ لوگ (پرندوں وغیرہ سے) بدفالی لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ ان کے دلوں کے اوہام ہیں یہ چیزیں ان کے لئے رکاوٹ نہیں بنی چاہئیں۔'' میں نے عرض کیا: ہم میں کچھ لوگ ہیں جو لکیریں کھینچتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''سابقہ انبیاء میں سے ایک نبی تھے جو لکیریں کھینچا کرتے تھے، تو جس کی لکیریں ان کے موافق ہوں تو وہ صحیح ہوسکتی ہیں۔'' (لیکن اب یہ جاننا مشکل ہے) میں نے کہا: میری ایک لونڈی ہے جو اُحد اور جوانیہ کے اطراف میں میری کچھ بکریاں چرایا کرتی تھی۔ میں نے ایک بار اس پر چھاپا مارا تو دیکھا کہ بھیڑیا ان میں سے ایک بکری لے گیا ہے اور میں بھی آدم کی اولاد میں سے ہوں، جس طرح انھیں افسوس ہوتا ہے مجھے بھی ہوا تو میں نے اسے تھپڑ دے مارا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو میرے لئے بڑا بھاری اور برا عمل جانا۔ میں نے کہا: کیا میں اسے آزاد کردوں؟ آپ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس لاؤ۔'' چنانچہ میں اسے آپ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ''اللہ کہاں ہے؟'' اس نے کہا: آسمان پر۔ آپ نے فرمایا: ''میں کون ہوں؟'' اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو آزاد کردو، بلاشبہ یہ مومنہ ہے۔''

شرح حدیث ہذا میں مذکور طیرۃ (بدفالی) اور خط کھینچنے کی وضاحت (کتاب الطب والرقی) ''علاج اور دم

کا بیان'' میں آئے گی۔

(مَا كَهَرَنِي) ''مجھے ڈانٹا نہیں'' سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت یوں ہے:﴿فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ﴾ ''پس یتیم کو آپ نہ جھڑکا کریں'' (سورۂ ضحیٰ:۹۷)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث مبارکہ میں اس مسئلہ کی دلیل ہے کہ احکام نماز سے جاہل اور نابلد شخص کی نماز گفتگو کرنے سے باطل نہیں ہوتی، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو احکام نماز بتلائے اور فرمایا کہ نماز میں بات چیت کرنا حرام ہے۔مگر آپ نے اسے نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نیز امام عطاء، امام شعبی، امام اوزاعی، امام مالک اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہم وغیرہ کا خیال ہے کہ نماز کے دوران میں بھول کر اور احکام سے ناواقف آدمی گفتگو کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ نے اس سے بڑھ کر یہ کہا ہے کہ اگر کوئی شخص نماز کی اصلاح کے لئے جان بوجھ کر بھی کلام کرتا ہے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی، مثلاً امام نے بیٹھنا تھا لیکن کھڑا ہو گیا تو کسی نے کہا: ''بیٹھ جائیے'' یا جہاں قراءت مخفی کرنا تھی وہاں اونچی آواز سے پڑھنا شروع کر دیا تو اس کے بارے میں تنبیہ کی۔

امام نخعی، امام حماد بن ابی سلیمان اور اہل الرائے کا قول ہے کہ ناسی (بھول کر) اور جاہل (مسائل نماز سے ناواقف) شخص اگر نماز پڑھتے ہوئے گفتگو کرتا ہے تو دونوں کی نماز باطل ہو جائے گی۔اہل الرائے کا کہنا ہے کہ اگر نمازی بھول کر سلام پھیر دیتا ہے تو اس کی نماز باطل نہ ہو گی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ذوالیدین جس میں سجود سہو کا ذکر ہے ان لوگوں کی دلیل ہے جو بھول کر کلام کر لینے والے کی نماز کو باطل نہیں سمجھتے۔

فائدہ: محترم قارئین! بحث ہٰذا کے متعلق ائمہ کے اقوال آپ نے ملاحظہ کئے اب محاکمہ پیش خدمت ہے۔اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے دوران نماز میں جان بوجھ کر کلام کیا اور وہ اصلاح نماز کا ارادہ نہیں رکھتا تو بلا شبہ اس کی نماز فاسد ہے۔(فتح الباری ۳/ ۹۰، نیل الاوطار ۲/ ۱۵۸)

چند دلائل یہ ہیں:

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں:(إِذَا كُنْتُمْ فِي الصَّلَاةِ فَاقْنُتُوْا وَلَا تَكَلَّمُوْا) ''جب تم نماز میں ہوتے ہو تو فرمانبردار رہو اور کلام نہ کرو۔'' (مسند ابی یعلیٰ ۸/ ۳۸٤)

سنن ابی داود میں ایک روایت ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے:(إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحْدَثَ أَلَّا تَكَلَّمُوْا فِي الصَّلَاةِ) ''بے شک اللہ تعالیٰ نے نیا حکم یہ دیا ہے کہ دوران نماز کلام مت کرو۔'' (حسن صحیح، ابو داود: ۹۲٤)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم عہد رسالت میں دوران نماز میں ایک دوسرے سے بات چیت کر لیتے

تھے اور اپنی ضرورت وحاجت ایک دوسرے سے بیان کر دیتے تھے حتیٰ کہ آیت ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ نازل ہوئی تو (فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ وَ نُهِيْنَا عَنِ الْكَلَامِ) ''ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا اور دوران نماز گفتگو سے منع کر دیا گیا۔'' (صحیح بخاری: ۱۲۰۰، صحیح مسلم: ۵۳۹)

علماء نے بھول کر یا جہالت کی وجہ سے نماز میں کلام کے حکم میں اختلاف کیا ہے جیسا کہ آپ نے پڑھا، راجح بات یہ ہے کہ بھول کر یا جہالت کی بنا پر کلام سے نماز باطل نہیں ہوتی، اس موقف کے دلائل حسب ذیل ہیں:

۱: حدیث نبوی ہے کہ (إِنَّ اللّٰـهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِيْ الْخَطَأَ وَ النِّسْيَانَ . . .) ''اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا یا بھول کر کئے ہوئے گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔'' (صحیح ابن ماجہ: ۱۶۶۲۱، ارواء الغلیل: ۸۲)

۲: سیدنا معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک آدمی کو چھینک آئی تو میں نے (نماز ہی میں) کہہ دیا: ''يَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' اس پر لوگوں نے مجھے گھور گھور کر دیکھنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا: ہائے! میری ماں مجھے گم پائے کیا بات ہے؟ تم مجھے (غصے سے) کیوں دیکھ رہے ہو؟ اس پر انھوں نے اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر مارنا شروع کر دیا۔ جب میں نے محسوس کیا کہ وہ مجھے خاموش کرانا چاہتے ہیں (مجھے غصہ تو آیا) لیکن میں خاموش ہو گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے، میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں! میں نے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور نہ بعد میں کسی ایسے معلم کو دیکھا جو تعلیم دینے میں آپ سے بہتر ہو، اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ هٰـذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ وَ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ)) ''بلا شبہ نماز میں انسانی گفتگو کی کوئی گنجائش نہیں۔ نماز میں تو صرف تسبیح، تکبیر اور تلاوتِ قرآن ہونی چاہیے۔'' (صحیح مسلم: ۵۳۷، ابو داود: ۹۳۱، نسائی ۳/ ۱۴)

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ جہالت کی وجہ سے نماز میں اگر گفتگو ہو جائے تو نماز باطل نہیں ہوتی۔ اگر ایسا ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیتے جبکہ آپ نے ایسا کچھ نہیں کیا بلکہ اسے اس حکم سے آگاہ کرنے پر ہی اکتفا کیا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ذوالیدین بھی اس موقف کی دلیل ہے۔

(صحیح بخاری: ۱۲۱۴، صحیح مسلم: ۵۷۳)

اصلاح نماز کے لئے کیا ہوا کلام ائمہ اربعہ کے نزدیک نماز باطل کر دیتا ہے، البتہ امام اوزاعی اور بعض نے اسے جائز کہا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ۲/ ۴۵۵، عمدۃ القاری ۶/ ۲۹۸) [ع، س]

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا: نماز میں چھینک مارنے والا شخص مخفی ''الحمدلله'' کہہ لے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اونچی آواز میں ''الحمدلله'' کہا کرتے تھے، امام احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو مجھے چھینک آ گئی، میں نے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ ، مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَ يَرْضٰى ''تعریف اللہ کی ہے بہت زیادہ تعریف، پاکیزہ اور بابرکت جیسے کہ ہمارا رب پسند فرمائے اور جس پر راضی اور خوش ہو۔'' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: ''نماز میں کون بول رہا تھا؟'' رفاعہ نے کہا: میں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیس سے کچھ اوپر فرشتے سبقت کر رہے تھے کہ کون ان کلمات کو پہلے لے کر چڑھتا ہے۔''

(صحیح، ابوداود: ۷۷۰، ترمذی: ٤٠٤)

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ یہ معاملہ نفل نماز میں پیش آیا تھا، فرض نمازوں میں چھینک مارنے والا شخص اپنے دل میں جواب دے گا۔

فائدہ: رکوع سے اٹھ کر مذکورہ دعا کا پڑھنا مستحب ہے مگر تمام مقتدی اونچی آواز سے پکار کر پڑھیں، صحابہ سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس لئے تمام مقتدیوں کے لئے ان کلمات کو بہ آواز بلند کہنے کا پابند کرنا صحیح نہیں، نہ اس حدیث سے اس کا اثبات ہی ہوتا ہے۔ اس سے صرف ان کلمات کی فضیلت اور اسے اس موقع پر پڑھنے کا اثبات ہوتا ہے، نہ کہ تمام مقتدیوں کا اونچی آواز سے پڑھنے کا۔ (ع،س)

(۷۲۷)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ ، نَا أَبُو دَاوُدَ ، حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ ، نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، أَنَا شَرِيكٌ ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: عَطَسَ شَابٌّ مِنَ الأَنْصَارِ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلاةِ ، فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ حَتَّى يَرْضَى رَبُّنَا ، وَبَعْدَ مَا يَرْضَى مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنِ الْقَائِلُ الْكَلِمَةَ؟)) قَالَ: فَسَكَتَ الشَّابُّ ، ثُمَّ قَالَ: ((مَنِ الْقَائِلُ الْكَلِمَةَ ، فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا؟)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قُلْتُهَا

جناب عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں ایک انصاری جوان نے چھینک ماری، تو اس نے کہا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ حَتَّى يَرْضَى رَبُّنَا ، وَبَعْدَ مَا يَرْضَى مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ'' (تعریف اللہ کی، بہت ساری تعریف، پاکیزہ، بابرکت، حتیٰ کہ ہمارا رب راضی ہو جائے اور دنیا و آخرت کے معاملے کے بعد جس پر وہ راضی ہو۔) جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: ''کس نے یہ کلمات کہے ہیں؟'' تو وہ نوجوان خاموش رہا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''کس نے یہ کلمات کہے

(۷۲۷) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ۷۷٤

وَلَمْ أُرِدْ بِهَا إِلا خَيْرًا، قَالَ: ((مَا تَنَاهَتْ دُونَ عَرْشِ الرَّحْمَنِ۔))

ہیں؟ اس نے کوئی گناہ کی بات نہیں کی۔'' تب وہ بولا: اے اللہ کے رسول! میں نے کہے ہیں اور میں نے بھلائی ہی کا ارادہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کلمات عرش رحمان سے ورے کہیں نہیں رکے۔'' (بلکہ براہِ راست سیدھے عرش تک جا پہنچے ہیں۔)

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر نمازی کسی آدمی سے گفتگو کرتا ہے جو قرآن مجید کے الفاظ میں ہوتی ہے، اور نیت بھی تلاوت قرآن کی ہی ہوتی ہے (یعنی کوئی آیت اشارۃً پڑھتا ہے) تو ایسا کرنا جائز ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نمازِ فجر ادا کر رہے تھے تو ایک خارجی نے انھیں مخاطب کر کے یہ آیت پڑھی: ﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾.... ''اگر تو نے شرک کیا تو بلا شبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔'' (سورۂ زمر: ۶۵)

تو اثنائے نماز میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ﴿فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ﴾.... ''پس آپ صبر کیجیے، یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ آپ کو وہ لوگ ہلکا (بے صبرا) نہ کریں جو یقین نہیں رکھتے۔''

(120)......بَابُ التَّثَاؤُبِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں جمائی لینا

(۷۲۸)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((التَّثَاؤُبُ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز میں جمائی کا آنا شیطان کی طرف سے ہے، جب کسی کو جمائی آئے تو حتی الوسع اس پر کنٹرول کرے۔''

شرح: جناب ابراہیم نے کہا: میں جمائی کو کھانس کر ختم کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

(۷۲۸) أخرجه البخاري: ۳۲۸۹، ومسلم: ۲۹۹٤

(121)......بَابُ الْبُكَاءِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں رونا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ (نماز پڑھانے کے لیے) آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو وہ رونے کی وجہ سے لوگوں کو اپنی آواز ہی نہیں سنا سکیں گے۔ (صحیح بخاری: ٧١٦)

(٧٢٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، نَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، نَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلَالُ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ......

عَنْ مُطَرِّفٍ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي، وَلِجَوْفِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الْمِرْجَلِ۔

جناب مطرب اپنے والد عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نماز پڑھ رہے تھے، اور آپ کے سینے سے رونے کی وجہ سے ایسے آواز آ رہی تھی جیسے کوئی ہنڈیا ابلتی ہے۔

شرح: امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: ہنڈیا پکتے وقت جیسی آواز آتی ہے ویسی نماز میں رونے کی وجہ سے۔

(ازیز المرجل) ''ہنڈیا کے جوش مارنے کی آواز'' آپ کے سینے سے رونے کی بنا پر ایسی آواز آتی تھی۔ اس آواز کی عکاسی اس مثال سے کی گئی ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ کے رونے سے چکی چلنے کی آواز کی طرح آواز آتی تھی۔ (ازیز) اور (ھزیز) دونوں لفظ آواز پر بولے جاتے ہیں۔ ان دو الفاظ کا لغوی معنی ''حرکت کرنا'' اور ''آواز نکالنا'' ہے یعنی نقل وحرکت سے جو آواز پیدا ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿تَؤُزُّهُمْ أَزًّا﴾.... ''جو انھیں خوب اکساتے ہیں۔'' (مریم: ٨٣)

یعنی ابھارتے اور برانگیختہ کرتے ہیں۔

عرب لوگ کہتے ہیں: أَزَّ قِدرَكَ۔ ''ہنڈیا کے نیچے آگ جلاؤ''

---

(٧٢٩) صحیح ......أخرجه ابوداود: ٩٠٤، والنسائي: ١٢١٤

جناب عبداللہ بن شداد کہتے ہیں: میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہچکیوں کی آواز سنی جب کہ میں پچھلی صفوں میں تھا۔ آپ پڑھ رہے تھے: ﴿اِنَّمَا اَشْکُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ﴾ ''میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں۔''

(نشیج) رونے کی درد بھری آواز کو کہتے ہیں، جس طرح بچہ اپنے رونے کو سینے میں گھماتا ہے، آواز کے ساتھ آنسو چھم چھم برسنے لگتے ہیں اور سینہ پھول جاتا ہے اس کیفیت اور آواز کو نشیج کہتے ہیں۔

فائدہ: رونے کی یہ کیفیت ایمان اور تدبر فی الآیات ہی سے حاصل ہوتی ہے اور اس سے نماز باطل نہیں ہوتی، خواہ آواز سے روئے۔ (ع،س)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر کسی نے نماز میں زمین پر پھونکا اور پھونک سے دو حرف بن گئے یا کسی نے کلمہ ''اُف'' کہہ دیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی اور اگر دو حرف نہیں ہیں تو نماز فاسد نہیں ہوئی۔ اکثر اہل علم کا یہی موقف ہے۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نماز میں ''آہ'' کہہ دیتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ انھوں نے کہا: وہ نماز لوٹائے گا۔ ایسے ہی جناب شعبی رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے۔ اور سب اہل علم نماز میں اس طرح آواز مع حروف کی کراہت پر متفق ہیں۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا لَنَا يُقَالُ لَهُ أَفْلَحُ إِذَا سَجَدَ نَفَخَ، فَقَالَ: ((يَا أَفْلَحُ، تَرِّبْ وَجْهَكَ.))...... : ہمارا افلح نام کا ایک غلام تھا، نبی ﷺ نے اسے نماز کے دوران میں سجدہ کرتے وقت پھونک مارتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا: ''اے افلح! اپنے چہرے کو مٹی سے لگنے دو۔''

(ضعیف، ترمذی: ۳۸۱)

امام احمد اور امام اسحاق وغیرہ کا خیال ہے کہ پھونک مارنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ امام ابو یوسف نے کہا: اگر کوئی کلمہ ''اُف'' کہتا ہے تو اس کی نماز باطل نہ ہوگی البتہ اگر کوئی ہنستا ہے اور اس دوران دو حروف پر مشتمل کلمہ بن جاتا ہے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ جابر نے کہا: نماز میں ہنسنے والا آدمی نماز لوٹائے گا، وضو نہیں۔ یہی اکثر اہل علم کا موقف ہے۔

اہل الرائے کا خیال ہے کہ نماز میں قہقہہ لگانے سے نماز اور وضو دونوں ختم ہو جاتے ہیں۔

فائدہ: قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹتا، کیونکہ اس بات کی کوئی واضح صحیح دلیل موجود نہیں اور جس روایت سے استدلال کرتے ہوئے قہقہہ کو ناقص وضو شمار کیا جاتا ہے وہ ضعیف ہے جیسا کہ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحِكَ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَيُعِيدَ الصَّلَاةَ...... ''جو ہنسے ہیں وہ وضو اور نماز دہرائیں۔'' (مجمع الزوائد ۱/ ۲۴۶)

اس کی سند منقطع ہے جیسا کہ شیخ محمد صبحی حسن حلاق نے بیان کیا ہے کہ ابو العالیہ رحمہ اللہ کا سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے

سماع ثابت نہیں ہے لہٰذا یہ حدیث ضعیف ہے۔ (التعلیق علی السیل الجرار: ۱/ ۲۶۴)

مزید براں اس کی سند میں محمد بن عبدالملک بن مروان بن حکم ابو جعفر واسطی دقیقی راوی مختلف فیہ ہے۔

(میزان الاعتدال ۳/ ۲۳۲)

علاوہ ازیں اس معنی کی دیگر تمام روایات بھی ضعیف و نا قابلِ احتجاج ہیں۔ (السیل الجرار ۱/ ۱۰۰۔ ۱۰۱) (ع،س)

(122)...... بَابُ كَرَاهِيَةِ الْإِخْتِصَارِ فِي الصَّلَاةِ

پہلوؤں پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

(۷۳۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا أَبُو كُرَيْبٍ، نَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے دوران میں پہلوؤں پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

شرح: بعض علماء نے نماز کے علاوہ بھی اس انداز میں چلنے کو ناپسند جانا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابلیس اسی انداز میں چلتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابلیس کو جب زمین پر اتارا گیا تھا تو اس کے ہاتھ پہلوؤں پر تھے، یہ انداز مصیبت اور پریشانی میں گھرے ہوئے لوگوں کا ہوتا ہے۔ بعض احادیث میں مذکور ہے: ((الاخْتِصَارُ فِي الصَّلَاةِ رَاحَةُ أَهْلِ النَّارِ))...... ''نماز میں پہلوؤں پر ہاتھ رکھنا، دوزخیوں کے آرام کرنے کا ایک انداز ہے۔''

(ضعیف، صحیح ابن حبان: ۲۲۸۶، صحیح ابن خزیمة: ۹۰۹)

کچھ علماء کا خیال ہے کہ ''اختصار'' کا مطلب ہے: نماز میں لاٹھی کا سہارا لینا۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: پہلا معنی ومفہوم ہی درست ہے، کیونکہ لاٹھی کا سہارا لے کر نماز پڑھنے کا تذکرہ تو آئندہ حدیث میں موجود ہے۔

(۷۳۱)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْوَابِصِيُّ، نَا أَبِي، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، قَالَ: قَدِمْتُ الرَّقَّةَ،

جناب ہلال بن یساف کہتے ہیں کہ میں (شام کے علاقہ

(۷۳۰) أخرجه البخاري: ۱۲۲۰، و مسلم: ۵۴۵

(۷۳۱) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۹۴۸

فَقَالَ لِی بَعْضُ أَصْحَابِی: هَلْ لَكَ فِی رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ؟ قُلْتُ: غَنِيمَةٌ، فَدُفِعْنَا إِلَى وَابِصَةَ، فَقُلْتُ لِصَاحِبِی: نَبْدَأُ فَنَنْظُرُ إِلَى زِيِّهِ، فَإِذَا عَلَيْهِ قَلَنْسُوَةٌ لاطِئَةٌ ذَاتُ أُذُنَيْنِ وَبُرْنُسُ خَزٍّ أَغْبَرُ، فَإِذَا هُوَ مُعْتَمِدٌ عَلَى عَصًا فِی صَلاتِهِ، فَقُلْنَا بَعْدَ أَنْ سَلَّمْنَا، فَقَالَ: حَدَّثَتْنِی أُمُّ قَيْسٍ بِنْتُ مِحْصَنٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَسَنَّ، وَحَمَلَ اللَّحْمَ، اتَّخَذَ عَمُودًا فِی مُصَلاهُ يَعْتَمِدُ عَلَيْهِ۔

رقہ میں آیا تو میرے دوستوں نے مجھے کہا: کیا تم کسی صحابیٔ رسول سے ملنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: (کیوں نہیں) یہ تو غنیمت ہے، چنانچہ ہم سیدنا وابصہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچائے گئے۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا: پہلے تو ہم ان کی ظاہری وضع قطع دیکھتے ہیں۔ تو ہم نے دیکھا کہ آپ کے سر پر ٹوپی ہے سر سے چپکی ہوئی اور کانوں والی، اور بُرنُس (ریشم) کا جبہ تھا ٹیالے رنگ کا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے اور اپنی لاٹھی کا سہارا لئے ہوئے تھے۔ سلام کے بعد ہم نے (یہ مسئلہ) دریافت کیا تو فرمایا: مجھ سے ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بڑی عمر کے ہو گئے اور کچھ فربہ بھی تو آپ کی جائے نماز کے پاس ایک ستون تھا آپ اس کا سہارا لیا کرتے تھے۔

شرح وَرُوِیَ عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَكَّئُونَ عَلَى الْعِصِیِّ فِی الصَّلَاةِ۔ ...... جناب عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نماز میں لاٹھی کا سہارا لے کر کھڑے ہوتے تھے۔

(الاختصار) اختصار کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ قرآن پاک کو مختصر کرتے ہوئے آخر سے پڑھنا، کسی سورت کی اختتامی آیات پڑھ لیں اور کسی کی آخری دو آیتیں پڑھ لیں، مکمل سورت تلاوت نہ کی۔ (اہل لغت نے ''اختصار'' کے دو تین معانی ذکر کئے ہیں:

(۱) لاٹھی کا سہارا لے کر کھڑا ہونا (۲) سورتوں کے اختتام سے کچھ تلاوت کر لینا (۳) نماز کے ارکان کو ازحد مختصر (چھوٹا) کر دینا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے معنی متعین کر دیا اور یہی صحیح ہے کہ اس سے مراد پہلوؤں پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا ہے اور یہ کہ یہودی اپنی نمازوں میں ایسا کیا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری: ۳۴۵۸) (ع،س)

قدموں کو برابر رکھنے اور دونوں پاؤں کے اوپر باری باری جسم کا بوجھ ڈالنے کے بارے میں علماء کے مابین اختلاف ہے، ابو عبیدہ سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے قدموں کو ملا رکھا تھا تو کہا: اس نے سنت کی خلاف ورزی کی ہے، اگر قدموں میں فاصلہ کرتا تو بہتر تھا۔ (منقطع، سنن بیهقی: ۲/ ۲۸۸)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: قدموں کو برابر رکھنا اور (دائیں) ہاتھ کو (بائیں) ہاتھ پہ رکھنا سنت ہے۔

(ضعیف، ابوداود: ۷۵٤)

ابن زبیر رضی اللہ عنہ والی روایت موصول اور ابوعبیدہ رحمہ اللہ والی مرسل ہے۔

سعد بن ابراہیم کہتے ہیں: میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو قدم برابر رکھے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا ہے، میں اس وقت بچہ تھا۔

(تنبیہ: (صَفّ القدمین) کا معنی اگر دونوں پاؤں کو جوڑ کر رکھنا ہے تو یہ درست نہیں، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسی کو (خالفت السنة) کہا ہے اور اگر برابر رکھنا، آگے پیچھے نہ رکھنا مراد ہو تو ایسا درست ہے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے آثار اس کی تائید کرتے ہیں۔ (ع،س)

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (نماز میں) قدموں کو برابر رکھنا اور ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر کی حدیث موصول ہے جبکہ ابوعبیدہ کی حدیث مرسل ہے۔ جناب سعد بن ابراہیم کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ قدموں کو برابر رکھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ میں اس وقت جوان تھا۔

(123)......بَابُ كَرَاهِيَةِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں ادھر اُدھر دیکھنا ناپسندیدہ ہے

(٧٣٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا مُسَدَّدٌ، نَا أَبُو الْأَحْوَصِ، نَا الْأَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْالْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: ((هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ۔))

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آدمی کا نماز کے دوران میں ادھر اُدھر دیکھنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اچکنا'' اس طرح سے شیطان بندے کی نماز سے اچک لیتا ہے۔''

(٧٣٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشِّيرَزِيُّ، نَا أَبُو عَلِيٍّ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ السَّرَخْسِيُّ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ الْقَاسِمُ بْنُ بَكْرٍ الطَّيَالِسِيُّ، بِبَغْدَادَ فِي سَنَةِ تِسْعَ عَشْرَةَ وَثَلَاثِمِائَةٍ، نَا أَبُو أُمَيَّةَ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الطَّرَسُوسِيُّ، نَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الْكُرَيْزِيُّ، نَا صَالِحُ بْنُ

(٧٣٢) أخرجه البخاري: ٧٥١

(٧٣٣) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٩٠٩، والنسائي: ١١٩٥

أَبِی الأَخْضَرِ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ أَبِی الأَحْوَصِ......

عَنْ أَبِی ذَرٍّ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا یَزَالُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مُقْبِلا عَلَی الْعَبْدِ مَا کَانَ فِی صَلاتِهِ مَا لَمْ یَلْتَفِتْ، فَإِذَا الْتَفَتَ أَعْرَضَ عَنْهُ۔))

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ جب نماز میں ہوتا ہے تو اللہ عز وجل اس کی طرف برابر متوجہ رہتا ہے جب تک وہ ادھر اُدھر نہ دیکھے۔ جب وہ ادھر اُدھر دیکھنے لگ جائے تو اللہ بھی اس سے منہ موڑ لیتا ہے۔''

شرح: جناب ابوالخیر کہتے ہیں: ہم نے سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَائِمُوْنَ﴾..... ''جو اپنی نماز میں ہمیشگی کرنے والے ہیں'' (سورۂ معارج:۲۲) کے متعلق استفسار کیا۔ کیا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو باقاعدگی سے نماز ادا کرتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا: نہیں! بلکہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو ادائیگی نماز کے وقت دائیں بائیں اور پیچھے نہیں جھانکتے۔

(۷۳٤)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِیٍّ اللُّؤْلُئِیُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، نَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِی یُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الأَحْوَصِ، یُحَدِّثُنَا فِی مَجْلِسِ سَعِیدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ......

قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((لا یَزَالُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مُقْبِلا عَلَی الْعَبْدِ وَهُوَ فِی صَلاتِهِ مَا لَمْ یَلْتَفِتْ، فَإِذَا الْتَفَتَ انْصَرَفَ عَنْهُ۔))

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ جب نماز میں ہوتا ہے تو اللہ عز وجل اس کی طرف برابر متوجہ رہتا ہے جب تک کہ وہ ادھر اُدھر نہ دیکھے۔ جب وہ ادھر اُدھر دیکھنے لگ جائے تو اللہ بھی اس سے منہ موڑ لیتا ہے۔''

شرح: حدیث کی سند میں مذکور راوی ابوالاحوص، لیث قبیلہ کے غلام ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ابوالاحوص نہیں ہیں۔

(۷۳۵)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّیُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِیُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِیُّ، نَا أَبُو عِیسَی، نَا مُسْلِمُ بْنُ حَاتِمٍ الْبَصْرِیُّ أَبُو حَاتِمٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الأَنْصَارِیُّ، عَنْ أَبِیهِ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَیْدٍ، عَنْ سَعِیدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ......

(۷۳٤) انظر الحدیث السابق

(۷۳۵) ضعیف ......أخرجه الترمذی: ۸۹

قَالَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا بُنَيَّ! إِيَّاكَ وَالالْتِفَاتَ فِي الصَّلاةِ، فَإِنَّ الالْتِفَاتَ فِي الصَّلاةِ هَلَكَةٌ، فَإِنْ كَانَ لا بُدَّ فَفِي التَّطَوُّعِ لا فِي الْفَرِيضَةِ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے بیٹے! نماز میں ادھر اُدھر دیکھنے سے اجتناب کر، نماز میں ادھر اُدھر دیکھنا تباہی ہے، اگر دیکھنا ناگزیر ہو تو نفل نماز میں تو کچھ اجازت ہے فرض میں بالکل نہیں۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: نماز میں ادھر اُدھر دیکھنا ''التفات'' ناپسندیدہ عمل ہے، اگر کوئی حادثہ درپیش ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

(٧٣٦)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، نَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي: ابْنُ سَلامٍ، عَنْ زَيْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي السَّلُولِيُّ......

عَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ، قَالَ: ثُوِّبَ بِالصَّلاةِ، يَعْنِي: صَلاةَ الصُّبْحِ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَهُوَ يَلْتَفِتُ إِلَى الشِّعْبِ۔

سیدنا سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز فجر کی اقامت کہی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے لگے اور آپ اس دوران میں ایک گھاٹی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ امام ابو داود رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ آپ نے ایک شہسوار کو اس گھاٹی کی طرف رات میں پہرے کے لئے بھیجا تھا۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: نماز پڑھنے کے دوران میں کسی چیز پر نظر پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ احسن واولیٰ یہی ہے کہ نظر حتی الامکان سجدے کی جگہ پر رہے (مگر تشہد میں بیٹھتے ہوئے انگشت شہادت پر ہو تو مستحب ہے)۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنائے نماز میں دائیں بائیں دیکھا کرتے تھے اور اپنی گردن موڑ کر پچھلی جانب نہیں دیکھتے تھے۔ (صحیح، ترمذی: ٥٨٧، نسائی: ١٢٠١)

(٧٣٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

(٧٣٦) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٩١٦

(٧٣٨) أخرجه البخاري: ٣٧٣، و مسلم: ٥٥٦

صَلَّى فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلامٌ، فَنَظَرَ إِلَى أَعْلامِهَا نَظْرَةً، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: ((اذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هَذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ، وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةِ أَبِي جَهْمٍ، فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آنِفًا عَنْ صَلاتِي۔))

دھاری دار اونی چادر میں نماز پڑھی، آپ نے اس کے نقش ونگار کی طرف ایک نظر دیکھا، سلام پھیرنے کے بعد آپ نے فرمایا: ''میری یہ چادر ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور میرے پاس اَنْبجانی چادر لے آؤ۔ (یعنی جس میں نقش نہیں ہوتے) اس چادر نے تو مجھے ابھی نماز سے غافل کر دیا تھا۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث مبارکہ میں دلیل ہے کہ نماز کے مقامات (لباس، مصلیٰ، فرش یا سامنے کی دیوار وغیرہ) اگر ایسے ہوں کہ ان کے نقوش سے نماز کے دوران میں الجھن ہوتی ہوتو ان سے بچنا چاہیے۔ اس حدیث میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ کسی تحریر وغیرہ میں غور وفکر کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ آپ کو چادر کے نقش ونگار نے اسی وقت الجھن میں ڈالا جب آپ نے نظر گہری کی اور نقوش میں غور کیا تو بات واضح ہوگئی کہ اس طرح نماز باطل نہیں ہوتی۔ (چونکہ نقش ونگار کی وجہ سے نماز کے خشوع وخضوع میں فرق آجاتا ہے اس لئے آپ نے اسے واپس کر دیا۔ معلوم ہوا کہ نماز میں غافل کرنے والی کوئی چیز نہیں ہونی چاہیے۔ (ع،س)

سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے ہی بڑی تیزی سے اٹھے اور اپنی کسی بیوی کے حجرے میں تشریف لے گئے۔ پھر باہر تشریف لائے اور فرمایا: ''نماز میں مجھے سونے کی ڈلی یاد آئی (جو ہمارے پاس تقسیم سے باقی رہ گئی تھی) مجھے برا معلوم ہوا کہ ہمارے پاس وہ شام تک یا رات تک رہ جائے۔ اس لئے میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دے دیا۔'' (صحیح بخاری: ۱۲۲۱)

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث مبارکہ پر جو عنوان قائم کیا ہے وہ یہ ہے: بَابُ تَفَكُّرِ الرَّجُلِ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ۔ ''آدمی کا نماز میں کسی بات کا فکر کرنا'' حدیث میں مذکور ہے کہ نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سونے کا بقایا حصہ تقسیم کے لئے یاد آگیا یہیں سے بات کا مطلب ثابت ہوا۔ یعنی اس قسم کا غور وفکر مبطل صلوٰۃ نہیں ہے۔ (ع،س)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نماز پڑھتا ہوں اور نماز ہی میں اپنے لشکر کی ترتیب پر غور کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری معلقا)

امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بستر پر دراز ہوتا ہوں تو نیند نہیں آتی اور جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں تو لوگوں کے معاملات کی کثرت اور ہجوم کی وجہ سے تلاوت قرآن پوری توجہ اور کامل یکسوئی سے نہیں ہو پاتی۔

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ نماز میں اطاعت وفرمانبرداری کی سوچیں سوچی

جائیں نہ کہ مصیبت کی۔

فائدہ: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت ونصرت کے لئے پیدا فرمایا تھا۔ ان کو نماز میں بھی وہی خیالات دامن گیر رہتے تھے۔ نماز میں جہاد کے لئے فوج کشی اور جنگی تدبیر سوچتے تھے چونکہ نفس اور شیطان کے ساتھ جہاد ہے اور ان جنگی تدابیر کو سوچنا بھی جہاد ہی کی قسم ہے، لہٰذا منع نہیں، بعض آئمہ نے تو اس عمل کو ایک عبادت کے اندر دوسری عبادت کرنا قرار دیا ہے۔ (ع،س)

(124)......بَابُ كَرَاهِيَةِ رَفْعِ الْبُصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ

دوران نماز میں آسمان کی طرف نظر اُٹھانے کی کراہت

(۷۳۹)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، نَا ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، نَا قَتَادَةُ......

أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي صَلَاتِهِمْ))، فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ، حَتَّى قَالَ: ((لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذَلِكَ، أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ۔))

جناب قتادہ کہتے ہیں کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں کا کیا حال ہے جو نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔'' آپ نے اس عمل سے نہایت سختی سے روکا۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: ''لوگ اس حرکت سے باز آجائیں یا پھر ان کی نظروں کو یقیناً اچک لیا جائے گا۔''

فائدہ: اس عمل کی ممانعت پر اجماع ہے۔ ملاحظہ ہو: فتح الباری: ۲/۲۳۴، (ع،س)

(125)......بَابُ الْخُشُوعِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں خشوع کرنا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ۔ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ﴾ ......''یقیناً ایمان داروں نے نجات حاصل کر لی جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔'' (سورۂ مومنون: ۱۔۲)

جناب مجاہد نے کہا: اس سے مراد نماز میں سکون واطمینان سے کھڑا ہونا ہے، جناب مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ﴾.... ''ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے۔'' (سورۂ فتح: ۲۹)، کے متعلق کہا: اس سے مراد خشوع وخضوع، عاجزی وانکساری، اللہ کے سامنے رونے اور گڑگڑانے کی کیفیت

(۷۳۹) أخرجه البخاري: ۷۵۰

ہے۔ لفظ خشوع اور خضوع، قریب المعنی ہیں۔ (جھکنا، نیچا ہونا، پست کرنا) مگر اتنا فرق ضرور ہے کہ لفظ خضوع کا اطلاق بدن پر ہوتا ہے اور لفظ خشوع۔ بدن، نظر اور آواز سب پر بولا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ﴾..... ''اور اللہ کے سامنے تمام آوازیں پست ہو جائیں گی۔'' (سورۂ طٰہٰ: ۱۰۸) یعنی آوازیں دب جائیں گی۔

(۷۴۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ ، نَا أَبُو عِيسَى ، نَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ، أَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ ، أَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَحْمُودٍ ، أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلا ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ، عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ ، حَدَّثَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعِ بْنِ الْعَمْيَاءِ ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ......

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الصَّلَاةُ مَثْنَى مَثْنَى ، تَشَهَّدْ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ ، وَتَضَرَّعْ ، وَتَخَشَّعْ ، وَتَمَسْكَنْ ، ثُمَّ تُقْنِعْ يَدَيْكَ ، يَقُولُ: تَرْفَعُهُمَا إِلَى رَبِّكَ مُسْتَقْبِلًا بِبُطُونِهِمَا وَجْهَكَ ، وَتَقُولُ: يَا رَبِّ ، فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَهِيَ خِدَاجٌ۔))

سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز دو دو رکعت ہے اور دو رکعت کے بعد التحیات (تشہد) بیٹھو۔ گریہ زاری کرو اور عاجزی کرو نیز مسکینی کا اظہار کرو پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاؤ۔ راوی کہتا ہے: دونوں ہاتھوں کو اپنے پروردگار کے سامنے بلند کرو اس طرح کہ ہتھیلیاں تیرے منہ کی طرف ہوں، اور پکار: اے رب! اور جو ایسا نہیں کرتا اس کی نماز ناقص ہے۔''

شرح: (تَمَسْكَنْ) ''عاجزی اور ذلت کا اظہار'' اصل لفظ ''مَسْكَنَتَه'' ہے جس کا وزن مَفْعَلَة ہے۔ قیاس لغوی وصوتی تو یہ کہتا ہے کہ اس باب سے امر کا صیغہ تَسَكَّنْ آنا چاہیے مگر خلاف قیاس ''تمسكن'' آیا ہے جیسا ''مِدْرَعَةٍ'' سے تَمَدْرَعَ آتا ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ دو مختصر سی رکعتیں جو بھرپور توجہ، کامل انہماک اور پورے استغراق سے ادا کی جائیں، بہتر ہے پوری رات کے قیام سے جو غافل اور لاپروا دل سے (یعنی بغیر حضور قلبی کے) کیا جائے۔

جناب سلمان نے کہا: نماز کی ادائیگی پیمانہ ہے، جس نے نماز کا ناپ پورا کیا اسے پورا اجر وثواب ملے گا اور جس نے کمی کی اور ڈنڈی ماری تو جانتے ہو اللہ تعالیٰ نے مُطَفِّفِيْنَ (کم تولنے والوں) کے بارے میں کیا کہا ہے۔

(۷۴۰) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ۳۸۵

جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے ایک آدمی کو نماز کے دوران میں کھیلتے ہوئے اور حرکات کرتے ہوئے دیکھا تو کہا: اگر اس آدمی کا دل ڈرتا ہوتا تو اس کے اعضاء سے بھی اس چیز کا اظہار ہوتا۔

جناب مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ﴾ ''جب تو فارغ ہو تو عبادت پر محنت کر۔'' (سورۂ انشراح: ۷)۔ کی تفسیر میں کہا کہ جب تو دنیاوی کام کاج سے فراغت حاصل کر لے تو اپنے آپ کو نماز پڑھنے میں تھکا۔ ﴿وَإِلَى رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾.... ''اور اپنے پروردگار ہی کی طرف دل لگا۔'' (سورۂ انشراح: ۸) کا مطلب انھوں نے یہ بیان کیا ہے کہ اپنی نیت اور رغبت وشوق کے سارے داعیے اللہ رب العزت کی طرف کر دے۔

جناب مجاہد رحمہ اللہ نے مولیٰ کریم کے فرمان: ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾.... ''اللہ تعالیٰ کے لئے باادب کھڑے رہا کرو۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۳۸)، کی بابت کہا کہ قنوت کا مطلب ہے: نظریں جھکا کے عاجزانہ انداز میں، ساکن و جامد اس طرح کھڑے ہونا کہ وجود سے خوفِ الٰہی کی بنا پر مسکنت اور بے چارگی کا اظہار ہو۔

(126)......بَابُ حَمْلِ الصَّبِيِّ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں بچے کو اٹھانا

(۷٤۱)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ......

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ السُّلَمِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي الْعَاصِ ابْنِ الرَّبِيعِ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا، وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا۔

سیدنا ابو قتادہ سلمی انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ کو (بعض اوقات) نماز پڑھتے وقت اٹھائے ہوتے تھے۔ ابو العاص بن ربیع بن عبد شمس کی حدیث میں ہے کہ جب سجدے میں جاتے تو اتار دیتے اور جب قیام فرماتے تو اٹھا لیتے۔

(۷٤۲)۔ وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْقُشَيْرِيُّ، أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَفَّافُ، أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ السَّرَّاجُ، نَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ......

نَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: وَإِذَا قَامَ رَفَعَهَا۔

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آپ قیام فرماتے تو بچی کو اٹھا لیتے۔

(۷٤۱) أخرجه البخاري: ٥١٦، و مسلم: ٥٤٣

(۷٤۲) انظر الحديث السابق

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث مبارکہ میں بہت سارے فوائد ہیں:

(۱): اپنے اہل وعیال اور بچوں کے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آنا چاہیے۔

(۲): تھوڑے عمل (عمل یسیر) سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

(۳): اگر نماز پڑھتے وقت نمازی کی آستین یا گردن میں کچھ سامان ہو تو نماز پڑھنا جائز ہے البتہ اتنا ساز و سامان نہ ہو کہ اس کو سنبھالنے کے لئے عمل کثیر کرنا پڑے۔

(۴): چھوٹے بچوں کے جسم اور کپڑے پاک سمجھے جائیں گے جب تک نجاست اور پلیدی کا واضح علم نہ ہو۔

(۵): کسی جاندار چیز (بچہ، بچی) کو حالت نماز میں اٹھا لینے سے نماز کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، جب اس چیز کا ظاہر پاک ہو اندر کی نجاست کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس لئے کہ نمازی کو طہارت ظاہری کے خیال رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کی مثال خود نمازی کا وجود ہے، انسان کے اندر ہر وقت گندگی موجود رہتی ہے مگر شریعت ظاہری طہارت (غسل، وضو) کا مطالبہ کرتی ہے، یاد رہے کہ اگر کوئی شخص گندگی اور نجاست سے بھری شیشی یا ڈبیا اٹھا لیتا ہے اور اسی حالت میں نماز پڑھنے لگتا ہے تو اس کی نماز درست نہ ہوگی۔

(کیونکہ اس سے بچا جا سکتا تھا اور یہ تکلیف مالا یطاق (ایسی بات کا حکم جو آدمی کے بس میں نہ ہو) کے زمرے میں نہیں آتا۔ (ع،س)

(۶): محرم بچوں کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ بچوں کو اٹھانے اور گود وغیرہ میں لینے سے اس بات کا قوی امکان ہے کہ انسان کا ہاتھ ان کے بعض اعضائے جسم پہ لگ جائے (جن اعضاء پر اگر بغیر کپڑے کے ہاتھ لگ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے)۔ (ع،س)

(۷٤۳)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، نَا عَبْدُ الأَعْلَى، نَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي: ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ......

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّلاةِ فِي الظُّهْرِ، أَوِ الْعَصْرِ، وَقَدْ دَعَاهُ بِلالٌ

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک بار ہم نماز کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے، نماز ظہر کی تھی یا عصر کی۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو نماز کے لئے بلایا۔ جب آپ تشریف

(۷٤۳) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۹۲۰، والنسائی: ۷۱۱

لِلصَّلاةِ، إِذْ خَرَجَ إِلَيْنَا، وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ بِنْتُ ابْنَتِهِ عَلَى عُنُقِهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مُصَلاهُ، وَقُمْنَا خَلْفَهُ وَهِيَ فِي مَكَانِهَا الَّذِي هِيَ فِيهِ، قَالَ: فَكَبَّرَ فَكَبَّرْنَا، قَالَ: حَتَّى إِذَا أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْكَعَ أَخَذَهَا فَوَضَعَهَا، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ، حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ سُجُودِهِ وَقَامَ، أَخَذَهَا وَرَدَّهَا فِي مَكَانِهَا، فَمَا زَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ بِهَا ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَلاتِهِ۔

لائے تو امامہ بنت ابی العاص یعنی آپ کی صاحبزادی (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی) آپ کی گردن پر تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اپنے مصلے پر کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے جب کہ وہ بچی اپنی اسی جگہ پر تھی (یعنی آپ ﷺ کی گردن پر) آپ نے تکبیر کہی تو ہم نے بھی تکبیر کہی۔ حتیٰ کہ جب رسول اللہ ﷺ نے رکوع کرنا چاہا تو اسے پکڑ کر بٹھا دیا، پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا۔ جب آپ اپنے سجدہ سے فارغ ہوئے اور کھڑے ہوئے تو اسے پھر گردن (کندھے) پر بٹھا لیا۔ رسول اللہ ﷺ ہر رکعت میں ایسے ہی کرتے رہے، حتیٰ کہ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔

(127)......بَابُ قَتْلِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں سانپ اور بچھو کو مارنا

(۷۴۴)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِيرَبَنْدَكُشَائِيُّ الْمَرْوَزِيُّ، أَنَا أَبُو سَهْلٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ طُرْفَةَ السِّجْزِيُّ، أَنَا أَبُو سُلَيْمَانَ حَمْدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْخَطَّابِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ بْنِ دَاسَةَ التَّمَّارُ، أَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الأَشْعَثِ، نَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ جَوْسٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اقْتُلُوا الأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلاةِ، الْحَيَّةُ، وَالْعَقْرَبُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز پڑھتے ہوئے بھی دو کالے جانوروں کو قتل کر دو، یعنی سانپ اور بچھو۔“

شرح: امام ابوسلمان خطابی نے کہا: اس حدیث میں دلیل ہے کہ نماز میں عمل قلیل مباح ہے اور ایک ہی وقت میں کام کو دو مرتبہ کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ سانپ یا بچھو کو مارتے ہوئے بیک وقت دو تین ضربات کا لگانا ناگزیر ہے۔ (جیسا کہ نبی ﷺ نے اپنی نواسی کو نیچے اتارا پھر اٹھایا اور بار بار ایسے کیا۔) البتہ ایک کام کو مسلسل کئے جانا (جو نماز کا حصہ نہیں) اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(۷۴۴) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۹۲۱، وابن ماجه: ۱۲۴۵، والترمذي: ۳۹۰، والنسائي: ۱۲۰۲

سانپ اور بچھو کے حکم میں ہر ایذا دینے والا جانور داخل ہے (اس لئے کہ ان پر ترس کھانا انسان پر ظلم ہے) مثلاً بھڑ اور دیگر موذی حشرات الارض وغیرہ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اور بعد والے علماء میں سے اکثر نے نماز کے دوران میں انہیں قتل کرنے کی رخصت دی ہے۔

(خواہ لاٹھی یا پتھر وغیرہ ڈھونڈنے اور اس جانور کا پیچھا کرنے میں قبلے کی سمت سے منحرف ہونا پڑے۔ بعض علماء نے اس صورت میں نماز باطل ہو جانے کی بات کی ہے اور یہ کہ نماز دہرانی پڑے گی، مگر کچھ دوسرے علماء نے اسے نماز خوف پر قیاس کرتے ہوئے نماز کو صحیح کہا ہے۔ واللہ اعلم (ع،س)

رخصت نہ دینے والے علماء میں جناب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ ہیں، انھوں نے کہا: نماز میں اللہ کے ذکر اور دعا میں مشغولیت ہوتی ہے لیکن سنت رسول کی پیروی زیادہ ضروری ہے۔

(٧٤٥)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، نَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ ضَمْضَمٍ هُوَ ابْنُ جَوْسٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بِقَتْلِ الأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلاةِ، الْحَيَّةِ، وَالْعَقْرَبِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز پڑھتے ہوئے بھی دو کالے جانوروں کو قتل کر دو یعنی سانپ اور بچھو۔''

شرح سیدنا معاذ اور سیدنا انس رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ وہ نماز کے دوران میں جوئیں اور کھٹمل مار دیا کرتے تھے۔

ایک مرسل روایت میں ہے کہ جوں کو نماز پڑھتے ہوئے مار دیا جائے۔ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ جوؤں کو کھنگار کی طرح دفن کر دیا کرتے تھے۔

(128)......بَابُ الْعَمَلِ الْيَسِيرِ لَا يُبْطِلُ الصَّلَاةَ
عمل قلیل سے نماز باطل نہیں ہوتی

(٧٤٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ......

(٧٤٥) صحيح ...... انظر الحديث السابق

(٧٤٦) أخرجه البخاري: ٣٤٢٣، و مسلم: ٥٤١

عَـنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَ: ((إِنَّ عِـفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَـلَـيَّ الْبَـارِحَةَ، لِيَـقْـطَـعَ عَلَيَّ صَلاتِي، فَـأَمْـكَـنَـنِـي اللَّهُ مِنْهُ، فَأَخَذْتُهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِـطَـهُ عَـلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، حَتَّـى تَـنْـظُـرُوا إِلَيْـهِ كُلُّكُمْ، فَذَكَرْتُ دَعْوَةَ أَخِي سُلَيْمَانَ: ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي﴾ فَرَدَدْتُهُ خَاسِئًا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک سرکش جن کل رات میرے سامنے آ گیا تاکہ میری نماز خراب کر دے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دے دی اور میں نے اسے پکڑ لیا۔ پھر میں نے چاہا کہ مسجد کے کسی ستون سے باندھ دوں کہ تم سب لوگ بھی اسے دیکھ سکو۔ لیکن مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی کہ ﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ﴾ (اے رب! مجھے ایسی سلطنت دے جو میرے سوا کسی کو میسر نہ ہو) (سورۂ ص: ۳۵)، اس لئے میں نے اسے نامراد واپس کر دیا۔''

تشریح (تَفَلَّتَ) ''اچانک میرے سامنے آ گیا'' اس حدیث مبارکہ میں دلیل ہے کہ جنوں کو دیکھنا ناممکن اور محال نہیں۔ باقی رہا اللہ جل شانہ کا فرمان: ﴿اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ ''وہ اس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم ان کو نہیں دیکھتے ہو۔'' (سورۂ اعراف: ۲۷)، تو اس میں عمومی حکم کا بیان ہے۔ اس میں اہلِ ایمان کو شیطان اور اس کے چیلے چانٹوں سے ڈرایا گیا ہے تاکہ ان سے بچنے کا اہتمام اور فکر زیادہ کریں، بالخصوص جبکہ وہ عام طور پر نظر بھی نہیں آتے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمھاری غفلت اور سستی سے فائدہ اٹھا کر تمھیں فتنے اور گمراہی میں ڈال دیں، امام صاحب کا استدلال (حَتَّى تنظروا) کے لفظ سے ہے۔

اس حدیث میں دلیل ہے کہ سلمان علیہ السلام کے ساتھی جنوں اور ان کی نقل و حرکت کا مشاہدہ کرتے رہتے تھے۔

اس حدیث میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ شیطان کا وجود نجس اور پلید نہیں اور ہاتھ لگنے سے نماز باطل نہیں ہوتی (جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران نماز میں اسے پکڑا اور نماز جاری رکھی۔)

(۷۴۷)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَـى، نَـا أَبُـو سَـلَـمَةَ يَـحْيَى بْنُ خَلَفٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ بُرْدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جِئْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي الْبَيْتِ، وَالْبَابُ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہوتے، میں آتی اور دروازہ

(۷۴۷) حسن ......أخرجه ابوداود: ۹۲۲، والترمذی: ۶۰۱، والنسائی: ۱۲۰۶

عَـلَيْـهِ مُغْلَقٌ ، فَمَشَى حَتَّى فَتَحَ لِي ، ثُمَّ عَادَ إِلَى مَكَانِهِ ، وَوَصَفَتِ الْبَابَ فِي الْقِبْلَةِ۔

کھلواتی تو آپ چل کر دروازہ کھول دیتے اور پھر اپنے مصلے پر لوٹ آتے، اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا کہ دروازہ قبلہ رخ تھا۔

فائدہ: اگر دروازہ قبلہ رخ ہو اور چند قدم کے فاصلے پر ہو اور گھر میں کوئی جواب دینے والا بھی نہ ہو تو چند قدم چل کر دروازہ کھول دینے میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا، یہ عمل قلیل ہے اور قبلے سے انحراف بھی نہیں ہوتا، نیز خشوع فی الصلوٰۃ بھی زیادہ متاثر نہیں ہوتا بلکہ نہ کھولنے میں تشویش اور الجھن ہے، یہی حال موبائل بند کرنے کا بھی سمجھ لیجئے۔ (ع،س)

ذیل میں افادہ کی خاطر ایسے افعال کی ایک فہرست پیش کی جاتی ہے جو دوران نماز سنت سے ثابت ہیں لیکن انھیں عمل کثیر نہیں کہا جا سکتا:

(۱) بچہ اٹھا کر نماز پڑھنا (۲) منبر سے اتر کر سجدہ کرنا (۳) بہت زیادہ رونا (۴) کھنکارنا (۵) پھونکنا (۶) سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا (۷) اشارے سے سلام کا جواب دینا (۸) سانپ اور بچھو کو مارنا (۹) تھوکنا (۱۰) تھوک کو جوتی سے ملنا (۱۱) چند قدم چلنا (۱۲) کسی کو ہاتھ لگا کر مطلع کرنا (۱۳) دوران نماز بچے کا کمر پر سوار ہو جانا اور اس کو اٹھانا (۱۴) دوران نماز جوتیاں اتارنا (۱۵) جانور وغیرہ کی لگام تھام کر نماز ادا کرنا، اسے چلتے ہوئے روکنا اور کچھ قدم چلنا (۱۶) جمائی روکنا وغیرہ۔

عمل کثیر کی تعیین میں علماء مجتہدین کا حد درجہ اختلاف ہے تاہم امام شوکانی کا تبصرہ دل کو بھاتا ہے۔ امام صاحب رقمطراز ہیں کہ حق بات یہ ہے کہ بے شک نماز منعقد ہونے کے بعد ...فاسد نہیں ہوتی الا کہ کوئی ایسا فاسد کر دینے والا عمل کر لیا جائے جس کے مفسد ہونے کی شریعت نے خبر دے دی ہو مثلاً وضو کا ٹوٹ جانا، جان بوجھ کر لوگوں سے کلام کرنا، ثابت ارکان نماز میں سے عملاً کسی رکن کو چھوڑنا وغیرہ۔ (السيل الجرار ۱/ ۲۲۵)۔(ع،س)

(129)......بَابُ التَّسْبِيحِ إِذَا نَابَهُ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ

جب نماز میں کوئی معاملہ درپیش ہو تو ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کہنا

(۷۴۸)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي ، نَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَامُويْهِ الأَصْبَهَانِيُّ ، نَا أَبُو سَعِيدِ بْنُ الأَعْرَابِيِّ ، نَا سَعْدَانُ بْنُ نَصْرٍ ، نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۷۴۸) أخرجه البخاري: ۱۲۰۳ ، و مسلم: ۴۲۲

وَسَلَّمَ قَالَ: ((التَّسْبِيحُ فِي الصَّلاةِ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ.))

''تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰهِ) نماز کے دوران میں مردوں کے لئے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لئے۔''

(٧٤٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ......

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ، وَحَانَتِ الصَّلاةُ، فَجَاءَ بِلالٌ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، فَقَالَ: أَتُصَلِّي لِلنَّاسِ فَأُقِيمُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِي الصَّلاةِ، فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ، فَصَفَّقَ النَّاسُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لا يَلْتَفِتُ فِي صَلاتِهِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ، الْتَفَتَ أَبُو بَكْرٍ، فَرَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِ اثْبُتْ مَكَانَكَ، فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ، فَحَمِدَ اللَّهَ عَلَى مَا أَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ، ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ، وَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ؟)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ لابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنی عمرو بن عوف (قباء) میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے۔ نماز کا وقت ہو گیا تو مؤذن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: کیا آپ نماز پڑھائیں گے، تو میں اقامت کہوں؟ انھوں نے کہا: ہاں، چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کی اور ادھر رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور چلتے آئے حتیٰ کہ صف میں کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے (متوجہ نہ ہوتے تھے) لیکن جب لوگوں نے بہت زیادہ تالیاں بجائیں تو وہ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور رسول اللہ ﷺ نے جو انھیں حکم دیا تھا اس پر اللہ کی حمد کی اور پھر پیچھے ہٹ آئے حتیٰ کہ صف میں برابر ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ گئے اور نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اے ابوبکر! تمھیں کیا مانع تھا کہ تم رکے رہتے جب میں نے تمھیں کہہ دیا تھا؟'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ابن ابی قحافہ کو زیب نہیں دیتا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے آگے ہو کر نماز پڑھائے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''تم لوگوں کو

(٧٤٩) أخرجه البخاري: ٦٨٤، و مسلم: ٤٢١

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا لِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيقَ؟ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلاتِهِ، فَلْيُسَبِّحْ، فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ، وَإِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ.))

کیا ہوا تھا کہ اس قدر تالیاں بجانے لگے تھے؟ جسے نماز میں کوئی عارضہ ہو وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا کرے۔ جب وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے گا تو اس کی طرف توجہ کی جائے گی۔ تالیاں عورتوں کے لئے ہیں۔''

شرح اس حدیث مبارکہ میں بہت سارے فوائد ہیں:

(۱): نماز کو اول وقت پر ادا کرنا چاہیے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں نماز کو لیٹ نہیں کیا اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کوئی سرزنش کی ہے۔

(۲): اشد ضرورت کے تحت کسی قدر نظر گھما کر دیکھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی جب تک قبلہ سے منہ نہ مڑے۔

(۳): عمل قلیل سے نماز باطل نہیں ہوتی حضرات صحابہ نے تالیاں کثرت سے بجائیں مگر انھیں نماز دھرانے کا حکم نہیں دیا گیا۔

(۴): نمازی کا مقامِ نماز سے چند قدم آگے یا پیچھے ہو جانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی البتہ زیادہ نہ چلا جائے۔

(۵): نماز کے دوران میں اگر امام کو کسی امر کے لئے متنبہ کرنا ہو تو مسنون یہ ہے کہ عورت تالی بجائے اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر مارا جائے۔

(سب انگلیوں سے تالی بجانا لہو ولعب میں شمار ہوتا ہے اسی لئے فرق کیا گیا ہے، مقصود تو صرف امام کو متنبہ کرنا ہی ہے جو اس طرح حاصل ہو جاتا ہے۔ (ع،س)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: دونوں ہتھیلیوں سے تالی نہ بجائی جائے کیونکہ یہ لہو ولعب ہے اور نماز میں لہو ولعب جائز نہیں۔ بعض روایات میں ''التصفیح للنساء'' کے الفاظ آئے ہیں، اس کا معنی بھی یہی ہے۔

(۶): نماز کے دوران میں اگر معاملہ درپیش ہو تو مرد ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کہے گا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حجرے میں آنے کی اجازت طلب کرتا اگر آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تو سُبْحَانَ اللّٰہِ کہتے۔ (ترمذی معلقا)

(۷): اگر کسی کو اثنائے نماز میں کوئی خوشی میسر آجائے تو وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے اور اس کے لئے ہاتھ اٹھانا بھی مباح ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نکیر نہیں کی۔

(۸): اس بات کا جواز ملتا ہے کہ آدمی نماز کا کچھ حصہ بطور امام اور کچھ حصہ بطور مقتدی ادا کر سکتا ہے اور یہ کہ منفرد کی حیثیت سے نماز شروع کرنے والا امام کے ساتھ مل کر اس کی اقتدا کر سکتا ہے، جیسا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز کے دوران میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کی ہے۔

(۹): ایک نماز کو دو امام یکے بعد دیگرے مکمل کرائیں۔ لوگوں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز کا

آغاز کیا اور اختتام آپ ﷺ کی اقتداء میں کیا۔

(اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے یا کوئی تکلیف یا حادثہ پیش آجائے جیسا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پیش آیا تو دوسرا امام مکمل کرائے۔ (ع،س)

آپ ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ((أُثْبُتْ مَكَانَكَ)) ''اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو''، یہ امر (حکم) بطورِ ایجاب اور لزوم کے نہیں تھا بلکہ عزت افزائی اور امامت میں ان کے مقام و مرتبہ کو واضح کرنے کے لئے تھا۔ اگر امر وجوب کے لئے ہوتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ پیچھے نہ ہٹتے۔

(سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے قابل اعتماد نائب تھے اور امامت نے آپ کے اسی مقام کی وجہ سے انھیں منصب خلافت کے لئے منتخب کیا۔ ع،س)

(130)......بابُ الْحَدَثِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں بے وضو ہو جانا

(٧٥٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمَ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ رَافِعٍ، وَبَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ أخبراه......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا أَحْدَثَ، يَعْنِي الرَّجُلَ، وَقَدْ جَلَسَ فِي آخِرِ صَلاتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ، فَقَدْ جَازَتْ صَلاتُهُ۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی آخری قعدہ میں بیٹھ گیا ہو اور سلام پھیرنے سے پہلے ہی بے وضو ہو جائے تو اس کی نماز ہو گئی۔''

(٧٥١)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، نَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، نَا زُهَيْرٌ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ، وَبَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَضَى الْإِمَامُ الصَّلَاةَ وَقَعَدَ، فَأَحْدَثَ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ، فَقَدْ تَمَّتْ صَلاتُهُ،

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام نے جب نماز پوری کر لی ہو اور (آخری) قعدہ میں بیٹھ گیا ہو اور کلام کرنے (سلام

(٧٥٠) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ٤٠٨

(٧٥١) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٦١٧

وَمَنْ كَانَ خَلْفَهُ مِمَّنْ أَتَمَّ الصَّلَاةَ۔))

پھیرنے) سے پہلے ہی بے وضو ہو جائے تو اس کی نماز ہو گئی اور اس کے مقتدیوں کی بھی جنھوں نے نماز پوری پڑھی ہو۔“

شرح یہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں، اس لئے قابلِ حجت نہیں۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ تشہد اور سلام واجب ہے۔ اس لیے امام یا مقتدی کا سلام سے پہلے وضوٹوٹ جائے تو وہ نماز دہرائے، درج ذیل حدیث اس بات کی دلیل ہے۔ (ع،س)

کچھ علماء کا خیال ہے اگر نمازی تشہد کے بقدر بیٹھ جائے، پھر اس کا وضوٹوٹ جائے، (سلام پھیرنے سے پہلے) تو اس کی نماز مکمل ہے۔ جناب حکم، امام مجاہد اور اہل الرائے کا یہی موقف ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ ایسا شخص نماز دہرائے گا۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: نماز میں بے وضو ہو جانے سے نماز باطل ہو جاتی ہے، ایسا شخص وضو کر کے نماز دہرائے گا اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

(٧٥٢)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، نَا جُرَيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عَنْ عِيسَى بْنِ حِطَّانَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ سَلَامٍ......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا فَسَا أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ، وَلْيَتَوَضَّأْ، وَلْيُعِدْ صَلَاتَهُ۔))

سیدنا علی بن طلق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نماز کے دوران میں جو کوئی پھسکی مارے (یعنی بغیر آواز کے اس کے مقعد سے ہوا خارج ہو) تو وہ (نماز چھوڑ کر) چلا جائے، وضو کرے اور نماز دہرائے۔“

شرح کچھ علماء کا خیال ہے کہ نماز کے دوران میں بے وضو ہونے والا آدمی نیا وضو کرے گا، اور پڑھی ہوئی نماز پر بنیاد رکھے گا (یعنی بے وضو ہونے سے قبل جتنی نماز پڑھ لی تھی اس سے آگے شروع کرے گا) اس موقف کے حاملین سیدنا عمر، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ اور اہل الرائے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے، جب آپ کو نکسیر پھوٹتی، تو چلے جاتے، وضو کر کے لوٹتے تو جہاں سے نماز چھوڑی تھی وہیں سے شروع کرتے لیکن اس عرصے میں گفتگو نہ کرتے۔ (مؤطا امام مالک: ٧٩)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بابت آتا ہے کہ جب نکسیر چلتی تو نماز سے نکل جاتے، خون صاف کر کے واپس پلٹتے تو جہاں

(٧٥٢) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٢٠٥ ، والترمذي: ١١٦٤

سے نماز چھوڑی ہوتی وہیں سے پڑھنا شروع کرتے۔ (مؤطا امام مالك: ۸۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِذَا أَحْدَثَ أَحَدُكُمْ فِي صَلاتِهِ فَلْيَأْخُذْ بِأَنْفِهِ، ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ۔)) ......"تم میں سے جب کوئی اپنی نماز میں بے وضو ہو جائے تو وہ اپنی ناک پر ہاتھ رکھے اور چلا جائے۔" (صحيح، ابوداود: ١١١٤، ابن ماجه: ١٢٢٢)

امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو ٹوٹ جانے والے آدمی کو صف سے نکلتے وقت جو ناک پکڑ کر نکلنے کا حکم فرمایا ہے تو اس میں حسن ادب کی تعلیم دی گئی ہے تاکہ دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ شاید اس شخص کو نکسیر کا عارضہ در پیش ہے، اس لئے قبیح باتوں کو چھپانے کا درس ملتا ہے اور مہذب معاشرے ایسا ہی کرتے ہیں، یہ چیز ریا کاری اور جھوٹ کے زمرے میں نہیں آتی، یہ حسن ادا کا ایک انداز ہے، شرم و حیا جو تہذیب یافتہ اور خدا شناس قوموں کے لئے آب حیات کی حیثیت رکھتا ہے، کو زندہ اور باقی رکھنے کی تلقین ہے۔ اور جگ ہنسائی سے بچنے کی ایک کامیاب کوشش کی طرف اشارہ ہے کہ اگر کہیں بشری تقاضوں کے پیش نظر ایسا مرحلہ آجائے تو کمینگی اور خست کے اظہار کی بجائے اخفاء اور سنجیدگی کا مظاہرہ کیا جائے۔ واللہ اعلم

امام شعبی رحمہ اللہ سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں: کہا کہ ہم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی کا وضو ٹوٹ گیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بے وضو ہو جانے والے شخص کو تاکیداً کہتا ہوں کہ اٹھ کر وضو کرے اور نماز ادا کرے۔ سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: آپ ہم سب سے کہیے: تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اپنے آپ اور تمام حاضرین مجلس کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ اٹھیں، وضو کریں اور دوبارہ نماز پڑھیں۔

(131)......بَابُ سُجُوْدِ السَّهْوِ

سجدۂ سہو کا بیان

(٧٥٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَائَهُ الشَّيْطَانُ، فَلَبَّسَ عَلَيْهِ حَتَّى لا يَدْرِي كَمْ صَلَّى، فَإِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے جب کوئی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان آکر اس کی نماز میں شبہ پیدا کر دیتا ہے پھر اسے یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔ تم میں سے جب کسی کو ایسا اتفاق ہو تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔"

(٧٥٣) أخرجه البخاري: ١٢٣٢، و مسلم: ٣٨٩

شرح ایک آدمی نے جناب قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے پوچھا کہ مجھے نماز پڑھتے ہوئے وہم ہو جاتا ہے اور یہ چیز مجھ پر بڑی گراں گزرتی ہے۔ انھوں نے کہا: نماز پڑھتے رہو، نمازی کو اس قسم کے واہمے ہوتے رہتے ہیں حتیٰ کہ بسا اوقات نماز مکمل کرنے کے بعد وہ سمجھتا ہے شاید میں نے نماز مکمل ادا نہیں کی۔

مطلب یہ ہے کہ ہلکے پھلکے واہموں کو درخور اعتنا نہیں سمجھنا چاہیے البتہ بھول جانے کی صورت میں سجود سہو کرنے چاہئیں۔ بعض آدمی کثیر الوساوس ہوتے ہیں، انھیں اس قدر وسوسے آتے ہیں کہ الحفیظ والامان، ان کے لئے یہ تلقین ہے کہ وہ ہمت کر کے آگے بڑھتے رہیں، وگرنہ وسوسوں میں گرفتار رہیں گے اور چھٹکارا نہ پاسکیں گے۔ یاد رہے کہ نفل نماز میں بھی فرض کی طرح سجدۂ سہو کرنا چاہیے۔ اس بارے میں فرض اور نفل نمازوں میں فرق کرنا جائز نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے: باب السهو في الفرض والتطوع و سَجَد ابن عباس رضي الله عنهما سجدتين بعد وِتره ''سجدہ سہو فرض اور نفل دونوں نمازوں میں کرنا چاہیے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے وتر کے بعد یہ دو سجدے کئے''، پھر مندرجہ بالا حدیث ذکر کر کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فعل سے ثابت کیا کہ سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ (ع،س)

(132)......بَابُ مَنْ شَكَّ فِيْ صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى بَنَى عَلَى الْيَقِيْنِ

نماز میں شک ہو جائے تو یقین پر اعتماد کیا جائے

(٧٥٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ......

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ، فَلَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى، أَثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا؟ فَلْيُصَلِّ رَكْعَةً، وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ، فَإِنْ كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِي صَلَّى خَامِسَةً شَفَعَهَا بِهَاتَيْنِ، وَإِنْ كَانَتْ رَابِعَةً، فَالسَّجْدَتَانِ تَرْغِيمٌ لِلشَّيْطَانِ۔))

جناب عطا بن یسار رحمہ اللہ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز (کی رکعتوں) میں شک ہو جائے اور معلوم نہ ہو سکے تین پڑھی ہیں یا چار؟ تو اسے چاہیے کہ ایک رکعت اور پڑھ لے اور سلام سے پہلے بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے، اب اگر اس نے جو رکعت پڑھی ہے پانچویں رکعت ہوئی تو یہ دو سجدے مل کر جفت (یعنی چھ رکعتیں) ہو جائیں گی اور اگر یہ چوتھی رکعت ہوئی تو ان دونوں سجدوں سے شیطان کے منہ میں خاک پڑ جائے گی۔''

---

(٧٥٤) أخرجه مسلم: ٥٧١ عن عطاء بن يسار عن ابى سعيد الخدرى رضی اللہ عنہ.

شرح موطأ امام مالک میں یہ روایت مرسل مذکور ہے جبکہ صحیح مسلم میں صحابی کا نام سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ مذکور ہے۔

(٧٥٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَثْمَةَ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ......

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِذَا سَهَا أَحَدُكُمْ فِي صَلاتِهِ، فَلَمْ يَدْرِ وَاحِدَةً صَلَّى أَوْ ثِنْتَيْنِ، فَلْيَبْنِ عَلَى وَاحِدَةٍ، فَإِنْ لَمْ يَدْرِ ثِنْتَيْنِ صَلَّى أَوْ ثَلاثًا، فَلْيَبْنِ عَلَى ثِنْتَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَدْرِ ثَلاثًا صَلَّى أَوْ أَرْبَعًا، فَلْيَبْنِ عَلَى ثَلاثٍ، وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ۔))

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنی نماز (کی رکعتوں) میں بھول جائے اور اسے یاد نہ رہے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو، تو وہ ایک پر بنا کرے، اور اگر اسے دو اور تین کے درمیان شک ہو جائے تو دو رکعتوں پر اعتماد کرے، اگر اسے تین اور چار کے درمیان شک پڑ جائے تو تین رکعتوں پر یقین رکھے۔ (اور اس طرح نماز مکمل کرے) پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کر لے۔''

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث مبارکہ دو فوائد پر مشتمل ہے:

(۱) جب کسی کو نماز پڑھتے ہوئے شک و شبہ دامن گیر ہو جائے اور اسے پڑھی ہوئی رکعات کی صحیح تعداد یاد نہ رہے تو کم تعداد پر یقین کرے (جیسے بناء علی الاقل کہتے ہیں کیونکہ کم تعداد میں شک نہیں زیادہ میں شک ہے۔)

(۲) سجدۂ سہو کا محل سلام سے پہلے ہے۔

اکثر اہل علم کا موقف یہ ہے کہ نماز میں شک پڑنے کی صورت میں کم تعداد پر یقین کرے اور سجدہ سہو بجا لائے۔ اہل الرائے کا موقف یہ ہے کہ نماز میں شک ہو جانے کی صورت میں سوچ کر (تحرّی) صحیح صورت معلوم کرے اور غلبہ ظن کے مطابق فیصلہ کرے۔ اگر نمازی کا غالب گمان یہ کہتا ہے کہ وہ تیسری رکعت پڑھ رہا ہے تو چوتھی پڑھ ڈالے اور اگر اس کا غالب گمان اس طرف جاتا ہے کہ وہ چوتھی رکعت ہی پڑھ رہا ہے تو اسی کے مطابق فیصلہ کرے گا، یہ اس صورت میں ہے جب شک دوسری مرتبہ لاحق ہوا ہو۔ اگر پہلی مرتبہ شک پڑا ہے تو اہل الرائے کے نزدیک نمازی نئے سرے سے نماز پڑھے گا۔ تحرّی (سوچ کر صحیح صورت معلوم کرنا) کی دلیل انھوں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے لی ہے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی کو نماز میں شک پڑ جائے تو اسے چاہیے کہ صحیح بات (سوچ کر) معلوم

(٧٥٥) هذا حديث حسن صحيح ......أخرجه الترمذي: ٣٩٨، وابن ماجه: ١٢٠٩

کرے، اور اس پر نماز مکمل کرے پھر سلام پھیرے اور دو سجدے کرے۔'' (صحیح بخاری: ٤٠١، صحیح مسلم: ٥٧٢)

جن علماء کا موقف ہے کہ نماز میں شک ہو جائے تو بناء علی الیقین (یقین پر اعتماد) کیا جائے وہ کہتے ہیں سیدنا ابو سعید خدری اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما سے مروی احادیث میں صراحت ہے کہ یقین پر اعتماد کیا جائے اور اسی موقف کو اپنانا ہی اولیٰ ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے اصحاب (شاگردوں) کے نزدیک سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور تحرّی کا معنی ومفہوم یقین پر اعتماد کرنا ہے، جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ والی حدیث میں بالوضاحت مذکور ہے۔ تحرّی کی حقیقت اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ دو معاملوں میں سے اقرب الی الصواب (درستگی کے زیادہ قریب) اور احوط (زیادہ احتیاط والا) کو اختیار کیا جائے اور یقین پر اعتماد کرنا یہ دو صورتوں میں سے موزوں ترین صورت کا انتخاب ہے، اسی میں نماز کے مکمل ہونے کے سلسلہ میں حزم واحتیاط کا پہلو بھی پایا جاتا ہے۔

بسا اوقات لغت عرب میں لفظ تحرّی یقین کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا﴾.... ''پس جو فرماں بردار ہو گئے انھوں نے تو راہِ راست کا یقین (قصد) کیا۔''

(سورۂ جن: ۱۴)

سجود السہو کے محل میں اختلاف ہے، اس لئے کہ اس مسئلہ کے متعلق مروی احادیث مختلف ہیں۔

(سجود السہو ان دو سجدوں کو کہتے ہیں، جو نماز میں بھول کر کمی بیشی کر دینے کی صورت میں کئے جاتے ہیں۔ ع۔س)

سیدنا ابوسعید خدری، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف اور سیدنا عبداللہ بن بُحَینہ رضی اللہ عنہم سے سلام سے پہلے سجدے کرنے والی روایات مروی ہیں اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سلام کے بعد سجدوں کے ذکر والی احادیث مروی ہیں۔

احادیث کے اس اختلاف کی بنا پر علماء نے اختلاف کیا ہے اور فقہاء کے مذاہب مختلف ہو گئے ہیں۔ مدینہ منورہ کے اکثر فقہاء کا موقف یہ ہے کہ سلام پھیرنے سے قبل سجود سہو کیے جائیں مثلاً یحییٰ بن سعید اور ربیعہ وغیرہ اسی کے قائل ہیں۔ امام شافعی اور بعض دیگر اہل حدیث کا بھی یہی موقف ہے۔ ان علماء کے نزدیک سیدنا عبداللہ بن بُحَینہ اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے مروی احادیث، دیگر احادیث کے لئے ناسخ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: پہلے اور بعد میں دونوں طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ البتہ سلام سے پہلے سجدہ کرنا آپ کا آخری عمل ہے۔

محمد بن ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو سائب القاری رضی اللہ عنہ سلام سے پہلے سجود سہو کیا کرتے تھے۔

کچھ علماء کا خیال ہے کہ سہو کے سجدے سلام کے بعد کئے جائیں، سفیان ثوری اور اہل الرائے اس کے قائل ہیں۔

ان کی دلیل سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: نماز میں زیادتی کی صورت میں سلام کے بعد سجدے کئے جائیں کیونکہ سیدنا ذوالیدین رضی اللہ عنہ والی حدیث میں ایسے ہی بیان ہے اور کمی کی صورت میں سلام سے پہلے سجدے کئے جائیں جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں ہے، نیز انھوں نے کہا: احادیث میں جو طریقہ جس سہو کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اس پر عمل کیا جائے۔

اگر کسی شخص کا پہلا تشہد رہ جائے تو وہ سلام سے پہلے سجود سہو کرے۔ سیدنا عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی بنا پر اور اگر نماز ظہر کی چار کی بجائے پانچ رکعت پڑھ دے تو سلام کے بعد سجود سہو کرے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی بنا پر۔ اسی طرح اگر آدمی چار رکعت والی نماز میں دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیتا ہے تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی بنا پر سلام کے بعد سجود سہو کرے۔ امام اسحاق کا بھی یہی موقف ہے۔

سہو کی جس صورت کے متعلق کوئی حدیث نہیں اس میں سلام سے پہلے سجدے کئے جائیں۔ یہ امام احمد رحمہ اللہ کا موقف ہے جبکہ امام اسحاق کا موقف یہ ہے کہ زیادتی کی صورت میں سلام کے بعد کمی کی صورت میں سلام سے پہلے سجدے کئے جائیں۔

امام احمد رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ جس آدمی کو نماز میں شک پڑ جائے اور اسے رکعات کی تعداد یاد نہ رہے وہ شک کو ختم کرے اور شک دو طرح سے ختم ہوسکتا ہے:

(۱) یقین پر اعتماد کرنے سے، ایسا نمازی سلام سے قبل سہو کے سجدے کرے گا کیونکہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ایسا ہی مذکور ہے۔

(۲) تحرّی (سوچ کر صحیح صورت معلوم کرنے) سے، ایسا آدمی سلام کے بعد سجود سہو کرے گا کیونکہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت میں اس کا تذکرہ ہے۔ (راجح بات یہ ہے کہ پہلے اور بعد میں دونوں طرح جائز ہے۔ البتہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ احادیث میں جو طریقہ جس سہو کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اس پر عمل کیا جائے، اہل حدیث بخاری ومسلم کی روایتوں کو حاکم سمجھتے ہیں اور ان میں سلام سے پہلے سجدے کرنے کا ذکر ہے نیز آپ کا آخری عمل بھی یہی ہے۔ واللہ اعلم از ع۔س)

(133)......بَابُ مَنْ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا

جو آدمی نماز ظہر پانچ رکعتیں پڑھ جائے؟

(٧٥٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ

(٧٥٦) أخرجه البخاري: ١٢٢٦، و مسلم: ٥٧٢

بْـنُ يُوسُفَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا أَبُو الْوَلِيدِ ، نَا شُعْبَةُ ، عَنِ الْحَكَمِ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ صَـلَّـى الظُّهْرَ خَمْسًا ، فَقِيلَ لَهُ: أَزِيدَ فِي الصَّلاةِ؟ فَقَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالُوا: صَلَّيْتَ خَمْسًا ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک بار) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ تو آپ سے کہا گیا: کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا ہوا؟'' کہنے لگے کہ آپ نے پانچ رکعتیں پڑھائی ہیں۔ تب آپ نے دو سجدے کئے جبکہ آپ سلام پھیر چکے تھے۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اکثر اہل علم کا یہ موقف ہے کہ اگر کوئی بھول کر پانچ رکعتیں پڑھ لے تو اس کی نماز درست اور صحیح ہے، بھولنے کی جگہ سجود سہو کرے گا۔ چنانچہ علقمہ، حسن بصری، عطاء اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا یہی قول ہے نیز امام زہری، مالک، اوزاعی، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ وغیرہم کا یہی موقف ہے، امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا: اگر اس نے چوتھی رکعت کے بعد تشہد نہیں کیا تو نماز لوٹائے گا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: اگر اس نے چوتھی رکعت میں تشہد نہیں کیا تو اس کی نماز فاسد ہے اور اس پر اعادہ واجب ہے اور اگر چوتھی رکعت کے بعد بیٹھا ہے تو اس کی نماز ظہر ادا ہوگئی اور پانچویں زائد رکعت اس کے حق میں نفل بن گئی، وہ ایک اور رکعت پڑھے، پھر تشہد بیٹھ کر سلام پھیرے اور سجود سہو کرے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذکورہ صدر موقف کے خلاف سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت حجت ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چوتھی رکعت کے اختتام پر بیٹھے نہیں تو آپ نے نماز دہرائی نہیں۔ اور اگر بیٹھے ہیں تو چھٹی رکعت آپ نے نہیں پڑھی۔

فائدہ: ائمہ احناف کا اس حدیث سے استدلال یہ ہے کہ سہو کی سبھی صورتوں میں سجدے سلام کے بعد ہوں جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ کا میلان اس طرف ہے کہ کمی کی صورت میں سلام سے پہلے اور اضافہ ہو جانے کی صورت میں سلام کے بعد سجدے کئے جائیں۔ نیز اگلی حدیث ملاحظہ کی جائے۔ (ع،س)

(134)......بَابُ مَنْ تَرَكَ التَّشَهُّدَ الْأَوَّلَ

جو آدمی پہلا قعدہ چھوڑ دے (تو کیا کرے؟)

(٧٥٧)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ......

(٧٥٧) أخرجه البخاري: ١٢٢٥ ، و مسلم: ٧٠

عَـنْ عَبْـدِ اللَّهِ بْنِ بُحَيْنَةَ ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اثْنَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ ، فَلَـمْ يَـجْلِسْ فِيهِمَا ، فَلَمَّا قَضَى صَلاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ، ثُمَّ سَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ۔

سیدنا عبد اللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی دو رکعت پڑھنے کے بعد بیٹھے بغیر کھڑے ہو گئے اور قعدہ اولیٰ نہیں کیا۔ جب نماز پوری کر چکے تو دو سجدے کئے، پھر ان کے بعد سلام پھیرا۔

شرح اس حدیث مبارکہ میں ان پر رد ہے جو کہتے ہیں کہ سہو کے سب سجدے سلام کے بعد ہیں۔ (فتح الباری) (ع،س)

سیدنا عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ کا پورا نام عبداللہ بن مالک بن بحینہ ہے، مالک آپ کے والد تھے اور بحینہ آپ کی والدہ صاحبہ کا نام ہے۔ آپ بنو ازدشنوءۃ سے تعلق رکھتے تھے جو کہ بنو عبد مناف کے حلیف تھے۔

سنن کے چھوٹ جانے پہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک سجدہ سہو واجب نہیں ہے سوائے اس کے کہ تشہد اول میں بیٹھا، تشہد پڑھنا یا دعائے قنوت رہ جائے۔

(٧٥٨)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْـنُ يُـوسُفَ ، نَـا مُـحَـمَّـدُ بْـنُ إِسْـمَاعِيلَ ، نَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ، نَا لَيْثٌ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ الأَسَدِيِّ ، أَنَّ رَسُولَ الـلَّـهِ صَـلَّـى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِي صَلاةِ الـظُّهْـرِ وَعَـلَيْهِ جُلُوسٌ ، فَلَمَّا أَتَمَّ صَلاتَهُ ، سَـجَـدَ سَـجْدَتَيْنِ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَـالِـسٌ قَبْـلَ أَنْ يُسَلِّمَ ، وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهُ مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوسِ۔

سیدنا عبد اللہ بن بحینہ اسدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز میں قعدہ اولیٰ کئے بغیر کھڑے ہو گئے حالانکہ اس وقت آپ کو بیٹھنا چاہیے تھا۔ جب آپ نے نماز پوری کی تو آپ نے بیٹھے بیٹھے ہی سلام سے پہلے دو سجدے سہو کے کئے اور ہر سجدے میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا۔ مقتدیوں نے بھی آپ کے ساتھ یہ دو سجدے کئے۔ آپ بیٹھنا بھول گئے تھے، اس لئے یہ سجدے اسی کے بدلے میں کئے گئے۔

(135)......بَابُ مَنْ سَلَّمَ عَنْ رَكْعَتَيْنِ

جس نے (چار رکعت والی نماز میں) دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا

(٧٥٩)۔ أَخْبَـرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَنَا أَبُو

(٧٥٨) أخرجه البخاري: ١٢٣٠ ، و مسلم: ٥٧٠

(٧٥٩) انظر الحديث التالي

مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ......

عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاةَ الْعَصْرِ، فَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ، فَقَامَ ذُو الْيَدَيْنِ، فَقَالَ: أَقُصِرَتِ الصَّلاةُ، أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كُلُّ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ.)) فَقَالَ: قَدْ كَانَ بَعْضُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: ((أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟)) فَقَالُوا: نَعَمْ، فَأَتَمَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَقِيَ مِنْ صَلاتِهِ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِيمِ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) ہمیں نماز عصر پڑھائی تو دو رکعتوں کے بعد آپ نے سلام پھیر دیا۔ ذوالیدین (صحابی) کھڑے ہوئے، انھوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم کر دی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان میں سے کچھ بھی نہیں ہوا۔'' اس پر صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ تو ضرور ہوا ہے، پھر آپ نے لوگوں سے پوچھا: ''کیا ذوالیدین صحیح کہہ رہے ہیں؟'' حاضرین بولے کہ جی ہاں! پھر آپ نے باقی نماز مکمل کی اور بیٹھے بیٹھے سہو کے دو سجدے کیے، سلام پھیرنے کے بعد۔

(٧٦٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا إِسْحَاقُ، نَا ابْنُ شُمَيْلٍ، أَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى صَلاتَيِ الْعَشِيِّ، قَالَ ابْنُ سِيرِينَ: قَدْ سَمَّاهَا أَبُو هُرَيْرَةَ، وَلَكِنْ نَسِيتُ أَنَا، قَالَ: فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ إِلَى خَشَبَةٍ مَعْرُوضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضْبَانُ، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى، وَشَبَّكَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ہمیں دوپہر کے بعد کی دو نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھائی (ظہر یا عصر) ابن سیرین نے کہا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس نماز کا نام تو لیا تھا لیکن میں بھول گیا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھا کر سلام پھیر دیا، اس کے بعد ایک لکڑی کی لاٹھی سے جو مسجد میں رکھی ہوئی تھی آپ ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے۔

(٧٦٠) أخرجه البخاري: ٤٨٢، ٧١٤، ٧١٥، و مسلم: ٥٧٣

بَيْنَ أَصَابِعِهِ، وَوَضَعَ خَدَّهُ الأَيْمَنَ عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى، وَخَرَجَتِ السَّرْعَانُ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ، فَقَالُوا: قَصُرَتِ الصَّلَاةُ، وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ، وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طُولٌ، يُقَالُ لَهُ: ذُو الْيَدَيْنِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنَسِيتَ أَمْ قَصُرَتِ الصَّلَاةُ، فَقَالَ: ((لَمْ أَنْسَ، وَلَمْ تُقْصَرْ))، فَقَالَ: ((أَكَمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ؟)) فَقَالُوا: نَعَمْ، فَتَقَدَّمَ، فَصَلَّى مَا تَرَكَ، ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ، وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ، أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ، فَرُبَّمَا سَأَلُوهُ: ثُمَّ سَلَّمَ، فَيَقُولُ: نُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ، قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ۔

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آپ بہت ہی خفا ہوں۔ آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا اور ان کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا اور آپ نے اپنے دائیں رخسار مبارک کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے سہارا دیا۔ جو لوگ نماز پڑھ کر جلدی نکل جایا کرتے تھے وہ مسجد کے دروازوں سے باہر چلے گئے۔ پھر لوگ کہنے لگے کہ کیا نماز کم کر دی گئی ہے؟ حاضرین میں ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے لیکن انھیں بھی آپ سے بولنے کی ہمت نہ ہوئی۔ حاضرین میں ایک شخص تھے جن کے ہاتھ لمبے تھے اور انھیں ذوالیدین کہا جاتا تھا۔ انھوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ بھول گئے ہیں یا نماز کم کر دی گئی ہے، آپ نے فرمایا کہ نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز میں کوئی کمی ہوئی ہے۔ پھر آپ نے لوگوں سے پوچھا: ''کیا ذوالیدین صحیح کہہ رہے ہیں؟'' حاضرین بولے کہ جی ہاں! یہ سن کر آپ آگے بڑھے اور باقی رکعتیں پڑھیں، پھر سلام پھیرا، پھر تکبیر کہی اور سہو کا سجدہ کیا۔ معمول کے مطابق یا اس سے بھی لمبا سجدہ۔ پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی، پھر اور دوسرا سجدہ کیا، معمول کے مطابق یا اس سے بھی طویل، پھر سر اٹھایا اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا، لوگوں نے بار بار (ابن سیرین) سے پوچھا کہ کیا پھر سلام پھیرا تو وہ جواب دیتے کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ پھر سلام پھیرا۔

شرح: (خرجت السرعان) ''جلد باز لوگ مسجد سے چلے گئے'' امام بخاری رحمہ اللہ نے مذکورہ حدیث سے مسجد میں تشبیک (انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا) کے جواز پر دلیل پکڑی ہے۔ کچھ علماء نے مسجد میں تشبیک کرنے کو ناپسند جانا ہے، اسی طرح دوران نماز میں اور نماز کی طرف آتے ہوئے بھی تشبیک کرنے کو ناپسند کیا ہے کیونکہ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے، پھر

مسجد کا قصد کرے تو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری میں ہرگز نہ دے کیونکہ وہ نماز میں ہے۔''

(صحیح، ابوداود: ٥٦٢، ترمذی: ٣٨٦)

امام ابوسلیمان خطابی نے کہا: ''تشبيك الأصـــابـع'' کا معنی ہے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری میں دینا'' یا ''ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈال کر تھامنا'' بسا اوقات آدمی ایسا بے خیالی میں کرتا ہے۔ کبھی انھیں چٹخا تا ہے تھکاوٹ اور کاہلی کو دور کرنے کے لئے، بعض اوقات آدمی یونہی بیٹھے بیٹھے گوٹھ مار لیتا ہے اور ہاتھ گھٹنوں سے گزار کر ایک دوسرے میں ڈال کر پکڑ لیتا ہے، اس طرح نیند آنے کا سخت اندیشہ لاحق ہو جاتا ہے اور وضو ٹوٹنے کا قوی امکان پیدا ہو جاتا ہے اس لئے منع کیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو آدمی نماز کی طرف جا رہا ہو اس کے لئے خاص طور پر یہ عمل منع ہے کیونکہ یہ عمل کسی طرح بھی نماز کے لئے مناسب نہیں ہے اور باوضو ہو کر نماز کی طرف جانے والا شخص حکماً نماز میں ہوتا ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں کچھ اور فوائد بھی ہیں کہ بھول کر کلام کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ نے اس حدیث سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ جان بوجھ کر گفتگو کرنے سے بھی نماز باطل نہیں ہوتی۔ اگر وہ کلام نماز میں درستگی اور اصلاح کی غرض سے ہو کیونکہ ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے عمداً (جان بوجھ کر) گفتگو کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حاضرین سے عمداً بات کی تھی اور لوگوں نے بھی جواب میں نعم ''جی ہاں'' کا لفظ عمداً کہا تھا حالانکہ انھیں بخوبی پتہ تھا کہ نماز پایہ تکمیل کو نہیں پہنچی۔

جن علماء کا موقف ہے کہ بھول کر کلام کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے ان کا خیال ہے کہ یہ واقعہ نماز میں گفتگو کرنے کی حرمت سے پہلے کا ہے، پھر گفتگو کرنا منسوخ قرار دیا گیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور دیگر حاضرین مجلس بھی بولتے حالانکہ وہ نہیں بولے جبکہ سب کو اچھی طرح معلوم تھا کہ نماز کم نہیں ہوئی اور نماز کا کچھ حصہ ابھی باقی ہے۔ ان بزرگوں کی بات کچھ اہمیت کے قابل نہیں اس لئے کہ نماز میں گفتگو کرنے کی حرمت تو مکہ ہی میں نازل ہو چکی تھی اور یہ واقعہ مدینہ منورہ میں پیش آیا کیونکہ اس واقعہ کے راوی ایک تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں وہ متاخر الاسلام ہیں دوسرے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ آخر میں ہجرت کرنے والوں میں ہیں۔

(پھر اس واقعہ کے تینوں کرداروں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ذوالیدین اور حاضرین مجلس کی گفتگو کا ایک محمل یہ بھی ہوسکتا ہے۔ (ع،س) کہ لوگوں کی گفتگو کا مطلب جیسا کہ جناب ابن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ''نعم'' کا اشارہ کیا تھا، بولے نہیں تھے۔ فرض کیا حاضرین مجلس نے بول کر سیدنا ذوالیدین رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی ہو تو اس میں بھی کوئی حرج کی بات نہیں۔ اثنائے نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دینا اور آپ کے بلاوے پر لبیک کہنا، نماز کو باطل

نہیں کرتا کیونکہ مروی ہے کہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جبکہ اُبی رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے انھیں بلایا، وہ حاضر خدمت نہ ہوئے، (نماز مکمل کرنے کے بعد جب خدمت میں حاضر ہوئے) تو نماز میں ہونے کا عذر کیا۔ تو آپ نے فرمایا: کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا؟: ﴿اِسۡتَجِيۡبُوۡا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاكُمۡ﴾ ...... ''تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجا لاؤ'' (سورۂ انفال: ۲۴)، یہ آیت کریمہ اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ تمھیں اثنائے نماز میں سلام کا جواب دینا چاہیے تھا اور تم کہتے: ''السلامُ علیك أیها النبيُّ ورحمة اللّٰه'' نماز میں کسی اور سے اس قسم کی مخاطبت نماز کو باطل کر دیتی ہے۔

باقی رہا سیدنا ذوالیدین رضی اللہ عنہ کا گفتگو کرنا تو یہ اس شبہ کی بنا پر تھا کہ شاید نسخ واقع ہو چکا ہے اور نماز کم کر دی گئی ہے کیونکہ وہ زمانہ احکام کے نزول کا زمانہ تھا اور نسخ کا احتمال رہتا تھا، ذوالیدین رضی اللہ عنہ کی گفتگو اس بھول کی وجہ سے تھی اور سہواً تھی، ادھر آپ ﷺ تو اپنے طور پر نماز مکمل پڑھ چکے تھے اور ساری گفتگو اس خیال میں فرما رہے تھے کہ نماز پوری ہو چکی ہے مگر آپ کو غلطی لگی تھی اور آپ کی گفتگو بھول کر کلام کرنے والے شخص کے حکم میں ہے۔ واللہ اعلم

نبی ﷺ نے اپنے صحابی کو ''ذوالیدین'' کے لقب سے پکارا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس لقب میں صاحب لقب کے لئے اہانت اور تذلیل کا پہلو نہ ہو اس سے بلانا جائز ہے۔

(لم انس) ''میں بھولا نہیں'' نماز میں بھول جانے کے باوجود آپ نے ذوالیدین رضی اللہ عنہ سے کہا: ''میں بھولا نہیں۔'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی آدمی بھولے سے کہتا ہے میں نے تو ایسا نہیں کیا حالانکہ فی الحقیقت اس نے ایسا کیا ہوتا ہے تو اسے جھوٹا نہیں سمجھا جائے گا کیونکہ خطا ونسیان انسان کو معاف ہے اور اس پر گناہ لازم نہیں آتا۔

ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں (انما أنسی لأسُنَّ) ...... ''میں اس لئے بھولا ہوں تا کہ لوگوں کے لئے سنت قرار پائے۔''

اس حدیث میں اس بات کی بھی دلیل کہ اگر نمازی نماز پڑھتے ہوئے ایک سے زائد مرتبہ بھول جائے تو ایک دفعہ سجود سہو کرے۔ آپ ﷺ نے ایک تو دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا، دوسرا گفتگو بھی کی مگر سجدے ایک ہی مرتبہ کئے۔ اکثر فقہاء کا یہی موقف ہے۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے کہا: ہر سہو پر دو سجدے کرنا لازم ہے، نیز اس حدیث میں دلیل ہے کہ سہو کے دونوں سجدوں کے لئے تشہد میں بیٹھنا ضروری ہے خواہ سلام کے بعد سجود سہو کرے۔ باقی رہا سلام سے پہلے سجود سہو کرنا تو اکثر اہل علم کے نزدیک ایسا شخص تشہد نہیں پڑھے گا بلکہ صرف سلام پھیرے گا۔ سلام پھیرنے کے بعد سجود سہو کرنے میں اہل علم کے مابین اختلاف ہے کہ آیا ایسا شخص تشہد پڑھے گا اور سلام پھیرے گا (یا نہیں)؟

بعض نے کہا تشہد بیٹھے گا نہ سلام پھیرے گا۔ جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ تشہد بیٹھے گا اور سلام بھی پھیرے گا۔ یہ جناب عطاء ابن ابی رباح اور امام احمد رحمہما اللہ کا قول ہے اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

تنبیه: کسی صحیح روایت میں تشہد کا ذکر نہیں اور جن روایات میں یہ ذکر ہے وہ قابل حجت نہیں۔ (ع،س)

(۷۶۱)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي ، وَأَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُثَنَّى الأَنْصَارِيُّ ، أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ ، عَنْ أَبِي قِلابَةَ ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ......

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ ، فَسَهَا فِي صَلاتِهِ ، فَسَجَدَ سَجْدَتَي السَّهْوِ ، ثُمَّ تَشَهَّدَ ، ثُمَّ سَلَّمَ۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں نماز پڑھائی تو آپ ﷺ نماز میں بھول گئے، لہٰذا آپ نے دو سجدے کئے پھر تشہد پڑھا، اور پھر سلام پھیر دیا۔

شرح: محمد بن سیرین نے اس حدیث کے علاوہ کچھ دیگر روایات ابوالمہلب سے بیان کی ہیں۔ یہ ابوقلابہ کے چچا ہیں۔ ابوالمہلب کا نام عبدالرحمٰن بن عمرو ہے۔ بعض کہتے ہیں معاویہ بن عمرو ہے۔

امام بغوی کہتے ہیں: ''عبدالوہاب ثقفی، اسماعیل بن علیہ اور دیگر راویانِ حدیث نے اس حدیث کو اس سند سے بیان کیا ہے: (خالد الحذاء عن ابی قلابه عن ابی المهلب عن عمران بن الحصین)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز میں تین رکعات پر سلام پھیر دیا، پھر آپ اپنے گھر میں تشریف لے گئے تو ایک آدمی جس کا نام خرباق تھا آپ کی طرف گیا اور یہ لمبے ہاتھوں والا تھا، کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم کر دی گئی ہے؟ تو آپ غصے میں چادر گھسیٹے ہوئے باہر تشریف لائے اور کہا: ''کیا یہ سچ کہتا ہے؟'' لوگوں نے کہا: ہاں! تب آپ نے وہ رکعت پڑھائی، پھر سلام پھیرا، پھر دو سجدے کئے اور پھر سلام پھیرا (صحیح مسلم: ۵۷۴) اور رواۃِ حدیث نے تشہد کا تذکرہ نہیں کیا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور جناب حسن بصری رحمہ اللہ نے سلام پھیرا اور تشہد نہیں بیٹھے۔

جناب قتادہ نے کہا: تشہد نہ بیٹھا جائے۔

اس حدیث میں اس مسئلہ کی دلیل بھی ہے کہ جو شخص قبلہ کی سمت سے بھول کر ہٹ جائے اس پر نماز کا لوٹانا نہیں ہے۔ اگر کسی کو زبردستی قبلہ کی سمت سے پھیر دیا جائے یا بٹھا دیا جائے تو امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگردوں کے نزدیک ایسے شخص پر اعادہ نماز واجب ہے کیونکہ ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے اور معافی کی گنجائش نہیں۔

---

(۷۶۱) شاذ ضعیف ......أخرجه ابوداود: ۱۰۳۹ ، والترمذی: ۳۹۵

(136)......بَابُ سُجُودِ الْقُرْآن
سجود قرآن کے مسائل

(٧٦٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ عُمَرَ الدِّمَشْقِيِّ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ......

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: سَجَدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى عَشْرَةَ سَجْدَةً مِنْهَا الَّتِي فِي النَّجْمِ۔

سیدنا ابو داود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیارہ مقامات پر سجدہ (تلاوت) کیا ہے ان میں سے وہ مقام بھی ہے جو سورۂ النجم میں ہے۔

(٧٦٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا مُسَدَّدٌ، نَا عَبْدُ الْوَارِثِ، نَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ بِالنَّجْمِ، وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ، وَالْمُشْرِكُونَ، وَالْجِنُّ، وَالإِنْسُ۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نجم میں سجدہ کیا تو مسلمانوں، مشرکوں اور جن وانس سب نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔

(٧٦٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا قُتَيْبَةُ، نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَا......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَجَدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ و ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سورۂ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ اور سورۂ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ میں سجدۂ تلاوت کیا۔

تشریح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: قرآن مجید میں سجود تلاوت کی تعداد کثیر علمائے کرام کے نزدیک چودہ ہے۔

ان میں سے تین سجدے مفصلات سورتوں میں آتے ہیں۔ یہ قول امام ثوری، امام ابن مبارک، امام شافعی، اہل

---

(٧٦٢) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ٥٦٨، وابن ماجه: ١٠٥٥، ورواه ابوداود معلقا بعد الحديث: ١٤٠١

(٧٦٣) أخرجه البخاري: ١٠٧١، ٤٨٦٢

(٧٦٤) أخرجه البخاري: ١٠٧٨، ومسلم: ٥٧٨

الرائے، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ کا ہے۔

اہل علم کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ مفصلات سورتوں میں کوئی سجدہ تلاوت نہیں ہے۔ سیدنا اُبی بن کعب، سیدنا ابن عباس، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اور امام مالک رحمہ اللہ سے ایسے ہی مروی ہے، جناب عکرمہ، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچ کر مفصلات سورتیں پڑھتے ہوئے سجدہ تلاوت نہیں کیا۔ امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: پہلا موقف ہی اولیٰ ہے کیونکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے با سند صحیح آیا ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سورۂ ﴿اِقْرَأْ﴾ اور ﴿اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ میں سجدۂ تلاوت کیا اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آخر آخر میں اسلام لانے والے صحابی ہیں۔

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں پندرہ سجدے پڑھائے جن میں تین مفصل سورتوں میں ہیں اور سورۂ حج میں دو سجدے ہیں۔ (ضعیف، ابوداود: ۱۴۰۱، ابن ماجہ: ۱۰۵۷)

یہ موقف اہل علم کی ایک جماعت کا ہے۔ مثلاً امام عبداللہ بن مبارک، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ وغیرہ۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم صحیح احادیث سے قرآن مجید میں 15 سجدوں کا ذکر ملتا ہے اور اہل حدیث کے نزدیک قرآن مجید میں پندرہ جگہ سجدۂ تلاوت ہے جبکہ احناف اور شوافع 14 سجدوں کے قائل ہیں۔ احناف سورۂ حج میں ایک سجدے کے قائل ہیں جبکہ سورۂ حج میں دو سجدوں کا ثبوت احادیث سے ملتا ہے۔

شوافع سورۂ ص کے سجدے کے قائل نہیں ہیں جبکہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ ص کا سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔'' (صحیح بخاری: ۱۰۶۹)

(احادیث سے قرآن پاک میں 15 سجدوں کا ذکر ملتا ہے، لہٰذا قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے 15 مقامات پر سجدہ کرنا مستحب ہے۔ راجح بات یہی ہے کہ سجدہ تلاوت واجب نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ ع،س)

(137)......بَابُ السَّجْدَةِ فِي الْحَجِّ

سورۂ حج میں سجدہ کرنا

(۷۶۵)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، نَا قُتَيْبَةُ، نَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ......

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فُضِّلَتْ سَوْرَةُ الْحَجِّ بِأَنَّ فِيهَا سَجْدَتَيْنِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْهُمَا

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا سورۂ حج کو اس لئے فضیلت حاصل ہے کہ اس میں دو سجدے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جی ہاں، جو

(۷۶۵) ضعیف ......أخرجه ابوداود: ۱۴۰۲، و الترمذی: ۵۷۸

فَلا یَقْرَأُهَا۔)) یہ دوسجدے نہ کرے وہ اس سورۃ کو نہ پڑھے۔''

شرح **فـائدہ**: یہ احادیث اگرچہ سنداً ضعیف ہیں لیکن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ان کے کچھ شواہد بھی ہیں جو ایک دوسرے کی تقویت کا باعث ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ الانبیاء، آیت: ۱۸) (ع،س)

سیدنا عمر فاروق اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ دونوں نے کہا: سورۂ حج کو فضیلت دوسجدوں کی بنا پر حاصل ہے، ایسا قول سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی آیا ہے، حضرات صحابہ کرام میں سے سیدنا عمر فاروق، سیدنا علی، سیدنا ابن مسعود، سیدنا عمار، سیدنا ابوموسیٰ اور سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہم کے بارے میں آتا ہے کہ یہ سب بزرگ سورۂ حج میں دوسجدے کرتے تھے۔ امام ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ بھی اسی طرف گئے ہیں۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ سورۂ حج میں ایک ہی سجدہ ہے اور وہ پہلا ہے، جناب سفیان ثوری اور اہل الرائے اس کے قائل ہیں۔

(138)......بَابُ السُّجُوْدِ فِي ﴿ص﴾

سورۂ ص میں سجدہ کرنا

(٧٦٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي ص، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَلَيْسَتْ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ ص میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تھا اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: سورۂ ص کا سجدہ لازم نہیں ہے۔

شرح اہل علم نے سورۂ ص کے سجدے کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ یہ سجدۂ شکر ہے اور لازم سجود میں سے نہیں ہے (یعنی داود علیہ السلام نے یہ سجدہ بطور شکرانہ کے کیا تھا اور اسی مناسبت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔)

اہل علم کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ سورۂ صٓ میں سجدہ کیا جائے گا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ امام سفیان ثوری، امام ابن مبارک، امام احمد، امام اسحاق اور اہل الرائے اسی کے قائل ہیں۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: داود علیہ السلام ان انبیاء میں سے ہیں جن کی پیروی کرنے کا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔ اس موقع پر داود علیہ السلام نے سجدہ کیا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سجدہ کیا۔ (لہٰذا ہمیں بھی کرنا چاہیے)

(٧٦٦) أخرجه البخاري: ١٠٦٩، ٣٤٢٢

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ یہ نہیں پڑھتے: ﴿اُولٰٓـئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ ...... ''یہی لوگ ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی سو آپ بھی ان ہی کے طریق پر چلئے'' [سورۂ انعام: ۹۰]

(صحیح بخاری: ۳۴۲۱)

(139)......بَابُ سُجُود التِّلَاوَةِ فِي الصَّلَاةِ

فرض نماز میں سجدہ تلاوت کرنا

(٧٦٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا مُسَدَّدٌ، نَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ سَمِعْتُ أَبِي، حَدَّثَنِي بَكْرٌ......

عَنْ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ: ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ فَسَجَدَ، فَقُلْتُ: مَا هَذِهِ؟ قَالَ: سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلا أَزَالُ أَسْجُدُ فِيهَا حَتَّى أَلْقَاهُ۔

جناب ابو رافع کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی، آپ نے سورۂ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّت﴾ پڑھی اور سجدہ تلاوت کیا، میں نے کہا: آپ نے یہ کیا کیا؟ انھوں نے کہا: میں نے یہ سجدہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے کیا تھا۔ میں یہ سجدہ کرتا رہوں گا تا آنکہ فوت ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاؤں۔

(140)......بَابُ السُّجُودِ بِسُجُودِ الْقَارِىءِ

تلاوت کرنے والے کے سجدہ کی بنا پر (سننے والے کا) سجدہ کرنا

(٧٦٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ، أَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، أَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ، فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ، فَنَزْدَحِمُ حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا لِجَبْهَتِهِ مَوْضِعًا يَسْجُدُ عَلَيْهِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سجدے والی آیت تلاوت فرماتے اور سجدہ کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم بھی سجدہ کرتے حتیٰ کہ ہم میں سے کسی ایک کو رش کی وجہ سے (بعض اوقات) اپنی پیشانی رکھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی۔ محمد بن بشیر اول نے عبید اللہ سے

(٧٦٧) أخرجه البخاري: ١٠٧٨، و مسلم: ٥٧٨

(٧٦٨) أخرجه البخاري: ١٠٧٦، و مسلم: ٥٧٥

یہ الفاظ مزید بیان کئے ہیں کہ (فی غیر صلاۃ)''نماز کے علاوہ۔

(141)......بَابُ مَنْ تَرَكَ سُجُودِ التِّلَاوَةِ

جس آدمی نے سجدہ تلاوت نہ کیا (اس کا حکم)

(٧٦٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، نَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا۔

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورۂ نجم کی تلاوت کی اور آپ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث مبارکہ میں دلیل ہے کہ سجدہ تلاوت واجب نہیں اگر واجب ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ سجدہ کئے بغیر نہ رہتے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے جمعہ کے دن منبر پر سورۂ السجدہ کی تلاوت کی (جب سجدہ کی آیت آئی) تو نیچے اترے اور سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ پھر اگلے جمعہ کو انھوں نے دوبارہ وہی سورت پڑھی (جب سجدہ کی آیت آئی) تو لوگ سجدہ کرنے کے لئے تیار ہوئے تو کہا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان سجدوں کو ہم پر فرض نہیں کیا، سوائے اس کے کہ ہم چاہیں، لہٰذا آپ نے سجدہ نہ کیا اور لوگوں کو بھی سجدہ کرنے سے باز رکھا۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کا یہی قول ہے۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو سجدے والی آیت سنتا ہے مگر وہ سننے کی نیت سے نہیں بیٹھا تھا تو کیا اس پر سجدہ واجب ہے۔ انہوں نے اس کے جواب میں فرمایا اگرچہ وہ اس نیت سے بیٹھا بھی ہو تو! (گویا انھوں نے سجدۂ تلاوت کو واجب نہیں سمجھا۔)

ایک گروہ کا خیال ہے کہ سجدہ تلاوت پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر واجب ہے۔ انھوں نے کہا: اگر وہ بے وضو حالت میں قرآن سن رہا ہے تو جب وضو کرے تو سجدہ بجا لائے یہ سفیان ثوری، اہل الرائے اور امام اسحاق کا قول ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: سجدہ ان کے لئے ضروری ہے جنھوں نے آیت سجدہ قصد سے سنی ہو۔ سائب بن یزید واعظوں اور قصہ خوانوں کے سجدہ کرنے پر سجدہ نہ کرتے۔

امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: کسی ایسے شخص سے سجدہ والی آیت سننے پر سجدہ نہیں جو آپ کا امام نہیں، سجدۂ تلاوت تو قصداً

(٧٦٩) أخرجه البخاري: ٣٠٧٣، و مسلم: ٥٧٧

تلاوت سننے کی وجہ سے یا اقتداء کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے، اس صورت میں جب پڑھنے والا یا امام سجدہ کرے گا تو اس کے ہمراہ لوگ بھی کریں گے۔

امام مالک نے کہا: نماز صبح کے بعد سورج بلند ہونے تک اور نماز عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک سجدے والی آیت کی تلاوت مناسب نہیں۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور سجدہ کرنا نماز ہی کا حصہ ہے۔ امام زہری نے کہا کہ سجدہ کے لئے طہارت ضروری ہے، اگر کوئی سفر کی حالت میں نہ ہو بلکہ گھر ہو تو سجدہ قبلہ رو ہو کر کیا جائے گا اور سواری پر قبلہ رو ہونا ضروری نہیں جدھر بھی رخ ہو۔

(142)......بَابُ مَا يَقُولُ فِي سُجُودِ التِّلَاوَةِ

سجدۂ تلاوت میں کونسی دعا پڑھنی چاہیے؟

(٧٧٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ ، نَا أَبُو عِيسَى ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ ، نَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ......

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ: ((سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ ، بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت سجدۂ تلاوت میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَ قُوَّتِهِ. ''میرے چہرے نے اس ذات کے لئے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا، اس کے کان اور آنکھ کے سوراخ نکالے اپنی طاقت اور قوت سے۔''

(٧٧١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ ، نَا أَبُو عِيسَى ، نَا قُتَيْبَةُ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ ، نَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ ، قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي رَأَيْتُنِي اللَّيْلَةَ وَأَنَا نَائِمٌ كَأَنِّي أُصَلِّي خَلْفَ شَجَرَةٍ ، فَسَجَدْتُ ، فَسَجَدَتِ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں، میں نے سجدہ کیا، درخت نے

(٧٧٠) هذا حديث حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ١٤١٤ ، والترمذي: ٥٨٠ ، والنسائي: ١١٢٩

(٧٧١) حسن ......أخرجه الترمذي: ٥٧٩ ، وابن ماجه: ١٠٥٣

الشَّجَرَةُ لِسُجُودِي ، فَسَمِعْتُهَا وَهِيَ تَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا ، وَضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا ، وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا ، وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجْدَةً ، ثُمَّ فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ مِثْلَ مَا أَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ۔

بھی میرے ساتھ سجدہ کرنے کی بنا پر سجدہ کیا۔ میں نے سنا درخت یہ دعا پڑھ رہا تھا: اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا ، وَضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا ، وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا ، وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ) ''اے اللہ! اس سجدے کے بدلے میرے لئے اپنے ہاں اجر لکھ لے اور اس کے ذریعے مجھ سے (گناہوں کا) بوجھ اتار دے اور اسے میرے لئے اپنے پاس ذخیرہ بنا لے اور اسے مجھ سے اس طرح قبول فرما جس طرح تو نے اپنے بندے داود ﷺ سے قبول کیا تھا۔'' سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے سجدے والی آیت پڑھی اور سجدہ کیا، نیز کہتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کو سنا وہی دعا پڑھ رہے تھے جو آدمی نے درخت کو پڑھتے ہوئے سنا تھا۔

تشریح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سنت طریقہ یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت کے لئے تکبیر کہی جائے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس قرآن کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور جب آپ کسی سجدے کی آیت سے گزرتے تو تکبیر کہتے اور سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کرتے۔ (ابوداود: ۱۴۱۳، یہ روایت تو صحیح ہے، لیکن اس میں تکبیر کا ذکر منکر ہے) اکثر اہل علم کا یہی قول ہے۔

امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کہتے ہیں: سجدہ تلاوت کرنے والا ہاتھ اٹھا کر نیت کرے گا (جس طرح نماز شروع کرتے وقت کی جاتی ہے۔)

امام محمد بن سیرین اور امام عطاء بن ابی رباح رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ سجدہ تلاوت کرنے والا شخص سلام پھیرے گا۔ امام اسحاق کا بھی یہی قول ہے، امام احمد سجدہ تلاوت کے بعد سلام پھیرنے کے قائل نہیں۔

سواری پر قرآن پڑھنے والا آدمی سجدہ تلاوت اشارہ سے کرے گا اور چلتے پھرتے قرآن کی تلاوت کرنے والا زمین پر سجدہ کرے گا۔

سننے والے آدمی کے لئے سنت یہی ہے کہ اگر پڑھنے والا سجدہ کرتا ہے تو وہ بھی کرے اور اگر پڑھنے والا سجدہ نہیں کرتا تو اس کے ذمے بھی ضروری نہیں۔

امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کا کہنا ہے کہ اگر کوئی شخص تلاوت قرآن سننے کی غرض سے نہیں بیٹھا تو اسے اختیار ہے سجدہ تلاوت کرے یا نہ کرے۔

فائدہ: حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: سجدۂ تلاوت چونکہ نماز نہیں ہے اس لئے اس کے لئے شروط نماز مقرر نہیں کی جائیں گی بلکہ یہ بغیر طہارت کے بھی جائز ہے جیسا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل بھی اس کی دلیل ہے۔

(مجموع الفتاویٰ ۲۳/۱۶۵)

اگر سجدہ تلاوت نماز کے اندر کیا جا رہا ہے تو تکبیر کہی جائے گی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جھکتے اور اٹھتے وقت لازماً تکبیر کہتے تھے اس لئے سجدہ تلاوت کے لئے جھکتے وقت بھی تکبیر کہنی چاہیے۔

بعض علماء قبلہ رخ ہونا بھی ضروری نہیں سمجھتے، وہ کہتے ہیں: سجدے کا حکم تلاوت قرآن پاک کا ہے نماز کا نہیں ہے تلاوت غیر قبلہ کی طرف منہ کر کے ہوسکتی ہے تو سجدہ بھی۔ (المحلیٰ لابن حزم ۵/ ۱۰۵) واللہ اعلم۔ (ع،س)

(143)......بَابُ سُجُوْدِ الشُّكْرِ

سجدۂ شکر کا بیان

(۷۷۲)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ جَعْدٍ، نَا شَرِيكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ...... عَنْ أَبِي مُوسَى مَالِكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَوْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا حِينَ أُتِيَ بِالْمُخْدَجِ، فَلَمَّا رَآهُ سَجَدَ سَجْدَةَ الشُّكْرِ۔

جناب محمد بن قیس، ابوموسیٰ مالک بن عبداللہ یا عبداللہ بن مالک سے بیان کرتے ہیں، انھوں نے کہا: میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا، جب ان کے پاس خارجی کی نعش لائی گئی، جب علی رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو اللہ کا شکر کرتے ہوئے سجدہ ریز ہو گئے۔

تشریح: فائدہ: مسند احمد میں اس روایت کی تفصیل یہ ہے:

عَنْ طَارِقِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ سَارَ عَلِيٌّ إِلَى النَّهْرَوَانِ فَقَتَلَ الْخَوَارِجَ فَقَالَ اطْلُبُوا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((سَيَجِيءُ قَوْمٌ يَتَكَلَّمُونَ بِكَلِمَةِ الْحَقِّ لَا يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ سِيمَاهُمْ أَوْ فِيهِمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ مُخْدَجُ الْيَدِ فِي يَدِهِ شَعَرَاتٌ سُودٌ۔)) إِنْ كَانَ فِيهِمْ فَقَدْ قَتَلْتُمْ شَرَّ النَّاسِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِمْ فَقَدْ قَتَلْتُمْ خَيْرَ النَّاسِ۔ قَالَ ثُمَّ إِنَّا وَجَدْنَا الْمُخْدَجَ قَالَ فَخَرَرْنَا سُجُودًا وَخَرَّ عَلِيٌّ سَاجِدًا مَعَنَا۔ ......طارق بن زیاد کہتے

(۷۷۲) حسن لغیرہ ......أخرجه الامام احمد فی المسند: ۸۴۸ فی حدیث طویل

ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نہروان کی طرف روانہ ہوئے اور خوارج سے لڑائی کی اور لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد کہا: (اس علامت کا بندہ) تلاش کرو، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو بات تو سچی کریں گے لیکن وہ بات ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی، وہ اسلام سے یوں سرک جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے، ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں کالے رنگ ناقص ہاتھ والا ایک آدمی ہوگا، اس کے ہاتھ پر سیاہ بال ہوں گے۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اب دیکھو، اگر وہ آدمی ان میں ہے تو تم نے واقعی بدترین لوگوں کو قتل کیا ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو تم نے بہترین لوگوں کو قتل کیا ہے۔ پھر واقعی ہم نے اس ناقص ہاتھ والے آدمی کو پا لیا اور ہم نے بطورِ تشکر سجدہ کیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی ہمارے ساتھ سجدہ کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خارجی سرغنہ کے بارے میں پیش گوئی فرمائی تھی کہ اس کا بازو کٹا ہوا ہوگا اور گوشت ڈھلک کر عورت کے پستان جیسی شکل اختیار کر لے گا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے اسے قتل کیا تھا، جناب علی رضی اللہ عنہ اسے دیکھنے کے لئے سخت بے تاب تھے کہ میرے لشکر کے ہاتھوں وہ خبیث انجام کو پہنچا، ڈھلکے ہوئے گوشت کو ناکارہ ہونے کی وجہ سے مِخْدَج کہا جاتا ہے، خداج کے معنی ناکارہ اور نامکمل ہونے کے ہیں۔ (ع،س)

شیخ امام نے کہا: کسی نعمت کے حصول کے موقع پر جس کا ایک عرصے سے انتظار تھا یا مصیبت و تکلیف سے چھٹکارے کے وقت جس نے ایک طویل زمانہ آزمائش میں ڈالے رکھا، خوشی و مسرت کے موقع پر۔ گناہ یا جسمانی عارضے میں مبتلا شخص کو دیکھ کر سجدہ شکر کرنا، سنت و مشروع ہے۔ مصیبت زدہ کو دیکھ کر سجدہ شکر مخفی کرنا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ وہ ناشکری میں پڑ جائے البتہ گناہ گار کو دکھلا کر کرنا چاہیے ہوسکتا ہے اسے توبہ کی توفیق مل جائے۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی خوشخبری ملتی تو اللہ کے حضور سجدے میں گر پڑتے۔ (صحیح، ابوداود: ۲۷۷٤، ترمذی: ۱۵۷۸، ابن ماجہ: ۱۳۹٤)

مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پست قامت شخص کو دیکھا تو سجدہ شکر کیا۔ (مرسل، دارقطنی: ۱/ ۱۵۷)

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب ملک یمامہ کے فتح ہونے کی اطلاع ملی تو انھوں نے شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ کیا۔ (سنن بیہقی: ۱/ ۳۷۱)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی خارجی شخص کے قتل کی اطلاع پر سجدہ شکر کیا تھا۔ یہ اکثر اہل علم کا موقف ہے۔

سجدۂ شکر کرتے ہوئے علماء نے کچھ شرائط کا ذکر کیا ہے کہ انسان حدث سے، اور جگہ اور کپڑے نجاست سے پاک ہوں، قبلہ رخ ہو سوائے مسافر ہونے کی صورت میں، مسافر شخص راستے میں چلتے ہوئے اشارے سے سجدہ شکر کرلے جیسے سجدہ تلاوت کیا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ سجدۂ شکر دوران نماز میں کرنا جائز نہیں۔

(رأى نغاشًا) ''آپ نے پست قد کو دیکھا'' بعض روایتوں میں نغاشاً آیا ہے ٹھگنے اور سست و کمزور شخص کو کہتے ہیں۔

(144)......بَابُ الْأَوْقَاتِ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا

وہ اوقات جن میں نماز پڑھنا منع ہے

(٧٧٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا يَتَحَرَّى أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّى عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَلا عِنْدَ غُرُوبِهَا۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی تم میں سے انتظار میں نہ بیٹھا رہے کہ سورج طلوع ہوتے ہی نماز کے لئے کھڑا ہو جائے۔ اسی طرح سورج ڈوبنے کے انتظار میں بھی نہیں رہنا چاہیے۔''

(٧٧٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَيَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَعَنِ الصَّلاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نماز عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع کیا تا آنکہ سورج غروب ہو جائے اور نماز فجر کے بعد سورج نکلنے تک نماز پڑھنے سے روکا۔

(٧٧٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ الْجُنْدَعِيُّ......

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لا صَلاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ، وَلا صَلاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''صبح کی نماز ادا کر لینے کے بعد طلوع آفتاب تک کوئی نماز (جائز) نہیں اور نماز عصر ادا کر لینے کے بعد غروب آفتاب تک

(٧٧٣) أخرجه البخاري: ٥٨٥، و مسلم: ٨٢٨

(٧٧٤) أخرجه البخاري: ٥٨٤، و مسلم: ٨٢٥

(٧٧٥) أخرجه البخاري: ٥٨٦، و مسلم: ٨٢٧

کوئی دوسری نماز نہیں۔''

(٧٧٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الصُّنَابِحِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ وَمَعَهَا قَرْنُ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا، ثُمَّ إِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا، فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ فَارَقَهَا، فَإِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوبِ قَارَنَهَا، فَإِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا))، وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي تِلْكَ السَّاعَاتِ۔

سیدنا عبد اللہ صنابحی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سورج جب طلوع ہو جاتا ہے تو وہ الگ ہو جاتا ہے، پھر جب سورج برابر (نصف آسمان پر) ہوتا ہے تو شیطان کا سینگ سورج سے مل جاتا ہے اور جب زوال شمس ہوتا ہے تو دور ہو جاتا ہے، اسی طرح جب آفتاب غروب ہونا شروع ہوتا ہے تو اس سے مل جاتا ہے اور جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو اس سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔'' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

شرح: صنابحی کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع ثابت نہیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنے کی غرض سے چلے تھے۔ ابھی راستے ہی میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث بیان کی ہیں، آپ کی کنیت ابوعبداللہ صنابحی ہے، جبکہ نام عبدالرحمٰن بن عسیلہ ہے۔

(معها قرن الشيطان) ''اس کے ساتھ شیطان کا سینگ ہوتا ہے'' کہا گیا ہے کہ اس سے مراد شیطان کے ساتھی اور اس کی جماعت اور ٹولہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَأَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ﴾ ''اور ان کے بعد دوسری جماعتوں کو پیدا کر دیا۔'' (سورۂ انعام: ٦)، یہاں ''قرن'' سے مراد سورج کے پجاری ہیں، کیونکہ آفتاب پرست ان اوقات میں سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ بعض نے کہا: قَرْنُ الشيطان سے مراد شیطان کی قوت اور طاقت ہے۔ عرب کہتے ہیں: "فلان مُقرِنٌ لِهٰذَا الأمر" فلاں بندہ یہ کام کرسکتا ہے، وہ اس کی طاقت رکھتا ہے اور اس کے بس میں ہے۔ شیطان بھی ان اوقات میں اپنا پورا زور لگاتا ہے کہ سورج پرستوں کو سورج کی عبادت کی طرف لگا لیتا ہے۔

بعض نے کہا: شیطان ان اوقات میں اپنا سر آفتاب کے قریب کرتا ہے حتیٰ کہ سورج کا طلوع وغروب اس کے سر کے دو کناروں (قرن) کے بیچ سے ہوتا ہے۔ اس طرح سورج کے پجاریوں کا سجدہ سورج کے ساتھ ساتھ شیطان کو بھی ہو جاتا ہے۔

---

(٧٧٦) صحيح ...... أخرجه النسائی: ٥٥٩، وابن ماجه: ١٢٥٣

(۷۷۷)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْخَفَّافُ ، أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ السَّرَّاجُ ، حَدَّثَنِي أَبُو يَحْيَى الْبَزَّازُ ، نَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ، نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ ......

نَا شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَبُو عَمَّارٍ ، وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ أَبُو أُمَامَةَ: يَا عَمْرُو بْنَ عَبَسَةَ لِصَاحِبِ الْعَقْلِ ، رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ ، بِأَيِّ شَيْءٍ تَدَّعِي أَنَّكَ رُبْعُ الإِسْلامِ ، فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَرَى النَّاسَ عَلَى ضَلالَةٍ ، وَلا أَرَى الأَدْيَانَ شَيْئًا ، ثُمَّ سَمِعْتُ عَنْ رَجُلٍ يَخْبِرُ أَخْبَارًا بِمَكَّةَ ، وَيُحَدِّثُ أَحَادِيثَ ، فَرَكِبْتُ رَاحِلَتِي حَتَّى أَقْدَمَ مَكَّةَ ، فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْفِيًا ، وَإِذَا قَوْمُهُ عَلَيْهِ جُرَآءُ ، فَتَلَطَّفْتُ ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ ، فَقُلْتُ: مَا أَنْتَ؟ قَالَ: ((أَنَا نَبِيٌّ)) ، فَقُلْتُ: وَمَا نَبِيٌّ؟ قَالَ: ((رَسُولُ اللَّهِ)) ، قُلْتُ: اللَّهُ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) ، قُلْتُ: بِأَيِّ شَيْءٍ؟ فَقَالَ: ((بِأَنْ يَوَحَّدَ اللَّهُ وَلا يُشْرَكَ بِهِ شَيْءٌ ، وَكَسْرِ الأَوْثَانِ ، وَصِلَةِ الأَرْحَامِ)) ، فَقُلْتُ: مَنْ تَبِعَكَ عَلَى هَذَا الأَمْرِ؟ قَالَ: ((حُرٌّ وَعَبْدٌ)) ، وَإِذَا مَعَهُ بِلالٌ وَأَبُو بَكْرٍ ، فَقُلْتُ: إِنِّي مُتَّبِعُكَ ، قَالَ: ((إِنَّكَ لا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ يَوْمَكَ هَذَا ، وَلَكِنِ ارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ ، فَإِذَا سَمِعْتَ

عکرمہ بن عمار، شداد بن عبد اللہ ابو عمار سے روایت کرتے ہیں، انھیں نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ یہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے کہا: اے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ (آپ قبیلہ بنی سلیم کے ایک فرد ہیں) آپ اسلام کا چوتھا حصہ ہونے کا کیسے دعویٰ کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا: میں جاہلیت میں یقین کرتا تھا کہ لوگ گمراہی میں ہیں اور مختلف ادیان کے متعلق مجھے کچھ معلومات نہ تھیں، پھر میں نے ایک شخص کے متعلق سنا کہ مکہ میں ہے، بہت سی خبریں دیتا ہے اور حدیثیں بیان کرتا ہے، پس میں اپنی سواری پر بیٹھا اور مکہ (انکی خدمت میں) پہنچ گیا اور رسول اللہ ﷺ ان دنوں چھپے ہوئے تھے اور ان کی قوم ان کے اوپر غالب اور مسلط تھی، پھر میں نے نرمی کی (یعنی حیلہ وغیرہ) اور آپ تک پہنچ گیا اور آپ سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا: ''میں نبی ہوں۔'' میں نے عرض کیا: نبی کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: ''اللہ کا رسول۔'' میں نے کہا: کیا اللہ نے آپ کو پیغام دے کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جی ہاں'' میں نے کہا: آپ کو کیا پیغام دے کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے پیغام دیا ہے کہ اکیلے اللہ کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ اور یہ کہ بتوں کو توڑا جائے اور رشتہ

(۷۷۷) أخرجه مسلم: ۸۳۲

بِـی قَـدْ ظَهَرْتُ فَالْحَقْ بِی))، فَرَجَعْتُ إِلَى أَهْـلِي، وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهَــاجِـرًا إِلَـى الْـمَـدِيـنَةِ، وَقَـدْ أَسْلَمْتُ، فَـجَعَلْتُ أَتَخَبَّرُ الأَخْبَارَ حَتَّى جَاءَ رَكْبٌ مِنْ يَثْـرِبَ، فَـقُلْتُ: مَا فَعَلَ هَذَا الرَّجُلُ الْمَكِّيُّ الَّـذِي أَتَـاكُـمْ؟ قَـالُـوا: أَرَادَ قَوْمُهُ قَتْلَهُ، فَلَمْ يَسْتَطِيعُوا ذَلِكَ، وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُ، وَتَرَكْنَا الـنَّـاسَ إِلَيْـهِ سِرَاعًا، فَرَكِبْتُ رَاحِلَتِي حَتَّى قَـدِمْـتُ عَـلَيْـهِ الْـمَـدِينَةَ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتَعْرِفُنِي؟ قَالَ: ((نَعَمْ، أَلَسْـتَ الَّـذِي أَتَيْتَنِي بِمَكَّةَ؟)) فَقُلْتُ: بَلَى، قُـلْـتُ: يَـا رَسُـولَ اللَّهِ، عَلِّمْنِي مِمَّا عَلَّمَكَ الـلَّـهُ وَأَجْهَـلُ، قَـالَ: ((إِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَـأَقْـصِـرْ عَنِ الصَّلاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَـإِذَا طَـلَـعَـتْ فَلا تُصَلِّ حَتَّى تَرْتَفِعَ، فَإِنَّهَا تَـطْـلُـعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ، وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَـا الْـكُـفَّـارُ، فَـإِذَا ارْتَـفَـعَـتْ قِيْدَ رُمْحٍ أَوْ رُمْـحَـيْـنِ، فَـصَـلِّ، فَـإِنَّ الـصَّلاةَ مَشْهُودَةٌ مَـحْـضُـورَةٌ حَتَّى يَسْتَقِلَّ الرُّمْحُ بِالظِّلِّ، ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلاةِ، فَإِنَّهَا تُسْجَرُ جَهَنَّمُ، فَإِذَا فَـاءَ الْـفَـيْءُ، فَـصَلِّ فَإِنَّ الصَّلاةَ مَشْهُودَةٌ، مَـحْضُورَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ، فَأَقْصِرْ عَنِ الـصَّـلاةِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَغْرُبُ حِيـنَ تَـغْـرُبُ بَيْـنَ قَـرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَحِينَئِذٍ يَسْـجُـدُ لَهَا الْكُفَّارُ))، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!

داری کو جوڑا جائے۔" میں نے عرض کی: آپ کے ساتھ اس دین پر کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: "آزاد اور غلام" (راوی نے کہا:) ان دنوں آپ کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ تھے جو آپ پر ایمان لا چکے تھے۔ پھر میں نے عرض کیا: میں آپ کا ساتھ دینا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "ان دنوں تم سے نہ ہو سکے گا۔ تم اپنے گھر لوٹ جاؤ۔ پھر جب سنو کہ میں غالب ہو گیا تو میرے پاس آنا۔" میں اپنے گھر واپس چلا آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ میں آئے اور میں اسلام لا چکا تھا۔ میں اپنے گھر میں لوگوں سے خبر لگا تا رہتا اور پوچھتا رہتا تھا یہاں تک کہ یثرب سے قافلہ آیا۔ میں نے پوچھا: کیوں جی ان صاحب نے کیا کیا جو مکہ کے باشندے ہیں اور جو مدینہ میں آئے ہیں؟ انھوں نے کہا: ان کی قوم نے ان کو مار ڈالنا چاہا مگر کچھ نہ کر سکے۔ ان کے اور ان کی قوم کے درمیان رکاوٹ ڈالی گئی ہے۔لوگ ان کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ پھر میں اپنی سواری پر سوار ہو کر مدینہ آیا اور آپ کے پاس حاضر ہوا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "تم وہی ہو جو مجھ سے مکہ میں ملے تھے؟" میں نے کہا: جی ہاں، پھر میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے بتائیے جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے اور میں نہیں جانتا۔ تب آپ نے فرمایا: "صبح کی نماز پڑھو پھر نماز سے رک جاؤ یہاں تک کہ سورج نکل کر بلند ہو جائے جب طلوع ہو رہا ہو تو نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔ اس لئے کہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے اور اس وقت کافر لوگ اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ پھر جب سورج ایک

أَخْبِرْنِی عَنِ الْوُضُوءِ؟ قَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ رَجُلٍ يُقَرِّبُ وَضُوئَهُ، ثُمَّ يَتَمَضْمَضُ فَيَمُجُّ، ثُمَّ يَسْتَنْشِقُ وَيَسْتَنْثِرُ، إِلا جَرَتْ خَطَايَا فِيهِ وَخَيَاشِيمِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ وَجْهَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ، إِلا جَرَتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، إِلا جَرَتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ، إِلا جَرَتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعَرِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ، إِلا جَرَتْ خَطَايَا قَدَمَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ أَصَابِعِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَحْمَدُ اللَّهَ، وَيُثْنِي عَلَيْهِ بِالَّذِي هُوَ أَهْلٌ، ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ لَهُ إِلا انْصَرَفَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ))، قَالَ أَبُو أُمَامَةَ: يَا عَمْرُو بْنَ عَبَسَةَ! أُنْظُرْ مَاذَا تَقُولُ؟ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعْطَى الرَّجُلُ هَذَا كُلَّهُ فِي مَقَامِهِ؟ قَالَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةِ: يَا أَبَا أُمَامَةَ! لَقَدْ كَبِرَ سِنِّي، وَرَقَّ عَظْمِي، وَاقْتَرَبَ أَجَلِي، وَمَا بِي حَاجَةٌ إِلَى أَنْ أَكْذِبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلا مَرَّةً، أَوْ مَرَّتَيْنِ، أَوْ ثَلاثًا، لَقَدْ سَمِعْتُهُ سَبْعًا، أَوْ ثَمَانِيًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ۔ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ،

نیزہ یا دو نیزہ کے بقدر بلند ہو جائے تو نماز پڑھ۔ اس وقت کی نماز کی کراماً کاتبین گواہی دیں گے اور فرشتے حاضر ہوں گے (یعنی مقبول ہوئی) یہاں تک کہ پھر سایہ نیزہ کا اس کے سر پر آجائے (یعنی ٹھیک دوپہر ہو) تو پھر نماز نہ پڑھو اس لئے کہ اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے۔ پھر جب یہ سایہ آجائے (یعنی سورج ڈھلے) پھر نماز پڑھو اس لئے کہ اس وقت کی نماز میں فرشتے گواہی دیں گے اور حاضر ہوں گے، یہاں تک کہ تم عصر کی نماز پڑھو، پھر رکے رہو نماز سے یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔ اس لئے کہ وہ ڈوبتا ہے شیطان کے دونوں سینگوں کے بیچ میں اور اس وقت کافر اسے سجدہ کرتے ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! اب وضو کے متعلق بتایئے؟ آپ نے فرمایا: کوئی تم میں سے ایسا نہیں ہے کہ وضو کا پانی لے کر کلی کرے اور ناک میں ڈالے اور ناک جھاڑے مگر اس کے منہ اور نتھنوں کے سب گناہ پانی کے گرنے کے ساتھ ہی گر جاتے ہیں۔ پھر جب وہ منہ دھوتا ہے جیسا اللہ نے حکم کیا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ اس کی داڑھی کے کناروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں۔ پھر جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے کہنیوں تک تو دونوں ہاتھوں کے گناہ اس کی انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں۔ پھر سر کا مسح کرتا ہے تو گر جاتے ہیں اس کے سر کے گناہ اس کے بالوں کی نوکوں سے پانی کے ساتھ۔ پھر اپنے دونوں پیر دھوتا ہے ٹخنوں تک تو گر جاتے ہیں دونوں پیروں کے گناہ انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ۔ پھر اگر وہ کھڑا ہوا اور اس نے اللہ کی تعریف کی اور خوبیاں بیان کیں جیسا کہ اس کی شان کے لائق

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ، وَقَالَ: ((فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلَّى فَحَمِدَ اللَّهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَمَجَّدَهُ بِالَّذِي هُوَ لَهُ أَهْلٌ، وَفَرَّغَ قَلْبَهُ لِلَّهِ إِلا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَهَيْئَةِ يَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔))

ہیں۔ پھر دو رکعت نماز پڑھی۔ تو وہ بے شک اپنے گناہوں سے ایسا صاف ہو گیا گویا اس کی ماں نے آج ہی جنا ہے۔'' ابوامامہ نے کہا: اے عمرو بن عبسہ! دیکھو تم کیا کہتے ہو، کیا یہ باتیں آپ نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنی ہیں اور کیا ایک جگہ میں آدمی کو اتنا ثواب مل سکتا ہے؟ (یعنی تمھارے بیان میں کچھ فرق ہے) تب عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابو امامہ! میں بوڑھا ہوں اور میری ہڈیاں گل گئی ہیں، اور میں موت کے کنارے پہنچ چکا ہوں پھر مجھے کیا ضرورت ہے جو اللہ پر اور اس کے رسول پر جھوٹ باندھوں۔ اگر میں نے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے ایک، دو یا تین مرتبہ سنا ہوتا (تو بھی کبھی بیان نہ کرتا) مگر میں نے اس کو سات بار، یا آٹھ بار بلکہ اس سے بھی زیادہ بار سنا ہے۔

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: علمائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ صبح کی نماز کے بعد جب تک سورج نیزہ بھر بلند نہ ہو جائے بغیر سبب کے کوئی نفلی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اور نہ عصر کے بعد نماز پڑھنا درست ہے تا آنکہ سورج غروب ہو جائے اور اس بات پر بھی علماء کا اتفاق ہے کہ ان اوقات میں فرض نمازوں کی قضا دی جا سکتی ہے۔

مکروہ اوقات، (طلوع آفتاب، زوال آفتاب اور غروب آفتاب) میں فرائض کی ادائیگی کے متعلق علماء میں اختلاف ہے، اکثر علماء جواز کی طرف رجحان رکھتے ہیں۔ یہ موقف سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نیز امام شعبی، امام نخعی، امام حماد، امام مالک، امام اوزاعی، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ اس کے قائل ہیں۔ ان بزرگوں کا کہنا ہے کہ نہی ایسے نوافل کی ادائیگی کے متعلق ہے جن کو انسان اپنی مرضی اور شوق سے ادا کرتا ہے، اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی ایسے نوافل کی ادائیگی کو جائز بتلایا ہے جن کا کوئی سبب ہو، مثلاً سنن مؤکدہ کی ادائیگی، تحیۃ المسجد، نماز کسوف، یا کسی صالح شخص کے یومیہ نوافل (اگر رہ گئے ہوں تو ان کو اوقات ممنوعہ میں ادا کیا جا سکتا ہے۔)

اہل الرائے کا کہنا ہے کہ تین مکروہ اوقات میں کوئی نماز ادا کرنا جائز نہیں، فرض ہو خواہ نفل۔ سوائے غروب آفتاب کے وقت اس دن کی عصر کی نماز اگر رہ گئی ہو۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ ایک مرتبہ عصر کی نماز کے وقت سوئے رہے، جب بیدار

ہوئے تو غروب آفتاب ہو رہا تھا تو انھوں نے غروب آفتاب کے بعد نماز ادا کی، اہل کوفہ میں سے کچھ علماء کا یہ موقف ہے جبکہ اکثریت کا خیال ہے کہ حالت غروب میں ہی نماز کو پڑھنا چاہیے۔

علماء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے کہ تین ممنوع اوقات میں نماز جنازہ ادا کی جائیگی یا نہیں۔ بعض جواز کے قائل ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی قول ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ نماز عصر اور نماز صبح کے بعد نماز جنازہ پڑھ لیا کرتے تھے بشرطیکہ یہ دونوں اپنے اصلی (اول) وقت پر ادا کی گئی ہوں اور غروب آفتاب اور طلوع آفتاب کے وقت بالکل نہیں پڑھا کرتے تھے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ نماز فجر کے بعد پڑھایا تھا، صحابہ کرام اور بعد کے ادوار میں اکثر علمائے کرام کراہت کی طرف گئے ہیں۔ جناب عطاء، نخعی، اوزاعی، ثوری، ابن مبارک، احمد اسحاق رحمہم اللہ اور اہل الرائے کا یہی موقف ہے۔

(٧٧٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سِرَاجٍ الطَّحَّانُ الشِّنْجِيُّ، أَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْمَرْوَرذِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَكِّيُّ، أَنَا أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلامٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: ثَلاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهَا، وَأَنْ نَقْبُرَ فِيهَا مَوْتَانَا، إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ بَازِغَةً، وَإِذَا تَضَيَّفَتْ لِلْغُرُوبِ، وَنِصْفُ النَّهَارِ۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین اوقات ایسے ہیں جن میں نماز پڑھنے اور میت کی تدفین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں منع فرمایا کرتے تھے: جب سورج طلوع ہو رہا ہو حتیٰ کہ اچھی طرح بلند ہو جائے، جب سورج غروب ہونا شروع ہو جائے اور جس وقت سورج نصف آسمان پر ہوتا ہے۔

شرح (نَقْبُرَ فِيهَا مَوْتَانَا) ''ہم اپنے مُردوں کو دفن کریں''، ''قَبرہٗ'' کا معنی ہے: اس نے دفن کر دیا ''اَقْبَرَہٗ'' کا معنی ہے اس نے فلاں شے کو مٹی میں چھپا دیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَأَقْبَرَهٗ﴾ ''پھر اسے موت دی اور پھر قبر میں دفن کیا۔'' یعنی موت کے بعد، اسے قبر میں دفنانے کا حکم دیا تا کہ اس کا احترام برقرار رہے۔ امام ابن مبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں: نقبر فیهن مَوتانا کا مطلب ہے ''میت پر نماز جنازہ پڑھنا'' اس سے منع کیا گیا۔

(تَضَيَّفَتْ لِلغروب) ''غروب کے لئے مائل ہو''، عربی لغت میں ضَافَتْ تَضِيفُ ضَيفًا کے مادہ کا معنی

(٧٧٨) أخرجه مسلم: ٨٣١

ہے: مائل ہونا، اُمڈ آنا، اترنا، مہمان کو عربی میں ضیف کہتے ہیں اس لئے کہ وہ اپنے میزبان کے ہاں اترتا اور پڑاؤ کرتا ہے اور اس کی جانب مائل ہوتا ہے۔

(145)......بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الصَّلَاةِ وَقْتَ الزَّوَالِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے روز زوال کے وقت نماز پڑھنے کی رخصت

(۷۷۹)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ نِصْفَ النَّهَارِ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ، إِلَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف النھار (زوال) کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ سورج ڈھل جائے سوائے جمعہ کے دن۔

شرح وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ مِنْ طَرِيقٍ مُنْقَطِعٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَرِهَ الصَّلَاةَ نِصْفَ النَّهَارِ، إِلَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَالَ: ((إِنَّ جَهَنَّمَ تُسْجَرُ إِلَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔))

...... سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے منقطع سند کے ساتھ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف النھار (زوال) کے وقت نماز پڑھنا مکروہ جانا ہے، سوائے جمعہ کے دن کے اور آپ نے فرمایا: ''بے شک (اس وقت) جہنم بھڑکائی جاتی ہے، سوائے جمعہ کے دن کے۔'' (ضعیف، ابوداود: ۱۰۸۳)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس رخصت کے متعلق علماء کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے، بعض کا کہنا ہے کہ یہ رخصت اس آدمی کے حق میں ہے جو صبح سویرے ادائیگی جمعہ کی غرض سے مسجد میں آ جائے، تو اسے اجازت ہے کہ وہ زوال کے وقت نوافل کی ادائیگی جاری رکھے۔ بسا اوقات اسے نیند کے غلبہ کو دور کرنے کے لئے نماز ادا کرنا پڑتی ہے (اور یہ کیفیت عموماً دوپہر کے وقت درپیش ہوتی ہے بالخصوص موسم گرما میں تو اسے اس رخصت سے فائدہ اٹھانا چاہیے) جبکہ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ رخصت عام ہے اور ہر شخص اس سے مستفید ہوسکتا ہے تا کہ روز جمعہ کی فضیلت حاصل کی جا سکے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: دوپہر کے وقت نماز نہ پڑھنے کی علت وحکمت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے: ''بے شک (اس وقت) جہنم بھڑکائی جاتی ہے، سوائے جمعہ کے دن کے۔'' سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ والی روایت میں طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت نماز نفل نہ پڑھنے کی علت اور وجہ یہ بتلائی گئی ہے کہ اس وقت شیطان کے سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے اور زوال آفتاب کے وقت نماز نہ پڑھنے کی علت یہ بیان کی ہے کہ اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی

(۷۷۹) ضعیف ......أخرجه الامام الشافعي في المسند: ۲۷۰

ہے اور اس کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں (چونکہ حدیث میں مذکور ہے کہ جہنم کا جھونکنا جمعہ والے روز نہیں ہوتا لٰہذا نماز پڑھنے کی رخصت ہوئی اور باب کا ترجمہ بھی یہی ہے۔)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان اوقات کی حدیث میں مذکور علت وحکمت ایسی چیز ہے جس کی حقیقت تک رسائی ممکن نہیں، ہمیں چاہیے کہ از روئے مسلمان ہم ان باتوں کی تصدیق کریں، ان پر ایمان لائیں اور کرید کرنا چھوڑ دیں اور جو حکم ان سے وابستہ ہے اس پر عمل پیرا ہو جائیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ انھوں نے کہا: جمعہ کے روز نصف النہار کو نماز نہ پڑھی جائے، جناب حسن بصری رحمہ اللہ سے بھی ایسے ہی منقول ہے۔

(146)......بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الصَّلَاةِ فِي هَذِهِ الأَوقَاتِ بِمَكَّةَ حَرَسَهَا اللّٰهُ

مکہ مکرمہ میں ان اوقات میں نماز پڑھنے کی فضیلت

(٧٨٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَابَاهْ......

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعَمٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، مَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ شَيْئًا، فَلا يَمْنَعَنَّ أَحَدًا طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ وَصَلَّى أَيَّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ۔))

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبد مناف کی اولاد! تم میں سے جو لوگوں کے معاملے کا ذمہ دار ہے وہ بیت اللہ کا طواف کرنے والے کسی شخص کو منع نہ کرے اور نہ کسی نماز پڑھنے والے کو (نماز پڑھنے سے) خواہ وہ شب و روز کی کسی گھڑی میں یہ کام کرے۔"

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: تین مکروہ اوقات سے مکہ مستثنیٰ ہے یا نہیں، اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے، کچھ علماء جواز کی طرف گئے ہیں کہ طواف کر لینے کے بعد دو رکعت نماز ان اوقات میں ادا کی جا سکتی ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ انھوں نے بعد از عصر طواف کیا اور دو رکعتیں پڑھیں۔ امام شافعی، امام مالک اور امام اسحاق رحمہم اللہ یہی موقف رکھتے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ رخصت کا تعلق تمام نوافل کے ساتھ ہے (تحیۃ المسجد، سجود التلاوۃ، سجدۂ شکر، نماز عید، نماز کسوف،

(٧٨٠) هذا حديث حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ١٨٩٤، والترمذي: ٨٦٨، وابن ماجه: ١٢٥٤، والنسائي: ١/ ٢٨٤

نماز جنازہ، طواف کی دو رکعتیں) کیونکہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں (الا بمکة) ''سوائے مکہ مکرمہ'' کے الفاظ آئے ہیں اور یہ اجازت اس مقام کی فضیلت و برکت اور سبقت کے پیش نظر ہے۔

بعض علماء نے ان اوقات میں مکہ مکرمہ میں بھی نماز پڑھنا ناپسند کیا ہے جیسا کہ تمام روئے زمین کا حکم ہے۔ امام مالک، امام ثوری رحمہ اللہ علیہم اور اہل الرائے اسی کے قائل ہیں۔ انھوں نے کہا: اگر کوئی نمازِ صبح کے بعد طواف کرتا ہے تو طواف کی رکعت طلوع آفتاب کے بعد ہی پڑھے گا، اسی طرح عصر کے بعد طواف کرنے والا آدمی مغرب کے بعد پڑھے گا، جیسا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انھوں نے نماز فجر کے بعد طواف کرنا شروع کیا تو نماز نہ پڑھی حتیٰ کہ مکہ مکرمہ سے نکل کر مقام ذی طویٰ پر طلوع آفتاب کے بعد نماز ادا کی۔

کچھ علماء یہاں حدیث میں وارد لفظ ''الصلاة'' کا معنی دعا کرتے ہیں کہ ان اوقات میں نماز پڑھنا نہیں بلکہ دعا کرنا جائز ہے اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ طواف کی نماز طلوع آفتاب کے بعد بھی پڑھتے تھے۔

(147)......بَابُ مَا يُصَلَّى فِي هٰذِهِ الْأَوْقَاتِ مِنَ الْفَوَائِتِ

اوقاتِ مکروہہ میں کونسی فوت شدہ نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں؟

(٧٨١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا سُفْيَانُ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي لَبِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، يَقُولُ: قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ذَاتَ يَوْمٍ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَصَلَّى عِنْدِي رَكْعَتَيْنِ لَمْ أَكُنْ أَرَاهُ يُصَلِّيهِمَا، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَقَدْ صَلَّيْتَ صَلاةً لَمْ أَكُنْ أَرَاكَ تُصَلِّيهَا، قَالَ: ((إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، وَإِنَّهُ قَدِمَ عَلَيَّ وَفْدُ بَنِي تَمِيمٍ، أَوْ صَدَقَةٌ فَشَغَلُونِي عَنْهُمَا، فَهُمَا هَاتَانِ الرَّكْعَتَانِ۔))

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد میرے گھر تشریف لائے، آپ نے میرے پاس دو رکعتیں پڑھیں، میں نے آپ کو یہ نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا تھا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ نے (بعد از عصر) نماز پڑھی ہے، میں نے آپ کو یہ نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: ''میں ظہر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتا تھا، ہوا یہ کہ میرے پاس بنوتمیم کا وفد آ گیا یا صدقے کا مال آ گیا اس چیز نے مجھے مشغول کر دیا (اور میں دو رکعتیں نہیں پڑھ سکا) سو یہ وہی دو رکعتیں ہیں۔''

(٧٨١) أخرجه البخاري: ١٢٣٣، ٤٣٧٠، ومسلم: ٨٣٤

شرح سیدنا قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے نماز صبح کے بعد دو رکعت نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے پوچھا: ''اے قیس! یہ دو رکعتیں کیسی ہیں؟'' میں نے کہا: صبح کی سنتیں میں نہیں پڑھ سکا تھا (تو اب پڑھی ہیں۔) رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ (صحیح، ابو داود: ۱۲۶۷)

اس حدیث میں دلیل ہے کہ فوت شدہ نماز کی قضا نماز صبح اور نماز عصر کے بعد دی جا سکتی ہے خواہ فرض ہو یا نفل۔

اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ جو آدمی نماز صبح تو پڑھ لیتا ہے مگر سنتیں ابھی باقی ہیں تو وہ سنتیں کب پڑھے؟ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ فجر کی سنتیں، صبح کے فرض ادا کرنے کے فوراً بعد پڑھ لیا کرتے تھے۔ جناب عطاء، طاؤس، ابن جریج اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔ ایک گروہ نے کہا ہے کہ وہ سورج بلند ہونے کے بعد فجر کی سنتیں ادا کرے گا۔ جناب قاسم بن محمد اسی کے قائل ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ انھیں یہ بات پہنچی ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی دو رکعتیں (فجر کی سنتیں) چھوٹ گئیں تو انھوں نے طلوع آفتاب کے بعد انھیں پڑھا۔ امام اوزاعی، ابن المبارک، ثوری، احمد، اسحاق اور اہل الرائے کا یہی موقف ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: وہ چاشت سے لے کر زوال تک کسی بھی وقت قضائی دے سکتا ہے۔ اس کے بعد نہیں۔ یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی قول ہے۔ یہ لوگ ایک غریب روایت سے دلیل پکڑتے ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) نہ پڑھ سکے انھیں طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے۔'' (صحیح، ترمذی: ۴۲۳)

(148)......بَابُ مُوَاظَبَةِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

نماز عصر کے بعد دو رکعت پر نبی ﷺ کا دوام

(۷۸۲)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، نَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْحُمَيْدِيُّ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، إِمْلاءً، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ اللَّيْثِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِي قَطُّ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا کبھی ترک نہیں کیا۔

(۷۸۲) أخرجه البخاري: ۵۹۱، و مسلم: ۸۳۵

(۷۸۳)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَرْمَلَةَ، مَوْلَى حُوَيْطِبِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى......

أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ الْعَصْرِ، فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّيهِمَا قَبْلَ الْعَصْرِ، ثُمَّ إِنَّهُ شُغِلَ عَنْهُمَا، أَوْ نَسِيَهُمَا، فَصَلاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ، ثُمَّ أَثْبَتَهُمَا، وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلاةً أَثْبَتَهَا۔

جناب ابوسلمہ کہتے ہیں: میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان دو رکعت کے متعلق پوچھا جو آپ نماز عصر کے بعد پڑھتے تھے۔ تو انھوں نے کہا: آپ یہ دو رکعتیں عصر سے پہلے پڑھا کرتے تھے، پھر ایک مرتبہ آپ مصروفیت کی بنا پر یا بھول جانے کی وجہ سے نہ پڑھ سکے، تو انھیں بعد از عصر ادا کیا پھر انھیں برقرار رکھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول مبارک تھا کہ جب کوئی نماز پڑھتے تو اس پر دوام فرماتے۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں: انھوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں عصر کے بعد اس لئے پڑھی تھیں کہ آپ کے پاس (غنیمت) کا مال آ گیا تھا تو انھیں ظہر کے بعد نہ پڑھ سکے تھے، پھر آپ نے ایسا کبھی نہیں کیا۔

امام بغوی کہتے ہیں: پہلی بات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والی زیادہ مشہور ہے کہ آپ نے بعد از عصر ان دو رکعتوں کو برقرار رکھا اور ان پر مداومت فرمائی اور یہ آپ کا خاصہ ہے۔

علمائے کرام نے آپ کا خاصہ ہونے کی کیفیت کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا: عصر کے بعد نفل پڑھنا آپ کے ساتھ مخصوص ہے۔ بعض دوسرے کہتے ہیں: آپ نے پہلی مرتبہ بطور قضا پڑھی تھیں، پھر ان کو برقرار رکھا اور ایک مرتبہ کوئی کام کرنے کے بعد اس پر مواظبت اور دوام اختیار کرنا یہ آپ کا خاصہ ہے۔

فائدہ: بعض روایات سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور کے لئے ان اوقات میں نوافل ادا کرنا جائز نہیں۔ مگر راجح بات یہ ہے کہ عصر کے بعد جب تک سورج بلند اور روشن ہو (یعنی ابھی زرد نہ ہوا ہو) کوئی بھی نماز ادا کرنا جائز ہے خواہ فوت شدہ فرض نماز ہو یا سنت ہو، یا نفل ہو یا نماز جنازہ ہو اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(۱): سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ۔...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع کیا ہے الا سورج ابھی بلند ہو۔ (صحیح، ابو داود: ۱۲۷۴)

(۷۸۳) انظر الحدیث السابق

(۲): سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے عصر کے بعد سورج زرد ہونے تک نفل پڑھنے کی اجازت ثابت ہے۔

(مجمع الزوائد ۲/ ۲۲۳)

(۳): علاوہ ازیں صحابہ وتابعین کی ایک جماعت سے عصر کے بعد نماز پڑھنا ثابت ہے۔(ابن ابی شیبہ ۲/ ۳۵۱) (ع،س)

فائدہ: قارئین کے افادے کے لیے محقق کی طرف سے اس موضوع پر درج ذیل بحث پیش کی جاتی ہے:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نَهٰی صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ۔ (ابوداود: ۱/ ۲۰۰، نسائی: ۱/۹۷، صحیحة: ۲۰۰) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا، الا یہ کہ سورج بلند ہو۔

اب ہم اس باب میں مذکورہ مسئلے پر بحث کرتے ہیں۔

نماز عصر کے بعد نفلی نماز پڑھنا اس وقت تک درست ہے، جب تک سورج بلند اور صاف نظر آ رہا ہو۔ شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: امام ابن ابی شیبہ نے سلف کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ وہ عصر کے بعد دو رکعات پڑھتے تھے، ان میں سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ، ابو الشعثا، عمرو بن میمون، اسود بن یزید اور ابووائل شامل ہیں۔ نیز محمد بن منتشر اور مسروق بھی یہ نماز ادا کرتے تھے۔

رہا مسئلہ یہ کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس نماز کی ادائیگی پر کیوں مارا کرتے تھے؟ تو یہ ان کا ذاتی اجتہاد تھا جس کا تعلق ''باب سدّ الذریعة'' سے ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ۲/ ۶۵) میں درج ذیل دو روایات بیان کر کے اس کی وضاحت کی ہے۔

(أ) زید بن خالد کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے عصر کے بعد دو رکعتوں کی ادائیگی پر سزا دی ...... پس سیدنا عمر نے کہا: يَا زَيْدُ! لَوْلَا أَنِّي أَخْشٰى أَنْ يَتَّخِذَهُمَا النَّاسُ سُلَّمًا إِلَى الصَّلَاةِ حَتَّى اللَّيْلِ لَمْ أَضْرِبْ فِيْهِمَا۔ ......اے زید! اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ لوگ ان دو رکعتوں کو ذریعہ بنا کر رات تک نماز ادا کرتے رہیں گے، تو میں یہ سزا نہ دیتا۔ (مسند احمد: ٤/ ١٥٥، مصنف عبد الرزاق: ۲/ ۴۳۱، ۴۳۲)

اسی قسم کی روایت سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ کے ساتھ جواب دیا تھا: وَلٰكِنِّي أَخَافُ أَنْ يَأْتِيَ بَعْدَكُمْ قَوْمٌ يُصَلُّوْنَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ حَتَّى يَمُرُّوْا بِالسَّاعَةِ الَّتِي نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يُصَلِّيَ فِيْهَا۔ ...... میں ڈرتا ہوں کہ تمھارے بعد جو لوگ آئیں گے وہ اس نماز کو عصر سے مغرب تک پڑھیں گے اور (بالآخر اس نماز کو) اس گھڑی میں لے جائیں گے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

منع فرمایا ہے۔ (مسند احمد : ٤/ ١٠٢)

شرح کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں سوال کیا؟ انھوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز اور اس کے بعد دو رکعت سنت ادا کرتے، پھر عصر کی نماز اور اس کے بعد دو رکعت نفل پڑھتے۔

میں نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تو عصر کے بعد والی دو رکعتوں کی وجہ سے منع کرتے اور پڑھنے والے کو سزا دیتے تھے، اس کی کیا وجہ ہے؟

انھوں نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خود بھی یہ دو رکعتیں پڑھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ تیری قوم کے لوگ کم سمجھ اور انجان ہیں، یہ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد عصر تک نفلی نماز ادا کرتے رہتے ہیں، پھر اسی طرح نمازِ عصر ادا کر کے (ان دو رکعتوں کی رخصت سے گنجائش نکالتے ہوئے) مغرب تک نماز پڑھتے رہتے ہیں، اس لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو سزا دی اور بالکل درست کیا۔ (مسند السراج : ق ١٣٢/ ١)

میں (البانی) کہتا ہوں: اس کی سند صحیح ہے، یہ سابقہ دو آثار کا قوی شاہد ہے، انتہائی صراحت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی دو رکعتوں سے منع کرنے کی وجہ دو رکعتیں نہیں تھی، جیسا کہ اکثر لوگوں کو یہ وہم ہوا ہے۔ سیدنا عمر کو یہ خطرہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ اس نماز کی ادائیگی میں اتنی تاخیر کر دیں کہ سورج زرد ہو جائے اور پھر اس کو کراہت کے وقت میں ادا کریں۔

خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ عصر کے بعد دو رکعتیں ادا کرنا مسنون ہے، بشرطیکہ سورج کے زرد ہونے سے پہلے ادا کی جائیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سزا دینا ان کا اجتہادی مسئلہ تھا، بعض صحابہ نے ان کی موافقت کی تھی اور بعض نے مخالفت، یعنی یہ نماز ادا کرنی چاہیے یا نہیں؟ اس کے بارے میں صحابہ کرام میں بھی دو فریق پائے جاتے تھے، ایسی صورت میں سنت کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی نمازِ عصر کے بعد کی دو رکعتوں کا ثبوت ملتا ہے، وہ کہتے ہیں: میں بھی اپنے ساتھیوں کی طرح نماز پڑھتا ہوں، کسی کو دن یا رات کی کسی گھڑی میں نماز پڑھنے سے نہیں روکتا، البتہ اتنا کہوں گا کہ طلوع آفتاب اور غروبِ آفتاب کے وقت نماز نہ پڑھی جائے۔ (بخاری: ٥٨٩)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک تھا، وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے قبل نماز عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے، لیکن جب وہ خلیفہ بنے تو انھوں نے یہ نماز ترک کر دی، جب سیدنا عمر فوت ہو گئے تو انھوں نے ان دو رکعتوں کی ادائیگی شروع کر دی۔ جب ان سے وجہ پوچھی گئی تو انھوں نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان دو رکعات کی وجہ سے لوگوں کو سزا دیتے تھے، اس لیے میں نے ان کو چھوڑ دیا تھا۔ ابن طاوس کہتے ہیں: میرے باپ طاوس (تابعی) بھی ان دو رکعتوں کو نہیں چھوڑتے تھے۔ (مصنف عبد الرزاق : ٢/ ٤٣٣، اس اثر کی سند صحیح ہے)

اب ہم یہ کہنا مناسب سمجھتے ہیں کہ جو اہل سنت سنتوں کو زندہ کرنے اور بدعتوں کا قلع قمع کرنے کے حریص ہیں، ان کو نماز عصر کے بعد ان دو رکعتوں کی ادائیگی کا التزام کرنا چاہیے، بشرطیکہ جب نماز عصر کو اس کے اول وقت میں ادا کیا جائے، (یا یوں کہیے کہ جب تک سورج زرد نہ ہو۔) وباللہ التوفیق۔ (صحیحہ: ۲۹۲۰)

(149)......بَابُ فَضْلِ الْجَمَاعَةِ

باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت

(٧٨٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((صَلاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جماعت کے ساتھ نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔''

شرح سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے باسند صحیح مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((صَلاةُ الجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلاةَ الفَذِّ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً۔))......''نماز باجماعت اکیلے آدمی کی نماز کی بہ نسبت پچیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔'' (صحيح بخاری: ٦٤٦، ٦٤٧، صحيح مسلم: ٦٤٩)

(٧٨٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَخْلَدِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ السَّرَّاجُ، قَالَ: قُلْتُ لِقُتَيْبَةَ: أَخْبَرَكُمْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((صَلاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جماعت کے ساتھ نماز اکیلے پڑھنے سے پچیس درجے زیادہ بہتر ہے۔ امام محمد بن اسحاق السراج نے اس سند کی تصدیق محدث قتیبہ رحمہ اللہ سے چاہی تو انھوں نے اس کی تصدیق کی۔

(٧٨٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَخْلَدِيُّ،

---

(٧٨٤) أخرجه البخاری: ٦٤٥، و مسلم: ٦٥٠

(٧٨٥) انظر الحديث السابق

(٧٨٦) أخرجه البخاری: ٦٤٧، و مسلم: ٦٤٩

أَنَـا أَبُـو الْـعَبَّـاسِ السَّـرَّاجُ ، نَـا قُتَيْبَةُ بْـنُ سَـعِيدٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَـنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّمَ قَالَ: ((صَلاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِـنْ صَـلاةِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً۔)) عَـنْ مَـالِكٍ ، بِـإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ وَقَالَ: بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''باجماعت نماز پڑھنا، اکیلے پڑھنے سے پچیس درجہ افضل ہے'' امام مالک رحمہ اللہ نے اسی سند سے (بخمسة و عِشْرِينَ جُزْءًا) کے الفاظ بھی نقل کیے ہیں۔

(٧٨٧)۔ وَأَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ ، نَا أَبُو دَاوُدَ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ ، نَا زُهَيْرٌ ، نَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ ، أَنَّ أَبَا عُثْمَانَ حَدَّثَهُ......

عَـنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ لا أَعْلَمُ أَحَـدًا مِنَ النَّاسِ مِمَّنْ يُصَلِّى الْقِبْلَةَ مِنْ أَهْلِ الْـمَـدِيـنَةِ أَبْعَدَ مَنْزِلا مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْ ذَلِكَ الـرَّجُـلِ ، وَكَـانَ لا تُـخْـطِـئُـهُ صَلاةٌ فِـي الْـمَسْجِدِ ، فَقُلْتُ: لَوِ اشْتَرَيْتُ حِمَارًا تَرْكَبُهُ فِـي الـرَّمْـضَاءِ وَالظُّلْمَةِ ، فَقَالَ: مَا أُحِبُّ أَنَّ مَـنْزِلِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ ، فَنَمَى الْحَدِيثُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَـنْ قَـوْلِـهِ ، فَقَالَ: أَرَدْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، أَنْ يُـكْتَـبَ لِي إِقْبَالِي إِلَى الْمَسْجِدِ ، وَرُجُوعِي إِلَـى أَهْلِي إِذَا رَجَعْتُ ، فَقَالَ: ((أَعْطَاكَ اللَّهُ ذَلِكَ كُـلَّـهُ ، أَنْـطَـاكَ الـلَّـهُ مَا احْتَسَبْتَ كُلَّهُ أَجْمَعَ۔))

سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص تھا، جہاں تک میں جانتا ہوں، اہل مدینہ میں قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے والوں میں اس کا گھر سب سے دور تھا اور مسجد میں کوئی نماز بھی اس سے نہ چوکتی تھی۔ میں نے اس سے کہا: اگر آپ ایک گدھا خرید لیں، گرمی اور اندھیرے میں اس پر سوار ہوں (تو سہولت ہے۔) اس نے کہا: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرا گھر مسجد کے قریب ہو۔ اس کی یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی گئی۔ آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری نیت یہ ہے کہ میرا مسجد میں آنا اور یہاں سے گھر واپس جانا سب ہی لکھا جائے۔ تو آپ نے فرمایا: ''اللہ نے تمھیں یہ سب عطا فرما دیا۔ جس اجر و ثواب کی تو نے امید کی ہے اللہ نے وہ سب عنایت فرما دیا۔''

(٧٨٨)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ ، نَا أَبُو دَاوُدَ ،

(٧٨٧) أخرجه مسلم: ٦٦٣

(٧٨٨) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٥٦٠ ، وابن ماجه: ٧٨٨

نَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى ، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنْ هِلالِ بْنِ مَيْمُونٍ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الصَّلاةَ فِي الْجَمَاعَةِ تَعْدِلُ خَمْسًا وَعِشْرِينَ صَلاةً ، فَإِذَا صَلاهَا فِي فَلاةٍ فَأَتَمَّ رُكُوعَهَا ، وَسُجُودَهَا ، بَلَغَتْ خَمْسِينَ صَلاةً۔))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جماعت کے ساتھ نماز پچیس نمازوں کے برابر ہوتی ہے اور جب کوئی شخص بیابان میں نماز پڑھتا ہے اور اس کے رکوع اور سجود کو کامل ادا کرتا ہے تو اس کا ثواب پچاس نمازوں تک پہنچ جاتا ہے۔''

(۷۸۹)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ ، نَا أَبُو دَاوُدَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ، نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي: ابْنَ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ طَحْلاءَ ، عَنْ مِحْصَنِ بْنِ عَلِيٍّ ، عَنْ عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ، ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا ، أَعْطَاهُ اللَّهُ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ صَلاهَا ، وَحَضَرَهَا لا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَجْرِهِمْ شَيْئًا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا (یعنی سنت کے مطابق کامل وضو) پھر (مسجد کی طرف) گیا مگر لوگوں کو پایا کہ وہ نماز سے فارغ ہو چکے ہیں تو اللہ عزوجل ایسے بندے کو بھی اتنا ہی اجر عنایت فرماتا ہے جتنا کہ اس کو جس نے جماعت میں حاضر ہو کر نماز پڑھی۔ اور یہ ان کے اجروں میں کمی کا باعث نہیں ہوتا۔''

شرح: امام ابوداود اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: "بَابٌ فِيمَنْ خَرَجَ يُرِيدُ الصَّلَاةَ فَسُبِقَ بِهَا" ......''جو آدمی (جماعت کے ساتھ) نماز پڑھنے کے ارادے سے نکلے، لیکن نماز اس سے پہلے پڑھی جا چکی ہو۔'' معلوم ہوا کہ اس آدمی کی نیت یہ تھی کہ وہ جماعت کو پالے گا اور نماز باجماعت ادا کرے گا، یہ خوشخبری اس شخص کے لیے نہیں ہے جسے پتہ ہو کہ مسجد میں جماعت ہو چکی ہے۔ (م،م)

(150)......بَابُ التَّشْدِيدِ عَلَى تَرْكِ الْجَمَاعَةِ

جماعت چھوڑنے پر انکار شدید

(۷۹۰)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ ،

(۷۸۹) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٥٦٤ ، والنسائي: ٨٥٥

(۷۹۰) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ٥٥٤ ، والنسائي: ٨٤٣

أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَنَا زُهَيْرٌ هُوَ ابْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ! حَدِّثْنِي بِأَعْجَبِ حَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلَّى بِنَا، أَوْ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاةَ الْغَدَاةِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَشَاهِدٌ فُلانٌ مَرَّتَيْنِ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ، وَلَمْ يَشْهَدِ الصَّلاةِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَشَاهِدٌ فُلانٌ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ، وَلَمْ يَشْهَدِ الصَّلاةَ، قَالَ: ((إِنَّ أَثْقَلَ الصَّلاةِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ صَلاةُ الْعِشَاءِ، وَصَلاةُ الْفَجْرِ، وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا مِنَ الرَّغَائِبِ لأَتَيْتُمُوهُمَا، وَلَوْ حَبْوًا، وَإِنَّ الصَّفَّ الأَوَّلَ عَلَى مِثْلِ صَفِّ الْمَلائِكَةِ، وَلَوْ تَعْلَمُونَ فَضِيلَتَهُ لابْتَدَرْتُمُوهُ، وَإِنَّ صَلاتَكَ مَعَ رَجُلٍ، أَزْكَى مِنْ صَلاتِكَ وَحْدَكَ، وَأَنَّ صَلاتَكَ مَعَ رَجُلَيْنِ، أَزْكَى مِنْ صَلاتِكَ مَعَ رَجُلٍ، وَمَا أَكْثَرْتَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ۔))

جناب ابو بصیر کہتے ہیں: میں مدینہ منورہ آیا اور سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ملا، میں نے ان سے عرض کی: اے ابو منذر! آپ مجھے کوئی انوکھی بات سنایئے جو آپ نے اللہ کے رسول سے سنی ہو تو سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، اس کے بعد فرمایا: ''کیا فلاں حاضر ہے؟'' ہم نے کہا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: ''کیا فلاں حاضر ہے؟'' (دو مرتبہ پوچھا) ہم نے کہا: جی ہاں، وہ نماز میں حاضر نہیں، پھر آپ نے پوچھا: ''کیا فلاں حاضر ہے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں! وہ نماز میں حاضر نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''بلا شبہ یہ دو نمازیں منافقوں پر سب نمازوں سے بھاری ہیں (یعنی عشاء اور فجر) اور اگر تمھیں معلوم ہو کہ ان میں کیا کچھ اجر وثواب ہے تو تم ان میں ضرور آؤ، اگرچہ گھٹنوں کے بل ہی آنا پڑے۔ اور پہلی صف (اجر وثواب میں) فرشتوں کی صف کی مانند ہے۔ اگر تمھیں اس کی فضیلت معلوم ہو تو اس کے لئے ضرور سبقت کرو۔ انسان کی نماز ایک آدمی کے ساتھ زیادہ اجر وثواب والی ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ اکیلا پڑھے۔ اور اس کی نماز دو آدمیوں کے ساتھ زیادہ فضیلت والی ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ ایک آدمی کے ساتھ مل کر پڑھے۔ جس قدر اہل جماعت کی تعداد زیادہ ہوگی وہ زیادہ پاکیزہ اور اللہ کو بہت زیادہ محبوب ہے۔''

(٧٩١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا

(٧٩١) أخرجه البخاري: ٦٤٤، و مسلم: ٦٥١

أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْتَطَبَ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ، ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَظْمًا سَمِينًا، أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کے لئے کہوں، اس کے لئے اذان دی جائے پھر کسی شخص سے کہوں کہ وہ امامت کرائے اور میں ان لوگوں کی طرف جاؤں (جو نماز باجماعت میں حاضر نہیں ہوتے) پھر انھیں ان کے گھروں سمیت جلا دوں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر یہ جماعت میں نہ شریک ہونے والے لوگ اتنی بات جان لیں کہ انھیں مسجد میں ایک اچھے قسم کی گوشت والی ہڈی مل جائے گی یا دو عمدہ کھر ہی مل جائیں گے تو یہ عشاء کی جماعت کے لئے مسجد میں ضرور حاضر ہو جائیں۔''

شرح: (المرماۃ) یہ لفظ میم کے کسرہ اور فتح دونوں کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، بکری کے کُھر کو کہتے ہیں۔ امام سنت ابو عبید کہتے ہیں: مجھے تفصیل معلوم نہیں مگر اس لفظ کی یہی تفسیر بیان کی جاتی ہے۔ ابن الاعرابی نے کہا: ''مرماۃ'' اس تیر کو کہتے ہیں جس کو عرب اپنے حصے متعین کرنے کے لئے پھینکا کرتے تھے، عرب لوگ یہ جملہ بولتے ہیں: ''المرماتان ھاھنا'' دو تیر حصہ معلوم کرنے والے یہاں پڑے ہیں، جن سے عرب اپنا اپنا حصہ محفوظ کر لیتے تھے۔

(حسنتین) ''عمدہ اور بہترین'' ایک قول یہ ہے کہ ''مرماۃ'' ایسی ہڈی کو کہتے ہیں جس پر گوشت نہ ہو۔ (حَسَنُ اور حُسْنُ) کہنی کی ہڈی کا وہ والا حصہ جو پیٹ کی طرف ہوتا ہے (قُبْحُ اور قَبِیْحُ) کوہنی کی ہڈی کا وہ والا حصہ جو کندھے کی جانب ہوتا ہے۔ یہ دونوں ہڈیاں ہی گوشت سے خالی ہوتی ہیں۔

یہ ساری گفتگو مورد زجر و توبیخ میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر دنیاوی اور فوری فوائد حاصل ہوتے ہوں تو انسان ہر طرح کی مشقت برداشت کر لیتا ہے، مگر نماز کے لئے حاضر ہونا دوبھر معلوم ہوتا ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ اپنی نظر آخرت پر رکھے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: انسان کے لئے ایسا مزاج بنانا مشکل ہے عام لوگوں کی نگاہیں آخرت کہاں پر ہوتی ہیں۔

(٧٩٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا السَّمْعَانِيُّ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، نَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، نَا الأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ أَثْقَلَ الصَّلاةِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ صَلاةُ الْعِشَاءِ، وَالْفَجْرِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلاةِ أَنْ تُقَامَ، ثُمَّ آمُرَ رِجَالا فِي أَيْدِيهِمْ حُزَمُ حَطَبٍ لا يُؤْتَى رَجُلٌ فِي بَيْتِهِ سَمِعَ الإِقَامَةَ لَمْ يَشْهَدِ الصَّلاةَ إِلا أُضْرِمَ عَلَيْهِ بَيْتُهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منافقوں پر فجر اور عشاء کی نمازیں سب سے زیادہ بھاری ہیں اور اگر انھیں معلوم ہوتا کہ ان کا ثواب کتنا زیادہ ہے (اور چل نہ سکتے) تو گھٹنوں کے بل گھسٹ کر آتے اور میرا تو ارادہ تھا کہ مؤذن سے کہوں کہ وہ تکبیر کہے، پھر میں حکم کروں ایسے آدمیوں کو جن کے ہاتھوں میں خشک لکڑیوں کے گٹھے ہوں کہ وہ ان لوگوں کے گھروں میں جائیں اور ان لوگوں کے گھروں کو جلا دیں جو تکبیر سن کر اپنے گھر بیٹھے رہے اور نماز پڑھنے نہیں آئے۔''

(٧٩٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلالُ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ زَائِدَةَ بْنِ قُدَامَةَ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ، نَا الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، نَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّغَانِيُّ، نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، نَا زَائِدَةُ، نَا السَّائِبُ بْنُ حُبَيْشٍ الْكَلاعِيُّ......

عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي أَبُو الدَّرْدَاءِ: أَيْنَ مَسْكَنُكَ؟ فَقُلْتُ: فِي قَرْيَةٍ دُوَيْنَ حِمْصَ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا مِنْ ثَلاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ، وَلا بَدْوٍ لا تُقَامُ فِيهِمِ الصَّلاةُ، إِلا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمِ

جناب معدان بن ابی طلحہ یعمری رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھ سے سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ کہاں رہتے ہیں؟ میں نے کہا: ایک گاؤں میں جو حمص کے نزدیک ہے تو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، فرماتے تھے: ''جس کسی گاؤں یا بستی میں تین فرد بھی ہوں اور ان میں نماز باجماعت کا اہتمام نہ ہو، تو شیطان ان پر مسلط ہو جاتا

(٧٩٢) أخرجه البخاري: ٦٥٧، و مسلم: ٦٥١

(٧٩٣) حسن ......أخرجه ابوداود: ٥٤٧، والنسائي: ٨٤٧

الشَّيْطَانُ، فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ، فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ.))

ہے لہٰذا تم جماعت کو لازم پکڑو۔ بھیڑیا ہمیشہ دور رہنے والی اکیلی بکری ہی کو کھاتا ہے۔"

شرح (استحوذ) "غالب آجانا"

(۷۹٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الزَّرَّادُ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الْجَرْجَرَائِيُّ، وَأَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمُعَلِّمُ الْهَرَوِيُّ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى الْمَالِينِيُّ، أَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ النَّسَوِيُّ، نَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ السُّكَّرِيُّ الْوَاسِطِيُّ، نَا هُشَيْمٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يُجِبْ، فَلا صَلاةَ لَهُ إِلا مِنْ عُذْرٍ.))

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اذان سن کر (نماز کے لئے مسجد میں) نہیں آتا، اس کی کوئی نماز نہیں، سوائے کسی عذر کے۔"

(۷۹٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ، نَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، نَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ، نَا قُرَادٌ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يُجِبْ، فَلا صَلاةَ لَهُ إِلا مِنْ عُذْرٍ.))

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اذان سن کر (نماز کے لئے مسجد میں) نہیں آتا، اس کی کوئی نماز نہیں، سوائے کسی عذر کی صورت کے۔"

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ آدمی کو بلا عذر شرعی نماز با جماعت کو چھوڑنے کی رخصت نہیں۔

(۷۹٦)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ......

عَنِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ، أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ،

سیدنا عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں

(۷۹٤) صحيح ...... أخرجه ابن ماجه: ۷۹۳، ورواه ابو داود: ٥٥١، نحوه

(۷۹٥) انظر الحديث السابق

(۷۹٦) حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ٥٥٢، وابن ماجه: ۷۹۲، والنسائي: ۸٥١

إِنِّـي رَجُـلٌ ضَرِيرُ الْبَصَرِ شَاسِعُ الدَّارِ ، وَلِي قَـائِدٌ لا يُلائِمُنِي ، فَهَلْ لِي رُخْصَةٌ أَنْ أُصَلِّيَ فِـي بَيْتِـي؟ قَالَ: ((هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ؟)) قَالَ: نَعَمْ ، قَالَ: ((لا أَجِدُ لَكَ رُخْصَةً ـ))

نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا: میں نابینا ہوں، میرا گھر دور ہے اور کوئی میری مرضی کے مطابق مجھے (مسجد میں) لانے والا نہیں، تو کیا مجھے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت مل سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا تم اذان سنتے ہو؟'' میں نے کہا: جی ہاں، فرمایا: ''تمھارے لیے کوئی اجازت نہیں۔''

شرح: نبی ﷺ کے صحابہ میں سے اکثر کا یہ موقف ہے کہ جو آدمی اذان سننے کے بعد نماز باجماعت کے لئے نہیں جاتا، اس کی نماز (اکیلے کی) نہیں ہوتی۔ جناب عطاء بن ابی رباح نے کہا: اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو اس بات کی رخصت اور چھوٹ نہیں کہ وہ نماز جماعت، اذان سنن کے بعد ترک کر دے خواہ شہر کا رہائشی ہو یا گاؤں کا باسی۔ جناب حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: اگر کسی کو اس کی والدہ نماز عشاء باجماعت ادا کرنے سے از راہ شفقت منع کرے تو وہ اس کی بات نہ مانے۔

جناب اوزاعی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ والد کی بات مانتے ہوئے جمعہ اور باجماعت نمازوں کے ترک کی قطعاً اجازت نہیں، آدمی اذان سنے خواہ نہ سنے۔ ابوثور رحمہ اللہ نے بھی نماز باجماعت ادا کرنے کو واجب قرار دیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے کچھ شاگردوں کا موقف ہے کہ باجماعت نماز پڑھنا فرض کفایہ ہے نہ کہ فرض عین، انسان کو بغیر کسی شرعی مجبوری کے نماز باجماعت سے پیچھے نہیں رہنا چاہیے۔

(151)......بَابُ الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ وَالْجُمُعَةِ عِنْدَ الْمَطَرِ وَالْعُذْرِ

بارش یا کسی عذر (شرعی) کی بنا پر نماز باجماعت اور جمعہ کے چھوڑ دینے کی رخصت

(٧٩٧)۔ أَخْبَـرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ......

عَـنْ نَـافِعٍ ، أَنَّ عَبْـدَ اللَّـهِ بْنَ عُمَرَ ، أَذَّنَ بِـالصَّلاةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ ، فَقَالَ: أَلَا صَلُّـوا فِي الرِّحَالِ ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَـانَـتْ لَيْـلَةٌ بَارِدَةٌ ذَاتُ مَطَرٍ ، يَقُولُ: ((أَلَا

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک ٹھنڈی اور آندھی والی رات میں اذان دی، پھر یوں پکار کر کہہ دیا (أَلا صَلُّوا فِي الرِّحَال) ''اے لوگو! اپنی قیامگاہوں پر ہی نماز پڑھ لو۔'' پھر کہا: نبی کریم ﷺ سردی اور بارش کی راتوں میں مؤذن کو حکم دیتے تھے کہ وہ اعلان کر دے: (أَلا صَلُّوا فِي

(٧٩٧) أخرجه البخاري: ٦٦٦، و مسلم: ٦٩٧

صَلُّوا فِی الرِّحَالِ۔)) الرِّحَال) ''اے لوگو! اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھ لو۔''

شرح عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: يُنَادِي مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ بِالْمَدِينَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ، وَالْغَدَاةِ الْقَرَّةِ۔...... سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے یہ اعلان مدینے میں کیا جبکہ رات بارش والی تھی اور صبح ٹھنڈی تھی۔ (صحیح، ابوداود: ١٠٦٤)

(٧٩٨)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَنَا أَبُو عَوَانَةَ، نَا أَبُو الْحَسَنِ الْمَيْمُونِيُّ، وَعَمَّارُ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، نَا نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ فِي السَّفَرِ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ، أَوْ ذَاتُ مَطَرٍ، أَوْ ذَاتُ رِيحٍ: ((أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں جب رات ٹھنڈی یا بارش والی یا (سخت) ہوا والی ہوتی تو مؤذن کو حکم دیتے کہ یوں کہے: (أَلا صَلُّوا فی الرِّحَال) ''خبردار! اپنے اپنے ڈیروں میں نماز پڑھ لو۔''

(٧٩٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، نَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ مُنَادِيهِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ، وَاللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ، وَذَاتِ رِيحٍ: ((أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مؤذن کو حکم دیتے کہ وہ بارش والی یا سردی والی یا آندھی والی رات میں یوں کہے: (أَلا صَلُّوا فی الرِّحَال) ''خبردار! اپنے اپنے ڈیروں میں نماز پڑھ لو۔''

شرح اہل علم کی ایک جماعت نے بارش اور کیچڑ کے موقع پر، نیز ہر عذر شرعی کی بنا پر جماعت سے پیچھے رہ جانے کی رخصت دی ہے۔ یاد رہے کہ جن اعذار شرعیہ کی بنا پر جماعت چھوڑ دینے کی رخصت ہے انھیں میں جمعہ بھی چھوڑا جا سکتا ہے۔ ایسے لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھیں گے۔ (تاہم بغیر عذر شرعی کے جمعہ چھوڑنا سخت گناہ ہے۔)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک دن ہم کو بارش اور کیچڑ والے دن خطبہ دیا تو جب مؤذن (حی علی الصلاۃ) پر پہنچا تو آپ نے اس سے یہ کہنے کے لئے کہا: (الصلاۃ فی الرحال) ''لوگ نماز خیموں ہی میں پڑھ

(٧٩٨) أخرجه البخاري: ٦٣٢، و مسلم: ٦٩٧

(٧٩٩) هذا حديث متفق على صحته ......أخرجه الامام الشافعي في السنن المأثورة: ٣٧

لیں۔'' اور کہا: اسی طرح مجھ سے جو افضل تھے انھوں نے بھی کیا تھا، اس میں شک نہیں کہ جمعہ واجب ہے اور میں نے ناپسند جانا کہ تمھیں تنگی میں مبتلا کروں اور تم کیچڑ میں گرتے پڑتے آؤ۔ (صحیح بخاری: ۹۰۱، صحیح مسلم: ۶۹۹)

رزَغ کیچڑ کو کہتے ہیں۔ ''رزَغ الرَّجُلُ'' یہ جملہ اس وقت بولتے ہیں جب کوئی کیچڑ میں لت پت ہو جائے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے کہ بارش ہوگئی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَن شَاءَ فَلیصَلِّ فِي رَحْلِهِ)) ''تم میں سے جو چاہے اپنے پڑاؤ میں نماز پڑھ لے۔''

(صحیح مسلم: ۶۹۸)

(الرّحال) سے مراد گھر، محلے اور قیام گاہیں ہیں۔

فائدہ: اکثر روایات میں گھروں میں نماز پڑھنے کے اعلان کا تعلق سفر سے بتلایا گیا ہے، لیکن بعض روایات میں مطلقاً بھی آیا ہے۔ اس اعتبار سے اس اعلان کا تعلق سفر سے نہیں ہے بلکہ مطلق ہے یعنی ہر جگہ حسب ضرورت اذان میں مذکورہ الفاظ کے ذریعے سے گھروں میں نماز پڑھنے کا اعلان کیا جا سکتا ہے۔ اس سے اسلام کے آسان دین ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خطبہ کے بعد اذان نہیں دلوائی تھی جیسا کہ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ ہوا یہ کہ موسلا دھار بارش ہو رہی تھی کہ جماعت کا وقت ہو گیا اور مؤذن نے اذان شروع کی، جب وہ لفظ حی علی الصلاۃ پر پہنچا تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اسے فوراً لقمہ دیا۔ (ع،س)

(152)......بَابُ الْبَدَاءَةِ بَالطَّعَامِ إِذَا حَضَرَ وَإِنْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ

نماز کی تکبیر ہو جائے اور کھانا حاضر ہو تو پہلے اسے کھانا

(۸۰۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، نَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ، وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر شام کا کھانا تیار ہو اور ادھر نماز کے لئے تکبیر بھی ہونے لگے تو پہلے کھانا کھا لو۔''

تشریح: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے سنبھالے اور نماز کے لئے نکلے، اسی دوران آپ کی خدمت میں روٹی اور گوشت کا تحفہ پیش کیا گیا، آپ نے تین لقمے لئے، پھر لوگوں کو نماز پڑھائی اور پانی کو چھوا تک نہیں۔ (صحیح مسلم: ۳۵۹)

(۸۰۰) أخرجه البخاري: ۵۴۶۳، و مسلم: ۵۵۷

نبی ﷺ کے اہل علم وفضل صحابہ کا عمل اسی بات پر ہے، مثلاً سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ شام کا کھانا کھاتے خواہ جماعت چھوٹ جاتی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے لئے کھانا رکھا جاتا، ادھر نماز کے لئے تکبیر بھی ہونے لگتی، وہ امام کے پڑھنے کی آواز برابر سنتے رہتے، لیکن نماز کے لئے نہ جاتے حتیٰ کہ کھانے سے فارغ ہو جاتے۔ (صحیح بخاری: ٥٤٦٤)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کھانا اور بھنا ہوا گوشت نوش کر رہے تھے، مؤذن نے آکر تکبیر کا وقت ہو جانے کی اطلاع دی تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جلدی نہ کیجئے، ہمیں روسٹ کھا لینے دیجئے، ہم ایسی حالت میں نماز کے لئے نہیں جانا چاہتے کہ ہمارے دل کھانے میں لگے رہیں۔

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: عقل مندی یہ ہے کہ پہلے آدمی اپنی جماعت پوری کر لے تا کہ جب وہ نماز میں کھڑا ہو تو اس کا دل فارغ ہو۔ (صحیح بخاری معلقا)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان جملہ آثار اور احادیث کا مقصد اتنا ہی ہے کہ جب انسان کو کھانے کی شدید طلب اور حد درجہ خواہش ہو، نماز کے وقت میں فراخی ہو، نیز کھانا تیار ہو تو پہلے اس سے فارغ ہونا چاہیے تا کہ نماز پورے سکون کے ساتھ ادا کی جائے، لیکن اگر بھوک سے انسان نڈھال نہ ہو، دل حوصلے میں ہو، کھانے کی احتیاج شدت اختیار نہ کر چکی ہو، نماز پڑھنے کی صورت میں مقصد نماز سے غافل ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو تو پہلے نماز ادا کرنی چاہیے۔ کیونکہ نبی ﷺ ایک مرتبہ بکری کے شانے کا گوشت کھا رہے تھے، اس دوران میں آپ کو نماز کی طرف بلایا گیا تو آپ گوشت رکھ کر نماز کی طرف چل دیئے اور نماز ادا کی۔ (صحیح بخاری: ٢٠٨، ٦٧٥، صحیح مسلم: ٣٥٥)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کھانے یا کسی اور وجہ سے لیٹ نہ کی جائے۔''

(ضعیف، ابوداود: ٣٧٥٨)

یہ بات اس صورت میں ہے جب انسان کو اپنے اوپر کنٹرول ہو، بھوک سے بے کل نہ ہو یا نماز کا وقت تنگ ہو اور اس کے فوت ہونے کا کھٹکا ہو تو پہلے نماز ادا کر لینی چاہیے۔ واللہ اعلم۔ امام وکیع کہتے ہیں: اگر کھانا خراب ہو جانے کا ڈر ہو تو پہلے کھانے سے فارغ ہو جانا چاہیے۔

(153)......بَابُ لا يُصَلِّي وَهُوَ حَاقِنٌ

پیشاب پاخانے کی حاجت ہونے کی حالت میں نماز نہ پڑھی جائے

(٨٠١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ

(٨٠١) أخرجه مسلم: ٥٦٠

بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي حَزْرَةَ الْقَاصِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ......

عَـنْ عَـائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَ: ((لا يُـصَلِّيَنَّ أَحَدُكُم يَحْضُرُهُ الطَّعَامُ، وَلا هُوَ يُدَافِعُهُ الأَخْبَثَان۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کھانا حاضر ہو تو ہرگز نماز نہ پڑھی جائے، نیز ایسی حالت میں بھی کہ آدمی پیشاب پاخانے کو روک رہا ہو۔''

(۸۰۲)۔ أَنَـا أَبُو طَاهِرٍ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْفَاشَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الأَشْعَثِ، نَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي حَزْرَةَ......

حَـدَّثَـنَـا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخُو الْقَاسِمِ بْنِ مُـحَـمَّـدٍ، قَـالَ: كُـنَّـا عِـنْدَ عَائِشَةَ، فَجِيءَ بِـطَـعَـامِهَـا، فَـقَامَ الْقَاسِمُ يُصَلِّي، فَقَالَتْ: سَـمِـعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَـقُـولُ: ((لا يُـصَـلَّى بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ، وَلا وَهُوَ يُدَافِعُهُ الأَخْبَثَان۔))

جناب عبد اللہ بن محمد بن ابو بکر (قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق کے بھائی) سے روایت ہے کہ ہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے کہ اسی اثنا میں ان کا کھانا آ گیا، تو جناب قاسم کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جب کھانا حاضر ہو تو نماز نہ پڑھی جائے نیز ایسی حالت میں بھی کہ آدمی پیشاب پاخانے کو روک رہا ہو۔''

شرح (اخبثان) سے مراد پیشاب اور پاخانہ ہے۔

(۸۰۳)۔ وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

أَنَّ عَبْـدَ الـلَّـهِ بْنَ أَرْقَمَ، كَانَ يَؤُمُّ أَصْحَابَهُ، فَـحَـضَرَتِ الصَّلاةُ يَوْمًا، فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ، ثُـمَّ رَجَـعَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى الـلَّـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ، فَلْيَبْدَأْ بِهِ قَبْلَ الصَّلاةِ۔))

سیدنا عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کی امامت کرایا کرتے تھے۔ ایک روز نماز کا وقت ہو گیا ادھر وہ قضائے حاجت کے لئے چلے گئے جب واپس تشریف لائے تو کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ''جب کوئی پاخانے کی حاجت محسوس کرے تو نماز سے پہلے اس سے فارغ ہو جائے۔''

(۸۰۲) انظر الحديث السابق

(۸۰۳) هذا حديث صحيح ......أخرجه الامام مالك فى المؤطأ: ۳۸۰

شرح بِهَـذَا الإِسْنَادِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، وَوَجَدَ أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ، فَلْيَبْدَأْ بِالْغَائِطِ۔)) ...... سیدنا عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لئے تکبیر کہہ دی جائے اور تم میں سے کسی کو بیت الخلا جانے کی حاجت ہو تو وہ پہلے قضائے حاجت کے لئے جائے۔'' (صحيح، ترمذی: ١٤٢، ابوداود: ٨٨، ابن ماجه: ٦١٦، نسائی: ٨٥٢)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کی اکثریت نے یہ کہا ہے کہ جب کوئی پیشاب یا پاخانے کی ضرورت محسوس کر رہا ہو تو اسے نماز کے لئے کھڑا ہی نہیں ہونا چاہیے۔

امام احمد اور امام اسحاق کا کہنا ہے: جب کوئی پیشاب پاخانے کی حاجت محسوس کر رہا ہو تو اسے نماز کے لئے کھڑا نہیں ہونا چاہیے۔ اگر اس نے نماز کا آغاز کر دیا ہے تو شدید تکلیف اور ضرورت کے علاوہ نماز نہ توڑے، وقت نماز میں تنگی کی صورت میں کوشش یہی ہونی چاہیے کہ کھانے پینے، اور دیگر معاملات میں الجھنے کی بجائے سب سے پہلے نماز ادا کی جائے۔

بعض روایات میں الفاظ حدیث اس طرح ہیں: (لا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُكُمْ وَهُوَ زَنَّاء)...... ''پیشاب پاخانے کو روک کر تم میں سے کوئی نماز نہ پڑھے۔'' لفظ ''زنّاء'' کا معنی پیشاب پاخانے کو روکنا ہے۔

(زَنَأَ بَوْلُهُ) کا معنی ہے: فلاں کا پیشاب رک گیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جو شخص اپنے پیٹ میں ہوا کا غلبہ محسوس کرے اسے وضو کرنا چاہیے۔ ابوعبیدہ بغوی نے کہا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قول میں وارد لفظ رزًا کا معنی پیٹ میں ہوا کی آواز اور گڑگڑاہٹ کا پایا جانا ہے۔ قتیبی نے کہا: اس سے مراد پاخانے کی حاجت اور ثقل وحرکت کا پایا جانا ہے۔

(154)......بَابُ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ
جب تکبیر ہونے لگے تو فرض نماز کے سوا کوئی نماز نہیں

(٨٠٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْحُمَيْدِيُّ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، نَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّفَّارُ الأَصْبَهَانِيُّ، نَا أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ الأَصْبَهَانِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، نَا وَرْقَاءُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ الْفَضْلِ الصَّيْرَفِيُّ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّفَّارُ الأَصْبَهَانِيُّ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبِ بْنِ حَرْبٍ التَّمْتَامُ الضَّبِّيُّ، نَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، نَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ، نَا عُمَرُ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ

(٨٠٤) أخرجه مسلم: ٧١٠

يَسَارٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلاةُ فَلا صَلاةَ إِلا الْمَكْتُوبَةُ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب نماز کی تکبیر ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں ہوتی۔''

شرح صحابہ وتابعین اور بعد کے ادوار میں اکثر اہل علم کا یہ موقف رہا ہے کہ جب تکبیر ہو جائے تو صبح کی سنتوں سمیت ہر قسم کے نوافل ادا کرنا ممنوع ہو جاتا ہے سوائے فرض نماز کے۔ (جس کے لئے تکبیر ہوتی ہے۔)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ اگر وہ کسی آدمی کو صبح کی سنتیں پڑھتے دیکھ لیتے جبکہ امام جماعت کرا رہا ہو تو اسے پیٹا کرتے تھے۔

اس کیفیت کو سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بھی ناپسند جانا ہے۔ نیز جناب سعید بن جبیر، ابن سیرین، عروہ بن زبیر، ابراہیم نخعی، عطاء، عبداللہ بن مبارک، سفیان، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ نے بھی کراہت کی نظر سے دیکھا ہے۔

ایک گروہ نے (تکبیر ہو جانے کی صورت میں نفل پڑھتے رہنے کی) رخصت دی ہے، مثلاً سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جناب عروہ، حسن، مجاہد، مکحول اور حماد بن ابی سلیمان۔

امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: اگر امام کے ساتھ رکعت رہ جانے کا ڈر نہ ہو تو الگ پڑھ کر امام کے ساتھ شامل ہوا جائے اور اگر رکعت چھوٹ جانے کا دھڑکا ہو تو امام کے ساتھ شامل ہونا چاہیے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: اگر فجر کی ایک رکعت امام کے ہمراہ مل سکتی ہو تو سنتیں مسجد کے دروازے کے پاس پڑھ لے اور پھر جماعت میں شامل ہو اور اگر ایک رکعت کے چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو تو پہلے جماعت میں شریک ہو۔ پہلا موقف صحیح اور موافق سنت ہے۔ اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ ہے۔

(٨٠٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْحُمَيْدِيُّ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ اللَّيْثِ الْكِرْمِينِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الضَّوِّ الْكَرْمِينِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلاةُ صَلاةُ الصُّبْحِ، وَهُوَ يُصَلِّي

سیدنا عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے نمازی کے پاس سے گزرے جو نماز صبح کی تکبیر کے بعد دو رکعت نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

(٨٠٥) أخرجه البخاري: ٦٦٣، و مسلم: ٧١١

رَكْعَتَيْنِ، فَكَلَّمَهُ بِشَيْءٍ، فَلَمْ نَفْهَمْهُ، فَقُلْنَا: مَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ؟ فَقَالَ: قَالَ لِي: ((يُوشِكُ أَحَدُكُمْ أَنْ يُصَلِّيَ الصُّبْحَ أَرْبَعًا۔))

نے اس سے کوئی بات کہی جسے ہم نہ سمجھ سکے۔ ہم نے پوچھا: آپ کو اللہ کے رسول ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ اس نے کہا: آپ نے مجھے فرمایا: ''کیا تم صبح کی چار رکعتیں پڑھنے لگے ہو۔''

(155)......بَابُ تَسْوِيَةِ الصَّفِّ وَإِتْمَامِهِ
صفوں کو برابر اور مکمل کرنا

(٨٠٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَنَا شُعْبَةُ......

نَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَخْطُبُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي الصَّفَّ، أَوِ الصُّفُوفَ حَتَّى يَدَعَهُ مِثْلَ الْقِدْحِ، أَوِ الرُّمْحِ، فَرَأَى صَدْرَ رَجُلٍ نَاتِئًا، فَقَالَ: ((عِبَادَ اللَّهِ سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بِهِ وُجُوهَكُمْ۔))

جناب سماک بن حرب کہتے ہیں، میں نے سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو سنا وہ خطبے میں کہہ رہے تھے: نبی ﷺ صف یا صفوں کو سیدھا فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ صف کو تیر یا نیزے کی طرح سیدھا فرما دیتے، ایک مرتبہ آپ نے ایک آدمی کا سینہ صف سے نکلا ہوا دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''اے اللہ کے بندو! نماز میں اپنی صفوں کو برابر کر لو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمھارے منہ الٹ دے گا۔''

شرح: (القِدْح) لوہے کی وہ سلاخ جس کو کوٹ کر بالکل سیدھا کیا جاتا ہے جبکہ اس کے پر اور پیکان نہ لگے ہوں۔ اگر سلاخ کے آخر میں پر اور پھل لگا دیئے جائیں تو اسے ''سھم'' تیر کہتے ہیں۔

(٨٠٧)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ، أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اقامت کہے جانے کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے سے پہلے لوگوں کی طرف چہرہ کر کے فرماتے: ''صفیں برابر کر لو اور

(٨٠٦) أخرجه البخاري: ٧١٧، و مسلم: ٤٣٦

(٨٠٧) أخرجه البخاري: ٧١٩، ٧٢٥

((أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي، وَلَقَدْ كُنْتُ أَرَى الرَّجُلَ يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ أَخِيهِ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ.))

مل کر کھڑے ہو جاؤ۔ میں تمھیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔'' (سیدنا انس کہتے ہیں) میں دیکھتا کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کے کندھے سے کندھا نماز پڑھتے وقت ملا دیتا تھا۔

شرح (تَرَاصُّوا) مل کر کھڑے ہو جاؤ، اس طرح کہ تمھارے درمیان خلا نہ رہے۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں بھی استعمال ہوا ہے: ﴿بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ﴾ ''سیسہ پلائی ہوئی عمارت'' (سورۂ صف:۴)، یعنی ایک اینٹ دوسری اینٹ میں پیوست ہو۔ اس حدیث مبارکہ میں اس بات پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ امام کو نمازیوں کی طرف منہ کر کے انھیں صفیں درست کرنے کا حکم کرنا چاہیے۔

(۸۰۸)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو عُمَرَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَفِيدُ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ الْبَجَلِيُّ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، نَا حَمَّادٌ، نَا ثَابِتٌ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اسْتَوُوا، اسْتَوُوا، فَوَاللَّهِ! إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ خَلْفِي كَمَا أَرَاكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ.))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''برابر ہو جاؤ! برابر ہو جاؤ!، اللہ کی قسم! میں تمھیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں جیسے سامنے سے تمھیں دیکھتا ہوں۔''

(۸۰۹)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، نَا زُهَيْرٌ، قَالَ: سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشَ، عَنْ حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، فِي الصُّفُوفِ الْمُقَدَّمَةِ فَحَدَّثَنَا، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا يَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟)) قُلْنَا: وَكَيْفَ يَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟ قَالَ: ((يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْمُقَدَّمَةَ، وَيَتَرَاصُّونَ فِي

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم صفیں ویسے کیوں نہیں بناتے جیسے کہ فرشتے اپنے رب کے ہاں بناتے ہیں؟'' ہم نے کہا: فرشتے اپنے رب کے ہاں کیسے صفیں بناتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ پہلے ابتدائی صفیں مکمل کرتے ہیں اور آپس میں جڑ کر کھڑے

(۸۰۸) صحیح ......أخرجه النسائی: ۸۱۳

(۸۰۹) أخرجه مسلم: ۴۳۰

الصَّفِ۔)) ہوتے ہیں۔'' (ان کے مابین کوئی خلا نہیں رہتا)

(۸۱۰)۔ أَخبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ ، نَا أَبُو دَاوُدَ ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، نَا خَالِدٌ يَعْنِي: ابْنَ الْحَارِثِ ، نَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ ، عَنْ سِمَاكٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا إِذَا قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ ، فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ۔

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو برابر کرتے۔ جب ہم درست ہو جاتے تو آپ تکبیر کہتے۔

(۸۱۱)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ ، نَا أَبُو دَاوُدَ ، نَا قُتَيْبَةُ ، نَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ السَّائِبِ ، صَاحِبِ الْمَقْصُورَةِ ، قَالَ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَوْمًا ، فَقَالَ: هَلْ تَدْرِي لِمَ صُنِعَ هَذَا الْعُودُ؟ قُلْتُ: لا ، وَاللَّهِ! فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ عَلَيْهِ يَدَهُ فَيَقُولُ: ((اسْتَوُوا ، وَاعْدِلُوا صُفُوفَكُمْ۔))

جناب محمد بن مسلم بن سائب، صاحب مقصورہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پہلو میں نماز پڑھی تو انھوں نے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ لکڑی کیوں رکھی ہوئی ہے؟ میں نے کہا: نہیں، قسم اللہ کی! انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس پر ہاتھ رکھا کرتے تھے اور فرماتے تھے: ''برابر ہو جاؤ، اور اپنی صفوں کو سیدھا کرلو۔''

شرح عَنْ أَنَسٍ بِهَذَا قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ ، أَخَذَهُ بِيَمِينِهِ ، ثُمَّ الْتَفَتَ ، فَقَالَ: ((اعْتَدِلُوْا ، سَوُّوْا صُفُوفَكُمْ)) ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَسَارِهِ ، فَقَالَ: ((اعْتَدِلُوْا ، سَوُّوْا صُفُوفَكُمْ۔)) ...... سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اس لکڑی کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر (دائیں صف کی طرف) متوجہ ہو کر کہتے: ''سیدھے کھڑے ہو جاؤ، اپنی صفوں کو برابر کرلو۔'' پھر اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑتے (اور بائیں جانب متوجہ ہوتے) اور فرماتے: ''سیدھے ہو جاؤ اور اپنی صفوں کو برابر کرلو۔'' (ضعیف، ابوداود: ٦٧٠)

(۸۱۰) صحیح ......أخرجه ابوداود: ٦٦٥ ، وروى النسائي: ٨١٠ ، والترمذي: ٢٢٧ ، وابن ماجه: ٩٩٤ نحوه

(۸۱۱) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٦٦٩

فــــائــدہ: یہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں، البتہ صفوں کی درستی کی تاکید والی بات تو صحیح ہے، کیونکہ اس کا ذکر صحیح احادیث میں بھی ہے، لیکن اس کام کے لئے لکڑی کے استعمال والی بات صحیح نہیں ہے۔ (ع،س)

(٨١٢)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ، نَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَفِيدُ الْعَبَّاسِ بْنِ حَمْزَةَ، نَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ الْبَجَلِيُّ، نَا عَفَّانُ، نَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي قَتَادَةُ......

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((سَوُّوْا صُفُوفَكُمْ، فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلاةِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو برابر کرلو، بلا شبہ صفوں کو برابر کرنا نماز کی تکمیل کا حصہ ہے۔''

(٨١٣)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، نَا أَبَانٌ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوا بَيْنَهَا، وَحَاذُوا بِالأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنِّي لأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی صفوں میں خوب مل کر کھڑے ہوا کرو۔ انھیں قریب قریب بناؤ اور گردنوں کو بھی برابر رکھو۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ خالی جگہوں میں سے تمھاری صفوں میں گھس آتا ہے گویا وہ بکری کا بچہ ہو۔''

شرح: (الحَذَفْ) بکری کا چھوٹا سا سیاہ رنگ کا بچہ، اس کا واحد ''حَذْفَۃٌ'' ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے: (کأنها بَنَاتُ حَذْفٍ) یا (أولاد الحَذَفِ) پوچھا گیا: اولاد حذف کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''بھیڑ کے سیاہ رنگ کے بغیر بالوں والے چھوٹے چھوٹے بچے جو یمن میں پائے جاتے ہیں۔'' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انھوں نے صف بندی کے لئے لوگ مقرر کئے ہوئے تھے، اور اس وقت تک تکبیر نہ کہتے جب تک آپ کو صفوں کے درست ہونے کی اطلاع نہ دی جاتی۔

سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما بھی صف بندی کا بہت خیال رکھتے تھے اور کہتے: برابر ہو جاؤ!۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تو یہاں تک کہتے: اے صاحب! تم آگے ہو جاؤ، ارے! تم پیچھے ہٹ جاؤ۔

(٨١٢) أخرجه البخاري: ٧٢٣، و مسلم: ٤٣٣

(٨١٣) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٦٦٧

فائدہ: خوانندگان محترم! صفوں کو سیدھا کرنا، پیر سے پیر ملا کر کھڑا ہونا ایسا مسئلہ ہے جس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں حتیٰ کہ فقہ حنفی کی کتب بحر الرائق، فتاویٰ عالمگیری اور درمختار میں بھی یہی ہے: (ینبغي للماموین ان یتراصوا و ان یسدوا الخلل فی الصفوف و یسووا مناکبھم و ینبغی للامام ان یامرھم بذالك و ان یقف وسطھم) ''یعنی مقتدیوں کو چاہیے کہ صفوں کو چونا گچ کریں، صفوں میں درزوں کو بند کریں اور شانوں کو ہموار رکھیں۔ بلکہ امام کے لئے لائق ہے کہ مقتدیوں کو اس کا حکم کرے پھر درمیان میں کھڑا ہو۔'' فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ جب صفوں میں کھڑے ہوں تو گچ کریں اور کندھے ہموار کر لیں۔ (شامی ۱/ ۵۹۵)

اس کے باوجود آجکل مساجد میں صفوں کا منظر یہ ہوتا ہے کہ ہر نمازی دوسرے نمازی سے دور بالکل ایسے کھڑا ہوتا ہے جیسے کچھ لوگ اچھوتوں سے اپنا جسم دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر قدم سے قدم ملانے کی کوشش کی جائے تو ایسے سرک جاتے ہیں جیسے کسی بچھو نے ڈنک مار دی ہو اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ملت کے باہمی طور پر دل نہیں مل رہے ہیں۔ باہمی اتفاق مفقود ہے، سچ ہے:

صفیں کج، دل پریشاں، سجدے بے ذوق
کہ اندازِ جنوں باقی نہیں ہے

امام کو تکبیر تحریمہ سے پہلے حسب ضرورت ان الفاظ سے نصیحت کرتے رہنا چاہیے اور عملاً بھی صف درست کرانی چاہیے۔ کیا ہمارے انصاف پسند و حقیقت شناس علمائے کرام اس صورت حال پر اصلاح حال کی کوشش فرما سکیں گے۔ وباللہ التوفیق (ع،س)

(156)......بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ
صف اول کی فضیلت

فرمان نبوی ہے: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا)) ......''اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان کہنے اور صف اول میں نماز پڑھنے کی کیا فضیلت ہے، پھر وہ انھیں صرف قرعہ ڈال کر ہی حاصل ہو، تو وہ ضرور قرعہ ڈالیں۔'' (صحیح بخاری: ۷۲۱، صحیح مسلم: ۴۳۷)

(۸۱۴)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنِي أَبُو الْأَشْهَبِ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

(۸۱۴) أخرجه مسلم: ۴۳۸

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا، فَقَالَ لَهُمْ: ((تَقَدَّمُوْا، ائْتَمُّوا بِي، وَيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، وَلا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللَّهُ۔))

ﷺ نے اپنے (بعض) صحابہ میں یہ بات دیکھی کہ وہ پیچھے رہتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: ''آگے بڑھو! اور میری اقتداء کرو، تمھارے بعد والے تمھاری اقتداء کریں۔ اور جو لوگ پیچھے رہنے کو اپنی عادت بنا لیتے ہیں ان کا انجام یہ ہوگا کہ اللہ عزوجل انھیں مؤخر کر دے۔'' (یعنی اپنی رحمت سے .... جنت میں داخل کرنے میں یا جہنم سے تاخیر سے نکالے گا)

شرح: ابونضرہ راوی کا نام منذر بن مالک ہے، آپ کا تعلق بنوعوق بن الدّیل سے تھا۔

ابوالاشہب راوی کا نام جعفر بن حیان عُطاردی ہے انھوں نے ۱۶۵ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ آپ نابینا تھے۔

(۸۱۵)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، نَا جَرِيرٌ، أَنَا سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا، وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی بہترین صف (اجر و فضیلت میں) پہلی صف ہے اور کم تر آخری صف ہے۔ اور عورتوں کی بہترین صف وہ ہے جو سب سے آخر میں ہو اور کم تر وہ ہے جو سب سے پہلی ہو۔''

شرح: وَرُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَغْفِرُ لِلصَّفِّ الأَوَّلِ ثَلاثًا، وَلِلثَّانِي مَرَّةً۔...... مروی ہے کہ نبی ﷺ پہلی صف والوں کے لئے تین مرتبہ اور دوسری صف والوں کے لئے ایک مرتبہ دعائے مغفرت فرمایا کرتے تھے۔ (صحیح، ابن ماجه: ۹۹۶)

(۸۱۶)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، نَا السَّيِّدُ أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْعَلَوِيُّ، نَا أَبُو الْفَضْلِ عَبْدُوسُ بْنُ الْحُسَيْنِ السِّمْسَارُ، نَا يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَاهَانَ الدِّينَوَرِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنِي بَحِيرُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ......

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

(۸۱۵) أخرجه مسلم: ٤٤٠

(۸۱٦) صحيح ......أخرجه ابن ماجه: ۹۹٦، والنسائي: ۸۱۷

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ ثَلاثًا، وَعَلَى الَّذِي يَلِيهِ وَاحِدَةً۔

اللہ ﷺ اگلی صف والوں کے لئے تین بار دعائے مغفرت فرماتے تھے اور دوسری صف کے لئے ایک بار۔

(۸۱۷)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّفَّارُ، نَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْبِرْتِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ، نَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْسَجَةَ......

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ وَمَلائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَصِلُونَ الصَّفَّ الأَوَّلَ، وَزَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ، وَمَنْ مَنَحَ مَنِيحَةَ لَبَنٍ، أَوْ هَدَى زُقَاقًا كَانَ لَهُ صَدَقَةً۔))

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے ان کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں جو پہلی صف کو ملاتے ہیں۔ اور قرآن کو خوبصورت بناؤ اپنی آواز کے ساتھ، جس نے کسی کو دودھ والا جانور تحفے میں دیا یا کسی کو راستہ بتا دیا تو یہ اس کے لئے صدقہ ہے۔''

شرح: (وَزَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ) ''قرآن مجید کو اپنی آواز سے خوبصورت بناؤ'' اس جملے کا معنی و مطلب یہ بتلایا گیا ہے کہ ''قرآن مجید پڑھتے وقت اپنی آواز خوبصورت اور سریلی بناؤ'' یہ اسی طرح ہے جیسے عرب کہتے ہیں (عَرَضْتُ النَّاقَةَ علی الحَوضِ) ''میں نے اونٹنی کو حوض پر پیش کیا'' حالانکہ اصل یوں ہے کہ ''حوض کو اونٹنی پر پیش کیا''، یعنی اونٹنی کو حوض سے پانی پلانے کے لئے لے گیا، بعض جملے بصورت قلب استعمال ہوتے ہیں مگر عرف میں ان کا معنی و مفہوم کچھ لیا جاتا ہے۔

ایک سند کے ساتھ حدیث کے یہ الفاظ بھی آئے ہیں (زَيِّنُوا أصواتكُمْ بِالقُرآن) ''اپنی آواز قرآن پڑھتے وقت خوبصورت بناؤ۔'' جناب شعبہ کہتے ہیں: مجھے ایوب اس طرح روایت کرنے سے منع کیا کرتے تھے: (زَيِّنُو القُرآنَ بِأصواتِكُمْ) ''قرآن کو اپنی آواز سے خوبصورت بناؤ''

(۸۱۸)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، وَأَبُو عَاصِمِ بْنُ جَوَّاسٍ الْحَنَفِيُّ، عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ طَلْحَةَ الْيَامِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْسَجَةَ......

---

(۸۱۷) حديث صحيح ......أخرجه الامام احمد فی المسند: ۱۸٦۱٦

(۸۱۸) صحیح ......أخرجه ابوداود: ٦٦٤، والنسائی: ۸۱۱، وابن ماجه: ۹۹۷

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَى نَاحِيَةٍ، يَمْسَحُ صُدُورَنَا وَمَنَاكِبَنَا، وَيَقُولُ: ((لا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ))، وَكَانَ يَقُولُ: ((إِنَّ اللَّهَ وَمَلائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصُّفُوفِ الأُولَى۔))

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کے درمیان ایک طرف سے دوسری طرف کو چلتے تھے۔ (اس اثناء میں) آپ ہمارے سینوں اور کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: ''آگے پیچھے مت ہوو، ورنہ تمھارے دلوں میں بھی اختلاف آجائے گا۔'' اور آپ فرمایا کرتے تھے: ''اللہ عز وجل پہلی صفوں میں آنے والوں پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔''

(٨١٩)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللَّهَ وَمَلائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مَيَامِنِ الصُّفُوفِ۔))

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ صفوں کے دائیں طرف والوں پر اپنی رحمت (خاص) نازل فرماتا ہے اور فرشتے ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔''

(٨٢٠)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ، نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي: ابْنَ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ، ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ، فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(پہلے) پہلی صف کو پورا کرو پھر جو اس کے بعد ہو۔ اور جو کمی ہو تو وہ آخری صف میں ہو۔''

---

(٨١٩) ضعيف، وحسن بلفظ: "يصلون على الذين يصلون الصفوف" ......أخرجه ابوداود: ٦٧٦، وابن ماجه: ١٠٠٥

(٨٢٠) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٦٧١، والنسائي: ٨١٨

(157)......بابُ مَنْ هُوَ أولى بالصَّفِ الأَوَّل

پہلی صف میں کھڑے ہونے کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟

(٨٢١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الضَّحَّاكِيُّ الطُّوسِيُّ بِهَا، نَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الإِسْفَرَايِينِيُّ، نَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْغِطْرِيفِ، حَدَّثَنَا أَبُو طَاهِرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُرِّيِّ، نَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ......

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لِيَلِنِي مِنْكُمْ أُولُوا الأَحْلامِ وَالنُّهَى، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، وَلا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ، وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الأَسْوَاقِ۔))

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے اہل عقل و دانش میرے قریب کھڑے ہوا کریں، پھر وہ جو ان کے قریب ہیں، ان کے بعد وہ جو ان کے قریب ہیں، آگے پیچھے مت ہو، ورنہ تمھارے دلوں میں اختلاف آجائے گا اور بازاروں کے شور وشغب سے بچو۔''

تشریح: امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے کہا: عظیم محدث خالد حذّاء نے کبھی جوتی کی سلائی نہیں کی انھیں حذاء (موچی) اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ موچیوں کے ہاں بیٹھا کرتے تھے۔ اس نسبت سے یہ لفظ ان کے نام کے ساتھ چپک گیا۔ ان کی کنیت ابو المنازل تھی اور پورا نام خالد بن مہران تھا۔ ابو معشر کا نام زیاد بن کُلیب ہے۔

نبی ﷺ نے اہل عقل و دانش کو اپنے قریب کھڑے ہونے کا اس لئے حکم فرمایا تا کہ وہ احکام نماز سیکھیں اور عارضہ پیش آنے کی صورت میں امامت کی ذمہ داری سنبھال سکیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ يَلِيَهُ الْمُهَاجِرُونَ وَالأَنْصَارُ لِيَأْخُذُوا عَنْهُ۔ ......رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ مہاجر اور انصار آپ کے قریب (اگلی صفوں میں) کھڑے ہوں تا کہ آپ سے (نماز کے مسائل عملی طور پر) سیکھ سکیں۔

(صحیح، ابن ماجه: ٩٧٧)

(وَهَيْشَاتُ الأسواق) اختلاط مرد وزن، رش اور بھیڑ، شور وشغب، دنگا فساد، آوازیں بلند کرنا (جس طرح بازاروں اور منڈیوں میں سودا سلف بیچتے وقت دکاندار کرتے ہیں) نیز مفاسد اور فتنہ سامانیاں سب کچھ مراد ہو سکتا ہے۔

---

(٨٢١) أخرجه مسلم: ٤٣٢

فــائدہ: مسلمانوں کو ہمیشہ باوقار رہتے ہوئے اپنی آواز کو پست رکھنا چاہیے اور مساجد میں ہوں تو اس کا اور زیادہ اہتمام ہونا چاہیے خصوصاً بعض جگہ طلبہ ان میں درس وتدریس کی غرض سے اقامت پذیر ہوتے ہیں، اس لئے مسجد میں مقیم اور مسجد میں آنے والے عابدین کا حق ہے کہ وہ ان باتوں کا خیال رکھیں اور مساجد کو ''مچھلی منڈی'' بنانے سے اجتناب کریں۔ آج کل مساجد کا حال اس فرمان نبوی کی عکاسی کرتا ہے، علمائے کرام کو گاہے گاہے مساجد کے آداب اور احترام ملحوظ رکھنے کی تلقین کرتے رہنا چاہیے۔ وباللہ التوفیق۔ (ع،س)

(158)......بَابُ مَنْ صَلَّى خَلْفَ الصَّف وَحْدَه

صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز

(٨٢٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرَبْرِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ، نَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا هَمَّامٌ، عَنِ الأَعْلَمِ وَهُوَ زِيَادٌ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ، فَرَكَعَ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ، فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((زَادَكَ اللَّهُ حِرْصًا وَلا تَعُدْ۔))

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور نبی ﷺ رکوع میں تھے، چنانچہ میں صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع میں چلا گیا۔ اس بات کا تذکرہ نبی ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیری حرص اور زیادہ کرے، آئندہ ایسے نہ کرنا۔''

(٨٢٣)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا حَمَّادٌ، أَنَا زِيَادٌ الأَعْلَمُ......

عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ، جَاءَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاكِعٌ، فَرَكَعَ دُونَ الصَّفِّ، ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّفِّ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاتَهُ، قَالَ: ((أَيُّكُمُ الَّذِي رَكَعَ دُونَ الصَّفِّ، ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّفِّ؟)) فَقَالَ أَبُو بَكْرَةَ: أَنَا، فَقَالَ

جناب حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ رکوع میں تھے تو انھوں نے صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا اور پھر (اسی حالت میں) چلتے ہوئے صف میں جا ملے۔ جب نبی ﷺ نے نماز مکمل کی تو پوچھا: ''تم میں سے کس نے صف میں ملنے سے پہلے رکوع کیا تھا، پھر وہ چلتے ہوئے صف میں ملا؟''

(٨٢٢) أخرجه البخاري: ٧٨٣

(٨٢٣) انظر الحديث السابق

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((زَادَكَ اللَّهُ حِرْصًا وَلا تَعُدْ.))

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ میں تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیری (نیکی کی) حرص اور بڑھائے، پھر ایسے نہ کرنا۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں بہت سے فقہی فوائد ہیں۔ مثلاً جس نے امام کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز پڑھی، اس کی نماز درست ہے اس لئے کہ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے صف سے پیچھے ہی رکوع کر دیا تھا اور نماز کا ایک حصہ ادا کر لیا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں لوٹانے کا حکم نہیں دیا اور آئندہ کے لئے بہت راستے کی راہنمائی فرما دی (ولا تعُدْ) ''پھر ایسے نہ کرنا'' کہہ کر۔ یہ نہی تحریمی نہیں بلکہ اصلاح اور صحیح طریقہ بتلانے کی غرض سے منع کیا گیا ہے۔ اگر نہی تحریمی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم صادر فرماتے۔ یہ موقف امام مالک، ثوری، عبداللہ بن مبارک، شافعی اور اہل الرائے کا ہے۔

ان سب کا کہنا ہے کہ صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز درست اور صحیح ہے۔

علماء کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنے والے آدمی کی نماز نہیں ہوتی۔ اس کے قائل جناب نخعی، حماد بن ابی سلمان، ابن ابی لیلیٰ اور وکیع ہیں نیز امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا بھی یہی خیال ہے۔ ان حضرات کی دلیل مندرجہ ذیل روایت ہے۔

(٨٢٤)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ هِلالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ رَاشِدٍ......

عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلا يُصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ، فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيدَ الصَّلاةَ۔

سیدنا وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ صف کے پیچھے کھڑا اکیلا نماز پڑھا رہا تھا تو آپ نے اسے دہرانے کا حکم دیا۔

شرح: جو لوگ نماز دہرانے کے حکم کو واجب خیال نہیں کرتے وہ وابصہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز دہرانے کے حکم کو استحبابی حکم سمجھتے ہیں۔

امام زہری اور امام اوزاعی کا کہنا ہے: جس نے صف کے پیچھے رکوع کر دیا جبکہ وہ صف کے بالکل قریب پہنچ چکا ہو تو اس کی نماز درست ہے اور جس نے کافی فاصلے سے ایسا کیا اس کی نماز جائز نہیں۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ مسجد میں داخل ہوئے جبکہ لوگ رکوع کر رہے تھے تو آپ صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع کی حالت میں چلے گئے، پھر رینگتے رینگتے صف تک پہنچے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی آہستہ آہستہ رکوع کی حالت میں چلتے

(٨٢٤) هذا حديث حسن ...... أخرجه ابوداود: ٦٨٢، والترمذي: ٢٣١، وابن ماجه: ١٠٠٤

ہوئے صف تک پہنچے تھے۔

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ مقتدی امام کو جس حالت میں پائے ویسا ہی کرے، پھر اگر امام حالت رکوع میں ہو تو گویا اس نے رکعت پالی اور اگر حالت سجدہ میں ہو یا رکوع کر چکا ہو تو اس کو رکعت حاصل نہیں ہوئی۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اسے مکمل کرے گا۔

فائدہ: بعض اہل علم نے اس حدیث مبارکہ سے رکوع میں آنے والوں کے لئے رکعت کے ہو جانے پر دلیل پکڑی ہے۔ جیسا کہ امام بغوی رحمہ اللہ نے بھی بطور فائدہ یہی بات ذکر کی ہے۔ عون المعبود شرح ابو داود میں ہے: (قَالَ الشَّوْكَانِيْ فِيْ النَّيْلِ: فَلَيْسَ فِيهَا مَا يَدُلُّ عَلَى مَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ، لِأَنَّهُ كَمَا لَمْ يَأْمُرْهُ بِالْإِعَادَةِ لَمْ يُنْقَلْ إِلَيْنَا أَنَّهُ اعْتَدَّ بِهَا وَالدُّعَاءُ لَهُ بِالْحِرْصِ لَا يَسْتَلْزِمُ الِاعْتِدَادَ بِهَا لِأَنَّ الْكَوْنَ مَعَ الْإِمَامِ مَأْمُورٌ بِهِ سَوَاءٌ كَانَ الشَّيْءُ الَّذِي يُدْرِكُهُ الْمُؤْتَمُّ مُعْتَدًّا بِهِ أَمْ لَا، كَمَا فِي حَدِيثِهِ إِذَا جِئْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سُجُودٌ فَاسْجُدُوا وَلَا تَعُدُّوهَا شَيْئًا۔ أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُد وَغَيْرُهُ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَى أَبَا بَكْرَةَ عَنْ الْعَوْدِ إِلَى مِثْلِ ذَلِكَ۔ وَالِاحْتِجَاجُ بِشَيْءٍ قَدْ نُهِيَ عَنْهُ لَا يَصِحُّ۔ وَقَدْ أَجَابَ ابْنُ حَزْمٍ فِي الْمُحَلَّى عَنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرَةَ، فَقَالَ: إِنَّهُ لَا حُجَّةَ لَهُمْ فِيهِ لِأَنَّهُ لَيْسَ فِيهِ اجْتِزَاءٌ بِتِلْكَ الرَّكْعَةِ...... الخ) ...... علامہ شوکانی کہتے ہیں: اس حدیث سے یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اگر حدیث میں یہ صراحت نہیں ہے کہ آپ نے اسے اس رکعت کے لوٹانے کا حکم نہیں فرمایا تو یہ بھی ذکر نہیں کہ اس رکعت کو کافی سمجھا تھا۔ آپ نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کو اس کی حرص پر دعائے خیر ضرور دی مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس رکعت کو بھی کافی سمجھا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کو اس عمل سے مطلقاً منع فرما دیا تو ایسی ممنوعہ چیز سے استدلال پکڑنا صحیح نہیں۔ علامہ ابن حزم نے بھی محلی میں ایسا ہی لکھا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ امت مسلمہ کے ممتاز فرزند اور زبردست مجتہد ہیں انھوں نے بھی رکوع پانے والے کی رکعت کو تسلیم نہیں کیا۔

لیکن ایک دوسری حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: (إِذَا اَتَيْتَ الصَّلَاةَ فَأْتِهَا بِوَقَارٍ و سكينةٍ، فَصَلِّ مَا أَدْرَكْتَ واقْضِ ما فَاتَكَ) ...... ''جب تم نماز کے لئے آؤ تو وقار اور آرام سے آؤ، پس جو (جماعت کے ساتھ) پالو، پڑھ لو اور جو فوت جائے، اسے پورا کر لو۔'' (سلسلہ صحیحہ: ۱۱۹۸، بحوالہ معجم اوسط طبرانی) (ظاہر بات ہے کہ جب سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے قیام اور سورۂ فاتحہ رہ گئی، تو انھوں نے یہ رکعت دہرائی ہو گی، جس کا ذکر گو حدیث میں نہیں ہے، لیکن فرمان نبوی کی رُو سے انھوں نے یقیناً ایسا کیا ہو گا، اگر اسی طرح رکعت یا جواز ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی یہ نہ کہتے کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ علاوہ ازیں دیگر دلائل بھی اسی موقف کے مؤید ہیں، اس لئے یہی راجح اور قوی ہے۔ واللہ اعلم۔ (ع س)

(۸۲۵)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو

عِيسَى، نَا هِشَامُ بْنُ يُونُسَ الْكُوفِيُّ، نَا الْمُحَارِبِيُّ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى......

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ وَالإِمَامُ عَلَى حَالٍ، فَلْيَصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الإِمَامُ۔))

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے آئے تو امام جس حالت میں بھی ہو اسے اسی طرح کرنا چاہیے۔'' (یعنی امام نماز کا جو رکن ادا کر رہا ہے اسے تکبیر تحریمہ کے بعد بلا توقف وہیں پہنچ جانا چاہیے۔)

شرح وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا جِئْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سُجُودٌ فَاسْجُدُوا، وَلَا تَعُدُّوهُ شَيْئًا، وَمَنْ أَدْرَكَ الرَّكْعَةَ، فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ۔)) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم نماز کے لئے آؤ اور ہم سجدے میں ہوں تو تم بھی سجدہ کرو اور اسے کچھ شمار نہ کرو اور جس نے رکعت کو پالیا اس نے نماز کو پالیا۔'' (حسن، ابوداود: ۸۹۳)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جس نے رکوع کو پالیا امام کے سر اٹھانے سے پہلے گویا اس نے پوری رکعت کو پالیا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے ہی مروی ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ نے امام زہری اور امام نافع سے پوچھا کہ ایک شخص اس وقت نماز میں شامل ہوتا ہے جب امام ایک رکعت پڑھ چکا ہوتا ہے تو کیا وہ امام کے ساتھ دوسری اور چوتھی رکعت میں تشہد بیٹھے گا؟ حالانکہ اس کی رکعتیں تو طاق ہیں جفت نہیں ہیں۔ دونوں بزرگوں نے جواباً کہا: جی ہاں۔ امام مالک نے کہا: ہمارے ہاں (مدینہ میں) اسی کے مطابق عمل جاری ہے۔ امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جناب سعید بن مسیّب نے پوچھا: وہ کونسی نماز ہے جس کی ہر رکعت کے بعد تشہد بیٹھا جاتا ہے؟ پھر انھوں نے خود ہی جواب دیتے ہوئے کہا: یہ مغرب کی نماز ہے جس کی ہر رکعت کے بعد تشہد آتا ہے جو ایک رکعت ہو جانے کے بعد شامل ہو۔

فائدہ: ہمارے مشائخ اور علمائے پاک و ہند کی ایک کثیر تعداد (الرَّكعة) سے مراد ''رکعت'' ہی لیتی ہے۔ جیسے کہ شیخ شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الاوطار (۲/۲۴۴۔۲۴۵) میں یہ بحث کی ہے۔ وہ تمام حضرات ائمہ کرام جو وجوب فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں، وہ رکوع کی رکعت کے قائل نہیں۔ امام بخاری، امام ابن خزیمہ، تقی الدین سبکی اور دیگر علمائے شافعیہ رحمہم اللہ اسی طرف گئے ہیں۔ تاہم رکوع میں مل جانے سے رکعت کے قائلین کی تعداد بھی کافی ہے۔ مگر راجح یہی ہے کہ رکعت دو چیزوں سے مرکب ہوتی ہے ایک قیام اور دوسری قراءت، رکوع میں ملنے والا ان دونوں سے محروم رہتا ہے،

(۸۲۵) صحیح ......أخرجه الترمذي: ۵۹۱

لہٰذا رکوع میں ملنے والے کے لیے رکعت کو دہرانا زیادہ راجح ہے۔ واللہ اعلم۔ (ع،س)

(159)......بابُ إذا كان مع الإِمَامِ رَجُلٌ واحِدٌ يَقُومُ عَلَى يَمِينِهِ

جب امام کے ساتھ ایک شخص ہو تو وہ دائیں طرف کھڑا ہو

(٨٢٦)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا مُسَدَّدٌ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَقُمْتُ أُصَلِّي مَعَهُ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَخَذَ بِرَأْسِي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ۔ قَالَ عَطَاءٌ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَأَخَذَنِي بِيَمِينِهِ، فَأَدَارَنِي مِنْ وَرَائِهِ، فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے (ایک بار) اپنی خالہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات گزاری۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات نماز پڑھنے کے لئے اُٹھے، میں بھی اٹھا تا کہ نماز پڑھوں، میں آپ کے ساتھ بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ نے میرے سر سے پکڑا اور اپنی دائیں جانب کھڑا کیا۔ اس حدیث کو جناب عطاء بن ابی رباح سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں بیان کرتے ہیں: آپ نے مجھے میرے دائیں ہاتھ سے پکڑا اپنے پیچھے سے گھمایا اور اپنی دائیں جانب کھڑا کیا۔

شرح: اس حدیث میں بہت سے فوائد ہیں:

(۱): بعض اوقات تہجد یا نفل نماز کی جماعت کرائی جا سکتی ہے۔

(۲): دو آدمیوں کی جماعت بھی درست ہے اور اس صورت میں وہ دونوں ایک صف میں برابر کھڑے ہوں گے اور مقتدی امام کی دائیں جانب کھڑا ہو گا۔

(۳): چھوٹے کو چاہیے کہ وہ چلتے وقت بڑے آدمی کے دائیں طرف ہو کر چلے۔

(۴): اثنائے نماز میں کوئی ضروری اصلاح ممکن ہو تو کر دینے اور قبول کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(۵): ایسی صورت میں مقتدی کو امام کے سامنے سے گزرنے کے بجائے پیچھے سے گزرنا چاہیے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے گھمایا تھا حالانکہ آگے کی طرف سے گھمانا آسان تھا۔

(۶): ایک شخص جو اپنی نماز پڑھ رہا ہو، اس کو امام بنانا جائز ہے خواہ اس نے امام بننے کی نیت نہ کی ہو۔ دیکھئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

(٨٢٦) أخرجه البخاري: ٦٩٩، ومسلم: ٧٦٣

نے نماز اکیلے شروع کی تھی پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی آ ملے تھے۔ جناب عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ دوپہر کے وقت میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو میں نے آپ کو نفل پڑھتے ہوئے پایا۔ میں بھی آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ انھوں نے کھینچ کر مجھے اپنے قریب کر لیا حتیٰ کہ میں دائیں طرف ان کے برابر کھڑا ہو گیا۔ جب ان کا غلام یرفا آیا تو میں پیچھے ہٹ گیا اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھ لی۔

(160)......بَابُ إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً تَقَدَّمَ الْإِمَامُ، وَوَقَفَ الْآخِرَانِ خَلْفَهُ صَفًّا وَالْمَرْأَةُ تَقِفُ خَلْفَ الرِّجَالِ وَحْدَهَا

تین مرد ہوں تو امام آگے اور باقی دو اس کے پیچھے صف بنائیں اور عورت کی علیحدہ صف ہو گی خواہ اکیلی ہی ہو

(٨٢٧)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْفَاشَانِيُّ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْأَشْعَثِ، نَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَيَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ السِّجِسْتَانِيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ مُجَاهِدٍ أَبُو حَزْرَةَ......

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرًا يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سِرْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ، فَقَامَ يُصَلِّي، وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ ذَهَبْتُ أُخَالِفُ بَيْنَ طَرَفَيْهَا، فَلَمْ تَبْلُغْ لِي، وَكَانَتْ لَهَا ذَبَاذِبُ، فَنَكَّسْتُهَا، ثُمَّ خَالَفْتُ بَيْنَ طَرَفَيْهَا، ثُمَّ تَوَاقَصْتُ عَلَيْهَا لَا تَسْقُطُ، ثُمَّ جِئْتُ حَتَّى قُمْتُ عَنْ يَسَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِيَدِي، فَأَدَارَنِي حَتَّى أَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَجَاءَ ابْنُ صَخْرٍ حَتَّى قَامَ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَخَذَنَا بِيَدَيْهِ جَمِيعًا حَتَّى أَقَامَنَا خَلْفَهُ، وَقَالَ: وَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ

جناب عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ ہم سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے تو انھوں نے بتایا کہ میں ایک غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا۔ آپ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے اور مجھ پر ایک چادر تھی۔ میں نے اس کے پلوؤں کو اس کے مخالف اطراف سے لپیٹنے کی کوشش کی (یعنی دایاں پلو بائیں کندھے پر اور بایاں پلو دائیں کندھے پر ڈالنے لگا) مگر اس میں گنجائش نہیں تھی اور اس کے کناروں پر جھالر بھی تھی۔ میں نے انھیں الٹا کیا اور اس کے کناروں میں اختلاف کر کے اپنی گردن پر باندھ لیا اور گردن کو جھکا لیا کہ کہیں گر نہ جائے۔ پھر میں آ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھما کر اپنی دائیں جانب

(٨٢٧) أخرجه البخاري: ٣٦١، و مسلم: ٣٠١٠

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمُقُنِي وَأَنَا لَا أَشْعُرُ، ثُمَّ فَطِنْتُ بِهِ، فَأَشَارَ إِلَيَّ أَنِ اتَّزِرْ بِهَا، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا جَابِرُ، قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ: ((إِذَا كَانَ وَاسِعًا فَخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ، وَإِذَا كَانَ ضَيِّقًا فَاشْدُدْهُ عَلَى حَقْوِكَ۔))

کھڑا کر لیا۔ پھر ابن صخر آئے اور وہ آپ کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ پس آپ نے ہم دونوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑا حتیٰ کہ اپنے پیچھے کھڑا کر دیا۔ آپ مجھے کنکھیوں سے دیکھ رہے تھے مگر میں نہ سمجھ سکا۔ پھر میں سمجھ گیا اور آپ نے اشارہ کیا کہ اسے تہ بند بنا لوں۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اے جابر!'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول میں حاضر ہوں! آپ نے فرمایا: ''جب کپڑا کھلا ہو تو اس کے کناروں میں اختلاف کر لیا کرو (اور کندھوں پر ڈال لیا کرو) اور اگر تنگ ہو تو اپنی کمر پر باندھ لیا کرو۔'' (یعنی صرف تہ بند باندھ لیا کرو۔)

تشریح: فائدہ: اثنائے نماز میں امام یا مقتدی دوسرے نمازی کی مناسب اصلاح کرسکتا ہے اور اسے قبول کیا جانا چاہیے۔ نیز کپڑا کھلا ہو تو اس کے پلوؤں کو کندھوں پر ڈالنا ضروری ہے، ورنہ صرف تہبند بنا لیا جائے۔ ایسا انتہائی اضطراری حالت میں ہوگا۔ (ع،س)

(۸۲۸)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: ((قُومُوا فَلأُصَلِّيَ لَكُمْ))، قَالَ أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ، فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ، فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَائَهُ، وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا، فَصَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی نانی ملیکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا تیار کر کے کھانے کے لئے بلایا۔ آپ نے کھانے کے بعد فرمایا: ''آؤ تمھیں نماز پڑھا دوں۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنے گھر میں ایک چٹائی اٹھائی جو کثرت استعمال سے سیاہ پڑ گئی تھی۔ میں نے اس پر پانی چھڑکا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے (اسی چٹائی پر) کھڑے ہوئے جبکہ میں اور ایک یتیم آپ کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے اور بوڑھی عورت (ملیکہ) ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں، پھر رسول

(۸۲۸) أخرجه البخاري: ۳۸۰، ۷۲۷، ۸۶۰، و مسلم: ۶۵۸

اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی اور واپس تشریف لے گئے۔

(۸۲۹)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَّالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا سُفْيَانُ......

عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ عَمَّهُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيمٌ لَنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِنَا، وَأُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا۔

جناب اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ کہتے ہیں: میں نے اپنے چچا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے: میں نے اور ایک یتیم لڑکے (ضمیرہ بن ابی ضمیرہ) نے جو ہمارے گھر میں تھا، رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا (سیدنا انس کی والدہ) ہمارے پیچھے تھیں۔

شرح: سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، میری والدہ اور خالہ کو نماز پڑھائی، انس رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا جبکہ خواتین کو ہمارے پیچھے کھڑا کیا۔

(صحیح مسلم: ٦٦٠)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث مبارکہ میں دلیل ہے کہ مردوں کو عورتوں سے آگے کھڑا کیا جائے اور یہ کہ بچے اگر کم ہوں تو انھیں مردوں کی صف میں جگہ دی جائے اس لئے کہ بچوں کا امام بننا جائز اور ثابت ہے۔ امام بغوی کہتے ہیں: اگر بچے زیادہ ہوں تو پہلے مردوں کی صف بنائی جائے، پھر بچوں کی، پھر عورتوں کی۔ کیونکہ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی تو آپ کے پیچھے مردوں نے صف باندھی، ان کے پیچھے بچوں نے۔ (ضعیف، ابوداود: ٦٧٧)

اس مسئلہ پر قیاس کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ جنازہ پڑھتے ہوئے صف بندی یوں کی جائے۔ امام کے قریب مرد حضرات کھڑے ہوں، پھر بچوں کو کھڑا کیا جائے، پھر خواجہ سرا (ہیجڑے) صف بنائیں اور آخر میں عورتوں کی صف ہو، نیز اگر اجتماعی تدفین کا مسئلہ درپیش ہو تو بھی فوت شدگان میں سے جو افضل ہوں ان کو قبلہ کے قریب دفن کیا جائے یعنی مرد فوت شدگان کو، پھر بچوں کو، پھر ہیجڑے اور آخر میں عورتوں کو دفن کیا جائے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اکثر اہل علم کا قول یہی ہے کہ تین مرد نماز پڑھیں تو امام آگے کھڑا ہو گا لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انھوں جناب علقمہ اور اسود کو نماز پڑھائی تو ایک کو اپنی دائیں جانب اور دوسرے کو

(۸۲۹) انظر الحدیث السابق

بائیں جانب کھڑا کیا اور اس طریقے کو نبی ﷺ کی طرف منسوب کیا۔

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں بیان کرتے ہیں کہ ابن سیرین نے اس کا جواب یہ دیا کہ شاید جگہ کی تنگی کی وجہ سے ایسا کیا ہو۔ ابو عمر تمری نے اسے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف کہا ہے اور کچھ نے اسے منسوخ کہا ہے اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے عمل کو ان کی عدم اطلاع یا نسیان پر محمول کیا ہے۔ (ع،س)

(161)......بَابُ إِذا وَقَفَ الإِمَامُ فِي مَكَانٍ أَرْفَعَ

امام کا مقتدیوں سے بلند مقام پر کھڑا ہونا

(٨٣٠)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، نَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو خَالِدٍ......

عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ، أَنَّهُ كَانَ مَعَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ بِالْمَدَائِنِ، فَأُقِيمَتِ الصَّلاةُ، فَتَقَدَّمَ عَمَّارٌ، وَقَامَ عَلَى دُكَّانٍ يُصَلِّي، وَالنَّاسُ أَسْفَلَ مِنْهُ، فَتَقَدَّمَ حُذَيْفَةُ، فَأَخَذَ عَلَى يَدَيْهِ، فَاتَّبَعَهُ عَمَّارٌ حَتَّى أَنْزَلَهُ حُذَيْفَةُ، فَلَمَّا فَرَغَ عَمَّارٌ مِنْ صَلاتِهِ، قَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ: أَلَمْ تَسْمَعْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِذَا أَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ، فَلا يَقُمْ فِي مَقَامٍ أَرْفَعَ مِنْ مَقَامِهِمْ))، أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ، قَالَ عَمَّارٌ: لِذَلِكَ اتَّبَعْتُكَ حِينَ أَخَذْتَ عَلَى يَدِي۔

جناب عدی بن ثابت انصاری کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک آدمی نے بیان کیا کہ وہ مدائن میں سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ نماز کی اقامت کہی گئی تو عمار آگے بڑھے اور ایک چبوترے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانے لگے جبکہ دوسرے لوگ ان سے نیچے تھے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور ان کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے۔ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ پیچھے ہٹتے آئے حتیٰ کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو نیچے اتار دیا۔ جب عمار اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو حذیفہ نے ان سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا آپ فرمایا کرتے تھے: ''جب کوئی امامت کرائے تو دوسرے لوگوں سے اونچا کھڑا نہ ہو۔'' یا کچھ ایسے ہی فرمایا۔ عمار رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اسی لئے تو میں آپ کے ساتھ پیچھے ہٹ آیا تھا جب آپ نے میرے ہاتھ پکڑے تھے۔

تشریح: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انھوں نے مسجد کی چھت پر نماز ادا کی جبکہ امام مسجد میں جماعت کرا رہا تھا۔

(٨٣٠) حسن لغيره ......أخرجه ابوداود: ٥٩٨

(٨٣١)۔ وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ، أَنَا الرَّبِيعُ ، أَنَا الشَّافِعِيُّ ، أَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ، أَنَا الأَعْمَشُ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ...... عَنْ هَمَّامٍ ، قَالَ: صَلَّى بِنَا حُذَيْفَةُ عَلَى دُكَّانٍ مُرْتَفِعٍ ، فَسَجَدَ عَلَيْهِ ، فَجَبَذَهُ أَبُو مَسْعُودٍ ، فَتَابَعَهُ حُذَيْفَةُ ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلاةَ ، قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: أَلَيْسَ قَدْ نُهِيَ عَنْ هَذَا؟ فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ: أَلَمْ تَرَنِي قَدْ تَابَعْتُكَ۔

جناب ہمام سے روایت ہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں ایک چبوترے پر کھڑے ہوکر لوگوں کی امامت کرا رہے تھے کہ سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو قمیص سے پکڑ کر کھینچ لیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو کہا: کیا تمھیں معلوم نہیں کہ لوگوں کو اس سے منع کیا جاتا تھا۔ انھوں نے جواب دیا: تو پھر آپ نے دیکھا نہیں کہ میں نے آپ کی پیروی کی تھی۔

تشریح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ایک ہی مسجد میں اگر مقتدی امام سے دور کھڑا ہو تو مقتدی کی نماز درست ہوگی۔ دیکھیے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے امام کی اقتداء میں مسجد کی چھت پر نماز ادا کی۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: اگر امام کی تکبیر سنائی دیتی ہو تو امام کی اقتداء کی جائے اگرچہ امام اور مقتدی کے درمیان راستہ یا دیوار حائل ہو۔

عطاء بن ابی رباح نے کہا: امام کی آواز جس تک پہنچتی ہو وہ اقتداء کرسکتا ہے خواہ فاصلہ زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: اگر مسجد ایک ہی ہو تو اقتداء جائز ہے خواہ مسافت کتنی ہی کیوں نہ ہو، عمارتیں مختلف ہونے کی صورت میں امام کی تکبیر کا پتہ لگنا اور معلوم ہونا ضروری ہے۔ اگر نماز صحرا اور کھلے مقام میں ہو رہی ہو تو تین سو ہاتھ کی دوری تک اقتداء جائز ہے، اگر مسافت اس سے زیادہ ہو یا درمیان میں کوئی رکاوٹ (دیوار، ٹیلا، پہاڑ وغیرہ) ہو تو جائز نہیں۔

مقتدی کا صحن مسجد میں کھڑا ہونا جائز ہے یا مسجد کی ہمسائیگی میں بنجر اور غیر آباد زمین میں کھڑے ہوکر مسجد کے امام کی اقتدا کرے تو بھی درست ہے خواہ تین سو ہاتھ تک اسے صف نہ ملاتی ہو۔ اگر مقتدی زرخرید جگہ پر نماز پڑھ رہا ہے تو صف کا مسجد تک پہنچنا اور ملا ہونا ضروری ہے۔

(162)......بَابُ مَنْ هُوَ أَوْلَى بِالإِمَامَةِ

امامت کا زیادہ حق دار کون ہے؟

(٨٣٢)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ ، أَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَحْمَدَ الصَّفَّارُ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْبِرْتِيُّ ، نَا أَبُو حُذَيْفَةَ ، نَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ ، عَنِ الأَعْمَشِ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ ، عَنْ

(٨٣١) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٥٩٧

(٨٣٢) أخرجه مسلم: ٦٧٣

أَوْسِ بْنِ ضَمْعَجٍ......

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَحَقُّ الْقَوْمِ أَنْ يَؤُمَّهُمْ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ، فَإِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً، فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً، فَأَقْدَمُهُمْ سِنًّا، وَلا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ، وَلا يُقْعَدُ عَلَى تَكْرِمَتِهِ فِي بَيْتِهِ إِلا بِإِذْنِهِ۔)) عَنْ أَبِي خَالِدٍ، وَقَالَ: ((فَإِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِلْمًا۔))

سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قوم کی امامت کا زیادہ حق دار وہ شخص ہے جو قرآن کریم کا بڑا قاری ہو، اگر وہ قراءت میں برابر ہوں تو وہ شخص امامت کرائے جو سنت کا زیادہ عالم ہو، اگر وہ سنت میں برابر ہوں تو وہ شخص امامت کرائے جو ہجرت کرنے میں اول ہو، اگر ہجرت میں برابر ہوں تو بڑی عمر والا امامت کرائے اور کوئی شخص کسی دوسرے کی حکومت کی جگہ میں امامت نہ کرائے، اور اس کی خاص مسند پر بھی نہ بیٹھے (جو اس کی عزت کی جگہ ہو) اِلا یہ کہ وہ اجازت دے۔'' ایک اور سند سے اس حدیث کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں: (فإن كانوا فى الهجرة سواءً فأقدمهم سِلْمًا) ''اگر سب ہجرت میں برابر ہوں تو پہلے اسلام قبول کرنے والا شخص امامت کرائے۔''

(۸۳۳)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، نَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، نَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، نَا أَبُو نُعَيْمٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالا: حَدَّثَنَا فِطْرُ بْنُ خَلِيفَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، سَمِعْتُ أَوْسَ بْنَ ضَمْعَجٍ......

سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيَّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ، فَإِنْ كَانَتِ الْقِرَائَةُ وَاحِدَةً، فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانَتِ السُّنَّةُ وَاحِدَةً، فَلْيَؤُمَّهُمْ أَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانَتِ الْهِجْرَةُ وَاحِدَةً، فَلْيَؤُمُّهُمْ أَكْبَرُهُمْ سِنًّا، وَلا يُؤُمَنَّ رَجُلٌ

سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قوم کی وہ شخص امامت کرائے جو سنت کا بڑا عالم ہو۔ اگر سنت کے علم میں سب برابر ہوں تو وہ شخص امامت کرائے جو ہجرت کرنے میں اول ہو، اگر ہجرت میں برابر ہوں تو بڑی عمر والا امامت کرائے اور کوئی شخص کسی دوسرے کے گھر میں امامت نہ کرائے اور نہ اس کی خاص مسند ہی پر بیٹھے اِلا یہ کہ وہ اجازت دے۔''

(۸۳۳) انظر الحديث السابق

رَجُلا فِی بَیْتِہِ ، وَلا یَجْلِسْ عَلَی تَکْرِمَتِہِ إِلا بِإِذْنِہِ۔))

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اہل علم کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ امامت کرانے میں قراءت کا ماہر ہونا اور سنت کا عالم ہونا باقی تمام خصوصیات سے مقدم ہے، مثلاً ہجرت کرنے، اسلام قبول کرنے اور بڑی عمر والا۔ البتہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ اگر ایک شخص مسائل سے پوری طرح واقف ہو اور دوسرا قراءت قرآن سے پوری طرح باخبر ہو تو افضل کون ہوگا؟ کچھ علماء کا خیال ہے کہ قراءت مقدم ہے فقیہ پر۔ حدیث کے ظاہری الفاظ کی بنا پر یعنی قاری افضل ہے سنت کے عالم سے۔ اگر قراءت میں برابر ہوں تو دیکھا جائے گا کہ اب سنت کا عالم کوئی ہے؟ (یعنی فقیہ کون ہے؟) تو وہ امامت کا زیادہ حق دار قرار پائے گا یہ موقف سفیان ثوری، احمد، اسحاق اور اہل الرائے کا ہے۔ کچھ دوسرے علماء اس طرف گئے ہیں کہ فقہ کا حامل اور مسائل سے شدھ وبدھ رکھنے والا شخص اگر قرآن کو صحت کے ساتھ پڑھنے کی کچھ صلاحیت بھی رکھتا ہو تو یہ شخص اولیٰ اور افضل ہے۔ یہ قول جناب عطاء بن ابی رباح، اوزاعی، مالک، ابوثور کا ہے نیز امام شافعی رحمہ اللہ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔

امام شافعی کا کہنا ہے کہ اگر عالم سنت قراءت کے ضروری قاعدوں سے واقف ہو تو ایسا شخص افضل ہے۔ اسی طرح ایک قاری قرآن جب اہم مسائل سے بھی آگاہی رکھتا ہو تو کیا ہی خوب ہے۔ (یعنی بیک وقت حافظ اور عالم ہو، صرف حافظ ہونا فضیلت ہے افضلیت نہیں۔ ع،س)

جن علماء نے فقیہ کو افضل جانا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز میں قراءت وتلاوت تو محدود کی جاسکتی ہے البتہ پیش آمدہ مسائل لامحدود ہیں، کوئی ایسا عارضہ پیش آسکتا ہے جو نماز کے فساد کا سبب بن سکتا ہے۔ بالخصوص اس وقت جب امام اس کے شرعی حکم سے بھی نابلد ہو۔ باقی رہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مبارکہ میں قراءت کا تذکرہ پہلے کیوں کیا ہے؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑی عمر میں اسلام قبول کرتے تھے اس لئے مسائل سے واقفیت جلدی حاصل کر لیتے تھے البتہ قرآن آہستہ آہستہ یاد کرتے تھے۔ (مشاہدہ ہے کہ بچے یاد کرنے اور حفظ کرنے میں تیز ثابت ہوتے ہیں جبکہ بڑی عمر والے شخص کے لئے دقت ہوتی ہے البتہ بڑی عمر ہونے کی بنا پر مسائل کو بہتر طریقے سے سمجھ لیتا ہے۔ (ع،س) اس دور میں جو قاری ہوتا تھا وہ صاحب علم بھی ہوتا تھا۔ بعد کے دور میں ایسا ہوا کہ بچے کم سنی میں قرآن پڑھنا تو سیکھ جاتے البتہ مسائل نماز سے واقف نہ ہوتے تو صورتحال ایسی ہوگئی کہ ہر فقیہ "سنت کا عالم" مجود بھی ہوتا لیکن ہر مجود صاحب علم نہ ہوتا۔ اگر سب حاضرین قراءت اور سنت میں برابر ہوں تو امامت کا حقدار وہ ہے جو ہجرت کرنے میں اول ہو۔ یاد رہے کہ ہجرت کی فضیلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کے ساتھ مخصوص تھی۔ اب ختم ہوگئی ہے، البتہ اتنا لحاظ رکھا جائے تو بہتر ہے کہ جو مہاجرین کی نسل سے ہو یا جس کے آباء واجداد میں سے کسی کو ہجرت یا قبولیت اسلام میں اولیت

حاصل ہو تو اسے آگے کیا جائے اس سے جس کا دامن ان نسبتوں سے خالی ہو، اگر اس میں بھی برابر ہوں تو بڑی عمر والے کو امامت کے لئے آگے کیا جائے، اس لئے کہ جس قدر اس کی عمر زیادہ ہے اتنا ہی وہ اسلام میں قدیم ہے۔ (ولا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِي سُلطانه) ''کوئی دوسرے کی حکومت کی جگہ میں امامت نہ کرائے'' کہا گیا ہے کہ اس سے مراد جمعہ اور عیدین کی نمازوں کی امامت ہے کیونکہ اجتماع ہونے کی صورت میں بادشاہوں کے معاملات کے ساتھ ان نمازوں کا زیادہ تعلق ہے، باقی رہا فرض نمازوں کی امامت کا معاملہ تو اس میں نبوی قاعدہ (زیادہ جاننے والا) ملحوظ رکھا جائے گا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ جب بادشاہ یا اس کا نائب بنفس نفیس موجود ہو تو کوئی دوسرا شخص ان کے حلقہ عمل میں بلا اجازت امامت نہ کرائے، وہی امامت کے حق دار ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ ظالم بادشاہوں کے پیچھے نماز کی اجازت دیتے تھے، البتہ بدعتی شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کے قائل نہ تھے۔

حدیث ہے: ((وَلَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِي بَيْتِهِ وَلَا فِي سُلْطَانِهِ)) ''کوئی شخص کسی دوسرے کے گھر میں امامت کرائے نہ اس کی حکومت کی جگہ میں۔'' (صحیح، ابوداود: ۵۸۲)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کے گھر نماز ہو رہی ہو وہ امامت کرانے کا زیادہ حق دار ہے اگرچہ امامت کے اوصاف کسی دوسرے میں زیادہ پائے جاتے ہوں۔ جب صاحب دار قراءت کے ساتھ ساتھ دیگر اہم مسائل سے بھی ضروری اور واجبی واقفیت رکھتا ہو۔

(۸۳٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَالُ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَا مَعْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ لَا يُؤَمَّهُمْ إِلَّا صَاحِبُ الْبَيْتِ۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سنت سے ہے کہ گھر کے مالک کے علاوہ کوئی دوسرا امامت نہ کرائے۔

شرح: امام بغوی کہتے ہیں گھر والے کی اجازت کے باوجود بعض ائمہ نے امامت کرانے کو ناپسند سمجھا ہے۔

(۸۳۵)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا هَنَّادٌ، وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَا: نَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبَانَ بْنِ يَزِيدَ الْعَطَّارِ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ الْعُقَيْلِيِّ......

عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ رَجُلٍ مِنْهُمْ، قَالَ: كَانَ مَالِكُ

جناب ابو عطیہ نے بیان کیا ہے کہ سیدنا مالک بن

(۸۳٤) ضعيف و منقطع ...... أخرجه الامام الشافعي فى المسند: ۲۲۸

(۸۳۵) صحيح ......أخرجه ابوداود: ۵۹٦، والترمذى: ۳۵٦

بْـنُ الْـحُـوَيْرِثِ يَأْتِينَا فِي مُصَلانَا نَتَحَدَّثُ، فَحَضَرَتِ الصَّلاةُ يَوْمًا، فَقُلْنَا: تَقَدَّمْ، فَقَالَ: لِيَتَـقَدَّمْ بَعْضُكُمْ حَتَّى أُحَدِّثَكُمْ لِمَ لا أَتَقَدَّمُ، سَـمِـعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَـقُـولُ: ((مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلا يَؤُمَّهُمْ وَلْيَؤُمَّهُمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ۔))

حویرث رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں اسی جگہ جہاں ہم نماز پڑھتے ہیں، آیا کرتے تھے۔ ہم حدیث بیان کرتے۔ چنانچہ ایک دن نماز کا وقت ہوگیا تو ہم نے ان سے کہا: آگے بڑھیں اور نماز پڑھائیں۔ انھوں نے کہا: کوئی اپنا آدمی آگے کرو جو تمھیں نماز پڑھائے۔ میں تمھیں بتاتا ہوں کہ میں اس وقت کیوں نماز نہیں پڑھاتا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے: ''جو شخص کسی قوم کو ملنے کے لئے جائے تو ان کی امامت نہ کرائے بلکہ ان ہی میں سے کوئی شخص امامت کرائے۔''

شرح امام اسحاق رحمہ اللہ اس بارے میں بہت سختی کرتے کہ کوئی شخص کسی کے گھر امامت کرائے خواہ گھر والوں نے اجازت ہی کیوں نہ دے رکھی ہو۔ اسی طرح ان کا کہنا ہے کہ مہمان، مسجد میں بھی جماعت نہ کرائے بلکہ مقامی امام ہی نماز پڑھائے۔ دوسرے علماء کا موقف ہے کہ اگر گھر والا اجازت دے تو بلا شبہ جائز ہے، کوئی حرج والی بات نہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ((لَا يُـؤَمُّ الـرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ، وَلَا يُقْعَدُ عَلَى تَكْرِمَتِهِ فِيْ بَيْتِهِ اِلَّا بِاِذْنِهِ)) میں (اِلَّا بِاِذْنِهِ) ''الا یہ کہ وہ اجازت دے'' (صحیح، ابوداود: ۵۸۲، ترمذی: ۲۳۵، نسائی: ۷۸۳) کے الفاظ اگرچہ آخری جملے کے ساتھ آئے ہیں مگر مجھے امید ہے کہ اجازت کا تعلق ساری حدیث ہی کے ساتھ ہے۔ (التـكرِمة) سے مراد خاص مسند، نشست یا بستر یا اسی قسم کا مخصوص مقام ہے۔ اس پر بلا اجازت بیٹھنا منع ہے۔ بسا اوقات صاحب مسند کسی اور کو بٹھانے کا خواہش مند ہوتا ہے۔

(٨٣٦)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْـنِ الْحَسَنِ الْمَخْلَدِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ السَّرَّاجُ، نَا قُتَيْبَةُ، نَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ......

عَـنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا كَانَ ثَلاثَةٌ فَلْيَؤُمَّهُمْ أَحَدُهُمْ، وَأَحَقُّهُمْ بِالإِمَامَةِ أَقْرَؤُهُمْ۔))

سیدنا ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تین افراد ہوں تو ایک شخص امامت کرائے اور امامت کرانے کا حق دار قراءت قرآن سے زیادہ واقف شخص ہے۔''

(٨٣٦) أخرجه مسلم: ٦٧٢

(۸۳۷)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ ، نَا أَبُو دَاوُدَ ، نَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عِيسَى الْحَنَفِيُّ ، نَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانٍ ، عَنْ عِكْرِمَةَ...... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لِيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ ، وَلْيَؤُمَّكُمْ قُرَّاؤُكُمْ۔))

جناب عکرمہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمھارے بھلے اور عمدہ لوگ اذان کہیں اور تمھارے قرّاء (حافظ و عالم) امامت کرائیں۔''

شرح: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سالم نبی ﷺ کی مدینہ تشریف آوری سے پہلے مہاجرین اولین کی امامت کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ اس لئے کہ انھیں سب سے زیادہ قرآن یاد تھا۔ (صحیح بخاری: ٦٩٢)

ایک مرتبہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایسی مسجد تشریف لے گئے جس کا امام ایک غلام تھا۔ غلام نے آپ سے نماز پڑھانے کے لئے کہا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ اپنی مسجد میں امامت کے زیادہ حق دار ہیں۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: غلام کی امامت کرانا جائز ہے۔ جناب عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں: میں، عبید بن عمیر، مسور بن مخرمہ اور کچھ اور لوگ وادی کی بالائی جانب ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملنے کے لئے جایا کرتے تھے تو ہماری امامت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ابوعمرو کرایا کرتے تھے۔ وہ ان دنوں غلام تھے ابھی آزاد نہیں ہوئے تھے۔

مروی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کا غلام ذکوان مصحف سے دیکھ کر جماعت کرایا کرتا تھا۔ جناب عروہ کہتے ہیں، ذکوان کی کنیت ابوعمرو تھی۔ وہی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے۔ آپ نے انھیں مدبر کر رکھا تھا (مدبر اس غلام کو کہتے ہیں جس کے بارے میں (مالک) فوت ہونے والا کہہ جاتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد یہ آزاد ہے۔) رمضان میں وہ آپ کی امامت کرایا کرتا تھا۔

ایسا بچہ جو نماز کے معاملات کو سمجھتا ہے (باتمیز با شعور بچہ) کی امامت کے بارے میں ائمہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ حسن بصری اور اسحاق بن راہویہ جواز کے قائل ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا کہنا ہے: سوائے نماز جمعہ کی امامت کے باقی نمازوں کی امامت کرا سکتا ہے۔ کچھ لوگوں نے ایسے بچے کے پیچھے نماز پڑھنے کو ناپسند جانا ہے۔ شعبی، مالک، ثوری، اوزاعی، احمد اور اہل الرائے اس موقف کے قائل ہیں۔ امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: مجبوری کی صورت میں بچے کو امام بنایا جا سکتا ہے۔

بچے کی امامت کو جائز قرار دینے والوں کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے۔ سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے

(۸۳۷) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٥٩٠ ، وابن ماجه: ٧٢٦

والد اپنی قوم کا ایک وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے انھیں نماز کی تعلیم دی اور فرمایا: ((وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا۔)) فَنَظَرُوا فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَكْثَرَ قُرْآنًا مِنِّي ، لِمَا كُنْتُ أَتَلَقَّى مِنَ الرُّكْبَانِ ، فَقَدَّمُونِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ ، وَأَنَا ابْنُ سِتٍّ أَوْ سَبْعِ سِنِينَ)) ......"تمھارا وہ آدمی امامت کرائے جو قرآن سب سے زیادہ پڑھا ہو۔" مجھ سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا کوئی نہ تھا۔ کیونکہ میں (مسلمان) قافلوں سے ملتا رہتا تھا (اور قرآن یاد کرتا رہتا تھا) تو انھوں نے مجھے امامت کر کے لئے آگے کر دیا۔ میری عمر اس وقت چھ سات سال تھی۔

(صحیح بخاری: ٤٣٠٢)

فائدہ: حسب ضرورت چھوٹی عمر کا بچہ جب قرآن کا قاری اور نماز کے مسائل سمجھتا ہو تو اسے امام بنایا جا سکتا ہے۔ (ع،س)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: نابینا شخص کی امامت میں بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کر کے جایا کرتے تھے۔ وہ (مدینہ میں) لوگوں کی امامت کراتے تھے حالانکہ نابینا تھے۔ (حسن صحیح، ابوداود: ٥٩٥)

ائمہ نے زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اور بدعتی شخص کی امامت کو جائز کہا ہے۔

حسن بصری نے کہا: آپ نماز پڑھ لیجئے۔ بدعت کا وبال اس کے اوپر ہے۔

امام مالک، یحییٰ بن سعید سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مقام عقیق میں لوگوں کو نماز پڑھایا کرتا تھا تو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے انھیں امامت سے منع کر دیا۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: منع کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ مجھول النسب تھا (اس کے والد کا کچھ اتا پتا نہ تھا)۔

جناب عبید اللہ بن عدی بن الخیار نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ہمارے امام ہیں۔ اب آپ محصور اور قید پڑے ہیں، فتنہ بازوں اور بلوائیوں کا امام ہماری جماعت کرا رہا ہے ہم اس میں حرج محسوس کرتے ہیں۔ اس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ لوگ کوئی اچھا کام کریں تو ان کے ساتھ کر گزریئے اور نماز پڑھنا اچھا کام ہی ہے اور جب برا کام کریں تو مجتنب رہیے۔ (صحیح بخاری: ٦٩٥)

امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ مخنث (ہیجڑے) کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ مگر ایسی مجبوری ہو جس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو اور بات ہے۔

فائدہ: بدعت اگر کفر و شرک تک پہنچ جائے تو اس کا حکم شرک کا ہی ہے لیکن اگر ایسا نہ ہو تو بدعتی یا کسی گنہگار شخص کو مستقل امام نہیں بنانا چاہیے البتہ اگر اس کے پیچھے کبھی بوقت ضرورت نماز پڑھنی پڑ جائے تو نماز درست ہوگی۔ اس کا حکم فاسق کا ہے اور اس کے پیچھے نماز صحیح ہوگی۔ بدعت کی دو قسمیں ہیں: اعتقادی جیسے شیعہ، خوارج، مرجئہ، معتزلہ وغیرہ۔

عملی، جیسے سہرا باندھنے والے، تیجا کرنے والے، دسواں کرنے والے، تعزیہ یا علم اٹھانے والے، قبروں پر چراغاں کرنے والے، میلاد منانے یا مرثیہ کی مجلس کرنے والے۔ (ع،س)

(163)......بابُ فِيمَنْ أَمَّ قَومًا وهم له كَارِهُونَ

ایسے لوگوں کی امامت کرانا جو اسے ناپسند کرتے ہیں؟

(٨٣٨)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ ، نَا أَبُو عِيسَى ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ ، نَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ ، نَا أَبُو غَالِبٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ آذَانَهُمْ ، الْعَبْدُ الآبِقُ حَتَّى يَرْجِعَ ، وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ ، وَإِمَامُ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ۔))

جناب ابو غالب کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کو سنا، کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین آدمیوں کی نماز ان کے کانوں سے اوپر نہیں چڑھتی: بھاگ جانے والا غلام جب تک واپس نہ آجائے، ایسی عورت جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا خاوند اس سے ناراض ہو اور لوگوں کا ایسا امام جسے وہ ناپسند کرتے ہوں۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام سے مراد ظلم وستم کرنے والے لیڈر ہیں، باقی رہے وہ جو راہنما سنت کو قائم کریں اور شریعت کا نفاذ کریں، وہ اس وعید میں شامل نہیں ہیں بلکہ ان سے ناراض ہونے والوں کے حق میں ملامت اور شرمندگی ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد ایسا شخص ہے جو امامت کا اہل نہ ہونے کے باوجود امام بن بیٹھے۔ اہل علم کی ایک جماعت نے اس بات کو ناپسند جانا ہے کہ کوئی شخص ایسے لوگوں کی امامت کرائے جو اسے ناپسند جانتے ہوں۔ امام احمد اور امام اسحاق نے اس مسئلہ کے متعلق کہا: دو چار افراد کا ناپسند کرنا کچھ اہمیت کا حامل نہیں اس کو درخور اعتنا نہیں سمجھنا چاہیے جب تک اکثریت مطمئن ہو اگر اکثر و بیشتر افراد ناپسند کریں تو امامت سے الگ ہو جانا چاہیے۔

(164)......بَابُ مَا عَلَى الْإِمَامِ مِن إِتْمَامِ الصَّلَاةِ

امام پر ضروری ہے کہ نماز کو پورا پڑھائے

(٨٣٩)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ ، نَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى الأَشْيَبُ ، نَا

(٨٣٨) حسن ......أخرجه الترمذي: ٣٦٠

(٨٣٩) أخرجه البخاري: ٦٩٤

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يُصَلُّونَ لَكُمْ، فَإِنْ أَصَابُوْا فَلَكُمْ، وَإِنْ أَخْطَأُوْا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امام لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں پس اگر امام نے ٹھیک نماز پڑھائی تو اس کا ثواب تمھیں ملے گا اور اگر غلطی کی تو بھی (تمھاری نماز کا) ثواب تم کو ملے گا اور غلطی کا وبال ان پر رہے گا۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں دلیل ہے کہ اگر امام نے جنابت کی حالت میں یا بے وضو لوگوں کو نماز پڑھا دی تو مقتدیوں کی نماز درست ہوگی اور امام نماز لوٹائے گا خواہ امام نے ایسا جان بوجھ کر کیا ہو یا جاہل و ناواقف ہو۔ بہر حال امام کی نماز میں نقص رہ جانے سے مقتدیوں کی نماز میں کوئی خلل نہ ہوگا جب انھوں نے تمام شرائط اور ارکان کو پورا کیا ہو۔

(165)......بَابُ الْإِمَامِ يُخَفِّفُ الصَّلَاةَ

امام کو مختصر (مگر پوری) نماز پڑھانی چاہیے

(٨٤٠)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، نَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَتَمَّ صَلاةً مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلا أَوْجَزَ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر مکمل اور مختصر نماز پڑھاتے ہوئے نہیں دیکھا۔''

(٨٤١)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَا صَلَّيْتُ خَلْفَ إِمَامٍ قَطُّ أَخَفَّ وَلا أَتَمَّ صَلاةً مِنْ رَسُولِ اللَّهِ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی امام کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی

(٨٤٠) أخرجه البخاري: ٧٠٦، و مسلم: ٤٦٩

(٨٤١) أخرجه البخاري: ٧٠٨، و مسلم: ٤٦٩

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

جو مکمل ترین اور مختصر ہو۔

(٨٤٢)۔ أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، نَا السَّيِّدُ أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ الْعَلَوِيُّ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ بَالُوَيْهِ الْمُزَكِّيُّ، نَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، نَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا مَا أَمَّ أَحَدُكُمْ بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفِ الصَّلَاةَ، فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ، وَفِيهِمُ الضَّعِيفَ، وَفِيهِمُ السَّقِيمَ، وَإِنْ قَامَ وَحْدَهُ فَلْيُطِلْ صَلاتَهُ مَا شَاءَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھائے۔ کیونکہ ان میں کمزور، بیمار اور بڑی عمر کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور جب اپنی اکیلے نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کر لے۔''

(٨٤٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ فِيهِمُ السَّقِيمَ، وَالضَّعِيفَ، وَالْكَبِيرَ، وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ، فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھائے، کیونکہ ان میں بیمار، کمزور اور بڑی عمر والے لوگ ہوتے ہیں۔ اور جب اپنی اکیلے نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کر لے۔''

(٨٤٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، نَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ هُوَ ابْنُ أَبِي خَالِدٍ، سَمِعْتُ قَيْسًا هُوَ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ......

(٨٤٢) أخرجه البخاري: ٧٠٣، ومسلم: ٤٦٧

(٨٤٣) انظر الحديث السابق

(٨٤٤) أخرجه البخاري: ٧٠٢، و مسلم: ٤٦٦

قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو مَسْعُودٍ، أَنَّ رَجُلا، قَالَ: وَاللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ!، إِنِّي لأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلان مِمَّا يُطِيلُ بِنَا، فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ، فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ، وَالْكَبِيرَ، وَذَا الْحَاجَةِ۔))

جناب قیس بن حازم کہتے ہیں: مجھے ابومسعود رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں صبح کی نماز میں فلاں کی وجہ سے دیر میں جاتا ہوں، کیونکہ وہ نماز کو بہت لمبا کر دیتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیحت کے وقت اس دن سے زیادہ (کبھی) غضبناک نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: ''تم میں سے کچھ لوگ (دین سے یا عبادت سے) نفرت دلانے والے ہیں خبردار! تم میں سے لوگوں کو جو شخص نماز پڑھائے تو ہلکی پڑھائے۔ کیونکہ نمازیوں میں کمزور، بڑی عمر والے اور کام کاج والے ہوتے ہیں۔''

شرح: جناب مکحول دمشقی بیان کرتے ہیں: ابو داود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ نماز پڑھائی، انھیں بارش ہونے کا احساس نہ ہوا اور صورتحال کچھ یوں تھی کہ صرف صف اول ہی پر چھت تھی، مسجد کا باقی حصہ چھت سے محروم تھا۔ جب انھوں نے سلام پھیرا تو کیا دیکھا کہ لوگ بارش سے بھیگے پڑے ہیں۔ اس پر سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا بھری مسجد میں کوئی فقیہ شخص نہ تھا جو یہ کہتا: اے لمبی نماز پڑھانے والے! لوگوں پر نرمی کیجئے کیونکہ بارش ہو رہی ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: عام اہل علم کے ہاں پسندیدہ بات یہی ہے کہ نماز کو لمبا نہ کیا جائے، ضرورت مند اور کمزور کی مشقت کا خیال رکھتے ہوئے، لیکن اگر سارے نمازی اس بات کے خواہاں ہوں کہ قیام طویل ہونا چاہیے تو طویل قیام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(166)...... بَابُ التَّخْفِيفِ لِأَمْرٍ يَحْدُثُ

کسی عارضے کی وجہ سے نماز کو ہلکا کر دینا

(٨٤٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، نَا سَعِيدٌ، نَا قَتَادَةُ......

أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنِّي لأَدْخُلُ فِي

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نماز شروع کرتا ہوں اور میرا ارادہ

(٨٤٥) أخرجه البخاري: ٧٠٩، و مسلم: ٤٧٠

الصَّلاةِ وَأَنَا أُرِيدُ إِطَالَتَهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ، فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلاتِي مِمَّا أَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ مِنْ بُكَائِهِ۔))

ہوتا ہے کہ اسے لمبا کروں مگر میں بچے کا رونا سنتا ہوں تو اسے مختصر کر دیتا ہوں تا کہ اس کی ماں بے چین نہ ہو۔''

(۸٤٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا قُتَيْبَةُ، نَا مَرْوَانُ الْفَزَارِيُّ، عَنْ حُمَيْدٍ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((وَاللَّهِ! إِنِّي لأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ وَأَنَا فِي الصَّلاةِ، فَأُخَفِّفُ مَخَافَةَ أَنْ تُفْتَتَنَ أُمُّهُ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں بچے کا رونا سنتا ہوں جبکہ میں نماز میں ہوتا ہوں تو میں نماز مختصر کر دیتا ہوں، اس ڈر سے کہ بچے کی ماں پریشان ہوگی۔''

شرح: امام خطابی نے کہا: اس حدیث میں دلیل ہے کہ امام کسی مقتدی کو نماز میں ملانے کے لئے رکعت یا نماز کے کسی رکن کو طول دے سکتا ہے، مثلاً امام رکوع کو طویل کر دے تا کہ آنے والا شخص رکعت پا سکے۔

اگر امام کسی عارضے کی بنا پر رکعت کو مختصر اور نماز کو ہلکا کر سکتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا فرماتے تو اسے اس بات کی بھی اجازت ہونی چاہیے کہ وہ اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک کرنے کے لئے طوالت اختیار کرے۔ اگر انسانی مجبوری کو نماز مختصر کر دینے میں ملحوظ ومرعیٰ رکھا گیا ہے تو اس بات کا بدرجہ اولیٰ حق ہے نماز کو لمبا اور طویل کرنے کے لئے۔ کچھ علماء نے اس چیز کو کراہت کی نظر سے دیکھا ہے اور کچھ دوسرے علماء نے حد درجہ سختی کی ہے اور کہا ہے کہ ایسا کرنا کہیں شرک کے زمرے میں نہ آ جائے۔ امام بغوی کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے غیر متصل سند سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کی پہلی رکعت میں اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ قدموں کی آوازیں آنا بند ہو جاتیں (یعنی سارے مقتدی پہنچ جاتے)۔ (ضعیف، ابوداود: ۸۰۲) فائدہ: بہر حال امام اگر اس نیت سے قراءت کو طویل کر دے کہ لوگ رکعت میں مل جائیں تو یہ مستحب ہے۔ (ع،س)

(167)......بَابُ وُجُوبِ مُتَابَعَةِ الإِمَامِ
امام کی پیروی کرنا فرض ہے

(۸٤٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ

---

(۸٤٦) انظر الحديث السابق.

(۸٤٧) أخرجه البخاري: ۸۱۱، و مسلم: ٤٧٤

بْـنُ يُوسُفَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا آدَمُ ، نَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ......

نَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ ، وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ))، لَمْ يَحْنِ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ، حَتَّى يَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبْهَتَهُ عَلَى الأَرْضِ۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا (وہ جھوٹ نہیں بول سکتے) کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے۔ جب آپ (سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ) کہتے (یعنی رکوع سے سر اٹھاتے) تو ہم میں سے کوئی اس وقت تک اپنی پیٹھ نہ جھکاتا تا جب تک آپ اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھ دیتے۔

شرح: (وھُوَ غَیْرُ کَذُوبٍ) ''وہ جھوٹ نہیں بول سکتے'' امام یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ اس جملے سے مراد سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نہیں ہیں، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی شان بہت بلند ہے اور ایسے جملے کہنے کی ضرورت نہیں۔ اصل میں ابو اسحاق راوی سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے شاگرد عبداللہ بن یزید کے بارے میں کہتے ہیں کہ ''وہ جھوٹے انسان نہیں ہیں۔''

امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا: (وَھُوَ غَیْرُ کَذُوبٍ) ''وہ دروغ گو نہیں ہیں'' اس جملے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس کے متعلق یہ کہا جا رہا ہے وہ واقعی تہمت زدہ شخص ہے، اس سے تو مزید سچائی کا اظہار ہوتا ہے۔ کسی کی تعریف و توصیف کا یہ محض ایک انداز ہے۔ اور قائل کی طرف سے پوری یقین دہائی کی اطلاع ہے یہ تو ایسے ہی ہے جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: حدّثنی الصادق المصدُوق۔ ''مجھے سچ بولنے والے اور سچا جانے گئے شخص یعنی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا۔

امام بغوی نے کہا: یہ اکثر اہل علم کا قول ہے کہ مقتدی کو امام کی پوری پوری اتباع کرنی چاہیے مقتدی امام کے رکوع میں چلے جانے سے قبل ہرگز رکوع نہ کرے اور اسی طرح اٹھنے سے قبل بالکل نہ اُٹھے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امام سے جلدی نہ کرو۔ جب امام تکبیر کہے تب تم تکبیر کہو اور جب امام ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے تو پھر تم آمین کہو اور جب امام رکوع کرے تب تم رکوع کرو۔'' (صحیح مسلم: ٤١٥)

(٨٤٨)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ ، أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الطَّحَّانُ ، أَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشٍ ، أَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَكِّيُّ ، أَنَا أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلَامٍ ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حِبَّانَ ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ......

(٨٤٨) حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ٦١٩ ، وابن ماجه: ٩٦٣

عَنْ مُعَاوِيَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا تُبَادِرُونِي بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، فَإِنَّهُ مَهْمَا أَسْبِقْكُمْ بِهِ إِذَا رَكَعْتُ تُدْرِكُونِي إِذَا رَفَعْتُ، وَمَهْمَا أَسْبِقْكُمْ بِهِ إِذَا سَجَدْتُ تُدْرِكُونِي إِذَا رَفَعْتُ، إِنِّي قَدْ بَدَّنْتُ۔))

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رکوع اور سجود میں تم مجھ سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کیا کرو، کیونکہ میں رکوع کرنے میں تم سے جس قدر آگے ہوں گا، میرے سر اٹھانے پر تمھاری یہ تلافی ہو جائے گی (کہ تم اتنا ہی تاخیر سے سر اٹھاؤ گے) اور سجدہ کرنے میں، میں تم سے جس قدر آگے ہوں گا، میرے سر اٹھانے پر تمھاری یہ تلافی ہو جائے گی۔ بلاشبہ میں کسی قدر بھاری ہو گیا ہوں۔''

شرح: (بَدَّنْتُ) دال کی تشدید کے ساتھ، اس لفظ کا معنی ہے: بڑی عمر والا ہونا۔ بعض لغوی اس لفظ کو (بَدُنْتُ) پڑھتے ہیں، لفظ دال کے ضمہ اور بغیر تشدید کے۔ پھر اس کا معنی ہوگا: جسم کا بوجھل ہونا، گوشت کا لٹک جانا وغیرہ۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بڑی عمر کے ہو گئے اور آپ کے جسم پر گوشت آ گیا۔ بعض علماء نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کا انکار کیا ہے کہ آپ کا حلیہ اور قد و قامت کا تذکرہ تو یوں بیان ہوا ہے۔ مروی ہے کہ آپ نے رات کی کچھ نمازیں بیٹھ کر پڑھی ہیں جب آپ کی عمر زیادہ ہو گئی تھی۔

(صحیح بخاری: ۱۱۱۸، صحیح مسلم: ۷۳۲)

(تُدرِكُونِي إِذَا رَفعتُ) ''تم مجھے پا لو گے جب میں پہلے سر اٹھا لوں'' مطلب یہ ہے اگر تمھاری کچھ تسبیحات رہتی ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں، تم مجھے آ ملو گے اس لئے کہ میں قیام لمبا کرتا ہوں اور تم جتنا تاخیر سے اٹھو گے اتنی تاخیر سے جھکو گے تو اس طرح تسبیحات پوری ہو جائیں گی۔

امام بغوی کہتے ہیں: اگر مقتدی کسی عذر کی بنا پر امام سے پیچھے رہ گیا ہے، مثال کے طور پر یوں ہوا کہ مقتدی نے امام کے ساتھ پہلی رکعت کا رکوع کیا مگر سجدے نہ کر سکا اور امام دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو مقتدی کو چاہیے کہ سجدے کر کے امام کے ساتھ آ ملے، اور آئندہ امام کی اقتداء کرے اور اگر ایسا نہ ہو سکا (مقتدی سجدوں میں لگا رہا) اور امام قیام کر کے حالت رکوع میں آ گیا تو اب مقتدی کو چاہیے کہ امام کے ساتھ رکوع (دوسری رکعت) میں شریک ہو جائے اور نماز جاری رکھے، پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر ایک رکعت کی قضا دے۔ ایسا حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی ایک قول یہی ہے۔

دوسرا موقف یہ ہے کہ ایسی صورت میں پہلی رکعت کے سجدے مکمل کرے اور ترتیب سے اپنی نماز پڑھتے ہوئے امام سے آ ملے۔

فــائـدہ: قول ہذا امام بغوی رحمہ اللہ نے کسی طرف منسوب نہیں کیا، نا معلوم قائل کا قول اتباع امام کی تاکید اور عدم اتباع کی صورت میں وعید پر مبنی احادیث کے خلاف ہے، عجیب ہے امام اگلے ارکان پہ ہے اور مقتدی پچھلے ارکان پہ اور اسی طرح پوری نماز پڑھی گئی۔ واللہ اعلم۔ (ع،س)

(168)......بَابُ وَعِيدِ مَنْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ

امام سے پہلے سر اٹھانے پر وعید

(٨٤٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا قُتَيْبَةُ، نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الْبَصْرِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ الْحِمَارِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے اسے ڈرنا چاہیے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر جیسا نہ بنا دے۔“

تشریح: علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ جو شخص امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو اس طرح کرتا ہے اس کی نماز نہیں ہوتی، جبکہ باقی اہل علم کا خیال ہے کہ ایسا کرنے والا گنہگار ہے تاہم اس کی نماز ہو گئی ہے (کفایت کرنے والی ہے) پھر اکثر اہل علم نماز لوٹانے کا حکم دیتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس نے جس قدر جلدی کی ہے اتنا تاخیر سے اٹھے اور بقیہ نماز میں امام کی پیروی کرے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور امام اوزاعی رحمہ اللہ کا یہ موقف ہے۔

فائدہ: نماز کے اہم مسائل اور واجبات سے غافل رہنا انتہائی جاہل اور غبی ہونے کی علامت ہے، اسی معنی میں یہ وعید سنائی گئی ہے مقتدی کو ہر حال میں اپنے امام کے پیچھے رہنا واجب ہے۔ (ع،س)

(169)......بَابُ إِذَا صَلَّى الْإِمَامُ قَاعِدًا

امام اگر بیٹھ کر نماز پڑھائے

(٨٥٠)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ، نَا أَبُو يَحْيَى زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ، بِبَغْدَادَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

---

(٨٤٩) أخرجه البخاري: ٦٩١، و مسلم: ٤٢٧

(٨٥٠) أخرجه البخاري: ٦٨٩، و مسلم: ٤١١

عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: سَقَطَ رَسُولُ اللَّهِ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَرَسٍ ، فَجُحِشَ شِقُّـهُ الأَيْـمَـنُ ، فَـدَخَـلْنَـا عَلَيْـهِ نَعُودُهُ ، فَـحَـضَرَتْهُ الصَّلَاةُ ، فَصَلَّى قَاعِدًا ، فَصَلَّيْنَا قُـعُـودًا ، فَـلَـمَّا قَضَى الصَّلَاةَ ، قَالَ: ((إِنَّمَا جُـعِـلَ الإِمَـامُ لِيُـؤْتَمَّ بِهِ ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا ، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا ، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا ، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، فَقُولُوا: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ، وَإِذَا سَجَدَ ، فَاسْجُدُوْا ، وَإِذَا صَلَّى قَـاعِـدًا ، فَصَلُّوا قُعُودًا أَجْمَعِينَ۔)) عَنِ ابْنِ شِهَـابٍ بِهَـذَا الإِسْنَادِ ، وَلَمْ يَقُلْ: ((فَإِذَا كَبَّرَ فَـكَبِّرُوْا)) ، وَقَالَ مَكَانَهُ: ((وَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گر پڑے، اس سے آپ کا دایاں پہلو چھیلا گیا۔ ہم آپ کی عیادت کے لئے گئے، وہاں نماز کا وقت ہو گیا، آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اس لئے ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ اس لئے جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ اور جب وہ **سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه** کہے تو تم **رَبَّنَا لَكَ الْحَمد** کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو۔ اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔'' یہ حدیث ابو مُصعب عن مالک عن ابن شہاب عن انس رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے لیکن اس میں (فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا) کے الفاظ نہیں ہیں اور حدیث کے آخری الفاظ یوں ہیں: (و إِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا جُلُوسًا اجمعون)

شرح (فجُحِشَ شِقُّهُ الأيمنُ) ابو عبیدہ لغوی نے کہا: اس کے معنی جلد کے چھیلے جانے کے ہیں۔ یہ چوٹ خراش سے کچھ زیادہ ہوتی ہے۔

(٨٥١)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُـو الْـحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاكٍ ، فَصَلَّى جَالِسًا ، وَصَـلَّـى وَرَائَـهُ قَـوْمٌ قِيَامًا ، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْـلِسُـوْا ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ بیماری کی حالت میں میرے ہی گھر میں نماز پڑھی۔ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھ رہے تھے۔ آپ نے ان کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا: ''امام

(٨٥١) أخرجه البخاري: ٦٨٨ ، و مسلم: ٤١٢

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا، وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا، فَصَلُّوْا جُلُوسًا۔))

اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ اس لئے جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع میں جاؤ اور جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

(۸۵۲)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، نَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ...... عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: نَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّمَا الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا سَجَدَ، فَاسْجُدُوْا، وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا، فَصَلُّوْا جُلُوسًا أَجْمَعِينَ))، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَقِيمُوا الصَّفَّ فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّ إِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلَاةِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امام اس لئے ہوتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اور اس کی خلاف ورزی نہ کرو، وہ جب تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع میں جاؤ۔ اور جب کہے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ تو تم کہو اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد اور جب وہ سجدہ میں جائے تو تم بھی سجدہ میں جاؤ، اور جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم تمام بیٹھ کر نماز پڑھو۔'' راوی نے کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز میں صف کو سیدھا کرو۔ بلا شبہ صف درست کرنا نماز کی خوبصورتی ہے۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اہل علم کے ہاں اس مسئلہ پہ اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ اگر امام کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو کیا مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں گے؟ ایک جماعت کا خیال ہے کہ لوگ بھی بیٹھ کر ہی نماز ادا کریں گے۔ حضرات صحابہ میں اس موقف کے قائل سیدنا جابر بن عبد اللہ، سیدنا اسید بن حضیر اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں۔ امام احمد اور امام اسحاق رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کا کہنا ہے: کسی کے لئے یہ درست نہیں کہ وہ لوگوں کی امامت بیٹھ کر کرائے۔ جبکہ ایک گروہ کا خیال ہے کہ لوگ بیٹھے امام کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے، سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی رحمہم اللہ اور اہل الرائے کا یہی موقف ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث منسوخ ہے، اس حدیث کے ساتھ جس میں بیان ہے کہ آپ نے مرض الموت میں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور لوگوں نے کھڑے ہو کر اقتداء کی، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا

(۸۵۲) أخرجه البخاري: ۷۲۲، و مسلم: ٤١٤

آخری عمل ہے اور آخری عمل ہی اختیار کیا جاتا ہے۔

(٨٥٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ بَلالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلاةِ، فَقَالَ: ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ))، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ، وَإِنَّهُ مَتَى مَا يَقُومُ مَقَامَكَ لا يُسْمِعِ النَّاسَ، فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ، فَقَالَ: ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ))، فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُولِي لَهُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ، وَإِنَّهُ مَتَى يَقُومُ مَقَامَكَ لا يُسْمِعِ النَّاسَ، فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ، قَالَ: ((إِنَّكُنَّ لأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ))، فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلاةِ، وَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفْسِهِ خِفَّةً، فَقَامَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ، وَرِجْلاهُ يَخُطَّانِ فِي الأَرْضِ حَتَّى دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَلَمَّا سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ حِسَّهُ، ذَهَبَ أَبُو بَكْرٍ يَتَأَخَّرُ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ بیمار ہو گئے تو بلال رضی اللہ عنہ آپ کو نماز کی اطلاع دینے آئے۔ آپ نے فرمایا: ''ابو بکر سے نماز پڑھانے کے لئے کہو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ! ابو بکر ایک نرم دل آدمی ہیں اور جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے لوگوں کو (رونے کی وجہ سے) آواز نہیں سنا سکیں گے۔ اس لئے اگر آپ عمر رضی اللہ عنہ سے کہتے تو بہتر تھا۔ آپ نے فرمایا: ''ابو بکر سے نماز پڑھانے کے لئے کہو۔'' پھر میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا تم کہو: ابو بکر نرم دل آدمی ہیں اور اگر آپ کی جگہ کھڑے ہوئے تو لوگوں کو اپنی آواز نہیں سنا سکیں گے۔ اس لئے اگر عمر رضی اللہ عنہ سے کہیں تو بہتر ہو گا۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''تم لوگ صواحب یوسف سے کم نہیں ہو۔ ابو بکر سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔'' جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طبیعت میں ہلکا پن محسوس کیا اور دو آدمیوں کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے۔ آپ کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے۔ اس طرح چل کر آپ مسجد میں داخل ہوئے۔ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے لگے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے سے روکا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بائیں طرف بیٹھ گئے تو ابو بکر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور رسول اللہ بیٹھ کر۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ

(٨٥٣) أخرجه البخاري: ٧١٣، و مسلم: ٤١٨

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَاعِدًا ، يَقْتَدِي أَبُو بَكْرٍ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَقْتَدُونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ۔

رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء۔

شرح بعض محدثین کا خیال ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجودہ روایت میں تعارض ہے، مثلاً جناب اسود، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ امام تھے۔ جبکہ مسروق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ قَاعِدًا۔ ...... نبی ﷺ نے مرض الموت میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ (صحیح، ترمذی: ۳۶۲)

اسی طرح جناب ثابت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مرض الموت میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے چادر لپیٹ کر نماز پڑھی۔ (صحیح الاسناد، ترمذی: ۳۶۳، نسائی: ۲/ ۷۹)

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان روایات میں جمع وتطبیق کی یہ صورت بیان کی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسی روایات بکثرت ہیں جن میں جزم ویقین کے ساتھ یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ ہی اس نماز میں امام تھے، نہ کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، ...... پھر حافظ صاحب نے اختلاف ذکر کرنے کے بعد کہا: بعض علماء نے ترجیح کا راستہ اختیار کیا ہے اور ان روایات کو راجح قرار دیا ہے، جن میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مقتدی ثابت کیا گیا ہے اور بعض علماء نے ان احادیث کو مختلف قصوں پر محمول کیا ہے (یعنی آپ ﷺ نے مختلف نمازیں ادا کی ہیں، کبھی آپ ﷺ مقتدی تھے اور کبھی امام)۔ (ملخص از فتح الباری) (م،م)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ امام تھے۔ جبکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول روایات میں اضطراب وتعارض پایا جاتا ہے تو جائز نہیں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ والی روایت (جس میں بیٹھے امام کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم ہے) کو ترک کر دیا جائے۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ ایک نماز دو اماموں کی اقتداء میں پڑھنا جائز ہے جبکہ امام کو وضو ٹوٹنے والا مرحلہ بھی درپیش نہ ہو۔ دوسرا مسئلہ یہ نکلتا ہے کہ نماز کا کچھ حصہ پڑھ لینے کے بعد نماز برقرار رکھے ہوئے کسی کی اقتداء میں آیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر نماز شروع تو اکیلے کی پھر جماعت ہونے لگی تو ان کے ساتھ شریک ہو گیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے جملے (إِنَّ أَبَابَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ) ''ابو بکر رضی اللہ عنہ نرم دل آدمی ہیں'' میں لفظ ''اسیف'' کے معانی، جلد غمناک ہو جانے والا، وہ شخص جس کا دل جلد پسیج جائے، کمزور دل، جلد رونے والا'' ہے۔ اسیف عربی میں مجبور اور بے بس شخص کو بھی کہتے ہیں، اس لئے غلام کو ''اسیف'' کہا جاتا ہے۔

(يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ) ابو عبیدہ لغوی کہتے ہیں: اس کا مطلب ہے کمزوری، لاغری اور نقاہت کی بنا پر آپ نے

دو آدمیوں کے کندھوں پر سہارا لے رکھا تھا۔ جو عورت چلنے میں گرتی پڑتی ہے یا ناز و نخرے کی وجہ سے جھوم کر چلتی ہے تو اس کے لئے (تهادتِ المرأةُ فِي مشيتها) کا لفظ بولتے ہیں۔

(170)......بَابُ الْجُنُبِ يُصَلِّي بِالْقَوْمِ وَهُوَ نَاسٍ

جنبی آدمی لوگوں کو بھولے سے نماز پڑھائے

(٨٥٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبِي إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ......

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ: أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ، ثُمَّ أَشَارَ بِيَدَيْهِ إِلَيْهِمْ أَنِ امْكُثُوْا، فَذَهَبَ، ثُمَّ رَجَعَ وَعَلَى جِلْدِهِ أَثَرُ الْمَاءِ۔

جناب عطاء بن یسار (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک دن) کسی نماز کے لئے تکبیر کہی پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی اپنی جگہوں پر ٹھہرے رہو، اور (گھر) چلے گئے۔ پھر تشریف لائے تو (اس حال میں تھے کہ) آپ کی جلد پر پانی کے اثرات تھے۔

شرح: امام مالک رحمہ اللہ نے اس روایت کو مرسل بیان کیا ہے جبکہ بخاری و مسلم اور ابو داود وغیرہ میں یہ روایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے متصل بیان کی گئی ہے۔

فائدہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا متن درج ذیل ہے:

أُقِيمَتْ الصَّلَاةُ فَسَوَّى النَّاسُ صُفُوفَهُمْ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَقَدَّمَ وَهُوَ جُنُبٌ ثُمَّ قَالَ عَلَى مَكَانِكُمْ فَرَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ مَاءً فَصَلَّى بِهِمْ۔ ......نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی اور لوگوں نے صفیں سیدھی کر لیں، اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آگے بڑھے، جبکہ آپ ﷺ جنبی تھے، اس لیے آپ نے فرمایا: ''تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔'' پھر آپ گھر کی طرف لوٹے، غسل کیا اور پھر لوٹے، جبکہ آپ ﷺ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، پھر آپ نے نماز پڑھائی۔

(صحیح بخاری: ٦٤٠، صحیح مسلم: ٦٠٥) (م،م)

(٨٥٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ زُبَيْدِ بْنِ الصَّلْتِ، أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ

جناب زُبید بن صلت کہتے ہیں: میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

(٨٥٤) مرسل ......أخرجه الامام مالك فى المؤطأ: ١١٢

(٨٥٥) صحيح ...... أخرجه الامام مالك فى المؤطأ: ١١٣

عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِلَى الْجُرُفِ، فَنَظَرَ، فَإِذَا هُوَ قَدِ احْتَلَمَ وَصَلَّى، وَلَمْ يَغْتَسِلْ، فَقَالَ: وَاللَّهِ، مَا أَرَانِي إِلا قَدِ احْتَلَمْتُ وَمَا شَعَرْتُ، وَصَلَّيْتُ وَمَا اغْتَسَلْتُ، فَاغْتَسَلَ وَغَسَلَ مَا رَأَى فِي ثَوْبِهِ، وَنَضَحَ مَا لَمْ يَرَ، وَأَذَّنَ وَأَقَامَ، ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ بَعْدَ ارْتِفَاعِ الضُّحَى مُتَمَكِّنًا۔

کے ساتھ مقام جرف میں گیا۔ ہوا یوں کہ آپ نے نماز پڑھ لی پھر دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ کو احتلام ہوا ہے اور آپ نے غسل نہیں کیا۔ تو آپ نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے احتلام ہونے کا کچھ پتہ نہیں چلا، نہ احساس ہوا اور میں نے تو بغیر غسل کیے نماز پڑھ لی ہے۔ تب آپ نے غسل کیا اور جو نظر آیا کپڑوں پر اسے دھو ڈالا اور جو نظر نہ آ سکا اس پر چھینٹے مار دیئے۔ اذان کہی گئی، پھر تکبیر ہوئی اور آپ نے خوب تسلی سے (صبح کی) نماز پڑھی جبکہ سورج اچھا خاصا بلند ہو چکا تھا۔

شرح: جناب مطیع بن اسود بیان کرتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی (بغیر فرضی غسل کئے، بھول جانے کی بنا پر) پھر غسل کیا اور نماز صبح کو لوٹایا لیکن کسی کو نماز دہرانے کا حکم نہیں دیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ (سنن بیهقی: ۲/ ٤٠٠)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ لوگوں کو بے وضو نماز پڑھا دی۔ پھر یاد آنے پر اپنی نماز لوٹائی لیکن حاضرین میں سے کسی کو لوٹانے کے لئے نہیں کہا۔ (مصنف عبد الرزاق: ٣٦٥٠)

امام بغوی کہتے ہیں: اکثر اہل علم کا قول (فتویٰ) یہی ہے کہ اگر امام بے وضو یا بغیر فرضی غسل کئے بھول کر نماز پڑھا دیتا ہے تو مقتدیوں کی نماز صحیح ہے۔ امام ابن مبارک، مالک اور شافعی کا بھی یہی قول ہے۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ ایسی صورت میں لوگ نماز دہرائیں گے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ امام حماد اور اہل الرائے سے ایسا ہی مروی ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ والے واقعے میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص لباس پہ احتلام کے اثرات دیکھے اور اسے کچھ یاد نہ ہو تو اس واقعہ سے پہلے اس نے جو آخری نیند کی ہے اس کے بعد کی نمازیں دہرائے گا۔ بلا شبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا ہے (کہ آخری نیند کے بعد کی نماز دہرائی ہے) اگر آخری نیند کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی تو صرف غسل کر لے اور کسی نماز کا دہرانا اس پر لازم نہیں ہے۔

(171)...... بَابُ مَنْ صَلَّى وَحْدَهُ ثُمَّ أَدْرَكَ جَمَاعَةً يُصَلِّيهَا مَعَهُمْ

جب کسی آدمی نے اکیلے نماز پڑھ لی پھر جماعت پا لی تو دوبارہ پڑھ سکتا ہے؟

(٨٥٦)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا

(٨٥٦) صحيح ......أخرجه النسائي: ٨٥٧

أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي الدِّيلِ يُقَالُ لَهُ: بُسْرُ بْنُ مِحْجَنٍ......

عَنْ أَبِيهِ مِحْجَنٍ، أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُذِّنَ بِالصَّلَاةِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ، فَصَلَّى وَرَجَعَ، وَمِحْجَنٌ فِي مَجْلِسِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا مَنَعَكَ أَنَّ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ، أَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ))، قَالَ: بَلَى، يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَلَكِنِّي قَدْ كُنْتُ صَلَّيْتُ فِي أَهْلِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ، وَإِنْ كُنْتَ صَلَّيْتَ۔))

سیدنا مجن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا کہ اذان ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے جب واپس آئے تو مجن رضی اللہ عنہ اسی جگہ بیٹھے تھے۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وجہ ہے تم نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟ کیا تو مسلمان نہیں ہے؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! لیکن میں نے اپنے گھر نماز پڑھ لی تھی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر چہ تم نے نماز (اکیلے) پڑھی ہوئی ہو تو جب لوگوں کو پڑھتے پاؤ تو ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔''

شرح اکثر اہل علم کا یہی فتویٰ ہے کہ جب آدمی نے اکیلے نماز پڑھی ہوئی ہو، پھر جماعت مل جائے تو اسے شریک جماعت ہو جانا چاہیے۔ پانچ نمازوں میں سے جو بھی نماز ہو۔حسن بصری، زہری، شافعی، احمد اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہم کا یہی موقف ہے۔

کچھ علماء نے کہا ہے کہ ایسا شخص مغرب اور صبح کے علاوہ باقی نمازیں (ایسی صورت میں) دوبارہ پڑھے گا،نخعی اور اوزاعی اس کے قائل ہیں۔سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا مروی ہے۔امام مالک اور ثوری کا کہنا ہے کہ مغرب کے علاوہ باقی نمازیں دوبارہ پڑھے گا۔مغرب اس لئے نہیں پڑھے گا کہ وہ دن کا وتر ہے (دن کی نمازوں کی رکعات کو طاق بنا دیتی ہے) اگر اسے دوبارہ پڑھا جائے تو تعداد رکعات طاق کی بجائے جفت ہو جاتی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: نماز صبح، نماز عصر اور نماز مغرب کو دوبارہ نہیں پڑھے گا۔اس لئے کہ دوسری نماز نفل ہو گی اور نماز صبح اور عصر کے بعد نفل پڑھنا منع ہیں، جبکہ مغرب دوبارہ پڑھنے سے رکعات کی تعداد جفت ہو جائے گی۔

ابوثور رحمہ اللہ کہتے ہیں: صبح اور عصر کی نمازوں کے علاوہ باقی دوبارہ پڑھے گا۔

(صبح اور عصر کے بعد نماز پڑھنے کی اجازت نہ دینے والوں کی دلیل نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے:((لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ۔)) ......''صبح کی نماز کے

بعد کوئی نماز نہیں حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کے بعد کوئی نماز نہیں تا کہ آنکہ سورج غروب ہو جائے۔''

(صحیح بخاری: ٥٨٦، ١١٨٨، صحیح مسلم: ٨٢٧)

جواز کے قائل ائمہ کے نزدیک مذکورہ بالا حدیث کا اطلاق بغیر کسی سبب کے نفل نماز پڑھنے پر ہوتا ہے، کسی سبب اور عارض کی بنا پر صبح اور عصر کے بعد نفل نماز پڑھی جا سکتی ہے اور یہاں ایک قوی سبب موجود ہے اور وہ ہے نماز باجماعت کی فضیلت اور منقبت کو پانا۔ یہ کیفیت حدیث میں مذکور نہی کے تحت نہیں آتی۔ (بلکہ حدیث ہی میں اجازت وارد ہوئی ہے۔) اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک نماز کو ایک دن میں دوبارمت پڑھو۔'' (حسن صحیح، ابوداود: ٥٧٩، نسائی: ٢/ ١١٤)

اس کا مطلب ہے کہ اپنے طور پر بغیر کسی سبب کے ایک نماز کو دوبارہ نہ پڑھو۔ تاہم کوئی سبب ہو تو دوبارہ پڑھنا جائز ہے جیسے کسی نے پہلے اکیلے نماز پڑھی ہو پھر جماعت پائے یا کسی اکیلے کے ساتھ بطور صدقہ نماز میں شریک ہو تو جائز ہے۔ یا کسی کی امامت کرائے تو بھی جائز ہے۔ ان صورتوں میں پہلی فرض ہو گی اور دوسری مرتبہ پڑھی گئی نماز اکثر علماء کے نزدیک نفلی نماز ہو گی اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے۔ سیدنا جابر بن یزید بن اسود اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج میں تھا۔ ایک روز میں نے آپ کی معیت میں مسجد خیف کے اندر صبح کی نماز پڑھی۔ جب آپ نماز پڑھ چکے اور چہرہ مبارک لوگوں کی طرف کیا تو دیکھا کہ دو آدمی لوگوں کے آخر میں موجود ہیں اور انھوں نے جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ آپ نے انھیں بلوایا۔ انھیں آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو ان کی یہ حالت تھی کہ ان کے پٹھے کانپ رہے تھے۔ آپ نے پوچھا: ''تمھیں کیا رکاوٹ تھی کہ ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟'' انھوں نے کہا: ہم اپنی منزل میں نماز پڑھ آئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''ایسے نہ کیا کرو۔ جب تم میں سے کوئی اپنی منزل میں نماز پڑھ چکا ہو پھر مسجد میں اسے جماعت مل جائے تو اس کے ساتھ بھی مل کر پڑھے، یہ اس کے لئے نفل ہو گی۔''

(صحیح، ابوداود: ٥٧٥، ترمذی: ٢١٩، نسائی: ١١٢/٢)

سعید بن مسیّب کہتے ہیں: پہلی نماز نفل ہو گی اور دوسری فرض۔ سیدنا یزید بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم نماز کے لئے آؤ اور لوگوں کو نماز میں پاؤ تو ان کے ساتھ مل کر پڑھو اگر چہ اکیلے پڑھ چکے ہو۔ یہ تمھارے لئے نفل ہو جائے گی اور وہ (پہلی نماز) فرض۔'' (ضعیف، ابوداود: ٥٧٧)

جو علمائے کرام پہلی نماز کو فرض سمجھتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ آپ کے فرمان (وَهٰذِهٖ مَكْتُوْبَةٌ) سے مراد یہ ہے کہ پہلی نماز فرض ہے۔ ایک آدمی نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: میں گھر میں نماز پڑھ کر آتا ہوں پھر امام کو پڑھتے ہوئے پاتا ہوں اور ان کے ساتھ بھی پڑھ لیتا ہوں تو میری نماز (فرض) کونسی ہو گی؟ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا یہ تیری ذمہ داری ہے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے جس کو چاہے فرض کے طور پر قبول کر لے اور جس کو چاہے بطورِ نفل شرف

قبولیت سے نوازے۔

یہ بھی مروی ہے کہ ایک سائل کے جواب میں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کی پہلی نماز بطورِ فرض ہوگی۔ جو علماء دوسری نماز کو نفل سمجھتے ہیں ان میں سے کچھ کا یہ کہنا ہے کہ مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد اگر جماعت میسر آجائے تو اسے چاہیے کہ دوبارہ پڑھ لے اور ساتھ ایک رکعت زائد پڑھ کر نماز کو جفت بنا لے اس لئے کہ نوافل جفت ہوتے ہیں۔

جناب صلہ بن زفر کہتے ہیں: میں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا، ہم مسجد میں داخل ہوئے، نماز ظہر کی تکبیر ہو رہی تھی۔ انھوں نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی حالانکہ پہلے پڑھ چکے تھے، ایسا ایک مرتبہ نماز عصر اور نماز مغرب کے وقت بھی ہوا۔ نماز مغرب میں آپ نے ایک رکعت مزید پڑھ کر نماز کو جفت کرلیا۔

(172)......بابُ مَنْ صَلَّى مَرَّةً ثُمَّ أَمَّ قَوْمًا فِي تِلْكَ الصَّلَاةِ

ایک شخص نماز پڑھ کر پھر اسی نماز کی امامت دوسرے لوگوں کی کرے

(۸۵۷)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، وَأَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَنَا الرَّبِيعُ، أَنَا الشَّافِعِيُّ، أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى قَوْمِهِ، فَيُصَلِّي لَهُمُ الْعِشَاءَ، وَهِيَ لَهُ نَافِلَةٌ۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشاء پڑھتے، پھر واپس آکر اپنی قوم کو نماز پڑھاتے تھے اور یہ ان کی نفل ہوتی۔

(۸۵۸)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، نَا أَبُو عِيسَى، نَا قُتَيْبَةُ، نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى قَوْمِهِ فَيَؤُمُّهُمْ۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز مغرب پڑھتے، پھر واپس آکر اپنی قوم کو نماز پڑھاتے۔

تشریح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث مبارکہ میں دلیل ہے کہ جو شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا

---

(۸۵۷) انظر الحدیث التالی

(۸۵۸) أخرجه البخاری: ۷۱۱، و رواہ مسلم: ٤٦٥ بذکر صلاة العشاء، وھو المعروف فی ھذا الحدیث

ہے پھر اسے دوسری جماعت مل جاتی ہے تو دوسری مرتبہ شریک نماز ہو تو درست ہے نیز وہ ان کی امامت بھی کرا سکتا ہے۔

فائدہ: امام بغوی رحمہ اللہ کی بات اس صورت میں درست ہے کہ کوئی سبب ہو تو دوبارہ پڑھنا جائز ہے۔ جیسے کسی نے پہلے اکیلے نماز پڑھی ہو پھر جماعت پائے یا کسی اکیلے کے ساتھ بطور صدقہ نماز میں شریک ہو تو جائز ہے۔ یا کسی کی امامت کرائے تو بھی جائز ہے۔ ان صورتوں میں دوسری مرتبہ پڑھی گئی نماز اس کے لئے نفلی نماز ہوگی۔ بغیر کسی سبب کے ایک نماز کو دوبارہ نہ پڑھا جائے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ذکر ہے۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ ایک جگہ مقتدی ہوتے اور دوسری جگہ امام ہوتے تھے جبکہ امام بغوی کہتے ہیں: ایک جگہ بطور مقتدی جماعت کے ساتھ نماز پڑھے تو دوسری جگہ بھی بطورِ مقتدی ہی نماز پڑھ لے۔ ہمارے علم کے مطابق ایسا درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم (ع، س)

اس حدیث میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ فرض پڑھنے والا شخص نفل پڑھنے والے کی اقتدا میں نماز پڑھ سکتا ہے۔ دیکھئے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی دوسری نماز نفل ہوتی اور لوگوں کی فرض ہوتی تھی۔ جناب عطاء، طاؤس، اوزاعی، شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ ان بزرگوں کا کہنا ہے کہ امام اور مقتدی کی نیت کے مختلف ہونے سے مقتدی کی نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ مروی ہے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا تو عصر کی نماز ہو رہی تھی اس نے سمجھا شاید ظہر کی نماز ہو رہی ہے اس نے نماز پڑھ لی، یہ مسئلہ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا: اس کی نماز درست ہے۔

اہل الرائے کا خیال ہے کہ امام اور مقتدی کی نیت میں اختلاف ہو تو مقتدی کی نماز درست نہیں ہوتی ماسوائے ایک صورت کے کہ فرض پڑھانے والے امام کے پیچھے کوئی نفل پڑھے، ایک گروہ کا خیال ہے کہ امام اور ماموم (مقتدی) کی نیتیں مختلف ہوں تو کسی صورت میں بھی نماز درست نہ ہوگی، اس موقف کے حامل زہری، ربیعہ اور مالک رحمہم اللہ ہیں، جبکہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں آیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تھے تو آپ نے فرمایا: ((أَيُّكُمْ يَتَّجِرُ عَلَى هٰذَا؟)) فَقَامَ رَجُلٌ فَصَلَّى مَعَهُ۔ ...... "کون اس کے ساتھ تجارت کرے گا؟" تو ایک آدمی نے اس کے ساتھ نماز ادا کی۔ (صحیح، ترمذی: ۲۲۰، ابوداود: ۵۷۴)

(۸۵۹)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصَرَ رَجُلا يُصَلِّي وَحْدَهُ، فَقَالَ: ((أَلا مَنْ رَجُلٍ يَتَصَدَّقُ عَلَى هٰذَا فَيُصَلِّيَ مَعَهُ۔))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: "کیا کوئی آدمی اس پر صدقہ نہیں کر سکتا کہ اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھے؟"

(۸۵۹) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۵۷۴، والترمذی: ۲۲۰

شرح اس حدیث میں دلیل ہے کہ جس شخص نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی ہو وہ دوسری جماعت کے ساتھ پھر نماز پڑھ سکتا ہے اور یہ کہ ایک مسجد میں دوسری مرتبہ جماعت کرانا جائز ہے۔حضرات صحابہ اور تابعین میں سے اکثر کا یہی موقف ہے۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ مسجد تشریف لائے، نماز ہو چکی تھی تو انھوں نے اذان کہی، پھر اقامت کہی اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھی۔امام احمد اور اسحاق اسی بات کے قائل ہیں۔کچھ علماء نے ایک مسجد میں دوسری بار جماعت کرانے کو ناپسند جانا ہے اور دوسری مرتبہ جماعت کرانے کی بجائے اکیلے نماز پڑھنے کو پسند کیا ہے۔سفیان ثوری، مالک، ابن المبارک، شافعی اور اہل الرائے اس موقف کے قائلین ہیں۔

فائدہ: شاید ان کی نظر اس پہلو پر ہے کہ لوگوں میں پہلی جماعت کی اہمیت قائم رہے اور وہ اس سے غافل نہ ہوں۔ بہر حال درج بالا صحیح روایات سے دوسری جماعت کا جواز ثابت ہوتا ہے، لیکن اس جواز کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر نماز کے وقت دو تین تین جماعتوں کے سلسلے قائم کر لیے جائیں، مسلمان کو اتنی غفلت زیب نہیں دیتی۔ (ع،س)

(173)......بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ

عورتوں کا مساجد میں جانا

(٨٦٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّاوُدِيُّ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى بْنِ الصَّلْتِ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْهَاشِمِيُّ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ، نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا تَمْنَعُوْا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ، وَلْيَخْرُجْنَ تَفِلاتٍ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے مت روکو، لیکن انھیں چاہیے کہ زیب وزینت کے بغیر نکلیں۔''

شرح اس حدیث میں دلیل ہے کہ خواتین مساجد میں نماز کے لئے آ سکتی ہیں لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ خوشبو وغیرہ لگانے کے بغیر (باپردہ اور سادہ لباس میں) آئیں۔

(تفلاتٍ) ''خوشبو کے بغیر'' مراد یہ ہے کہ سادہ کیفیت میں۔لفظ (تفل) کا معنی بدبو ہے، جس عورت نے خوشبو اور زیب وزینت نہ لگائی ہو اسے اِمْرَأَة تفلةٌ کہتے ہیں۔سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو خوشبو لگا کر نہ آئے۔'' (صحیح مسلم: ٤٤٣)

(٨٦٠) حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ٥٦٥

(٨٦١)۔ أَخْبَرَنَا السَّيِّدُ أَبُو الْمَعَالِي جَعْفَرُ بْنُ حَيْدَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ الْعَلَوِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَارِسِيُّ، أَنَا أَبُو سَهْلٍ بِشْرُ بْنُ أَحْمَدَ الإِسْفَرَايِينِيُّ، نَا أَبُو سُلَيْمَانَ دَاوُدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْبَيْهَقِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الآخِرَةَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس عورت نے خوشبو لگا رکھی ہو وہ ہمارے ساتھ نماز عشاء پڑھنے کے لئے نہ آئے۔''

(٨٦٢)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا اسْتَأْذَنَكُمْ نِسَاؤُكُمْ بِاللَّيْلِ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَأْذَنُوا لَهُنَّ۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تمھاری خواتین رات کے وقت مسجد آنے کی اجازت طلب کریں تو انھیں اجازت دے دو۔''

تشریح: بعض اہل علم حدیث ہٰذا کے عموم ''اللہ کی بندیوں کو مساجد سے مت روکو'' سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ خاوند کو حج پہ جانے سے بیوی کو نہیں روکنا چاہیے کیونکہ حج پہ جانا بڑی مسجد، مسجد حرام کی طرف نکلنا ہے۔

فائدہ: حج پہ جانے کے لئے صحیح روایات میں محرم کا ہونا شرط ہے لہٰذا علماء کا یہ استدلال نص کے مقابل ہونے کی وجہ سے درست نہیں۔ (ع،س)

(٨٦٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ: لَوْ أَدْرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ

زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: اب خواتین نے جو امور ایجاد کر رکھے ہیں، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ لیا ہوتا تو آپ اِن کو مسجد سے روک

(٨٦١) أخرجه مسلم: ٤٤٤

(٨٦٢) أخرجه البخاري: ٨٦٥، و مسلم: ٤٤٢

(٨٦٣) أخرجه البخاري: ٨٦٩، و مسلم: ٤٤٥

النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ، كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ، قَالَ يَحْيَى: فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ: أَوَمُنِعَ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ الْمَسْجِدِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ۔

دیتے، جیسے بنو اسرائیل کی خواتین کو روک دیا گیا تھا۔ یحییٰ نے کہا: میں نے عمرہ سے کہا: کیا بنو اسرائیل کی خواتین کو مسجد سے روک دیا گیا تھا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔

(٨٦٤)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْفَاشَانِيُّ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَنَا عَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ، حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا تَمْنَعُوا نِسَائَكُمُ الْمَسَاجِدَ، وَبُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی خواتین کو مساجد سے نہ روکا کرو، البتہ ان کے لیے بہتر ان کے گھر ہی ہیں۔“

(٨٦٥)۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُئِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا ابْنُ الْمُثَنَّى، أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُوَرِّقٍ، عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((صَلاةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا، أَفْضَلُ مِنْ صَلاتِهَا فِي حُجْرَتِهَا، وَصَلاتُهَا فِي مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلاتِهَا فِي بَيْتِهَا۔))

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورت کا اپنے گھر کے صحن کی بہ نسبت اندرونی حصے میں نماز پڑھنا بہتر ہے اور اندرونی حصے کی بہ نسبت گھر کے اندر والے مخصوص چھوٹے کمرے میں نماز ادا کرنا اور افضل ہے۔“

شرح: مَخْدَع: وہ اندر والا چھوٹا کمرہ یا گھر کا حصہ جس میں عمدہ چیزیں چھپائی جاتی ہیں۔

---

(٨٦٤) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٥٦٧

(٨٦٥) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٥٧٠